6

وما ینطق عن الھوی ۞ ان ھو الا وحی یوحی

16

الله رسول محمد

سلسلة خدمة الحديث النبوي

احادیث مبارکہ کا عظیم ترین مجموعہ

شرح السنة

تالیف:

أبو محمد الحسين بن مسعود البغوي

٤٣٣ — ٥١٦ ھ

ترجمہ: ابو ثمامہ محمد عبد اللہ سلیم حفظہ اللہ تحقیق و تخریج: ابو القاسم محمد محفوظ اعوان حفظہ اللہ

نظر ثانی: عبد اللہ یوسف ذہبی حفظہ اللہ تقریظ: شیخ الحدیث عبد اللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

انصار السنہ پبلیکیشنز۔ لاہور

فہرست مضامین

(36)......كِتَابُ الرُّؤْيَا

(37)......كِتَابُ الإِسْتِئْذَانِ

خوابوں کا بیان

اجازت حاصل کرنے کا بیان

(38)......كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ

حسن سلوک اور صلہ رحمی کرنے کا بیان

(39)……كِتَابُ الْفَضَائِلِ

فضائل کا بیان

(34)......كِتَابُ اللِّبَاسِ

لباس کی کتاب

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا بَنِي آدَمَ قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِي سَوْءَاتِكُمْ وَرِيْشًا﴾ ......"اے آدم کی اولاد! بے شک ہم نے تم پر لباس اتارا ہے جو تمھاری شرمگاہوں کو چھپاتا ہے۔" (سورۂ اعراف: ٢٦)

"رِيْشًا" کو "رِيَاشًا" بھی پڑھا گیا ہے، قتیبی نے کہا: "الرِّيشُ وَالرِّيَاشُ" سے مراد ظاہری لباس ہے۔

ایک قول کے مطابق "رِيْشًا" کے معنی خوشحالی اور روزی کے ہیں۔ مجاہد نے کہا: "رِيْشًا" کے معنی مال اور ہر چیز کے ہیں جو انسان کو ڈھانپ لے، اسی سے پرندے کے پروں کو "رِيْش" کہتے ہیں۔ جب بندہ مال والا ہو جائے اور اس کے حالات اچھے ہو جائیں تو کہتے ہیں: "تَرَيَّشَ الرَّجُلُ"۔

(٢٩٦٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا مُعَاذٌ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنْ يَلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کپڑے دھاری دار سب سے زیادہ پسند تھے۔

(٢٩٦٧)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا أَبُو يَعْلَى هُدْبَةُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، ......

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قُلْتُ: أَيُّ اللِّبَاسِ كَانَ أَحَبَّ، أَوْ أَعْجَبَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: الْحِبَرَةُ۔

جناب قتادہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے کہا: کون سا لباس رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند تھا؟ انھوں نے کہا: دھاری دار۔

(٢٩٦٦) أخرجه البخاري: ٥٨١٣، ومسلم: ٢٠٧٩

(٢٩٦٧) أخرجه البخاري: ٥٨١٣، ومسلم: ٢٠٧٩

(۲۹۶۸)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقَمِيصُ۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ قمیض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ پسندیدہ لباس تھا۔

(۲۹۶۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ أَيُّوبَ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو تُمَيْلَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أُمِّهِ......

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ أَحَبَّ الثِّيَابِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَلْبَسُهُ الْقَمِيصُ۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے پسندیدہ لباس لگتا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قمیض پہنیں۔

(1)......بَابُ الْجُبَّةِ

جبہ کا بیان

(۲۹۷۰)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَبِسَ جُبَّةً رُومِيَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ۔

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنگ آستینوں والا رومی جبہ زیب تن کیا۔

شرح: ایک روایت میں ہے کہ یہ جبہ اون کا تھا۔

(۲۹۷۱)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا هَنَّادٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

(۲۹۶۸) صحيح ...... أخرجه ابوداود: ٤٠٢٥، والترمذي: ١٧٦٤، وابن ماجه: ٣٥٧٥

(۲۹۶۹) انظر الحديث السابق

(۲۹۷۰) أخرجه البخاري: ٥٧٩٨، ٥٧٩٩، ومسلم: ٢٧٤

(۲۹۷۱) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣٣٣٦، والترمذي: ١٣٠٥، والنسائي: ٤٦٠٦، وابن ماجه: ٢٢٢٠

عَـنْ سُـوَيْـدِ بْـنِ قَيْـسٍ، قَـالَ: جَلَبْتُ أَنَـا وَمَـخْـرَمَةُ الـعَبْـدِيُّ بَزًّا مِنْ هَجَرَ إِلَى مَكَّةَ، فَـأَتَـانَـا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَـاشْتَرَى سَرَاوِيل، وَثَمَّ وَزَّانٌ يَزِنُ بِالأَجْرِ، فَقَالَ: ((إِذَا وَزَنْتَ فَأَرْجِحْ۔))

سیدنا سوید بن قیس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اور مخرمہ عبدی ہجر سے کپڑا خرید کر مکہ مکرمہ لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ نے شلوار خریدی، وہاں اجرت پر ایک وزن کرنے والا آدمی موجود تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''جب وزن کرے تو ذرا زیادہ تولا کر۔''

(2)......بَابُ تَقْصِيرِ الثِّيَابِ

کپڑوں کو مختصر اور چھوٹا رکھنے کا بیان

(۲۹۷۲)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُـو مُـحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ بُدَيْلٍ الْعُقَيْلِيِّ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَـنْ أَسْـمَـاءَ بِـنْـتِ يَـزِيـدَ، قَالَتْ: كَانَ كُمُّ قَمِيصِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الرُّصْغِ۔

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض کی آستین کلائی تک ہوتی تھی۔

شرح: ''الرُّصْغ'' سے مراد ہتھیلی اور بازو کے درمیان کا جوڑ ہے، جس کو کلائی اور گٹا کہتے ہیں۔

(۲۹۷۳)۔حَـدَّثَـنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُـو مُـحَـمَّـدٍ عَبْـدُ الـلّٰـهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، أَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى السَّاجِيُّ......

حَـدَّثَـنَـا عَبْـدُ الـلّٰـهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَجَّاجِ الـصَّـوَّافُ، بِهَـذَا الإِسْنَـادِ وَقَـالَ: كَـانَ يَدُ قَمِيصِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَسْفَلَ مِنَ الرُّصْغِ۔

سابقہ حدیث کی سند کے ساتھ یہی روایت مروی ہے، اس کے الفاظ یہ ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض کا بازو کلائی سے نیچے تک ہوتا تھا۔

(۲۹۷٤)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ الْـمَـخْـلَـدِيُّ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـعَبَّـاسِ مُـحَـمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ،

(۲۹۷۲) ضعیف ...... أخرجه ابوداود: ٤٠٢٧، والترمذی: ۱۷٦٥

(۲۹۷۳) انظر الحدیث السابق ......أخرجه ابوالشیخ فی ''اخلاق النبی ﷺ'': صـ ۱۰۷

(۲۹۷٤) أخرجه البخاری: ٥٧٨٣، ومسلم: ۲۰۸٥

حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنَّهُ قَالَ: ((إِنَّ الَّذِي يَجُرُّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لا يَنْظُرُ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹے گا، اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔''

(۲۹۷۵)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نَافِعٍ ، وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ ، وَعَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، كُلُّهُمْ يُخْبِرُونَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنا کپڑا گھسیٹتا ہے۔''

(۲۹۷۶)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: ((لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس آدمی کی طرف نہیں دیکھے گا جو تکبر سے اپنا ازار گھسیٹتا ہے۔''

تشریح سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الإِسْبَالُ فِي الإِزَارِ ، وَالْقَمِيصِ ، وَالْعِمَامَةِ ، مَنْ جَرَّ مِنْهَا شَيْئًا خُيَلَاءَ ، لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) ......''ازار، قمیض اور پگڑی، ان میں سے ہر چیز میں اسبال ہے، لہٰذا جو آدمی تکبر سے ان میں کوئی لباس گھسیٹے گا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔'' (صحیح، ابوداود ٤٠٩٤، ابن ماجہ: ٣٥٧٦)

(۲۹۷۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ......

(۲۹۷۵) انظر الحديث السابق

(۲۹۷٦) أخرجه البخاري: ٥٧٨٨ ، ومسلم: ٢٠٨٧

(۲۹۷۷) أخرجه البخاري: ٥٧٨٤ ، ورواه مسلم: ٢٠٨٥ دون ذكر ابى بكر الصديق

عَـنْ سَـالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنَ الْـخُيَـلَاءِ، لَمْ يَنظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))، قَـالَ أَبُـو بَـكْـرٍ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَحَدَ شِقَّىْ إِزَارِي يَسْتَـرْخِـي، إِلا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَـقَـالَ الـنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّكَ لَسْتَ مِمَّنْ يَصْنَعُ لِلْخُيَلَاءِ))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی تکبر سے اپنا ازار گھسیٹے گا، اللہ تعالی روزِ قیامت اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔'' سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے ازار کی ایک جانب ڈھیلی پڑ جاتی ہے، الا یہ کہ میں اس کا بہت خیال رکھوں، (اب اس کے بارے میں میرے لیے کیا حکم ہے)؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیشک تم ان میں سے نہیں ہو، جو تکبر کی وجہ سے ایسا کرتے ہیں۔''

(3)......بَابُ مَوْضِعِ الْإِزَارِ

ازار کی حد

(۲۹۷۸)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُـرَيْـحٍ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْقَـاسِـمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ نُذَيْرٍ......

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَضَلَةِ سَاقِي، أَوْ سَاقِهِ، هٰكَذَا قَـالَ أَبُـو إِسْـحَـاقَ، فَـقَـالَ: ((هٰذَا مَوْضِعُ الإِزَارِ، فَإِنْ أَبَيْتَ فَهٰذَا، وَطَأْطَأَ قَبْضَةً، فَإِنْ أَبَيْـتَ فَهٰذَا، وَطَأْطَأَ قَبْضَةً، فَإِنْ أَبَيْت، فَلا حَقَّ لِلإِزَارِ فِي الْكَعْبَيْنِ۔))

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پٹھوں کے نصف پر ہاتھ رکھا اور فرمایا: ''یہ ازار کی حد ہے، اگر تو انکار کرے تو پھر یہ حد ہو گی، ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھ نیچے کر دیا اور پھر فرمایا: اگر تو اس پر بھی عمل نہ کرے تو پھر یہ حد ہو گی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھ ہاتھ نیچے کر دیا، لیکن ٹخنوں کا ازار میں کوئی حق نہیں ہے۔''

(۲۹۷۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الطَّيِّبِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَلَاءِ الْعَلَائِيُّ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ الْمُفَضَّلُ بْـنُ إِسْـمَـاعِيـلَ بْـنِ أَحْـمَـدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الإِسْمَاعِيلِيُّ، بِجُرْجَانَ، حَدَّثَنَا جَدِّي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْـرَاهِيـمَ الإِسْـمَـاعِيـلِـيُّ، أَخْبَرَنَا يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ مَرْزُوقٍ،

(۲۹۷۸) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۱۷۸۳، والنسائي: ۵۳۴۴، وابن ماجه: ۳۵۷۲

(۲۹۷۹) اسناده ضعيف ......أخرجه الامام احمد في المسند مختصرا: ۲۳۱۴۷

أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، ......

عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَمَّتِهِ عَنْ عَمِّهَا، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي وَعَلَيَّ بُرْدٌ لِي أَجُرُّهُ، قَالَ: فَقَالَ لِي رَجُلٌ: ((ارْفَعْ ثَوْبَكَ، فَإِنَّهُ أَنْقَى وَأَبْقَى)) قَالَ: فَنَظَرْتُ فَإِذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: إِنَّمَا هِيَ بُرْدَةٌ مَلْحَاءُ، قَالَ: أَمَا لَكَ فِيَّ أُسْوَةٌ؟ قَالَ: فَنَظَرْتُ فَإِذَا إِزَارُهُ إِلَى نِصْفِ سَاقَيْهِ۔

اشعث بن سلیم اپنی پھوپھی سے اور وہ اپنے چچا سے بیان کرتی ہیں، وہ کہتے ہیں: میں چل رہا تھا، جبکہ میں نے ایک چادر زیبِ تن کی ہوئی تھی اور اس کو گھسیٹ رہا تھا، ایک آدمی نے مجھے کہا: ''اپنا کپڑا اوپر اٹھا لو، اس سے وہ صاف رہے گا اور باقی بھی رہے گا۔'' جب میں نے دیکھا تو وہ تو رسول اللہ ﷺ تھے، میں نے کہا: یہ تو مائل بہ سفیدی نیلی چادر ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے لیے میرے اندر کوئی نمونہ نہیں ہے؟'' جب میں نے دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کا تہبند نصف پنڈلیوں تک تھا۔

شرح مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان سے کہا، جو اپنے ازار کو زمین پر گھسیٹ رہا تھا: اے بھتیجے! اپنے کپڑے کو اوپر اٹھا لے، کیونکہ ایسا کرنے سے تیرا کپڑا ابھی باقی رہے گا اور تیرے ربّ کے لیے تقوی بھی زیادہ ہوگا۔''

(۲۹۸۰)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنِ الْعَلاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيه، أَنَّهُ قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ عَنِ الإِزَارِ، فَقَالَ: أَنَا أُخْبِرُكُمْ بِعِلْمٍ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِزْرَةُ الْمُؤْمِنِ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، لا جُنَاحَ عَلَيْهِ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَيْنِ، مَا أَسْفَلَ مِنْ ذَلِكَ، فَفِي النَّارِ)) قَالَ ذَلِكَ ثَلاثَ مَرَّاتٍ، ((وَلا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا۔))

جنابِ عبد الرحمٰن سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ازار کے بارے میں سوال کیا، انھوں نے کہا: میں تم کو اس بارے میں علمی بات بتلاتا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ''مومن کا ازار اس کی نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے، نصف پنڈلی سے ٹخنے تک تو کوئی گناہ نہیں ہے، لیکن جو حصہ اس سے نیچے ہوگا، وہ آگ میں ہوگا۔'' آپ ﷺ نے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی اور پھر فرمایا: ''اللہ تعالی روزِ قیامت اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جس نے از راہ فخر اپنے ازار کو گھسیٹا۔''

(۲۹۸۰) صحیح ......أخرجه ابوداد: ۴۰۹۳، وابن ماجه: ۳۵۷۳

(٢٩٨١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الإِزَارِ فِي النَّارِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ازار کا جو حصہ ٹخنوں سے نیچے ہوگا، وہ حصہ جہنم میں ہوگا۔“

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: ”پس وہ جہنم میں ہوگا۔“ اس کی دو تاویلیں کی جا سکتی ہیں: (١) ایسا فعل کرنے والے آدمی کے ٹخنے کا جو حصہ کپڑے میں چھپے گا، اس کے ٹخنے کا وہ حصہ جہنم میں ہوگا، یہ اس کے اس فعل کی سزا ہوگی۔ (٢) ایسے شخص کا یہ فعل جہنم میں ہوگا، یعنی اس شخص کا شمار اہل جہنم میں سے ہوگا۔

عبدالعزیز بن ابورواد کہتے ہیں: میں نے امام نافع سے کہا: آپ کا اس فرمانِ نبوی کے بارے میں کیا خیال ہے کہ ”ٹخنوں سے نیچے والا ازار جہنم میں ہوگا“ کیا یہ ازار کا حصہ جہنم میں ہوگا یا قدم کا حصہ جہنم میں ہوگا؟ انھوں نے کہا: اس میں ازار کا کیا گناہ ہے (کہ وہ جہنم میں جائے)۔

امام زہری کے بھائی عبداللہ بن مسلم نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ ان کا ازار نصف پنڈلی تک، قمیض ازار سے اوپر تک اور چادر قمیض سے اوپر ہوتی تھی۔ (یعنی قمیض نصف پنڈلی سے اوپر ہوتی تھی اور اگر چادر اوڑھتے تو وہ قمیض سے بھی مختصر ہوتی تھی)۔

(4)......بَابُ الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِيْ جَرِّ الْإِزَارِ وَإِسْبَالِ الثَّوْبِ لِيَكُوْنَ أَسْتَرَ لَهُنَّ وَالنَّهْيِ عَنِ الرَّقِيْقِ مِنَ الثِّيَابِ

عورتوں کے تہبند کو گھسیٹنے اور کپڑے کو لٹکانے کا بیان، تاکہ یہ چیز ان کے لیے زیادہ پردے والے ثابت ہو اور باریک کپڑے سے ممانعت کا بیان

(٢٩٨٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ، أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

زوجۂ رسول سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار کا ذکر کیا تو انھوں نے کہا: اے اللہ کے

(٢٩٨١) أخرجه البخاري: ٥٧٨٧

(٢٩٨٢) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤١١٧، والترمذي: ١٧٣١، والنسائي: ٥٣٣٨

قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ حِينَ ذَكَرَ الإِزَارَ: فَالْمَرْأَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ؟ قَالَ: ((تُرْخِي شِبْرًا)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ: إِذًا يَنْكَشِفُ عَنْهَا ، قَالَ: ((فَذِرَاعًا لا تَزِيدُ عَلَيْهِ۔))

رسول! عورت کے بارے میں کیا حکم ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اپنے تہبند کو ایک بالشت لٹکا لیا کرے۔'' سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: تب تو کپڑا اس کے وجود سے ہٹ سکتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر ایک ہاتھ لٹکا لے اور اس سے زیادہ نہ کرے۔''

شرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اللہ تعالیٰ پہلے والی مہاجر خواتین پر رحم کرے، جب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نازل ہوا: ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ ...... ''اور اپنی اوڑھنیاں اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں۔'' (سورۂ نور: ۳۱) تو ان خواتین نے ازار والی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنا لیں۔ (صحيح بخاری : ٤٧٥٨)

''مِرْط'' سے مراد وہ چادر ہے جس سے ازار بنایا جاتا ہے۔

(٢٩٨٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّهُ قَالَ: نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلاتٌ مُمِيلاتٌ ، لا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ ، وَلا يَجِدْنَ رِيحَهَا ، وَرِيحُهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: لباس پہن لینے کے باوجود ننگی خواتین، جو مردوں کی طرف مائل ہونے والی اور ان کو مائل کرنے والی ہوتی ہیں، وہ نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی، جبکہ جنت کی خوشبو پانچ سو برس کی مسافت سے پائی جاتی ہے۔

شرح روایت ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن، سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں اور انھوں نے باریک دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا، سیدہ نے اس کو پھاڑ دیا اور ان کو موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ (بیهقی : ٣٢٦٥، مؤطا امام مالك : ٢/ ٩٣١)

(5)......بَابُ إِطْلَاقِ الْإِزَارِ
بٹن کھول کر رکھنے کا بیان

(٢٩٨٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قُشَيْرٍ......

(٢٩٨٣) أخرجه مسلم: ٢١٢٨

(٢٩٨٤) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٠٨٢ ، وابن ماجه: ٣٥٧٨

حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ مِنْ مُزَيْنَةَ فَبَايَعُوهُ، وَإِنَّهُ لَمُطْلَقُ الأَزْرَارِ، فَأَدْخَلْتُ يَدِي فِي جَيْبِ قَمِيصِهِ، فَمَسَسْتُ الْخَاتَمَ قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا رَأَيْتُ مُعَاوِيَةَ وَلا ابْنَهُ قَطُّ فِي شِتَاءٍ وَلا حَرٍّ إِلا مُطْلِقَيْ أَزْرَارِهِمَا۔

سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں بنومزینہ قبیلے کی ایک جماعت کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، ان افراد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیض کے بٹن کھلے ہوئے تھے، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان سے اپنا ہاتھ داخل کیا اور مہرِ نبوت کو چھوا۔ عروہ کہتے ہیں: میں نے سردی اور گرمی کے موسم میں جب بھی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کو دیکھا، ان کے بٹن کھلے ہوئے ہوتے تھے۔

(6)......بَابُ النَّهْيِ عَنْ اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ
"اِشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ" سے ممانعت کا بیان

فائدہ: "اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء" (گونگی بکل) سے کیا مراد ہے؟ حافظ ابن حجر نے کہا: اہلِ لغت کہتے ہیں: کسی شخص کا ایک کپڑے کو اپنے جسم پر اس طرح لپیٹنا کہ نہ تو وہ اس سے کسی جانب کو بلند کرتا ہو اور نہ اتنی جگہ باقی ہو کہ اس کا ہاتھ نکل سکے۔ ابن قتیبہ نے کہا: "صـمّـاء" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کی صورت تمام سوراخوں کو بند کر دیتی ہے، اس طرح وہ سخت چٹان کی طرح ہو جاتی ہے، جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔

جبکہ فقہا نے کہا: آدمی اپنے جسم پر کپڑا لپیٹے اور پھر اس کا ایک کنارہ اٹھا کر کندھے پر رکھ دے اور اس طرح اس کی شرم گاہ ننگی ہونے لگے۔ (فتح الباری: ۱/ ۶۲۹) سنن ابی داود (۴۰۸۰) کی روایت سے اس معنی کی تائید ہوتی ہے، اس میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لباس کی دو قسموں سے منع کیا ہے: آدمی کا اس طرح گوٹھ مارنا کہ اوپر سے اس کی شرمگاہ ننگی ہو رہی ہو اور اس طرح کپڑا پہننا کہ ایک جانب ننگی رہ جائے اور کپڑا کندھے پر ڈال دے۔

اگرچہ اس حدیث کے ایک راوی سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی تعریف، فقہا کی تعریف سے ملتی جلتی ہے، لیکن علامہ عظیم آبادی کہتے ہیں: لفظ "صَـمَّـاء" کو سامنے رکھا جائے تو اس معنی کی گنجائش نہیں ملتی، اصمعی کا بیان کردہ معنی اس لفظ کے زیادہ قریب ہے، وہ کہتے ہیں: آدمی کا ایک کپڑے سے اپنا سارا جسم اس طرح ڈھانپ لینا کہ ہاتھ نکالنے کے لیے بھی کوئی سوراخ نہ بچے اور اس طرح وہ اپنے ہاتھوں سے موذی چیزوں سے دفاع نہ کر سکے۔ (عون المعبود: ۱/ ۱۱۲۲) (م،م)

(۲۹۸۵)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ الْمَكِّيِّ......

(۲۹۸۵) أخرجه مسلم: ۲۰۹۹

عَـنْ جَـابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السُّلَمِيِّ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يَأْكُلَ الـرَّجُلُ بِشِمَالِهِ ، أَوْ يَمْشِيَ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ ، وَأَنْ يَشْتَـمِـلَ الـصَّمَّاءَ ، أَوْ يَحْتَبِيَ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ كَاشِفًا عَنْ فَرْجِهِ۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ سُلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کہ آدمی اپنے بائیں ہاتھ سے کھائے یا ایک جوتے میں چلے یا "اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء" کرے یا ایک کپڑے میں اس طرح گوٹھ مارے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہو جائے۔

شرح "اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء" سے مراد یہ ہے کہ آدمی ایک کپڑا ڈھانپ لے اور اس کا کوئی حصہ اوپر کو نہ اٹھائے۔

قتیبی نے کہا: "صَمَّاء" کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ صورت سارے جسم کو ڈھانپ لیتی ہے اور ہاتھوں اور پاؤں کے لیے تمام سوراخ بند ہو جاتے ہیں، اس طرح وہ سخت چٹان کی طرح ہو جاتی ہے، جس میں کوئی سوراخ نہیں ہوتا۔

اس حال میں گوٹھ مارنا کہ شرمگاہ ننگی ہو رہی ہو، اس سے مراد یہ ہے کہ آدمی ایک کپڑے میں گوٹھ مارے، اس کی ٹانگیں اس کے پیٹ سے جدا ہوں اور اس کی شرمگاہ ننگی ہو رہی ہو، یہ اس وقت ہو گا کہ جب کپڑا اتنا بڑا نہیں ہو گا کہ شرمگاہ پر بھی لٹکایا جا سکے۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب کپڑا اتنا وسیع ہو کہ شرمگاہ ننگی نہ ہو تو گوٹھ مارنے میں کوئی حرج نہیں ہے، سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر سے گوٹھ مارا ہوا تھا اور اس کی جھالر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر لگ رہی تھی۔ (ضعیف، ابوداود: ٤٠٧٥)

(٢٩٨٦)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْخِرَقِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُـمَرَ الْجَوْهَرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْـنُ جَـعْـفَـرٍ ، عَـنْ سَـعْـدِ بْـنِ سَـعِيـدِ بْـنِ قَيْـسٍ الأَنْصَارِيِّ ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَنْصَارِيَّةِ......

عَـنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَـى عَـنْ صَـوْمَيْـنِ ، وَعَـنَ لِبْسَتَيْنِ ، وَعَنْ صَلاتَيْنِ: صَلاةٍ بَـعْـدَ الـعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّـمْـسُ ، وَعَـنْ صَـلاةٍ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتَّى تَـطْـلُعَ الشَّمْسُ ، وَعَنْ صِيَامِ يَوْمِ الأَضْحَى

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو روزوں سے ، دو قسم کے لباس سے اور دو نمازوں سے منع فرمایا ہے، تفصیل یہ ہے کہ عصر کے بعد نماز پڑھنے سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے، اسی طرح فجر کے بعد نماز سے منع فرمایا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو

(٢٩٨٦) هذا حديث صحيح ......أخرجه البخاري عن ابي هريرة: ٥٨٤

وَالْفِطْرِ، وَعَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ وَالاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، وَلَيْسَ عَلَى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ۔

جائے، عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دنوں کو روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور ''اِشْتِمَالُ الصَّمَّاء'' اور ایک کپڑے میں اس طرح گوٹھ مارنے سے منع فرمایا کہ اس کی شرمگاہ پر کپڑا نہ ہو۔

(7)......بَابُ لُبْسَ الْبِيْضِ مِنَ الثِّيَابِ
سفید کپڑے پہننے کا بیان

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، جبکہ آپ سوئے ہوئے تھے اور آپ پر سفید کپڑا تھا۔ (صحیح بخاری: ۵۸۲۷)

(۲۹۸۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ الصَّلْتِ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ، عَنْ مَيْمُونِ بْنِ أَبِي شَبِيبٍ......

عَنْ سَمُرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْبَسُوا الثِّيَابَ الْبِيضَ، فَإِنَّهَا أَطْهَرُ وَأَطْيَبُ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ۔))

سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو، کیونکہ وہ زیادہ صاف اور پاکیزہ ہوتے ہیں اور ان ہی کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دیا کرو۔''

(۲۹۸۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ......

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قال: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَمَعَهُ رَجُلانِ يُقَاتِلانِ عَنْهُ، عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ، كَأَشَدِّ الْقِتَالِ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلا بَعْدُ۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو احد والے دن دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو آدمی بھی تھے، جو آپ کی طرف سے قتال کر رہے تھے، انھوں نے سفید کپڑے زیب تن کیے ہوئے

(۲۹۸۷) صحیح ......أخرجه الترمذي: ۲۸۱۰، والنسائي: ۵۳۲۲، وابن ماجه: ۳۵۶۷

(۲۹۸۸) أخرجه البخاري: ٤٠٥٤، ومسلم: ۲۳۰٦

تھے، وہ بہت سخت لڑائی لڑ رہے تھے، میں نے ان کو اس سے پہلے دیکھا تھا نہ اس کے بعد۔

شرح: ایک روایت میں ان دو آدمیوں کی اس طرح وضاحت ہے کہ وہ حضرت جبرائیل علیہ السلام اور حضرت میکائیل علیہ السلام تھے۔

8......بَابُ الثِّيَابِ الْمَصْبُوْغَةِ
رنگین کپڑوں کا بیان

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ میں اس حال میں داخل ہوئے کہ آپ پر سیاہ رنگ کا عمامہ تھا۔

(صحيح مسلم: ١٣٥٩)

سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ نے کہا: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ، وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے خطاب کیا، جبکہ آپ ﷺ نے کالے رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ (صحيح مسلم: ١٣٥٩)

(٢٩٨٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا، بَعِيدَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهُ شَعْرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ أُذُنِهِ، رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ۔

سیدنا براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ درمیانے قد کے تھے، آپ کا سینۂ مبارک چوڑا تھا، آپ کے بال کانوں کی لو تک پہنچتے تھے، میں نے آپ کو سرخ پوشاک میں دیکھا اور میں نے آپ سے خوبصورت کوئی چیز نہیں دیکھی۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حلّہ (پوشاک) یمن کی چادروں کا تھا، پہلے اس کا دھاگہ رنگا جاتا ہے اور پھر اس کو بُنا جاتا ہے، اس کو ''عصب'' بھی کہتے ہیں، کیونکہ دھاگے کو کات کر رنگا جاتا ہے اور پھر اس سے کپڑا بُنا جاتا ہے۔ دوسری احادیث میں مردوں کے لیے معصفر رنگ کے کپڑوں کی ممانعت اور سرخ رنگ کے ملبوسات کی کراہت وارد ہوئی ہے، جبکہ اس حدیث کے مطابق آپ ﷺ نے سرخ رنگ کی پوشاک زیبِ تن کی ہے، ان روایات میں جمع و تطبیق کی

(٢٩٨٩) أخرجه البخاري: ٣٥٥١، ومسلم: ٢٣٣٧

صورت یہ ہوگی کہ ممانعت اور کراہت کا تعلق ان کپڑوں سے ہے جو بُننے کے بعد زینت کے لیے رنگے جائیں اور جو اس طرح نہ ہوں، مثلاً سرخی مائل سیاہ کپڑا، اس قسم کا کپڑا انہی میں داخل نہیں ہوگا۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الْحُمْرَةَ مِنْ زِينَةِ الشَّيْطَانِ۔)) ......''سرخی شیطان کی زینت میں سے ہے۔'' (مرسل، مصنف عبد الرزاق: ۱۹۹۷۵)

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پاس سے ایسا ایک آدمی گزرا جس نے سرخ رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے، اس نے آپ ﷺ کو سلام کہا، لیکن آپ نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔

(ضعیف، ابوداود: ٤٠٦٩، ترمذی: ۲۸۰۷)

(۲۹۹۰)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، حَدَّثَنَا إِيَادٌ......

عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَيْهِ بُرْدَانِ أَخْضَرَانِ۔

سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے نبی ٔ کریم ﷺ کو دیکھا، جبکہ آپ ﷺ نے سبز رنگ کی چادریں زیب تن کی ہوئی تھیں۔

(۲۹۹۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ الْعِجْلِيِّ......

عَنْ أَبِي رِمْثَةَ التَّيْمِيِّ: تَيْمِ الرَّبَابِ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِي ابْنٌ لِي فَأُرِيتُهُ، فَقُلْتُ لَمَّا رَأَيْتُهُ: هَذَا نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ، وَلَهُ شَعَرٌ قَدْ عَلَاهُ الشَّيْبُ، وَشَيْبُهُ أَحْمَرُ۔

سیدنا ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں اپنے بیٹے کو لے کر نبی ٔ کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس کو آپ ﷺ کا دیدار کروایا، جب میں نے آپ ﷺ کو دیکھا تو میں نے کہا: یہ اللہ کے نبی ہیں، اس وقت آپ ﷺ نے سبز رنگ کے دو کپڑے زیب ِ تن کیے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کے بالوں پر سفیدی کا غلبہ بھی تھا، لیکن سفید رنگ کے بال سرخ نظر آ رہے تھے۔

(۲۹۹۰) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٤٠٦٥، والترمذی: ۲۸۱۲، والنسائی: ٥٣١٩

(۲۹۹۱) انظر الحديث السابق

شرح امام ابوعیسی ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: یہ حدیث اس باب کی بہترین حدیث ہے، لیکن صحیح روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال سفید نہیں ہوئے تھے۔

سیدنا ابورمثہ رضی اللہ عنہ کا نام رفاعہ بن یثربی تھا اور ایک قول کے مطابق حبیب بن حیان تھا۔

(٢٩٩٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَاكِيًا، فَخَرَجَ يَتَوَكَّأُ عَلَى أُسَامَةَ، وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ قِطْرِيٌّ قَدْ تَوَشَّحَ بِهِ، فَصَلَّى بِهِمْ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار تھے، اس لیے آپ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے سہارے نکلے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قطری کپڑے سے توشیح کی ہوئی تھی، پھر آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

شرح **فائدہ**: ابن اثیر نے "النهاية" میں کہا: قطری کپڑا ایک قسم کی چادر ہوتی ہے، اس کے رنگ میں سرخی پائی جاتی ہے، اس پر نشانات بھی لگے ہوتے ہیں اور یہ سخت کپڑا ہوتا ہے۔ اور ازہری نے کہا: بحرین کی حدود میں ایک بستی کا نام قطر ہے، میرا خیال ہے کہ قطری کپڑوں کی نسبت اسی بستی کی طرف ہے۔

توشیح: توشیح یہ ہے کہ کپڑے کا ایک کنارہ بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جا کر داہنے کندھے پر ڈالنا اور دوسرا کنارہ داہنے کندھے کے نیچے سے بائیں کندھے پر ڈالنا، پھر دونوں کناروں کو ملا کر سینہ پر گرہ دے دینا۔ (م،م)

(٢٩٩٣)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو خَلِيفَةَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ حَمَّادٌ، وَعَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مُتَوَكِّئًا عَلَى أُسَامَةَ، وَعَلَيْهِ بُرْدٌ قِطْرِيٌّ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کے سہارے تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قطری چادر تھی۔

(٢٩٩٢) اسناده صحيح على شرط مسلم ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٣٧٦٣

(٢٩٩٣) انظر الحديث السابق

(9)......بَابُ النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْمُعَصْفَرِ

معصفر کپڑے پہننے سے ممانعت کا بیان

فائدہ: عصفر ایک زرد رنگ کی بوٹی ہے، جس سے رنگائی کا کام کیا جاتا ہے، جن کپڑوں کو عصفر سے رنگا جاتا ہے، وہ سرخ ہو جاتے ہیں۔ (ع،س)

عجیب سا لگتا ہے، مردوں کی مردانگی کے خلاف ہے، باوقار نہیں، اس لیے آپ ﷺ نے اس سے منع فرما دیا ہے۔

(٢٩٩٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشَّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنْ لُبْسِ الْقَسِّيِّ وَالْمُعَصْفَرِ، وَعَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ۔

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قَسّی، معصفر، سونے کی انگوٹھی اور رکوع میں قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

شرح: قَسِّــیّ: مصر سے لائے جانے والے وہ کپڑے تھے جن میں ریشم ہوتا تھا، ایک قول کے مطابق یہ کپڑا ان علاقوں کی طرف منسوب ہے جن کو قَس کہتے تھے اور ایک قول کے مطابق یہ لفظ دراصل "قزية" تھا، یعنی وہ کپڑے جو "قَزّ" (خام ریشم) سے بنائے جاتے تھے، "زاء" کو "سین" سے بدل دیا گیا۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: قَسِّــیّ، معصفر کپڑے اور سونے کی انگوٹھی سے ممانعت کا حکم مردوں کے ساتھ خاص ہے، یہ چیزیں عورتیں کے لیے جائز ہیں، عائشہ بنت سعد کہتی ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کی چھ ازواج مطہرات ایسی دیکھی ہیں جو معصفر کپڑا پہنتی تھیں۔ (مصنف عبد الرزاق : ١٩٩٥٦)

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی پر معصفر کپڑا دیکھا تو کہا: تم ان چمک دار اور بھڑکیلے کپڑوں کو عورتوں کے لیے چھوڑ دو۔ (مصنف عبد الرزاق : ١٩٩٧٠)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: هَبَطْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ثَنِيَّةِ أَذَاخِرَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا عَلَيَّ رَيْطَةٌ مُضَرَّجَةٌ

(٢٩٩٤) أخرجه مسلم: ٢٠٧٨

بِعُصْفُرٍ فَقَالَ: ((مَا هَذِهِ؟)) فَعَرَفْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ كَرِهَهَا فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورَهُمْ فَلَفَفْتُهَا ثُمَّ أَلْقَيْتُهَا فِيهِ ثُمَّ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: ((مَا فَعَلَتْ الرَّيْطَةُ؟)) قَالَ قُلْتُ: قَدْ عَرَفْتُ مَا كَرِهْتَ مِنْهَا فَأَتَيْتُ أَهْلِي وَهُمْ يَسْجُرُونَ تَنُّورَهُمْ فَأَلْقَيْتُهَا فِيهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَهَلَّا كَسَوْتَهَا بَعْضَ أَهْلِكَ۔)) ......ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع اذاخر گھاٹی سے اتر رہے تھے، آپ ﷺ نے میری طرف دیکھا، میرے اوپر ایک چادر تھی جو عصفر بوٹی سے رنگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیا ہے؟'' میں پہچان گیا کہ آپ ﷺ اس کو ناپسند کر رہے ہیں، میں وہاں سے نکل کر اپنے گھر والوں کے پاس گیا، انہوں نے تنور جلا رکھا تھا، میں نے وہ چادر لپیٹی اور اسے تنور میں پھینک دیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آ گیا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس چادر کا کیا بنا؟'' میں نے کہا: مجھے آپ کی ناپسندیدگی کا علم ہو گیا تھا، لہٰذا میں اپنے گھر والوں کے پاس آیا، وہ تنور جلا رہے تھے، میں نے وہ چادر اس میں پھینک دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم وہ اپنے گھر والوں میں سے کسی کو پہنا دیتے تھے۔'' پھر نبی کریم ﷺ اذاخر گھاٹی سے نیچے اترے تو ہمیں نماز پڑھائی، سامنے ایک دیوار تھی، اس کو سترہ بنا لیا، ایک بکری یا بھیڑ کا بچہ آیا اور آپ ﷺ کے سامنے سے گزرنے لگا، آپ ﷺ اس سے بچنے کے لیے دیوار کے قریب ہوتے گئے، یہاں تک کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے پیٹ مبارک کو دیکھا، وہ دیوار کے ساتھ مل گیا اور جانور آپ ﷺ کے پیچھے سے گزرتے تھے۔(صحیح، ابوداود: ٤٠٦٦، ابن ماجه: ٣٦٠٣)

ایک قول کے مطابق معصفر وہ کپڑا ہے، جس کو بُننے سے پہلے رنگا جائے، اور جس کپڑے کا دھاگہ رنگا جائے اور پھر اس کو بُنا جائے اور اس کی کوئی بو نہ ہو تو بعض اہل علم نے اس کی اجازت دی ہے، عبدالعزیز کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ پر دو سرخ گلابی کپڑے دیکھے، اس کے لیے عصفر بوٹی کو بھی استعمال کیا گیا تھا۔

(مصنف عبد الرزاق: ١٩٩٥٤)

بعض اہل علم نے عصفر بوٹی سے رنگا ہوا کپڑا مکروہ سمجھا ہے اور اس کپڑے کو جائز سمجھا ہے جس کو مٹی وغیرہ کے ساتھ رنگا گیا ہو۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سرخ مٹی سے رنگے ہوئے کپڑے میں زینت نہیں ہوتی اور نہ اس کی بو ہوتی ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سرخ مٹی سے رنگا ہوا اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہنتے تھے۔(مؤطا امام مالك: ١٦٩١)

فائدہ: بہتر یہ ہے کہ احادیثِ مبارکہ میں جن رنگین لباسوں سے منع کیا گیا ہے، ان سے اجتناب کیا جائے، الا یہ کہ کوئی مضبوط قرینہ ہو۔ (ع س)

(10)......بَابُ لِبَاسِ الصُّوْفِ

اون کا لباس پہننے کا بیان

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سفر میں تھا، آپ ﷺ نے اون کا جبہ زیبِ تن کیا ہوا تھا۔

(صحیح بخاری: ۵۷۹۹)

(۲۹۹۵)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ......

عَنْ أَبِي بُرْدَةَ ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا إِزَارًا غَلِيظًا مِمَّا يُصْبَغُ بِالْيَمَنِ ، وَكِسَاءً مِنْ هَذِهِ الَّتِي تَدْعُونَهَا الْمُلَبَّدَةَ ، فَقَالَتْ: قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذَيْنِ الثَّوْبَيْنِ۔

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا، انھوں نے یمن میں تیار کیے جانے والا ایک موٹا اور سخت کپڑے والا تہبند نکالا اور ایسی چادر بھی نکالی جس کو تم مُلَبَّدَہ کہتے ہو، پھر سیدہ نے کہا: ان دو کپڑوں میں رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تھی۔

تشریح: ''مُلَبَّدَہ'' سے مراد پیوند لگا ہوا کپڑا ہے، کہتے ہیں: لَبَدْتُّ الثَّوْبَ ، لَبَّدْتُّ ، اَلْبَدْتُّ ، اس کے معنی چپکانے اور جوڑنے کے ہیں۔

کپڑے کا وہ ٹکڑا جس سے قمیص کے گریبان کے نیچے کا کپڑا جوڑا جائے، اس کو قبیلہ کہتے ہیں اور جس سے قمیص کا سینہ جوڑا جائے، اس کو لبدہ کہتے ہیں۔

(۲۹۹۶)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ ، عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ وَعَلَيْهِ مِرْطُ شَعْرٍ أَسْوَدَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک صبح کو رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے، جب کہ آپ ﷺ پر بالوں کی کالی چادر تھی۔

تشریح: ''مِرْط'' سے مراد وہ چادر ہے جس سے ازار بنایا جاتا ہے۔

(۲۹۹۵) أخرجه البخاري: ۵۸۱۸ ، ومسلم: ۲۰۸۰

(۲۹۹۶) أخرجه مسلم: ۲۰۸۱

(۲۹۹۷)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِی، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ الْخَطِيبُ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ التُّرَابِیِّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بِسْطَامَ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارِ بْنِ أَيُّوبَ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ مَسْلَمَةَ الأَعْوَرِ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ، وَيَلْبَسُ الصُّوفَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ، وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلَى حِمَارٍ خِطَامُهُ مِنْ لِيفٍ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گدھے پرسوار ہو جایا کرتے، اون کا لباس پہن لیتے اور غلام کی دعوت قبول کر لیتے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر والے دن گدھے پر سوار دیکھا، اس کی لگام کھجور کے درخت کی چھال سے تیار کی گئی تھی۔

(۲۹۹۸)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ الْحُسَيْنُ الْقَاضِی، أَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ التُّرَابِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ الْبَسْطَامِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ، نَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَبِی بُرْدَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو مُوسَى: يَا بُنَيَّ لَوْ رَأَيْتَنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَصَابَتْنَا السَّمَاءُ، لَحَسِبْتَ أَنَّ رِيحَنَا رِيحُ الضَّأْنِ۔ يُرِيدُ أَنَّ ثِيَابَهُمْ كَانَتْ مِنَ الصُّوفِ۔

سیدنا ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے پیارے بیٹے! کاش تم ہمیں اس وقت دیکھتے، جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتے تھے اور بارش نازل ہوتی، تم گمان کرتے کہ ہماری بو بھیڑوں والی بو ہے۔ وہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ ان کے کپڑے اون کے ہوتے تھے۔

شرح: وہب بن کیسان نے کہا: میں نے ان چھ صحابہ کو دیکھا جو اون اور ریشم کا بُنا ہوا کپڑا پہنتے تھے: سیدنا سعد بن ابی وقاص، سیدنا ابن عمر، سیدنا جابر بن عبداللہ، سیدنا ابوسعید خدری، سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا انس رضی اللہ عنہم۔ سلیمان کہتے ہیں: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ پر زرد رنگ کا ریشم کا برنس دیکھا (یہ وہ لباس ہوتا ہے جس کے ساتھ سر کو ڈھانپنے والا حصہ بھی بنا ہوتا ہے)۔ محمد بن زیادہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر مٹیالے رنگ کی ریشم کی چادر دیکھی جو مروان نے ان کو دی تھی۔ ہشام بن عروہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر سبز رنگ کی ریشمی دھاری دار چادر دیکھی جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کو دی تھی۔

(۲۹۹۷) ضعيف ......أخرجه الترمذی فی الشمائل: ۲/ ۱۶۳

(۲۹۹۸) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۴۰۳۳، والترمذی: ۲۴۷۹، وابن ماجه: ۳۵۶۲

فــائـدہ: مردوں کے لیے ریشم کی حرمت کے دلائل بڑے واضح ہیں، ان بزرگ ہستیوں کے اس عمل پر خاموشی اختیار کی جائے، ممکن ہے کہ کسی عذر کی وجہ سے ہو، یا کوئی تاویل کی ہو، یا ریشم کی حرمت کے دلائل کا علم نہ ہو۔ (ع،س)

(11)......بَابُ تَحْرِيمِ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کے لیے حریر (ریشم) اور دیباج کے حرام ہونے کا بیان

دیباج: ریشمی قیمتی کپڑا، جس کا تانا بانا ریشم کا ہو۔

(٢٩٩٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ رَأَى حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ عِنْدَ بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوِ اشْتَرَيْتَهَا فَلَبِسْتَهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلِلْوُفُودِ إِذَا قَدِمُوا عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا يَلْبَسُ هَذِهِ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ۔)) ثُمَّ جَائَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حُلَلٌ فَأَعْطَى عُمَرَ مِنْهَا حُلَّةً، فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَسَوْتَنِيهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيهَا مَا قُلْتَ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لَمْ أَكْسُكَهَا لِتَلْبَسَهَا إِنَّمَا كَسَوْتُكَهَا لِتَبِيعَهَا أَوْ لِتَكْسُوَهَا۔)) قَالَ فَكَسَاهَا عُمَرُ أَخًا لَهُ مُشْرِكًا مِنْ أُمِّهِ بِمَكَّةَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ریشمی دھاریوں والا ایک جوڑا دیکھا جو مسجد کے دروازے کے نزدیک فروخت کیا جا رہا تھا، سو انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر آپ اسے خرید لیں اور جمعہ کے دن اور مختلف وفود سے ملاقات کرتے وقت پہن لیا کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو وہی پہن سکتا ہے جس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو۔'' پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ ریشمی جوڑے لائے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو بھی ان میں سے ایک جوڑا دے دیا، لیکن سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ مجھے یہ دے رہے ہیں، جبکہ آپ نے اس کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے تمہیں اس لئے نہیں دیا کہ تم اسے پہنو، میں نے تو اس لیے دیا ہے کہ اسے فروخت کردو یا (جس کے لئے پابندی نہیں ہے) اسے پہنا دو۔'' چنانچہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے وہ مکہ میں رہنے والے اپنے ایک مشرک اخیافی بھائی کو دے دیا تھا۔

(٢٩٩٩) أخرجه البخاري: ٨٨٦، ٩٤٨، ومسلم: ٢٠٦٨

شرح ایک روایت میں ہے: اس کے بعد ایک موقع پر آپ ﷺ کے پاس دھاری دار پوشاکیں لائی گئیں، آپ ﷺ نے ایک پوشاک سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف، ایک سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی طرف اور ایک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا: ''اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں کے دوپٹے بنا لینا۔''

(صحيح مسلم: ٢٠٦٨)

''سِیَرَاء'' کے معانی دھاری دار کے ہیں، ابوزید انصاری نے کہا: ''سِیَرَاء'' سے مراد ایسی چادریں ہیں جن میں ریشم ملا ہوتا ہے۔

نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ مشرک بھائی سے صلہ رحمی کرنا اور مال وغیرہ کے ساتھ اس کے ساتھ نیکی کرنا درست ہے، البتہ دین، رائے اور مشورہ جیسے معاملات میں اس کی پیروی نہ کی جائے۔

(٣٠٠٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ......

عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ، يَقُولُ: قَالَ مُحَمَّدٌ ﷺ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ۔))

ثابت سے مروی ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خطاب کیا اور کہا: حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا، وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔''

شرح وَرَوَى شُعْبَةُ، عَنْ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ، يَقُولُ: لا تُلْبِسُوا نِسَائَكُمْ الْحَرِيرَ، فَإِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا تَلْبُسوا الحَرِيرَ، فَإِنَّهُ مَنْ لَبِسَهُ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ۔)) ...... امام شعبہ نے خلیفہ بن کعب سے روایت کیا اور انھوں نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: اپنی عورتوں کو بھی ریشم نہ پہناؤ، کیونکہ میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم ریشم نہ پہنا کرو، کیونکہ جو دنیا میں ریشم پہنے گا، وہ اس کو آخرت نہیں پہن سکے گا۔''

(صحيح بخاری: ٥٨٣٣، ٥٨٣٤، صحيح مسلم: ٢٠٦٩)

فائدہ: یہ حدیث اگرچہ عام ہے، لیکن اس حکم کا تعلق مردوں سے ہے، نہ کہ عورتوں سے، جیسا کہ دوسری روایات میں وضاحت موجود ہے۔ (ع،س)

(٣٠٠٠) أخرجه البخاري: ٥٨٣٣، ٥٨٣٤، ومسلم: ٢٠٦٩

(۳۰۰۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ دَاوُدَ السَّرَّاجِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا، لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الآخِرَةِ، فَإِنْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، لَبِسَهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ، وَلَمْ يَلْبَسْهُ هُوَ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں ریشم پہنا، وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا، اگر وہ جنت میں داخل ہو بھی گیا تو باقی اہل جنت تو ریشم پہنیں گے، لیکن وہ نہیں پہن سکے گا۔''

(۳۰۰۲)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى......

عَنْ حُذَيْفَةَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِي آنِيَةِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ، أَوْ أَنْ نَأْكُلَ فِيهَا، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ وَالدِّيبَاجِ، وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ۔))

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم چاندی اور سونے کے برتنوں میں پئیں یا ان میں کھائیں اور ریشم اور دیباج پہننے اور ان پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔

شرح: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو دیکھا کہ اس نے ریشم کی قمیص پہنی ہوئی تھی، پس انھوں نے اس قمیص کو پھاڑ دیا۔ (مصنف عبد الرزاق: ۱۹۹۳۷)

(12)......بَابُ قَدْرِ مَا يُرَخَّصُ فِيهِ مِنَ الْحَرِيرِ
ریشم کی اس مقدار کا بیان جس کی رخصت دی گئی ہے

(۳۰۰۳)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنِي قَتَادَةُ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ، يَقُولُ: أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ

ابوعثمان نہدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: ہمارے پاس سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ایک خط آیا، جبکہ ہم آذربائیجان میں

(۳۰۰۱) منکر ......أخرجه ابوداود الطيالسي: ۱۸۲۸

(۳۰۰۲) أخرجه البخاري: ۵۸۳۷، ومسلم: ۲۰۶۷

(۳۰۰۳) أخرجه البخاري: ۵۸۲۹، ومسلم: ۲۰۶۹

مَـعَ عُتْبَةَ بْـنِ فَرْقَدٍ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الحَرِيرِ إِلا هَكَذَا، وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَالوُسْطَى۔

عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے، خط یہ تھا: أَمَّـا بَعْدُ! پس بیشک رسول اللہ ﷺ نے ریشم سے منع فرمایا، مگر اتنا، ساتھ ہی اپنی انگشتِ شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ کیا۔

شرح: سوید بن غفلہ سے مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جابیہ میں خطاب کیا اور کہا: نَهٰـــى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيرِ، إِلا مَوْضِعَ أُصْبُعَيْنِ، أَوْ ثَلاثٍ، أَوْ أَرْبَعٍ۔ رسول اللہ ﷺ نے ریشم پہننے سے منع فرمایا ہے، مگر دو یا تین یا چار انگلیوں کے بقدر۔

(صحيح مسلم: ٢٠٦٩)

جنابِ قتادہ نے کہا: ریشم کے بیل بوٹوں کے لیے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک، دو، تین، چار انگلیوں کی مقدار کی اجازت دی ہے۔

عَـنْ عَبْـدِ اللّٰهِ مَوْلٰى اَسْمَاءُ بِنْتِ اَبِى بَكْرٍ قَالَ أَخْرَجَتْ أَسْمَاءُ جُبَّةً طَيَالِسَةً عَلَيْهَا لَبِنَةُ شَبْرٍ مِنْ دِيبَاجٍ كِسْرَوَانِيٍّ وَفَرْجَاهَا مَكْفُوفَانِ بِهِ، قَالَتْ: هٰذِهِ جُبَّةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَـانَ يَـلْبَسُهَـا كَـانَـتْ عِنْدَ عَائِشَةَ فَلَمَّا قُبِضَتْ عَائِشَةُ قَبَضْتُهَا إِلَيَّ فَنَحْنُ نَغْسِلُهَا لِلْمَرِيضِ مِنَّا يَسْتَشْفِي بِهَا۔ عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا، انہوں نے طیالسی جبہ نکالا، اس کے دامن میں فارسی ریشم کا ٹکڑا لگا ہوا تھا اور اس کے چاک بھی ریشم کے تھے۔ انھوں نے کہا: یہ نبی کریم ﷺ کا جبہ تھا، جسے آپ پہنا کرتے تھے، یہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا، جب وہ فوت ہوئیں تو میں نے لے لیا تھا، ہم اسے مریض کے لئے پانی میں ڈال کر اس کی برکت سے شفا طلب کرتے ہیں۔ (صحيح مسلم: ٢٠٦٩)

(٣٠٠٤)۔حَـدَّثَـنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الـلّٰـهِ بْـنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبَانَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا حَـجَّـاجٌ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالا: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ أَرْطَاةَ عَنْ أَبِى عُمَرَ خَتَنِ عَطَاءِ بْنِ أَبِى رَبَاحٍ ......

عَـنْ أَسْـمَـاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ جُبَّةٌ مِنْ طَيَالِسَةٍ مَكْفُوفَةٌ بِالدِّيبَاجِ يَلْقَى فِيهَا العَدُوَّ۔

سیدہ اسما بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ایک طیالسی جبہ تھا، اس کو ریشم کے بٹن لگے ہوئے تھے، آپ ﷺ وہ زیبِ تن کر کے دشمن سے مقابلہ کرتے تھے۔

شرح: عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إِنَّمَا نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الثَّوْبِ

(٣٠٠٤) سنده ضعيف ...... أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٧٠١٠

الْمُصْمَتِ مِنْ قَزٍّ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَّا السَّدَى وَالْعَلَمُ فَلَا نَرَى بِهِ بَأْسًا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کپڑے سے منع فرمایا ہے جو سارے کا سارے ریشم کا بنا ہوا ہو، اگر کپڑے کا بانا ریشم کا ہو یا نقش و نگار ریشم کا ہو تو ہم اس میں کوئی حرج خیال نہیں کرتے۔(صحیح، ابوداود: ٤٠٥٥)

فائدہ: یہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی ذاتی رائے ہے، چار انگلیوں سے زیادہ ریشم نہیں ہونا چاہیے۔(ع،س)

قتادہ کہتے ہیں: جناب ابن مسیّب کو اس حال میں لایا گیا کہ انھوں نے چادر ڈھانپی ہوئی تھی اور اس کے بٹن ریشم کے تھے۔

جناب قتادہ کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کپڑے میں ریشم کے نشانات اور نقش و نگار ناپسند کرتے تھے۔

(13)......بَابُ الرُّخْصَةِ لِلرِّجَالِ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِلْحُكَّةِ وَالْقُمَّلِ

خارش اور جوؤں کی وجہ سے مردوں کے لیے ریشم پہننے کی رخصت کا بیان

(٣٠٠٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ......

عَنْ قَتَادَةَ، أَنَّ أَنَسًا، حَدَّثَهُمْ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَخَّصَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرِ فِي قَمِيصٍ مِنْ حَرِيرٍ مِنْ حَكَّةٍ كَانَتْ بِهِمَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہما کو خارش کی وجہ سے ریشم کی قمیص پہننے کی اجازت دی تھی۔

(٣٠٠٦)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ......

حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ أَنَسًا أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ شَكَوْا إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الْقَمْلَ، فَرَخَّصَ لَهُمَا فِي قُمُصِ الْحَرِيرِ فِي غَزَاةٍ لَهُمَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدنا زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما نے نبی کریم ﷺ سے جوؤں کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے ان کو غزوے میں ریشم کی قمیصیں پہننے کی رخصت دے دی۔

شرح: جناب ثابت کہتے ہیں: "رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ لَبِسَ رَانَيْنِ مِنْ دِيبَاجٍ فِي فَزْعَةٍ

(٣٠٠٥) أخرجه البخاري: ٢٩١٩، ومسلم: ٢٠٧٦

(٣٠٠٦) أخرجه البخاري: ٢٩٢٠، ومسلم: ٢٠٧٦

فَـزِعَهَا النَّاسُ۔“ میں نے دیکھا کہ کسی گھبراہٹ میں لوگ سہم گئے تو سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے ریشمی لباس کے دو کپڑے زیب تن کیے۔ (مصنف عبد الرزاق : ١٩٩٤٢)

(14)......بَابُ الرُّخْصَةِ لِلنِّسَاءِ فِيْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ

عورتوں کے لیے ریشم پہننے کی رخصت کا بیان

(٣٠٠٧)۔ أَخْبَـرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْـنُ يُـوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ ، نَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَيْسَرَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ ، ......

عَـنْ عَـلِيٍّ ، قَالَ: أَهْدَى إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَاءَ ، فَلَبِسْتُهَا ، فَرَأَيْتُ الغَضَبَ فِي وَجْهِهِ ، فَشَقَقْتُهَا بَيْنَ نِسَائِي۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے (ریشم کی) ایک دھاری دار پوشاک بطورِ تحفہ دی، جب میں نے اس کو زیب ِتن کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر غصے کے آثار محسوس کیے، لہٰذا میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کر دیا۔

(٣٠٠٨)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُـو سَـعِيـدٍ الطَّاهِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ ، أَخْبَـرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ......

عَـنْ أَبِـي مُـوسَـى الأَشْـعَرِيِّ ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَـالَ: ((أُحِـلَّ الـذَّهَبُ وَالحَرِيرُ لِلإِنَاثِ مِنْ أُمَّتِي ، وَحُرِّمَ عَلَى ذُكُورِهَا۔))

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میری امت کی خواتین کے لیے سونا اور ریشم حلال ہے اور مردوں پر حرام ہے۔“

(15)......بَابُ الْعَمَامَةِ وَالتَّقَنُّعِ

پگڑی باندھنے اور کپڑا اوڑھنے کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: کسی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا اوڑھ کر تشریف لا رہے ہیں۔ (صحیح بخاری : ٣٩٠٥)

(٣٠٠٧) أخرجه البخاري: ٢٩٢٠ ، ومسلم: ٢٠٧٦

(٣٠٠٨) صحيح ...... أخرجه الترمذي: ١٧٢٠ ، والنسائي: ٥١٤٨

(٣٠٠٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدِينِيُّ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اعْتَمَّ، سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: وَرَأَيْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ وَسَالِمًا يَفْعَلَانِ ذَٰلِكَ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب عمامہ باندھتے تو اس کو دو کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔امام نافع کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح کرتے تھے، اور جناب عبیداللہ نے کہا: میں نے قاسم بن محمد اور سالم کو دیکھا، وہ بھی ایسے ہی کرتے تھے۔

(٣٠١٠)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ مَسْلَمَةَ التَّوْزِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا اعْتَمَّ، سَدَلَ عِمَامَتَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ قَالَ نَافِعٌ: وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمامہ باندھتے تو اس کو اپنے کندھوں کے درمیان لٹکاتے تھے۔ جناب نافع نے کہا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح کرتے تھے۔

شرح: سیدنا عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا ہوا تھا اور اس کے دونوں کنارے کندھوں کے درمیان لٹکائے ہوئے تھے۔

(صحیح مسلم: ١٣٥٩)

سلیمان بن خُرَّ بوذ کہتے ہیں: اہل مدینہ میں سے ایک شیخ نے ہمیں بیان کیا: میں نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے سنا، انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری پگڑی باندھی اور اس کو میرے سامنے اور میرے پیچھے لٹکا دیا۔

(ضعیف، ابوداود: ٤٠٧٩)

محمد بن قیس نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا، انھوں نے پگڑی باندھی ہوئی تھی اور اس کو اپنے سامنے اور اپنے پیچھے لٹکایا ہوا تھا، البتہ مجھے یہ یاد نہ رہ سکا کہ کون سا کنارہ لمبا تھا اور میں نے دیکھا کہ انھوں نے اپنی

(٣٠٠٩) صحيح ......أخرجه الترمذي: ١٧٣٦

(٣٠١٠) انظر الحديث السابق

داڑھی کو زرد کر رکھا تھا اور قمیص کے بٹن کھولے ہوئے تھے، نیز میں نے یہ مشاہدہ بھی کیا کہ وہ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ رکھی ہوئی تھی۔

لیث کہتے ہیں کہ جو شخص پگڑی کو موڑ لیتا ہے اور اس کو ٹھوڑی کے نیچے نہیں کرتا، جناب طاؤس نے اس کے بارے میں فرمایا: یہ شیطان کی پگڑی ہے۔(مصنف عبد الرزاق: ۱۹۹۷۸)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کی پگڑی باندھی ہوئی تھی۔(صحیح بخاری: ۳۸۰۰)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر دھاری دار چادر کا پلو اور کنارہ باندھا ہوا تھا۔

(صحیح بخاری: ۳۷۹۹، ۳۸۰۱)

امام مالک رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا: کیا کپڑا اوڑھنا یعنی سر پر کپڑا رکھ لینا مکروہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، البتہ گرمی یا سردی سے بچنے کے لیے رکھا جا سکتا ہے، بہرحال میں اس کو حرام نہیں سمجھتا، لیکن اس طرح کپڑا اوڑھنا افضل اور پسندیدہ لوگوں کا لباس نہیں ہے اور میں نے ابونضر کو دیکھا، وہ سردی کی وجہ سے کپڑا اوڑھتے تھے۔

امام مالک نے مزید کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ سکینہ بنت حسین نے اپنے کسی بچے کو کپڑا اوڑھے ہوئے دیکھا تو کہا: اس کپڑے کو اپنے سر سے ہٹا دے، رات کو اس سے سر ڈھانپنا زینت ہے اور دن کو ذلت کا باعث ہے۔

فائدہ: اس باب کے شروع میں مذکورہ حدیث اس باب کی فیصلہ کن حدیث ہے، یہ ایک طویل حدیث ہے، جس میں ہجرت کا مکمل واقعہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کی اجازت مل جانے کے بعد دوپہر کے وقت سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کپڑا رکھا ہوا تھا کہ چہرے کا کچھ حصہ بھی اس کے نیچے چھپا ہوا تھا۔(ع،س)

(16)......بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا لَبِسَ جَدِيْدًا

نیا لباس پہننے کی دعا

(۳۰۱۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے کہ وہ پگڑی ہے یا قمیص

(۳۰۱۱) حديث صحيح ......أخرجه ابوداود: ۴۰۲۰، ترمذی: ۱۷۶۷

سَمَّاهُ بِاسْمِهِ عِمَامَةً، أَوْ قَمِيصًا، أَوْ رِدَاءً، ثُمَّ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ، وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ۔))

یا چادر اور پھر یہ دعا پڑھتے: ''اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا كَسَوْتَنِيهِ، أَسْأَلُكَ خَيْرَهُ، وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهُ'' (اے اللہ! ساری تعریف تیرے لیے ہے، جیسے تو نے یہ کپڑا مجھے عطا کیا ہے، میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کی خیر کا اور اس چیز کی خیر کا جس کے لیے یہ بنایا گیا اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس کے لیے یہ بنایا گیا۔)

شرح فائدہ: کسی انداز میں بھی اس لباس کا نام لیا جا سکتا ہے، مثلاً: هٰذَا قَمِيصٌ، هٰذِهِ عِمَامَةٌ، هٰذَا رِدَاءٌ، رَزَقَنِي اللّٰهُ قَمِيصًا، اَعْطَانِي اللّٰهُ هٰذِهِ الْعِمَامَةَ، یا اس قسم کا کوئی جملہ۔ (ع،س)

(٣٠١٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالْحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَى عُمَرَ قَمِيصًا أَبْيَضَ، فَقَالَ: ((أَجَدِيدٌ قَمِيصُكَ هَذَا، أَمْ غَسِيلٌ؟)) قَالَ: بَلْ غَسِيلٌ، فَقَالَ: ((الْبَسْ جَدِيدًا، وَعِشْ حَمِيدًا، وَمُتْ شَهِيدًا۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر سفید رنگ کی ایک قمیص دیکھی تو پوچھا: ''تمہاری یہ قمیص نئی ہے یا دھوئی ہوئی ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ تو دھوئی ہوئی ہے، پس آپ ﷺ نے یہ دعا دی: ''الْبَسْ جَدِيدًا وَعِشْ حَمِيدًا وَمُتْ شَهِيدًا'' (تم نیا لباس پہنو، قابل تعریف حالت میں زندگی گزارو اور شہادت کی موت پاؤ)۔

(٣٠١٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ، حَدَّثَنِي أَبِي......

(٣٠١٢) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٣٥٥٨
(٣٠١٣) أخرجه البخاري: ٥٨٤٥

قَالَ: حَدَّثَتْنِی أُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ، قَالَتْ: أُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِثِیَابٍ فِیهَا خَمِیصَةٌ سَوْدَاءُ، فَقَالَ: مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُو هٰذِهِ الْخَمِیصَةَ ؟ فَأُسْكِتَ الْقَوْمُ، فَقَالَ: ائْتُونِی بِأُمِّ خَالِدٍ، فَأُتِیَ بِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَأَلْبَسَهَا بِیَدِهِ، وَقَالَ: أَبْلِی وَأَخْلِقِی مَرَّتَیْنِ، فَجَعَلَ یَنْظُرُ إِلَی عَلَمِ الْخَمِیصَةِ، وَیُشِیرُ بِیَدِهِ إِلَیَّ، وَیَقُولُ: أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا، وَیَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا، وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشَةِ: الْحَسَنُ۔

سیدہ ام خالد بنت خالد رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ کپڑے لائے گئے، ان میں سیاہ رنگ کی قمیص بھی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہارا کیا خیال ہے کہ ہم کس کو یہ قمیص پہنائیں؟'' لوگ خاموش رہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا: ''ام خالد کو میرے پاس لے آؤ۔'' پس مجھے لایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وہ قمیص پہنائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بار یہ دعا دی: ''تم اس کو بوسیدہ کرو، تم اس کو پرانا کرو۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس قمیص کے بیل بوٹوں کو دیکھنے لگے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کرنے لگے اور فرمانے لگے: ''اے ام خالد! یہ خوبصورت ہے، اے ام خالد! یہ خوبصورت ہے۔'' حبشہ کی زبان میں خوبصورت کو ''سَنَا'' کہتے ہیں۔

(٣٠١٤)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِیٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِیمَ الصَّالْحَانِیُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا یُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُؤَذِّنُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ بْنُ الْوَلِیدِ الْخُشَاشُ، حَدَّثَنَا غَسَّانُ بْنُ مَالِكٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخُزَاعِیُّ، قَالَا: نَا عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْقُرَشِیُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِی الْأَسْوَدِ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، یَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَجَدَّ ثَوْبًا لَبِسَهُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیا لباس پہنتے تو آپ اس کو جمعہ کے روز پہنتے تھے۔

(17)......بَابُ تَرْقِیعِ الثَّوْبِ وَالْبَذَاذَةِ وَالْاِحْتِرَازِ عَنِ الشُّهْرَةِ

کپڑے کو پیوند لگانے، سادگی اختیار کرنے اور شہرت سے بچنے کا بیان

(٣٠١٥)۔حَدَّثَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِیُّ، إِمْلَاءً، أَخْبَرَنَا أَبُو بِشْرٍ طَاهِرُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْعَبَّادِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ ظَفَرٍ الْجَارُودِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُرْوَةَ،

(٣٠١٤) اسناده ضعیف ......أخرجه ابو الشیخ فی "اخلاق النبی ﷺ": صـ ١١٠

(٣٠١٥) ضعیف جدا ......أخرجه الترمذی: ١٧٨٠

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَرَّاقُ ، حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَسَّان ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَائِشَةُ! إِنْ أَرَدْتِ اللُّحُوقَ بِي فَلْيَكْفِكِ مِنَ الدُّنْيَا كَزَادِ الرَّاكِبِ ، وَإِيَّاكِ وَمُجَالَسَةَ الأَغْنِيَاءِ ، وَلَا تَسْتَخْلِقِي ثَوْبًا حَتَّى تُرَقِّعِيهِ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ فرمایا: ''اے عائشہ! اگر تو میرے ساتھ ملنا چاہتی ہے تو پھر دنیا سے سوار کے زادِ راہ جتنا زاد تجھے کافی ہو جانا چاہیے اور مال دار لوگوں کے ساتھ بیٹھنے سے بچنا اور کسی کپڑے کو اس وقت تک پرانا نہ سمجھنا جب تک اس کو پیوند نہ لگا لو۔''

شرح: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جبکہ وہ اس وقت امیر المؤمنین تھے اور انھوں نے اپنے دونوں کندھوں پر تہہ بہ تہہ یعنی ایک دوسرے کے اوپر تین پیوند لگائے ہوئے تھے۔

جناب حسن کہتے ہیں: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، جبکہ وہ اس وقت خلیفہ تھے، انھوں نے ایسا تہبند باندھا ہوا تھا، جس میں بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ اَلَا تَسْمَعُوْنَ؟ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ ، الْبَذَاذَةَ مِنَ الْإِيْمَانِ۔)) ......''کیا تم نہیں سنتے؟ کیا تم نہیں سنتے؟ سادگی ایمان کا حصہ ہے، سادگی ایمان کا حصہ ہے۔'' (صحیح، ابوداود ٤١٦١، ابن ماجہ: ٤١١٨)

فائدہ: اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ عمدہ لباس کے ساتھ ساتھ سادہ لباس کو بھی ترجیح دینی چاہیے اور مرغوب، لذیذ اور انواع و اقسام کی خوراک کے مقابلے میں روکھی سوکھی اور سادہ خوراک بھی استعمال کرنی چاہیے، کیونکہ دنیا کی آسائشوں اور سہولتوں میں الجھنے کی وجہ سے آخرت کا دھیان کم پڑ جاتا ہے اور تکلفات سے اجتناب کرنے کی صورت میں توجہ آخرت کی طرف رہتی ہے۔ لیکن یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ پاکیزگی، صفائی اور طہارت کا اہتمام کرنا اور چیز ہے اور عمدہ اور قیمتی لباس کا اہتمام کرنا اور چیز ہے۔ سادگی، صفائی کی متضاد چیز نہیں ہے۔

اس کی دوسری مثال یوں سمجھیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بھی جوتا استعمال کیا ہے اور اس کو پہننے کی ترغیب بھی دلائی ہے، لیکن ننگے پاؤں چلنے کا حکم بھی دیا ہے۔ غور کریں کہ قیمتی اور خوبصورت جوتا پہننے سے انسان کے جذبات کا کیا حال ہوتا ہے، ننگے پاؤں چل کر ان جذبات کو معدوم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ درج ذیل حدیث سے اس مسئلہ کی توضیح ہو جائے گی۔

اگر درج ذیل احادیث پر غور کیا جائے تو سادگی سے متعلقہ گزارشات کو آسانی سے سمجھا جا سکے گا:

سیّدنا ابوایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ((كَانَ ﷺ يَرْكَبُ الْحِمَارَ وَيَخْصِفُ النَّعْلَ وَيَرْقَعُ الْقَمِيصَ وَيَقُوْلُ: ((مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي.)) (الصحيحة: ٢١٣٠، و رواه أبو الشيخ: ١٢٨، والسهمى في"تاريخ جرجان": ٣١٥)

آپ ﷺ گدھے پر سوار ہوتے تھے، جوتا سلائی کرتے تھے اور قمیص کو خود ہی پیوند لگا لیا کرتے تھے اور فرماتے تھے: ''جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَا اسْتَكْبَرَ مَنْ أَكَلَ مَعَهُ خَادِمُهُ وَرَكِبَ الْحِمَارَ بِالأَسْوَاقِ، وَاعْتَقَلَ الشَّاةَ فَحَلَبَهَا.)) (الصحيحة: ٢٢١٨، البخارى فى "الأدب المفرد": ٥٥٠، و الديلمى: ٤/٣٣) ''وہ شخص متکبر نہیں ہے، جس کے ساتھ اُس کے خادم نے کھانا کھایا اور وہ بازاروں میں گدھے پر سوار ہوا اور بکری کی ٹانگ کو اپنی ٹانگ میں پھنسا کر اس کو دوہا۔'' (م،م)

سیدنا فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیا کرتے تھے کہ ہم بعض اوقات ننگے پاؤں چلا کریں۔ (صحیح، ابوداود: ٤١٦٠)

(٣٠١٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ عُثْمَانَ أَبِي زُرْعَةَ، عَنْ مُهَاجِرٍ الشَّامِيِّ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا، أَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دنیا میں شہرت کا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت ذلت کا لباس پہنائے گا۔''

شرح **فائدہ**: سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ أَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰى يَضَعَهُ مَتٰى وَضَعَهُ.)) ...... ''جس نے شہرت والا لباس پہنا، اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرے گا اور اس کو ذلیل کر دے گا، وہ جب بھی کرے۔'' (ضعیف، ابن ماجہ: ٣٦٠٨)

فائدہ: مخلوقات میں صرف انسان کے لیے اللہ تعالیٰ نے لباس کو زینت قرار دیا ہے، اسی لباس میں انسان کا وقار ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے، لیکن جب تک انسان یہ سمجھے کہ یہ لباس اللہ تعالیٰ کا احسان ہے، اس کے ذریعے پردہ کیا جا سکتا ہے، زینت اختیار کی جا سکتی ہے، موسم کی سختیوں سے بچا جا سکتا ہے، وغیرہ وغیرہ، تو بندہ خیر پر رہتا ہے اور اگر اس کا نظریہ بدلنے لگے کہ اس کے لباس کا ایسا رنگ ہو، سلائی اور کڑھائی کا ایسا سٹائل ہو اور اتنا قیمتی ہو کہ لوگ

(٣٠١٦) حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٠٢٩، ٤٠٣٠، و ابن ماجه: ٣٦٠٧

عش عش کر اٹھیں اور اس میں خودنمائی اور عجب پسندی جیسی اخلاقی بیماریاں پیدا ہونا شروع ہو جائیں تو یہی نعمت اس کے لیے وبال جان بن جائے گی، مزید درج ذیل پیرائیوں پر غور کریں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے تواضع کے طور پر سادہ لباس پہننا پسندیدہ ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اظہار کی غرض سے عمدہ لباس پہننا، اعمال خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا، محتاجوں اور ضرورت مندوں کے تعاون اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی بہت پسندیدہ ہے۔ عمدہ اور قیمتی لباس تکبر اور برتری کے اظہار کے طور پر پہننا سخت جرم ہے، فی نفسہ جرم نہیں، بلکہ اظہارِ نعمت کی نیت سے پہننا بہت پسندیدہ ہے۔ گویا نیتوں کے اعتبار سے ایک ہی عمل ایک شخص کے لیے اچھا دوسرے کے لیے برا ہے۔ اس لیے اخلاص عمل اور تصحیح نیت بہت ضروری ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اتباع سنت بھی۔

حقیقت یہی ہے کہ خوش پوشا کی اور حسن و جمال سے آراستہ ہو کر انسان اعجابِ نفس، خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو جاتا ہے، ہونا تو یہ چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور اپنی حیثیت کو فراموش کر کے متکبرانہ طور طریقے اختیار نہ کرے، وگرنہ دولت اور اقتدار تو ڈھلتی چھاؤں ہیں۔

عام طور پر ہمارے ہاں لوگ اپنی خوبصورت اور قیمتی موٹر سائیکلوں، گاڑیوں اور پرشکوہ کوٹھیوں کی وجہ سے خود پسندی اور تکبر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ملبوسات خریدتے وقت ہر شخص کا خیال یہ ہوتا ہے کہ جب وہ یہ لباس زیبِ تن کرے گا تو دیکھنے والے کو کیسا لگے گا، یہی معاملہ موبائل سیٹوں، کمپیوٹروں، گھڑیوں اور جوتیوں وغیرہ کا ہے۔ خوبصورت چیز کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کر کے اللہ کے ہاں ماجور بھی ٹھہرا جا سکتا ہے اور اسی چیز پر تکبر کر کے اللہ تعالیٰ کے غضب کے اسباب بھی جمع کیے جا سکتے ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ تکبر کر لینا بہت آسان ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمت کا اظہار کرنے کے لیے نیت کو سدھارنا مشکل کام ہے۔ (م،م)

(٣٠١٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَنا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَنا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنِي قَتَادَةُ......

سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يَقُولُ: أَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ بْنِ الخَطَّابِ ، وَنَحْنُ بِأَذْرَبِيجَانَ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَد: أَمَّا بَعْدُ ، فَاتَّزِرُوا ، وَارْتَدُوا ، وَانْتَعِلُوا ، وَأَلْقُوا الْخِفَافَ ، وَأَلْقُوا السَّرَاوِيلاتِ ، وَعَلَيْكُمْ بِلِبَاسِ أَبِيكُمْ

ابوعثمان نہدی سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا خط ہمیں موصول ہوا، جبکہ ہم آذر بائیجان میں عتبہ بن فرقد کے ساتھ تھے، خط یہ تھا: اما بعد! ازار پہنا کرو، چادریں لپیٹا کرو، جوتے پہنا کرو، موزوں اور شلواروں کو ترک کر دو، اپنے باپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے

(٣٠١٧) اسناده صحيح على شرط الشيخين ......أخرجه مختصرا البخاري: ٥٨٢٩ ، ومسلم: ٢٠٦٩

إِسْمَاعِيلَ ، وَإِيَّاكُمْ وَالتَّنَعُّمَ ، وَزِيَّ الْعَجَمِ ، وَعَلَيْكُمْ بِالشَّمْسِ ، فَإِنَّهَا حَمَّامُ الْعَرَبِ ، وَتَمَعْدَدُوا ، وَاخْشَوْشِنُوا ، وَاخْشَوْشِبُوا ، وَاخْلَوْلِقُوا ، وَاقْطَعُوا الرُّكُبَ ، وَانْزُوا نَزْوًا ، وَارْمُوا الأَغْرَاضَ۔

لباس کا اہتمام کرو، آسودہ حالی اور عجمیوں کی عادتوں کو ترک کر دو، سورج کے سامنے بیٹھا کرو، یہی عربوں کا حمام ہے، سخت زندگی اختیار کرو، لباس اور خوراک میں بھی سختی کو ترجیح دو اور خود بھی سخت بن جاؤ، کپڑوں کو پرانا اور بوسیدہ ہونے دیا کرو، رکاب کو کاٹ دو اور کود کر سواری پر چڑھا کرو اور تیروں کے ذریعے نشانہ بازی کیا کرو۔

شرح وَفِي رِوَايَةٍ: وَانْزُوا عَلَى ظُهُورِ الْخَيْلِ نَزْوًا ، وَاسْتَقْبِلُوا بِوُجُوهِكُمُ الشَّمْسَ ، فَإِنَّهَا حَمَّامَاتُ الْعَرَبِ۔ ......ایک روایت میں ہے: کود کر گھوڑوں پر سوار ہو جایا کرو اور اپنے چہروں کو سورج کی طرف کیا کرو، کیونکہ یہی سورج عربوں کے لیے حمام ہے۔

"تَمَعْدَدُوْا" کے معنی سختی کے ہیں، جب لڑکا جوان ہو کر سخت ہو جائے تو اس کے بارے میں "تَمَعْدَد" کہتے ہیں، ایک قول کے مطابق اس کا معنی ہے: تم جد العرب معد بن عدنان کی زندگی سے مشابہت اختیار کرو، یہ لوگ سخت اور جفاکشی والی زندگی گزارنے والے تھے، مراد یہ ہے کہ ان کی طرح ہو جاؤ اور عیش پرستی، آسودہ حالی اور عجمیوں کی عادتوں کو چھوڑ دو۔

"اخْشَوْشِنُوا" اس سے مراد کھانے اور لباس کی سختی ہے، یعنی کھانا زیادہ مزیدار اور پرتکلف اور لباس زیادہ نرم اور قیمتی نہیں ہونا چاہیے۔"اخْشَوْشِبُوا" یہ لفظ "صلابت" سے ماخوذ ہے، یعنی آدمی کا سخت اور جفاکش ہونا، اس کو جیم سے یعنی "اجْشَوْشِبُوا" بھی پڑھا گیا ہے، اس کے معنی کھانے کی سختی اور سادہ پن کے ہیں۔

فائدہ: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود یہ ہے کہ لوگ جفاکش رہیں، ان کے لباس اور غذا میں سادگی ہو، یہ عجمیوں کی طرف دنیوی زینت و آرائش اور راحت و آرام کو ترجیح نہ دیں، یہ آسودہ حالی اور ہر دنیوی لذت سے دور رہیں، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں عربوں کی صورتحال تھی، اس طرح زندگی گزارنے سے آدمی کا دل دنیا میں نہیں لگتا، جہاد جیسا کٹھن عمل اس کے لیے آسان ہو جاتا اور آخرت کے حساب و کتاب کے لیے بھی یہ امور بہت بہتر ہیں، لیکن اب عربوں سمیت تمام مسلمانانِ عالم خوش عیشی اور آسودہ حالی میں پڑ چکے ہیں۔ (ع،س)

(18)......بَابُ اسْتِحْبَابِ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى الرَّجُلِ

اس چیز کے مستحب اور پسندیدہ ہونے کا بیان کہ آدمی پر اللہ تعالی کی نعمت کا اثر نظر آنا چاہیے

(٣٠١٨)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ،

(٣٠١٨) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٠٦٣ ، والترمذي: ٢٠٠٦ ، والنسائي: ٥٣٠٩

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيَّ أَطْمَارٌ، قَالَ: ((هَلْ لَكَ مِنْ مَالٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((مِنْ أَيِّ الْمَالِ)) قَالَ: قُلْتُ: مِنْ كُلٍّ قَدْ آتَانِي اللّٰهُ مِنَ الشَّاءِ وَالْإِبِلِ، قَالَ: ((فَلْيُرَ نِعْمَةُ اللّٰهِ وَكَرَامَتُهُ عَلَيْكَ)) ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ تُنْتَجُ إِبِلُكَ وَافِيَةً آذَانُها؟)) قَالَ: وَهَلْ تُنْتَجُ إِلا كَذَلِكَ، وَلَمْ يَكُنْ أَسْلَمَ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: ((فَلَعَلَّكَ تَأْخُذُ مُوسَاكَ، فَتَقْطَعُ أُذُنَ بَعْضِهَا، وَتَقُولُ: هَذِهِ بُحُرٌ، وَتَشُقُّ أُذُنَ أُخْرَى، فَتَقُولُ: هَذِهِ صُرُمٌ؟)) قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: ((فَلا تَفْعَلْ، فَإِنَّ كُلَّ مَا آتَاكَ اللّٰهُ حِلٌّ، وَإِنَّ مُوسَى اللّٰهِ أَحَدُّ، وَسَاعِدَ اللّٰهِ أَشَدُّ)) قَالَ: يَا مُحَمَّدُ أَرَأَيْتَ إِنْ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ فَلَمْ يَقْرِنِي، وَلَمْ يُضِفْنِي، ثُمَّ مَرَّ بِي بَعْدَ ذَلِكَ أَقْرِيهِ، أَمْ أَجْزِيهِ؟ قَالَ: ((بَلِ اقْرِهِ))

ابو الاحوص کے باپ سیدنا مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا، جبکہ میں بوسیدہ پرانے کپڑے پہنے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تیرے پاس مال ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں،، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا کیا مال ہے؟'' میں نے کہا: جی ہر قسم کا مال ہے، اللہ تعالی نے بکریاں بھی دی ہیں اور اونٹ بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر تجھ پر اللہ تعالی کی نعمت اور کرم کا کوئی اثر بھی نظر آنا چاہیے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''جب تیرے اونٹ بچے جنم دیتے ہیں تو وہ مکمل کان والے ہوتے ہیں؟'' میں نے کہا: جی اسی طرح پیدا ہوتے ہیں، اس وقت یہ آدمی مسلمان نہیں ہوا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر شاید ایسے ہوتا ہو کہ تو استرا لے کر ان کے کان کاٹ دیتا ہو اور یہ کہتا ہو کہ یہ بحیرہ ہے اور دوسرے کا کان پھاڑ کر کہتا ہو کہ یہ صریم ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو پھر ایسا نہ کیا کر، بیشک اللہ تعالی نے تجھے جو کچھ عطا کیا ہے، وہ سب کچھ حلال ہے اور اللہ تعالی کا استرا زیادہ تیز اور اللہ تعالی کا بازو زیادہ سخت اور قوی ہے۔'' اس نے کہا: اے محمد! مجھے بتائیں اگر میں ایک شخص کے پاس گزروں وہ میری مہمانی اور خاطر مدارت نہ کرے پھر اس کا گزر میرے پاس سے ہو تو میں اس کی ضیافت کروں یا اسی جیسا سلوک کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تجھے اس کی مہمانی کرنی چاہیے۔''

تشریح: ابو الاحوص کا نام عوف بن مالک بن نضلہ جشمی ہے۔

((تُنْتَجُ إِبِلُكَ)) ''تیرے اونٹ بچے جنتے ہیں۔'' اونٹنی جب بچہ جنے تو ''نُتِجت الناقة'' کہا جاتا ہے اور اونٹنی

کو "مَنْتُوْجَة" کہتے ہیں۔ جس طرح نفاس کے عارضہ میں مبتلا خاتون کو "مَنْفُوْسَة" کہا جاتا ہے۔ "اَلنَّاتِجُ لِإبِلٍ" اس شخص کو کہا جاتا ہے جو اونٹنیوں کے پیدائشی معاملات کا ماہر ہو اور اس مرحلے کو سرانجام دیتا ہو۔ جس طرح عورتوں کی زچگی کے معاملات کی ماہر اور تجربہ کار عورت کو "اَلْقَابِلَةُ لِلنِّسَاءِ" کہتے ہیں۔ حاملہ اونٹنی کو (نَتُوْجٌ) کہا جاتا ہے۔

(هٰذِهٖ بَحْرٌ) یہ لفظ بحیرہ سے مشتق ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: ﴿مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ﴾ .... "اللہ تعالیٰ نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے۔" (سورۂ مائدہ: ۱۰۳) بحیرہ اس اونٹنی کو کہا جاتا ہے جس کے پیٹ سے پانچ اولادیں ہو جائیں، پانچویں بار ہونے والے بچے کو دیکھتے اگر وہ نر ہوتا تو اسے ذبح کر دیتے اور مشرکین مرد و خواتین سب کھاتے۔ اگر وہ مادہ ہوتا تو اس کے کان میں گول سوراخ کر دیا جاتا اور اس کا گوشت، دودھ اور سواری عورتوں کے لیے حرام ٹھہراتے اور اگر ایسا جانور مر جاتا تو پھر اس کا کھانا عورتوں کے لیے جائز تھا۔

((الصُّرُم)) جس کی واحد (صریم) ہے، یہ اس جانور کو کہتے ہیں جس کے کان کو ایک طرف سے کاٹ دیا جاتا۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ عرب کہتے: یہ صرم ہے اور اس کا کھانا تجھ پر اور تیرے اہل خانہ پر حرام ہے۔ نبی ﷺ نے عربوں کے اس طرزِ عمل سے منع فرمایا کہ جانوروں کے کان کاٹے جائیں۔ معاشرے کے کچھ افراد پر بعض جانوروں کا کھانا حلال اور بعض کے لیے حرام ہو۔ حلال حرام وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ اصولوں کے مطابق ہوں۔

جناب عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يُرَى أَثَرُ نِعْمَتِهِ عَلَى عَبْدِهِ.)) ...... "یقیناً اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتا ہے کہ وہ اپنے بندے پر اپنی نعمت کا اثر دیکھے۔" (حسن، ترمذی: ۲۸۱۹)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد ہے کہ حسب استطاعت انسان عمدہ لباس پہنے اور صاف ستھرا رہے۔ ہو سکے تو اہم مواقع پر نئے ملبوسات زیب تن کرے لیکن اس سارے پروگرام میں مبالغہ آمیز آرائش و زیبائش اور پرتکلف لباس سے بچے اور اسلامی اصول سادگی اور بے تکلف رہن سہن کو فراموش نہ کرے۔ اہل عجم کا سارنگ ڈھنگ کہ جس میں فخر و ریا کا عنصر پایا جاتا ہے، سے گریز کرے۔ مروی ہے کہ نبی ﷺ زیادہ ناز و نخرہ سے منع کیا کرتے تھے۔

(۳۰۱۹)۔أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ الْأَصْبَهَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الْإِخْمِيمِيُّ، بِمَكَّةَ حَرَسَهَا اللّٰهُ تَعَالَى، حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ الْخَطَّابِ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ......

حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: أَتَانَا   سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ

(۳۰۱۹) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۴۰۶۲، والنسائی: ۵۲۳۶

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَائِرًا، فَرَأَى رَجُلًا شَعْثًا، فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَا يُسَكِّنُ بِهِ رَأْسَهُ؟)) وَرَأَى رَجُلًا عَلَيْهِ ثِيَابٌ وَسِخَةٌ، فَقَالَ: ((مَا كَانَ يَجِدُ هَذَا مَا يَغْسِلُ بِهِ ثَوْبَهُ؟))

ہمارے پاس ملاقات کے لیے تشریف لائے، آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے ناپسند کرتے ہوئے فرمایا: ''کیا اسے کوئی ایسی چیز نہیں ملتی جس سے اپنے سر کو سنوار سکے۔'' اور آپ ﷺ نے ایک شخص کو میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''کیا اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں جس سے اپنے کپڑوں کو دھو سکے۔''

(٣٠٢٠)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحُنَيْفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْعُطَارِدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَبْصَرَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا ثِيَابًا خُلْقَانًا، فَقَالَ لِي: ((أَلَكَ مَالٌ؟)) قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: ((أَنْعِمْ عَلَى نَفْسِكَ، كَمَا أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْكَ)) قُلْتُ: إِنَّ رَجُلًا مَرَّ بِي فَقَرَيْتُهُ، فَمَرَرْتُ بِهِ، فَلَمْ يَقْرِنِي، أَفَأَقْرِيهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔))

جناب ابو الاحوص اپنے والد محترم سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، ان کے والد کہتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کی نظر مجھ پر پڑی۔ میں پھٹے پرانے اور بوسیدہ کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا: ''کیا تیرے پاس مال ہے؟'' میں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے وجود پر احسان کر جیسا کہ اللہ کریم نے تجھ پر احسانات کیے ہیں۔'' میں نے دریافت کیا: ایک آدمی کا میرے پاس سے گزر ہوتا ہے تو میں اس کی مہمانداری کرتا ہوں، جب کہیں میرا گزر ہوتا ہے تو وہ میری مہمان نوازی نہیں کرتا، کیا اگلی مرتبہ میں اس کی مہمانی کروں (یا نہ کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

(٣٠٢٠) تقدم برقم ٣١١٨

(19)......بَابُ الْأَنْمَاطِ وَالرُّخْصَةِ فِيْ اتِّخَاذِهَا
قالین بچھانے کی رخصت

(۳۰۲۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ؟)) قُلْتُ: وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الأَنْمَاطُ، قَالَ: ((أَمَا إِنَّهُ سَتكُونُ لَكُمُ الأَنْمَاطُ)) فَأَنَا أَقُولُ لَهَا، يَعْنِي: امْرَأَتَهُ، أَخِّرِي عَنَّا أَنْمَاطَكِ، فَتقُولُ: أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهَا سَتكُونُ لَكُمُ الأَنْمَاطُ۔)) فَأَدَعُهَا۔

سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کی شادی کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے دریافت کیا: ''تمہارے پاس قالین ہیں؟'' میں نے عرض کیا: ہمارے پاس قالین کہاں؟ ہم غریب لوگ ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یاد رکھو! ایک وقت آئے گا کہ تمہارے پاس عمدہ عمدہ قالین ہوں گے۔'' اب جب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنے قالین ہٹا لے تو وہ کہتی ہے: کیا نبی کریم ﷺ نے تم سے نہیں فرمایا تھا کہ ایک وقت آئے گا جب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ چنانچہ میں انہیں وہیں رہنے دیتا ہوں۔

تشریح: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک غزوہ کے لیے تشریف لے گئے، پیچھے سے میں نے ایک عمدہ چادر کو لیا اور اسے دروازے پر لٹکا دیا۔ جب آپ آئے اور آپ نے پردہ دیکھا تو اسے زور سے کھینچا تا آنکہ وہ پھٹ گیا اور فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ۔)) ......''اللہ تعالیٰ نے ہمیں پتھروں اور مٹی کو لباس پہنانے کا حکم نہیں دیا۔'' سیدنا عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: میں نے اس کپڑے کے دو تکیے بنا لیے اور ان میں کھجور کی چھال بھر دی، اس پر آپ نے مجھ پر کوئی قدغن نہ کیا۔ (صحيح مسلم: ۲۱۰۷)

(20)......بَابُ الْفِرَاشِ
بستر استعمال کرنا

(۳۰۲۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

(۳۰۲۱) أخرجه البخاري: ۱۵٦۱، ۳٦۳۱، ومسلم: ۲۰۸۳

(۳۰۲۲) أخرجه البخاري: ٦٤٥٦، ومسلم: ۲۰۸۲

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّمَا كَانَ فِرَاشُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي يَنَامُ عَلَيْهِ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهُ لِيفٌ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر مبارک، جس پر آپ سویا کرتے تھے، چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

(۳۰۲۳)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَتْ وِسَادَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي يَتَّكِءُ عَلَيْهَا مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تکیہ جس پر آپ ٹیک لگایا کرتے تھے، چمڑے کا تھا اور اس کی بھرتی کھجور کی چھال کی تھی۔

(۳۰۲٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ......

عَنْ عُمَرَ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا هُوَ مُضْطَجِعٌ عَلَى رِمَالِ حَصِيرٍ لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ فِرَاشٌ قَدْ أَثَّرَ الرِّمَالُ بِجَنْبِهِ، مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مَیں حاضر ہوا تو آپ کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے، درمیان میں بستر موجود نہ تھا، چٹائی کے نشانات آپ کے پہلو پر پڑے ہوئے تھے اور آپ چمڑے کے ایک ایسے تکیے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

تشریح: مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یمن میں ایسے چھوٹے چھوٹے تکیے دیکھے جو چمڑے کے بنے ہوئے تھے تو کہنے لگے: جو شخص اس بات کا شوق رکھتا ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کے تکیوں کی طرح کے تکیے دیکھے تو وہ انہیں دیکھ لے۔ (صحیح، ابوداود: ٤١٤٤)

(۳۰۲٥)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا كَامِلُ بْنُ طَلْحَةَ،

(۳۰۲۳) انظر الحديث السابق (۳۰۲٤) أخرجه البخاری: ۲٤٦۸

(۳۰۲٥) صحيح ......أخرجه ابو الشيخ فی "اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم": صـ ۱۷۲

حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَتَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ کے سر مبارک کے نیچے ایک تکیہ تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔

(٣٠٢٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ عَلَى يَسَارِهِ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ابن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں طرف ایک تکیے پر ٹیک لگائے ہوئے دیکھا۔

شرح: جناب وکیع نے محدث اسرائیل رحمہ اللہ سے اس روایت کو بیان کرتے ہوئے (علی یسارہ) کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

(٣٠٢٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ الْبَابَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِءٍ الْخَوْلانِيُّ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْجُبُلِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِجَابِرٍ: ((فِرَاشٌ لِلرَّجُلِ، وَفِرَاشٌ لامْرَأَتِهِ، وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ، وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ۔))

جناب عبدالرحمٰن جُبُلی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ایک بستر تو مرد کے لیے ہے، دوسرا اس کی بیوی کے لیے، تیسرا مہمان کے لیے اور چوتھا شیطان کا ہے۔''

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ پسندیدہ بات یہی ہے کہ مرد الگ بستر پر آرام کرے اور عورت الگ بستر پر۔ اگر ان دونوں کا ایک بستر پر سونا مستحب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دو الگ الگ بستر بنانے کی اجازت مرحمت نہ فرماتے کیونکہ آپ اس موقع پر میانہ روی اختیار کرنے کی تعلیم ارشاد فرما رہے

(٣٠٢٦) صحيح......أخرجه الترمذى فى "الشمائل": ١/ ٢٢٢

(٣٠٢٧) أخرجه مسلم: ٢٠٨٤

ہیں اور اقتصاد و میانہ روی یہی ہے کہ کم سے کم چیز پر گزارہ کیا جائے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کچھ اونٹ شیطانوں کے ہوتے ہیں اور اسی طرح کچھ گھر بھی شیطانوں کے ہوتے ہیں، شیطانوں کے اونٹ میں نے دیکھے ہیں، تم میں سے ایک اپنے ساتھ خوبصورت اونٹنیاں لے کر چلتا ہے، انہیں خوب موٹا تازہ کیا ہوتا ہے خود کسی پر سوار نہیں ہوتا، اپنے کسی بھائی کے پاس سے گزرتا ہے جو چلنے سے عاجز ہوا تھا، اسے بھی سوار نہیں کرتا اور شیطان کے گھر میں نے نہیں دیکھے۔''

(ضعیف، ابوداود: ٢٥٦٨)

جناب سعید بن ابو ہند کہا کرتے تھے: میں سمجھتا ہوں کہ شیطان کے گھر یہی ہودے اور کجاوے ہیں کہ جن کو لوگوں نے ریشمی کپڑوں سے ڈھانپا ہوتا ہے۔

(21)......بَابُ النَّهْيِ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ
سونے کی انگوٹھی پہننے کی ممانعت

(٣٠٢٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ بَشِيرِ بْنِ نَهِيكٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ نَهَى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس ممانعت کا تعلق مردوں کے ساتھ ہے، عورتوں کے لیے سونے کے زیورات پہننا جائز ہے۔ جیسا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ میں ریشم پکڑ کر اور بائیں میں سونا پکڑ کر فرمایا: ''بلاشبہ یہ دو چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔'' (دیکھیں حدیث نمبر ٣١٠٨)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سونے کی انگشتریاں پہنا کرتی تھیں۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ چاندی کی انگوٹھی عورت کے لیے پہننا ناپسندیدہ (مکروہ) ہے کیونکہ اس سے مردوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔ اگر اسے چاندی کی انگوٹھی کے سوا کوئی چیز میسر نہ ہو تو زعفران وغیرہ کے ساتھ رنگ لینا چاہیے تاکہ یہ مشابہت ختم ہو جائے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چیتے پر سواری کرنے سے منع فرمایا اور آپ نے سونے کے استعمال کرنے سے بھی منع فرمایا الّا یہ کہ وہ مختلف جگہوں میں تھوڑا تھوڑا لگا ہوا ہو۔

(صحیح، ابوداود: ٤٢٣٩، نسائی: ٥١٥٠، ابن ماجہ: ٣٦٥٦)

(٣٠٢٨) أخرجه البخاري: ٦٤٨٤، ومسلم: ٢٠٨٩

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: (مُـقَـطَّـع) سے مراد اس کا قلیل استعمال ہے۔ مثلاً عورت سونے کی بالیاں یا انگوٹھی وغیرہ پہن لے اور عورت کے لیے بھی بہت زیادہ مقدار میں سونے کا استعمال کہ وہ زیورات سے لدی پھندی رہے مکروہ اور نامناسب ہے کیونکہ یہ حد سے بڑھے ہوئے فضول خرچ لوگوں کا شیوہ ہے اور آخرت فراموش لوگوں کا طرزِ عمل ہے۔ قلیل سونا وہ ہوتا ہے جس پر زکاۃ واجب نہ ہو۔

(۳۰۲۹)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُـو مُـحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُـلَيْـبٍ، حَـدَّثَـنَـا أَبُـو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْمُحَارِبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَـنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، فَكَانَ يَـلْبَسُـهُ فِي يَمِينِهِ، فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَـبٍ، فَـطَرَحَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ، وَقَـالَ: ((لَا أَلْبَسُـهُ أَبَدًا، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، آپ اسے دائیں ہاتھ میں پہنتے تھے۔ لوگوں نے بھی سونے کی انگوٹھیاں بنوالیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ انگوٹھی پھینک دی اور فرمایا: ''اب میں اسے کبھی نہیں پہنوں گا۔'' تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس حدیث مبارکہ میں دو باتیں مذکور ہیں جنہیں بعد ازاں تبدیل کر دیا گیا ہے ایک تو یہ کہ اس حدیث میں سونے کی انگوٹھی پہننے کا تذکرہ ہے جسے پھر مردوں کے لیے بالکل حرام کر دیا گیا ہے اور دوسری بات انگوٹھی کا دائیں ہاتھ میں پہننا ہے۔ آپ علیہ السلام سے اس بارے میں جو آخری بات منقول ہے وہ انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں پہننا ہے۔

(۳۰۳۰)۔أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَـدَّثَـنَـا أَبُـو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ......

عَـنْ عَـلِيٍّ: نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَـنْ خَـاتَـمِ الـذَّهَـبِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنِ قَطِيفَةِ الْأُرْجُوَانِ وَالْمِيثَرَةِ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے، قسی (ریشمی) کپڑے پہننے، ارجوانی چادروں اور ریشمی گدیوں پر بیٹھنے سے منع فرمایا۔

(۳۰۲۹) أخرجه البخاري: ۵۸۶۵، ۵۸۶۷، ومسلم: ۲۰۹۱

(۳۰۳۰) أخرجه مسلم: ۲۰۷۸

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ارجوانی رنگ کی چادروں کے استعمال سے اس لیے روکا گیا کہ ان کے استعمال میں تکبر اور دکھلاوا پایا جاتا ہے نیز یہ رنگ شوخ اور تیز ہوتا ہے جو مردانہ وقار اور سنجیدگی کے خلاف ہے، انسان ان کو پہن کر عجیب سا لگتا ہے۔

(الْمِيثَرَةِ) سے مراد گدیلے ہیں جو پالان پر رکھنے کی غرض سے بنائے جاتے تھے تاکہ اس کی لکڑیاں نہ چبھیں۔ اگر یہ گدیاں دیباج (ریشم) سے بنائی جائیں تو ان کا استعمال حرام ہے، کسی اور چیز سے ہوں تو جائز ہیں البتہ سرخ رنگ سے منع کیا گیا ہے۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرخ گدیلوں کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: ٥٨٤٩)

سرخ رنگ کے گدیلوں سے منع کرنے کی وجہ تکبر وشیخی ہے کہ اس کا استعمال بھی باوقار لوگوں کے حق میں نامناسب ہے۔

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو اسے پھینک دینے کا حکم دیا۔ زیاد نے کہا: اے امیر المومنین! میری انگوٹھی تو لوہے کی ہے۔ (کیا اس میں بھی کوئی حرج ہے؟) انہوں نے کہا: یہ تو سخت بدبودار اور متعفن چیز ہے۔ (مصنف عبد الرزاق: ١٩٤٧٣)

بعض اہل علم نے لوہے کی انگوٹھی پہننے کو ناپسند کیا ہے کیونکہ سیدنا بُریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے کہا، جس نے لوہے کی انگوٹھی پہن رکھی تھی: ((أَرَى عَلَيْكَ حِلْيَةَ أَهْلِ النَّارِ، فَطَرَحَهُ۔)) ......"کیا وجہ ہے میں تجھ پر جہنمیوں کا زیور دیکھتا ہوں۔" اس نے اسے اتار پھینکا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اِتَّخِذْهُ مِنْ وَرِقٍ وَلَا تُتِمَّهُ مِثْقَالًا۔)) ......"چاندی کی انگوٹھی بنوا اور اسے بھی ایک مثقال سے کم رکھنا۔"

(ضعیف، ابوداود: ٤٢٢٣، نسائی: ٥١٩٥، ترمذی: ١٧٨٥)

کچھ علمائے کرام نے لوہے کی انگوٹھی پہننے کی رخصت دی ہے۔ ان حضرات کی دلیل سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی حق مہر کے متعلق روایت ہے جس کے الفاظ یہ ہیں: ((فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ)) "جا تلاش کر خواہ لوہے کی ایک انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔" (صحیح بخاری: ٥٨٧١، صحیح مسلم: ١٤٢٥)

(22)......بَابُ إِبَاحَةِ خَاتَمِ الْفِضَّةِ
چاندی کی انگوٹھی پہننے کا جواز

(٣٠٣١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ......

(٣٠٣١) أخرجه البخاري: ٥٨٧٥، ومسلم: ٢٠٩٢

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّومِ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَءُوا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُومًا، فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ، وَنَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِهِ فِي يَدِهِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم ﷺ نے روم کے بادشاہ کو خط لکھنا چاہا تو آپ سے کہا گیا کہ اگر آپ کے خط پر مُہر نہ ہوئی تو وہ خط نہیں پڑھیں گے۔ چنانچہ آپ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی اور اس پر لفظ ''محمد رسول اللہ'' کندہ کرایا۔ مجھے اب بھی ایسے محسوس ہوتا ہے کہ میں آپ کے ہاتھ مبارک میں اس کی چمک دیکھ رہا ہوں۔

(۳۰۳۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو، حَدَّثَنَا نُوحُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبَ إِلَى كِسْرَى، وَقَيْصَرَ، وَالنَّجَاشِيِّ، فَقِيلَ لَهُ: إِنَّهُمْ لا يَقْبَلُونَ كِتَابًا إِلا بِخَاتَمٍ، فَصَاغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا حَلْقَتُهُ فِضَّةٌ، وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے جب کسریٰ، قیصر اور نجاشی کو خطوط لکھے تو آپ سے کہا گیا کہ عجم کے لوگ کوئی خط اس وقت تک نہیں قبول کرتے جب تک اس پر مہر نہ لگی ہوئی ہو۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی مبارک بنوائی جس کا نگینہ چاندی کا تھا اور آپ نے اس میں ''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ'' نقش کیا۔

(۳۰۳۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى......

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ، وَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، وَنَهَى أَنْ يَنْقُشَ أَحَدٌ عَلَيْهِ، وَهُوَ الَّذِي سَقَطَ مِنْ مُعَيْقِيبٍ فِي بِئْرِ أَرِيسَ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے، آپ نے اس میں ''محمد رسول اللہ'' نقش کیا اور آپ نے منع کر دیا کہ کوئی شخص اس جیسا نقش اپنی انگوٹھی پر نہ بنوائے۔ یہ وہی انگوٹھی تھی جو سیدنا معیقیب رضی اللہ عنہ سے اریس کنویں میں گر گئی تھی۔

(۳۰۳۲) انظر الحديث السابق

(۳۰۳۳) أخرجه البخاري: ۵۸۶۵، ومسلم: ۲۰۹۱

شرح سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی۔ پھر اسے اتار پھینکا، پھر چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں ''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ '' نقش کیا اور فرمایا: ''کوئی شخص میری انگوٹھی کے نقش کی طرح نقش نہ بنوائے۔'' (ایضاً)

(٣٠٣٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ……

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ فِي يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُثْمَانَ حَتَّى وَقَعَ بَعْدُ فِي بِئْرِ أَرِيسَ، نَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی، وہ انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں رہی، پھر آپ کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، اس کے بعد سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں، اس کے بعد سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہتی تھی لیکن ان کے زمانے میں وہ اریس کے کنویں میں گر گئی، اس میں ''مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ'' منقش تھا۔

(٣٠٣٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الأَصْبَهَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُثْمَانَ الْوَاعِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْهَرَوِيُّ، أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ إِدْرِيسَ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ، عَنْ أَبِي بِشْرٍ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي وَحْشِيَّةَ، وَحْشِيَّةَ، عَنْ نَافِعٍ……

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ كَانَ يَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ، فَطَرَحَهُ ذَاتَ يَوْمٍ، وَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ، ثُمَّ اتَّخَذَ بَعْدَ ذَلِكَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ كَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی، آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے، ایک دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اتار کر پھینکا تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں اتار پھینکیں۔ بعد ازاں آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی، آپ اس سے مہر تو لگایا کرتے تھے لیکن پہنا نہیں کرتے تھے۔

(٣٠٣٤) انظر الحديث السابق

(٣٠٣٥) هذا حديث صحيح …… انظر الحديثين السابقين، لكن لفظة "كَانَ يَخْتِمُ بِهِ وَلَا يَلْبَسُهُ" ما رواها الشيخان

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّهُ رَأَى فِي يَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا، ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيمَ مِنْ وَرِقٍ، وَلَبِسُوهَا، فَطَرَحَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُ، فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيمَهُمْ۔

...... انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں ایک دن چاندی کی انگوٹھی دیکھی پھر دوسرے لوگوں نے بھی چاندی کی انگوٹھیاں بنوانا شروع کر دیں اور پہننے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینک دی، چنانچہ دوسرے لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیاں پھینک دیں۔ (صحيح بخاری: ٥٨٦٨، صحيح مسلم: ٢٠٩٣)

چاندی کی انگوٹھی جو مثقال سے کم ہو اس کی اب بھی اجازت ہے۔ آپ ﷺ نے اسے اتار پھینکا تو تمام لوگوں نے بھی اتار پھینکا، شاید ایسا زینت، تکبر اور شیخی کے خوف سے کیا گیا تھا اور یہ کہ لوگوں میں اس کا رجحان ایک مناسب حد تک رہے بہت زیادہ نہ بڑھ جائے۔ بہرحال ان کی اب بھی مردوں کے لیے عام اجازت ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا سوائے حاکم کے (وہ انگوٹھی پہن سکتا ہے)۔

(ضعیف، ابوداود: ٤٠٤٩، نسائی: ٥٠٩١)

آپ نے حاکم وقت کے لیے اس لیے انگوٹھی پہننا جائز رکھا ہے کہ اسے خطوط وغیرہ پر مہر لگانا پڑتی ہے، باقی افراد کے لیے جنہیں ایسی کوئی ضرورت نہیں انگوٹھی پہننا ناپسند کیا گیا ہے کیونکہ یہ محض زینت اور بننے سنورنے کی ذیل میں آتا ہے۔ واللہ اعلم

فائدہ: مرد اور عورت ہر دو کے لیے چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز اور مشروع ہے۔ بعض روایات میں سلطان اور حاکم کے علاوہ دوسرے لوگوں کو انگوٹھی پہننے سے منع کیا گیا ہے تو ان دونوں قسم کی روایات میں تطبیق اس طرح دی گئی ہے کہ نہی تنزیہ پر محمول ہے یعنی حاکم وغیرہ کے علاوہ دیگر لوگوں کے لیے انگوٹھی نہ پہننا بہتر ہے۔ واللہ اعلم (ع،س)

(23)......بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ
انگوٹھی کا نقش

(٣٠٣٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنْ ثُمَامَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ نَقْشُ خَاتَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی ﷺ کی انگوٹھی (مہر) کا نقش تین سطروں میں تھا، ایک سطر میں

(٣٠٣٦) أخرجه البخاري: ٥٨٧٨

وَرَسُولُ سَطْرٌ، وَاللّٰهِ سَطْرٌ۔

لفظِ "محمد" ایک سطر میں لفظِ "رسول" اور ایک سطر میں لفظِ "اللّٰہ" تھا۔

(٣٠٣٧)۔أنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَنَعَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، فَنَقَشَ فِيهِ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، وَقَالَ: ((لَا تَنْقُشُوا عَلَيْهِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ" کے الفاظ کندہ کرائے اور فرمایا: "تم اپنی انگوٹھیوں پر ایسا نقش نہ بنواؤ۔"

(24)......بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ
انگوٹھی کا نگینہ

(٣٠٣٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، سُمعتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهُ مِنْ فِضَّةٍ، كَانَ فَصُّهُ مِنْهُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔

(٣٠٣٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ فَصُّهُ حَبَشِيًّا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبشی تھا۔

(٣٠٣٧) أخرجه البخاري: ٥٨٧٤، ومسلم: ٢٠٩٢

(٣٠٣٨) أخرجه البخاري: ٥٨٧٠، ومسلم: ٢٠٩٢

(٣٠٣٩) أخرجه مسلم: ٢٠٩٤

(٣٠٤٠)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ يُونُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبِسَ خَاتَمًا فِي يَمِينِهِ، فِيهِ فَصٌّ حَبَشِيٌّ، وَكَانَ فَصُّهُ مِمَّا يَلِي كَفَّهُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی تھی، اس میں نگینہ حبشی طرز کا تھا اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب رہتا تھا۔

(25)......بَابُ مَوْضِعِ الْخَاتَمِ
انگوٹھی پہننے کی جگہ

(٣٠٤١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ......

عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي رَافِعٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ، فَسَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ: رَأَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ جَعْفَرٍ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ، وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ۔

جناب حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا کہ وہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے تھے، میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: میں نے سیدنا عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا اور سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

(٣٠٤٢)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رُسْتَهْ، وَأَبُو الْحُرَيْشِ، قَالَا: نا هُدْبَةُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ۔

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

(٣٠٤٠) انظر الحديث السابق

(٣٠٤١) صحيح ......أخرجه الترمذي: ١٧٤٤، وابن ماجه: ٣٦٤٧، والنسائي: ٥٢٠٤

(٣٠٤٢) صحيح ...... انظر الحديث السابق

(٣٠٤٣)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجوزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ زِيَادُ بْنُ يَحْيَى ح وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو الْخَطَّابِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَيْمُونٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

(٣٠٤٤)۔ حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَنَا أَبُو الشَّيْخِ الْحَافِظُ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ أَحْمَدَ، نَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ الْمِهْرَقَانِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَمِينِهِ، وَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور آپ اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف رکھتے تھے۔

(٣٠٤٥)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو سَعْدِ بْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ الْجُرْجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ، وَأَشَارَ إِلَى خِنْصَرِهِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرَى۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس انگلی میں ہوا کرتی تھی اور یہ کہہ کر انہوں نے بائیں ہاتھ کی خنصر (چھنگلی) انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

(٣٠٤٦)۔ وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُسْتَهْ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ،

(٣٠٤٣) صحيح بما قبله ......أخرجه الترمذى فى "الشمائل": ١/ ١٨٧

(٣٠٤٤) صحيح ......أخرجه ابو الشيخ فى "اخلاق النبى صلى الله عليه وسلم": صـ ١٣١

(٣٠٤٥) أخرجه مسلم: ٢٠٩٥

(٣٠٤٦) انظر الحديث السابق

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هَذِهِ ، وَأَشَارَ إِلَى خِنْصِرِهِ مِنْ يَدِهِ الْيُسْرَى.

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی اس انگلی میں ہوا کرتی تھی (یہ کہہ کر) انہوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔

شرح: جناب جعفر بن محمد اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں انہوں نے کہا: سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما دونوں بزرگ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ (صحیح، ترمذی: ۱۷۴۳)

جناب نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

(صحیح، ابوداود: ۴۲۲۸)

(۳۰۴۷)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ الْحَافِظُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ ، حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَتَّمُ فِي يَسَارِهِ ، وَكَانَ فَصُّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ.

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی جانب ہوتا تھا۔

شرح: عن ابن المبارك عن عبدالعزيز کی سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

(۳۰۴۸)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَسَدٍ الْبَجَلِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ بْنِ أَبِي مُوسَى......

عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ: نَهَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَتَخَتَّمَ فِي الْوُسْطَى وَالَّتِي تَلِيهَا.

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی میں انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

(۳۰۴۷) شاذ، والمحفوظ "في يمينه"......أخرجه ابوداود: ۴۲۲۷

(۳۰۴۸) أخرجه مسلم: ۲۰۹۵

شرح **فــائدہ**: دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا جائز ہے تاہم دائیں ہاتھ میں پہننا دائیں ہاتھ کی عمومی فضیلت کے تحت افضل ہے۔ کیونکہ زینت کے لیے دایاں ہاتھ مناسب ہے۔ بایاں ہاتھ تو استنجا وغیرہ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ بعض روایات میں بائیں کا بھی ذکر ہے۔ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی روایات بھی صحیح ہیں۔ لہٰذا دونوں ہاتھوں میں انگوٹھی پہننا جائز ہے مگر ترجیح دائیں کو ہے کیونکہ یہ اکثر روایات میں ہے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: مردوں کے لیے سونے کی انگوٹھی پہننا حرام ہے البتہ عورتوں کے لیے اس کا استعمال مباح ہے۔ اسی طرح سونے کے بنے ہوئے دیگر زیورات بھی ان کے لیے جائز ہیں کیونکہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں سونے اور ریشم کو اپنی امت کی عورتوں کے لیے حلال قرار دیتا ہوں۔''

(دیکھیں حدیث نمبر ۳۱۰۸)

جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کو سونے کے زیورات پہنایا کرتے تھے اور اپنی خواتین کو ریشم اور خز کے ملبوسات پہننے کی اجازت دیتے تھے۔ کچھ علماء نے عورتوں کے لیے سونے کے زیورات پہننا ناپسند کیا ہے۔ ان حضرات کی دلیل سیدہ اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو عورت نمائش کے لیے سونے کا ہار پہنے گی، قیامت کے دن اس کی گردن میں آگ کا ہار ڈالا جائے گا اور جو عورت نمائش کے لیے اپنے کانوں میں سونے کی بالیاں ڈالے گی، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے کان میں آگ کی بالیاں ڈالے گا۔''

(ضعیف، ابوداود: ۴۲۳۸، نسائی: ۵۱۳۹)

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی بیٹی سے کہا کرتے تھے: سونے کے زیورات نہ پہنا کر، مجھے تیرے بارے میں آگ کے شعلوں کا خوف ہے۔ اکثر علمائے کرام رحمہم اللہ عورت کے لیے سونے کے زیورات پہننا جائز خیال کرتے ہیں اور جواز کے قائل حضرات سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی حدیث کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ وعید ان کے لیے ہے جو زیورات کی زکاۃ ادا نہیں کرتے، ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ حکم شروع اسلام میں تھا پھر منسوخ کر دیا گیا اور ناسخ روایت سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ والی ہے جس میں خواتین کے لیے زیورات کے استعمال کا جواز ہے۔ واللہ اعلم

(26)...... بَابُ الْخُفِّ

موزے پہننا

(۳۰۴۹)۔أنا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ دَلْهَمِ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ حُجَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

(۳۰۴۹) صحیح ...... أخرجه الترمذي: ۲۸۲۰، وابن ماجه: ۵۴۹

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّجَاشِيَّ أَهْدَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ أَسْوَدَيْنِ سَاذَجَيْنِ فَلَبِسَهُمَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ، وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا۔

ابن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نجاشی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دو سادہ سیاہ موزے تحفے کے طور پر ارسال کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہنا، پھر وضو کیا اور ان دونوں پر مسح کیا۔

(۳۰۵۰)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ أَبِي زَائِدَةَ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ أَهْدَى دِحْيَةُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُفَّيْنِ فَلَبِسَهُمَا قَالَ إِسْرَائِيلُ: عَنْ جَابِرٍ، عَنْ عَامِرٍ: وَجُبَّةً يَلْبَسُهُمَا حَتَّى تَخَرَّقَا لَا يَدْرِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَذَكِيٌّ هُمَا أَمْ لَا۔

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دحیہ نے دو موزے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تحفہ کے طور پر ارسال کیے جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنا۔ اسرائیل راوی نے جابر سے اور انہوں نے عامر سے بیان کیا کہ ایک جبہ بھی انہوں نے بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم موزے پہنتے رہے حتی کہ وہ بوسیدہ ہو کر پھٹ گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ذبح شدہ جانور کے چمڑے کے تھے یا غیر مذبوح کے۔

(27)......بَابُ النَّعْلِ

جوتے پہننا

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ، وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا۔ ......میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سبتی جوتے پہنے ہوئے دیکھا، جس میں بال نہیں تھے اور آپ اس کو پہنے ہوئے وضو کرتے تھے۔

(صحیح بخاری: ۵۸۵۱، صحیح مسلم: ۱۱۸۷)

(۳۰۵۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الأَسَدِيُّ......

(۳۰۵۰) ضعيف ......أخرجه الترمذي في "الشمائل المحمدية": ۱/ ۱۵۷

(۳۰۵۱) أخرجه البخاري: ۳۱۰۷

حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ طَهْمَانَ ، قَالَ: أَخْرَجَ إِلَيْنَا أَنَسٌ نَعْلَيْنِ جَرْدَاوَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ ، فَحَدَّثَنِي ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ بَعْدُ ، عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّهُمَا نَعْلَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جناب عیسیٰ بن طہمان بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ دو پرانے جوتے ہمارے پاس باہر لائے جس میں دو تسمے لگے ہوئے تھے۔ جناب ثابت بنانی نے بعد ازاں بتایا کہ وہ دونوں جوتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے۔

شرح (جَرْدَاوَيْنِ) ''پرانے۔'' پُرانے اوراستعمال شدہ لباس کو''ثَوْبٌ جَرْدٌ'' کہتے ہیں۔

(۳۰۵۲)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنِ حَمْزَةَ ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ نَعْلُهُ لَهَا قِبَالَانِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاپوش مبارک میں دو تسمے تھے۔

شرح (قِبَالَانِ) ''دو تسمے۔'' ابوعبید نے کہا: (قِبَال) کا نام (زِمَام) بھی ہے۔ درمیانی انگلی اور اس کے ساتھ والی انگلی کے درمیان میں سے ایک پٹی گزاری جاتی ہے جس میں پاؤں کا انگوٹھا اور اس کے ساتھ والی انگلی ڈالی جاتی تھی اور دوسری پٹی پاؤں کے اوپر سے گزار کر ایک طرف باندھی جاتی ہے جس میں چھوٹی تین انگلیاں آ جاتی تھیں۔

فائدہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے جوتے کی بناوٹ موجودہ دور کی ہوائی چپل سے ملتی جلتی ہے اس میں چمڑے کا ایک ٹکڑا (الشِسْع) انگلیوں کے درمیان ہوتا تھا اور اس کا ایک سرا زمام سے بندھا ہوتا تھا۔ (ع،س)

(۳۰۵۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: كَانَ لِنَعْلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قِبَالَانِ مُثَنًّى شِرَاكُهُمَا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کی دو پٹیاں تھیں جن کے تسمے دہرے تھے۔

شرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ((اسْتَكْثِرُوا مِنَ النِّعَالِ ، فَإِنَّ الرَّجُلَ لَا يَزَالُ رَاكِبًا مَا انْتَعَلَ۔)) ''اکثر وبیشتر جوتے پہن کر رکھو، کیونکہ آدمی جب تک جوتے

(۳۰۵۲) أخرجه البخاري: ۵۸۵۷

(۳۰۵۳) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ۳۶۱۴

پہنے ہوئے ہوتا ہے تب تک گویا سوار ہوتا ہے۔" (صحیح مسلم: ۲۰۹۶)

(28)......بَابُ الْبُدَاءَةِ بِالْيُمْنٰى إِذَا انْتَعَلَ

جوتے پہنتے وقت دائیں جانب سے آغاز کرنا

(۳۰۵٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنَى، وَإِذَا نَزَعَ، فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ، فَلْتَكُنِ الْيُمْنَى أَوَّلَهُما تُنْعَلُ، وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی شخص جوتے پہنے تو دائیں جوتے سے شروع کرے اور جب اتارے تو بائیں سے شروع کرے، یعنی دائیاں جوتا پہننے کے اعتبار سے پہلے ہو اور اتارے جانے کے لحاظ سے آخر میں ہو۔"

(۳۰۵۵)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبَانٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِسْحَاقَ الْمَعْرُوفُ بِبِدْعَةٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ ذَكْوَانَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا لَبِسَ ثَوْبًا بَدَأَ بِمَيَامِنِهِ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کپڑے زیبِ تن فرماتے تو پہننے کا آغاز دائیں جانب سے فرماتے۔

تشریح: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے کھڑے جوتے پہننے سے منع فرمایا۔ (صحیح، ابوداود: ٤١٣٥)

فائدہ: کھڑے کھڑے جوتے پہننے کی روایات کو بعض محققین نے ضعیف قرار دیا ہے جبکہ دیگر محققین نے صحیح قرار دیا ہے۔ خصوصاً شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث پر طویل بحث کی ہے جس سے تصحیح والی رائے ہی درست معلوم ہوتی ہے (صحیحہ برقم: ۷۱۹) واللہ اعلم۔ بنا بریں جوتا بیٹھ کر پہننا بہتر ہے خاص طور پر وہ جوتا جسے کھڑے ہو کر پہننے میں مشقت ہو۔ (ع،س)

(۳۰۵٤) أخرجه البخاری: ٥٨٥٦، ومسلم: ٢٠٩٧

(۳۰۵۵) صحيح ......أخرجه الترمذی: ١٧٦٦

(29)......بَابُ لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدٍ
کوئی شخص ایک جوتے میں نہ چلے

(٣٠٥٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشَّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لَا يَمْشِيَنَّ أَحَدُكُمْ فِي نَعْلٍ وَاحِدَةٍ، لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيَخْلَعْهُمَا جَمِيعًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص ہرگز ایک جوتا پہن کر نہ چلے، دونوں جوتے پہن کر چلے، یا دونوں اتار دے۔''

(٣٠٥٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا انقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَحَدِكُمْ، أَوْ شِرَاكُهُ، فَلَا يَمْشِ فِي إِحْدَاهُمَا بِنَعْلٍ وَاحِدٍ، وَالأُخْرَى حَافِيَةٌ، لِيُحْفِهِمَا جَمِيعًا، أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيعًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے جوتے کا شمہ (جو انگلیوں کے درمیان ہوتا ہے) یا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتا پہن کر نہ چلے جبکہ دوسرا پاؤں ننگا ہو، اسے چاہیے کہ دونوں جوتے اتار دے یا دونوں جوتے پہن لے۔''

(٣٠٥٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا انْقَطَعَ شِسْعُ أَحَدِكُمْ، فَلَا يَمْشِ فِي نَعْلٍ وَاحِدٍ حَتَّى يُصْلِحَ شِسْعَهُ،

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو وہ ایک جوتے میں مت چلے، حتی کہ اپنے تسمے کو درست

(٣٠٥٦) أخرجه البخاري: ٥٨٥٥، ومسلم: ٢٠٩٧

(٣٠٥٧) أخرجه مسلم: ٢٠٩٨

(٣٠٥٨) أخرجه مسلم: ٢٠٩٩

وَلا يَـأْكُـلْ بِشِـمَـالِهِ ، وَلا يَمْشِ فِي الْخُفِّ الْوَاحِدِ))قَالَ: ((وَلا يَحْتَبِ أَحَدُكُم بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ، وَلا يَشْتَمِلِ الصَّمَّاءَ۔))

کرائے، کوئی شخص بائیں ہاتھ سے نہ کھائے اور کوئی شخص ایک موزہ پہن کر نہ چلے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور تم میں سے کوئی بھی کپڑے کے ساتھ گوٹھ نہ مارے اور اشتمال صماء بھی نہ کرے۔''

شرح **فائدہ:** جوتا ٹوٹ جانے کی صورت میں اس کو گھسیٹتے ہوئے چلنا انسانی وقار کے خلاف ہے۔ اسی طرح ایک جوتا یا موزہ پہن کر چلنے میں دقت ہوتی ہے اور لڑکھڑانے کا خطرہ ہوتا ہے کیونکہ چال میں توازن نہیں رہتا۔ اگر کسی وجہ سے ایک جوتا اتارنا پڑے تو بہتر ہے کہ دونوں جوتے اتار دیے جائیں کیونکہ ننگے پاؤں چلنا شرعاً منع نہیں ہے۔ بائیں ہاتھ سے کھانا اسلامی تہذیب کے خلاف ہے۔ دائیں اور بائیں کا فرق اسلامی تہذیب کا ایک اہم اصول ہے۔ ایک کپڑے سے گوٹھ مار کر بیٹھنے سے بے پردگی ہوتی ہے جو حیا اور شرم کے منافی ہے۔ اشتمال صمّاء کہتے ہیں کہ چادر وغیرہ کو اپنے اوپر اس طرح لپیٹ لینا کہ ضرورت پڑنے پر انسان اپنے ہاتھ نہ نکال سکے۔ کوئی مار کر بھاگ جائے تو پکڑ نہ سکے، اس لیے اس سے بھی منع کیا گیا ہے۔ (ع،س)

ایک جوتے میں چلنے کی رخصت بھی مروی ہے۔ جناب عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد سے اور ان کے والد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ ایک جوتے میں چلی تھیں۔ امام ثوری رحمہ اللہ نے اسے عبدالرحمٰن سے بیان کیا ہے۔ امام لیث رحمہ اللہ نے اسے عبدالرحمٰن سے مرفوعاً ذکر کیا ہے لیکن اس کا موقوف ہونا زیادہ درست ہے۔

مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سپاہیوں کی دو قطاروں کے درمیان ایک جوتا پہن کر چلے تھے۔

جناب عبدالرحمٰن بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ایک جوتے میں چلتے ہوئے ملاحظہ کیا ہے۔

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ ایک جوتا پہن کر چلنے میں کوئی مضائقہ نہیں جانتے تھے۔

فائدہ: ممکن ہے یہ بزرگ چند قدم ایک جوتا پہن کر چلے ہوں اور ایسا بے خیالی میں ہو جاتا ہے۔ ہوسکتا ہے عین موقع پر انہیں حدیث مبارکہ ذہن میں نہ رہی ہو، یہ بھی ممکن ہے کہ نہی والی حدیث ان حضرات کے علم میں ہی نہ ہو اور یہ بزرگ سرے سے اس مسئلہ ہی سے ناواقف ہوں۔ بہر حال جو کچھ بھی ہو صحیح اور پھر بخاری و مسلم کی روایات ہوتے ہوئے کہ جن میں واضح اور دوٹوک انداز میں ایک جوتا پہن کر چلنا منع آیا ہے ہمیں ان آثار کی جانب توجہ نہیں کرنا چاہیے ہمارے لیے حجت اور دلیل آپ علیہ السلام کا صحیح فرمان ہے اور عمل صحیح حدیث پر ہی ہے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: بعض اہل علم نے ایک جوتا پہن کر چلنے والی نہی پر قمیص کا ایک بازو ڈال کر اور ایک لٹکا کر چلنے کو قیاس کیا ہے۔ اسی طرح چادر کو ایک کندھے پر ڈال کر چلنا ناپسند جانا ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی بیٹھتے وقت جوتے اتار کر ایک طرف رکھ دے۔

(30)......بَابُ نَهْيِ الرِّجَالِ عَنِ التَّزَعْفُرِ

مردوں کے لیے زعفران لگانا حرام ہے

(٣٠٥٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسُ الأَصَمُّ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بكرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ، الَّذِي يُعْرَفُ بِابْنِ عُلَيَّةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى أَنْ يتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آدمی کو زعفران لگانے سے منع فرمایا ہے۔

شرح: امام ابوعیسیٰ رحمہ اللہ ترمذی نے کہا: مرد کے لیے زعفران بطور خوشبو حرام ہے۔

فائدہ:...... زعفران رنگ دار خوشبو ہے۔ مرد کے لیے اپنے جسم کو زعفران لگانا متفقہ حرام ہے اور داڑھی کو لگانا متفقہ حلال ہے اور کپڑوں کو لگانا مختلف فیہ۔ عورتوں کے لیے جسم میں بھی جائز ہے اور کپڑوں میں بھی۔ (ع،س)

(٣٠٦٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءٍ، سَمِعْتُ رَجُلا مِنْ آلِ أَبِي عُقَيْلٍ، يُقَالُ لَهُ: أَبُو حَفْصِ بْنُ عَمْرٍو......

يُحَدِّثُ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى عَلَيْهِ خَلُوقًا، فَقَالَ: ((أَلَكَ امْرَأَةٌ؟)) قَالَ: لا، قَالَ: ((فَاغْسِلْهُ، ثُمَّ اغْسِلْهُ، ثُمَّ اغْسِلْهُ، ثُمَّ لا تَعُدْ۔))

سیدنا یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ان پر خلوق لگی ہوئی دیکھی تو آپ نے فرمایا: ''کیا تمہاری بیوی ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کو دھو دے، اچھی طرح دھو دے، ایک بار پھر دھو دینا، پھر دوبارہ نہ لگانا۔''

(٣٠٥٩) أخرجه البخاري: ٥٨٤٦، ومسلم: ٢١٠١

(٣٠٦٠) ضعيف ...... أخرجه النسائي: ٥١٢٤، والترمذي: ٢٨١٦

شرح امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: زعفران کی حرمت کا تعلق زیادہ مقدار میں لگانے سے ہے، رہا کم مقدار میں لگانا تو شادی شدہ شخص کے لیے اس کی رخصت وارد ہوئی ہے۔ نبی ﷺ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زعفران کا نشان دیکھا تو انہیں اس سے منع نہیں کیا۔ (صحیح بخاری: ٥١٥٥، صحیح مسلم: ١٤٢٧)

اسی طرح سیدہ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، کہتی ہیں: میں نے نبی ﷺ کو دیکھا، آپ پر دو پُرانی اور چھوٹی چادریں تھیں جنہیں زعفران سے رنگا ہوا تھا اور اب ان کا رنگ پھیکا پڑ چکا تھا۔ (حسن، ترمذی: ٢٨١٤)

((اَلْاَسْمَال)) اس لفظ کو سین کے ساتھ پڑھا جائے گا اور اس کا واحد (سمل) ''پُرانی استعمال شدہ چادر'' ہے۔

((اَلْمُلَيَّتَة)) یہ لفظ تصغیر کے صیغہ سے ہے اور اس کا معنی چادر ہے۔

((نَـفَـضَة)) مطلب یہ ہے کہ کثرت استعمال کی وجہ سے زعفران کا رنگ اتر چکا ہے اور اب بس کہیں کہیں کچھ نشانات موجود ہیں۔

جناب ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: نبی ﷺ خلوق (ایک قسم کی خوشبو جسے زعفران وغیرہ سے بنایا جاتا ہے) استعمال کرتے تھے اور آپ خلوق کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے۔

جناب عبدالملک بن ابجر نے کہا: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو دیکھا، حمام میں داخل ہوئے تو پہلے جسم پر خلوق لگائی اور بعد ازاں غسل کیا۔ امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: زعفران کا استعمال خواتین کے لیے متفقہ طور پر مباح ہے۔

فائدہ: خلوق اور زعفران اصل میں رنگ دار خوشبو ہیں جو عام طور پر عورتوں کے استعمال میں آتی ہے۔ مردوں کو اس سے منع کیا گیا ہے۔ شاید بیان جواز کے لیے کبھی کبھار ایک آدھ بار اسے استعمال فرمایا ہو۔ مردوں کے لیے اس کا استعمال مناسب نہیں البتہ اگر کوئی اور خوشبو نہ ملے تو کبھی کبھار وہ بھی مجبوری کی صورت میں گنجائش ہے۔ (ع،س)

(٣٠٦١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الْحَفْرِيُّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ، عَنْ رَجُلٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((طِيبُ الرِّجَالِ مَا ظَهَرَ رِيحُهُ، وَخَفِيَ لَوْنُهُ، وَطِيبُ النِّسَاءِ مَا ظَهَرَ لَوْنُهُ، وَخَفِيَ رِيحُهُ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مردوں کی خوشبو وہ ہے جس کی خوشبو ظاہر ہو اور رنگ مخفی ہو اور عورتوں کی خوشبو وہ ہے جس کا رنگ نمایاں ہو لیکن خوشبو مخفی ہو۔''

شرح جناب سعید بن ابوعروبہ کہتے ہیں کہ محدثین نے اس حدیث مبارکہ میں مذکور عورت کی خوشبو کو گھر

(٣٠٦١) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٢١٧٤، والترمذي: ٢٧٨٧، والنسائي: ٥١٣٢

سے باہر نکلنے کی صورت میں منع پر محمول کیا ہے اس لیے کہ خوشبو سے غیر مردوں کی توجہ اس کی جانب مبذول ہوگی لیکن اگر عورت اپنے خاوند کے گھر میں ہو، باہر نہ جائے اور گھر میں غیر محرم مردوں کی آمد کا سلسلہ بھی نہ ہو تو پھر اسے خوشبو لگانے کی اجازت ہے وہ خاوند کی خوشنودی اور توجہ کے حصول کے لیے جیسے چاہے خوشبو لگائے۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((كُلُّ عَيْنٍ زَانِيَةٌ، فَـالْـمَـرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ، فَمرَّتْ بِالْمَجْلِسِ، فَهِيَ كَذَا وَكَذَا۔)) يَعْنِي: زَانِيَةً۔ ......''ہر آنکھ بدکار ہے (اگر ارادۃً تا نک جھانک کرے) عورت جب خوشبو لگا کر کسی مجلس کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ ایسی ویسی ہے یعنی زانیہ ہے۔''

(حسن، ابوداود: ٤١٧٣، ترمذی: ٢٧٨٦، نسائی: ٥١٤١)

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خوشبو سے معطر عورت کا گھر سے باہر نکلنا شرعاً حرام ہے نیز اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جو چیز کسی دوسری چیز کا سبب بنتی ہے اس سبب والی چیز کا حکم بھی وہی ہوتا ہے جو اصل چیز کا ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورت کو زانیہ اور بدکار قرار دیا ہے جو خوشبو لگا کر گھر سے باہر نکلتی اور مردوں کو فتنے میں مبتلا کرتی ہے اور یہ اس لیے کہ عورت کے وجود سے پھوٹنے والی مہک مردوں کو اُبھارتی ہے کہ وہ اسے دیکھیں لہٰذا جب وہ اجنبی عورت کو دیکھیں گے تو یہ نظر اور آنکھ کا زنا ہوگا۔ عورت کو اس لیے زانیہ کہا گیا ہے کہ اس کا سبب وہ خود بنتی ہے لہٰذا اس کا سبب بننے والی عورت پر بھی وہی حکم لگایا گیا ہے جو اصل چیز کا حکم ہے۔ ایسی عورت کو زانیہ اور بدکار کہنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کے سامنے اپنی زینت کا اظہار کرنا زانیہ عورت کی علامت ہے تاکہ لوگ اس کی طرف مائل ہوں۔ (ع،س)

(31)......بَابُ تَرْجِيلِ الشَّعْرِ وَتَدْهِينِهِ
بالوں کو کنگھی کرنا اور انہیں تیل لگانا

(٣٠٦٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، حَدَّثَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حائضہ ہونے کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کو کنگھی کیا کرتی تھی۔

(٣٠٦٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ،

(٣٠٦٢) أخرجه البخاري: ٢٩٥، ٣٠١، ومسلم: ٢٩٧

(٣٠٦٣) ضعيف ......أخرجه الترمذي في "الشمائل": صـ ٢٣

حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ صُبَيْحٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبَانَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ دَهْنَ رَأْسِهِ ، وَتَسْرِيحَ لِحْيَتِهِ ، وَيُكْثِرُ الْقِنَاعَ ، كَأَنَّ ثَوْبَهُ ثَوْبُ زَيَّاتٍ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت کے ساتھ سر کو تیل لگاتے، داڑھی میں کنگھی کرتے اور آپ سر پر اکثر کپڑا رکھتے حتی کہ وہ کپڑا اس طرح ہو جاتا جس طرح تیل فروش کے کپڑے ہوتے ہیں۔

شرح: ((الْقِنَاع)) ''وہ کپڑا جو سر پر تیل لگانے کے بعد رکھا جاتا ہے تاکہ دیگر اشیاء آلودہ نہ ہوں۔''

فائدہ: اس حدیث کی سند میں ربیع بن صبیح اور یزید بن ابان الرقاشی دونوں راوی ضعیف ہیں۔
لہٰذا یہ حدیث ثابت نہیں اور اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں کا تیل بیچنے والے کے کپڑوں جیسا ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو انتہائی صاف ستھرا اور پاکیزہ لباس زیبِ تن فرماتے تھے۔ طہارت و نظافت تو آپ کی بیان کردہ شریعت کی جان ہے۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ اس انداز میں رہتے ہوں؟ البتہ سر کو تیل لگانا اور داڑھی کو کنگھی کرنا دیگر روایات صحیحہ سے ثابت ہے۔ (ع،س)

(٣٠٦٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّرَجُّلِ إِلا غِبًّا۔

سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن کنگھی کرنے اور ایک دن نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ ناز نخرے سے منع فرمایا۔ (صحیح، ابوداود: ۴۱۶۰، نسائی: ۵۲۵۴) کہا گیا ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں بلاناغہ ٹیپ ٹاپ اور روزانہ کنگھی کرنے کی ممانعت ہے۔ لفظ ((اِرْفَـاہ)) کا لغوی معنی ہے ''اونٹوں کا ہر روز گھاٹ پر پانی پینے کے لیے جانا۔ (رفاہیت) ''پرآسائش زندگی'' کا لفظ اسی سے ماخوذ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض احادیث میں مبالغہ کی حد تک بننے سنورنے، کنگھی پٹی کرنے، تیل شیل لگانے اور صبح و شام اسی دھن میں جُتے رہنے کو ناپسند جانا ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس حدیث مبارکہ سے مراد کپڑوں پر کپڑے بدلنے اور بغیر بھوک اور ضرورت کے کھاتے رہنے سے منع کیا ہے جو کہ عجمیوں کا شیوہ ہے۔

(٣٠٦٤) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤١٥٩ ، والترمذي: ١٧٥٦ ، والنسائي: ٥٠٧٠

اس سلسلے میں آپ کا حکم اعتدال اور میانہ روی اختیار کرنے کا ہے۔ یاد رکھیے! اس حدیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ انسان میلا کچیلا رہے، بالوں کو نہ سنوارے، طہارت ونظافت کا اہتمام نہ کرے، ایسا طرزِ عمل اختیار کرنا زُہد ہے نہ سادگی بلکہ یہ حماقت اور جہالت ہے، جو کسی بھی طرح ایک باوقار اور قابل احترام مسلمان کے لائق نہیں۔ اسلام انتہائی صاف ستھرا اور پاکیزہ دین ہے اور اپنے پیروکاروں سے بھی پاکیزگی اور صفائی کا تقاضا کرتا ہے۔

مزید برآں سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میرے لمبے لمبے بال ہیں کیا میں انہیں کنگھی کیا کروں؟ آپ نے فرمایا: ((نَعَمْ وَأَكْرِمْهَا۔)) ......''ہاں، انہیں بنا سنوار کر رکھ۔'' سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بسا اوقات ایک دن میں دو مرتبہ تیل لگاتے اور کنگھی کرتے اور آپ کے پیش نگاہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ تھے: ((وَاَكْرِمْهَا۔)) ''اور انہیں بنا سنوار کر رکھ۔'' (ضعیف، مؤطا امام مالک: ۱۷۶۹) نیز سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ۔)) ......''جس شخص نے بال رکھے ہوں تو اسے چاہیے کہ ان کی عزت کرے۔'' یعنی انہیں بنا سنوار کر رکھے۔ (حسن صحیح، ابوداود: ٤١٦٣)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ کنگھی بلاناغہ نہیں کرنی چاہیے۔

(32)......بَابُ التَّطَيُّبِ

خوشبو لگانا

(٣٠٦٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الأَسْوَدِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا نَجِدُ حَتَّى أَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دستیاب خوشبوؤں میں سے سب سے عمدہ خوشبو لگاتی یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک آپ کے سر اور داڑھی میں محسوس کرتی تھی۔

(٣٠٦٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: نا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُخْتَارِ......

(٣٠٦٥) أخرجه البخاري: ٥٩٢٣، ومسلم: ١١٨٩

(٣٠٦٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤١٦٢

عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كَانَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكَّةٌ يَتَطَيَّبُ مِنْهَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عمدہ قسم کی خوشبو تھی جس سے آپ خوشبو لگاتے تھے۔

(۳۰۶۷)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنْبَأَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الأَيْلِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا اسْتَجْمَرَ، اسْتَجْمَرَ بِأَلُوَّةٍ غَيْرِ مُطَرَّاةٍ، وَبِكَافُورٍ يَطْرَحُهُ مَعَ الأَلُوَّةِ، ثُمَّ قَالَ: هَكَذَا يَسْتَجْمِرُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جناب نافع سے روایت ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب خوشبو سلگاتے تو ''اگر'' کے ساتھ کافور ڈال لیتے، پھر کہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح خوشبو سلگایا کرتے تھے۔

شرح: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا کستوری کو حنوط میں ڈالا جا سکتا ہے یا نہیں؟ تو آپ نے کہا: کیا کستوری بذات خود عمدہ خوشبو نہیں (یعنی بے مقصد تکلف کا کیا فائدہ:؟) مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کستوری کو بطور خوشبو استعمال کرتے تھے۔ نیز مروی ہے کہ انہوں نے وصیت کی تھی کہ میرے غسل کے پانی میں کستوری کی آمیزش نہ کرنا۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ بھی میت کے لیے کستوری کے استعمال کو اچھا نہیں جانتے تھے البتہ زندہ افراد کے لیے کستوری لگانے کو ناپسند نہیں کرتے تھے۔

(۳۰۶۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خُلَيْدٍ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ، سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ......

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ حَشَتْ خَاتَمًا مِسْكًا، قَالَ: ((ذَاكَ أَطْيَبُ الطِّيبِ۔))

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی اسرائیل کی ایک خاتون کا تذکرہ فرمایا جس نے انگوٹھی کے نگینے کو کستوری سے بھر رکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: ''یہ بہت عمدہ خوشبو ہے۔''

(۳۰۶۷) أخرجه مسلم: ۲۲۵٤

(۳۰۶۸) أخرجه مسلم: ۲۲۵۲

شرح ایک روایت میں (ذٰلك) کے بجائے (وَالْمِسْكُ اَطْيَبُ الطِّيْبِ) کے الفاظ ہیں۔

(٣٠٦٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّهُ كَانَ لا يَرُدُّ الطِّيبَ، وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لا يَرُدُّ الطِّيبَ۔

ثمامہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ خوشبو کا تحفہ واپس نہیں کرتے تھے اور ان کا کہنا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو کا تحفہ واپس نہیں فرمایا کرتے تھے۔

(٣٠٧٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا الْمُبَارَكُ هُوَ ابْنُ فَضَالَةَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرِضَ عَلَيْهِ طِيبٌ فَرَدَّهُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو تحفتاً پیش کی گئی ہو اور آپ نے اسے قبول نہ کیا ہو۔

(٣٠٧١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلِيفَةَ، وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالا: نا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ الصَّوَّافُ، عَنْ حَنَانٍ......

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِذَا أُعْطِيَ أَحَدُكُمُ الرِّيحَانَ، فَلا يَرُدَّهُ، فَإِنَّهُ خَرَجَ مِنَ الْجَنَّةِ۔))

جناب ابوعثمان نہدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی کو پھول پیش کیا جائے تو وہ اسے ردّ نہ کرے اس لیے کہ وہ جنت سے آیا ہے۔“

شرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ عُرِضَ عَلَيْهِ رَيْحَانٌ، فَلا يَرُدُّهُ، فَإِنَّهُ خَفِيفُ الْمَحْمَلِ، طَيِّبُ الرِّيحِ۔)) ......”جب تم میں سے کسی کو پھول پیش کیا جائے تو وہ اسے رد نہ کرے اس لیے کہ یہ اُٹھانے میں ہلکا ہے اور مہک میں پاکیزہ ہے۔“ (صحيح مسلم: ٢٢٥٣)

(٣٠٦٩) أخرجه البخاري: ٥٩٢٩

(٣٠٧٠) حديث صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٣٣٦٣

(٣٠٧١) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٢٧٩١

یہ حدیث مبارکہ بایں الفاظ بھی مروی ہے: ((لَا تَـرُدُّوا الطِّيـبَ ، فَـإِنَّـهُ طَيِّـبُ الـرِّيحِ ، خَفِيفُ الْمَحْمَلِ۔)) ......''خوشبو کو رد نہ کرو، اس لیے کہ یہ اُٹھانے میں ہلکی اور مہک میں پاکیزہ ہے۔''

(صحیح، المجالسة وجواهر العلم لابی بکر احمد المالکی : ۲۸۱۰)

(۳۰۷۲)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُـو مُـحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُـلَيْـبٍ ، حَـدَّثَـنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ جُنْدُبٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ثَلَاثٌ لَا تُرَدُّ: الْوَسَائِدُ، وَالدُّهْنُ ، وَاللَّبَنُ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں ایسی ہیں کہ کسی کو ہدیتا دی جائیں تو وہ ردّ نہ کی جائیں، سرہانہ وتکیہ (گدا وغالیچہ) تیل اور دودھ۔''

شرح: مذکور ہے کہ تیل سے مراد خوشبو ہے۔

فائدہ: کوئی تحفہ بھی رد نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری اور تحفہ پیش کرنے والے کی دل شکنی ہوگی الا یہ کہ تحفہ دینے والا عوض لینے کی نیت سے تحفہ دے اور تحفہ لینے والا عوض دینے کی استطاعت نہ رکھتا ہو۔ خوشبو معمولی چیز ہے اور اس کا عوض دینا بھی آسان ہے، اُٹھانے میں ہلکی ہونے کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ اس کا معاوضہ دینا بھی آسان ہے نیز یہ کوئی بہت بڑا احسان نہیں کہ دوسرا آدمی زیر بار ہو جائے لہٰذا خوشبو کا تحفہ لے لینا چاہیے۔ (ع،س)

(33)......بَابُ الْخِضَابِ
بالوں کو رنگنے کا حکم

(۳۰۷۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْـنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبْذِيُّ ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْـنُ عَبْـدِ الْأَعْـلَـى الـصَّـدَفِيُّ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، أَخْبَرَهُ......

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبِغُونَ ، فَخَالِفُوهُمْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہودی اور عیسائی اپنے بالوں کو نہیں رنگتے، تم ان کی مخالفت کرو۔''

(۳۰۷۲) حسن ......أخرجه الترمذی: ۲۷۹۰
(۳۰۷۳) أخرجه البخاری: ۵۸۹۹ ، ومسلم: ۲۱۰۳

(٣٠٧٤)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((غَيِّرُوا الشَّيْبَ، وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفید بالوں کو رنگ کر تبدیل کرو، یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ کرو۔''

(٣٠٧٥)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مِلَاسٍ النُّمَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ......

حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، قَالَ: سُئِلَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: لَمْ يَشِنْهُ الشَّيْبُ، وَلَكِنْ خَضَبَ أَبُو بَكْرٍ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، وَخَضَبَ عُمَرُ بِالْحِنَّاءِ۔

جناب حمید الطّویل بیان کرتے ہیں کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے تھے، البتہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور وسمہ سے بالوں کو رنگ لگایا اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے صرف مہندی سے خضاب کیا۔

(٣٠٧٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سَلَامٌ......

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِنْ شَعَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا۔

جناب عثمان بن موہب رحمہ اللہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند بال نکال کر مجھے دکھائے جو رنگے ہوئے تھے۔

شرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنا سر مہندی سے رنگتے تھے۔

(٣٠٧٤) صحيح ......أخرجه الترمذي: ١٧٥٢

(٣٠٧٥) أخرجه مسلم: ٢٣٤١

(٣٠٧٦) أخرجه البخاري: ٥٨٩٧

(۳۰۷۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الأَسْوَدِ هُوَ الدُّؤَلِيُّ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَحْسَنَ مَا غُيِّرَ بِهِ الشَّيْبُ: الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ۔))

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بڑھاپے کے بالوں کا رنگ بدلنے کے لیے سب سے بہتر چیز مہندی اور کتم ہے۔''

شرح **فائدہ:** کتم (وسمہ): یمن میں پائی جانے والی ایک بوٹی ہے، یہ سرخی مائل سیاہ رنگ نکالتی ہے، جبکہ مہندی کا رنگ سرخ ہوتا ہے، اگر وسمہ اور مہندی کا ملایا جائے تو سیاہی اور سرخی کا درمیانہ رنگ نکلتا ہے، جس کو ہم (Dark brown) کہتے ہیں۔

فائدہ: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ بالوں کو رنگنے کی بابت لکھتے ہیں: ''علماء نے اس حکم کو استحباب پر محمول کیا ہے۔ اس لیے داڑھی یا سر کے سفید بالوں کو رنگنا ضروری نہیں، صرف بہتر ہے۔ تاہم یہود ونصاری کی مشابہت اختیار کرنا حرام ہے۔ جہاں نہ رنگنے سے مشابہت ہوگی وہاں بالوں کو رنگنا ضروری ہوگا ورنہ مستحب۔

(رياض الصالحين، رقم الحديث: ١٦٣٨)۔(ع،س)

(34)......بَابُ كَرَاهِيَةِ الْخِضَابِ بِالسَّوَادِ وَمَنْ رَخَّصَ فِيهِ وَمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُخْضَبَ بِهِ

خالص سیاہ خضاب کی ممانعت اور اس کی رخصت کے قائلین کا تذکرہ نیز کونسا خضاب کرنا مستحب ہے

(۳۰۷۸)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أُتِيَ بِأَبِي قُحَافَةَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ كَأَنَّ رَأْسَهُ ثَغَامَةٌ بَيْضَاءُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((غَيِّرُوهُ وَجَنِّبُوا السَّوَادَ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو فتح مکہ کے دن لایا گیا تو ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ پودے کے پھل اور پھول کی طرح بالکل سفید تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان کو کسی رنگ سے بدل دو مگر سیاہ رنگ سے پرہیز کرنا۔''

(۳۰۷۷) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٢٠٥، والترمذي: ١٧٥٣، والنسائي: ٥٠٩٣، وابن ماجه: ٣٦٢٢
(۳۰۷۸) أخرجه مسلم: ٢١٠٢

شرح ابوالزبیر بیان کرتے ہیں کہ ان کا سر اور داڑھی ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے۔

فائدہ: ثغامہ ایک پودا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر اُگتا ہے۔ اس کو سفید پھل اور پھول لگتے ہیں۔ جب وہ خشک ہو جاتا ہے تو اس کی سفیدی بڑھ جاتی ہے اور پھولوں کی کثرت کی بنا پر دور سے درخت بھی سفید ہی نظر آتا ہے۔ اس پودے کی سفیدی بڑھاپے کی سفیدی سے حیرت انگیز مشابہت رکھتی ہے۔ (ع،س)

(۳۰۷۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ الْجُرْجَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ السَّهْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْفَرَجِ أَبُو عَلِيٍّ الأَزْدِيُّ، بِغَزَّةَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ هُوَ الْجَزَرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَكُونُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَخْضِبُونَ بِهٰذَا السَّوَادِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَجِدُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو سیاہ رنگ سے اپنے بال رنگیں گے جیسے کبوتر کے سینے ہوتے ہیں۔ وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔''

شرح **فائدہ:** ''جیسے کبوتروں کے سینے۔'' کبوتر کا سینہ عموما سیاہ ہوتا ہے اور مثال عموم کے لحاظ سے ہوتی ہے نہ کہ چند افراد کے لحاظ سے، اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب کا استعمال حرام ہے۔ جس کی سزا یہ ہے کہ ایسا انسان جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (ع،س)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سبتی جوتے پہنا کرتے تھے نیز اپنی داڑھی کو ورس اور زعفران سے رنگا کرتے تھے اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی یونہی کیا کرتے تھے۔

(صحیح، ابوداود: ۴۲۱۰، ابن ماجہ: ۳۶۲۶، نسائی: ۵۲۴۴)

فائدہ: سبتی جوتے ایسے چمڑے کے ہوتے تھے جس پر بال نہیں ہوتے تھے۔ ویسے بعض عرب بالوں والے چمڑے کے جوتے بھی پہنتے تھے۔ (ع،س)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ زرد (خلوق) خضاب کرتے تھے اور آپ کو اس سے بڑھ کر کوئی رنگ پیارا نہیں تھا۔ آپ اس سے اپنے سب کپڑے حتی کہ پگڑی بھی رنگ لیا کرتے تھے۔ (صحیح، ابوداود: ۴۰۶۴، نسائی: ۵۱۰۰)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ قَدْ

(۳۰۷۹) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۴۲۱۲، والنسائي: ۵۰۹۰

خُضِّبَ بِالْحِنَّاءِ، قَالَ: ((مَا أَحْسَنَ هَذَا۔)) قَالَ: فَمَرَّ آخَرُ قَدْ خُضِّبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ، فَقَالَ: ((هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا۔)) ثُمَّ مَرَّ آخَرُ قَدْ خُضِّبَ بِالصُّفْرَةِ، فَقَالَ: ((هَذَا أَحْسَنُ مِنْ هَذَا كُلِّهِ۔))

نبی ﷺ کا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا جس نے مہندی کا خضاب کیا ہوا تھا، بالوں کا رنگ مہندی لگا کر تبدیل کیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کتنا اچھا ہے!'' پھر آپ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے جس نے مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس سے زیادہ اچھا ہے۔'' پھر ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے جس نے زرد خضاب کیا ہوا تھا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ان سب سے اچھا ہے۔''

(ضعیف، ابوداود: ۴۲۱۱، ابن ماجہ: ۳۶۲۷)

جناب حسن بصری رحمہ اللہ ایک عرصہ تک اپنی داڑھی کو زرد خضاب کرتے رہے پھر یہ سلسلہ ترک کر دیا۔ سیدنا ابو امامہ، سیدنا جریر بن عبداللہ، سیدنا مغیرہ بن شعبہ، سیدنا عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہم اجمعین اپنی داڑھی کو زرد خضاب کیا کرتے تھے۔

جناب سالم بن عبداللہ اور جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ زرد خضاب استعمال کرتے تھے۔ ابو ہارون عبدی نے کہا: سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ زرد خضاب استعمال نہیں کرتے تھے اور ان کی داڑھی سفید تھی۔

ابو اسحاق کہتے ہیں: میں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو برسر منبر دیکھا کہ ان کا سر اور داڑھی سفید تھے، نیز انہوں نے تہبند باندھ رکھا تھا اور ایک چادر اوڑھ رکھی تھی۔

جناب حسن بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کو سفید سر اور داڑھی میں دیکھا۔ جناب عدی بن عدی کہتے ہیں: میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو ان کا سر اور داڑھی سفید تھے۔

جناب جریر بن حازم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب عطاء بن ابی رباح، رجاء بن حیوہ، مکحول اور حکم بن عتیبہ رحمہم اللہ کو دیکھا، ان سب بزرگوں کی داڑھیاں سفید تھیں۔

جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ ایک شخص کے چہرے پر اللہ تعالیٰ بزرگی کا نور روشن کرتے ہیں، وہ اُٹھتا ہے اور اس نور کو بجھا دیتا ہے (یعنی خضاب لگا لیتا ہے)۔ ان کا سر اور داڑھی بہت زیادہ سفید تھے۔

فائدہ: کیا بالوں کو رنگنا فرض ہے یا مستحب؟ تو اس کے متعلق علمائے کرام کی دونوں رائے ہیں۔ بعض اہل علم وجوب کے قائل ہیں اور بعض اسے مستحب سمجھتے ہیں۔ ہمارے خیال میں استحباب والا موقف اقرب الی الصواب ہے۔ حافظ عبدالمنان نور پوری رحمہ اللہ ایک استفتاء کا جواب دیتے ہوئے رقم طراز ہیں: احادیث میں رسول اللہ ﷺ کے بالوں کو رنگنے کا بھی ذکر ہے اور نہ رنگنے کا بھی، جس سے پتا چلتا ہے کہ آپ کا رنگنے سے متعلق امر ندب (استحباب) پر محمول ہے۔ البتہ کل کے کل بال سفید ہو جائیں، کوئی بال بھی سیاہ نہ رہے تو پھر رنگنے کی مزید تاکید ہے جیسا کہ ابو قحافہ، والد ابی بکر رضی اللہ عنہ والی حدیث سے عیاں ہے۔ دیکھیے: (احکام و مسائل: ۱/ ۵۳۱)

مولانا صفی الرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں: ''خضاب کا حکم استحباب کے لیے ہونا چاہیے نہ کہ وجوب کے لیے، اس لیے کہ سیدنا علی، اُبی بن کعب، اور سیدنا انس، سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہم اجمعین ان کے علاوہ صحابہ کرام کی ایک جماعت نے خضاب کے حکم پر عمل نہیں کیا۔ مزید برآں یہ کہ ان کے علاوہ دوسرے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا طرز عمل بھی اس پر شاہد ہے گویا انہوں نے اس کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ ان میں ممتاز ہیں، انتھی۔

تابعین کی ایک جماعت کے نہ رنگنے کا ذکر بھی ابھی آپ نے شرح السنہ میں ملاحظہ کیا ہے لہٰذا یہی بات درست ہے کہ امر ندب کے لیے ہے۔ (ع،س)

علماء کی ایک جماعت سیاہ خضاب کو ناپسند اور ممنوع جانتی ہے جبکہ کچھ دوسرے علماء اس کو ممنوع جانتے ہیں۔ امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو کالا خضاب کیے ہوئے دیکھا۔ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہ سیاہ خضاب کیا کرتے تھے۔ جناب معمر رحمہ اللہ نے کہا: میں نے امام زہری رحمہ اللہ کو کالے خضاب میں دیکھا۔ امام ابن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کالا خضاب استعمال کرتے تھے۔ مروی ہے کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے۔ جناب محمد بن علی سے وسمہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: یہ ہمارا اہل بیت کا خضاب ہے۔

جناب معمر رحمہ اللہ نے سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ سے خواتین کے لیے بالوں کو سیاہ خضاب کرنے کی رخصت بیان کی ہے۔ ام شبیب کہتی ہیں: ہم نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بالوں کو سیاہ کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو کہنے لگیں: میری خواہش ہے کہ اگر میرے پاس بالوں کو سیاہ کرنے والی کوئی چیز ہوتو میں اپنے بالوں کو سیاہ کرلوں۔ امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے بالوں کو سیاہ رنگ کا خضاب کرنے کے متعلق کچھ نہیں سنا، سیاہ کے علاوہ دیگر رنگوں کا خضاب مجھے پسند ہے اور خضاب بالکل نہ کرنے کی بھی رخصت ہے۔

جناب محمد بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: سیاہ خضاب کرنے میں، میں کوئی حرج نہیں جانتا الا یہ کہ مرد کسی عورت کو شادی کے لیے دھوکا دینا چاہتا ہو۔

فائدہ: ان بزرگوں سے سیاہ خضاب کی رخصت منقول ہے۔ بہت ممکن ہے ان حضرات تک منع والی روایات نہ پہنچی ہوں، اہل بیت کے ساتھ کالے خضاب کی تخصیص پر بھی کوئی دلیل نہیں۔ بہر حال ان بزرگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے۔ ہمارے لیے یہی حکم ہے کہ بالکل سیاہ رنگ کے خضاب سے پرہیز کی جائے جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ فتح مکہ والے دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد سیدنا ابوقحافہ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو ان کے سر اور داڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کی طرح سفید تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھ کر فرمایا: ((غَيِّرُوْا هٰذَا بِشَيْءٍ وَاجْتَنِبُوْا

السَّوَادَ)) ''اسے کسی رنگ سے بدل دو لیکن سیاہ رنگ سے بچنا۔'' (صحیح مسلم: ۲۱۰۲)

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہو گیا کہ سر اور داڑھی کے بالوں کو رنگنے کا حکم تو ہے لیکن کالے رنگ کے علاوہ کسی اور رنگ سے رنگا جائے۔ اس پہلو پر بھی نظر رہے کہ جب بوڑھے شخص کو جس سے دھوکے کا خطرہ نہیں، سیاہ رنگ منع ہے تو جس شخص میں دھوکے کا امکان ہے، اسے کیسے اس کی اجازت ہے۔ ایک روایت میں سیاہ خضاب کے استعمال پر کہا گیا ہے کہ ایسا شخص جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ (دیکھیں حدیث نمبر ۳۱۷۹) بہر حال سیاہ رنگ سے اجتناب کرتے ہوئے داڑھی کو مہندی وغیرہ سے رنگنا مشروع ہے۔ (ع،س)

(35)......بَابُ النَّهْيِ عَنْ نَتْفِ الشَّيْبِ

سفید بال اکھیڑنے کی ممانعت

(۳۰۸۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ الْأَنْصَارِيُّ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَنْتِفُوا الشَّيْبَ ، فَإِنَّهُ نُورُ الْمُسْلِمِ ، مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي الْإِسْلَامِ ، كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً ، وَكَفَّرَ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةً ، وَرَفَعَهُ بِهَا دَرَجَةً۔))

جناب عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا محترم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سفید بال نہ اُکھاڑو، یہ مسلمان کے لیے نور ہیں۔ جو شخص اسلام میں بوڑھا ہو گیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہ اعمال میں ایک نیکی ثبت فرماتے ہیں، اس کی ایک خطا دور فرماتے ہیں اور اس کی وجہ سے اس کا ایک درجہ بلند فرماتے ہیں۔''

شرح: سیدنا عمرو بن عنبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ، كَانَتْ لَهُ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔)) ......''جو شخص اللہ کے راستے میں بڑھاپے کو پہنچا تو قیامت کے دن بڑھاپا اس کے لیے روشنی کا باعث ہوگا۔'' (صحیح، ترمذی: ۱۶۳۵، نسائی: ۳۱۴۲)

عمرو بن عنبسہ ابو نجیح سُلمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ جناب ابو معمر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم رحمہ اللہ سفید بال اکھیڑنے کو ناپسند جانتے تھے لیکن اگر کسی کو سفید بالوں کو دور کرنا ہی مقصود ہو تو انہیں کاٹ دیا جائے۔ جناب سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے ختنہ کیا اور پہلے شخص ہیں جنہوں نے سفید بال دیکھے، انہوں نے جب سفید بال دیکھے تو دریافت کیا: اے پروردگار! یہ کیا ہے؟ ان سے کہا گیا: بزرگی ہے۔ تب انہوں نے کہا: اے رب!

(۳۰۸۰) حسن صحیح ......أخرجه ابوداود: ۴۲۰۲، والترمذی: ۲۸۲۱، والنسائی: ۵۰۸۳، وابن ماجه: ۳۷۲۱

میری بزرگی اور وقار میں اضافہ فرما۔

(36)......بَابُ فَرْقِ الرَّأْسِ

سر میں مانگ نکالنا

(٣٠٨١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدُلُونَ أَشْعَارَهُمْ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ رُءُوسَهُمْ، فَسَدَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهُ، ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک کسی بات کے متعلق بذریعہ وحی کوئی حکم نہ آتا تو آپ اہل کتاب کی موافقت پسند فرماتے تھے اور اہل کتاب اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے تھے۔ (مانگ نہیں نکالتے تھے) جبکہ مشرکین اپنے سر کے بالوں کی مانگ نکالتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے پہل اپنے سر کے بال پیشانی پر لٹکائے بعد ازاں سر میں مانگ نکالنے لگے۔

(٣٠٨٢)۔أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلَالٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الْأَزْهَرِ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ ابْنِ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَنَا فَرَقْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأْسَهُ، صَدَعْتُ فَرْقَهُ عَنْ يَافُوخِهِ، وَأَرْسَلْتُ نَاصِيَتَهُ بَيْنَ عَيْنَيْهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ نکالتی تھی، میں آپ کی مانگ تالو سے نکالتی اور آپ کی پیشانی کے بال دونوں آنکھوں کے درمیان لٹکا دیتی۔

فائدہ: ممکن ہے یہ اس دور کی بات ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر کے اگلے حصے کے بال کھلے چھوڑتے تھے۔ (ع،س)

(٣٠٨١) أخرجه البخاري: ٥٩١٧، ومسلم: ٢٣٣٦

(٣٠٨٢) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤١٨٩، وابن ماجه: ٣٦٣٣

(٣٠٨٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ أُمِّ هَانِءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَدْمَةً وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ۔

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے بالوں کی چار لٹیں یعنی گندھی ہوئی مینڈھیاں تھیں۔

(37)......بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَزَعِ

سر کے کچھ بال مونڈنے اور کچھ بال چھوڑ دینے کی ممانعت

(٣٠٨٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنَّى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى عَنِ الْقَزَعِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کچھ سر مونڈنے اور کچھ سر چھوڑنے سے منع فرمایا ہے۔

شرح: جناب عمرو بن نافع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے جناب نافع رحمہ اللہ سے پوچھا: قزع سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: وہ یہ کہ بچے کا سر کہیں سے مونڈ دیا جائے، کہیں سے چھوڑ دیا جائے۔

جناب نافع رحمہ اللہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے قزع سے منع فرمایا ہے اور قزع سے مراد یہ ہے کہ بچے کا باقی سر مونڈھ دیا جائے اور کچھ مینڈھیاں چھوڑ دی جائیں۔

(صحیح، ابوداود: ٤١٩٤، ابن ماجہ: ٣٦٣٨، نسائی: ٥٠٥١)

جناب عبیداللہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع رحمہ اللہ سے پوچھا: قزع کیا ہے؟ پھر عبیداللہ نے ہمیں اشارے سے بتایا کہ نافع نے کہا کہ بچے کا سر منڈاتے وقت کچھ بال یہاں چھوڑ دے اور کچھ بال وہاں چھوڑ دے تو یہ قزع ہے۔ اسے عبیداللہ نے پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کر کے ہمیں اس کی صورت بتائی جناب عبیداللہ نے بیان کیا کہ میں نے عمرو بن نافع سے دوبارہ اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ لڑکے کی کنپٹی یا گدی پر چوٹی کے بال اگر

(٣٠٨٣) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤١٩١، والترمذي: ١٧٨١، وابن ماجه: ٣٦٣١

(٣٠٨٤) أخرجه البخاري: ٥٩٢١، ومسلم: ٢١٢٠

چھوڑ دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن قزع یہ ہے کہ پیشانی پر بال چھوڑ دیئے جائیں اور باقی سب منڈ واتے جائیں اسی طرح سر کے ایک جانب میں بال چھوڑنے کو قزع کہتے ہیں۔

قزع کی تفسیر خود احادیث مبارکہ میں بیان ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ کہیں سے مونڈ دیا جائے اور کہیں سے چھوڑ دیا جائے اور بودی رکھ لی جائے۔

قزع اصل میں بادل کے منتشر اور بکھرے ہوئے ٹکڑوں کو کہتے ہیں، سر کے کچھ حصے مونڈھ دینے اور کچھ کو یونہی چھوڑ دینے کو اس سے تشبیہ دی گئی ہے۔ واللہ اعلم

(٣٠٨٥)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَأَى غُلَامًا قَدْ حُلِقَ بَعْضُ رَأْسِهِ، وَتُرِكَ بَعْضُهُ، فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ، قَالَ: ((إِمَّا أَنْ تَحْلِقُوا كُلَّهُ، وَإِمَّا أَنْ تَتْرُكُوا كُلَّهُ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی ﷺ نے لڑکا دیکھا جس کا کچھ سر مونڈا ہوا تھا اور کچھ چھوڑ دیا گیا تھا۔ آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا اور فرمایا: ”سارا سر منڈاؤ یا سارا رہنے دو۔“

فائدہ: کافر لوگ سر مونڈتے کچھ بال کسی بت وغیرہ کے نام پر رکھ چھوڑتے تھے جس طرح آج کل بھی بعض جاہل لوگ کسی پیر کے نام کی بودی رکھتے ہیں حالانکہ غیر اللہ کی ایسی تعظیم حرام ہے لہٰذا آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ ویسے بھی یہ چیز نامناسب لگتی ہے اور یہ فطرت انسانیہ کے خلاف ہے، نیز اس میں یہود کی مشابہت ہے۔ (ع،س)

(38)......بَابُ اِتِّخَاذِ الْجُمَّةِ

لمبے بال رکھنا

(٣٠٨٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں اور

(٣٠٨٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤١٩٥، والنسائي: ٥٠٤٨

(٣٠٨٦) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤١٨٧، والترمذي: ١٧٥٥، وابن ماجه: ٣٦٣٥

وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ، وَكَانَ لَهُ شَعْرٌ فَوْقَ الْجُمَّةِ، وَدُونَ الْوَفْرَةِ۔

رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے نہا لیا کرتے اور رسول اللہ ﷺ کے بال جمہ سے زیادہ اور وفرہ سے کم تھے۔

فائدہ: مذکورہ روایت میں آپ ﷺ کے بالوں کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے (فَوْقَ الْجُمَّةِ)"جمہ کے زیادہ۔" اور (دُوْنَ الْوَفْرَةِ) "وفرہ سے کم۔" جبکہ باقی روایات میں اس کے برعکس ہے۔ابوداود میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کے الفاظ یوں ہیں: (فَوْقَ الْوَفْرَةِ وَدُوْنَ الْجُمَّةِ) "جمہ سے کم اور وفرہ سے زیادہ۔" یہ الفاظ ہی صحیح معلوم ہوتے ہیں۔شرح السنہ کی مذکورہ روایت میں شاید کسی سے قلب ہو گیا ہے۔مشہور تعریف کے مطابق وفرہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو کانوں کی لو کے برابر ہوں تو پھر (دُوْنَ الْوَفْرَةِ) "سے کونسے بال مراد ہوں گے الا یہ کہ وفرہ اور جمہ وغیرہ کی تعریف مشہور تعریف سے ہٹ کر کی جائے لیکن خود اسی کتاب میں وفرہ کی وضاحت بایں الفاظ کی گئی ہے: ((اَلشَّعْرُ اِلٰی شَحْمَةِ الْاُذُنِ)) "وہ بال جو کانوں کی لو تک ہوں۔" اور یہی درست ہے۔ان شاء اللہ۔(ع،س)

شرح ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں: "كَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذْنَ مِنْ رُءُوسِهِنَّ حَتَّى تَكُونَ كَالْوَفْرَةِ۔" ......رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات اپنے سر کے بال کٹواتی تھیں حتی کہ ان کے بال وفرہ کی حیثیت اختیار کر گئے تھے۔(صحیح مسلم: ۳۲۰)

فائدہ: ازواج مطہرات کا یہ طرز عمل آپ ﷺ کی وفات کے بعد تھا اور ایسا زیب وزینت اور بناؤ سنگھار سے دور رہنے کی غرض سے تھا، جس کی آپ ﷺ کی وفات کے بعد انہیں ضرورت نہ تھی۔امہات المؤمنین کے اس فعل کو فی زمانہ فیشن ایبل، مغرب گزیدہ، آخرت فراموش، پیغمبرانہ تہذیب سے بیزار اور بزعم خویش "روشن خیال" خواتین کے کٹے ہوئے اور کندھے پر جھولتے بالوں کے لیے بطور دلیل پیش نہیں کیا جاسکتا، جن بالوں کو وہ ننگا رکھتی اور لہراتی رہتی ہیں اور ہر کسی کو دعوت نظارہ دیتی نظر آتی ہیں۔اس سے ان کا مقصود اپنے حسن وجمال کی نمائش ہوتا ہے جبکہ امہات المؤمنین کا مقصود ترک زینت تھا۔

ایں تفاوت کجا است تا بہ کجا

اس طرز زندگی سے غیر مسلم خواتین سے مشابہت بھی لازم آتی ہے جبکہ اسلام کی تعلیمات میں عورت کو لمبے بال رکھنے کی تلقین ہے۔مولیٰ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اسلامی تعلیمات سے سچی سُچی بہت بہت محبت نصیب فرمائے۔آمین۔

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: وفرہ وہ بال ہیں جو کانوں کی لو تک ہوں اور جمہ جو کندھوں تک ہوں یعنی کانوں اور کندھوں کے درمیان ہو۔نیز لِمہ جو کندھوں سے ٹکراتے ہوں۔

فائدہ: سر کے بالوں کی تین قسمیں یا صورتیں ہیں اور ان کے لیے مذکورہ بالا تین لفظ استعمال ہوتے ہیں اور الفاظ کی مشہور تعریف وہی ہے جو اوپر بیان کر دی گئی ہے۔(ع،س)

ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے صحابہ میں سے ایک آدمی ہیں، کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((نِعْمَ الرَّجُلِ خُرَيْمٌ الأَسَدِيُّ لَوْلا طُولُ جُمَّتِهِ، وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ۔)) ......''خریم اسدی اچھا آدمی ہے، اگر اس کے سر کے بال لمبے نہ ہوتے اور اس کا تہہ بند نیچا نہ ہوتا۔'' آپ ﷺ کی بات خریم کو پہنچی تو اس نے استرا لیا اور اس کے ساتھ اپنے بال کانوں تک کاٹ دیے اور تہبند کو نصف پنڈلی تک کر لیا۔ (اسناده محتمل للتحسين، ابوداود: ٤٠٨٩)

یاد رہے کہ بالوں کی مذکورہ صدر تفصیل مرد حضرات کے لیے ہے اور خواتین اپنے بالوں کو طبعی حالت پر چھوڑ دیں گی اور انہیں کاٹ کر جمہ نہیں بنائیں گی۔

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور میرے لمبے بال تھے۔ جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: ((ذُبَابٌ ذُبَابٌ۔)) ......''نا مبارک، نا مبارک'' چنانچہ میں گیا اور بال چھوٹے کر لیے۔ جب میں اگلے روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو فرمایا: ((إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ، وَهَذَا أَحْسَنُ۔)) ......''میرا مقصد تم سے کچھ کہنا نہیں تھا، ویسے یہ زیادہ اچھے ہیں۔''

(صحيح، ابوداود: ٤١٩٠، نسائی: ٥٠٨١، ابن ماجه: ٣٦٣٦)

فائدہ: کندھوں سے نیچے بال رکھنا جائز نہیں جس طرح آجکل بعض مصنوعی پیر حضرات اور اوباش قسم کے لوگ رکھ لیتے ہیں۔ ان کو سنبھالنا مشکل ہے اور مزید یہ کہ اس سے عورتوں کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔ (ع،س)

((الذُّبَاب)) کا معنی منحوس ہے۔ منحوس اور بے فائدہ شخص کو ''رَجُلٌ ذُبَابِيٌّ'' کہا جاتا ہے اور یہ لفظ اسی سے ماخوذ ہے۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرے لمبے لمبے بال تھے، میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ تو انہیں نہ کاٹنا۔ رسول اللہ ﷺ ان پر اپنا ہاتھ پھیرا کرتے تھے اور انہیں پکڑے رکھتے۔ (ضعيف الاسناد، ابوداود: ٤١٩٦)

فائدہ: ((ذُؤَابَة)) ''مینڈھی کو بھی کہتے ہیں۔ یعنی گندھے ہوئے بال۔ اور لٹکتے ہوئے بالوں کو بھی کہہ دیا جاتا ہے جنہیں زلفیں بھی کہا جاتا ہے۔ مینڈھیاں چونکہ عورتوں کی ہوتی ہیں اس لیے معنی ''لمبے لمبے بال'' کر دیا گیا ہے۔ (ع،س)

(39)......بَابُ النَّهْيِ عَنْ وَصْلِ الشَّعْرِ وَالْوَشْمِ

جعلی بال لگانے اور رنگ بھرنے کی ممانعت

(٣٠٨٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْفَضْلِ الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ يُوسُفَ الأَصَمُّ،

(٣٠٨٧) أخرجه البخاري: ٥٩٣٥، ومسلم: ٢١٢٢

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ اللَّيْثِيُّ الْمَدِينِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَتْهُ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ امْرَأَةً جَاءَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: إِنَّ لِي بِنْتًا عَرُوسًا، وَإِنَّ الْحَصْبَةَ أَخَذَتْهَا، فَسَقَطَ شَعْرُهَا، أَفَأَصِلُ شَعَرَ رَأْسِهَا؟ قَالَتْ أَسْمَاءُ: فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ))

محترمہ فاطمہ بنت منذر کہتی ہیں کہ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک عورت نے نبی ﷺ کی خدمت میں آکر دریافت کیا کہ میری بیٹی کی شادی تیار ہے اور اس کو خسرے کا بخار ہوگیا ہے جس سے اس کے بال جھڑ گئے ہیں تو کیا میں اس کے سر میں مصنوعی بال لگا دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جعلی بال لگانے والی اورلگوانے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے۔''

(٣٠٨٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ، وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جعلی بال لگانے والی،لگوانے والی، رنگ بھرنے والی اور بھروانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔''

(٣٠٨٩)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ، وَنَهَى عَنِ الْوَشْمِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نظر لگ جانا حق ہے۔'' اور آپ ﷺ نے جسم میں رنگ بھرنے سے منع فرمایا۔

(٣٠٨٨) أخرجه البخاري: ٥٩٣٧، ومسلم: ٢١٢٤

(٣٠٨٩) أخرجه البخاري: ٥٧٤٠، ومسلم: ٢١٨٧

(۳۰۹۰)۔أَخبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ مَنْصُورٍ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ ، وَالْمُتَنَمِّصَاتِ ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ ، الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ ، فَبَلَغَ ذَلِكَ امْرَأَةً مِنْ بَنِي أَسَدٍ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ يَعْقُوبَ ، فَجَاءَتْ ، فَقَالَتْ: إِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِي أَنَّكَ لَعَنْتَ كَيْتَ وَكَيْتَ؟ فَقَالَ: وَمَا لِي لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَمَنْ هُوَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ ، فَقَالَتْ: لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ ، فَمَا وَجَدْتُ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَالَ: لَئِنْ كُنْتِ قَرَأْتِيهِ ، لَقَدْ وَجَدْتِيهِ ، أَمَا قَرَأْتِ: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ [الحشر : ۷] قَالَتْ: بَلَى ، قَالَ: فَإِنَّهُ قَدْ نَهَى عَنْهُ ، قَالَتْ: فَإِنِّي أَرَى أَهْلَكَ يَفْعَلُونَهُ ، قَالَ: فَاذْهَبِي فَانْظُرِي ، فَذَهَبَتْ فَنَظَرَتْ ، فَلَمْ تَرَ مِنْ حَاجَتِهَا شَيْئًا ، فَقَالَ: لَوْ كَانَتْ كَذَلِكَ مَا جَامَعْتُنَا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حسن کی خاطر رنگ بھرنے والیوں، بھروانے والیوں، بال اکھیڑنے والیوں اور دانتوں کو رگڑ کر باریک کرنے والیوں پر لعنت فرمائی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی صورت میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔ یہ بات بنو اسد کی ایک عورت ام یعقوب کو پہنچی تو اس نے آ کر کہا: مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ آپ فلاں فلاں قسم کی عورتوں پر لعنت کرتے ہیں؟ تو سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میں بھی ان لوگوں پر کیوں نہ لعنت کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے اور جن کے متعلق لعنت اللہ کی کتاب میں مذکور ہے؟ اس پر عورت نے کہا: میں نے پورا قرآن مجید پڑھ ڈالا اور کہیں بھی ایسی کوئی آیت مجھے نہیں ملی جو آپ کہتے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تو غور سے پڑھتی تو تمہیں ضرور مل جاتا، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھا: ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ .... ''اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو اور جس سے روکے رک جاؤ۔'' (سورۂ حشر:۲) اس نے کہا: جی ہاں! یہ تو پڑھا ہے۔ اس پر سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع کیا ہے۔ اس خاتون نے کہا: میرا خیال ہے آپ کی بیوی تو ایسا کرتی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے گھر چلی جا اور دیکھ!،

(۳۰۹۰) أخرجه البخاري: ٤٨٨٦ ، ومسلم: ٢١٢٥

چنانچہ وہ خاتون گئی اور جا کے دیکھا تو اسے اپنے مطلب کی کوئی چیز نظر نہ آئی۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: جیسے تو سمجھ رہی تھی اگر ایسے ہوتا تو وہ ہمارے ساتھ نکاح میں نہیں رہ سکتی تھی۔

شرح (اَلْوَاشِمَة) ''رنگ بھرنے والی۔'' اس لفظ کا مادہ (اَلْوَشْم) ہے۔اس کیفیت کی تفصیل یہ ہے کہ عورت اپنے ہاتھ کی پچھلی جانب یا کلائی، ماتھا یا رخسار وغیرہ کو سوئی وغیرہ سے چھیلاتی ہے تا آنکہ اس جگہ سے خون نکلنے لگ جاتا ہے پھر اس جگہ سرمہ، نیل یا کوئی اور چیز بھر دیتی ہے بعد ازاں وہ نشان سبز سا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح چہرے اور رخسار پر تِل بنائے جاتے ہیں یا دیگر نقش ونگار رنگ بھر کر بنائے جاتے ہیں۔ ایسا کام کرنے والی اور ایسے پیشے سے منسلک عورت کو واشمہ کہا جاتا ہے اور جو عورت رنگ بھروانے کا مطالبہ کرتی ہے اسے ''مستوشمہ'' کہا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں دونوں پر لعنت کی گئی ہے۔

(اَلْوَاصِلَة) ''جعلی بال لگانے والی۔'' اس سے مراد وہ عورت ہے جو بالوں کی کثرت اور طوالت ظاہر کرنے کے لیے اصل بالوں کے علاوہ اور بال جوڑتی ہے جب کہ اتنے زیادہ اور اتنے لمبے بالوں کی ضرورت بھی نہیں اور پھر اس میں دھوکا بھی پایا جاتا ہے کیونکہ بال اس طرح جوڑے جاتے ہیں کہ نظر یہی آئے کہ اصل بال ہی اتنے لمبے ہیں۔ ابوعبید نے کہا: البتہ بعض فقہاء نے بالوں کو قابو رکھنے کے لیے پراندہ لگانا جائز قرار دیا ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا۔ کیونکہ وہ دھاگے وغیرہ سے بنایا جاتا ہے، اس میں کوئی جعل سازی یا دھوکا دہی نہیں یا کسی چیز مثلاً پونی اور کلپ وغیرہ سے بالوں کو قابو کرنا جائز ہے۔

امام داود کہتے ہیں کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: پراندے کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

(اَلْمُتَنَمِّصَة) ''بال اکھڑوانے والی۔'' اس لفظ کا مادہ اشتقاق ''نمص'' ہے اس سے مراد عورت کے چہرے اور ابرو وغیرہ سے بال چننے والی ہے۔ (ایسا کام اجرت سے کرے یا خوشی سے کیونکہ حرام میں تعاون بھی حرام ہے۔ (ع،س) (نَامِصَة) وہ عورت جو بال اکھیڑنے والی ہے اور (مُتَنَمِّصَة) وہ عورت جو بال اکھڑواتی ہے۔

(المُتَفَلِّجَات) ''بہ تکلف دانتوں کو کشادہ کرنے والی۔'' جاہلیت میں عورتیں اپنے دانتوں کو ریتی سے رگڑ رگڑ کر باریک کرتی تھیں۔ مقصد یہ ہوتا تھا کہ دانت الگ الگ نوکدار اور باریک نظر آئیں۔

ایک حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ مذکور ہیں: (لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِرَةَ الْمُوْشَرَةَ) ''اللہ تعالیٰ نے دانتوں کو باریک کرنے والی اور کروانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔''

فائدہ: ایسے کام جنہیں عورتیں خوبصورتی کے لیے اختیار کرتی ہیں انہیں ''اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی صورت کو تبدیل کرنا'' کہا گیا ہے حقیقتاً وہ انسانی فطری صورت کو بگاڑنے کے مترادف ہیں۔ اگرچہ مزاج خراب ہونے کی وجہ سے وہ اسے خوبصورتی تصور کرتی ہیں لیکن حقیقت یہی ہے کہ اصل حسن و جمال وہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر مرد وعورت کو خود عطا فرمایا ہے۔ اصل تخلیق الٰہی سے اعراض اور عدول بدصورتی تو ہوسکتی ہے خوبصورتی قطعاً نہیں ہوسکتی اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ خوبصورتی کے لیے اتنا زیادہ تکلف کرنا مفت کی سردردی ہے۔ (ع،س)

(٣٠٩١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ......

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ، عَامَ حَجَّ، وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ، وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِنْ شَعْرٍ كَانَتْ فِي يَدِ حَرَسِيٍّ، يَقُولُ: يَأَهْلَ الْمَدِينَةِ أَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ؟ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهَى عَنْ مِثْلِ هَذِهِ، وَيَقُولُ: ((إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُو إِسْرَائِيلَ حِينَ اتَّخَذَ هَذِهِ نِسَاؤُهُمْ۔))

جناب حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے سیدنا معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے حج کے سال میں سنا، وہ مدینہ منورہ میں منبر پر یہ فرما رہے تھے۔ انہوں نے بالوں کا گچھا جو ان کے چوکیدار کے ہاتھ میں تھا، لے کر کہا: کہاں ہیں تمہارے علمائے کرام؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ اس طرح بال بنانے سے منع فرما رہے تھے اور فرما رہے تھے: ''بنی اسرائیل اس وقت تباہ ہو گئے جب ان کی عورتوں نے اس طرح اپنے بال سنوارنے شروع کر دیے۔''

(40)......بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ
مونچھیں کاٹنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذِ ابْتَلٰى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ﴾ .... ''جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے کئی کئی باتوں سے آزمایا اور انہوں نے سب کو پورا کر دیا۔'' (سورۂ بقرہ:١٢٤)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کلمات سے مراد پانچ امور سر میں ہیں اور پانچ امور باقی جسم میں اور وہ یہ ہیں۔ (١) کلی کرنا۔ (٢) ناک میں پانی ڈالنا۔ (٣) مسواک کرنا۔ (٤) مونچھیں کاٹنا۔ (٥) مانگ نکالنا۔ (٦) زیر بغل بال اکھیڑنا۔ (٧) زیرناف بال مونڈنا۔ (٨) ناخنوں کا کاٹنا۔ (٩) استنجاء کرنا۔ (١٠) ختنہ کرنا۔

(٣٠٩١) أخرجه البخاري: ٥٩٣٢، ومسلم: ٢١٢٧

(٣٠٩٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ نَافِعٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ بِإِحْفَاءِ الشَّوَارِبِ ، وَإِعْفَاءِ اللِّحَى۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مونچھیں تراشنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا۔

(٣٠٩٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَوْفُوا اللِّحَى ، وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ۔)) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ ، قَبَضَ عَلَى لِحْيَتِهِ ، فَمَا فَضَلَ ، أَخَذَهُ وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ ، عَنْ نَافِعٍ: ((أَحْفُوا الشَّوَارِبَ ، وَأَعْفُوا اللِّحٰى۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''مشرکوں کی مخالفت کرو، داڑھیاں رکھو اور مونچھیں صاف کرو۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب حج یا عمرہ کرتے تو ایک مٹھی سے زائد اپنی داڑھی کٹوا دیتے۔ جناب عبیداللہ نافع رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں: ''مونچھوں کو تراشو اور داڑھی کو بڑھنے دو۔''

شرح: ((اِحْفَاءُ الشَّارِبِ)) ''مونچھیں صاف کرو۔'' یعنی انہیں بہت چھوٹا کر دیا جائے۔ کبھی اس لفظ میں مکمل ختم کر دینے کا معنٰی بھی پایا جاتا ہے۔ مونچھوں کے حوالے سے ((اِنْهَكُوْا الشَّوَارِبَ)) کے الفاظ بھی مروی ہیں۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی مونچھیں خوب صاف کیا کرتے تھے یہاں تک کہ جلد کی سفیدی نظر آنے لگتی اور حضرت مونچھوں اور داڑھی کے مابین جگہ بھی بالوں سے صاف کر دیتے تھے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مونچھیں مونڈ دینا ایک بدعت اور نیا کام ہے جو لوگوں میں در آیا ہے۔

((اِعْفَاءُ اللِّحْيَةِ)) ''داڑھی بڑھانا۔'' یعنی پوری داڑھی رکھنا۔ اہل عرب ''عَفَا النَّبْتُ'' کا لفظ اس وقت بولتے ہیں جب انگوری مکمل ہو جائے۔ اسی طرح جب کوئی چیز بہت بڑھ جائے اور خوب پھل پھول جائے تو ''عَفَا الشَّيْءُ'' کا جملہ بولا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿حَتّٰى عَفَوْا﴾ .... ''یہاں تک کہ ان کی خوب ترقی ہوئی۔'' (سورۂ اعراف: ۹۵) یعنی ان کی تعداد کثرت اور بہتات اختیار کر گئی۔ بعض مواقع پر ''عَفَا الشَّيْءُ'' کا معنی کسی چیز کا مٹ جانا، وجود کھو بیٹھنا اور ملیا میٹ ہو جانا بھی ہوتا ہے۔ یہ لفظ اضداد میں سے ہے۔ یعنی دونوں قسم کے معنوں کے لیے آتا ہے۔

(٣٠٩٢) أخرجه البخاري: ٥٨٩٢ ، ٥٨٩٣ ، ومسلم: ٢٥٩

(٣٠٩٣) أخرجه البخاري: ٥٨٩٣ ، ومسلم: ٢٥٩

اور ایک اور معنی کے لیے بھی یہ لفظ مستعمل ہوتا ہے اور وہ ہے: اپنے گھر والوں سے ضرورت کی چیز طلب کرنا۔ "الـعَافِيَه" ہر رزق کے طلبگار کو کہا جاتا ہے، وہ انسان ہو یا انسان، پرندہ ہو یا کوئی اور چیز۔ (عام طور پر مردار خور جانور گدھ وغیرہ کو عافیہ کہا جاتا ہے۔)

سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَـنْ لَـمْ يَـأْخُذْ مِنْ شَارِبِهِ ، فَلَيْسَ مِنَّا۔)) ...... ''جو شخص اپنی مونچھیں نہ کاٹے، وہ ہم میں سے نہیں۔'' (صحیح، ترمذی: ۲۷۶۱، نسائی: ۱۳)

عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده کی سند سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ كَـانَ يَـأْخُـذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا۔ نبی ﷺ اپنی داڑھی مبارک کو طول وعرض سے کچھ کٹواتے تھے۔ (موضوع، ترمذی: ۲۷۶۲)

امام بخاری رحمہ اللہ نے کہا: اس حدیث کے راویوں میں سے عمر بن ہارون مقارب الحدیث ہے اور میں اس کی کسی حدیث سے واقف نہیں۔ اس حدیث کی کوئی اصل اور اثر پتہ نہیں۔ یا کہا کہ اس سے صرف اکیلی یہی حدیث مروی ہے۔

مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنی داڑھی پر ہاتھ رکھتے اور پھر مٹھی سے بڑھے ہوئے بال کاٹ دیتے۔

(صحیح بخاری: ۵۸۹۲)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔ جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین داڑھی کو اطراف سے درست کرتے تھے۔

فائدہ: بعض لوگ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل کو داڑھی کٹوانے پر بطور دلیل پیش کرتے ہیں جو صحیح نہیں، اول تو یہ خاص حج سے متعلق ہے، دوسرے صحابی کا فعل ہے جو صحیح احادیث جو کہ حد درجہ کثرت رکھتی ہیں کے مقابلہ میں حجت نہیں ہے۔ لہٰذا صحیح یہی ہے کہ داڑھی کے بال نہ کٹوائے جائیں۔ باقی صحابہ کا عمل کٹوانے کا پہلے ثابت ہو تو پھر بات کی جائے اس کو بنیاد بنا کر داڑھی کٹواتے آنا یہاں تک کہ وہ صرف ہلکا سا نشان رہ جائے دین سے فرار اور کافر تہذیب سے پیار ہے۔ (ع،س)

(41)......بَابُ الْخِتَانِ

ختنہ کروانا

(۳۰۹۴)۔أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، حَـدَّثَـنَـا أَبُـو الْعَبَّاسِ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ سَعِيدٍ هُوَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ......

(۳۰۹۴) أخرجه البخاري: ۵۸۹۱ ، ومسلم: ۲۵۷

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْفِطْرَةُ خَمْسٌ، أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ: الْخِتَانُ، وَالاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الْإِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمُ الأَظْفَارِ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ اس حدیث کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچاتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فطرت کی چیزیں پانچ ہیں یا پانچ چیزیں فطری ہیں، ختنہ کروانا، شرم گاہ کے بال مونڈنا، بغلوں کے بال اکھیڑنا، مونچھیں چھوٹی کرنا اور ناخن تراشنا۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مذکورہ بالا تمام خصال فطرت (جن سے زینت حاصل ہوتی ہے) از قبیل سنت ہیں سوائے ختنہ کے۔ اہل علم کا اس کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض اس موقف کے قائل ہیں کہ ختنہ واجب ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اس بارے میں بہت سختی کیا کرتے تھے۔ اور کہتے تھے: غیر مختون شخص کی نہ گواہی اور شہادت جائز ہے، نہ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھایا جائے اور نہ اس کی نماز قابل قبول ہے۔

ابو العباس بن سریج کہتے ہیں: یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ ستر کو ڈھانپنا واجب ہے اگر ختنہ واجب اور فرض نہ ہوتا تو شریعت ختنہ کے موقع پر بھی بے پردگی کی اجازت بالکل نہ دیتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ ختنہ واجب ہے تبھی تو شریعت نے اپنے واجب حکم میں نرمی کی ہے۔

جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: ختنہ مردوں کے لیے سنت ہے اور عورتوں کے لیے صفائی اور پاکیزگی کا سبب ہے۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الْخِتَانُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ، مَكْرُمَةٌ لِلنِّسَاءِ.)) ...... ''ختنہ مرد حضرات کے لیے سنت ہے اور خواتین کے لیے عزت اور وقار ہے۔'' (ضعیف، مسند احمد: ٢٠٧٤٤)

جناب سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کتنی عمر کے تھے؟ انہوں نے کہا: ان دنوں میرا ختنہ ہو چکا تھا اور عرب لوگوں کی عادت تھی کہ جب تک لڑکا جوانی کے قریب نہ ہوتا تو اس کا ختنہ نہ کرتے تھے۔

جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ساتویں دن بچے کا ختنہ کر دینا کیسا ہے؟ تو انہوں نے اس کو ناپسند جانا یہودیوں کی مخالفت کی بنا پر۔

فائدہ: شاید حضرت کے علم میں ختنے کے حوالے سے صحیح حدیث کے مذکور لفظ (يَوْمَ سَابِعِهٖ) ساتویں دن ختنہ کر دیا جائے۔'' موجود نہ ہوں۔ یا یہ روایت ان تک پہنچی نہ ہوگی تاہم اگر بچہ کمزور ہو تو ختنہ لیٹ کیا جا سکتا ہے اور بڑی عمر میں بھی کروایا جا سکتا ہے۔ (ع،س)

جناب زید بن اسلم سے پوچھا گیا کہ لڑکی کے ختنے کو کتنا لیٹ کیا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: آٹھ سال۔

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اور یہ وہ خاتون تھیں جو مدینہ منورہ میں عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھیں، ان سے نبیٔ

کریم ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَنْهِكِي فَإِنَّ ذَلِكَ أَحْظَى لِلْمَرْأَةِ، وَأَحَبُّ إِلَى الْبَعْلِ۔)) ......''(ختنہ کرتے ہوئے)''مبالغہ سے کام نہ لینا، بلاشبہ یہ چیز عورت کے لیے زیادہ باعث لذت اور خاوند کو بہت پسند ہے۔''

(صحیح، ابوداود: ۵۲۷۱)

''لَا تَنْهِكِي'' کا لفظ ''اَشِمِّيْ'' کے لفظ کی تفسیر اور وضاحت ہے دونوں لفظوں کا معنی ہے:''زیادہ گہرائی سے ختنہ نہ کرنا۔''

(42)......بَابُ التَّوْقِيتِ فِي تَقْلِيمِ الْأَظَافِرِ وَقَصِّ الشَّارِبِ
ناخن اور مونچھیں کاٹنے کی آخری حد

(۳۰۹۵)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الدَّقِيقِيُّ، عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((وَقَّتَ لَنَا أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي حَلْقِ الْعَانَةِ، وَنَتْفِ الْإِبْطِ، وَقَصِّ الْأَظَافِرِ، وَقَصِّ الشَّارِبِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے نبی کریم ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ نے زیر ناف بال مونڈنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے، ناخن کاٹنے اور مونچھیں کاٹنے کے لیے ہمارے لیے چالیس دنوں کی حد مقرر فرمائی۔

شرح: ایک اور سند سے یوں مروی ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وَقَّتَ لَنَا فِي قَصِّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيمِ الْأَظَافِرِ، وَنَتْفِ الْإِبْطِ، وَحَلْقِ الْعَانَةِ أَلَا نَتْرُكَ أَكْثَرَ مِنْ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً۔ ...... آپ ﷺ نے مونچھیں کاٹنے، ناخن کاٹنے، بغلوں کے بال اکھاڑنے اور زیر ناف بال مونڈنے کے لیے ہمارے لیے یہ حد مقرر کی کہ انہیں چالیس راتوں سے زیادہ نہ چھوڑیں۔ (صحیح مسلم: ۲۵۸)

(۳۰۹۶)۔حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ حَيَّانَ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ،

(۳۰۹۵) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۴۲۰۰، والترمذی: ۲۷۵۸، وابن ماجه: ۲۹۵، والنسائی: ۱۴، وانظر الحدیث المذکور فی الشرح۔

(۳۰۹۶) ضعیف ......أخرجه ابو الشیخ فی کتابه "اخلاق النبی ﷺ": صـ ۲۷۷

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْقَاسِمِ الأَسَدِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَسْمُولِيُّ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ وَهْرَامَ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَأْخُذُ أَظْفَارَهُ وَشَارِبَهُ كُلَّ جُمُعَةٍ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے ناخن اور مونچھیں ہر جمعہ کے روز کاٹا کرتے تھے۔

شرح **فائدہ**: جب بھی ضرورت محسوس ہو یہ اعمال انجام دے لینے چاہئیں لیکن اگر دیر بھی ہو جائے تو چالیس دن سے زیادہ تاخیر نہیں ہونی چاہیے وگرنہ گناہ گار ہوگا۔ یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ چالیس دن سے پہلے صفائی ہی نہ کی جائے۔(ع،س)

(۳۰۹۷)۔وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ، أَخْبَرَنَا بَهْلُولٌ الأَنْبَارِيُّ ، حَدَّثَنَا عَتِيقُ بْنُ يَعْقُوبَ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ قُدَامَةَ ، عَنْ أَبِي قُدَامَةَ......

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الأَغَرِّ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُصُّ شَارِبَهُ ، وَيَأْخُذُ مِنْ أَظْفَارِهِ قَبْلَ أَنْ يَرُوحَ إِلَى صَلَاةِ الْجُمُعَةِ۔

ابوعبداللہ الاغر سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لیے روانہ ہونے سے قبل اپنی مونچھیں اور ناخن کاٹا کرتے تھے۔

(۳۰۹۸)۔وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ شَقِيقٍ ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنْ مُسْلِمٍ الْمُلَائِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَنَوَّرُ ، فَإِذَا كَثُرَ شَعْرُهُ حَلَقَهُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ بال صفا پاؤڈر استعمال نہیں کرتے تھے البتہ جب آپ کے بال بڑھ جاتے تو آپ انہیں مونڈ دیتے۔

شرح جناب قتادہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ سیدنا ابوبکر، سیدنا عمر اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین بال صفا پاؤڈر استعمال نہیں کرتے تھے۔ مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ہر جمعہ والے دن اپنے ناخن اور مونچھیں کاٹا کرتے تھے۔

جناب معاویہ بن قرہ بیان کرتے ہیں: میرے دو چچا جو نبی ﷺ کی زیارت سے مشرف تھے ہر جمعہ والے دن اپنی مونچھیں اور ناخن کاٹا کرتے تھے۔

(۳۰۹۷) ضعيف ......أخرجه ابو الشيخ فى كتابه "اخلاق النبى ﷺ": صـ ۲۷۷

(۳۰۹۸) ضعيف ......أخرجه ابو الشيخ فى كتابه "اخلاق النبى ﷺ": صـ ۲۷۸

جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے جسم پر بال صفا پاؤڈر لگایا کرتا تھا۔ جب ستر کے اعضاء پر لگانے کا مرحلہ درپیش ہوتا تو خود لگا لیتے۔

مرفوعاً مذکور ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بال صفا پاؤڈر استعمال کرتے تو اعضائے مستورہ پر خود لگاتے۔

(ضعیف، ابن ماجه: ۳۷۵۱، ۳۷۵۲)

جناب ابومعشر مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بال صفا پاؤڈر لگا رہا تھا۔ جب وہ لگاتے لگاتے ستر کے اعضاء تک پہنچا تو آپ نے اس کو روک دیا اور وہاں خود اپنے ہاتھ سے لگایا۔

جناب محمد بن سیرین اس بات میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے کہ کوئی شخص اپنی اہلیہ یا لونڈی کو بال صفا پاؤڈر لگا دے۔ جناب ابراہیم نے کہا: ہمارے دور کے بزرگ بال صفا پاؤڈر کے بعد مہندی کا استعمال کرتے تھے اور مہندی سے ناخنوں کے رنگین ہونے کو ناپسند جانتے تھے۔

فائدہ: پورے جسم پر بال صفا لگانے والی حدیث ضعیف اور غیر ثابت ہے۔ باقی بزرگوں کے آثار بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتے۔ اس لیے ناقابل استدلال ہیں تاہم دوسرے دلائل سے مسئلے کی نوعیت یہ واضح ہوتی ہے کہ زیر ناف اور بغلوں کے بالوں کو جس طرح بھی صاف کر لیا جائے جائز ہے البتہ بغلوں کے بال اکھیڑنا مستحب ہے کیونکہ ان کی صفائی کا حکم ہے تاہم بدن کے دوسرے حصوں کے بالوں کی صفائی تغییر خلق کی وعید میں آ سکتی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت بھی ہو جاتی ہے۔ ان دو وجوہ سے جسم کے دوسرے حصوں کے بالوں کی صفائی ممنوع اور ناجائز ہوگی۔ واللہ اعلم (ع،س)

(43)......بَابُ شَدِّ الْأَسْنَانِ بِالذَّهَبِ وَاتِّخَاذِ الْأَنْفِ

سونے کا ناک لگانا اور اس کی تار سے دانت مضبوط کرنا

(۳۰۹۹)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا أَبُو الْأَشْهَبِ......

حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ طَرْفَةَ، أَنَّ عَرْفَجَةَ بْنَ أَسْعَدَ أُصِيبَ أَنْفُهُ يَوْمَ الْكُلَابِ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَاتَّخَذَ أَنْفًا مِنْ وَرِقٍ نَتُنَ عَلَيْهِ، فَأَمَرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَتَّخِذَ أَنْفًا مِنْ ذَهَبٍ۔

جناب عبدالرحمٰن بن طرفہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عرفجہ بن اسعد رضی اللہ عنہ کی ناک دور جاہلیت میں جنگ کلاب کے دن کٹ گئی تھی تو انہوں نے چاندی کی ناک لگوالی لیکن وہ خراب ہوگئی اور اس سے بدبو آنے لگی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ سونے کی ناک لگوالیں۔

(۳۰۹۹) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٢٣٢، والترمذي: ١٧٧٠، والنسائي: ٥١٧٦

شرح: اہل علم نے سونے کی ناک لگوانے کو جائز قرار دیا ہے۔ اسی طرح دانت ہلنے لگیں تو انہیں سونے کے تار سے بندھوایا جا سکتا ہے کیونکہ چاندی کو زنگ لگ جاتا ہے اور سونے کو زنگ نہیں لگتا۔

امام شعبہ کہتے ہیں: میں نے ابوحمزہ نصر بن عمران، ابو تیاح، ابونوفل بن ابی عقرب کو دیکھا، یہ بزرگ اپنے دانتوں کو سونے کی تاروں سے بندھوائے ہوئے تھے۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ مرد کے لیے سونے کا استعمال بطور زینت منع ہے، بطور ضرورت جائز ہے۔ (ع،س)

(44)......بَابُ الْإِكْتِحَالِ

سرمہ لگانا

(٣١٠٠)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حُمَيْدٍ الرَّازِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اكْتَحِلُوا بِالإِثْمِدِ فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ۔)) وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ لَهُ مُكْحُلَةٌ يَكْتَحِلُ بِهَا كُلَّ لَيْلَةٍ، ثَلَاثَةً فِي هٰذِهِ، وَثَلَاثَةً فِي هَذِهِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اثمد (اصفہانی) سرمہ لگاؤ بلاشبہ وہ بینائی کو روشن کرتا ہے اور پلکوں کے بالوں کو اُگاتا ہے۔" نیز ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک سرمہ دانی تھی، آپ ہر رات اس سے تین بار سرمہ اس آنکھ میں اور تین بار اس آنکھ میں لگاتے تھے۔

شرح: اسی سند سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ: اللَّدُودُ، وَالسَّعُوطُ، وَالْحِجَامَةُ، وَالْمَشْيُ، وَخَيْرَ مَا اكْتَحَلْتُمْ بِهِ الإِثْمِدُ۔)) ......"بلاشبہ بہترین علاج، لدود، سعوط، سینگی اور مریض کو پیچش لگانا ہے اور بہترین سرمہ جو تم استعمال کرو وہ اثمد ہے۔"

(ضعيف الا فقرة الاكتحال بالاثمد فصحيحة، ترمذی: ٢٠٤٨)

فائدہ: اس حدیث میں مذکور علاج کے طریقے گزشتہ ادوار میں حکماء استعمال کرتے تھے اور مریضوں کو بہت فائدہ ہوتا تھا ان کی مختصر تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

(ا)......لَدُوْد: بعض بیماریوں میں اطباء مرض کے حسب حال دوائی مریض کو دائیں کروٹ یا بائیں کروٹ پر لٹا کر

(٣١٠٠) صحيح دون قوله: "وزعم ......" فانه ضعيف جدا ......أخرجه ابوداود: ٣٨٧٨، و الترمذی: ١٧٥٧، ٢٠٤٨، وابن ماجه: ٣٤٩٧، والنسائی: ٥١١٣

دیتے تھے جس سے اس طرف بہت فائدہ ہوتا تھا۔

(۲)......سَعُوْط: مریض کوناک کے ذریعے سے دوائی کھینچنے کے لیے کہا جاتا ہے۔

(۳)......حِجَامَہ: سینگی اور پچھنے لگوانے کو کہا جاتا ہے۔ مریض کے جسم سے زائد گندہ خون باہر نکال دیا جاتا ہے۔ آجکل اس کے لیے جونک استعمال کرتے ہیں۔

(۴)......مَشْی: قبض کشا دوا کا استعمال، پہلے مریض کو ایسی دوائی دی جاتی ہے جس سے اسے پاخانے آئیں تاکہ پہلی بیماری کے جراثیم جسم سے خارج ہو جائیں، فاضل مواد وغیرہ کا اخراج ہو جائے، پھر پاخانے روک کر اصل علاج شروع کیا جاتا ہے۔ یہ نہایت مفید طریقہ علاج ہے۔ (ع،س)

(۳۱۰۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِیُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكُمْ بِالإِثْمِدِ عِنْدَ النَّوْمِ، فَإِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعَرَ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوتے وقت اثمد سرمہ آنکھوں میں لگانا اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔''

(۳۱۰۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِیُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْهَاشِمِیُّ الْبَصْرِیُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِیُّ ﷺ يَكْتَحِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ بِالإِثْمِدِ، ثَلَاثًا فِی كُلِّ عَيْنٍ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سونے سے پہلے ہر آنکھ میں تین مرتبہ اثمد سرمہ ڈالا کرتے تھے۔

شرح: کئی سندوں سے مروی الفاظ یوں ہیں: ''اثمد سرمہ آنکھوں میں لگانا اپنے اوپر لازم کر لو کیونکہ وہ نظر کو تیز کرتا ہے اور پلکوں کے بال اُگاتا ہے۔''

(۳۱۰۳)۔أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِیٍّ اللُّؤْلُئِیُّ،

(۳۱۰۱) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ۳٤۹٦

(۳۱۰۲) ضعيف ......أخرجه ابن ماجه: ۳٤۹۹، والترمذی: ۲۰٤۸

(۳۱۰۳) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ۳۵، وابن ماجه: ۳۳۷

حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ، أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنِ الْحُصَيْنِ الْحُبْرَانِيِّ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنِ اكْتَحَلَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لا فَلا حَرَجَ، وَمَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوتِرْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لا فَلا حَرَجَ، وَمَنْ أَكَلَ فَما تَخَلَّلَ فَلْيَلْفِظْ، وَمَا لاكَ بِلِسَانِهِ فَلْيَبْتَلِعْ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لا فَلا حَرَجَ، وَمَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ إِلا أَنْ يَجْمَعَ كَثِيبًا مِنْ رَمْلٍ فَلْيَسْتَدْبِرْهُ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَلْعَبُ بِمَقَاعِدِ بَنِي آدَمَ، مَنْ فَعَلَ فَقَدْ أَحْسَنَ، وَمَنْ لا فَلا حَرَجَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو سرمہ ڈالے وہ طاق مرتبہ ڈالے، جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا، جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی حرج نہیں، جو ڈھیلے استعمال کرے وہ طاق تعداد میں استعمال کرے، جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا، جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں، جس نے کھانا کھایا اور خلال کیا تو (کھانے کے جو ذرے نکلیں انھیں) پھینک دے اور جو کچھ زبان کے ذریعے سے (دانتوں کے درمیان سے) نکل آئے اسے نگل لے، جس نے اس طرح کیا تو اچھا کیا، جس نے ایسا نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔ جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے اسے چاہیے کہ پردہ کرے، اگر ریت کی ڈھیری کے سوا کوئی اوٹ نہ ملے تو اس کی طرف پشت کرے، کیونکہ شیطان انسان کی دبر سے چھیڑ چھاڑ کرتا ہے، جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا، جس نے نہ کیا تو کوئی حرج نہیں۔''

(٣١٠٤)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْوَلِيدِ الثَّقَفِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُونُسَ الْحَرَمِيُّ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ يَكْتَحِلُ فِي عَيْنِهِ الْيُمْنَى ثَلاثًا، وَفِي الْيُسْرَى اثْنَتَيْنِ بِالإِثْمِدِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں آنکھ میں تین اور بائیں میں دو سلائیاں اثمد سرمہ کی ڈالتے تھے۔

(٣١٠٤) صحيح ......أخرجه ابو الشيخ فى "اخلاق النبى ﷺ": صـ ١٨٣

شرح: جناب ابن سیرین رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ اگر آپ دونوں آنکھوں میں تین تین سلائیاں ڈالیں گے تو سلائیوں کی تعداد جفت ہو جائے گی۔ آپ کو ان میں تفاوت اور فرق کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور جناب قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہر آنکھ میں الگ الگ تین سلائیاں ڈالی جائیں تو وہ طاق سلائیاں ہی ہیں جفت نہیں۔

(45)......بَابُ لَعْنِ الْمُتَشَبِّهِينَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ وَإِخْرَاجِهِمْ وَإِخْرَاجِ أَهْلِ الرِّيَبِ

عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت نیز انہیں اور دیگر مشکوک افراد کو مسلم معاشرے سے نکال دینا

(٣١٠٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ، وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں اور ان عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہیں۔

(٣١٠٦)۔أنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، وَأَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَخَنِّثِينَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردوں کو ملعون قرار دیا جو مخنث (خواجہ سرا) لوگوں کا روپ دھارتے ہیں اور ان عورتوں کو بھی ملعون قرار دیا جو مردوں کا روپ دھارتی ہیں۔

(٣١٠٧)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ،

(٣١٠٥) أخرجه البخاري: ٥٨٨٥ (٣١٠٦) أخرجه البخاري: ٥٨٨٦

(٣١٠٧) أخرجه البخاري: ٥٨٨٦

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَخْرِجُوا الْمُخَنَّثِينَ مِنْ بُيُوتِكُمْ)) قَالَ: فَأَخْرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثًا، وَأَخْرَجَ عُمَرُ مُخَنَّثًا۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مخنث لوگوں کو اپنے گھروں سے نکال دو۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایک مخنث کو مدینہ سے نکال دیا تھا اور اپنے دور حکومت میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک ہیجڑے کو نکال دیا تھا۔

شرح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک خواجہ سرا پیش کیا گیا جس نے اپنے پاؤں اور ہاتھ مہندی سے رنگے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ اسے نقیع علاقے کی طرف جلاوطن کر دیا جائے۔ (صحیح، ابوداود: ٤٩٢٨)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے مرد پر جو عورتوں جیسا لباس پہنتا ہے اور ایسی عورت پر جو مردوں جیسا لباس پہنتی ہے لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح، ابوداود: ٤٠٩٨)

ابن ابی مُلیکہ کہتے ہیں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا عورت مردوں کی طرح کے جوتے پہن سکتی ہے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں۔ (صحیح، ابوداود: ٤٠٩٩)

سیّدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میں دوپٹہ اوڑھ رہی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا: ((لَيَّةٌ، لَا لَيَّتَيْنِ۔))...... ''ایک بل دو، دو بل نہیں۔'' (ضعیف، ابوداود: ٤١١٥)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: آپ ﷺ نے عورت کے لیے ڈوپٹہ اوڑھتے وقت ایک بل سے زیادہ کو اس لیے ناپسند جانا کہ کہیں پگڑی باندھنے سے مشابہت نہ ہو جائے جو کہ مرد کا خاصہ ہے۔

(٣١٠٨)۔أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالَا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَجُلٌ يَدْخُلُ عَلَى أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُخَنَّثٌ، فَكَانُوا يَعُدُّونَهُ مِنْ غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ، فَدَخَلَ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مخنث نبی ﷺ کی بیویوں کے پاس آتا جاتا تھا اور لوگ اسے ﴿غَيْرِ أُولِي الْإِرْبَةِ﴾ ''جو شہوت والے نہ ہوں۔'' میں

(٣١٠٨) أخرجه البخاري: ٥٨٨٧، ومسلم: ٢١٨١

النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، وَهُوَ عِنْدَ بَعْضِ نِسَائِهِ، وَهُوَ يَنْعَتِ امْرَأَةً، فَقَالَ: إِنَّهَا إِذَا أَقْبَلَتْ، أَقْبَلَتْ بِأَرْبَعٍ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ، أَدْبَرَتْ بِثَمَان، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا أُرَى هَذَا يَعْلَمُ مَا هَاهُنَا لَا يَدْخُلُ عَلَيْكُمْ هذَا۔))فَحَجَبُوهُ۔

شمار کرتے تھے۔ ایک دن نبی ﷺ تشریف لائے تو وہ مخنث بھی آپ کی اس بیوی کے گھر میں تھا اور ایک عورت کے جسمانی اوصاف بیان کر رہا تھا، اس نے کہا: جب وہ سامنے آتی ہے تو اس کے موٹاپے کی وجہ سے چار سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں اور جب پیٹھ پھیرتی ہے تو آٹھ سلوٹیں دکھائی دیتی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میرا خیال ہے اسے سب زنانہ معلومات ہیں، اب یہ مخنث تم لوگوں کے پاس نہ آیا کرے۔'' چنانچہ لوگوں نے اسے مدینہ کی آبادی سے دور کر دیا۔ جناب ابن شہاب نے ذکر کیا کہ وہ بیداء مقام میں رہنے لگا، ہر جمعہ والے دن مدینہ منورہ آتا اور کھانے پینے کی اشیاء مانگ کر لے جاتا۔

شرح: ابوعبید نے کہا: سامنے سے چار سلوٹوں کا مطلب یہ ہے کہ موٹے ہونے کی وجہ سے اس کے پیٹ میں چار سلوٹیں پڑی ہوتی ہیں اور جب وہ سامنے آتی ہے تو وہ دکھائی دیتی ہیں اور آٹھ سلوٹوں سے پیچھے پھرتی کا مفہوم ہے کہ آگے کی ان چاروں سلوٹوں کے کنارے کیونکہ یہ دونوں پہلوؤں کو گھیرے ہوئے ہوتے ہیں اور پھر وہ مل جاتی ہیں۔ اس لیے وہ آٹھ بل ہو گئے اور حدیث میں ((بِثَمَان)) کا لفظ ہے حالانکہ از روئے قائدہ نحو کے (بِثَمَانِيَة) ہونا تھا کیونکہ مراد آٹھ اطراف یعنی کنارے ہیں اور اطراف، طرف کی جمع ہے اور طرف کا لفظ مذکر ہے مگر چونکہ اطراف کا لفظ مذکور نہ تھا اس لیے (بثمان) بھی کہنا درست ہوا۔ (کیونکہ جب ممیّز کی تمیز مذکور نہ ہو تو عدد میں تذکیر و تانیث دونوں درست ہیں۔)

(46)......بَابُ نَهْيِ النِّسَاءِ عَنْ دُخُوْلِ الْحَمَّامِ
خواتین کے لیے حمام میں جانے کی ممانعت

(۳۱۰۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنِيفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَلِيمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْمُوَجِّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْمُوَجِّهِ، أَخْبَرَنِي أَبِي، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ......

(۳۱۰۹) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۴۰۱۰، والترمذي: ۲۸۰۳، وابن ماجه: ۳۷۵۰

عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ، قَالَ: قَدِمَ عَلَى عَائِشَةَ نِسْوَةٌ مِنْ أَهْلِ حِمْصَ، فَقَالَتْ: مِنْ أَيْنَ أَنْتُنَّ؟ قُلْنَ: مِنَ الشَّامِ، قَالَتْ: لَعَلَّكُنَّ مِنَ الْكُورَةِ الَّتِي يَدْخُلُ نِسَاؤُهَا الْحَمَّامَاتِ؟ قُلْنَ: بَلَى، قَالَتْ: فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا تَخْلَعُ امْرَأَةٌ ثِيَابَهَا فِي غَيْرِ بَيْتِهَا إِلَّا هَتَكَتْ سِتْرَهَا فِيمَا بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

ابو ملیح (عامر بن اسامہ) ہذلی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حمص کی رہنے والی کچھ خواتین ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں، انہوں نے پوچھا: تمہارا کس علاقے سے تعلق ہے؟ انہوں نے کہا: شام کے علاقے سے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: شاید کہ تم اس علاقے سے تعلق رکھتی ہو جس کی عورتیں حماموں میں جاتی ہیں؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جس عورت نے اپنے خاوند کے گھر کے علاوہ کسی جگہ کپڑے اتارے، اس نے اپنے اور اللہ کے درمیان (حیا کا) پردہ چاک کر دیا۔''

(۳۱۱۰)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالَا: أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي عُذْرَةَ، وَكَانَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَى الرِّجَالَ وَالنِّسَاءَ عَنْ دُخُولِ الْحَمَّامَاتِ، ثُمَّ رَخَّصَ لِلرِّجَالِ أَنْ يَدْخُلُوهَا بِالْمَيَازِرِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں سب کو حماموں میں داخل ہونے سے منع فرمایا، پھر مردوں کو تہبند کے ساتھ حمام میں جانے کی اجازت دے دی۔

شرح: مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ حالت احرام میں تھے تو جحفہ مقام میں حمام میں گئے اور کہا: اللہ تعالیٰ کو ہمارے میل کچیل کی کچھ ضرورت نہیں۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ جب کہیں حمام میں داخل ہوتے تو یوں تبصرہ فرماتے: حمام ایک عمدہ جگہ ہے جہاں جانے سے انسان بدبو اور میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے اور اس سے جہنم کے غوطے یاد آنے لگتے ہیں۔

امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: (صِنَّه) اور (صُنَان) سے مراد جوڑ اور جسم کے ایسے مقامات ہیں جہاں میل کچیل ٹھہر جاتا ہے اور بدبو آنے لگتی ہے۔ ویسے بعض طرق میں (صَنخَة) کے الفاظ بھی منقول ہیں۔ اس سے مراد بھی جسم کے اوپر

(۳۱۱۰) ضعیف ......أخرجه ابوداود: ۴۰۰۹، والترمذی: ۲۹۰۲، وابن ماجه: ۳۷۴۹

جم جانے والی میل کچیل ہے۔

جناب جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ ہم شام میں تھے کہ ہمیں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مکتوب گرامی پڑھ کر سنایا گیا جس میں تحریر تھا: کوئی مرد حمام میں تہبند کے بغیر نہ جائے اور عورت بیماری کے بغیر حمام میں داخل نہ ہو، نیز مرقوم تھا کہ تین چیزوں سے دل بہلایا کرو، گھوڑوں، عورتوں اور تیروں کے ساتھ۔

فائدہ: بعض دفعہ تپ اور بخار وغیرہ کی بنا پر ڈاکٹر حضرات کھلے پانی میں نہانا تجویز کرتے ہیں، ایسی صورت میں عورتوں کے لیے بغرض علاج پردے اور ستر کا خیال رکھتے ہوئے مردوں سے الگ تھلگ نہانا درست ہے۔(ع،س)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بابت منقول ہے کہ انہوں نے کہا: حمام بری جگہ ہے جہاں جانے سے انسان شرم وحیا کے زیور سے محروم ہو جاتا ہے۔

محدث خالد بن معدان جب کہیں حمام میں بغرضِ غسل داخل ہوتے تو ایک کنارے میں الگ تھلگ ہو کر غسل کرتے اور اپنا چہرہ دیوار کی طرف کر لیتے۔

فائدہ: اُس دور میں میں نہلانے کے لیے خادم موجود ہوتے تھے وہاں جانے سے اس لیے منع کیا گیا کہ لوگ ان خادموں سے ستر پوشی کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔ آجکل کے سوئمنگ پولوں میں بھی لباس ناکافی اور حددرجہ باریک پہنا جاتا ہے، ان سے بھی اجتناب ضروری ہے۔ اگر ستر پوشی کا خیال رکھا جائے تو باقی جسم کو ملنے اور دھونے میں خادموں سے مدد لینا جائز ہے۔ عورت کا پورا جسم ستر ہے لہٰذا اسے منع کر دیا گیا کہ حمام میں کسی سے مدد نہ لے یا بے پردہ نہ ہو۔ اس کے لیے گھر ہی میں نہانا بہتر ہے۔ یہ پُرفتن دور ہے۔ اس میں احتیاط ہی بہتر ہے۔ یاد رہے! جہاں مرد ننگے ہو کر ایک دوسرے کے سامنے نہاتے ہوں جیسے غیر مسلم ممالک میں رواج ہے وہاں مردوں کو بھی ان کے ساتھ نہانا منع ہے کیونکہ جس طرح اپنے ستر کو چھپانا فرض ہے اسی طرح کسی کے ستر کو دیکھنا بھی منع ہے۔(ع،س)

(47)......بَابُ التَّصَاوِيرِ وَوَعِيدِ الْمُصَوِّرِينَ

تصاویر اور تصویر بنانے والوں کے لیے وعید

(۳۱۱۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالَا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ،

(۳۱۱۱) أخرجه البخاري: ۳۳۲۲، ۵۹۴۹، ومسلم: ۲۱۰۶

عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لا تَدْخُلُ الْمَلائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ، وَلا صُورَةُ تَمَاثِيلَ.))

سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتے اور مورتیوں کی تصویریں ہوں۔''

شرح ایک سند سے اس حدیث کے یہ الفاظ مروی ہیں: ''فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔''

(۳۱۱۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَلْقَمَةَ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ جِبْرِيلَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَاعَةٍ يَأْتِيهِ فِيهَا، فَذَهَبَتِ السَّاعَةُ، وَلَمْ يَأْتِهِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِذَا جِبْرِيلُ عَلَى الْبَابِ، فَقَالَ: ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَدْخُلَ؟)) قَالَ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ كَلْبًا، وَإِنَّا لا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلا صُورَةٌ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْكَلْبِ فَأُخْرِجَ، ثُمَّ أَمَرَ بِالْكِلابِ أَنْ تُقْتَلَ۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ جبریل علیہ السلام نے وعدہ کیا کہ فلاں وقت آپ سے ملاقات کے لیے آئیں گے۔ وہ وقت گزر گیا لیکن سیدنا جبریل نہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (اسی ادھیڑ بُن میں) گھر سے باہر نکلے تو جبریل علیہ السلام دروازے کے پاس ہی مل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''جبریل! آپ کو اندر آنے سے کیا چیز مانع تھی؟'' انہوں نے جواب دیا: گھر میں کتا تھا اور ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کو باہر نکالنے کا حکم صادر فرمایا، بعدازاں آپ نے کتوں کے مارنے کا حکم دیا۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: حدیث مبارکہ کے ظاہری الفاظ تو ہر قسم کے کتوں کی حرمت کا پتہ دیتے ہیں اور ان میں عموم پایا جاتا ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرمت کا تعلق دیگر احادیث میں ذکر کردہ تین قسم کے کتوں کے علاوہ ہے۔ اسی طرح تصاویر کا مسئلہ ہے۔ ہاتھ سے بنائی ہوئی دیوار، قالین یا چادر پر بنائی ہوئی، کپڑے وغیرہ میں بنی ہوئی،

(۳۱۱۲) أخرجه البخاري: ۵۹۶۰، ومسلم: ۲۱۰۴

پیروں میں آنے والی یعنی روندی جانے والی اور نہ روندی جانے والی سبھی اس حرمت کی ذیل میں آتی ہیں۔لیکن بعض اہل علم نے ایسی تصاویر کی اجازت دی ہے جو پاؤں کے نیچے روندی جائیں اور جس کے اوپر چلا جائے اور اس میں تعظیم کا کوئی پہلو نہ ہو۔

جناب عکرمہ نے کہا: جو تصاویر قالین وغیرہ میں زمین پر خاک آلود ہوں ان کی موجودگی میں کوئی حرج نہیں۔ جناب مجاہد رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

(۳۱۱۳)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَيُّوبَ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ ، يَعْنِي الْكَعْبَةَ ، لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى أَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ ، وَرَأَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ بِأَيْدِيهِمَا الأَزْلَامُ ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ، وَاللّٰهِ مَا اسْتَقْسَمَا بِالأَزْلَامِ قَطُّ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو اس وقت تک اندر داخل نہ ہوئے جب تک وہ مٹا نہ دی گئیں۔ اور آپ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی تصویریں دیکھیں کہ ان کے ہاتھوں میں تیر (پانسے کے) تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ انہیں ہلاک کرے، اللہ کی قسم! ان حضرات نے کبھی تیر نہیں پھینکے۔''

(۳۱۱٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ......

حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ ، وَمَا بِالْمَدِينَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي ، قَالَ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ ، تَقُولُ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِي عَلَى سَهْوَةٍ لِي فِيهِ تَمَاثِيلُ ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک جہادی سفر سے تشریف لائے تو میں نے اپنی کوٹھڑی کے سامنے تصویروں والا پردہ لٹکا دیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو پھاڑ دیا اور فرمایا: ''قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ عذاب میں وہ لوگ مبتلا ہوں گے جو اللہ کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ کی مشابہت کرتے ہیں۔''

(۳۱۱۳) أخرجه البخاري: ۳۳۵۲

(۳۱۱٤) أخرجه البخاري: ٥٩٥٤ ، ومسلم: ۲۱۰۷

هَتَكَهُ، وَقَالَ: ((أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهُونَ بِخَلْقِ اللّٰهِ)) قَالَتْ: فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: چنانچہ ہم نے اس کپڑے کا ایک یا دو تکیے بنا لیے۔

(۳۱۱۵)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَأَبُو كُرَيْبٍ، قَالَا: نا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ، وَقَدْ سَتَرْتُ عَلَى بَابِي دُرْنُوكًا، فِيهِ الْخَيْلُ ذَوَاتُ الأَجْنِحَةِ، فَأَمَرَنِي، فَنَزَعْتُهُ۔

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے آئے اور میں نے دروازے پر پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں پروں والے گھوڑوں کی تصویریں تھیں، آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا، چنانچہ میں نے اسے اتار لیا۔

(۳۱۱۶)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، أَخْبَرَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي، فَلْيَخْلُقُوا ذَرَّةً، أَوْ لِيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اس شخص سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا جو میری مخلوق کی طرح پیدا کرنے چلا ہے (اگر اسے یہی گھمنڈ ہے) تو اسے چاہیے کہ ایک چیونٹی پیدا کرے یا ایک دانہ پیدا کرے یا ایک جو پیدا کرے۔''

(۳۱۱۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

(۳۱۱۵) أخرجه البخاري: ۵۹۵۵، ومسلم: ۲۱۰۷

(۳۱۱۶) أخرجه البخاري: ۷۵۵۹، ومسلم: ۲۱۱۱

(۳۱۱۷) أخرجه البخاري: ۷۰۴۲، ومسلم: ۲۱۱۰

عَـنِ ابْـنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((مَـنْ تَـحَـلَّـمَ بِحُلْمٍ لَمْ يَرَهُ، كُـلِّفَ أَنْ يَـعْـقِـدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ وَلَنْ يَفْعَلَ، وَمَـنِ اسْتَـمَـعَ إِلَـى حَـدِيـثِ قَوْمٍ وَهُمْ لَـهُ كَـارِهُـونَ، أَوْ يَـفِـرُّونَ مِنْهُ، صُبَّ فِی أُذُنَيْهِ الْآنُكُ يَـوْمَ الْـقِيَـامَةِ، وَمَـنْ صَوَّرَ صُورَةً، عُـذِّبَ، وَكُـلِّفَ أَنْ يَـنْـفُـخَ فِيهَـا، وَلَـيْـسَ بِنَافِخٍ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس شخص نے ایسا خواب بیان کیا جو اسے دکھائی نہیں دیا تو اسے تکلیف دی جائے گی کہ وہ جَو کے دو دانوں کے درمیان گرہ لگائے لیکن وہ گرہ نہیں لگا سکے گا اور جو شخص کسی قوم کی باتیں سنتا ہے جبکہ لوگ اس کے سننے کو ناپسند کرتے ہیں یا اس سے کنارہ کش رہتے ہیں تو سننے والے انسان کے دونوں کانوں میں قیامت کے دن سیسہ پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جو کسی ذی روح کی تصویر بناتا ہے تو اسے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور اس پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ وہ اس میں روح ڈالے جبکہ وہ اس میں کبھی روح نہیں ڈال سکے گا۔“

(۳۱۱۸)۔أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِیُّ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو جَـعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِیُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْحَاقَ الْقَاضِی، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِی عَرُوبَةَ......

سَـمِـعْـتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسٍ، يَقُولُ: كُنْتُ عِنْدَ ابْـنِ عَبَّاسٍ، فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنِّی أُصَوِّرُ هَـذِهِ التَّـصَـاوِيـرَ، فَمَـا تَقُولُ فِيهَـا؟ قَـالَ: سَـمِعْتُ مُحَمَّدًا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ صَوَّرَ صُورَةً، كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا، وَلَيْسَ بِنَافِخٍ۔))

جناب نضر بن انس بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے آ کر سوال کیا: میں یہ تصویریں بناتا ہوں، اس کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے محمد ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ”جو شخص کسی ذی روح کی تصویر بناتا ہے تو اس پر دباؤ ڈالا جائے گا کہ وہ اس میں روح ڈالے جبکہ وہ اس میں کبھی روح نہیں ڈال سکے گا۔“

(۳۱۱۹)۔أَخْبَـرَنَـا أَحْـمَـدُ بْـنُ عَبْـدِ الـلّٰهِ الصَّالِحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْـمَـاعِيـلُ بْـنُ مُـحَـمَّـدٍ الـصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِیُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ،

(۳۱۱۸) أخرجه البخاری: ۲۲۲۵، ومسلم: ۲۱۱۰
(۳۱۱۹) أخرجه البخاری: ٤٩١٠، ومسلم: ۲۱۰۸

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُصَوِّرُونَ يُعَذَّبُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَيُقَالُ لَهُمْ: أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تصویریں بنانے والوں کو قیامت کے دن عذاب میں گرفتار کیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جن تصویروں کو تم نے بنایا ہے ان میں زندگی پیدا کرو۔''

شرح (أَحْيُوا مَا خَلَقْتُمْ) یعنی جو تصویریں تم نے بنائی ہیں ان میں روح اور جان ڈالو۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ عذاب تصویر بنانے والوں کو دیا جائے گا۔'' (صحیح بخاری: ٥٩٥٠، صحیح مسلم: ٢١٠٩)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((تَخْرُجُ عُنُقٌ مِنَ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهَا عَيْنَانِ تُبْصِرَانِ، وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ، وَلِسَانٌ يَنْطِقُ، تَقُولُ: إِنِّي وُكِّلْتُ بِثَلَاثٍ: بِكُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ، وَكُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰهِ إِلَهًا آخَرَ، وَبِالْمُصَوِّرِينَ۔)) ......''قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی، اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن کے ساتھ وہ دیکھ رہی ہوگی اور دو کان ہوں گے جن کے ساتھ وہ سن رہی ہوگی اور اس کی زبان ہوگی جس کے ساتھ وہ بات کرے گی، وہ کہے گی: مجھے تین قسم کے انسانوں پر مسلط کیا گیا ہے، ہر وہ شخص جو سرکش اور ہٹ دھرم تھا اور ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارتا تھا اور وہ لوگ جو ذی روح کی تصویریں بنانے والے تھے۔'' (صحیح، ترمذی: ٢٥٧٤)

(٣١٢٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ......

أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِي بَيْتِهِ شَيْئًا فِيهِ تَصَالِيبُ إِلَّا نَقَضَهُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں موجود ہر ایسی چیز کو توڑ دیتے تھے جس پر صلیب بنی ہوتی تھی۔

شرح ''التَّصَالِيبُ'' سے مراد ایسے کپڑے ہیں، جن پر صلیب کی تصویر بنی ہو۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسے کپڑے ناپسند کرتے تھے جن پر صلیب کا نشان بنا ہو۔

(٣١٢٠) أخرجه البخاري: ٥٩٥٢

(۳۱۲۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ بُكَيْرٍ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ......

عَنْ أَبِي طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْمَلائِكَةَ لا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ))قَالَ بُسْرٌ: ثُمَّ اشْتَكَى زَيْدٌ، فَعُدْنَاهُ، فَإِذَا عَلَى بَابِهِ سِتْرٌ فِيهِ صُوَرٌ، فَقُلْتُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ رَبِيبِ مَيْمُونَةَ زَوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الأَوَّلِ؟ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِينَ قَالَ: إِلا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ۔

رسول اللہ ﷺ کے صحابی سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ فرشتے اس گھر میں نہیں داخل ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔'' بسر نے کہا(اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد) پھر زید رضی اللہ عنہ بیمار پڑے تو ہم ان کی مزاج پرسی کے لیے گئے۔ ہم نے دیکھا کہ ان کے دروازے پر ایک پردہ پڑا ہوا تھا جس پر تصویریں تھیں۔ میں نے ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ربیب عبیداللہ بن اسود سے کہا: کیا زید بن خالد رضی اللہ عنہ نے ہمیں اس سے پہلے ایک مرتبہ تصویروں کے متعلق حدیث سنائی تھی۔ عبیداللہ نے کہا کہ کیا تم نے سنا نہیں تھا، حدیث بیان کرتے ہوئے انہوں نے یہ بھی کہا تھا کہ جو مورت کپڑے میں ہو وہ جائز ہے۔(بشرطیکہ غیر ذی روح کی ہو۔)

شرح: عبیداللہ خولانی سیدہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کے زیر پرورش تھے۔

(إِلا رَقْمًا فِي ثَوْبٍ) ''سوائے اس تصویر کے جو کپڑے پر بنی ہوئی ہو۔'' لفظ رقم کے اصل معنی لکھنے اور تحریر کرنے کے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كِتَابٌ مَّرْقُومٌ﴾ .... ''وہ تو لکھی ہوئی کتاب ہے۔'' (سورۃ المطفّفین:۲۰) لیکن تصویر تو تحریر کے علاوہ چیز ہوتی ہے۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: شاید حضرت کا مقصد یہ ہوگا کہ تصویر وہ حرام اور ممنوع ہے جو ابھری ہوئی ہو، وہ تصویر حرام نہیں جو کپڑے کے اندر بنی ہوئی ہو یا دیوار پر بنائی گئی ہو۔ ایک قوم کا یہی خیال ہے لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت اس تاویل کو باطل قرار دیتی ہے اور ہر قسم کی تصویر کی حرمت کا پتہ دیتی ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جب تصویر کی ہیئت بدل دی جائے مثلا اس کا سر نہ بنایا جائے تو اس کا حکم درخت کے تنے جیسا ہے یا اس کے ٹکڑے جدا جدا ہوں اور وہ ایک مکمل تصویر نہ رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۳۱۲۱) أخرجه البخاري: ۵۹۵۸، ومسلم: ۲۱۰۶

(٣١٢٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ جِبْرِيلَ جَاءَ، فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعَرَفَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَهُ، فَقَالَ: ((ادْخُلْ)) فَقَالَ: إِنَّ فِي الْبَيْتِ سِتْرًا فِي الْحَائِطِ فِيهِ تَمَاثِيلُ، فَاقْطَعُوا رُءُوسَهَا، وَاجْعَلُوهُ بُسُطًا وَوَسَائِدَ، فَأَوْطِئُوهُ، فَإِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ تَمَاثِيلُ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سیدنا جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آواز پہچان کر فرمایا: ''اندر تشریف لائیے۔'' تو انہوں نے کہا: گھر کی ایک دیوار پر پردہ آویزاں ہے جس میں تصویریں ہیں، ان تصویروں کے سر کاٹ ڈالو اور اس کپڑے کے بچھونے اور تکیے بنا لو اور انہیں خوب روندو، اس لیے کہ ہم ایسے گھروں میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں اور مورتیاں ہوں۔

شرح: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَتَانِي جِبْرِيلُ، فَقَالَ: إِنِّي أَتَيْتُكَ الْبَارِحَةَ، فَلَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَكُونَ دَخَلْتُ، إِلا أَنَّهُ كَانَ عَلَى الْبَابِ تَمَاثِيلُ، وَفِي الْبَيْتِ قِرَامُ سِتْرٍ فِيهِ تَمَاثِيلُ، وَكَانَ فِي الْبَيْتِ كَلْبٌ، فَمُرْ بِرَأْسِ التَّمَاثِيلِ يُقْطَعُ فَيَصِيرُ كَهَيْئَةِ الشَّجَرَةِ، وَمُرْ بِالسِّتْرِ، فَلْيُقْطَعْ، فَلْيُجْعَلْ مِنْهُ وِسَادَتَانِ مَنْبُوذَتَانِ تُوطَآنِ، وَمُرْ بِالْكَلْبِ فَلْيَخْرُجْ۔)) فَفَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ ......''میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے، انہوں نے بتایا کہ گزشتہ رات میں آیا تھا لیکن آپ کے پاس اس لیے نہ آیا کہ دروازے پر ذی روح کی تصاویر تھیں اور آپ کے گھر میں باریک پردہ تھا جس پر ذی روح کی تصاویر تھیں نیز گھر میں کتا بھی موجود تھا۔ آپ گھر کے دروازے پر موجود تصویروں کے سروں کے بارے میں حکم دیں کہ انہیں کاٹ دیا جائے تاکہ وہ درخت کی مانند ہو جائیں اور پردے کی چادر کے متعلق حکم دیں کہ اسے اتار دیا جائے، اس کے دو تکیے بنا لیں جنہیں روندا جائے اور پھینکا جائے اور کتے کے بارے میں حکم دیں کہ اسے نکال دیا جائے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔

(صحیح، ابوداود: ٤١٥٨، ترمذی: ٢٨٠٦)

اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اگر تصویر کا سر کاٹ دیا جائے تو اس کا حکم تصویر کا نہیں رہتا اور اس کپڑے وغیرہ کا استعمال جائز ہو جاتا ہے۔

(٣١٢٢) اسناده صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٨٠٨٥

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس نصرانی شخص سے کہا تھا جس نے شام کے علاقے میں ان کی ضیافت کی اور انہیں مدعو کیا کہ ہم تمہارے گرجا گھروں میں داخل نہیں ہوتے اور اس کی وجہ ان میں پائی جانے والی تصاویر ہیں۔

(سنن بیهقی: ٧/ ٢٦٨)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: بچوں کے کھیلنے کی گڑیاں مستثنیٰ ہیں اور ان کے استعمال میں رخصت ہے (یہ تب ہے جب ان کے خدوخال واضح نہ ہوں۔ آج کل ایسی گڑیاں بنائی جاتی ہیں جن کے نین نقشے خوب واضح، جاذب اور حددرجہ قاتلِ ایمان اور زہدشکن ہوتے ہیں۔ ان سے احتراز ضروری ہے۔ یہ پُرفتن دور ہے اور ایمان وتقوی کی حفاظت بہت ضروری ہے۔ (ع،س)

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةٍ، وَفِي سَهْوَتِهَا سِتْرٌ، فَهَبَّتْ رِيحٌ، فَكَشَفَتْ نَاحِيَةَ السِّتْرِ عَنْ بَنَاتٍ لِعَائِشَةَ لُعَبٍ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا يَا عَائِشَةُ؟)) قَالَتْ: بَنَاتِي، وَرَأَى بَيْنَهُنَّ فَرَسًا لَهُ جِنَاحَانِ مِنْ رِقَاعٍ، فَقَالَ: ((مَا هٰذَا وَسَطَهُنَّ؟)) قَالَتْ: فَرَسٌ، قَالَ: ((وَمَا هٰذَا الَّذِي عَلَيْهِ؟)) قَالَتْ: جِنَاحَانِ، قَالَ: ((فَرَسٌ لَهُ جِنَاحَانِ؟)) قَالَتْ: أَمَا سَمِعْتَ أَنَّ لِسُلَيْمَانَ خَيْلًا لَهَا أَجْنِحَةٌ؟ قَالَتْ: فَضَحِكَ۔ ......

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس پلٹے، ایک الماری کے اوپر انہوں نے پردہ ڈالا ہوا تھا، تیز ہوا چلی تو پردہ سرک گیا تو پیچھے پڑیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی گڑیاں نظر آنے لگیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ”اے عائشہ! یہ کیا ہے؟“ انہوں نے کہا: میری گڑیاں ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک گتے اور کاغذ کا بنا ہوا دو پروں والا گھوڑا دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”ان کے درمیان میں یہ کیا کھڑا ہے؟“ انہوں نے کہا: گھوڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ”اس کے اوپر کیا ہے؟“ انہوں نے کہا: دو پر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: ”گھوڑے کے بھی کبھی پر ہوتے ہیں؟“ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ نے سنا نہیں کہ سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس پر آپ ہنس دیے۔

(صحیح، ابوداود: ٤٩٣٢)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: درختوں، پھولوں اور جڑی بوٹیوں کی تصاویر بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے تصاویر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: تو درختوں اور ہر اس چیز کی تصویریں بنا جس میں روح نہیں۔ (پہاڑ، دریا اور مرغزار وغیرہ)۔

امام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: رنگ دار، نقش ونگار سے آراستہ پردوں سے دیواروں کو ڈھانپنا ناپسندیدہ ہے۔ نیز ان پر پینٹنگ کرنا مکروہ ہے۔ اس کی دلیل سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت ہے، بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگ میں تشریف لے گئے۔ میں نے ایک چادر دروازے پر بطور پردہ لٹکا دی۔ جب آپ تشریف لائے، آپ نے چادر دیکھی تو

میں آپ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات بھانپ گئی، آپ نے اسے کھینچ کر پھاڑ ڈالا یا کاٹ دیا اور فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمُرْنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّينَ۔)) ......''اللہ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم پتھروں اور مٹی کو لباس پہنائیں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہم نے اس کپڑے کے دو تکیے بنا لیے اور میں نے ان میں کھجور کی چھال بھر دی۔ پھر آپ نے اس کو برا نہ جانا۔ (صحيح مسلم: ٢١٠٧)

جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ ان کی بہو صفیہ زوجہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے گھر میں پردہ لٹکایا ہوا ہے یا اس قسم کی کوئی اور چیز جو انہیں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ہدیتاً دی ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس پردے کو پھاڑنے اور اتار پھینکنے کے ارادے سے چل دیے، گھر والوں کو اس کی خبر مل گئی۔ چنانچہ انہوں نے حضرت کی آمد سے قبل ہی اس کو اتار دیا۔

مروی ہے کہ صفوان بن امیہ نے شادی کی تو دعوت پر انہوں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے گھر بلا بھیجا، ان کے گھر میں منقش چمڑے کے پردے لٹک رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر تم منقش چمڑے کی بجائے ٹاٹ کا کپڑا استعمال کرتے تو اس میں گردوغبار زیادہ جذب ہو جاتا۔

(48)......بَابُ الْأُرْجُوحَةِ

جھولا جھولنا

(٣١٢٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِي الْمَغْرَاءِ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: تَزَوَّجَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا بِنْتُ سِتِّ سِنِينَ، فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ، فَنَزَلْنَا فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ خَزْرَجٍ، فَوُعِكْتُ، فَتَمَرَّقَ شَعْرِي، فَوَفَى جُمَيْمَةً، فَأَتَتْنِي أُمِّي، أُمُّ رُومَانَ، وَإِنِّي لَفِي أُرْجُوحَةٍ وَمَعِي صَوَاحِبُ لِي، فَصَرَخَتْ بِي، فَأَتَيْتُهَا، مَا أَدْرِي مَا تُرِيدُ مِنِّي، فَأَخَذَتْ بِيَدِي حَتَّى أَوْقَفَتْنِي عَلَى بَابِ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرا نکاح ہوا تو میری عمر چھ سال تھی، پھر ہم مدینہ آئے اور بنی حارث بن خزرج کے یہاں قیام کیا، یہاں آکر مجھے بخار چڑھا اور اس کی وجہ سے میرے بال گرنے لگے، پھر مونڈھوں تک خوب بال ہو گئے، پھر ایک دن میری والدہ ام رومان رضی اللہ عنہا آئیں، اس وقت میں اپنی چند سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی، انہوں نے مجھے پکارا تو میں حاضر ہو گئی، مجھے کچھ معلوم نہیں تھا کہ میرے

(٣١٢٣) أخرجه البخاري: ٣٨٩٤، ومسلم: ١٤٢٢

الـدَّارِ ، وَإِنِّـى لأنْهَـجُ حَتَّـى سَـكَـنَ بَعْضُ نَـفَسِى ، ثُمَّ أَخَذَتْ شَيْئًا مِنْ مَاءٍ ، فَمَسَحَتْ بِـه وَجْهِـى ، وَرَأْسِـى ، ثُمَّ أَدْخَلَتْنِى الدَّارَ ، فَإِذَا نِسْوَةٌ مِـنَ الأَنْـصَـارِ فِى الْبَيْتِ ، فَقُلْنَ: عَـلَـى الْـخَيْـرِ وَالْبَرَكَةِ ، وَعلَى خَيْرِ طَائِرٍ ، فَأَسْلَمَتْنِى إِلَيْهِنَّ ، فَأَصْلَحْنَ مِنْ شَأْنِى ، فَلَمْ يَرُعْنِى إلا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضُـحًـى ، فَـأَسْلَمَتْنِى إِلَيْهِ ، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ بِنْتُ تِسْعِ سِنِينَ۔

ساتھ ان کا کیا ارادہ ہے، آخر انہوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھر کے دروازے کے پاس کھڑا کر دیا اور میرا سانس پھولا جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر میں جب مجھے کچھ سکون ہوا تو انہوں نے تھوڑا سا پانی لے کر میرے منہ اور سر پر پھیرا۔ پھر گھر کے اندر مجھے لے گئیں اور وہاں انصار کی چند عورتیں موجود تھیں جنہوں نے مجھے دیکھ کر دعا دی کہ خیر وبرکت اور اچھا نصیب لے کر آئی ہو، میری ماں نے مجھے ان کے حوالے کر دیا اور انہوں نے میری آرائش کی، اس کے بعد دن چڑھے اچانک رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور عورتوں نے مجھے آپ کے سپرد کر دیا، میری عمر اس وقت نو سال تھی۔

شرح: ((وعكتُ)) ''مجھے بخار چڑھ گیا۔'' (الوعك) ''بخار۔'' ((فَتَـمَرَّقَ شَعْرِى)) ''بیماری کی وجہ سے میرے بال جھڑ گئے۔'' یاد رہے کہ لفظ ''تحرط'' کے بھی یہی معنی ہیں۔

((فَوَفَى)) ''خوب بال اُگے۔'' ((جُمَيْمَةً)) یہ لفظ (جمة) کی تصغیر ہے ''مونڈھوں تک۔'' ((لأنْهَجُ)) ''میرا سانس پھولا ہوا تھا۔'' (فَـلَـمْ يَـرُعْـنِى) ''اچانک آ گئے۔'' پورا معنی یوں ہے کہ پھر کسی چیز نے خوف نہیں دلایا سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ آپ اچانک آ گئے۔ یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی چیز کے آنے کی توقع نہ ہو اور وہ اچانک آ جائے۔

(35)......كِتَابُ الطِّبِّ وَالرُّقٰى

بیماریوں کا ادویہ اور دم وغیرہ کے ساتھ علاج کرنا

(1)......بَابُ الدَّوَاءِ

دوا استعمال کرنا

(٣١٢٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ أَبِي حُسَيْنٍ، حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ دَاءً إِلا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نازل نہیں کی جس کا علاج نازل نہ کیا ہو۔''

(٣١٢٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلاقَةَ......

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ شَرِيكٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَائَتِ الأَعْرَابُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَعَلَيْنَا حَرَجٌ فِي كَذَا وَكَذَا؟ قَالَ: ((عِبَادَ اللّٰهِ وَضَعَ اللّٰهُ الْحَرَجَ إِلا مَنِ اقْتَرَضَ امْرَأً مُسْلِمًا، فَذَلِكَ الَّذِي هَلَكَ، وَحَرَجَ)) قَالُوا:

سیدنا اسامہ بن شریک ثعلبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں موجود تھا جب ہر طرف سے اعرابی آ موجود ہوئے اور سوالات کرنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! کیا فلاں کام کرنے میں ہم پر گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ نے حرج وتنگی کو دور کر دیا ہے مگر جس نے اپنے بھائی کی عزت میں سے

(٣١٢٤) أخرجه البخاري: ٥٦٧٨

(٣١٢٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣٨٥٥، والترمذي: ٢٠٣٨، وابن ماجه: ٣٤٣٦

يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَفَنَتَدَاوَى؟ قَالَ: ((نَعَمْ، يَا عِبَادَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَنْزِلْ، أَوْ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلا أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً، غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ: الْهَرَمِ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا خَيْرُ مَا أُعْطِيَ الإِنْسَانُ، أَوِ الْمُسْلِمُ؟ قَالَ: ((الْخُلُقُ الْحَسَنُ۔))

ایک حصہ کاٹ لیا، یہی ہے جو ہلاک ہو گیا اور جس نے گناہ کیا۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا ہم شفا کے لیے دوا استعمال کریں؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اے اللہ کے بندو! اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو بیماری بھی نازل کی ہے یا بنائی ہے مگر اس کی شفا کے لیے دوا بھی اتاری ہے، سوائے ایک بیماری کے یعنی بڑھاپے کے۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! بندے کو سب سے بہتر چیز کیا عطا ہوئی ہے یا مسلمان کو کیا چیز عطا ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اچھا اخلاق۔''

شرح: (إِلا مَنِ اقْتَرَضَ امْرَأً مُسْلِمًا) ''جس نے کسی مسلمان کی عزت پامال کی۔'' اس کے متعلق غیبت کی، بدگوئی کا مرتکب ہوا۔ لفظ قرض کا لغوی معنی ہے کاٹنا۔ یعنی اس کی عزت کاٹ پھینکی۔

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے: (اِنْ قَارَضْتَ النَّاسَ قَارَضُوْكَ) ''اگر تو لوگوں کو گالیاں دے گا تو لوگ بھی تجھے گالیاں دیں گے، اگر تو ان کی ہتک عزت کا سبب بنے گا تو لوگ بھی گریز نہیں کریں گے۔''

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ الدَّاءَ وَالدَّوَاءَ، وَجَعَلَ لِكُلِّ دَاءٍ دَوَاءً، فَتَدَاوَوْا، وَلا تَتَدَاوَوْا بِحَرَامٍ۔)) ......''اللہ تعالیٰ نے بیماری اور اس کا علاج اتارا ہے اور ہر بیماری کا علاج موجود ہے پس تم علاج کراؤ البتہ حرام چیز کے ساتھ علاج نہ کراؤ۔'' (ضعيف، ابوداود: ٣٨٧٤)

اہل علم کا اس مسئلہ کے متعلق اختلاف ہے کہ کیا نجس چیز کے ساتھ علاج کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ کثیر اہل علم نے بغرض علاج نجس چیز کے استعمال کو جائز قرار دیا ہے ماسوائے شراب کے۔ ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عرینہ کے چند افراد کے لیے اونٹوں کا پیشاب بطور علاج، دوا کے طور پر تجویز فرمایا تھا۔ (جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے) رہی شراب، تو اکثر اہل علم نے اس سے علاج معالجے کو حرام قرار دیا ہے۔ ان کے پیش نظر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان اقدس ہے: ((إِنَّهَا لَيْسَتْ بِدَوَاءٍ، وَلَكِنَّهَا دَاءٌ۔)) ......''یہ دوا نہیں بلکہ بیماری ہے۔''

(صحيح مسلم: ١٩٨٤)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام دوا کے استعمال سے منع فرمایا ہے۔

(صحيح، ابوداود: ٣٨٧٠، ترمذی: ٢٠٤٥)

علمائے کرام نے اس حدیث مبارکہ کے مختلف معانی ومطالب بیان کیے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ خبیث دوائی سے

مراد حرام چیز کے اجزاء سے بنی ہوئی دوا ہے مثلاً کسی دوائی کا اہم جزو شراب ہو یا ایسے جانور کے گوشت سے تیار کردہ ہو جس جانور کا گوشت کھانا شرعاً ناجائز اور حرام ہو تو ایسی چیز سے علاج جائز نہیں الا یہ کہ حدیث میں اس کی تخصیص کر دی گئی ہو جیسے اونٹوں کے پیشاب کے استعمال کا معاملہ ہے۔

بعض کے نزدیک خبیث سے مراد ایسی دوائی ہے جو بدمزہ اور ترش ہو نیز جس کا استعمال انتہائی ناگوار ہو۔ اس کے استعمال کو اس لیے ناپسند نہیں فرمایا کہ طبائع ان سے وحشت اور نفرت محسوس کرتی ہیں اور ان کا کھانا انتہائی دوبھر ہوتا ہے البتہ بعض ادویہ بعض کی نسبت کم ناگواری کا سبب ہوتی ہیں۔ آپ کا مقصد یہ ہے کہ مسلم اطباء کو اچھی، عمدہ اور خوش ذائقہ پھر راحت بخش ادویات بنانی چاہییں اور اس پر پوری محنت اور ہمت صرف کرنی چاہیے۔

جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک خاتون آئی اور کہنے لگی کہ میری بیٹی کو برسام کا مرض لگ گیا ہے جس سے اس کے بال جھڑنے لگے ہیں اور مجھے کسی نے بتایا ہے کہ شراب سے سر دھوؤں تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنی بیٹی کے بالوں کے معاملے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر اور ایسا نہ کر۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی بابت بھی مروی ہے کہ انہوں نے اس سے منع کیا تھا۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ آپ چوپائے کی زخمی پشت کا علاج شراب سے کرنے کو اچھا نہیں جانتے تھے۔ اس بات کو جناب حکم، حماد اور ابراہیم رحمہ اللہ علیہم ناپسند جانتے تھے، نیز یہ بزرگ اس بات کو ناپسند جانتے تھے کہ جانوروں کو شراب پلائی جائے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بھی اس طرز عمل سے منع کیا کرتے تھے۔ جناب ابن سیرین رحمہ اللہ سے تریاق کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تریاق پلانے کا حکم دیا تھا، اگر انہیں تریاق کے اجزائے ترکیبی کا علم ہو جاتا تو اس کے استعمال کا حکم نہ دیتے۔

جناب ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ ایسے تریاق کا استعمال اچھا نہیں جانتے تھے جس میں بچھو وغیرہ کے اجزاء شامل ہوں۔

جناب حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ کیا ڈسے ہوئے شخص کو تریاق پلایا جا سکتا ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں کہ تریاق کس چیز سے بنایا جاتا ہے۔ انہیں بتایا گیا کہ چھپکلی سے تیار کیا جاتا ہے۔ تو اس پر انہوں نے کہا: جو چیز چھپکلی سے تیار ہوتی ہو اس کے قریب بھی نہ جانا۔

امام شعبی اور مکحول رحمہما اللہ بوقت ضرورت تریاق کے استعمال میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔

(2)......بَابُ الشُّوْنِيْزِ
کلونجی

(٣١٢٦)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ ،

(٣١٢٦) أخرجه البخاري: ٥٦٨٨، ومسلم: ٢٢١٥

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ دَاءٍ إِلا فِي الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ مِنْهُ شِفَاءٌ، إِلا السَّامَ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سام کے علاوہ ہر بیماری کا علاج کالے دانے میں ہے۔'' سام کا مطلب موت ہے۔

(۳۱۲۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ لِلشُّونِيزِ: ((عَلَيْكُم بِهَذِهِ الْحَبَّةِ السَّوْدَاءِ، فَإِنَّ فِيهَا شِفَاءً مِنْ كُلِّ شَيْءٍ، إِلا السَّامَ.)) يُرِيدُ الْمَوْتَ.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ کلونجی کے متعلق فرما رہے تھے: ''اس کالے دانے کو اختیار کرو، اس میں موت کے علاوہ ہر مرض کی شفا ہے۔''

شرح ((اَلسَّام)) ''موت۔''

سیدنا غالب بن ابجر رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو جناب ابن ابی عتیق رحمہ اللہ (عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر) ان کی بیمار پرسی کے لیے آئے تو ان سے کہا: تم یہ کالا دانہ (کلونجی) استعمال کرو۔ اس کے پانچ سات دانے لے کر پیس لو، پھر زیتون کے تیل میں ملا کر ناک میں چند قطرے اس طرف اور چند قطرے اس طرف نتھنوں میں ڈالو، کیونکہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ((إِنَّ هَذِهِ الْحَبَّةَ السَّوْدَاءَ شِفَاءٌ مِنْ كُلِّ دَاءٍ، إِلا مِنَ السَّامِ.)) ...... ''یہ کالا دانہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے، ما سوائے موت کے۔''

(صحیح بخاری: ۵۶۸۷)

سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کلونجی کے اکیس دانے لیتے اور انہیں ایک پوٹلی میں ہر روز باندھ کر پانی میں بھگو دیتے، پھر اس پانی کے دو قطرے دائیں نتھنے میں اور ایک قطرہ بائیں میں ٹپکا دیتے، اگلے روز بائیں نتھنے میں دو قطرے اور دائیں میں ایک قطرہ ڈالتے اور اس سے اگلے روز پھر دائیں نتھنے میں دو قطرے جبکہ دائیں میں ایک قطرہ ڈالتے۔ بیان کرنے والے سے پوچھا گیا: کیا کالے دانے سے سبز دانہ کلونجی ہی مراد ہے؟ کیونکہ اہل عرب کالے رنگ کو سبز رنگ سے اور سبز رنگ کو کالے رنگ سے تعبیر کرتے رہتے ہیں۔

(۳۱۲۷) أخرجه البخاري: ۵۶۸۸، ومسلم: ۲۲۱۵

(3)......بَابُ الْمُدَاوَاةِ بِالْعَسَلِ

شہد سے علاج کرنا

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: شفا دو چیزوں میں ہے، شہد میں اور قرآن میں۔ قرآن سینے کی بیماریوں کے لیے شفا ہے اور شہد لوگوں کے لیے باعث شفا ہے۔ (صحیح، ابن ماجہ: ۳۴۵۲)

(۳۱۲۸)۔أنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْغَسِيلِ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ......

قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((إِنْ كَانَ فِي شَيْءٍ مِنْ أَدْوِيَتِكُمْ خَيْرٌ، فَفِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ لَذْعَةٍ بِنَارٍ يُوَافِقُ الدَّاءَ، وَمَا أُحِبُّ أَنْ أَكْتَوِيَ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''اگر تمہاری دواؤں میں سے کسی میں خیر کا پہلو ہے تو وہ سینگی لگوانے، شہد پینے اور گرم لوہے کے ساتھ داغنے میں ہے۔ ایسا داغنا جو مرض کے موافق ہو اور میں داغ لگوانے کو پسند نہیں کرتا۔''

(۳۱۲۹)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيمِ، أَخْبَرَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ أَبُو الْحَارِثِ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ، عَنْ سَالِمٍ الأَفْطَسِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الشِّفَاءُ فِي ثَلَاثَةٍ: فِي شَرْطَةِ مِحْجَمٍ، أَوْ شَرْبَةِ عَسَلٍ، أَوْ كَيَّةٍ بِنَارٍ، وَأَنَا أَنْهَى أُمَّتِي عَنِ الْكَيِّ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تین چیزوں میں شفا ہے، پچھنے لگوانے، شہد پینے یا گرم لوہے کے ساتھ داغنے میں (نیز فرمایا:) میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: داغنے کے متعلق حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داغنے سے منع فرمایا لیکن ہم اس میں مبتلا ہوئے ہم نے خود کو داغا، نہ ہمیں فائدہ ہوا اور نہ ہم کامیاب ہی ہوئے۔ (صحیح، ابوداود: ۳۸۶۵، ترمذی: ۲۰۴۹، ابن ماجہ: ۳۴۹۰)

فائدہ: عرب میں بعض بیماریوں کا علاج اس طرح بھی کیا جاتا تھا کہ لوہے کی کوئی چیز آگ میں گرم کرتے حتی کہ

(۳۱۲۸) أخرجه البخاري: ۵۶۸۳، ومسلم: ۲۲۰۵

(۳۱۲۹) أخرجه البخاري: ۵۶۸۰

وہ سرخ ہو جاتی پھر وہ گرم لوہا جسم کے بیماری والے حصے پر لگایا جاتا، جس سے بیماری کے بعض اثرات کا ازالہ ہو جاتا۔ اسے داغنا کہتے ہیں۔ (ع،س)

(۳۱۳۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: جَاءَ نَفَرٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ صَاحِبًا لَنَا اشْتَكَى، أَفَنَكْوِيهِ؟ قَالَ: فَسَكَتَ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ: ((إِنْ شِئْتُمْ فَاكْوُوهُ، وَإِنْ شِئْتُمْ فَارْضِفُوهُ، يَعْنِي بِالْحِجَارَةِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارا ایک ساتھی مریض ہے کیا ہم اسے داغ دیں؟ راوی نے کہا: آپ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا: ''اگر تم اسے مناسب سمجھتے ہو تو اسے داغ دو اور اگر مناسب جانو تو اسے صرف گرم پتھروں سے ٹکور کرو۔''

تشریح: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو تیر کے ایک زخم کی بنا پر ایک تیر گرم کر کے داغا۔ لیکن وہ زخم پھر سوج گیا تو آپ نے اسے دوسری مرتبہ داغا۔

(صحیح مسلم: ۲۲۰۸)

((المشقص)) ''اس تیر کے پیکان (انّی) کو کہتے ہیں جو طویل ہو اور زیادہ چوڑا نہ ہو اور اگر چوڑا ہو تو اس کے سرے کی اگلی نوک کو ''معبلة'' کہتے ہیں۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ احزاب میں سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی رگِ اکحل میں تیر لگ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف ایک طبیب بھیجا جس نے اس کی ایک رگ کاٹ کر اسے داغ دیا۔ (صحیح مسلم: ۲۲۰۷)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کو سرخ بادہ بیماری کا علاج کرتے ہوئے داغا۔ (صحیح، ترمذی: ۲۰۵۰)

مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد رضی اللہ عنہ کو ذُبح بیماری کی بنا پر حلق میں داغا۔

فائدہ: (ذُبح) ذال کی پیش اور با کی زبر یا سکون سے ہے۔ یہ گلے میں ہونے والا ایک درد یا زخم ہے جس کے مریض کے بچنے کی امید بہت کم ہوتی ہے۔ (ع،س)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ذات الجنب (نمونیا) کی بنا پر داغا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ تھے

(۳۱۳۰) حديث صحيح ...... أخرجه احمد: ۴۰۲۱، و عبد الرزاق فی ''مصنفه'': ۱۹۵۱۷

اور میرے علاج کے موقعہ پر سیدنا ابوطلحہ، سیدنا انس بن نضر اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین موجود تھے اور سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ہی تو مجھے داغا تھا۔ (صحیح بخاری: ۵۷۱۹، ۵۷۲۰، ۵۷۲۱)

مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے واقد کو لقوہ کی بنا پر کان کی جڑ میں داغا تھا۔

امام سلیمان الخطابی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: داغنا من جملہ ان علاج معالجہ کی کیفیتوں میں شمار ہوتا ہے جن کی شریعت اسلامیہ کی طرف سے اجازت ہے۔ بعض احادیث میں جو داغنے کی ممانعت کا تذکرہ ہے تو وہ شاید اس لیے ہے کہ لوگ داغنے کے متعلق غلو آمیز نظریات وعقاید رکھنے لگے تھے اور اس کو موثر بالذات سمجھنے لگے تھے کہ اس سے ہی بیماری جاتی ہے اور اگر یہ طریقہ علاج اختیار نہ کیا جائے تو مریض ضرور ہی مر جاتا اور موت کے گھاٹ اتر جاتا ہے اور ان کے ہاں یہ بات شہرت اختیار کر چکی تھی کہ موت سے بچاؤ کا آخری چارہ داغنا ہے۔ اس ذہن کو ختم کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طریقہ علاج سے منع فرما دیا کیونکہ شفا تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

اگر ایسا ذہن نہ ہو تو بطور علاج اس طریقہ کو بھی اختیار کیا جا سکتا ہے جیسے دیگر جائز طریقہ ہائے علاج بروئے کار لائے جا سکتے ہیں کیونکہ حصول شفا اور صحت یابی کا یہ بھی ایک ذریعہ ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کے منع کرنے کی وجہ بیماری سے قبل بطور احتیاطی تدابیر کے داغنے پھرنے سے ہو کیونکہ یہ طریقہ علاج بہرحال خطرناک ہے۔ اس لیے جہاں تک ممکن ہو سکے داغنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ جب کوئی چارہ نہ رہے تو پھر یہ علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔ ویسے یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عمران رضی اللہ عنہ کو خاص طور پر اس طریقہ علاج سے منع کیا ہو کیونکہ آپ جانتے تھے کہ عمران کی بیماری کا علاج داغنے میں نہیں ہے۔ اس لیے آپ نے انہیں منع کر دیا۔ آپ سیدنا عمران رضی اللہ عنہ کے الفاظ پر غور کریں کہ (فَمَا اَفْلَحْنَا) ''کہ ہمیں کچھ فائدہ نہ ہوا۔'' دراصل انہیں بواسیر تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کا تعلق شاید اسی خاص جگہ اور محل کے ساتھ تھا نہ کہ عمومی حالات کے ساتھ تھا۔ اگر علاج میں مریض کی جان جانے کا اندیشہ ہو تو اس علاج سے باز ہی رہنا چاہیے اور داغنا بعض اعضائے جسم پر نہایت پرخطر ہے، خون نہ رکنے کی صورت میں مریض کے مرجانے کا خطرہ ہوتا ہے جبکہ بعض اعضاء کے لحاظ سے اتنا خطرناک نہیں ہے۔ ممکن ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کا تعلق ایسے اعضائے جسم سے ہو جن پر داغنے سے مریض کی جان جانے کا خطرہ ہو، واللہ اعلم۔ مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے لقوہ کی بنا پر داغا اور بچھوڈسنے کا دم کیا۔

(۳۱۳۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ......

(۳۱۳۱) أخرجه البخاري: ۵۷۱۶، ومسلم: ۲۲۱۷

عَـنْ أَبِی سَعِيدٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِیِّ، فَـقَالَ: إِنَّ أَخِی اسْتَطْلَقَ بَطْنُهُ؟ فَقَالَ: ((اسْقِهِ عَسَـلا)) فَسَقَاهُ، فَقَالَ: ((سَقَيْتُهُ)) فَلَمْ يَزِدْهُ إِلا اسْتِطْلاقًا، فَقَالَ: ((صَدَقَ اللّٰهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ۔))

سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ میرے بھائی کو پیچش آ رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے شہد پلاؤ۔'' اس نے پلایا اور پھر واپس آ کر کہا: میں نے اسے شہد پلایا ہے لیکن اس کے دستوں میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے اس پر فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے۔''

تشریح: ایک روایت میں ہے: اس نے شہد پلایا اور پھر واپس آ کر کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اسے شہد پلایا ہے لیکن اس کے پیچس تو مزید بڑھ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ((اسْقِهِ عَسَلا۔)) ...... ''اپنے بھائی کو مزید شہد پلا۔'' چنانچہ اس نے اپنے بھائی کو شہد پلایا، پھر آیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! میں نے اپنے بھائی کو شہد پلایا ہے۔ اس سے تو مزید اسہال آنے لگے ہیں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((صَـدَقَ الـلّٰـهُ، وَكَذَبَ بَطْنُ أَخِيكَ، اسْقِهِ عَسَلا۔)) ......''اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے اور تمہارے بھائی کا پیٹ جھوٹا ہے، اس کو مزید شہد پلاؤ۔'' چنانچہ اس نے مزید شہد پلایا اور مریض صحت یاب ہو گیا۔ (صحيح بخاری: ٥٦٨٤، صحيح مسلم: ٢٢١٧)

جناب نافع رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی زخم لگ جاتا یا پھوڑا نکل آتا تو اس پر شہد پر لگایا کرتے تھے۔

(4)......بَابُ الْحِجَامَةِ
سینگی لگوانا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو طیبہ رضی اللہ عنہ سے سینگی لگوائی اور انہیں ایک صاع کھجوریں دینے کا حکم فرمایا۔ (صحيح بخاری: ٢١٠٢، صحيح مسلم: ١٥٧٧)

(٣١٣٢)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِی شُـرَيْـحٍ، أَخْبَـرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِیُّ، حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ بْنِ مُصَرِّفٍ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَـنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ خَيْرَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ سینگی لگوانا ہے۔''

(٣١٣٢) أخرجه البخاری: ٥٦٩٦، ومسلم: ١٥٧٧

شرح سیدہ سلمٰی رضی اللہ عنہا کی خادمہ بیان کرتی ہیں کہ اگر کوئی شخص رسول اللہ ﷺ سے سر درد کی شکایت کرتا تو آپ اسے فرماتے: ''سینگی لگواؤ'' اور جو شخص پاؤں میں درد کی شکایت کرتا تو آپ اسے فرماتے: ''پاؤں پر مہندی لگاؤ۔''

(حسن، ابوداود: ۳۸۵۸)

اسی سند سے مروی ہے سیدہ سلمٰی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ کو جب بھی کوئی زخم یا چوٹ وغیرہ لگتی تو آپ مجھے وہاں مہندی لگانے کا حکم دیتے۔ (صحیح، ترمذی: ۲۰۵٤)

مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سر درد کی بنا پر سر پر مہندی کا لیپ کیا تھا۔

فائدہ: اس روایت کی سند میں عبید اللہ بن علی بن ابو رافع راوی قابل حجت نہیں۔ (میزان الاعتدال: ۳/ ۴۱) مرد کے لیے رنگ دار خوشبو منع ہے تاہم بغرض علاج اس کا استعمال درست ہے۔ (ع،س)

(۳۱۳۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْقُدُّوسِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْعَطَّارُ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، وَجَرِيرٌ، حَدَّثَنَا حَازِمٌ، قَالَا: نَا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْتَجِمُ فِي الْأَخْدَعَيْنِ وَالْكَاهِلِ، وَكَانَ يَحْتَجِمُ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گردن کی رگوں پر اور دونوں کندھوں کے درمیان سینگی لگواتے اور آپ چاند کی سترہ، انیس یا اکیس تاریخ کو سینگی لگواتے تھے۔

شرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے موچ کی بنا پر اپنے کولہے پر سینگی لگوائی۔

(صحیح، ابوداود: ۳۸۶۳)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گردن کی رگوں پر اور دونوں کندھوں کے درمیان سینگی لگوائی۔ (صحیح، ابوداود: ۳۸۶۰، ابن ماجہ: ۳٤۸۳ عن انس)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے راویت ہے کہ سیدنا ابو ہند نے نبی کریم ﷺ کے سر کے اوپر کے حصے پر سینگی لگائی۔

(حسن، ابوداود: ۲۱۰۲)

(5)......بَابُ وَقْتِ اسْتِحْبَابِ الْحِجَامَةِ
کن دنوں میں سینگی لگوانا پسندیدہ ہے

(۳۱۳٤)۔أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ

(۳۱۳۳) صحيح......أخرجه ابوداود: ۳۸٦۰، والترمذی: ۲۰۵۱، وابن ماجه: ۳٤۸۳

(۳۱۳٤) ضعيف ......أخرجه الترمذی: ۲۰۵۳

مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ ح أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَلِيٍّ الْكُرْكَانِيُّ الطُّوسِيُّ، بِهَا، حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّعْبِيُّ، حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ مَنْصُورٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَحِبُّ الْحِجَامَةَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ چاند کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو سینگی لگانا مستحب جانتے تھے۔

شرح سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ احْتَجَمَ لِسَبْعَ عَشْرَةَ، وَتِسْعَ عَشْرَةَ، وَإِحْدَى وَعِشْرِينَ، كَانَ شِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ۔)) ......''جس نے چاند کی سترہ، انیس اور اکیس تاریخ کو سینگی لگوائی وہ ہر بیماری سے بچالیا گیا۔'' (حسن، ابوداود: ٣٨٦١)

سیدہ کبشہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے والد محترم اپنے اہل خانہ کو منگل کے روز سینگی لگوانے سے منع کرتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا کرتے تھے کہ منگل کا دن خون کی تیزی کا دن ہے اور اس دن میں ایسی گھڑی ہے جس میں خون بند نہیں ہوتا۔'' (ضعیف، ابوداود: ٣٨٦٢)

امام زہری رحمہ اللہ سے مرسل روایت کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ احْتَجَمَ يَوْمَ الأَرْبِعَاءِ، أَوْ يَوْمَ السَّبْتِ، فَأَصَابَهُ وَضَحٌ، فَلا يَلُومَنَّ إِلا نَفْسَهُ)) ...... جو شخص بدھ یا ہفتہ کے دن سینگی لگواتا ہے اور اسے برص کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے تو وہ اپنے آپ ہی کو ملامت کرے۔''

امام زہری رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنِ احْتَجَمَ، أَوِ اطَّلَى يَوْمَ السَّبْتِ، أَوِ الأَرْبِعَاءِ، فَلا يَلُومَنَّ إِلا نَفْسَهُ فِي الْوَضَحِ۔)) ......''جو شخص ہفتہ یا بدھ کے روز سینگی لگواتا ہے یا لیپ کرتا ہے تو وہ برص کی بیماری میں مبتلا ہونے کی صورت میں صرف اپنے آپ کو ہی ملامت کرے۔''

اہل علم کی ایک جماعت نے پھوڑا چیرنے اور شگاف ڈال کر اس سے گندے مواد کو نکالنے کی اجازت دی ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے اس کی اجازت مروی ہے۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ نے اس کو ناپسند جانا ہے۔ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف ایک طبیب کو روانہ کیا جس نے ان کی ایک رگ کو کاٹ کر داغ دیا۔ (صحیح مسلم: ٢٢٠٧)

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص نے اپنی بیوی کی بیماری کا تذکرہ کیا کہ اس کی فلاں جگہ سے خون بہتا رہتا ہے۔ پاس بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا: اگر وہ میری بیوی ہوتی (اور پردے کا معاملہ آڑے نہ ہوتا) تو میں اس کی فلاں رگ کاٹ دیتا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: کس رگ کو کاٹ دیتا؟ اس شخص نے کہا: فلاں فلاں رگ

کو کاٹ کر (کچھ خون ٹپکا کر) پھر داغ دیا جائے تو بیماری جاتی رہے گی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے استفسار کیا کہ اس کے علاوہ کوئی اور طریقۂ علاج موجود نہیں؟ اس نے کہا: نہیں۔ تب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس عورت کو بڑی چادر میں چھپا دو اور بیماری والی جگہ کو ننگا کر دو تا کہ دوسرا شخص اس کا علاج کر سکے۔ چنانچہ اس نے علاج کیا اور وہ تندرست ہوگئی۔

جابر ابن زید سے ایک خاتون کے متعلق پوچھا گیا، جس کی ران ٹوٹ گئی تھی اور علاقہ بھر میں ٹوٹی ہوئی ہڈی کو باندھنے کے لیے کوئی خاتون میسر نہ تھی کہ کیا کیا جائے؟ انہوں نے فتویٰ دیا کہ کوئی مرد معالج اس عورت کی ران باندھ دے اور مطلوبہ جگہ کے علاوہ باقی جسم پردہ میں کر دیا جائے۔

جناب عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت کا سر پھٹ گیا ہے، کیا کِیا جائے؟ تو انہوں نے کہا: ڈوپٹے سے بقدرِ ضرورت کپڑا پھاڑ لیا جائے اور کسی مرد سے علاج کروا لیا جائے۔ خواتین کے علاج معالجہ کے سلسلہ میں اسی قسم کی باتیں جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی منقول ہیں۔ (جب کوئی عورت معالج دستیاب نہ ہو اور معاملہ سنگین ہو)

(6)......بَابُ تَبْرِيدِ الْحُمّٰى بِالْمَاءِ

بخار کی شدت کو پانی سے ختم کرنا

رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض وفات میں فرمایا: ((هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ أَوْكِيَتُهُنَّ۔))

''مجھ پر سات مشکیزے پانی کے بہاؤ جن کے بندھن نہ کھولے گئے ہوں۔'' (صحيح بخاری: ١٩٨، ٥٧١٤)

(٣١٣٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَحْيَى، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنِي أَبِي......

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْحُمَّى مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ، فَأَبْرِدُوهَا بِالْمَاءِ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بخار جہنم کی بھاپ کے اثر سے ہوتا ہے، اس لیے اسے پانی سے ٹھنڈا کر لیا کرو۔''

(٣١٣٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ......

عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ، أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ

فاطمہ بنت مُنذر بیان کرتی ہیں کہ سیدہ اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہ

(٣١٣٥) أخرجه البخاري: ٥٧٢٥، ومسلم: ٢٢١٠

(٣١٣٦) أخرجه البخاري: ٥٧٢٤، ومسلم: ٢٢١١

كَانَتْ إِذَا أُتِيَتْ بِالْمَرْأَةِ قَدْ حُمَّتْ ، دَعَتْ بِمَاءٍ صَبَّتْهُ بَيْنَهَا وَبَيْنَ جَنْبَيْهَا ، ثُمَّ قَالَتْ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُنَا أَنْ نُبَرِّدَهَا بِالْمَاءِ۔

کے پاس جب بخار میں مبتلا عورت لائی جاتی تو پانی منگوا کر اس کے گریبان اور پہلوؤں پر ڈالتیں، پھر بیان کرتیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم بخار کو پانی سے ٹھنڈا کیا کریں۔

(7)......بَابُ الْمُدَاوَاةِ بِالْعُودِ الْهِنْدِيِّ وَهُوَ الْقُسْطُ

عودِ ہندی (قسط بحری) سے علاج کرنا

(٣١٣٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ......

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ ، قَالَتْ: دَخَلْتُ بِابْنٍ لِي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ أَعْلَقْتُ عَنْهُ مِنَ الْعُذْرَةِ، فَقَالَ: ((عَلَى مَا تَدْغَرْنَ أَوْلَادَكُنَّ بِهَذَا الْعِلَاقِ ، عَلَيْكُنَّ بِهَذَا الْعُودِ الْهِنْدِيِّ ، فَإِنَّ فِيهِ سَبْعَةَ أَشْفِيَةٍ ، مِنْهَا ذَاتُ الْجَنْبِ يُسْعَطُ مِنَ الْعُذْرَةِ ، وَيُلَدُّ مِنْ ذَاتِ الْجَنْبِ۔)) فَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ ، يَقُولُ: بَيَّنَ لَنَا اثْنَيْنِ ، وَلَمْ يُبَيِّنْ لَنَا خَمْسَةً۔

سیدہ ام قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے ایک بیٹے کو لے کر آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی، میں نے اس کی ناک میں بتی ڈالی ہوئی تھی (اور اس کے حلق کو بیماری کی بنا پر دبایا ہوا تھا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم اپنے بچوں کو انگلی سے دبا کر تکلیف کیوں دیتی ہو، عود ہندی استعمال کرو کہ اس میں سات بیماریوں کی شفا ہے اور ان میں ذات الجنب، پسلی کی سوزش بھی ہے۔ اگر حلق کی بیماری ہو تو اس کو ناک میں ڈالو اور اگر ذات الجنب ہو تو حلق میں ڈالو۔ سفیان کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے دو بیماریوں کو تو بیان کیا اور باقی پانچ بیماریوں کو بیان نہیں فرمایا۔

تشریح: راویٔ حدیث عبید اللہ ابن عبد اللہ ہیں۔ سیدہ ام قیس بنت محصن اسدیہ رضی اللہ عنہا کا نسبی تعلق عرب کے قبیلہ اسد خزیمہ سے ہے۔ یہ مشہور صحابیٔ رسول اللہ سیدنا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں۔ پہلے پہل ہجرت کر کے مدینہ منورہ جانے والی جلیل القدر خواتین میں سے ہیں، جنہوں نے آپ ﷺ سے بیعت کی تھی۔

(الْعِلَاقِ ،) ''حلق کو انگلی سے دبانا۔'' یعنی گر جانے کی صورت میں اسے اوپر لگانا۔

(٣١٣٧) أخرجه البخاري: ٥٧١٣ ، ومسلم: ٢٢١٤

(الْعُذْرَةِ) ''ایک بیماری ہے جو بچوں کو ہوتی ہے جس میں گلے کے غدود پھول جاتے ہیں اور بچہ تکلیف محسوس کرتا ہے۔(فائدہ: ہمارے ہاں اس بیماری کو'' گلے'' کہتے ہیں۔) ہمارے ہاں اس کا علاج ان غدودوں کو انگلی سے دبا کر کیا جاتا ہے جو ایک تکلیف دہ علاج ہے۔(ع،س)

ایسا علاج کرنے والا (عَـذَرْتُـهُ)''میں نے اس کے'' گلے'' دبا کر علاج کیا۔'' کا لفظ بولتا ہے۔اور اس مرض میں مبتلا مریض کو ''مَعْذُوْر'' کہا جاتا ہے۔

(اَعْـلَقْتُ عَنْهُ) کا معنی ہے:''میں نے اس کا کوّا انگلی سے اوپر اُٹھایا۔'' یہ لفظ (اَعْـلَقْتُ عَلَيْهِ) بھی روایات میں آتا ہے جبکہ دونوں کا معنی ایک ہی ہے۔(عَلٰی) بمعنی (عَنْ) مستعمل ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ﴾ .... ''جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں۔'' (سورۂ مطففین:۲) یہاں ''علی'' بمعنی ''عن'' مستعمل ہے۔

((الْعُوْدُ الْهِنْدِی)) ''قسط بحری'' مراد ہے جو کہ ایک مشہور دوا ہے۔جس کو''کٹھ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے اور کو صرف ''قسط'' بھی کہتے ہیں۔ یہ بہت سی بیماریوں کا علاج ہے۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((إِنَّ أَمْثَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ: الْحِجَامَةُ، وَالْقَسْطُ الْبَحْرِيُّ لِصِبْيَانِكُمْ مِنَ الْعُذْرَةِ، وَلَا تُعَذِّبُوهُمْ بِالْغَمْزِ.)) ......''سب سے بہتر علاج سینگی لگانا اور قسط بحری کا استعمال بچوں کے گلے پڑنے کی بنا پر ہے اور تم بچوں کو حلق کی گھنڈی دبا کر تکلیف میں نہ ڈالو۔'' (صحيح بخاری: ٥٦٩٦، صحيح مسلم: ١٥٧٧)

قسط بحری کو (الـكُسْـت) بھی کہا جاتا ہے۔جیسے کافور کو بڑے قاف کے ساتھ قافور بھی کہہ دیا جاتا ہے اور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے: ﴿اِذَا السَّمَـآءُ قُشِطَتْ﴾ .... پڑھا ہے، بڑے قاف کے ساتھ حالانکہ متواتر قراءت میں ﴿كُشِطَتْ﴾ .... ہے۔

(السَّعُوْط) ناک میں دوا ٹپکانا، یہ بھی ایک طریقہ علاج ہے۔

(الْوَجُوْد) منہ کے درمیان میں دوا ٹپکانا بھی ایک علاج کا طریقہ ہے۔

(ذَاتُ الْجَنْبِ) یہ ایک گندہ پھوڑا ہوتا ہے جو پیٹ میں سوراخ کر دیتا ہے۔

(اللَّدُوْد) منہ میں ایک جانب دوا ڈالنا (ذات الجنب میں عود ہندی کو اس انداز سے پلایا جاتا ہے۔

امام اصمعی رحمہ اللہ نے کہا: اس لفظ کا مادہ (لَـدِيْدَىِ الْوَادِیْ) ''وادی کے دو کنارے۔'' کے لفظ سے ماخوذ ہے۔ وہ شخص جو دائیں بائیں جھولتا ہوا چلے اس کے بارے میں لفظ ''يَتَـلَدَّدُ'' بولتے ہیں۔اسی سے یہ لفظ منہ میں ایک جانب دائیں یا بائیں دوائی پلانے کے لیے مستعمل ہوا۔مجرد اور مزید فیہ دونوں ابواب سے آتا ہے۔

(9)......بَابُ اللَّدُوْدِ وَالسَّعُوْطِ وَالْمَشْيِ

منہ میں ایک جانب دوا ڈالنا، ناک میں دوا ٹپکانا اور قبض کشا دوا کا استعمال

(۳۱۳۸)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيربندكشائى ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجِ الطَّحَّانُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ هُوَ ابْنُ هَارُونَ ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ مَنْصُورٍ ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، رَفَعَهُ: ((خَيْرُ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ اللَّدُودُ ، وَالسَّعُوطُ ، وَالْحِجَامَةُ ، وَالْمَشِيُّ))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ بہترین علاج جو تم کرتے ہو وہ منہ میں ایک جانب دوا ڈالنا (لدود)، ناک میں دوا ٹپکانا (سعوط)، سینگی لگانا اور قبض کشا دوا کا استعمال ہے۔''

شرح: ((الْمَشِيُّ)) ''ایسی دوا جو جلاب آور ہو'' (شَرِبْتُ مَشِيًّا) ''میں نے قبض کشا دوا استعمال کی۔''

مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ حقنے کے استعمال کو اچھا نہیں جانتے تھے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بھی اسی خیال کے حامل تھے۔ جناب مجاہد رحمہ اللہ علیہ بھی اسے ناپسند سمجھتے تھے۔ جناب حکم کے متعلق مروی ہے کہ وہ حقنہ کیا کرتے تھے۔ جناب ابراہیم رحمہ اللہ علیہ بھی حقنہ کے استعمال میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے تھے۔

فائدہ: جب مریض کو سخت قبض کا سامنا ہو اور جلاب آور ادویہ (مسہلات) پینے سے افاقہ نہ ہو رہا ہو تو حقنہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ جن حضرات نے اسے ناپسند جانا ہے تو شاید اس لیے کہ اس میں مریض کو کچھ تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے نیز بے پردگی بھی ہوتی ہے لہٰذا حتی الوسع گریز کرنا چاہیے۔ حقنہ یہ ہوتا ہے کہ بڑی آنت (دُبر) کی جانب سے ملین (آنت کو نرم کر دینے والا) مواد چڑھایا جاتا ہے جس سے مریض کو پاخانے آنے لگتے ہیں اور قبض جاتی رہتی ہے۔ (ع،س)

(9)......بَابُ الرُّقْيَةِ وَمَا يُكْرَهُ مِنْهَا وَتَعْلِيقِ التَّمَائِمِ

دم کرنا، نیز کونسے دم مکروہ ہیں اور تعویذ لٹکانا

(۳۱۳۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدُ حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ......

(۳۱۳۸) ضعيف ......أخرجه الترمذى: ۲۰۴۷ ، ۲۰۴۸

(۳۱۳۹) صحيح لغيره...... أخرجه أحمد فى المسند: ۳۶۱۵ ، وابوداود: ۳۸۸۳ ، وابن ماجه: ۳۵۳۰

عَـنِ ابْـنِ أَخِـی زَیْـنَـبَ امْرَأَةِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ زَیْـنَـبَ، قَـالَـتْ: كَـانَ عَبْدُ اللّٰهِ إِذَا جَاءَ مِنْ حَـاجَةٍ، فَـأَرَادَ أَنْ یَدْخُلَ الْمَنْزِلَ، تَنَحْنَحَ، وَبَـزَقَ، لِیُـعْـلِمَنَا مَخَافَةَ أَنْ یَهْجُمَ مِنَّا عَلَى شَـیْءٍ یَـكْـرَهُهُ، وَإِنَّهُ جَاءَ ذَاتَ یَوْمٍ وَعِنْدِی عَـجُـوزٌ تَرْقِی مِنَ الْحُمْرَةِ، قَالَتْ: فَلَمَّا جَاءَ عَبْـدُ الـلّٰهِ، تَنَحْنَحَ، قَالَتْ: فَأَدْخَلْتُهَا تَحْتَ السَّرِیرِ، قَالَتْ: فَجَاءَ حَتَّى جَلَسَ مَعِی عَلَى السَّـرِیـرِ، قَـالَـتْ: فَـرَأَى فِی عُنُقِی خَیْطًا، فَـقَـالَ: مَا هَذَا الْخَیْطُ؟ فَقُلْتُ: خَیْطٌ رُقِیَ لِی فِیـهِ، قَـالَـتْ: فَأَخَذَهُ، فَقَطَعَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَنْتُمْ آلُ عَبْـدِ الـلّٰـهِ لَأَغْنِیَاءُ عَنِ الشِّرْكِ، سَمِعْتُ رَسُـولَ الـلّٰـهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((إِنَّ الـرُّقَـى، وَالتَّـمَـائِمَ، وَالتِّوَلَةَ شِرْكٌ۔)) فَـقُـلْتُ لَهُ: لِمَ تَقُولُ هَكَذَا؟ لَقَدْ كَانَتْ عَیْنِی تَقْذِفُ، وَكُنْتُ أَخْتَلِفُ إِلَى فُلَانٍ الْیَهُودِیِّ، فَـإِذَا رَقَـاهَـا، سَكَنَتْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّمَا ذَلِكَ عَـمَـلُ الشَّیْـطَانِ، كَانَ یَنْخَسُهَا بِیَدِهِ، فَإِذَا رُقِیَ فِیهَا، كَفَّ عَنْهَا، إِنَّمَا یَكْفِیكِ، أَنْ تَـقُـولِی كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَـلَّـمَ یَقُولُ: ((أَذْهِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ، أَنْـتَ الشَّـافِـی، لَا شِـفَـاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ زینب (بنت معاویہ ثقفیہ) رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: سیّدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ جب کسی غرض سے آتے اور گھر میں داخل ہونا چاہتے تو پہلے کھانستے اور تھوکتے تا کہ ہمیں مطلع کر دیں اس اندیشے سے کہ کہیں وہ اچانک آ دھمکیں اور کوئی نا گوار چیز نہ ملاحظہ کر لیں۔ ایک دن وہ تشریف لائے تو میرے پاس ایک بڑھیا بیٹھی تھی جو سرخ باد کا دم کرتی تھی۔ زینب کہتی ہیں کہ جب سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ آئے اور کھانسے تو میں نے اس بڑھیا کو چارپائی کے نیچے چھپا دیا۔ کہتی ہیں: وہ آئے اور آ کر میرے ساتھ چارپائی پر بیٹھ گئے، انہوں نے میری گردن میں ایک دھاگا دیکھا تو انہوں نے کہا: یہ دھاگا کیا ہے؟ میں نے کہا: اس میں مجھے (سرخ باد) کا دم کر کے دیا گیا ہے، انہوں نے اسے پکڑا اور توڑ کر پھینک دیا اور کہا: عبداللہ کے گھر والوں کو شرک کی کوئی ضرورت نہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''دم جھاڑ، تعویذ اور حُب کا عمل (یہ سب) شرک ہیں۔'' میں نے ان سے کہا: آپ ایسا کیسے کہتے ہیں: میری ایک آنکھ کو نظر لگ گئی تھی، میں جب فلاں یہودی سے دم کرواتی تو آنکھ درست ہو جاتی اور سکون ہو جاتا۔ اس پر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ شیطان کا کام تھا وہ تیری آنکھ میں انگلی مار دیتا اور جب اس میں دم کیا جاتا (یعنی اس کی مرضی کا کام کیا جاتا) تو چھوڑ دیتا۔ تجھے یہی کافی تھا کہ تو وہ کلمات کہتی جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے: ((أَذْهِـبِ الْبَـأْسَ رَبَّ الـنَّـاسِ، وَاشْفِ، أَنْتَ الشَّافِی، لَا شِفَاءَ إِلَّا شِـفَـاؤُكَ، شِـفَـاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا۔)) ''بیماری دور

کر دے، اے لوگوں کے رب! شفا دے دے، تو ہی شفا
دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا کوئی شفا نہیں، ایسی شفا عطا
فرما کہ کوئی بیماری باقی نہ رہے۔''

شرح: ((التَّمَائِم)) ''یہ لفظ (تَمِیْمَة) کی جمع ہے۔اس سے مراد خاص قسم کے منکے ہیں۔ جاہلیت میں اہل عرب کو اپنے بچوں کے گلے میں لٹکاتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ اس کے نتیجے میں بچے نظر بد کے اثرات سے محفوظ رہتے ہیں۔ شریعت نے ایسے طرز عمل سے منع فرما دیا۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد ایسا ہار ہے جس میں لکڑی کے بنے ہوئے منکے ڈالے گئے ہوں۔ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کے گلے سے تمیمہ کاٹ پھینکا تھا۔

مروی ہے کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کے ہاتھ میں پیتل (چھلا یا کڑا) دیکھا تو کہا: ''یہ حلقہ کیسا ہے؟'' اس نے کہا: یہ واہنہ کی بیماری کی وجہ سے ہے۔ سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: اسے اتار دو، اس سے تیری کمزوری میں اضافہ ہی ہوگا۔(ضعیف، ابن ماجہ: ٣٥٣١)

فائدہ: واہنہ ایک بیماری ہے جس سے بازو کی ایک رگ میں تکلیف ہوتی ہے۔ اہل عرب اس کے علاج کے لیے ایک خاص قسم کا منکا بازو پر باندھ لیتے تھے۔ ایسے توہمات سے پرہیز کرنا چاہیے۔(ع،س)

جناب حماد رحمہ اللہ نے کہا کہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ گلے میں لٹکائی جانے والی ہر چیز کو ناپسند جانتے تھے، چھوٹے بچوں کے گلے میں لٹکائی جائے یا بڑوں کے اور کہتے یہ سب کچھ منع کردہ تمائم کی ذیل میں آتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ بیماری میں مبتلا ہو جانے کے بعد اگر کوئی چیز گلے میں لٹکائی جائے تو وہ تمیمہ نہیں کہلاتی۔ تمیمہ تو اس دھاگے یا منکوں کے ہار کو کہتے ہیں جو بیماری سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تقدیر کو ٹالنے کی نیت سے گلے میں ڈالا جائے یا بازو اور کمر سے باندھا جائے۔

جناب عطاء رحمہ اللہ کا کہنا ہے: قرآنی تعویذ منع کردہ تمائم کی ذیل میں نہیں آتا۔ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اگر چھوٹے چھوٹے کاغذوں پر قرآنی آیات لکھ کر بچوں اور عورتوں کے گلے میں لٹکا دیا جائے تو کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: اس میں کوئی حرج نہیں، البتہ اس تحریر شدہ ورق کو چاندی، یا لوہے وغیرہ کی ڈبیہ میں محفوظ کر لینا چاہیے (یا کسی پاک اور حلال جانور کے چمڑے میں ''مڑھا'' لینا چاہیے) یا کسی سیپ وغیرہ میں بند کر لینا چاہیے۔

((التـولة)) ''عملِ محبت۔'' ایک قسم کا جادو ٹونا ہے۔ امام اصمعی رحمہ اللہ کہتے ہیں: جاہلیت میں عربوں کا خیال تھا کہ اس کے نتیجے میں خاوند کے دل میں بیوی کی محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ لفظ ''تا'' کے کسرہ کے ساتھ (تِـولة) ہے۔ اگر ''تا'' کے ضمہ کے ساتھ (التُّــولة) پڑھا جائے تو پھر معنی ہوگا ''بصیرت والا، دور اندیش اور معاملہ فہم ہونا۔'' ابوجہل نے جنگ بدر والے دن کہا تھا: (اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَرَادَ بِقُرَيْشٍ التُّوَلَةَ) ''اللہ نے قریش مکہ کو ہوشیاری اور زیرکی سے نواز ہے۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے "نُشــــرہ" (آسیب اور جن کے اثر کے علاج) کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''نُشرہ شیطانی عمل ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ۳۸۶۸)

((الـنُّشْـرَۃ)) ''جاہلیت میں ایک خاص قسم کا شرکیہ دم (ٹوٹکہ) جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ آسیب زدہ شخص اور جنات کے چنگل میں گرفتار انسان اس دم سے تندرست ہو جاتا ہے اور اس کی طبیعت کھل جاتی ہے۔ نُشرہ کا لغوی معنی آزاد ہو جانا، کھل جانا اور طبیعت کا بحال ہو جانا ہے، بیماری اور شیطانی اثرات نے انسان کے وجود کو گویا جکڑا ہوا ہوتا ہے اور وہ شخص پابجولاں ہوتا ہے اور اس دم کے بعد گویا اس کی رسیاں کھل جاتی ہیں اور وہ آزاد ہو جاتا ہے۔

بہت سارے آئمہ اس دم کو ناپسند جانتے ہیں مثلاً ابراہیم نخعی رحمہ اللہ وغیرہ۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نُشرہ جادو کی ایک قسم ہے۔ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے کہا: اس طریقہ علاج میں کوئی مضائقہ نہیں۔

فائدہ: "الـنُّشْـرَۃ" آسیب اور جنات کے اثر کے علاج کو کہتے ہیں۔ اگر اس میں شرکیہ الفاظ ہوں تو یہ دم حرام ہے۔ یہ اصل میں شیطانی اثر ہوتا ہے، بعض اوقات شرکیہ ٹوٹکوں سے بظاہر فائدہ معلوم ہوتا ہے چونکہ شیطان کی منشا بھی نوع انسان کو شرک ہی میں مبتلا کرنا ہے اور یہ کہ لوگوں کا اعتقاد ایسے کاموں پر پختہ ہو جائے اور وہ پوری طرح بدعقیدگی، توہم پرستی اور شرک کی دلدل میں پھنس جائیں، اس سے پرہیز کرنا از حد ضروری ہے اور آئمہ نے منع کیا ہے تو اسی وجہ سے منع کیا ہے۔ البتہ مریض پر قرآن کی آیات یا مسنون دعائیں پڑھ کر دم کرنا درست ہے اور جن بزرگوں نے اجازت دی ہے اسی کی اجازت دی ہے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جن احادیث میں دم کی مختلف اقسام سے روکا گیا ہے تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ شرکیہ دم حرام ہے اس سے روکا گیا ہے یا جن دموں میں جن سرداروں کے نام کی دُہائی دی جاتی ہے اور ان سے مدد طلب کی جاتی ہے یا پھر اس سے مراد ایسے دم ہیں جو بزبان عربی نہ ہوں بلکہ ہندی، سنسکرت یا کسی اور زبان میں پڑھے جانے والے منتر ہوں جن کے معنی ومفہوم کا کچھ علم نہ ہو۔ ممکن ہے وہ جادوگروں کا شرکیہ اور کفریہ کلام ہو۔ باقی رہا وہ دم جو قرآنی آیات اور اللہ کے ذکر اور کلمات سے ہو وہ جائز اور مستحب ہے۔ بلاشبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آپ کو پناہ کے حصول والی آیات اور سورتیں پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس صحابی کو جنہوں نے سورۂ فاتحہ سے دم کرنے کے عوض بکریاں وصول کی تھیں فرمایا: ((مِنْ أَیْنَ عَلِمْتُمْ أَنَّهَا رُقْیَةٌ؟ أَحْسَنْتُمْ، اقْتَسِمُوا وَاضْرِبُوا لِی مَعَكُمْ بِسَهْمٍ۔)) ...... ''تم لوگوں کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ دم ہے؟ تم نے بہت اچھا کیا، اب انہیں آپس میں بانٹ لو اور میرا حصہ بھی مقرر کرو۔'' نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ أَحَقَّ مَا أَخَذْتُمْ عَلَیْهِ أَجْرًا كِتَابُ اللّٰهِ۔)) ...... ''جن چیزوں پر تم اجرت لے سکتے ہو ان میں سب سے زیادہ اس کی مستحق اللہ کی کتاب ہے۔'' (صحیح بخاری: ۲۲۷۶، ۵۷۳۷)

رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما کو دم کرتے تو یوں فرماتے: ((اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ)) ''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، ہر شیطان سے اور کیڑے مکوڑے سے اور ہر دیوانہ کر دینے والی آنکھ سے۔'' (صحیح بخاری: ۳۳۷۱)

اور سیدنا جبریل علیہ السلام نے نبی ﷺ کو ان الفاظ کے ساتھ دم کیا تھا: ((بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ، مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ، اَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ، اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ، بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ)) ''اللہ کے نام ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں، ہر اس چیز سے جو آپ کے لیے باعث اذیت ہے اور ہر جان یا حسد میں مبتلا آنکھ سے، اللہ تعالیٰ آپ کو شفایاب فرمائے، میں اللہ کے نام کے ساتھ آپ کو دم کرتا ہوں۔'' (صحیح مسلم: ۲۱۸۶)

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((اعْرِضُوا عَلَيَّ رُقَاكُمْ، فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِالرُّقَى مَا لَمْ يَكُنْ فِيهِ شِرْكٌ۔)) ...... ''تم مجھ پر اپنے دم پیش کرو، ایسا دم کرنے میں کوئی حرج نہیں جس میں شرک نہ ہو۔'' (صحیح مسلم: ۲۲۰۰)

(۳۱۴۰)۔حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ الشَّرِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَاعِدٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ الْكِنْدِيُّ الصَّيْرَفِيُّ، بِالْكُوفَةِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ الأَشْجَعِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ، عَنْ حَمَّادٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَقَّارِ بْنِ الْمُغِيرَةِ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنِ اكْتَوَى، أَوِ اسْتَرْقَى، فَقَدْ بَرِءَ مِنَ التَّوَكُّلِ۔))

سیدنا مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے خود کو داغا یا دم کروایا، وہ توکل سے محروم ہوگیا۔''

شرح: سیدنا عبداللہ بن عکیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَعَلَّقَ شَيْئًا وُكِّلَ إِلَيْهِ۔)) ...... ''جو شخص کوئی چیز (گلے میں) لٹکاتا ہے وہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔'' (حسن، ترمذی: ۲۰۷۲)

(10)...... بَابُ مَا رُخِّصَ فِيْهِ مِنَ الرُّقٰى

جو دم جائز ہیں

(۳۱۴۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ،

(۳۱۴۰) صحیح ...... أخرجه الترمذي: ۲۰۵۵، وابن ماجه: ۳۴۸۹

(۳۱۴۱) أخرجه البخاري: ۵۷۳۸، ومسلم: ۲۱۹۵

حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ شَدَّادٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَمَرَ أَنْ نَسْتَرْقِي مِنَ الْعَيْنِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے نبی ﷺ نے حکم دیا کہ ہم نظر لگنے سے دم کروائیں۔

(٣١٤٢)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ حَمْدَوَيْهِ بْنِ سَهْلٍ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ آدَمَ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ رِفَاعَةَ الزُّرَقِيِّ......

أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ عُمَيْسٍ، قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ بَنِي جَعْفَرٍ تُصِيبُهُمُ الْعَيْنُ، أَفَأَسْتَرْقِي لَهُمْ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، فَلَوْ كَانَ شَيْءٌ يَسْبِقُ الْقَضَاءَ، لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ۔))

سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کو نظر لگ جاتی ہے، کیا میں انہیں دم کروالیا کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، اگر کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ کرسکتی تو نظر اس تقدیر سے آگے بڑھ جاتی۔''

(٣١٤٣)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَخَّصَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرُّقْيَةِ مِنَ الْعَيْنِ، وَالْحُمَّةِ، وَالنَّمْلَةِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نظر لگنے، ڈنگ مارنے والی چیزوں (بچھو وغیرہ ڈسنے کی وجہ سے) اور نملہ (پھوڑوں کے سبب) سے دم کرنے کی اجازت دی ہے۔

شرح **فائدہ:** نملہ ایک بیماری ہے جس میں پہلو یا پسلیوں پر دانے نکل آتے ہیں۔ بیماری بڑھ جانے پر وہ زخم بن جاتے ہیں۔ دم کرنے سے اس بیماری سے آرام آجاتا ہے۔ (ع،س)

سیدنا عمران رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا رُقْيَةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ، أَوْ حُمَّةٍ۔)) ......

(٣١٤٢) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٠٥٩، وابن ماجه: ٣٥١٠

(٣١٤٣) أخرجه مسلم: ٢١٩٦

''دم تو صرف نظر سے، یا ڈنگ مارنے والی چیز، بچھو وغیرہ کے ڈسنے سے ہوتا ہے۔''

(صحیح، ابوداود: ۳۸۸۴، ترمذی: ۲۰۵۷)

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ کسی اور بیماری کی صورت میں دم کروانا جائز نہیں۔ بلکہ ان دو چیزوں کے لیے دم کرنا زیادہ آسان اور زود اثر علاج ہے۔ دیگر تمام بیماریوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ناموں اور سورۂ فاتحہ وغیرہ کا دم زیادہ بہتر ہے۔

بہر حال حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ دم ان دو بیماریوں میں زیادہ نافع اور کارگر ہے۔ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سیدہ شفا بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے کہا اور وہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ((أَلَا تُعَلِّمِينَ هَذِهِ رُقْيَةَ النَّمْلَةِ ، كَمَا عَلَّمْتِيهَا الْكِتَابَةَ۔)) ......''تو اسے پھوڑے پھنسی کا دم کیوں نہیں سکھاتی جیسا کہ تو نے اسے لکھنا سکھایا ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ۳۸۸۷)

فائدہ: وہ دم جس کے الفاظ کتاب وسنت کی تعلیمات کے منافی نہ ہوں بلکہ انہیں سے ماخوذ ہوں درست ہے اور بچیوں کو پڑھانا لکھانا بھی جائز ہے۔ وہ حدیث جس میں ہے کہ ''انہیں لکھنا نہ سیکھاؤ اور انہیں بالا خانوں میں نہ رہنے دو۔'' حد درجہ ضعیف ہے اور اس کی سند میں عبدالوھاب بن ضحاک راوی کذاب ہے۔ (ع،س)

((الْحُمَّةِ)) سے مراد ہر زہریلی چیز ہے کہ جس کے کاٹنے، ڈسنے اور ڈنگ مارنے سے انسان پیچ وتاب کھانے لگتا ہے۔ مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بچھو کے کاٹنے سے دم کروایا تھا۔

((النَّمْلَةِ)) سے مراد پہلو یا پسلیوں پر نکلنے والے دانے ہیں۔ بسا اوقات پہلو اور پسلیوں کے علاوہ دیگر اعضائے جسم پر بھی نکل آتے ہیں۔ بیماری بڑھ جانے پر وہ زخم بن جاتے ہیں اور دم کرنے سے اللہ عزوجل کی طرف سے بیماری سے آرام آجاتا ہے۔ اگر اس لفظ کو نون کے ضمہ کے ساتھ "النُّملة" پڑھیں تو اس صورت میں ''چغلی'' معنی ہوگا۔ اس لیے عربی زبان میں چغل خود کو (نمِل) کہا جاتا ہے۔

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے باسند صحیح مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان کے گھر میں ایک لونڈی دیکھی جس کا چہرہ زرد تھا۔ آپ نے فرمایا: ((اسْتَرْقُوا لَهَا ، فَإِنَّ بِهَا النَّظْرَةَ۔)) ......''اس کو دم کراؤ اسے نظر لگی ہوئی ہے۔''

(صحیح بخاری: ۵۷۳۹، صحیح مسلم: ۲۱۹۷)

((سَفْعَة)) ''سے مراد نظر بد کا اثر ہے جس سے انسان کا رنگ زرد سیاہی مائل ہو جاتا ہے یوں معلوم ہوتا ہے گویا مریض ایک طویل عرصے سے بیمار ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد جناتی اثر بھی ہوسکتا ہے کہ کسی شخص کو جنوں کی نظر لگ جائے اور مشہور ہے کہ جنات کی نظر کا اثر تو نیزوں کی انیوں سے زیادہ تیز ہے۔

(٣١٤٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، قَالَ: رَأَى عَامِرُ بْنُ رَبِيعَةَ، سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ يَغْتَسِلُ، فَقَالَ: وَاللَّهِ! مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ، وَلَا جِلْدَ مُخَبَّأَةٍ، قَالَ: فَلُبِطَ سَهْلٌ، فَأُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقِيلَ لَهُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! هَلْ لَكَ فِي سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، وَاللَّهِ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ؟ فَقَالَ: ((هَلْ تَتَّهِمُونَ لَهُ أَحَدًا؟)) فَقَالُوا: نَتَّهِمُ عَامِرَ بْنَ رَبِيعَةَ، قَالَ: فَدَعَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامِرًا، فَتَغَلَّظَ عَلَيْهِ، فَقَالَ: ((عَلَامَ يَقْتُلُ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ، أَلَا بَرَّكْتَ، اغْتَسِلْ لَهُ، فَغَسَلَ لَهُ عَامِرٌ وَجْهَهُ، يَدَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ، وَرُكْبَتَيْهِ، وَأَطْرَافَ رِجْلَيْهِ، وَدَاخِلَةَ إِزَارِهِ فِي قَدَحٍ، ثُمَّ صُبَّ عَلَيْهِ، فَرَاحَ مَعَ النَّاسِ، لَيْسَ بِهِ بَأْسٌ۔))

سیدنا ابواُمامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کو نہاتے ہوئے دیکھا تو کہا: جیسا (خوش رنگ جسم) آج دیکھا ہے پہلے کبھی نہیں دیکھا، کسی پردہ نشین (کنواری لڑکی) کی جلد بھی ایسی نہیں ہوتی۔ راوی نے کہا: سیدنا سہل رضی اللہ عنہ فوراً زمین پر گر پڑے، اچانک تیز بخار ہوا، کھڑے نہ رہ سکے، انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا اور کہا گیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ کو سہل بن حنیف کی زندگی عزیز ہے؟ اللہ کی قسم! وہ تو سر بھی نہیں اُٹھا سکتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہیں اس کے بارے میں کسی پر شک ہے؟'' لوگوں نے کہا: ہمیں عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ کی بابت شک ہے۔ راوی نے کہا: رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عامر رضی اللہ عنہ کو بلایا، اللہ کی قسم! سخت ناراض ہوتے ہوئے فرمایا: ''کیا ہے کہ ایک آمی اپنے بھائی کو قتل کرنے والی حرکت کرتا ہے۔ تو نے اس کو برکت کی دعا کیوں نہیں دی، اب اس کے لیے غسل کرو اور اس پر ڈالنے کے لیے پانی دو۔'' چنانچہ عامر رضی اللہ عنہ نے سیدنا سہل رضی اللہ عنہ کے لیے اپنا چہرہ، دونوں ہاتھ، دونوں کہنیاں، دونوں گھٹنے، دونوں پاؤں کے کنارے، انگلیاں یا تلوے اور تہہ بند کا اندر کا حصہ ایک پیالے میں دھویا، پھر ان پر بہایا گیا تو وہ لوگوں کے ساتھ اُٹھ کر چلنے لگے۔

(٣١٤٤) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٣٥٠٩

شرح: ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک نظر لگ جانا درست اور صحیح ہے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کے لیے اعضاء دھوکر پانی دے چنانچہ اس نے اس کے لیے وضو کر کے پانی دیا۔

((فَلُبِطَ)) ''وہ شخص اچانک زمین پر گر پڑا۔'' گرنے والے کو ''مَلْبُوط'' کہا جاتا ہے۔

(۳۱۴۵)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْعَيْنُ حَقٌّ، وَلَوْ كَانَ شَيْءٌ يَسْبِقُ الْقَدَرَ، لَسَبَقَتْهُ الْعَيْنُ، وَإِذَا اسْتُغْسِلَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَغْسِلْ۔))

جناب ابن طاوس رحمہ اللہ نے اپنے والد سے بیان کیا اور انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نظر کا لگنا حقیقت ہے، اگر کوئی چیز تقدیر کا مقابلہ کر سکتی تو نظر اس سے آگے بڑھ جاتی۔ اس کی بنا پر اگر کسی سے غسل (کر کے پانی دینے) کا مطالبہ کیا جائے تو اسے غسل کر دینا چاہیے۔''

شرح: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ علیہ السلام نظر لگانے والے کو حکم دیتے کہ اس کے لیے وضو کر کے پانی دے، پھر نظر سے متاثر شخص کو اس پانی سے غسل کرواتے۔ (صحیح الاسناد، ابوداود: ۳۸۸۰)

امام زہری رحمہ اللہ نے نظر لگانے والے شخص کے وضو کر کے پانی دینے کی تفصیل کچھ یوں بیان کی ہے کہ جس شخص کے متعلق یہ شک ہے کہ فلاں کو اس کی نظر لگی ہے اس کے پاس ایک ٹب رکھا جائے جس میں پانی ہو۔ وہ ٹب کے پانی سے ایک چلو پانی لے کر اسی ٹب میں کلی کر دے پھر اپنے چہرے کو اسی برتن میں دھوڈالے۔ پھر بائیں ہاتھ سے دائیں ہتھیلی دھوئے، اسی طرح دائیں سے بائیں کو دھوئے۔ پھر بائیں ہاتھ سے دائیں کہنی دھوئے، اسی طرح دائیں ہاتھ سے بائیں کہنی کو دھوئے اور اس کے بعد بائیں ہاتھ سے دایاں پاؤں اور دائیں ہاتھ سے بایاں پاؤں دھوڈالے۔ بعد ازاں بائیں ہاتھ سے دایاں گھٹنا اور دائیں ہاتھ سے بایاں گھٹنا دھویا جائے۔ پھر تہبند کے اندر کا حصہ دھوئے اور پیالے یا ٹب کو زمین پر رکھے بغیر مریض کے سر پر پیچھے کی طرف سے ایک ہی مرتبہ ڈال دیا جائے۔

تہبند کے اندر کے حصے سے کیا مراد ہے؟ اس میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا کہ اس سے مراد شرمگاہ ہے اور بعض نے تہبند وغیرہ باندھنے والا جسم کا حصہ مراد لیا ہے یعنی رانیں اور کولہے۔ ابوعبید نے کہا: تہبند کے اندر کے حصے سے مراد تہبند کا وہ کنارہ ہے جو دوسرے کنارے کی وجہ سے چھپ جاتا ہے اور جسم کی طرف ہو جاتا ہے اور اس سے تہبند کا دایاں سرا مراد ہے، اسے دھویا جائے نیز انہوں نے کہا کہ بعض احادیث میں اس کی صراحت مذکور ہے۔

(۳۱۴۵) أخرجه مسلم: صحيح مسلم: ۲۱۸۸

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت کیا کہ ((هَلْ رُئِيَ فِيكُمُ الْمُغَرِّبُونَ؟)) ''کیا تم میں بیگانے لوگ ہیں؟'' میں نے پوچھا بیگانے کون؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الَّذِي يَشْتَرِكُ فِيهِ الْجِنُّ)) ''وہ لوگ جن میں ''جن'' شریک ہوتے ہیں۔'' (ضعیف الاسناد، ابوداود: ۵۱۰۷)

یعنی وہ شیطان جو جماع کے وقت مردوں کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ انہیں ''بیگانے'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ان حضرات کا مزاج عجیب وغریب ہوتا ہے اور وہ اپنی انوکھی رگ ہی رکھتے ہیں۔

مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک خوش جمال اور خوش رنگ لڑکے کو دیکھا تو فرمایا: اس کی ٹھوڑی کو سیاہ رنگ لگا دو تا کہ نظر بد کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

((دَسِّمُوْا)) ''کالا کرو۔''

((النُّوْنَة)) ''سے مراد ٹھوڑی میں پایا جائے والا گڑھا ہے جو عموما چھوٹے بچوں میں واضح ہوتا ہے۔

جناب ہشام بن عروہ اپنے والد بزرگوار کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ جب اپنے کاروبار اور مال واسباب میں خوشی کی کیفیت دیکھتے یا اپنے کھیت کھلیان اور باغ میں داخل ہوتے تو (مَا شَاءَ اللّٰهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ) ''اللہ کا چاہا ہونے والا ہے، کوئی طاقت نہیں مگر اللہ کی مدد سے۔'' پڑھتے۔

مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا جب کسی کو کسی بھی بیماری میں مبتلا پاتیں تو پانی پر معوذات پڑھ کر مریض کو پلا دیتیں۔

امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: قرآن مجید کی آیات لکھ کر پانی میں گھول کر مریض کو پلانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ جناب ابو قلابہ سے بھی ایسے ہی منقول ہے۔

امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ اس کو ناپسند جانتے ہیں۔ مروی ہے کہ ایک خاتون کو ولادت اور زچگی کا مشکل مرحلہ درپیش تھا تو سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ فلاں فلاں آیت کریمہ اور کلمات قرآنیہ لکھ کر پانی میں گھول کر اسے پلائے جائیں۔ جناب ایوب نے کہا: میں نے بچشم خود ملاحظہ کیا کہ جناب ابو واقد نے قرآن مجید کا ایک حصہ لکھ کر پانی میں گھولا اور ایک شخص کو دیوانگی (مرگی) کی بیماری سے نجات کے لیے پینے کو دیا۔

(11)......بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الطِّيَرَةِ وَاسْتِحْبَابِ الْفَأْلِ

بدشگونی کی ممانعت اور نیک فال کا استحباب

(٣١٤٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: وَقَالَ عَفَّانُ نا سُلَيْمُ بْنُ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ......

(٣١٤٦) أخرجه البخاري: ٥٧١٧، ٥٧٥٧، ٥٧٧٠، ومسلم: ٢٢٢٠

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا عَدْوَى وَلا طِيَرَةَ، وَلا هَامَةَ، وَلا صَفَرَ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، بدشگونی بھی نہیں ہے، الّو کا منحوس ہونا اور صفر کا منحوس ہونا یہ سب لغو خیالات ہیں، البتہ جذامی شخص سے ایسا بھاگ جیسا کہ شیر سے بھاگتا ہے۔''

(٣١٤٧)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا عَدْوَى، وَلا صَفَرَ، وَلا هَامَةَ)) قَالَ: فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: فَمَا بَالُ الإِبِلِ تَكُونُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ، فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيرُ الأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَمَنْ أَعْدَى الأَوَّلَ؟۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی مرض متعدی نہیں، نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے اور الّو بھی بدروح نہیں۔'' ایک اعرابی نے دریافت کیا: اونٹوں کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں، جو ریتلے علاقے میں رہتے ہیں، ہرنیوں کی مانند نظر آتے ہیں اور جب خارشی اونٹ ان کے ساتھ ملتا ہے تو ان سب کو خارشی کر دیتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر معاملہ یوں ہے تو بتاؤ کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش لگائی؟''

شرح امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: مجھے ایک شخص نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا، آپ فرما رہے تھے: ((لا يُورِدُ مُمْرِضٌ عَلى مُصِحٍّ۔))) ......''بیمار اونٹوں کا مالک اپنے جانوروں کو تندرست و توانا اونٹوں کے مالک کے پاس نہ لے جائے۔'' (صحیح، ابوداود: ٣٩١١)

راوی نے کہا: ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے ہمیں نبی ﷺ سے یہ حدیث بیان نہیں کی کہ آپ نے فرمایا: ((لا عَدْوَى، وَلا صَفَرَ، وَلا هَامَةَ۔)) ......''کوئی بیماری متعدی نہیں ہے، نہ صفر کا مہینہ منحوس ہے اور نہ ہی اُلّو بدروح ہے۔'' اس پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تمہیں یہ حدیث بیان نہیں کی۔ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: ابو اسامہ نے کہا: انہوں نے یہ حدیث بیان تو کی مگر بھول گئے۔ میری دانست کے مطابق سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس ایک روایت کے علاوہ کبھی کوئی حدیث نہیں بھولے۔

جناب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میری زندگی کے مالک کی قسم! سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں نبی ﷺ کی یہ حدیث بیان کیا

(٣١٤٧) انظر الحديث السابق

کرتے تھے: ''بیماری خود بخود متعدی نہیں ہوتی۔'' اب مجھے معلوم نہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے ہیں یا ایک حدیث سے دوسری حدیث منسوخ ٹھہری ہے۔ (صحيح بخاري: ٥٧٧٣، صحيح مسلم: ٢٢٢١)

فائدہ: دونوں احادیث کے مفہوم میں کوئی تعارض اور منافات نہیں ہے۔ جن احادیث میں آیا ہے کہ بیماری متعدی نہیں ہوتی تو ان کا مفہوم ہے کہ بیماری بذات خود آگے اثر انگیزی کی تاثیر نہیں رکھتی بلکہ اس کا لگنا اللہ عزوجل کے حکم سے ہی ہوتا ہے اور جن احادیث میں بیمار اونٹوں کو ریوڑ سے جدا رکھنے اور جذام والے سے اجتناب برتنے کا حکم ہے تو اس کا مطلب ہے کہ احتیاطی تدابیر کو لازم پکڑنا چاہیے اور اسباب وعلل کو بروئے کار لانے سے گریزاں نہیں رہنا چاہیے۔ (ع،س)

((لَا یُوْرَدُ مُمَرَّضٌ عَلٰی مُصِحٍّ)) ''بیمار اونٹوں کا مالک اپنے جانوروں کو ایسے مالک کے ریوڑ میں نہ لے جائے جس کے مویشی تندرست وتوانا ہوں۔'' (صحيح، ابوداود: ٣٩١١)

ان الفاظ کے استعمال کی مثالیں کلام عرب میں موجود ہیں، مثلاً جس شخص کے مال مویشی کمزور، لاغر اور دبلے پتلے ہوں تو ان کے مالک کو ''مضعِف'' کہا جاتا ہے اور موٹے تازے جانوروں کے مالک کو ''مقوٍ'' کہتے ہیں۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس روایت میں اصلا تعدیہ کا انکار مقصود نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سی بیماریوں میں تعدیہ پیدا کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مرض بذات خود متعدی نہیں ہوتا۔ بیماری آگے تب بڑھتی ہے جب مسبّب الاسباب یعنی پروردگار اس میں اثر پیدا کردے۔ (مقصود تعدیہ کی نفی سے اوہام پرستی کا رد اور ابطال ہے) نیز یہ کہ جب بیماری سے پاک جانوروں کا بیمار جانوروں سے اختلاط ہوگا تو اگر صحیح اور تندرست وتوانا جانور اللہ تعالیٰ کے حکم اور تقدیر الٰہی کے فیصلے سے ہی بیمار پڑ گئے تو ان کے مالک کے دل میں یہی بات بیٹھ جائے گی کہ میرے اونٹ بیمار اونٹوں کے اختلاط کی وجہ سے بیمار ہوئے اور ایسا تعدیہ کی بنا پر ہی ہوا ہے تو اس طرح وہ شرک میں مبتلا ہو جائے گا اور اس کے ایمان ویقین کی منزل متزلزل ہو کر رہ جائے گی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتناب کا حکم دیا۔ واللہ اعلم

جناب ابوعبید نے بھی یہی مفہوم بیان کیا ہے اور مزید یہ بھی تبصرہ کیا ہے کہ بعض لوگوں کے نزدیک حدیث مبارکہ میں نفی صحیح اونٹوں کی صحت بگڑ جانے اور بیمار پڑ جانے کے خوف اور اندیشہ کی بنا پر ہے۔ کہتے ہیں کہ حدیث کا یہ مفہوم نہایت گیا گزرا اور بے وقعت ہے۔ اس میں تو گویا ایک لحاظ سے بدشگونی کی رخصت اور حوصلہ افزائی کا پہلو پایا جاتا ہے حالانکہ آپ تو بدشگونی سے منع کرنے والے ہیں اور اس مقام میں آپ کیسے خاموش رہ سکتے ہیں کہ آپ کا تو فرمان ہے: ((اَلطِّیَرَۃُ شِرْكٌ)) ''بدشگون لینا شرک ہے۔'' میرے نزدیک اس کا صحیح مفہوم یہ ہے۔ واللہ اعلم۔ کہ اگر صحیح اور صحتمند اونٹوں پر بیماری کی آفت اللہ کے حکم اور فیصلے سے ہی ٹوٹ پڑی تو اس افتاد کا سبب بیمار اونٹوں کے قرب کو ہی قرار دیا جائے گا اور لوگ گنہگار ہوں گے نیز شرک میں گرفتار ہوں گے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: بیماری کو متعدی سمجھنا یہ ہے مثلا ایک اونٹ کو خارش ہو یا ایک شخص مبتلائے برص یا جذام ہو، وہ اس خوف سے دوسرے شخص سے اختلاط نہ کرے کہ اس کا مرض اسے لاحق ہو جائے گا۔ آپ کے فرمان: ((لَا عَـدْوٰی)) ''بیماری متعدی نہیں ہوتی۔'' کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بیماری بذات خود متعدی ہونے کی اہلیت نہیں رکھتی، جو کچھ ہوتا ہے وہ تقدیر الٰہی اور حکم الٰہی سے ہی ہوتا ہے۔

اس کی دلیل آپ علیہ السلام کا دیہاتی کو یہ کہنا ہے: ((فَـمَنْ اَعْدَی الْاَوَّلَ)) ''سب سے پہلے اونٹ کو کس نے بیمار کیا۔'' آخر اس کو بھی تو کہیں سے بیماری لگی ہے۔ جب کہ بیمار اور خارشی اونٹوں سے اس کا اختلاط بھی نہیں ہوا۔ اس کو بیماری اللہ کے حکم سے لگی ہے نہ کہ بیماری کے متعدی ہونے سے، اسی طرح باقی اونٹوں کا معاملہ ہے۔ جس کو بیمار پڑنا ہوتا ہے اس کو جراثیم لگ جاتے ہیں اور جس کے بارے میں بیماری کا حکم نہیں ہوتا اس کو ریوڑ میں رہنے اور چلنے پھرنے کے باوجود جراثیم منتقل نہیں ہوتے۔ بیماری کے جراثیم بھی تو اللہ کی مخلوق ہیں، ان پر بھی تو اللہ کا حکم ہی جاری وساری ہے۔ البتہ خلط ملط اور یکجائی اس کا سبب ہے اور سبب سے پرہیز کرنا مقتضائے دانش مندی ہے اور ہاں یہ توکل کے بھی خلاف نہیں ہے۔ بہرحال اعتقاد یہ ہونا چاہیے کہ سبب اس وقت اثر کرتا ہے جب مسبب الاسباب اس میں اثر ڈالے۔ یہ سمجھنا کہ بیماری اڑ کر اور ضد کر کے لگ جاتی ہے، یہ غلط ہے اور بیماریوں میں تعدیہ اس حیثیت سے قطعاً نہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم۔

(٣١٤٨)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ، حَدَّثَنِيهِ أَبُو بَدْرٍ شُجَاعُ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنِ ابْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: ((لا يُعْدِي شَيْءٌ شَيْئًا۔)) فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ النُّقْبَةَ تَكُونُ بِمِشْفَرِ الْبَعِيرِ، أَوْ بِذَنَبِهِ فِي الإِبِلِ الْعَظِيمَةِ، فَتَجْرَبُ كُلُّهَا؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَمَا أَجْرَبَ الأَوَّلَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی جاندار چیز دوسری کے لیے بیماری کے متعدی ہونے کا باعث نہیں ہوتی، ایک دیہاتی شخص نے کہا: اے اللہ کے رسول! خارش کا آغاز کسی اونٹ کے موٹے ہونٹ سے یا ایک بڑے اونٹ کی دم سے ہوتا ہے اور رفتہ رفتہ سارا اونٹ ہی خارش زدہ ہو جاتا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ بتاؤ کہ سب سے پہلے اونٹ کو خارش کس نے لگائی تھی؟''

(٣١٤٨) حديث صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٨٣٥١

شرح ((النُقْبَة)) اس کی جمع "نُقَبٌ" آتی ہے۔ خارش کی ابتدا کو کہتے ہیں۔

((اَلطِّيَرَة)) ''بدفالی۔'' الطِیرَۃ اور خیرَۃ دو مصدر اس وزن پر آتے ہیں باقی مصدر اس وزن پر نہیں آتے۔ قرآن مجید میں یہ لفظ کئی ایک مقامات پر استعمال ہوا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالُوْا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ﴾ .... ''انہوں نے کہا کہ ہم تو تم کو منحوس سمجھتے ہیں۔'' (سورۂ یس:۱۸) نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ﴾ .... ''ان رسولوں نے کہا کہ تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہی لگی ہوئی ہے۔'' (سورۂ یس:۱۹) اللہ تعالیٰ کا مزید ارشاد ہے: ﴿طَآئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ﴾ .... ''ان کی نحوست اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔'' (سورۂ اعراف:۳)

طائر الانسان سے مراد انسان کا نصیبہ اور حصہ بھی ہے۔ بدفالی کا آغاز اس طرح ہوا کہ اہل عرب کسی کام کے لیے جاتے تو راستے میں بیٹھے ہوئے کسی پرندے یا ہرن وغیرہ کو کنکر مارتے اور دیکھتے کہ وہ کس طرف جاتا ہے۔ اگر وہ دائیں طرف جاتا تو کہتے کام ہو جائے گا اور اگر وہ بائیں طرف جاتا تو کہتے کہ یہ کام نہیں ہوگا، یا اس کا انجام اچھا نہیں ہوگا۔ اس لیے کام کیے بغیر واپس ہو جاتے۔ اسلام نے اس سے منع کر دیا اور اس فعل کو بے اصل قرار دیا۔ نبی ﷺ نے اس ذہنیت کا مکمل طور پر ردّ فرمایا ہے اور واضح کیا ہے کہ خیر وشر کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ یہ پرندے اور دیگر مخلوقات کسی مصیبت کا باعث نہیں ہیں۔

بعض کے نزدیک بدشگونی یہ ہے کہ کوئی شخص کسی غرض سے نکلے، اگر کوئی پسندیدہ اور محبوب چیز نظر آجائے تو اپنا سفر جاری رکھے اور اس کو مبارک سمجھے اور اگر ناگوار چیز نظر آئے تو سفر کو منحوس سمجھتے ہوئے واپس پلٹ آئے اور اس کام کو چھوڑ دے۔ اگر کوئی شخص ناپسندیدہ چیز دیکھ کر واپس نہ ہو تو محض کسی واقعے سے خوش ہو جانا یا کسی چیز سے کبیدہ خاطر ہو جانا کچھ بُرا نہیں اور یہ منع کردہ بدفالی کے زمرے میں نہیں آتا، جب بندہ اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنے معاملات میں جاری رہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ منحوس چیز دیکھ کر اپنی مہم جاری رکھتے ہیں تو آپ متوکل علی اللہ ہیں اور اگر پلٹ آتے ہیں تو آپ بدشگونی لینے والے ہیں۔

جناب ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: بدفالی اس کے لیے نقصان کا باعث ہوتی ہے جو اس کا عقیدہ رکھتا ہے اور دوسرے کے لیے کچھ بھی مضرت رساں نہیں ہوتی۔

فائدہ: جائز فال صرف اس قدر ہے کہ بلا ارادہ کوئی اچھا لفظ کان میں پڑے اور انسان اس کی وجہ سے یہ امید رکھے کہ اللہ مجھے میرے مقصد میں کامیاب کر دے گا۔ اس میں سننے والے کے قصد وارادے کا کوئی دخل نہیں

ہوتا۔ (ع،س)

((وَلَا هَامَةَ)) ''نہ الو کی کوئی حقیقت ہے۔'' اہل عرب کا ایک غلط خیال یہ بھی تھا کہ اگر مقتول کے خون کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی کھوپڑی سے ایک الّو نکل کر چیختا ہے اور جب بدلہ لے لیا جائے تو مقتول کی روح کو تسکین ہو جاتی ہے اور الو خاموش ہو جاتا ہے۔ حدیث اس توہّم کی تردید کرتی ہے۔ اس الو نکلنے کو ''الصدی'' بھی کہا جاتا ہے۔

((وَلَا صَفَرَ)) عرب کا ایک غلط خیال یہ بھی تھا کہ بھوک پیٹ میں موجود ایک کیڑے (سانپ) کی وجہ سے لگتی ہے اور اسے صفر کہتے تھے۔ جانوروں کی بھوک کے متعلق بھی ان کا یہ خیال تھا۔ اہل عرب سمجھتے تھے کہ یہ چیز کھجلی اور خارش سے کہیں بڑھ کر متعدی ہوتی ہے، یہ بھی ان کا صرف ایک وہم تھا اور ہماری شریعت اس کی بھی تردید کرتی ہے۔ بعض کے نزدیک صفر سے مراد محرم کے بعد والا مہینہ ہے جسے وہ محرم الحرام کی بجائے بسا اوقات حرمت والا قرار دے دیا کرتے تھے اور اسے نامبارک سمجھا جاتا تھا۔ حقیقت میں کوئی دن، مہینہ یا عدد منحوس نہیں ہوتا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اہل عرب ازمنہ قدیم سے اس مہینے کو منحوس خیال کرتے تھے اور یہ بدعقیدگی ان میں نسل در نسل چلی آتی تھی۔ نبی اقدس ﷺ نے اس کی تردید فرمائی۔

((وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الأَسَدِ)) ''کوڑھ والے سے یوں بھاگ جیسے شیر سے بھاگتا ہے۔''

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: شاید اس جملے کا مطلب وہی ہو جو ((لَا يُورِدُ مُمَرِّضٌ عَلَى مُصِحٍّ)) ''بیمار اونٹوں والا تندرست اونٹوں والے کے ساتھ اپنے اونٹوں کو پانی نہ پلائے۔'' کا ہے۔

بعض نے کہا کہ اس میں کمزور لوگوں کے لیے رخصت کا پہلو ہے۔ جس طرح آپ ﷺ نے طاعون زدہ شہریوں کے متعلق فرمایا: ((إِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ فَلَا تَقْدَمُوْا عَلَيْهِ)) ''جب طاعون کی وبا کسی علاقہ میں ہو تو وہاں ہرگز نہ جاؤ۔'' جو شخص اللہ تعالیٰ پر توکل و اعتماد کی دولت سے مالا مال ہو وہ پرہیز نہ کرے تو بھی ٹھیک ہے بلکہ بدعقیدگی دور کرنے کے لیے نہایت مستحسن ہے۔ جیسے آپ نے ایک جذامی کے ساتھ کھانا کھایا اور فرمایا: ((كُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَى اللّٰهِ)) ''کھا، اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے۔''

جذام ایک موذی اذیت ناک مشہور بیماری ہے جس میں خون فاسد ہو جاتا ہے اور سارا جسم گلنے لگ جاتا ہے اور آخر میں ہاتھ پاؤں کی انگلیاں جھڑ جاتی ہیں اور مریض کے جسم سے بدبو اور تعفن آتا ہے۔ جو شخص کثرت سے ایسے مریض کے پاس بیٹھے اس کو مرض لگ جانے کا شدید خطرہ ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ کھانا پینا بھی سبب بن سکتا ہے۔ اسی طرح اگر بیوی کوڑھ والے خاوند کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے گی تو اسے بھی بیماری لگ جائے گی اور بعض اوقات یہ موذی مرض نسل در نسل چلتی ہے جس طرح خارش کا مسئلہ ہے۔ اس مسئلہ کو بیماری کے متعدی ہونے کے زاویہ نگاہ سے نہ

دیکھا جائے بلکہ یہ تو علم طب کا مسئلہ ہے جیسے کوئی آب وہوا ایک شخص کے ناموافق ہو جاتی ہے اور کسی دوسری جگہ کا پانی اور آب وہوا اس کے لیے صحت مند ثابت ہوتی ہے۔اس بات پر کہ اسباب کا خالق و مالک اللہ تعالیٰ ہے اور وہی ہوتا ہے جو منظورِ خدا ہوتا ہے، پر کامل یقین ہونا چاہیے۔فرمان خداوندی ہے: ﴿وَمَا هُمْ بِضَارِّيْنَ بِهٖ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ .... ''وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے۔'' (سورۂ بقرہ:۱۰۲)

فائدہ: موجودہ دور کے سائنسدان اور ڈاکٹرز جراثیم کے ذریعے سے بیماری پھیلنے کے قائل ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی جانتے ہیں کہ جراثیم تبھی اثر کر سکتے ہیں جب جسم میں موجود قوت مدافعت کمزور ہو جائے۔گویا اصل سبب جراثیم کا وجود نہیں بلکہ جراثیم کے حفاظتی نظام کی کمزوری ہے۔آپ دیکھتے ہیں کہ غریبوں کے بچے خالی پلاٹوں میں کھڑے گندے پانی میں پھرتے رہتے ہیں، اپنی گیند اُٹھانے کے لیے بارہا اس پانی میں کود جاتے ہیں۔موسم گرما میں سارا دن نہر کے آلودہ پانی میں نہاتے رہتے ہیں۔گٹر صاف کرنے والے غوطہ خور گٹروں میں اتر جاتے ہیں، لیکن صحت مند ہوتے ہیں اور کسی بیماری کا شکار نہیں ہوتے۔معلوم ہوا کہ اصل معاملہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، جب بیماری کا حکم ہوگا تو شیشہ محلوں اور گرد وغبار سے محفوظ اے سی کمروں اور صاف وشفاف غذا کھانے والے امیروں کے بچوں کو بھی لگ جائے گی، حیران کن بات یہ ہے کہ آج کل بھی پیچیدہ بیماریوں میں مبتلا ہونے والوں کی کثرت صاف کوٹھیوں میں رہنے والے امیر لوگ ہیں۔(ع،س)

(۳۱۴۹)۔أنا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِنْ ثَقِيفٍ ، مَجْذُومٌ لِيُبَايِعَهُ ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: ((ائْتِهِ فَأَخْبِرْهُ ، فَإِنِّي قَدْ بَايَعْتُهُ ، فَلْيَرْجِعْ۔))

جناب عمر بن الشرید اپنے والد محترم سیدنا الشرید رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: انہوں نے کہا: بنو ثقیف کا ایک کوڑھ والا شخص نبی ﷺ کے پاس بیعت کرنے کے لیے آیا۔میں نے اس کے آنے کی اطلاع نبی ﷺ کو دی تو آپ نے فرمایا: ''جا کر اسے بتلا دو کہ میں نے اس کی بیعت قبول کر لی ہے اور وہ واپس چلا جائے۔''

شرح: سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک کوڑھی کا ہاتھ پکڑا، اپنے ساتھ پیالے میں ڈال دیا (اور اسے کھانے میں شریک کر لیا) پھر فرمایا: ((كُلْ ثِقَةً بِاللّٰهِ وَتَوَكُّلًا عَلَيْهِ۔)) ......''کھا، اللہ پر اعتماد کرتے ہوئے اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے۔''

(۳۱۴۹) أخرجه مسلم: ۲۲۳۱

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: مروی ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ مجذوم کے ساتھ کھانا کھا لیا کرتے تھے۔

فائدہ: گزشتہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جذامی کو بیعت لیے بغیر واپس کر دیا۔ دراصل بیعت ایک وعدے کا نام ہے، اس میں مصافحہ صرف تاکید کے لیے ہوتا ہے۔ بغیر مصافحے کے بھی بیعت ہو جاتی ہے جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں سے بیعت لیتے وقت ان سے مصافحہ نہیں کرتے تھے۔ (بخاری: ٧٢١٤)

معلوم ہوا کہ احتیاط مقتضائے دانشمندی ہے اور یہ توکل کے خلاف نہیں، نیز مجذوم کو چاہیے کہ عام لوگوں سے الگ رہے تا کہ لوگوں کو اس سے تکلیف نہ پہنچے۔ موجودہ روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کر کے کھانے کے لیے کہا، یہ حکم خواص کے لیے ہے، وہ جذامی سے قرب رکھیں تو بھی قباحت نہیں کہ ان کے حق میں شرک میں گرفتار ہونے کا خطرہ نہیں۔ واللہ اعلم۔ (ع،س)

(٣١٥٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا عَدْوَى، وَلا طِيَرَةَ، وَلا غُولَ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیماری کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں، بدفالی کچھ نہیں اور نہ کوئی بھوت پریت ہے۔''

شرح: ((وَلا غُولَ)) ''اور کوئی چڑیل نہیں۔'' اس جملے کا یہ معنی ہرگز نہیں کہ کائنات میں چڑیل کا وجود ہی نہیں بلکہ اس کی نفی سے مراد یہ ہے کہ اہل عرب کا خیال تھا کہ جنگل میں شیاطین رہتے ہیں، وہ مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں اور سفر کرنے والوں کو صحیح راہ سے بھٹکا دیتے ہیں اور کبھی ہلاک کر دیتے ہیں۔ اس خیال کو غلط قرار دیا گیا ہے۔ (تَغَوَّلَ) ''رنگ بدلنا اور مختلف شکلوں میں ظاہر ہونا۔'' شریعت مطہرہ نے وضاحت کر دی کہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر گمراہ اور ہلاک کرنے پر قادر نہیں۔ ایک حدیث میں منقول ہے: ''جب بھوت مختلف شکلیں بدلتے ہوئے نظر آئیں تو فوراً اذان کہو۔'' (ضعیف، مسند احمد: ١٤٢٧٧)

مشہور ہے کہ غول سے مراد جادوگر، شیاطین اور جنات ہیں جو لوگوں پر جادو کرتے رہتے اور انہیں آ کر بھٹکا دیتے ہیں۔ لفظ غَول اور غُول قریب المعنی الفاظ ہیں۔ ایک کے معنی دوری اور بعد کے ہیں اور دوسرے کے ہلاک اور تباہ کر دینے کے۔ لفظ غَول مصدر ہے اور غُول اسم ہے۔

(٣١٥١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ،

(٣١٥٠) أخرجه مسلم: ٢٢٢٢

(٣١٥١) أخرجه البخاري: ٥٧١٧، ٥٧٥٧، ٥٧٧٠، ومسلم: ٢٢٢٠

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِي، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا عَدْوَى، وَلا هَامَةَ، وَلا نَوْءَ، وَلا صَفَرَ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوت کی کوئی حقیقت نہیں، کھوپڑی کے اُلو کی کوئی حقیقت نہیں، نہ کوئی ستارہ موثر ہے اور صفر کی (نحوست کی) کوئی حقیقت نہیں۔''

شرح ((لا نَوْءَ)) ''اہل عرب کا خیال تھا کہ بارش ستاروں کے طلوع ہونے کی بنا پر ہوتی ہے۔ ان کی تعداد اٹھائیس ہے اور چاند کی منزلیں بھی اٹھائیس ہی ہیں۔ وہ کہتے: ((مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا)) ''ہمیں فلاں ستارے کے طلوع ہونے کی بنا پر بارش ہوئی۔'' شریعت نے اس نظریے کی نفی کی اور کہا کہ سب کچھ اللہ کریم کے حکم سے ہی ہوتا ہے۔ جس طرح رسول اکرم ﷺ نے اپنے رب کی طرف سے اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا: ((مَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ، فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ بِي، كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ، وَمَنْ قَالَ: مُطِرْنَا بِنَوْءِ كَذَا، فَذَلِكَ كَافِرٌ بِي، مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ.)) ......''جس نے کہا: ہم پر بارش اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے برسی وہ تو میرے ساتھ ایمان رکھنے والا اور ستاروں کی تاثیر کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے کہا: ہمیں فلاں ستارے کی بنا پر بارش برسائی گئی تو وہ میرے ساتھ کفر کرنے والا اور ستاروں پر ایمان رکھنے والا ہے۔'' (صحیح بخاری: ٨٤٦، ١٠٣٨، صحیح مسلم: ٧١)

(٣١٥٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَفِيدُ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا عَدْوَى، وَلا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ: الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ، الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ.))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بیماری کا متعدی ہونا کوئی چیز نہیں، بدفالی کچھ نہیں اور فال مجھے پسند ہے (فال سے مراد) اچھا لفظ اور عمدہ جملہ ہے۔''

(٣١٥٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنِي أَبُو جَعْفَرٍ الرَّازِيُّ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

(٣١٥٢) أخرجه البخاري: ٥٧٥٦، ومسلم: ٢٢٢٤

(٣١٥٣) حسن لغيره ...... أخرجه الامام احمد في المسند: ٢٣٢٨

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَفَائَلُ ، وَلا يَتَطَيَّرُ ، كَانَ يُحِبُّ الاسْمَ الْحَسَنَ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اچھا شگون لیتے تھے اور بدفالی نہیں پکڑتے تھے۔ آپ اچھے نام کا سننا پسند کرتے تھے۔

تشریح لفظ (فال) مہموز الاصل ہے۔ اس کی جمع (فؤول) آتی ہے۔ ''فال'' کا لفظ اچھے اور برے دونوں شگونوں کے بارے میں استعمال ہوتا ہے جبکہ لفظ (طیرۃ) ''بدشگونی'' صرف اور صرف برے اور منحوس معنی ہی میں مستعمل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فال کو پسند کرتے کہ اس میں امید اور رجائیت کا پہلو پایا جاتا ہے جبکہ بدشگونی میں قنوطیت اور امورِ خیر سے کٹ جانے کا مفہوم ہے۔ واضح بات ہے کہ امید افزا پہلو ناامیدی اور نامرادی سے بہتر ہے۔

(۳۱۵۴)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَقُولُ: ((لا طِيَرَةَ ، وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا الْفَأْلُ؟ قَالَ: ((الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''بدشگونی جائز نہیں، ایسی سب چیزوں میں سے فال بہتر ہے۔'' آپ سے پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! نیک فال کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا کلمہ جو تمہیں سنائی دے۔''

تشریح جناب اصمعی کہتے ہیں کہ میں نے محدث ابن عون سے پوچھا کہ فال سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: ایک مریض شخص۔ (یا سالم) ''اے تندرست وتوانا!'' کا جملہ سنے یا کسی چیز کا متلاشی شخص (یَاوَاجِدُ) ''اے مراد کو پانے والے!'' کا کلمہ سماعت کرے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کے لیے باہر نکلتے تو آپ کو یہ بات اچھی لگتی کہ آپ (یَارَاشِدُ) ''اے رشد وہدایت والے!'' اور (یَا نَاجِحُ) ''اے کامرانی سے ہمکنار ہونے والے!'' کے کلمات سنیں۔

(صحیح، ترمذی: ۱۶۱۶)

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے تھے۔ آپ جب کسی عامل کو بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے، اگر آپ کو اس کا نام اچھا لگتا تو آپ خوش ہوتے اور خوشی کے آثار آپ کے چہرے پر دکھائی دیتے اور اگر اس کے نام کو ناپسند جانتے تو آپ کے چہرے پر ناگواری کے آثار دکھائی دیتے اور جب آپ کسی بستی میں داخل

(۳۱۵۴) أخرجه البخاري: ۵۷۵۴ ، ومسلم: ۲۲۲۳

ہوتے تو بستی کا نام دریافت فرماتے۔ اگر آپ کو اس کا نام اچھا لگتا تو آپ خوش ہوتے اور خوشی کے آثار چہرے پر دکھائی دیتے اور اگر اس نام کو ناپسند فرماتے تو ناگواری کے اثرات آپ کے چہرے پر نمایاں ہوتے۔

(صحيح، ابوداود: ۳۹۲۰)

انسان کو اپنے بچوں، خادموں اور متعلقین کے نومولود افراد کے عمدہ، معنی خیز اور پیارے ناموں کا انتخاب کرنا چاہیے کیونکہ برے نام رکھنے والوں کے ساتھ بسا اوقات ان کے معنی کے مطابق تقدیر چل جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ایک عجیب اور حیران کن واقعہ ملاحظہ کریں۔

جناب یحییٰ بن سعید سے مروی ہے کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک شخص سے اس کا نام دریافت کیا تو اس نے کہا کہ میرا نام جمرہ (انگارہ) ہے۔ آپ نے پوچھا: والد کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: شہاب (شعلہ) ہے۔ حضرت نے پوچھا: تیرا قبیلہ کونسا ہے؟ اس نے کہا: میں بنو حرقہ (آگ والوں) میں سے ہوں۔ آپ نے دریافت کیا: تو کس جگہ سکونت پذیر ہے؟ اس نے کہا: (حرّة النار) ''آتشیں میدان'' میں۔ اس کے کس محلے میں بستے ہو؟ اس نے کہا: ذات لظی ''بھڑکتی آگ والے'' نامی محلے میں۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اپنے گھر والوں کی خبر لے وہ تو جل چکے ہیں۔ وہ جب گھر گیا تو واقعتاً اس نے ویسا ہی منظر پایا جیسا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا۔ (مؤطا امام مالك: ۱۸۲۰)

(۳۱۵۵)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَوْفٍ الْعَبْدِيِّ، عَنْ حَيَّانَ......

عَنْ قَطَنِ بْنِ قَبِيصَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْعِيَافَةُ، وَالطَّرْقُ، وَالطِّيَرَةُ مِنَ الْجِبْتِ۔))

جناب قطن بن قبیصہ اپنے والد سیدنا قبیصہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پرندوں کو اڑا کر فال لینا، کنکریوں سے یا زمین پر خط کھینچ کر فال لینا اور بدشگونی لینا یہ سب جادو میں سے ہے۔''

شرح: ((الْعِيَافَة)) سے مراد پرندے اڑا کر فال لینا ہے، اگر وہ دائیں طرف چلا جاتا تو کہتے کہ کام ہو جائے گا اور اگر بائیں طرف جاتا تو کہتے کہ یہ کام نہیں ہوگا۔

((الطَّرْق)) ''کنکریوں کو زمین پر پھینک کر فال نکالنا۔'' اس لفظ کے لغوی معنی ''مارنے اور کوٹنے'' کے ہیں۔ اسی لیے لوہار اور سنار کے ہتھوڑے کو عربی زبان میں (مِطْرَقَة) ''ہتھوڑا'' کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ لوہا یا سونا کوٹا جاتا ہے۔ ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا: ''الجِبْت'' سے مراد جادوگر اور ''الطارِق'' سے مراد کاہن ہے۔

(۳۱۵۵) ضعیف ......أخرجه ابوداود: ۳۹۰۷

(٣١٥٦)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّيْسَفُونِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ التُّرَابِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْبَسْطَامِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ الْقُرَشِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَرْزُوقٍ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ ، عَنْ عِيسَى الأَسَدِيِّ ، عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الطِّيَرَةُ مِنَ الشِّرْكِ ، وَمَا مِنَّا إِلا ، وَلَكِنَّ اللّٰهَ يُذْهِبُهُ بِالتَّوَكُّلِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بدفالی شرک ہے اور ہم میں سے ہر کسی کو کوئی نہ کوئی وہم ہو ہی جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی وجہ سے اسے دفع کر دیتا ہے۔''

تشریح: ((وما منا الا)) یہ جملہ مختصر ہے اور سامع اور مخاطب کے فہم پر اعتماد کرتے ہوئے اسے ادھورا چھوڑ دیا گیا ہے۔ ترجمہ کرتے ہوئے ہم نے اس کے حذف کو کھول دیا ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ امام سلیمان بن حرب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ یہ ((وَمَا مِنَّا اِلَّا)) کے الفاظ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں بلکہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہیں۔

فائدہ: اگر کسی موقع پر دل میں بدشگونی کا تصور پیدا ہو جائے تو اس کا علاج اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل ہے۔ یعنی یہ حقیقت ذہن میں لائی جائے کہ خیر و شر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ یہ پرندے اور دیگر مخلوقات بھی کسی مصیبت کا باعث نہیں نیز ہندسوں اور حرفوں پر انگلی رکھنا، طوطے سے فال نکلوانا اور اس قسم کے مختلف طریقوں سے فال نکالنا سب منع ہے۔ (ع،س)

سیدنا سعد بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا هَامَةَ ، وَلَا عَدْوَى ، وَلَا طِيَرَةَ ، وَإِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ ، فَفِي الْمَرْأَةِ ، وَالْفَرَسِ ، وَالدَّارِ۔)) ......''کھوپڑی کے اُلو کی کوئی حقیقت نہیں، چھوت کی کوئی حقیقت نہیں، بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں، اگر کسی چیز میں بدشگونی ہوتی تو عورت، گھر اور گھوڑے میں ہوتی۔'' (صحیح، ابوداود: ٣٩٢١)

((إِنْ تَكُنِ الطِّيَرَةُ فِي شَيْءٍ)) ''اگر کسی چیز میں بدشگونی ہوتی۔'' بعض اہل علم کے نزدیک اس جملہ کا مفہوم بدشگونی کی نفی کرتا ہے کہ اگر بدفالی پائی جاتی تو مذکورہ تین چیزوں میں ہوتی، جب ان میں نہیں تو کسی اور چیز میں اس کا پایا جانا اور اس کی موجودگی کا عقیدہ رکھنا عبث اور فضول ہے۔ البتہ کسی کو کوئی گھر رہائش کے اعتبار سے موزوں نہیں لگتا، پڑوس اچھا نہیں، گھر میں دھوپ، چھاؤں اور ہوا کی پہنچ نہیں، وہ تنگ و تاریک ہے۔ یا کسی خاتون سے اس کا مزاج ہم آہنگ نہیں ہوا، کھینچا تانی بدستور چلتی رہتی ہے، وہ بدزبان اور بے دین واقع ہوئی ہے، اسی طرح گھوڑا اڑیل ہے، موقع

(٣١٥٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٣٩١٠ ، والترمذی: ١٦١٤ ، ابن ماجه: ٣٥٣٨

بے موقع اڑ جاتا ہے، سوار کو گرا دیتا ہے تو اسے ان چیزوں سے جان چھڑا لینی چاہیے تاکہ اس کے دل کی ناپسندیدگی کا علاج ہو جائے اور اس کی زندگی کے شب و روز معمول پر آ جائیں۔ پس اتنی سی بدشگونی کا کوئی چکر نہیں جیسے مروی ہے کہ ایک شخص نے گھر خریدا اور ناموافق پایا تو آپ ﷺ سے اس کا اظہار بایں الفاظ کیا: اے اللہ کے رسول! ہم پہلے جس گھر میں بستے تھے وہاں ہر قسم کی ریل پیل تھی، افرادِ خانہ کی تعداد بہت زیادہ تھی اور اب جس گھر میں ہیں روز بروز مال و دولت گھٹتا اور سمٹتا جاتا ہے، افراد خانہ قلت کا شکار ہیں، ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی رہائش ترک کر دو، وہ مذموم جگہ ہے۔'' آپ نے انہیں نقل مکانی کا حکم دیا کیونکہ وہاں کی سکونت سے وہ سخت وحشت زدہ اور کبیدہ خاطر تھے تاکہ ان کا وہم جاتا رہے نیز بے چینی، اضطراب اور کراہت والی صورتحال سے نجات ملے۔

(12)......بَابُ الْكِهَانَةِ

کہانت کا بیان

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ﴾ ''کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ ملا؟ جو بت کا اور باطل معبود کا خیال رکھتے تھے۔'' (سورۂ نساء:۵۱)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿الْجِبْتُ﴾ سے مراد جادو ہے اور ﴿الطَّاغُوتُ﴾ سے مراد شیطان ہے۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿الطَّوَاغِيتُ﴾ .... سے مراد وہ کاہن اور غیب کی خبریں بتانے کا دعوی کرنے والے وہ افراد ہیں جن کے شیاطین کے ساتھ گہرے مراسم ہوتے تھے اور ہر قبیلہ میں ایک شخص ایسا ضرور ہوتا تھا۔

جناب عکرمہ نے کہا: (الجِبْت) سے مراد حبشہ کی زبان میں شیطان ہے اور ﴿الطاغوت﴾ سے مراد کاہن ہے۔

ایک قول کے مطابق ﴿الجِبْت﴾ سے مراد ہر وہ چیز یا شخص ہے جس کی اللہ عزوجل کے علاوہ عبادت کی جائے۔ (اور وہ اپنی عبادت پر راضی ہو) بہرحال ان الفاظ کے یہ سارے معنی بیان کیے گئے ہیں۔

(٣١٥٧)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الْكُهَّانَ قَدْ كَانُوا يُحَدِّثُونَنَا بِالشَّيْءِ، فَيَكُونَ حَقًّا، قَالَ: ((تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ، فَيَقْذِفُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ،

ام المومنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کاہن حضرات بعض اوقات ہمیں کچھ باتیں بتایا کرتے تھے اور وہ سچ نکلا کرتی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کلمہ حق ہوتا ہے، جس کو کاہن کسی

(٣١٥٧) أخرجه البخاري: ٥٧٦٢، ومسلم: ٢٢٢٨

فَيَزِيدُ فِيهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ۔))

جن سے سن لیتا ہے، وہ جن اپنے دوست کاہن کے کان میں ڈال جاتا ہے اور پھر یہ کاہن اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر بیان کرتے ہیں۔''

شرح ((يَـخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ)) ''یعنی ایک جن جلدی سے اس بات کو اُچک لیتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ﴾ .... ''مگر جو کوئی ایک آدھ بات اچک لے بھاگے۔'' (سورۂ صافات: ۱۰)

(۳۱۵۸)۔أَخْبَـرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْـنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ بِشْرَانَ السُّكَّرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الصَّفَّارُ، حَـدَّثَـنَـا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَيَّارٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

حَـدَّثَـنَـا مُـعَاوِيَةُ بْنُ الْحَكَمِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُـولَ الـلّٰـهِ! مِـنَّـا رِجَـالٌ يَتَطَيَّرُونَ؟ قَالَ: ((ذَلِكَ شَـيْءٌ تَـجِـدُونَـهُ فِـي أَنْفُسِكُمْ، فَلَا يَـصُـدَّنَّـكُـمْ)) قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَلٌ يَأْتُونَ الْـكُـهَّـانَ؟ قَـالَ: ((فَلَا تَأْتُوهُمْ)) قَالَ: قُلْتُ: وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ، قَالَ: ((خَطَّ نَبِيٌّ، فَمَنْ وَافَقَ عِلْمَهُ عَلِمَ۔))

سیدنا معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! (جاہلیت میں) ہمارے کچھ افراد بدشگونی پکڑا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ ایسی چیز ہے جو تمہارے دل میں بے اختیار پیدا ہو جاتی ہے لیکن تمہیں کام کرنے سے ہرگز نہ روکے۔'' اس نے کہا: میں نے دریافت کیا: ہم کاہنوں کے پاس جایا کرتے تھے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو۔'' اس نے کہا: میں نے دریافت کیا: ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا: ''ایک پیغمبر خط کھینچا کرتے تھے۔ پس جس شخص کے خطوط ان کے خطوط کے موافق ہو گئے وہ تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔''

شرح ((ذَلِكَ شَيْءٌ تَجِدُونَهُ فِي أَنْفُسِكُمْ)) ''یہ ایسی چیز ہے جو تمہارے دلوں میں بے اختیار پیدا ہو جاتی ہے۔'' یعنی کسی موقع پر دل میں خواہ مخواہ بدشگونی کا تصور پیدا ہو جاتا ہے اور انسان بسا اوقات اوہام وظنون اور خیالات فاسدہ کی زد میں آجاتا ہے حالانکہ بدشگونی کی حیثیت ایک وہم سے زیادہ نہیں، یہ پرندے اور دوسری مخلوقات کسی مصیبت کا باعث نہیں، اس کا علاج اللہ تعالیٰ پر توکل ہے۔ یعنی یہ حقیقت ذہن میں لائی جائے کہ خیر وشر کا مالک اللہ ہے۔

(۳۱۵۸) أخرجه مسلم: ۵۳۷

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: کہانت کرنا باطل اور حرام ہے کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ أَتَى كَاهِنًا ، فَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ ، فَقَدْ بَرِءَ مِمَّا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔)) ......"جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی، تو وہ شخص اس وحی سے دور ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔" (صحیح، ابوداود: ٣٩٠٤، ترمذی: ١٣٥، ابن ماجہ: ٦٣٩)

جناب قتادہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں: "مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَسَأَلَهُ وَصَدَّقَهُ بِمَا يَقُولُ ، فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلَى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔" ......جو شخص کاہن کے پاس گیا اور اس سے غیب کی خبریں دریافت کیں اور اس کی باتوں کی تصدیق کی تو اس شخص نے اس وحی کے ساتھ کفر کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔" (مسند بزار)

سیّدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ ، لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبِعِينَ لَيْلَةً۔)) ......"جو شخص "عرّاف" گمشدہ یا چوری کا پتہ بتانے والے کے پاس گیا اور اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا تو اس کی چالیس روز کی نماز قبول نہیں ہوگی۔" (صحیح مسلم: ٢٢٣٠)

کاہن وہ شخص ہے جو غیبی امور کے جاننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ زمانہ آئندہ میں وقوع پذیر ہونے والے امور کے متعلق پیش گوئیاں کرتا ہے، کائنات کے اسرار اور مغیبات سے واقف ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ ملک عرب کے اندر کہانت کا پیشہ زوروں پر تھا۔ لوگ ان پر اندھا اعتماد کرتے تھے اور انہیں اپنی پیشہ ورانہ صلاحیتوں پر بڑا ناز تھا۔ بعض کا تو یہاں تک دعویٰ تھا کہ ان کا جنات کے رئیس کے ساتھ رابطہ رہتا ہے اور وہ ان کا تابع ہے اور انہیں غیبی امور کے متعلق مسلسل اطلاعات فراہم کرتا رہتا ہے۔ بعض حضرات کا دعویٰ تھا کہ وہ اپنی ذاتی صلاحیتوں اور خداداد فہم وفراست کی بنا پر معاملات کا ادراک کر لیتے ہیں۔

عرّاف وہ شخص ہوتا ہے جو معاملات کی جزئیات سے کلیات تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑے بڑے نتائج اخذ کرنے کا دعویٰ رکھتا ہے۔ مثلاً چوری کا مال دیکھ کر چور کا پتہ بتانا، گم شدہ چیز کا مقام ومحل متعین کرنا، زنا کی مرتکب عورت سے زانی مرد تک رسائی حاصل کرنا وغیرہ وغیرہ۔ لوگ ستارہ شناس (منجّم) کو بھی کاہن کہہ دیتے ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَنِ اقْتَبَسَ عِلْمًا مِنَ النُّجُومِ ، اقْتَبَسَ شُعْبَةً مِنَ السِّحْرِ۔)) ......"جس نے ستاروں کا تھوڑا سا علم سیکھا، اس نے جادو کا ایک حصہ سیکھ لیا۔"

(حسن، ابوداود: ٣٩٠٥، ابن ماجہ: ٣٧٢٦)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: علم نجوم سے مراد ستاروں کا ایسا علم ہے جس سے لوگ اپنے خیال میں قسمت کا حال معلوم

کرتے ہیں یعنی ہماری زندگی میں آئندہ برسوں میں کیا کچھ ہونے والا ہے؟ ہمیں کن کن خطرات اور شدائد سے واسطہ پڑنا ہے؟ اور کون کونسی خوشیاں اور مسرتیں حاصل ہونی ہیں؟ یہ ممنوع ہے۔ اسی طرح کچھ حضرات کا دعوی ہے کہ ہم سائنسی آلات کے بغیر صرف اور صرف ستاروں کے ذریعے سے یہ معلوم کر سکتے ہیں کہ آندھیاں اور طوفان کب آئیں گے؟ بارشیں کب برسیں گی؟ برف کس کس علاقہ میں کس قدر پڑے گی؟ گرمی اور سردی کی کیا کیفیت رہے گی؟ نیز اشیاء کی گرانی اور ارزانی کا شیڈول اور گراف کیا رہے گا؟ آئندہ برس کونسی چیز کامیاب ہو کر مہنگی ہو جائے گی؟ اور کونسی سستی رہے گی؟ ایسی معلومات انہیں ستاروں کے متفرق اور متحد ہونے اور بکھرنے اور یکجا ہونے سے ہوتی ہے۔ یہ ذہن رکھنا باطل ہے۔ اس چیز کا علم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللَّـهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾ .... ''بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔'' (سورۂ لقمان: ۳۴) البتہ مختلف سائنسی آلات اور مشاہدہ و تجربہ کے ذریعے سے ستاروں اور سیاروں کے طبعی حالات معلوم کرنا، زوال اور غروب کا اندازہ لگنا، قبلہ کی سمت کا تعین کرنا، ستاروں کے طلوع و غروب سے وقت کا اندازہ لگانا یا چاند کی رفتار سے مہینے کے انتیس یا تیس دن کے ہونے کا اندازہ کرنا اور سفر کے دوران میں ستاروں سے جہت اور سمت کا تعین کرنا ممنوع علم نجوم میں شامل نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ .... ''اور وہ ایسا ہے جس نے تمہارے لیے ستاروں کو پیدا کیا، تاکہ ان کے ذریعے سے اندھیروں میں اور خشکی میں اور دریا میں بھی راستہ معلوم کر سکو۔'' (سورۂ انعام: ۹۷) نیز اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَعَلَامَاتٍ ۚ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُونَ﴾ .... ''اور بھی بہت سی نشانیاں مقرر فرمائیں اور ستاروں سے بھی لوگ راہ معلوم کرتے ہیں۔'' (سورۂ نحل: ۱۶) ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ ستارے اوقات کی معرف اور راستوں کی پہچان کا اہم ذریعہ ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتے تو کعبۃ اللہ سے دور رہائش پذیر لوگوں کے لیے قبلہ کی صحیح سمت کی تعیین ممکن نہ رہتی۔

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: علم نجوم صرف اسی قدر حاصل کرو جس سے قبلہ کی صحیح سمت معلوم کر سکو اور راستوں کا تعین ہو سکے۔ پھر مزید تفصیلات سے باز رہو۔ جناب طاؤس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو حروفِ ابجد تحریر کرتے اور ان کی ٹوہ میں لگے دیکھا، نیز انہیں ستارہ شناسی میں مشغول پا کر فرمایا: آخرت کے لحاظ سے یہ کام بے کار ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔

((وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّوْنَ)) ''ہم میں کچھ لوگ خط کھینچتے تھے۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: اس سے مراد زائچہ نگار کی لکیریں ہیں۔ ایک زمانہ تھا کہ لوگوں میں مستقبل کا حال معلوم کرنے کے لیے ان خطوط کا بڑا شہرہ رہا ہے لیکن اب یہ علم متروک ہو چکا ہے۔ اس کا طریقہ کار کچھ یوں تھا کہ غرض مند شخص مٹھائی اور شیرینی ہمراہ لے کر زائچہ نویس کے پاس

آتا، وہ اسے اپنے سامنے بٹھا لیتا، زائچہ نویس کے سامنے اس کا ایک شاگرد سلائی ہاتھ میں لیے موجود ہوتا۔ چنانچہ استاد اپنے شاگرد سے بہت ساری لکیریں مارنے کا حکم صادر کرتا، وہ عجلت کے ساتھ اتنی لکیریں کھینچ دیتا جو گنی اور شمار نہ کی جاسکتی تھیں، پھر اپنے شاگرد کو دو لکیریں مٹانے کے لیے کہتا، وہ آہستہ آہستہ مٹاتا چلا جاتا اور ساتھ یہ جملہ پڑھتا جاتا: (انی عیان اسرعا الْبَیَان) پھر بچ رہنے والی لکیروں کو ملاحظہ کرتا اگر آخر میں لکیروں کا جوڑا بچ جاتا تو اسے کامیابی اور کامرانی کی علامت سمجھا جاتا اور اگر ایک لائن بچ جاتی تو اسے ناکامی، نامرادی اور محرومی تصور کیا جاتا۔

((فَمَنْ وَافَقَ عِلْمُهُ عِلْمَ)) ''جس کا علم اس نبی کے علم سے مل گیا تو ٹھیک ہے۔'' ایک روایت میں یہ الفاظ آئے ہیں۔ ((فَمَنْ وَافَقَ خَطُّهُ فَذٰلِكَ)) ''پس جس شخص کی لکیریں ان کی لکیروں کے موافق ہوگئیں پھر تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔''

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس اسلوب کلام میں خط کھینچنے کا جواز نہیں بلکہ ممانعت اور زجر وتوبیخ کا پہلو پایا جاتا ہے کیونکہ اب خط کی درستی اور صحت معلوم کرنے کا کوئی عینی ذریعہ ہمارے پاس موجود نہیں، جس نبی کو یہ علم دیا گیا تھا، بطور معجزہ دیا گیا تھا اور علامت نبوت کے طور پر انہیں اس کی تفصیلات سے آگاہ کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم

(13)......بَابُ السِّحْرِ

جادو کا بیان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ .... ''بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔'' (سورۂ بقرہ:۱۰۲)

اللہ تعالیٰ کا فرمان مقدس ہے: ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى﴾ .... ''اور جادوگر کہیں سے بھی آئے، کامیاب نہیں ہوتا۔'' (سورۂ طہٰ:۶۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ .... ''اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کے شر سے (میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں)۔'' (سورۂ فلق:۴)

﴿النفاثات﴾ .... یہ مؤنث کا صیغہ ہے جو کہ (النفوس) محذوف موصوف کی صفت ہے۔ یعنی گرہوں میں پھونکنے والے نفسوں کی برائی سے پناہ۔ (نفث) بغیر تھوک کے پھونکنے کو کہتے ہیں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ .... ''اب تو موسیٰ علیہ السلام کو یہ خیال گزرنے لگا کہ ان کی رسیاں اور لکڑیاں ان کے جادو کے زور سے دوڑ بھاگ رہی ہیں۔'' (سورۂ طہٰ:۶۶) تخیل میں کوئی چیز حقیقت نہیں ہوتی۔ قرآن کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسیاں اور لاٹھیاں حقیقتاً سانپ نہیں تھیں۔

(٣١٥٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَخْبَرَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُبَّ حَتَّى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ شَيْئًا، وَمَا صَنَعَهُ، وَأَنَّهُ دَعَا رَبَّهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَفْتَانِي فِيمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيهِ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((جَاءَنِي رَجُلَانِ، فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِي، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلِي، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ الآخَرُ: مَطْبُوبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيدُ بْنُ الأَعْصَمِ، قَالَ: مَاذَا؟ قَالَ: فِي مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ، وَجُفِّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي ذَرْوَانَ وَذَرْوَانُ بِئْرٌ فِي بَنِي زُرَيْقٍ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَائِشَةَ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ! لَكَأَنَّ مَاءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُءُوسُ الشَّيَاطِينِ، قَالَتْ: قُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! هَلَّا أَخْرَجْتَهُ؟ قَالَ: ((أَمَّا أَنَا، فَقَدْ شَفَانِي اللّٰهُ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کر دیا گیا تھا اور اس کا اثر یہ تھا کہ آپ کو خیال ہوتا کہ آپ کوئی کام کر چکے ہیں حالانکہ وہ کام نہ کیا ہوتا۔ ایک دن آپ نے اپنے رب سے خوب دعائیں کیں۔ پھر فرمایا: ''اے عائشہ! کیا تجھے معلوم ہے اللہ تعالیٰ سے جو بات میں نے پوچھی تھی اس کا جواب اس نے مجھے دے دیا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! وہ کیا بات ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس دو فرشتے (سیدنا جبریل علیہ السلام اور سیدنا میکائیل علیہ السلام) آئے اور ایک میرے سر کے پاس کھڑا ہو گیا اور دوسرا پاؤں کی طرف، پھر ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا: ان صاحب کی تکلیف کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا کہ ان پر جادو کیا گیا ہے۔ پوچھا: کس نے ان پر جادو کیا ہے؟ دوسرے نے جواب دیا: لبید بن اعصم یہودی نے۔ پوچھا: کس چیز میں؟ جواب دیا کہ کنگھے اور بالوں میں جو نر کھجور کے خوشے میں رکھا ہوا ہے۔ پوچھا: اور وہ جادو رکھا کہاں ہے؟ جواب دیا: ذروان کے کنویں میں''۔ اور ذروان بنی زریق کا ایک کنواں ہے۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور فرمایا: ''اللہ کی قسم! اس کا پانی مہندی کے عرق جیسا سرخ ہے اور اس کے کھجور کے درخت شیاطین کے سروں جیسے ہیں۔'' فرماتی ہیں: میں نے عرض

(٣١٥٩) أخرجه البخاري: ٣١٧٥، ٣٢٦٨، ومسلم: ٢١٨٩

کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اسے نکلوایا کیوں نہیں؟
آپ ﷺ نے فرمایا: ''سن لے! اللہ تعالیٰ نے تو مجھے شفا
دے دی، میں نے ناپسند کیا کہ اب لوگوں میں ایک شور
پھیلے۔''

شرح ایک روایت میں ہے کہ دونوں فرشتوں نے آپ سے کہا: فلاں کنویں میں جایئے اور جادو کا سامان نکال لیجیے، چنانچہ اس کنویں میں جایا گیا تو وہاں بہت زیادہ گبریلے کپڑے تھے۔ جادو کا سامان نکالا گیا تو رسول اللہ ﷺ تندرست ہو گئے۔

((طُبَّ)) ''جادو کیا گیا۔'' سحر زدہ شخص کو ''رَجُلٌ مَطْبُوْبٌ'' کہا جاتا ہے۔ طب درحقیقت جادو کے شرعی توڑ اور صحیح علاج کو کہتے ہیں۔ مگر بطور کنایہ یا نیک فال کے طور پر جادو پر بھی یہ لفظ بول دیا جاتا ہے۔ جس طرح سانپ کے ڈسے ہوئے شخص کو سَلیم کہہ دیا جاتا ہے۔ اس میں دعا کا پہلو پایا جاتا ہے کہ اللہ کرے یہ شخص تندرست اور صحت مند ہو جائے۔

عربی زبان میں ہلاکت خیز، لق ودق اور درندوں سے اٹے ہوئے صحرا اور جنگل کو (فلاۃ) ''بچ نکلنے کی جگہ'' کہا جاتا ہے۔ ایسا بطور نیک شگون کے کہا جاتا ہے کہ اللہ کرے صحرا نورد اور جنگل کا راہی تباہیوں اور ہلاکتوں سے بچ کر کامیاب وکامران ہو جائے۔

بعض اہل لغت کا کہنا ہے کہ لفظ ''طب'' اضداد میں سے ہے۔ جادو اور اس کے علاج دونوں پر یہ لفظ بولا جاتا ہے اور جادو انسانی جسم کے لیے ایک مہلک ترین مرض ہے۔

((الْـمُشَاطَة)) ''وہ بال جو کنگھی کرتے وقت داڑھی یا سر کے بالوں سے جدا ہو جاتے ہیں۔'' ایک روایت میں ہے: ((فِیْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ مِنْ مُشَاقَةِ الکتَّان))

((الجُفّ)) ''نر کھجور کا خوشہ۔'' ایک روایت میں: ((جُبّ طَلْعَةِ ذَكَرٍ)) کے الفاظ بھی ہیں۔

ابو عمرو رحمہ اللہ نے کہا کہ نر کھجور کے خوشے پر جُفٌّ ، جُــبٌّ دونوں الفاظ بولے جاتے ہیں۔ بعض نے کہا کہ لفظ (جُـــب) کا معنی گابھے اور خوشے کی اندرونی والی طرف ہے۔ جس طرح اوپر سے نیچے تک کنویں کی اندرونی طرف کو بزبان عربی ''جُب'' کہا جاتا ہے۔

ایک روایت میں: ((تَحْتَ رَاعُوْفَةٍ فِیْ بِئْرِ ذَرْوَان)) کے الفاظ منقول ہیں۔ ((رَاعُوْفَة)) اس چٹان کو کہا جاتا ہے جس کو پانی کی سطح کے قریب دیوار سے قدرے آگے بڑھا کر لگایا جاتا ہے تاکہ کنویں کی صفائی کے موقع پر صفائی کرنے والا آدمی اس پر آسانی سے بیٹھ سکے۔ اسے ''راعوثہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے نیچے چھپا کر جادو کا سامان رکھا ہوا تھا۔

((کَانَّ نَخْلَهَا رُؤُسُ الشَّيَاطِيْنِ)) ''اس کے کھجور کے درختوں کے سر شیطانوں کے سروں جیسے تھے۔'' یعنی جس طرح سانپوں کے سر چپٹے اور کوٹے ہوئے ہوتے ہیں وہ بھی اس طرح تھے۔ عربی میں سانپ کو اس کی وحشت اور کراہت کی بنا پر شیطان کہا جاتا ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ اس تشبیہ سے مقصود صرف یہ ہے کہ کنویں کے آس پاس کے درخت حد درجہ بھیانک منظر پیش کر رہے تھے۔ انہیں دیکھنے سے ہی ایک انسان پر خوف و ہراس اور دہشت چھا جاتی تھی۔ بالکل اسی طرح جس طرح سانپ کو دیکھتے ہی تن بدن میں بجلی سی کوند جاتی ہے اور دل سے ھول کے طوفان اُٹھنے لگتے ہیں اور چہار سو وحشت کے منحوس سائے گھنے ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: بعض حضرات جادو کی حقیقت کے منکر ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اگر جادو کی اثر انگیزی کو مان لیا جائے تو اس سے شریعت کے معاملے میں خلل اندازی لازم آتی ہے اور وحی کا معاملہ متاثر ہوتا ہے، نیز ماننا پڑے گا کہ امت کی تعلیم و تربیت میں بہت ساری گمراہیاں موجود رہ گئی ہیں۔

جواباً عرض ہے کہ جادو ایک حقیقت ثابتہ ہے۔ اس کا وجود اس دنیا میں پایا جاتا ہے۔ جادو کی موجودگی پر اکثر باشندگان عرب، اہل فارس، اہل ہند اور بعض اہل روم متفق ہیں اور یہ لوگ اس ربع مسکون کے افضل ترین لوگ ہیں نیز پوری دنیا میں علم و حکمت اور دانش و بینش کے اعتبار سے بلند مقام پر فائز ہیں۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَيُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ .... ''وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے۔'' (سورۂ بقرہ:۱۰۲) اور اس کے علاج، استعاذے اور پناہ طلب کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ .... ''اور گرہ لگا کر ان میں پھونکنے والیوں کے شر سے (میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں) (سورۂ علق:۴) اس پر مستزاد یہ کہ نبی ﷺ سے بہت ساری احادیث میں جادو کی حقیقت کا تذکرہ منقول ہے جن کا انکار صرف وہی شخص کر سکتا ہے جو عین دوپہر کے وقت آفتاب کی موجودگی کے انکار کی جسارت رکھتا ہو اور جو شخص کسی بھی حقیقت ثابتہ کے انکار پر دلیر ہو۔

اسلامی فقہ میں جادوگر کی سزا کے حوالے سے مستقل ایک باب ہے اور فقہائے اسلام نے اس پر مسائل متفرع کیے ہیں۔ کیا یہ سب لوگ ناداں تھے کہ ایک غیر ثابت شدہ چیز پر اس قدر صلاحیتیں لگا دیں۔ اگر جادو کی کوئی حقیقت نہ ہوتی تو اس کے تذکرے کو یہ شہرت، تسلسل اور دوام حاصل نہ ہوتا۔ بہر تفصیل جادو کی نفی اور اس کا انکار جہل کو مستلزم ہے اور انکار کرنے والوں کا رد کرنا بھی فضول اور عبث سا کام ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جادو مان لینے سے شریعت میں خلل اور جھول ماننا لازم آتا ہے تو یہ ان کا خام خیال اور محض ایک وہم ہے۔

جادو بھی دیگر جسمانی بیماریوں کی طرح ایک مرض ہی ہے۔ جادوگر اپنی عملیات کے ذریعے سے دوسرے شخص پر عمل کرتا ہے جس سے وہ بیمار پڑ جاتا ہے اور اس کا جسم روز بروز گھلنے لگتا ہے۔ جادو کی تاثیر قتل کر دیئے جانے سے تو زیادہ نہیں، اسی طرح زہر کے اثر سے تو بڑھ کر نہیں، اسی طرح دوسری امراض خبیثہ کا معاملہ ہے۔

دیکھیے! سیدنا زکریا علیہ السلام اور ان کے فرزند کو قتل کر دیا گیا، خیبر میں ہمارے نبی ﷺ کو زہر دے دیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ انبیائے کرام پر جسمانی عوارض آتے رہتے ہیں۔ رہا دین کا معاملہ تو حضرات انبیائے کرام علیہم السلام اس سلسلہ میں معصوم ہوتے ہیں اور مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت میں ہوتے ہیں، نیز اللہ تعالیٰ اپنے دین کا نگہبان اور اپنی وحی کا پاسبان ہے۔ اس میں قطعی طور پر کسی فساد، خرابی، تبدیلی اور تحریف کو برداشت نہیں کرتا، زیادہ سے زیادہ آپ ﷺ کو بس یہ خیال گزرتا تھا کہ آپ نے وظیفہ زوجیت ادا کیا ہے حالانکہ ایسا ہوتا نہیں تھا اور اس کیفیت کو قرآن مجید کی اس آیت کریمہ ﴿فَيَتَعَلَّمُونَ مِنۡهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيۡنَ الۡمَرۡءِ وَزَوۡجِهِ﴾ .... ''پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں۔'' (سورۂ بقرہ:۱۰۲) کی قبیل سے سمجھنا چاہیے۔ جادو کا یہ شعبہ کہ جس سے میاں بیوی کے درمیان نفرت کی دیوار کھڑی کر دی جائے سب سے زیادہ مستعمل ہے۔ بہر حال آپ کے منصب نبوت پر جادو کا کوئی اثر نہیں پڑا اور آپ کی شریعت پوری طرح محفوظ و مامون رہی۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ۔

جادو ایک خلاف عادت امر ہے اور شیطانی عمل ہے جو شریر، بدباطن اور بدکار شخص سے صادر ہو اور وہ کسی انسان کو پھونکنے، چوکا لگانے اور وسوسہ ڈالنے وغیرہ سے متاثر کرتا ہے اور جادوگر باقاعدہ اس کی تعلیم حاصل کرتا ہے اور اپنے ساتھی جادوگروں سے اس پر معاونت طلب کرتا ہے۔ جنات تو ہر حال میں اس کے ہمراہ ہوتے ہیں۔ جب ایک شخص جادو کے عمل کو اپنے استاذ جادوگر سے سیکھ لیتا ہے تو پھر گرہوں میں پھونک کر دوسرے لوگوں پر اپنے عمل کا تجربہ کرتا ہے۔

عمدہ کلام اور شیریں مقال کے جادوئی اثر کا بھلا کون انکار کرسکتا ہے؟ الفاظ کا مناسب چناؤ اور موقع و محل کے اعتبار سے ان کا موزوں استعمال محفلیں لوٹ لیتا ہے، دل موہ لیتا ہے اور سامعین کو دیوانہ بنا دیتا ہے۔ لوگ خطیب کے سحر میں برسوں تک گرفتار رہتے ہیں۔ اسی طرح بھدی گفتگو، غیر مناسب الفاظ، غیر معیاری اندازِ تخاطب میں انقباض اور بوجھل پن محسوس ہوتا ہے اور مزاج میں تنفر پیدا ہو جاتا ہے۔ انسان غیض و غضب کا شکار ہو جاتا ہے۔ یہی حال جادو کا ہے کہ وہ بھی الفاظ اور اشلوک کا مجموعہ ہوتا ہے۔

تاریخ کے صفحات میں ایسے بہت سارے واقعات ثبت ہیں کہ لوگ تاثیر کلام کی بنا پر فوت ہو گئے یا غصے سے ان کی رگ پھٹ گئی۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں ان واقعات کا ضرور تذکرہ کرتا۔ انتهى كلام الخطابی رحمہ اللہ

فائدہ: جمہور اہل علم کا قول ہے کہ جادو کا اثر صرف تغیر مزاج میں ہوتا ہے لیکن حقیقت کا بدلنا کہ جمادات حیوانات ہو جائیں یا حیوان جمادات بن جائیں یہ جادو سے ناممکن ہے۔ معجزہ اور کرامت اور جادو میں یہ فرق ہے کہ جادوگر سفلی اعمال اور سامان کا محتاج ہوتا ہے مثلاً ناریل، گیرو، مردے کی ہڈیاں، سر کے بال، جسم سے لگے ہوئے کپڑے وغیرہ۔ کرامت میں سامان کی ضرورت نہیں ہوتی اور معجزہ میں پیغمبری کا دعویٰ ہوتا ہے اور مخالفین کے مقابلے میں اظہار اور غلبے کا پہلو ہوتا ہے اور کرامت کو تو اولیاء اللہ لوگوں سے چھپاتے پھرتے ہیں چہ جائے کہ ادّعا اور دعویٰ کریں۔ (ع،س)

(٣١٦٠)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الرِّجَالِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَائِشَةَ، زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا أَعْتَقَتْ جَارِيَةً لَهَا عَنْ دُبُرٍ مِنْهَا، ثُمَّ إِنَّ عَائِشَةَ مَرِضَتْ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا سِنْدِيٌّ، فَقَالَ: إِنَّكِ مَطْبُوبَةٌ، فَقَالَتْ: مَنْ طَبَّنِي؟ قَالَ: امْرَأَةٌ مِنْ نَعْتِهَا كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَالَ فِي حَجْرِهَا صَبِيٌّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: ادْعُوا لِي فُلَانَةَ لِجَارِيَةٍ لَهَا تَخْدُمُهَا، فَوَجَدُوهَا فِي بَيْتِ جِيرَانٍ لَهَا، فِي حَجْرِهَا صَبِيٌّ قَدْ بَالَ، فَقَالَتْ: حَتَّى أَغْسِلَ بَوْلَ هَذَا الصَّبِيِّ، فَغَسَلَتْهُ: ثُمَّ جَاءَتْ، فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ: أَسَحَرْتِينِي؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَقَالَتْ: لِمَ؟ قَالَتْ: أَحْبَبْتُ الْعِتْقَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَاللَّهِ لَا تَعْتِقِي أَبَدًا، فَأَمَرَتِ ابْنَ أَخِيهَا أَنْ يَبِيعَهَا مِنَ الْأَعْرَابِ مِمَّنْ يُسِيءُ مَلَكَتَهَا، ثُمَّ ابْتَعْ بِثَمَنِهَا رَقَبَةً حَتَّى أَعْتَقَهَا، فَفَعَلَتْ قَالَتْ عَمْرَةُ: فَلَبِثَتْ عَائِشَةَ مَا شَاءَ اللَّهُ مِنَ الزَّمَانِ، ثُمَّ إِنَّهَا رَأَتْ فِي النَّوْمِ أَنِ اغْتَسِلِي مِنْ ثَلَاثِ أَبْؤُرٍ يَمُدُّ بَعْضُهَا بَعْضًا، فَإِنَّكِ تُشْفَيْنَ، فَاغْتَسَلَتْ، فَشُفِيَتْ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی ایک لونڈی کو یہ کہا کہ میری وفات کے بعد تو آزاد ہے (مدبر کیا) پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیمار پڑ گئیں۔ ایک روز ان کے پاس سندی آیا تو اس نے کہا: آپ پر تو جادو ہو چکا ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: مجھ پر جادو کس نے کیا ہے؟ اس نے کہا: ایک عورت نے جس کا یہ یہ حُلیہ ہے اور اس کی گود میں بچے نے پیشاب کر رکھا ہے۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: فلاں کنیز کو بلاؤ جو ان کی خدمت اور گھریلو کام کاج کیا کرتی تھی۔ بلانے والوں نے اسے پڑوسیوں کے گھر موجود پایا اور واقعی اس وقت اس کی گود میں بچے نے پیشاب کیا ہوا تھا۔ اس نے کہا: میں پیشاب دھو کر آتی ہوں۔ چنانچہ وہ کپڑے دھو کر حاضر ہوئی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس سے دریافت کیا: کیا تو نے مجھ پر جادو کرایا ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کیوں؟ اس نے جواب دیا: آزادی کی محبت میں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ایک بھتیجے سے کہا کہ اسے بدخلق اور اُجڈ دیہاتیوں کے ہاں فروخت کر دے اور اس قیمت سے ایک گردن خرید کر اسے آزاد کر دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ عمرہ نے کہا: پھر کچھ عرصہ جتنا اللہ تعالیٰ کو منظور تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اسی کشمکش میں رہیں، پھر انہوں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے: آپ تین مختلف کنوؤں کا پانی لیں اور اسے

(٣١٦٠) صحيح ......أخرجه احمد مختصرا منه: ٢٤١٢٦

ملا کر غسل کریں تو آپ صحت یاب ہو جائیں گی، چنانچہ انہوں نے اسی طرح کیا اور شفا پائی۔

شرح مروی ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک عورت آئی اس نے پوچھا: اگر میں اپنے اونٹ کو قید کر لوں تو کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تو اپنے اونٹ کو محبوس کر لے۔ اس نے کہا: تو میں اپنے خاوند کو اپنا غلام بناؤں گی۔ اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اسے نکال باہر کرو! یہ تو جادوگرنی ہے۔ چنانچہ حاضرین نے اسے گھر سے باہر نکال دیا۔

مروی ہے کہ اس عورت نے کہا تھا: کیا میں اپنے اونٹ کو اپنی گرفت میں کر لوں؟ اس جملے کا مفہوم یہی ہے کہ میں اپنے خاوند کو اپنے شیشے میں اتار لوں۔ جب کوئی عورت اپنے خاوند کو اپنی پٹی پر لگا لے اور اسے اپنے اشاروں پر نچائے اور باقی بیویوں سے اسے اندھا کر دے تو اہل عرب کہا کرتے ہیں: ((اَخَذَتِ الْمَرْئَةُ زَوْجَها تَأْخِيْذًا)) ''فلاں عورت نے اپنے خاوند کو مکمل اپنی گرفت میں کر رکھا ہے۔''

جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے ایک ایسے شخص کے بارے میں تبصرہ کرتے ہوئے کہا جو مکمل طور پر اپنی عورت کے چنگل میں ہے کہ نرمی اختیار کی جائے، تحمل برتا جائے، تمہیں حلال امور میں عورت کی بات ماننے سے منع نہیں کیا گیا، البتہ حرام امور میں عورت کی رضا مندی اور چاہت کو مقدم رکھنا ممنوع ہے۔

جناب قتادہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ سے استفسار کیا کہ جس شخص پر جادو چل چکا ہو کیا اس سے جادو کا توڑ کرنا جائز ہے؟ انہوں نے کہا: جو شخص اپنے بھائی کو منفعت پہنچا سکتا ہو اسے ضرور پہنچانی چاہیے۔

جناب عطاء کا کہنا ہے کہ جو شخص اپنی عورت کی محبت میں اندھا ہو چکا ہو اور مکمل طور پر اس کے شیشے میں اتر چکا ہو اور مسحور (سحر زدہ) شخص کا ضرور علاج کرنا چاہیے۔

(14)......بَابُ قَتْلِ الْحَيَّاتِ
سانپوں کو قتل کرنا

(٣١٦١)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ...... عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ، وَذَا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سانپوں کو قتل کرو اور دو لکیروں والے اور دم کٹے

(٣١٦١) أخرجه البخاري: ٢٢٩٧، ٣٢٩٨، ومسلم: ٢٢٣٣

الطُّفْيَتَيْنِ، وَالأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ، وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ۔)) فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْتُلُ حَيَّةً، فَقِيلَ لَهُ: نُهِيَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ۔

کو قتل کرو کیونکہ یہ بینائی ضائع کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہر سانپ کو قتل کر دیا کرتے تھے تو ان سے کہا گیا کہ گھر میں موجود رہنے والے سانپوں کو مارنے سے روکا گیا ہے۔

(٣١٦٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ، وَاقْتُلُوا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ، وَالأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا تُسْقِطَانِ الْحَبَلَ، وَتَطْمِسَانِ الْبَصَرَ۔)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَرَأَى أَبُو لُبَابَةَ، أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَأَنَا أُطَارِدُ حَيَّةً، فَنَهَانِي، فَقُلْتُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَمَرَ بِقَتْلِهِنَّ، قَالَ: إِنَّهُ قَدْ نَهَى بَعْدَ ذَلِكَ عَنْ قَتْلِ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ قَالَ الزُّهْرِيُّ: وَهُنَّ الْعَوَامِرُ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرما رہے تھے: ''سانپوں کو مار ڈالو خصوصاً ان کو جن کی پشت پر دو لکیریں ہوتی ہیں اور دم کٹے سانپ کو قتل کر دو کیونکہ یہ دونوں حمل گرا دیتے ہیں اور آنکھ کی روشنی تک ختم کر دیتے ہیں۔'' سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک مرتبہ میں ایک سانپ کو مارنے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجھے ابو لبابہ رضی اللہ عنہ یا زید بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیا تو انہوں نے مجھے منع کیا، میں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انہیں مارنے کا حکم فرمایا تھا، انہوں نے کہا: پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو مار ڈالنے سے منع فرمایا۔ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: یہ سانپ جن ہوتے ہیں جو گھروں میں رہائش پذیر ہوتے ہیں۔

شرح: ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک مرتبہ میں ایک سانپ کو مارنے کی کوشش کر رہا تھا کہ مجھ سے ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے بآوازِ بلند کہا کہ اسے نہ مارو! میں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو سانپوں کے مارنے کا حکم دیا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ بعد میں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں رہنے والے سانپوں کو جو جن ہوتے ہیں مار ڈالنے سے منع فرمایا۔

((ذَا الطُّفْيَتَيْنِ)) لکیروں والے سانپ سے مراد ایک خاص قسم کا سانپ ہے جس کی پیٹھ پر دو لکیریں ہوتی

(٣١٦٢) انظر الحديث السابق

ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایسا سانپ خطرناک ترین ہوتا ہے۔

((الأَبْتَـــرَ)) ''دم کٹا سانپ۔'' مراد وہ سانپ ہے جس کی دم دیگر سانپوں کی طرح مخروطی نہیں ہوتی بلکہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے دم کاٹ دی گئی ہو۔ ایسا سانپ بھی زہریلا ہوتا ہے۔

((وَتَطْمِسَانِ الْبَصَرَ)) ''یہ بینائی ضائع کر دیتے ہیں۔'' یعنی نظر جاتی رہتی ہے۔

جب ایسے سانپوں کی نظر انسان کی نظر سے ٹکراتی ہے تو ان کے مزاج کی خاصیت کی بنا پر آدمی کی بینائی ختم ہو جاتی ہے۔ بعض نے اس جملے کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ ایسے سانپ آنکھوں پر لڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور ان کے ڈسنے کا ہدف انسان کی آنکھ ہوتی ہے لیکن پہلا معنی زیادہ صحیح ہے کیونکہ حدیث مبارکہ کے الفاظ صریح ہیں جو کسی تاویل کو برداشت نہیں کرتے اور وہ ہیں کہ وہ بینائی ضائع کر دیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔

مروی ہے کہ نبی ﷺ نے گھر کے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا ہے۔ مشہور ہے کہ گھریلوں سانپ جنہیں مارنے سے روکا گیا ہے وہ سفید پتلے اور لمبے ہوتے ہیں اور ضرر رساں نہیں ہوتے۔ منقول ہے کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: ہر قسم کے سانپوں کو قتل کرو سوائے سفید گھریلوں سانپوں کے جو چاندی کی چھڑی کی مانند ہوتے ہیں۔

(صحیح، ابوداود: ٥٢٦١)

(٣١٦٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ صَيْفِيٍّ مَوْلَى ابْنِ أَفْلَحَ......

عَنْ أَبِي السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ بَيْتَهُ، فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، فَجَلَسْتُ أَنْتَظِرُهُ حَتَّى قَضَى صَلَاتَهُ، قَالَ: فَسَمِعْتُ تَحْرِيكًا تَحْتَ سَرِيرٍ فِي بَيْتِهِ، فَإِذَا حَيَّةٌ، فَقُمْتُ لِأَقْتُلَهَا، فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنِ اجْلِسْ، فَلَمَّا انْصَرَفَ أَشَارَ إِلَى بَيْتٍ فِي الدَّارِ، فَقَالَ: تَرَى هٰذَا الْبَيْتَ؟ قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: إِنَّهُ كَانَ فِيهِ فَتًى مِنَّا حَدِيثُ عَهْدٍ بِعُرْسٍ، فَخَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْخَنْدَقِ،

جناب ہشام بن زہرہ بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ کے گھر پر ان سے ملنے کے لیے گیا، میں نے ان کو نماز میں مشغول پایا تو میں ان کے نماز مکمل ادا کرنے کے انتظار میں بیٹھ گیا تو اتنے میں میں نے چار پائی کے نیچے آہٹ وسرسراہٹ محسوس کی، دیکھا تو وہ ایک سانپ تھا۔ میں اُٹھا تا کہ اسے مار ڈالوں تو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے اشارہ کیا کہ بیٹھ جا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ایک کوٹھڑی مجھے بتائی اور پوچھا کہ یہ کوٹھڑی دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے کہا: اس میں ہماری قوم کا ایک جوان رہتا تھا جس کی نئی نئی شادی ہوئی تھی۔ ہم رسول اللہ ﷺ

(٣١٦٣) أخرجه مسلم: ٢٢٣٦

قَالَ: فَكَانَ الْفَتَى يَسْتَأْذِنُهُ بِأَنْصَافِ النَّهَارِ يَرْجِعُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَأْذَنَ يَوْمًا، فَقَالَ: خُذْ سِلاحَكَ فَإِنِّي أَخْشَى عَلَيْكَ قُرَيْظَةَ، فَأَخَذَ الرَّجُلُ سِلاحَهُ، ثُمَّ ذَهَبَ، فَإِذَا هُوَ بِامْرَأَتِهِ بَيْنَ الْبَابَيْنِ، فَهَيَّأَ لَهَا الرُّمْحَ لِيَطْعَنَهَا بِهِ، وَأَصَابَتْهُ الْغَيْرَةُ، فَقَالَتْ: اكْفُفْ عَلَيْكَ رُمْحَكَ حَتَّى تَرَى مَا فِي بَيْتِكَ، فَدَخَلَ، فَإِذَا حَيَّةٌ عَظِيمَةٌ مُنْطَوِيَةٌ عَلَى فِرَاشِهِ، فَأَهْوَى إِلَيْهَا بِالرُّمْحِ، فَانْتَظَمَهَا فِيهِ ثُمَّ خَرَجَ بِهِ، فَرَكَزَهُ فِي الدَّارِ، فَاضْطَرَبَتِ الْحَيَّةُ فِي رَأْسِ الرُّمْحِ، وَخَرَّ الْفَتَى صَرِيعًا، فَمَا يُدْرَى أَيُّهُمَا كَانَ أَسْرَعَ مَوْتًا، الْفَتَى، أَمِ الْحَيَّةُ؟ قَالَ: فَجِئْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْنَا ذَلِكَ لَهُ، وَقُلْنَا: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُحْيِيَهُ، قَالَ: ((اسْتَغْفِرُوا لِصَاحِبِكُمْ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنَّ بِالْمَدِينَةِ جِنًّا قَدْ أَسْلَمُوا، فَإِنْ رَأَيْتُمْ مِنْهُمْ شَيْئًا، فَآذِنُوهُ ثَلاثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنْ بَدَا لَكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ فَاقْتُلُوهُ، فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ۔))

کے ساتھ خندق کی طرف نکلے وہ جوان دو پہر کو آپ سے اجازت لیکر گھر آیا کرتا تھا۔ ایک دن اس نے آپ سے اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: ''ہتھیار لے کر جا کیونکہ مجھے بنوقریظہ کی طرف سے خطرہ ہے۔'' (جنہوں نے بدعہدی کی تھی اور مشرکوں کے ساتھ ہو گئے تھے) اس شخص نے اپنے ہتھیار سنبھالے اور چل دیا۔ جب اپنے گھر پہنچا تو اس نے اپنی بیوی کو دروازے کے دونوں پٹوں کے بیچ ہی کھڑا پایا۔ اسے غیرت لاحق ہوئی اور اپنی بیوی کو مارنے کے لیے نیزہ اُٹھایا۔ عورت نے کہا: اپنا نیزہ سنبھال اور گھر کے اندر جا کر دیکھ کہ میں گھر سے باہر کیوں نکلی ہوں؟ وہ اندر گیا تو دیکھا کہ ایک بڑا سانپ کنڈلی مارے ہوئے بستر پر بیٹھا ہے۔ جوان نے اس پر نیزہ اُٹھایا اور اسی نیزہ میں اسے پرو دیا۔ پھر نکلا اور نیزہ گھر میں گاڑ دیا۔ سانپ نیزے کی اَنّی پر لوٹ پوٹ ہوا۔ ادھر نوجوان بھی گر پڑا اور مر گیا۔ یہ معلوم نہ ہو سکا کہ دونوں میں سے کس کی موت پہلے واقع ہوئی۔ جوان کی یا سانپ کی؟ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور سارا ماجرہ بیان کیا اور ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کیجئے کہ مولائے کریم اسے پھر سے زندگی بخش دے۔ آپ نے فرمایا: ''اپنے ساتھی کے لیے بخشش طلب کرو۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مدینہ میں جن رہتے ہیں جو مسلمان ہو گئے ہیں پھر اگر تم سانپوں کو دیکھو تو تین دن تک ان کو خبردار کرو، اگر تین دن کے بعد نکلیں تو انہیں مار ڈالو، وہ شیطان ہیں۔''

شرح ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا ظَهَرَتِ الْحَيَّةُ فِي الْمَسْكَنِ، فَقُولُوا لَهَا: إِنَّا نَسْأَلُكَ بِعَهْدِ نُوحٍ، وَبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ أَلَا تُؤْذِينَا، فَإِنْ عَادَتْ، فَاقْتُلُوهَا۔)) ......''جب گھر میں کوئی سانپ دکھائی دے تو اسے کہو: تجھے وہ وعدہ یاد دلاتے ہیں جو تم سے سیدنا نوح علیہ السلام اور سیدنا سُلیمان بن داؤد علیہ السلام نے لیا تھا کہ ہمیں ایذا مت دو (اور آئندہ مت نکلنا) پھر اگر وہ نکلے تو اسے قتل کردو۔'' (ضعیف، ابوداود: ٥٢٦٠، ترمذی: ١٤٨٥)

سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے اور وہ اسے مرفوع بتاتے ہیں کہ ''الْجِنُّ ثَلَاثَةُ أَصْنَافٍ: صِنْفٌ لَهُمْ أَجْنِحَةٌ يَطِيرُونَ فِي الْهَوَاءِ، وَصِنْفٌ حَيَّاتٌ وَكِلَابٌ، وَصِنْفٌ يَحِلُّونَ وَيَظْعَنُونَ۔'' ...... جنات کی تین اقسام ہیں: ایک قسم کے تو پر والے ہوتے ہیں، وہ فضا میں اڑتے پھرتے ہیں۔ دوسری قسم رینگنے والے سانپوں اور کتے کی شکل میں پائے جاتے ہیں اور تیسری قسم کے جن چلتے پھرتے رہتے ہیں کچھ عرصہ ایک علاقے میں سکونت پذیر رہتے ہیں پھر وہاں سے کوچ کر جاتے ہیں۔'' (صحيح، مستدرك حاكم: ٣٧٠٢)

(٣١٦٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَا أَعْلَمُهُ إِلَا رَفَعَ الْحَدِيثَ أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِقَتْلِ الْحَيَّاتِ، وَقَالَ: مَنْ تَرَكَهُنَّ خَشْيَةً، أَوْ مَخَافَةَ ثَائِرٍ، فَلَيْسَ مِنَّا، قَالَ: فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ الْجَانَّ مَسْخُ الْجِنِّ، كَمَا مُسِخَتِ الْقِرَدَةُ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ۔

جناب عکرمہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرے علم کی حد تک وہ اس حدیث کو نبی ﷺ سے بیان کرتے تھے کہ آپ ﷺ سانپوں کو قتل کرنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور آپ کا فرمان ہے کہ جس نے سانپ کو خوف کی بنا پر یا بدلہ لیے جانے کے ڈر سے چھوڑ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔'' سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: باریک پھرتیلے سانپ جنات کی مسخ شدہ شکل ہیں۔ جس طرح بندر بنی اسرائیل کی مسخ شدہ شکل ہیں۔

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک روایت میں ہے کہ ((مَنْ خَشِيَ اِرْبَهُنَّ فَلَيْسَ مِنَّا))''جو شخص سانپ کے فتنے اور ہلاکت سے ڈرا وہ ہم میں سے نہیں۔'' یعنی جو شخص جاہلیت کے بے بنیاد نظریات کہ سانپ اپنے قاتل کے خواب وخیال میں آتا ہے اور اسے ڈراتا رہتا ہے۔ اسی بنا پر وہ آدمی بزدلی اختیار کرتا ہے اور مارنے کی

(٣١٦٤) صحيح ......أخرجه ابوداود بنحوه مختصرا: ٥٢٥٠

جرأت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔ ایک مرسل حدیث میں مذکور ہے کہ جب سے سانپوں کے ساتھ ہماری دشمنی پڑی ہے تب سے ہم نے ان سے صلح نہیں کی۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی قسم کے الفاظ مرفوعاً بھی منقول ہیں۔

(15)......بَابُ قَتْلِ الْوَزَغ
گرگٹ (چھپکلی) کو قتل کرنا

(٣١٦٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّحَّاكِيُّ الطُّوسِيُّ، بِهَا، حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سِخْتَوَيْهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُرَيْشِ بْنِ إِسْحَاقَ الْمُعَدَّلُ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنِ يَحْيَى، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَتَلَ وَزَغَةً فِي أَوَّلِ ضَرْبَةٍ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّانِيَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُونِ الأَوَّلِ، وَمَنْ قَتَلَهَا فِي الضَّرْبَةِ الثَّالِثَةِ، فَلَهُ كَذَا وَكَذَا حَسَنَةً لِدُونِ الثَّانِيَةِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص گرگٹ کو پہلی ضرب میں مار ڈالے، اس کو اتنا اتنا ثواب ہے اور جو دوسری ضرب میں مارے اس کو اتنا اتنا ثواب ہے لیکن پہلی بار سے کم اور جو تیسری ضرب میں مار ڈالے اس کو اتنا اتنا ثواب ہے لیکن دوسرے بار سے کم۔''

تشریح: جریر نے اپنی روایت میں یہ الفاظ بیان کیے ہیں: ''جس نے چھپکلی کو پہلی چوٹ ہی میں مار دیا اس کے لیے سونیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور دوسری بار میں اس سے کم اور تیسری مرتبہ میں اس سے بھی کم۔''

(صحیح مسلم: ٢٢٤٠)

(٣١٦٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَوِ ابْنِ سَلَامٍ عَنْهُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أُمِّ شَرِيكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِقَتْلِ الْوَزَغِ، قَالَ: ((وَكَانَ يَنْفُخُ عَلَى إِبْرَاهِيمَ۔))

سیدہ ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گرگٹ مارنے کا حکم دیا اور فرمایا: ''یہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آگ پر پھونکیں مارتا تھا۔'' (یعنی آگ کو مزید بھڑکاتا تھا۔)

(٣١٦٥) أخرجه مسلم: ٢٢٤٠

(٣١٦٦) أخرجه البخاري: ٣٣٥٩، ومسلم: ٢٢٣٧

تشریح: جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ گرگٹوں کو مارنے کا حکم دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ شیطان ہیں۔

(16)......بَابُ قَتْلِ الذَّرِّ
چیونٹیوں کو قتل کرنا

(٣١٦٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نَزَلَ نَبِيٌّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ تَحْتَ شَجَرَةٍ، فَلَدَغَتْهُ نَمْلَةٌ، فَأَمَرَ بِجِهَازِهَا فَأُخْرِجَ مِنْ تَحْتِهَا، فَأَمَرَ بِهَا فَأُحْرِقَتْ فِي النَّارِ، فَأُوحِيَ إِلَيْهِ: فَهَلَّا نَمْلَةً وَاحِدَةً۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انبیائے کرام علیہم السلام میں سے ایک درخت کے نیچے فروکش ہوئے (عزیر علیہ السلام یا موسیٰ علیہ السلام) تو ایک چیونٹی نے انہیں کاٹ لیا تو انہوں نے درخت کے نیچے واقع چیونٹیوں کا بل اکھیڑنے کا حکم دیا، بعد ازاں اس کے متعلق جلانے کا حکم صادر فرمایا، چنانچہ اسے جلا دیا گیا۔ ان کی طرف وحی کی گئی کہ آپ نے صرف ایک چیونٹی کو سزا کیوں نہ دی؟

تشریح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس وحی بھیجی کہ اگر تمہیں ایک چیونٹی نے کاٹ لیا تھا تو تم نے ایک ایسی خلقت کو جلا کر ہلاک کر دیا جو اللہ کی تسبیح بیان کرتی تھی۔'' (صحیح بخاری: ٣٠١٩، صحیح مسلم: ٢٢٤١)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چار جانوروں کو قتل کرنے سے منع فرمایا، چیونٹی، شہد کی مکھی، ہدہد اور ممولا۔'' (صحیح، ابوداود: ٥٢٦٧، وابن ماجہ: ٣٢٢٤)

ایسے حشرات الارض کو قتل کرنے سے اجتناب برتنا چاہیے جو ضرر رساں نہیں مثلاً بڑی ٹانگوں والی چیونٹیاں وغیرہ۔ البتہ وہ حشرات الارض جن سے انسانوں کو نقصان پہنچتا ہے اور بظاہر کوئی فائدہ نہیں پہنچتا انہیں قتل کرنا جائز ہے، جلانا جائز نہیں۔ اسی طرح بھڑوں کے چھتے کو بھی نہیں جلانا چاہیے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''آگ کا عذاب صرف آگ کا پروردگار ہی دے سکتا ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ٢٦٧٣)

امام مزی رحمہ اللہ نے کہا: لمبی ٹانگوں والی چیونٹی کو عربی میں ''النمل'' کہتے ہیں اور چھوٹی کو ''الذر'' کہتے ہیں۔

(٣١٦٧) أخرجه البخاري: ٣٠١٩، ٣٣١٩، ومسلم: ٢٢٤١

جناب عبدالرحمٰن بن عثمان کہتے ہیں کہ ایک طبیب نے نبی محترم ﷺ سے مینڈک کے متعلق پوچھا کہ اسے مار کر دوا میں استعمال کرلوں؟ تو آپ ﷺ نے اسے مینڈک کے قتل سے روک دیا۔ (صحیح، ابوداود: ۵۲۶۹)

(17)......بَابُ الدِّيْكِ

مرغ (کو برا بھلا کہنے کی کراہت)

(۳۱٦۸)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: لَعَنَ رَجُلٌ دِيكًا صَاحَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَلْعَنْهُ، فَإِنَّهُ يَدْعُو إِلَى الصَّلَاةِ۔))

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک مرغ نے آواز نکالی تو ایک شخص نے اس پر لعنت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''مرغ پر لعنت مت کرو، اس لیے کہ وہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔''

(۳۱٦۹)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَاجِشُونِيُّ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبِّ الدِّيكِ، وَقَالَ: ((إِنَّهُ يُؤَذِّنُ لِلصَّلَاةِ۔))

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرغ کو برا بھلا کہنے سے منع کیا اور فرمایا: ''یہ نماز کی اطلاع دیتا ہے۔''

شرح: یہ الفاظ بھی روایت کیے گئے ہیں: ((لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ، فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلَاةِ۔))......''مرغ کو گالی مت دو کیونکہ وہ نماز کے لیے جگاتا ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ۵۱۰۱)

فائدہ: ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نیکی میں جو بھی جس قسم کا تعاون کرے اس کی قدر کرنی چاہیے اور خود بھی لوگوں کو نیکی کی ترغیب دینا چاہیے اور اس میں تعاون کرنا چاہیے تا کہ عنداللہ حسن صلہ کا مستحق قرار پا سکے۔ اس مشینی دور سے پہلے جب اسپیکر ایجاد نہیں ہوئے تھے تو مؤذنوں کی آواز نہایت محدود ہوتی تھی اور بانگِ مرغ ہی اکثر لوگوں کو تہجد اور فجر کی نماز کے لیے جگایا کرتی تھی۔ (ع،س)

(۳۱٦۸) رجاله ثقات رجال الشيخين ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۱۷۰۳۱

(۳۱٦۹) انظر الحديث السابق ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۲۱۷۳۷

(18)......بَابُ قَتْلِ الْفَأْرَةِ

چوہا مارنا

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ((خَـمْـسٌ لا جُنَاحَ عَلَى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَـرَمِ وَالإِحْـرَامِ: الْـفَـأْرَةُ، وَالْغُرَابُ، وَالْحِدَّأَةُ، وَالْعَقْرَبُ، وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ۔)) ......''پانچ جانور ایسے ہیں جنہیں حرم میں اور حالت احرام میں بھی مار ڈالنے میں کوئی گناہ نہیں۔ چوہا، کوا، چیل، بچھو اور کاٹ لینے والا کتا۔'' (صحيح بخاری: ١٨٢٦، صحيح مسلم: ١١٩٩)

(٣١٧٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ......

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فَقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لا يُـدْرَى مَـا فَعَلَتْ، وَإِنِّي لا أَرَاهَا إِلا الْفَأْرَ، إِذا وُضِـعَ لَهَا أَلْبَانُ الإِبِلِ، لَمْ تَشْرَبْ، وَإِذَا وُضِـعَ لَـهَـا أَلْبَـانُ الشَّـاةِ شَرِبَتْ، فَحَدَّثْتُ كَعْبًا۔)) فَقَالَ: أَأَنْتَ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ يَقُولُهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ لِي مِرَارًا، فَقُلْتُ: أَفَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ؟

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں کچھ لوگ غائب ہو گئے، ان کی صورتیں مسخ ہو گئیں کچھ پتہ نہ چل سکا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا۔ میرا تو یہ خیال ہے کہ انہیں چوہے کی صورت میں مسخ کر دیا گیا کیونکہ چوہوں کے سامنے جب اونٹ کا دودھ رکھا جاتا ہے تو وہ اسے نہیں پیتے بنی اسرائیل کے دین میں اونٹ کا گوشت حرام تھا) اور اگر بکری کا دودھ رکھا جائے تو پی جاتے ہیں۔'' پھر میں نے یہ حدیث کعب احبار سے بیان کی تو انہوں نے پوچھا: کیا واقعی آپ نے نبی ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں انہوں نے کئی مرتبہ یہ سوال کیا۔ اس پر میں نے کہا: کیا میں توراۃ پڑھتا ہوں؟ (کہ اس سے نقل کر کے بیان کرتا ہوں) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ''چوہا کسی قوم کی مسخ شدہ صورت ہے اور اس بات کی نشانی یہ ہے (آگے اسی طرح بیان کیا)۔''

(٣١٧٠) أخرجه البخاری: ٣٣٠٥، ومسلم: ٢٩٩٧

(36)......كِتَابُ الرُّؤْيَا
خوابوں کا بیان

(1)......بَابُ تَحْقِيقِ الرُّؤْيَا
خواب کی شرعی حیثیت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بابت خبر دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ﴿اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی قَالَ یٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ .... ''میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے۔'' (سورۂ صافّات:۱۰۲)

فائدہ: معلوم ہوا کہ خواب اپنی ایک حقیقت رکھتا ہے۔ یہ کوئی بے بنیاد چیز نہیں کہ صرف واہمہ کہہ کر اس کی حیثیت ختم کر دی جائے، نیز پیغمبر کا خواب وحی اور حکم الٰہی ہوتا ہے۔ (ع،س)

(۳۱۷۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ......

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلا الْمُبَشِّرَاتُ)) قَالُوا: وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ؟ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبوت میں سے مبشرات کے سوا کچھ باقی نہیں رہا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دریافت کیا کہ مبشرات سے کیا مراد ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھے اور نیک خواب۔''

شرح: سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان: ﴿لَهُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا﴾ .... ''ان کے لیے دنیاوی زندگی میں خوش خبری ہے۔'' (سورۂ یونس:۶۴) کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس سے مراد اچھے خواب ہیں جن کو ایک مومن دیکھتا ہے یا اس کے لیے دیکھا جاتا ہے۔'' (صحيح لغيره، مسند احمد: ۲۲۷۵۰)

(۳۱۷۱) أخرجه البخاري: ٦٩٩٠

(٣١٧٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ السَّرَخْسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

شرح: ((جُزْءٌ مِنَ النُّبُوَّةِ)) ''نبوت کا حصہ ہے۔'' کہنے سے مقصود خوابوں کی حقیقت کو بیان کرنا ہے کہ جس طرح نبوت حق اور سچ ہے اسی طرح خوابوں کا پایا جانا بھی حقیقت ثابتہ ہے اور خوابوں کا نبوت کا جزو ہونا انبیاء اور رسل کے حق میں ہے باقیوں کے لیے نہیں۔ جناب عبد بن عمیر نے کہا: انبیائے کرام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔ پھر انہوں نے اپنے دعوے کی تائید میں قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ تلاوت کی: ﴿إِنِّىٓ أَرَىٰ فِى ٱلْمَنَامِ أَنِّىٓ أَذْبَحُكَ فَٱنظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَٰٓأَبَتِ ٱفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ﴾ .... ''میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔ اب تو بتا کہ تیری کیا رائے ہے؟ بیٹے نے جواب دیا کہ ابا! جو حکم ہوا ہے اسے بجالائیے۔'' (سورۂ صافات:١٠٢)

اس حدیث مبارکہ کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ خواب جملہ علوم نبوت میں سے ہے۔ اگرچہ نبوت ختم ہو چکی ہے اور باقی نہیں رہی لیکن علوم نبوت کا فیضان اور تسلسل باقی ہے۔ ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جس طرح نبوت ورسالت کا وجود یقینی اور قطعی ہے بالکل اسی طرح خوابوں کا وجود بھی قطعی ہے جیسا کہ آقا علیہ السلام نے فرمایا: ((الْهَدْيُ الصَّالِحُ، وَالسَّمْتُ الصَّالِحُ، وَالاقْتِصَادُ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔))...... ''عمدہ طرز عمل، باوقار ہیئت وصورت اور میانہ روی نبوت کے پچیس اجزاء میں سے ہے۔'' (ابوداود: ٤٧٧٦)

یعنی یہ عادات واطوار اپنے حسن وخوبی کی بنا پر نیز عمدگی اور استحباب کے لحاظ سے ان اخلاق فاضلہ میں سے ہیں جو انبیائے کرام میں پائے جاتے ہیں۔ لہٰذا ان کے حصول اور مزید اضافے کے لیے ان قدسی خصال کی اقتدا اور پیروی کرنی چاہیے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ جس شخص میں یہ شمائل حمیدہ اور اوصاف حسنہ پائے جائیں گویا اس میں نبوت کا کچھ حصہ پایا گیا، اس لیے کہ منصب نبوت کی تجزّی نہیں ہوسکتی اور رسول محترم ﷺ کے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہے۔ آپ کے فرمان کا یہی مطلب ہے: ((ذَهَبَتِ النُّبُوَّةُ، وَبَقِيَتِ الْمُبَشِّرَاتُ، الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ، أَوْ تُرَى لَهُ۔)) ''نبوت کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور مبشرات (خوشخبری دینے والی باتیں) باقی رہ گئی ہیں۔ یعنی مسلمان کا خود یا کسی اور کا اس کے لیے اچھا خواب دیکھنا۔'' (صحيح بخاري: ٦٩٩٠، صحيح مسلم: ٤٧٩)

(٣١٧٢) أخرجه البخاري: ٦٩٨٣، ومسلم: ٢٢٦٤

بعض اہل علم نے ''نبوت کے چھیالیسویں حصے۔'' کی یہ توجیہہ بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دورِ نبوت تیس سال کا ہے اور ان میں پہلے چھ ماہ تک آپ کو محض خواب آتے رہے جو اس قدر سچے اور حقیقت پر مبنی تھے جیسے رات کے اندھیرے کے بعد صبح صادق کا طلوع ہونا، چونکہ یہ چھ ماہ تیس سال کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ اس نسبت سے مومن کے خواب کے متعلق یہ کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم

فــائــده: سیدنا محمد ﷺ آخری نبی ہیں۔ ان کے بعد کوئی آدمی نبی نہیں ہوسکتا۔ اس لیے خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ خواب دیکھنے والا شرفِ نبوت میں شریک ہو جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ نبوت کے چھیالیس یا ستر حصے ہیں اور ان میں سے ایک حصہ اچھے خواب بھی ہیں۔ اگرچہ نبوت اب باقی نہیں رہی مگر اس کا یہ حصہ قیامت تک باقی ہے۔ اس بات کو مثال کے ساتھ یوں سمجھا جا سکتا ہے جیسے کوئی شخص کھڑا ہو کر بلند آواز سے ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' کہتا ہے تو اس کو مؤذن نہیں کہا جا سکتا حالانکہ یہ کلمہ اذان کا جزو ہے۔ اسی طرح اچھے خوابوں کو نبوت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ (ع،س)

(2)......بَابُ مَنْ رَأٰى شَيْئًا يَكْرَهُهُ

خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھنا

(٣١٧٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ......

أَبَا قَتَادَةَ بْنَ رِبْعِيٍّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الشَّيْءَ يَكْرَهُهُ، فَلْيَنْفُثْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ إِذَا اسْتَيْقَظَ، وَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ۔)) قَالَ أَبُو سَلَمَةَ: إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا هِيَ أَثْقَلُ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ، فَلَمَا سَمِعْتُ۔

ابو قتادہ بن ربعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بیان کرتے ہوئے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برے خیالات شیطان کی جانب سے ہیں۔ جب تم میں سے کوئی خواب میں ناپسندیدہ چیز دیکھے تو بیدار ہونے کے بعد تین بار بائیں طرف تھوکے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ طلب کرے، بلاشبہ برا خواب اسے ہرگز نقصان نہیں پہنچائے گا۔'' جناب ابوسلمہ نے کہا: میں بسا اوقات ایسے خواب دیکھتا ہوں جو مجھ پر پہاڑ سے بھی زیادہ بوجھل ہوتے

(٣١٧٣) أخرجه البخاري: ٣٢٩٢، ٥٧٤٧، ومسلم: ٢٢٦١

ہیں۔ جب سے میں نے یہ حدیث مبارکہ سن رکھی ہے مجھے ان کی کوئی پروا نہیں۔

(٣١٧٤)۔أَخبرَنَا أَبُو عُمر عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبرَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ، سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، قَالَ: كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا تَهُمُّنِي حَتَّى سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ، يَقُولُ: كُنْتُ أَرَى الرُّؤْيَا فَتُمْرِضُنِي حَتَّى سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يُحِبُّ، فَلا يُحَدِّثْ بِهِ إِلا مَنْ يُحِبُّ، وَإِذَا رَأَى مَا يَكْرَهُ، فَلا يُحَدِّثْ بِهِ، وَلْيَتْفُلْ عَلى يَسَارِهِ، وَلْيَتعوَّذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ، وَمِنْ شَرِّ مَا رَأَى، فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ۔))

جناب ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں برے خواب دیکھتا تو سخت فکر مند ہو جاتا یہاں تک کہ ایک روز میں نے سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ میں خواب دیکھتا اور ان کی وجہ سے بیمار پڑ جاتا۔ آخر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: ''اچھے خواب اللہ کی طرف سے ہوتے ہیں پس جب کوئی اچھا خواب دیکھے تو اس کا ذکر صرف اسی سے کرے جس سے وہ محبت کرتا ہو اور جب برا خواب دیکھے تو کسی کو نہ بتائے اور تین مرتبہ اپنی بائیں جانب تھوک دے اور اللہ تعالیٰ سے شیطان مردود کے شر سے پناہ طلب کرے اور اس چیز کے شر سے پناہ مانگے جو اس نے خواب میں دیکھا۔ پس وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

(٣١٧٥)۔أَخْبرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رُؤْيَا الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ)) وَقَالَ:

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف

(٣١٧٤) أخرجه البخاري: ٧٠٤٤، ومسلم: ٢٢٦١

(٣١٧٥) حديث صحيح

((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ، وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا يَخَافُهُ، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِ، فَإِنَّهُ لَا يَضُرُّهُ۔))

سے ہوتا ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے، جب تم میں سے کوئی خوفناک شیطانی خواب دیکھے، تو اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دے اور اللہ تعالیٰ سے اس کے شر سے پناہ مانگے۔ یقیناً وہ اسے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔''

شرح: ((الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ)) ''نیک خواب من جانب اللہ ہیں۔'' اس کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو کسی ملنے والی نعمت کی خبر دیتا ہے تاکہ انسان شکر گزار ہو (یا کسی آنے والی مصیبت سے متنبہ کر دیتا ہے تاکہ انسان اس سے بچنے کی دعا اور تدبیر کرے۔ (ع،س) اور شیطانی خوابوں سے مراد، جھوٹے خواب ہیں، وہ خواب شیطان انسان کو دکھاتا ہے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں سوءِ ظن کا شکار ہو اسی لیے ایسے خواب دیکھنے کے بعد بائیں طرف تھوکنے کا حکم ہے اور یہ کہ شیطان کے شر سے پناہ مانگی جائے۔ اس عمل سے مقصود شیطان کو بھگانا اور اسے ذلیل و رسوا کرنا ہے۔

((فَإِذَا حَلَمَ أَحَدُكُمْ حُلْمًا)) ''جب کوئی شیطانی خواب دیکھے۔'' 'ح، ل، م' کا لفظ خواب میں کچھ دیکھنے کے بارے میں بولا جاتا ہے۔ (حلُم) لام کے ضمہ کے ساتھ ہو تو معنی ہے: ''بلند مزاج کا حامل ہونا'' اور معمولی معمولی بات پر مشتعل نہ ہونا۔ اگر یہ لفظ ((حَلِمَ)) لام کے کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے تو معنی ہوگا: ''دباغت سے قبل چمڑے کا خراب ہونا۔''

(٣١٧٦)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ ......

عَنْ جَابِرٍ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا رَأَى أَحَدُكُمُ الرُّؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثًا، وَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ ثَلَاثًا، وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بُرا خواب دیکھے تو وہ بائیں جانب تین بار تھوکے اور تین بار اللہ تعالیٰ کی شیطان سے پناہ طلب کرے اور جس پہلو پر وہ سویا ہوا تھا اس کو بدل دے۔''

شرح: امیر المؤمنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ایک خط تحریر فرمایا جس کا مضمون مندرجہ ذیل تھا۔ اما بعد! میں تمہیں انھی باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا تمہیں قرآن حکم کرتا ہے اور میں تمہیں انھی امور سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہوں جن سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے باز رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔ میں تمہیں فقہ و سنت کے اتباع کا حکم دیتا

(٣١٧٦) أخرجه مسلم: ٢٢٦٢

ہوں اور یہ کہ تم عربی زبان میں سوجھ بوجھ پیدا کرو اور جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے اور اسے اپنے مسلمان بھائی کو بتائے تو اسے کہنا چاہیے کہ اس خواب کا اچھا پہلو ہمارے لیے ہے اور برا ہمارے دشمنوں کے لیے۔ جناب ابراہیم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ جب کوئی شخص برا خواب دیکھے تو یہ دعا پڑھے: (اَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ وَرُسُلُهٗ مِنْ شَرِّ رُؤْيَایَ اللَّیْلَةَ اَنْ تَضُرَّنِیْ فِیْ دِیْنِیْ اَوْ دُنْیَایَ یَا رَحْمَانُ) ''میں ان کلمات سے پناہ مانگتا ہوں جن کے ساتھ اللہ کے فرشتوں اور رسولوں نے پناہ طلب کی ہے، رات کو دیکھے گئے بدترین خواب سے، یہ کہ یہ خواب میری دنیا اور میرے دین کے لیے باعث مضرّت ہو، اے رحمان!'' جناب ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا: برا خواب دیکھنے والے کو حالت بیداری میں اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے اور خواب کے بداثرات سے بے پرواہ نہیں ہونا چاہیے۔

(3)......بَابُ أَقْسَامِ الرُّؤْيَا

خوابوں کی اقسام

(٣١٧٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُوَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورْبَذِيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَيُّوبَ السِّخْتِيَانِيِّ، وَهِشَامِ بْنِ حَسَّانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كَانَ آخِرُ الزَّمَانِ، لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَاأَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا، وَالرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ: رُؤْيَا بُشْرَى مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَرُؤْيَا مِمَّا يُحَدِّثُ بِهِ الإِنْسَانُ نَفْسَهُ، وَرُؤْيَا مِنْ تَحْزِينِ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ مَا يَكْرَهُ، فَلَا يُحَدِّثْ بِهِ، وَلْيَقُمْ وَلْيُصَلِّ، وَالْقَيْدُ فِي الْمَنَامِ ثَبَاتٌ فِي الدِّينِ، وَالْغُلُّ أَكْرَهُهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب آخری زمانہ ہوگا تو اس زمانے میں مومن کا خواب جھوٹا نہیں ہوگا اور زیادہ سچا خواب اس کا ہوگا جو روزمرہ زندگی میں بات چیت میں زیادہ سچا ہے اور خواب تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک اللہ کی طرف سے خوش خبری، دوسرے دل کے خیالات جو ایک انسان کے جی میں آتے ہیں اور تیسرے شیطان کی طرف سے غمزدہ کرنے کے لیے برے اور ڈراؤنے خواب۔ جب کسی کو ناپسندیدہ چیز نظر آئے تو کسی کو خواب نہ سنائے اور اُٹھ کر نماز پڑھے، خواب میں قید نظر آنے کا مطلب دین میں ثابت قدمی ہے اور طوق کو میں ناپسند کرتا ہوں۔''

(٣١٧٧) أخرجه البخاري: ٧٠١٧، ومسلم: ٢٢٦٣

شرح: اس حدیث مبارکہ میں بعض رواۃ سے ادراج ہو گیا ہے۔ یعنی انہوں نے جناب ابن سیرین رحمہ اللہ کے تبصرے کو حدیث مبارکہ کے الفاظ سمجھ کر بیان کر دیا ہے۔

(۳۱۷۸)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فِي آخِرِ الزَّمَانِ لا تَكَادُ رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ تَكْذِبُ، وَأَصْدَقُهُمْ رُؤْيَا أَصْدَقُهُمْ حَدِيثًا، وَالرُّؤْيَا ثَلاثَةٌ: الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ بُشْرَى مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَالرُّؤْيَا يُحَدِّثُ الرَّجُلُ بِهَا نَفْسَهُ، وَالرُّؤْيَا تَحْزِينٌ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا يَكْرَهُهَا، فَلا يُحَدِّثْ بِهَا أَحَدًا، وَلْيَقُمْ، فَلْيُصَلِّ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آخری زمانے میں مومن کا خواب شاذ و نادر ہی جھوٹا نکلے گا اور زیادہ سچا خواب اس کا ہوگا جو (روز مرہ زندگی میں) بات چیت میں زیادہ سچا ہے اور خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک نیک خواب جو کہ اللہ کی طرف سے خوشخبری ہوتا ہے۔ دوسرے دل کے خیالات اور وساوس۔ تیسرے شیطان کی طرف سے غم میں مبتلا کرنے کے لیے (برے اور ڈراؤنے خواب)۔ جب تم میں سے کسی کو ناپسندیدہ خواب نظر آئے تو کسی کو بیان نہ کرے اور اُٹھ کر نماز پڑھے۔''

شرح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے خواب میں قید ہونا پسند ہے اور میں طوق دیکھنے کو ناپسند جانتا ہوں۔ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((رُؤْيَا الْمُؤْمِنِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔)) ...... ''مومن کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔'' (صحیح مسلم: ۲۲۶۳)

اکثر راویان حدیث نے: ((إِذَا اقْتَرَبَ الزَّمَانُ یا إِذَا تَقَارَبَ الزَّمَانُ لَمْ تَكَدْ رُؤْيَا الْمُؤْمِنُ تَكْذِبُ۔)) ''جب زمانہ قریب ہوگا تو مومن کا خواب جھوٹا ثابت نہیں ہوگا۔'' (صحیح، ترمذی: ۲۲۷۰) کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ شارحین حدیث نے ان الفاظ کے مفہوم میں اختلاف کیا ہے۔ ان الفاظ کا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس سے مراد قیامت کے قریب کا زمانہ ہے (جب کفر، فسق اور جہالت کا غلبہ ہوگا۔ سچے مومن بہت کم ہوں گے۔ ان مومنوں کے خواب سچے ہوں گے۔ (ع، س) جس طرح خود حدیث کے الفاظ میں صراحت موجود ہے۔ (حافظ ابن

(۳۱۷۸) أخرجه البخاري: ۶۹۸۸، ومسلم: ۲۲۶۳

حجر رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔(فتح الباری: ۱۲/ ۵۰۸) (ع،س))

جب کوئی چیز کمی کا شکار ہو اور روز بروز گھٹتی جائے تو عربی زبان میں اس کے لیے (تَقَارَبَ) کا لفظ بولا جاتا ہے۔ (تَقَارَبَ اِبِلُ فُلَانٍ) کے جملے کا معنی ہے کہ ''فلاں کے اونٹ دن بدن گھٹتے جا رہے ہیں۔'' پست قامت شخص کو بھی ''متقارب'' کہا جاتا ہے۔

ان الفاظ کا ایک مطلب دن رات کا برابر اور ایک جیسا ہو جانا بھی ہے۔ بیان کی گیا ہے کہ جب موسم پر کیف، حد درجہ خوشگوار اور فرحت بخش ہو، نہ گرمی کی شدت، نہ سردی کا جوبن ہو، معتدل اور متوازن آب و ہوا ہو ایسے اوقات میں آدمی کے مزاج میں اعتدال پایا جاتا ہے اور نیند پوری ہوتی ہے۔ ایسے پیارے، میٹھے اور رسیلے موسم میں ایک مومن شخص کا دیکھا ہوا خواب جھوٹا نہیں ہوتا۔ تعبیر کنندگان کا کہنا ہے کہ موسم بہار میں جب فصلوں کی کاشت کا وقت ہوتا ہے یا موسم خریف میں جب ان کی جھاڑ کا موسم ہوتا ہے اور روز و شب کا سلسلہ موزونیت لیے ہوتا ہے نیز موسم میں اعتدال اور ٹھہراؤ ہوتا ہے تب اکثر خواب سچے اور مبنی بر حقیقت ہوتے ہیں۔

معبّرین حضرات کا یہ بھی کہنا ہے کہ رات کے خواب، دن کے خوابوں کی نسبت زیادہ سچے ہوتے ہیں اور سحری کے وقت میں دیکھے گئے خواب تو بہت ہی سچے ہوتے ہیں۔ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((اَصْدَقُ الرُّؤْيَا بِالْاَسْحَارِ)) ''سحری کے وقت کے خواب بہت زیادہ سچ پر مبنی ہوتے ہیں۔''

(ضعیف، ترمذی: ۲۲۷۴)

((الرُّؤْيَا ثَلَاثَةٌ)) ''خواب تین قسم کے ہوتے ہیں۔'' سے معلوم ہوا کہ ہر دیکھا جانے والا خواب ضروری نہیں کہ درست ہو اور اس کی تعبیر کرنا ضروری ہو۔ اللہ کی طرف سے فرشتے کے ذریعے سے دکھائے جانے والے خواب سچے ہوتے ہیں، خواہ واضح ہوں یا ان کی تعبیر کی ضرورت ہو۔ ایسے خواب لوح محفوظ کے نوشتے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ پراگندہ اور پریشان کن خواب شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں، شیطان جس طرح حالت بیداری میں انسان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے اسی طرح نیند کی حالت میں پریشان کن خیالات کو خوابوں کی صورت میں پیش کرتا ہے۔ ان کی تعبیر کی ضرورت نہیں۔ ایسے خواب مختلف نوعیّتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ شیطان انسان کو اپنی کھیل کود کے لیے تختہ مشق بنائے رکھتا ہے اور اسے غمگین کرنے کے لیے نت نئے بہانے تلاش کرتا رہتا ہے۔ اس کی اس بدسرشت کا تذکرہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے بایں الفاظ فرمایا ہے: ﴿إِنَّمَا النَّجْوَى مِنَ الشَّيْطَانِ لِيَحْزُنَ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ .... ''بری سرگوشیاں، شیطانی کام ہے جس سے اہل ایمان کو رنج پہنچے۔'' (سورۂ مجادلہ: ۱۰)

اسی طرح اگر شیطان خواب میں آ کر احتلام کا موجب بنے جس سے فرضی غسل کرنا لازم ہو جاتا ہے تو ایسے خوابوں

کی تعبیر کی چنداں ضرورت نہیں۔ بعض اوقات یوں ہوتا ہے کہ انسان دن میں کوئی کام کرتا ہے یا کرنا چاہتا ہے لیکن کسی وجہ سے کر نہیں سکتا، نیند میں اس قسم کے خیالات خوابوں کی صورت میں سامنے آ جاتے ہیں۔ مثلا ایک شخص جس شعبہ زندگی سے متعلق ہے یا جو پیشہ اختیار کیے ہوئے ہے رات کو خواب میں اسی میں اپنے آپ کو مصروف پاتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص دن بھر اپنے محبوب کی یادوں کی جنت میں رہتا ہے۔ اس کی آنکھوں کے دریچوں میں وہی بسا رہتا ہے تو رات کو سپنوں میں بھی اسے وہی کچھ نظر آئے گا جو اس کے نہاں خانۂ دل میں بسا ہوا ہے۔ ایسے خوابوں کی تعبیر کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بہت سے خوابوں کا تعلق آدمی کے مزاج اور طبیعت کے ساتھ ہوتا ہے، مثلاً جس شخص میں خون بکثرت پایا جائے یعنی اس کے مزاج میں خلط حمراء (خون) کا غلبہ ہو وہ خواب میں اپنے آپ کو پچھنے اور سینگی لگتے ہوئے دیکھے گا۔ نکسیر پھوٹتی ہوئی ملاحظہ کرے گا، سرخ رنگ دیکھے گا۔ اسے چہار سو پھول اور بیل بوٹے نظر آئیں گے یا پھر گانے بجتے اور لوگ جھولتے جھالتے ہوئے دکھائی دیں گے اور جس کے مزاج میں صفراوی مادہ کی بہتات ہو اسے آگ کا روشن الاؤ، شمع، چراغ، زرد رنگت کی اشیاء اور فضائے بسیط میں اڑانیں بھرتے ہوئے پرندے نظر آتے ہیں۔ جس کے مزاج میں سوداء کی مقدار زیادہ ہو اسے ہر طرف تاریکی اور دھندلکا، سیاہ اور کالی اشیاء، درندے اور جنگلی جانور، ہولناک اور روح فرسا مناظر، اموات، قبرستان، کھنڈرات اور ویرانے نظر آتے ہیں۔ نیز وہ اپنے آپ کو تنگی اور گھٹن میں محسوس کرتا ہے یا کسی چٹان اور بوجھ تلے دبا ہوا پاتا ہے۔ جس کا مزاج بلغمی ہو وہ سفید اور دودھیا مناظر دیکھتا ہے۔ اسے آب رواں، بہتی ندیاں اور بل کھاتے دریا نظر آتے ہیں۔ وہ برف، اولے، کیچڑ وغیرہ ملاحظہ کرتا رہتا ہے۔ ایسے مزاج کے حامل افراد کے دیکھے ہوئے خوابوں کی تعبیر کی ضرورت نہیں۔

(٣١٧٩)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ ، قَالَ: أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ وَهُوَ يَخْطُبُ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! رَأَيْتُ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ الْبَارِحَةَ كَأَنَّ عُنُقِي ضُرِبَتْ ، فَسَقَطَ رَأْسِي ، فَاتَّبَعْتُهُ ، فَأَخَذْتُهُ ، ثُمَّ أَعَدْتُهُ مَكَانَهُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا لَعِبَ الشَّيْطَانُ بِأَحَدِكُمْ فِي

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے آ کر دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے گزشتہ رات دیکھا جیسا کہ سونے والا خواب دیکھتا ہے، گویا میری گردن کاٹ دی گئی اور میرا سر نیچے گر گیا، میں نے اپنے سر کو پکڑ کر دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیا (یہ خواب سن کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(٣١٧٩) أخرجه مسلم: ٢٢٦٨

مَنَامِهِ ، فَلا يُحَدِّثَنَّ بِهِ النَّاسَ۔)) ''جب شیطان تم میں سے کسی کے ساتھ خواب میں مذاق کرے تو وہ ایسی باتیں لوگوں کے سامنے بیان نہ کرے۔''

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: آپ ﷺ کے فرمان ''جب کسی کو ایسا خواب آئے جو اسے برا لگے، تو کسی کو بیان نہ کرے۔'' اور سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ''جب کسی کو پسندیدہ خواب آئے تو صرف اسی کو سنائے جو محبت رکھنے والا ہو۔''

ان الفاظ میں شریعت مطہرہ کی طرف سے خواب دیکھنے والے شخص کے لیے ایک رہنمائی ہے کہ وہ اپنا خواب ہر کسی کو نہ بتائے بلکہ بااعتماد جگہ میں اس کا اظہار کرے، کسی حاسد، جاہل اور غیر موزوں شخص کو خواب بتانا مزید پریشانی، افسوس اور رنج وغم کا باعث ہوسکتا ہے، اچھا خواب اگر کسی حاسد کے دھکے چڑھ گیا تو بھی غم واندوہ کا سبب بن سکتا ہے۔ اس کے برعکس عالم اس کا اچھا محمل تلاش کرنے کی کوشش کرے گا، اسی طرح مخلص دوست اچھا مطلب تلاش کرے گا جب کہ اجنبی شخص کے دل میں وہ ہمدردی نہیں ہوگی، اس لیے ممکن ہے کہ وہ نامناسب تعبیر بیان کردے۔ بہرحال تعبیر بیان کرنے والا شخص جاہل نہیں ہونا چاہیے ورنہ غلط تعبیر بیان کرے گا جو پریشانی کا باعث ہوگی۔ یہی نکتہ سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے فرزندار جمند سیدنا یوسف علیہ السلام کو بتایا اور اللہ تعالیٰ نے اس کی اطلاع ہم تک ان الفاظ میں پہنچائی: ﴿قَالَ يَا بُنَيَّ لَا تَقْصُصْ رُؤْيَاكَ عَلَى إِخْوَتِكَ فَيَكِيدُوا لَكَ كَيْدًا﴾ .... ''یعقوب نے کہا: پیارے بچے! اپنے اس خواب کا ذکر اپنے بھائیوں سے نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تیرے ساتھ کوئی فریب کاری کریں۔''

(۳۱۸۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ وَكِيعِ بْنِ عَدَسٍ......

عَنْ أَبِي رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الرُّؤْيَا جُزْءٌ مِنْ أَرْبَعِينَ، أَوْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ، وَهُوَ عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ، فَإِذَا حُدِّثَ بِهَا، وَقَعَتْ)) وَأَحْسَبُهُ قَالَ: ((لا يُحَدِّثُ إِلا حَبِيبًا، أَوْ لَبِيبًا۔))

سیدنا ابورزین عقیلی (لقیط بن سمرہ) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''خواب نبوت کے چالیس یا چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے اور خواب (گویا) پرندے کے پاؤں میں ہوتا ہے۔ جب تعبیر کردی جائے تو واقع ہو جاتا ہے۔'' اور غالباً یہ بھی فرمایا: ''خواب صرف اسی کو سنایا جائے جو محبت رکھنے والا سمجھ دار ہو۔''

(۳۱۸۰) صحیح......أخرجه ابوداود: ۵۰۲۰، والترمذی: ۲۲۷۸، وابن ماجه: ۳۹۱۴

(۳۱۸۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رومويه، حَدَّثَنَا أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ غَالِبٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ......

عَنْ يَعْلَى بْنِ عَطَاءٍ، بِهَذَا الإِسْنَادِ، وَقَالَ: ((الرُّؤْيَا عَلَى رِجْلِ طَائِرٍ مَا لَمْ تُعَبَّرْ، فَإِذَا عُبِّرَتْ، وَقَعَتْ)) قَالَ: وَأَحْسَبُهُ قَالَ: ((وَلا يَقُصُّهَا إِلا عَلَى وَادٍّ، أَوْ ذِي رَأْيٍ، وَالرُّؤْيَا جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ۔))

گزشتہ بالا سند سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''خواب کی جب تک تعبیر بیان نہ کی جائے اس وقت تک وہ (گویا) پرندے کے پاؤں میں ہوتا ہے، جب تعبیر کر دی جائے تو واقع ہو جاتا ہے۔'' اور غالباً آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''اور خواب صرف اسی کو سنائے جو محبت رکھنے والا یا سمجھ دار ہو اور خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔''

شرح ابواسحاق الزجاج نے: ((لا يَقُصُّهَا إِلا عَلَى وَادٍّ، أَوْ ذِي رَأْيٍ)) ''خواب صرف اسی کو سنائے جو محبت رکھنے والا یا سمجھ دار ہو۔'' کی حکمت بیان کرتے ہوئے کہا: مخلص دوست اچھا مطلب تلاش کرے گا، جب کہ اجنبی شخص کے دل میں وہ ہمدردی نہیں ہوگی، اس لیے ممکن ہے کہ وہ نامناسب تعبیر بیان کر دے۔ اسی طرح تعبیر بیان کرنے والا شخص جاہل نہیں ہونا چاہیے بلکہ عبارت سمجھنے اور اس کی باریکیوں سے آشنا ہو ورنہ وہ غلط تعبیر کرے گا جو پریشانی کا باعث ہوگی۔ جو عالم اس کا اچھا محمل تلاش کرے گا اور خواب کی حقیقی تفسیر یا کم از کم حقیقت کے قریب ترین تعبیر بیان کرے گا۔ عین ممکن ہے خواب کی تعبیر میں کوئی موعظت اور نصیحت کا پہلو ہو اور جس غلط رویے پر آپ عمل پیرا ہوں اس کے حوالے سے ڈانٹ اور انذار ہو یا اللہ تعالیٰ مومن کو کسی ملنے والی نعمت کی خبر دیتا ہو، تو اسے شکر گزار ہونا چاہیے، سچے خوابوں کو ''مبشرات'' کہا گیا ہے۔

فائدہ: پرندے کے پنجے میں پکڑی ہوئی چیز گر بھی سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ نہ گرے۔ اسی طرح خواب کی جب تک تعبیر نہ کی جائے تب تک ممکن ہے کہ خواب میں دیا ہوا اشارہ واقع ہو جائے اور یہ بھی ممکن ہے کہ واقع نہ ہو۔ جب تعبیر کر دی جائے پھر اس کا وہی مطلب بن جاتا ہے جو بیان کیا جائے۔ (ع،س)

((وَالْقَيْدُ ثُبَاتٌ فِي الدِّينِ)) ''بیڑی دین میں ثابت قدمی کی علامت ہے۔'' اس کی وجہ یہ ہے کہ جس کے پاؤں میں بیڑی ہو، وہ ایک جگہ ٹھہرا رہتا ہے، اُٹھنے اور نقل وحرکت سے باز رہتا ہے۔ اسی طرح ورع اور تقویٰ بھی آدمی کو غیر شرعی اور ناموافق شریعت امور کی جانب نہیں جانے دیتا، انسان ہر اس قول وفعل سے رک جاتا ہے جس سے اس کے

(۳۱۸۱) انظر الحدیث السابق

دین وایمان کا معاملہ متاثر ہو، اس لیے اگر دین دار اور نیک آدمی خواب میں اپنے پاؤں میں بیڑی دیکھتا ہے یا اپنے آپ کو مسجد کے اندر محبوس پاتا ہے یا نیکی کی کسی راہ اور تقویٰ کی کسی شاہراہ پر اپنے آپ کو پابند دیکھتا ہے تو اس کا مطلب اس کا نیکی اور ہدایت پر قائم رہنا ہوگا۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو حالت سفر میں دیکھے تو یہ سفر سے رک جانے کا اشارہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے جانور کو مقید دیکھے تو بھی اس میں سفر نہ کرنے کا اشارہ ہوگا۔

جب کوئی شخص اپنے آپ کو مریض یا پس دیوار زنداں دیکھے تو اس کا لازمی مطلب حالت مرض کی طوالت اور حالت قید کی درازی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مصیبت زدہ شخص کو دیکھتا ہے تو اس کا مطلب پریشانی اور غمناکی کی کیفیت کا لمبے عرصے پر محیط ہونا ہوتا ہے۔

نبی ﷺ سے مرسل روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ الرُّؤْيَا تَقَعُ عَلَى مَا عُبِّرَ ، وَمَثَلُ ذَلِكَ كَمَثَلِ رَجُلٍ رَفَعَ رِجْلَهُ ، فَهُوَ يَنْتَظِرُ مَتَى يَضَعُهَا ، فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ رُؤْيَا ، فَلا يُحَدِّثُ بِهَا إِلا نَاصِحًا ، أَوْ عَالِمًا۔)) ''بلاشبہ خواب تعبیر کے حسب حال واقع ہوتا ہے، اس کی مثال یوں سمجھیے جیسے ایک شخص نے اپنا ایک پاؤں اُٹھا رکھا ہو اور وہ اس بات کا منتظر ہو کہ دوسرے پاؤں کو کب زمین پر ٹکائے۔ جب تم میں سے کوئی شخص خواب دیکھے تو خواب کا ذکر کسی خیر خواہ دوست اور تعبیروں کے عالم شخص کے علاوہ کسی کے پاس نہ کرے۔''

(مرسل، مصنف عبد الرزاق : ۲۰۳۵٤)

جناب قتادہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے آکر دریافت کیا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں سرسبز وشاداب ہو گیا، پھر خشک سالی کی لپیٹ میں آ گیا، پھر ہرا بھرا ہو گیا، پھر سخت قحط سالی کی زد میں آ گیا، اس کی کیا تعبیر ہوگی؟ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ''تو ایمان لائے گا پھر کفر کی طرف لوٹ جائے گا، پھر ایمان سے بہرہ مند ہوگا بعد ازاں کفر کا مرتکب ہوگا اور تیری موت حالت کفر پر ہی ہوگی۔ اس پر اس شخص نے کہا: ایسی تو کوئی بات نہیں۔ یا اس نے کہا: میں نے تو خواب دیکھا ہی نہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: تیرے لیے جو کچھ ہونا ہے مقدر ہو چکا ہے جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام سے تعبیر پوچھنے والے کے لیے ہو گیا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

((الغل)) ''طوق دیکھنا۔'' اس سے مراد کفر ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارشاد میں مذکور ہے: ﴿غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا﴾ ''انہی کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور ان کے اسی قول کی وجہ سے ان پر لعنت کی گئی۔''

(سورۂ مائدہ: ٦٤)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا جَعَلْنَا فِي أَعْنَاقِهِمْ أَغْلَالًا﴾ .... ''ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال دیئے ہیں۔'' (سورۂ یٰس: ٨) یاد رہے کہ بسا اوقات لفظ اَغلال بُخل کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے: ﴿وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً إِلَىٰ عُنُقِكَ﴾ ''اپنا ہاتھ اپنی گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ۔'' (سورۂ بنی اسرائیل: ٢٩)

فائدہ: طوق کا ذکر قرآن میں سزا اور ذلت کے طور پر آیا ہے۔ اس لیے اس سے دین کا نقص، گناہ پر اصرار اور کسی حقدار کے حق کی ادائیگی سے گریز یا دنیا کی مشکلات مراد ہوسکتی ہیں۔ (ع،س)

البتہ بعض اوقات خواب میں طوق دیکھنا معاصی اور نافرمانی سے رک جانے اور باز آجانے پر دلالت کناں ہوتا ہے۔ جب خواب میں ایسے اشارے اور کنایے موجود ہوں جو خیر و بھلائی پر دال ہوں، مثلاً وہ خواب کسی نیک طینت اور پاک نہاد شخص کے لیے دیکھا گیا ہو۔ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ ہوا یوں کہ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق ناگوار خواب دیکھا اور ان کے ساتھ میل جول سے گریزاں ہو گئے اور کھچے کھچے رہنے لگے۔ ایک روز سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھ ہی لیا: اے برادر! کیا بات ہے؟ آپ کچھ دور دور رہنے لگے ہیں؟ تو انہوں نے کہا: میں نے خواب میں آپ کے دونوں ہاتھوں کو گردن کے ساتھ بندھے ہوئے دیکھا ہے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور کہا: میرے ہاتھ تو قیامت تک کے لیے شر وفساد اور فتنہ انگیزی سے بندھے ہوئے ہیں۔

(4)......بَابُ أَقْسَامِ تَأْوِيلِ الرُّؤْيَا
خوابوں کی تعبیر کی مختلف شکلیں اور نوعیتیں

(٣١٨٢)۔حَدَّثَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ الْقَاسِمِ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي نَصْرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ خَيْثَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَيْدَرَةَ الأَطْرَابُلُسِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبَّادٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بادل کا ٹکڑا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپک رہا ہے اور میں آسمان سے زمین تک ایک لٹکتی ہوئی رسی دیکھ رہا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! میں نے دیکھا کہ پہلے آپ نے آکر اسے پکڑا اور اوپر چڑھ گئے، پھر ایک دوسرے صاحب نے بھی اسے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ گئے، پھر ایک تیسرے شخص نے پکڑا اور وہ بھی اوپر چڑھ

(٣١٨٢) أخرجه البخاري: ٧٠٠٠، ٧٠٤٦، ومسلم: ٢٢٦٩

قَالَ: كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ، أَنَّ رَجُلًا أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ ظُلَّةً يَنْطِفُ مِنْهَا السَّمْنُ وَالْعَسَلُ، وَأَرَى سَبَبًا وَاصِلًا مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ، فَأَرَاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَخَذْتَ بِهِ فَعَلَوْتَ، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَعَلَا، ثُمَّ أَخَذَ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ فَانْقَطَعَ بِهِ، ثُمَّ وُصِلَ لَهُ فَعَلَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ، وَاللّٰهِ! لَتَدَعَنِّي فَلَأَعْبُرْهَا، فَقَالَ: ((اعْبُرْهَا)) فَقَالَ: أَمَّا الظُّلَّةُ فَظُلَّةُ الْإِسْلَامِ، وَأَمَّا مَا يَنْطِفُ مِنَ السَّمْنِ وَالْعَسَلِ فَهُوَ الْقُرْآنُ لِينُهُ وَحَلَاوَتُهُ، وَأَمَّا الْمُسْتَكْثِرُ وَالْمُسْتَقِلُّ فَهُوَ الْمُسْتَكْثِرُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالْمُسْتَقِلُّ مِنْهُ، وَأَمَّا السَّبَبُ الْوَاصِلُ مِنَ السَّمَاءِ إِلَى الْأَرْضِ فَهُوَ الْحَقُّ الَّذِي أَنْتَ عَلَيْهِ تَأْخُذُ بِهِ، فَيُعْلِيكَ اللّٰهُ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ بَعْدَكَ رَجُلٌ آخَرُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ آخَرُ بَعْدَهُ فَيَعْلُو بِهِ، ثُمَّ يَأْخُذُ بِهِ رَجُلٌ آخَرُ بَعْدَهُ فَيُقْطَعُ بِهِ، ثُمَّ يُوصَلُ لَهُ، فَيَعْلُو أَيْ رَسُولَ اللّٰهِ لَتُحَدِّثَنِّي أَصَبْتُ أَمْ أَخْطَأْتُ؟ قَالَ: ((أَصَبْتَ بَعْضًا وَأَخْطَأْتَ بَعْضًا)) قَالَ: أَقْسَمْتُ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولُ اللّٰهِ! لَتُحَدِّثَنِّي مَا الَّذِي أَخْطَأْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا تُقْسِمْ۔))

گئے، پھر چوتھے آدمی نے اسے پکڑا تو رسی ٹوٹ گئی، پھر رسی کو اس کے لیے جوڑا گیا تو وہ بھی اوپر چڑھ گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! مجھے اجازت دیجیے میں اس کی تعبیر بیان کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بیان کرو۔'' انہوں نے کہا: سائے سے مراد دین اسلام ہے اور جو شہد اور گھی ٹپک رہا تھا وہ قرآن مجید کی نرمی اور تلاوت ہے اور زیادہ حاصل کرنے والوں اور کم حاصل کرنے والوں سے مراد قرآن کو زیادہ حاصل کرنے والے اور کم حاصل کرنے والے ہیں۔ اور آسمان سے زمین تک کی رسی سے مراد وہ سچا راستہ ہے جس پر آپ قائم ہیں۔ آپ اسے پکڑے ہوئے ہیں یہاں تک کہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ آپ کو اُٹھا لے گا۔ پھر آپ کے بعد ایک دوسرے صاحب (خلیفہ اول) اسے پکڑیں گے، وہ بھی مرتے دم تک اس پر قائم رہیں گے۔ پھر تیسرے صاحب پکڑیں گے، ان کا بھی یہی حال ہوگا۔ پھر چوتھے صاحب پکڑیں گے تو ان کا معاملہ خلافت کا کٹ جائے گا، پھر اسے جوڑا جائے گا تو وہ بھی اوپر چڑھ جائیں گے۔ اے اللہ کے رسول! مجھے بتائیے کیا میں نے جو تعبیر دی ہے وہ غلط ہے یا صحیح؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''بعض حصے کی صحیح تعبیر دی ہے اور بعض کی غلط۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ ضرور بتادیں کہ مجھے کہاں خطا لگی ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''قسم نہ کھاؤ۔''

شرح: ((إِنِّي رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ)) ''میں نے رات میں خواب دیکھا ہے۔'' اہل عرب صبح سے ظہر تک کے وقت کو بیان کرتے وقت (رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ) کا جملہ بولتے ہیں اور ظہر سے رات تک کے وقت کو بیان کرتے وقت:

(رَأَيْتُ الْبَارِحَةَ) کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

((الظُّلَّة)) ہر سایہ دار چیز کو کہہ سکتے ہیں اور اس حدیث مبارکہ میں اس سے مراد ابر کا ٹکڑا ہے جس سے گھی اور شہد ٹپکتا ہے۔

((النَّطْفُ)) ''قطرے۔'' کثیر مقدار میں موجود پانی کو بھی ''نطة'' کہتے ہیں اور قلیل مقدار میں موجود پانی کو بھی۔

((يَتَكَفَّفُوْنَ)) ''اپنے ہاتھوں پر شہد اور گھی وصول کر رہے ہیں۔'' جب کوئی شخص کسی چیز کو وصول کرنے کے لیے ہاتھ دراز کرے تو اس وقت یہ لفظ بولتے ہیں۔

((السَّبَب)) ''رسی۔'' رسی کو ''سبب'' اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ کنویں سے پانی نکالنے کا ذریعہ ہے اور رسّی ڈول کو پانی تک پہنچاتی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَآتَيْنَاهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ سَبَبًا﴾ .... ''اور ہم نے اسے ہر چیز کے سامان عنایت کر دیے تھے۔'' (سورۂ کہف: ۸۴)

یعنی اسے راستے کی نشاندہی کی گئی اور وسائل سے مالا مال کر دیا گیا تاکہ وہ مقصود تک رسائی حاصل کر لے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾ .... ''ان کے تمام تعلقات منقطع ہو جائیں گے۔'' یعنی ان کی ہر قسم کی محبتیں اور تمام تر رشتے ناطے ٹوٹ جائیں گے۔ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے: ''روزِ قیامت ہر تعلق ختم ہو جائے گا ما سوائے میرے تعلق کے۔'' (صحیح، مسند احمد: ۱۸۹۲۹)

((لَا تُقْسِمْ)) یہ الفاظ آپ علیہ السلام نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمائے تھے اور آپ علیہ السلام نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو صحیح تعبیر سے آگاہ نہیں فرمایا کیونکہ اس کی تعبیر میں بڑے بڑے اندیشے تھے۔ اس لیے آپ نے سکوت مناسب سمجھا۔ یہیں سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص دوسرے کو (اَقْسَمْتُ) کہے تو اس سے قسم لازم نہیں آتی جب تک کہ کوئی (اَقْسَمْتُ بِاللّٰه) نہ کہے۔ امام مالک رحمہ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمہ اللہ کا یہی قول ہے کیونکہ اگر لفظ اللہ کہے بغیر یہ جملہ قسم کے مفہوم میں ہوتا تو آپ علیہ السلام سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فرمائش ضرور پوری کرتے کیونکہ آپ نے خود ہی تو ابرار مقسم (قسم دینے والے کی قسم کو پورا کر دینے) کا حکم فرمایا ہے۔

اہل رائے وغیرہ کا موقف ہے کہ صرف اتنے لفظ کہنے سے قسم واقع ہو جاتی ہے، ساتھ لفظِ جلالہ (اللہ) کا اضافہ ہو یا نہ ہو، ان حضرات کا استدلال ہے کہ اگر یہ الفاظ قسم کا مفہوم نہ رکھتے تو آپ علیہ السلام جواباً ((لَا تُقْسِمْ)) کے الفاظ ارشاد نہ فرماتے۔ باقی رہا اِبرار مقسم کا مسئلہ تو وہ وہاں ضروری ہے جہاں آسانی ہو اور قسم پوری کرنا انسان کے بس میں ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ((اَصَبْتَ بَعْضًا وَاَخْطَأْتَ بَعْضًا)) ''بعض حصے کی صحیح تعبیر دی ہے اور بعض کی غلط۔'' کے مفہوم کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے کہ صحت وخطا کا تعلق خواب کی عبارت سے ہے جب کہ دیگر حضرات کا کہنا ہے کہ صحت وخطا کا تعلق خواب کے مفہوم اور مراد سے ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ تعبیر تو ٹھیک ہو گئی

ہے، البتہ خطا کا پہلو یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تعبیر بیان کرنے میں عجلت اور جلد بازی کا ثبوت دیا۔ آپ کے اجازت مرحمت فرمانے سے قبل ہی تعبیر بیان کرنا شروع کر دی۔ واللہ اعلم۔

امام بغوی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: خواب کی تعبیر من جملہ وہی ہے جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی ہے۔ البتہ چونکہ یہ خواب مرکب ہے اور بہت سارے امور اور معاملات پر مشتمل ہے اس لیے اگر ہر معاملے کی جدا جدا تعبیر کی جائے تو تعبیر کچھ دوسرا رخ اختیار کر لیتی ہے کیونکہ اختصار اور تفصیل، بغیر اجمال اور تطویل سے تعبیر میں فرق پڑ جاتا ہے۔

بادل کی تعبیر بالعموم حکمت اور دانائی سے کی جاتی ہے۔ بادلوں سے بلند نکل جانے کا مفہوم، حکمت و دانش مندی کا حصول ہے۔ اگر کوئی بادلوں سے تر ہوتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے حکمت پہنچے گی۔ اگر وہ بادلوں سے ملتا جلتا تو ہے مگر حاصل نہیں ہوتا تو اس کا مطلب حکماء کے ساتھ محض اختلاط ہے۔ اگر کسی کو بادلوں میں سیاہی، تاریکی، طوفان یا کوئی اور چیز جس کا تعلق عذاب الٰہی سے ہو سکتا ہے، دکھائی دے تو اس کی تعبیر لامحالہ عذاب اور خدائی گرفت سے کی جائے گی البتہ کوئی بادلوں سے بارش ٹپکتی دیکھے تو اس کی تعبیر رحمت سے کی جائے گی۔ اسی طرح گھی اور شہد کی تعبیر بسا اوقات مال و دولت ہوتی ہے۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے جناب ابن سیرین رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ میں اپنے آپ کو جوہر (سونے) کے جام سے شہد چاٹتا ہوا دیکھتا ہوں تو اس کی تعبیر کیا ہو سکتی ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ سے ڈر! اور قرآن کو اچھی طرح یاد کر بلاشبہ تو نے قرآن پاک کو پڑھ کر بھلا دیا ہے۔

اپنے آپ کو آسمان کی طرف بلند ہوتے ہوئے دیکھنے کا مطلب ہے کہ مذکورہ شخص کو اللہ کریم مستقبل میں ترقی اور رفعت سے ہمکنار کرے گا کیونکہ مولائے کریم کا فرمان ہے: ﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ .... ''ہم نے اسے بلند مقام پر اُٹھالیا۔'' (سورۂ مریم: ۵۷)

جو شخص اپنے آپ کو آسمان کی طرف اُڑتا ہوا دیکھے تا آنکہ وہ آسمان میں داخل ہو گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے عزت و شرف، نیک نامی اور اچھا تذکار نصیب ہوگا اور یہ کہ وہ جام شہادت نوش کرے گا۔

پرندوں کو ہوا میں اڑانیں بھرتے ہوئے دیکھنا۔ اس سے مراد سفر درپیش ہونے یا جاہ و مرتبہ کے حصول پر دلالت کناں ہونا ہے۔ اگر پرندہ سیدھا بلندی کی طرف اڑتا ہوا دیکھا گیا تو اس کا مطلب بہت جلد کسی ناگفتہ بہ حالت اور تکلیف دہ صورتحال کا درپیش ہونا ہے۔ پرندے کا آسمان تک اڑتے ہوئے چلا جانا کسی اذیت ناک اور کمر توڑ بیماری یا تکلیف پہنچنے کی غمازی کرتا ہے۔ پھر اگر وہ آسمان میں داخل ہو کر واپس نہیں آیا تو اس کا مطلب ہے کہ خواب دیکھنے والے شخص کی موت واقع ہونا ہے۔ اگر وہ واپس آ گیا تو اس کا مطلب ہے کہ خواب دیکھنے والا شخص شدید بیماری کے جھٹکے سہہ کر بچ نکلے گا اور بالآخر غسل صحت کرے گا۔

رسی دیکھنا، عہد و پیمان اور امن و صلح کا اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ﴾ .... ''اللہ

کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔'' (سورۂ آل عمران:۱۰۳) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ﴾ .... ''الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی یا لوگوں کی پناہ میں ہوں۔'' (سورۂ آل عمران:۱۱۲) یعنی امان اور حفاظت میں ہوں۔

خواب کی تعبیر مختلف اعتبارات سے کی جاتی ہے، بعض اوقات اللہ کی کتاب سے استنباط اور اجتہاد کرتے ہوئے خواب کا مطلب کشید کیا جاتا ہے، احادیث مبارکہ سے اخذ واستنباط سے بھی نتائج تک پہنچا جاتا ہے اور یوں بھی ہوتا ہے کہ معاشرے میں رائج اور مشہور ضرب الامثال کو سامنے رکھتے ہوئے خواب کے مطالب کی گہرائی تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ بسا اوقات خواب کی تعبیر ناموں اور ان کے معانی کو سامنے رکھتے ہوئے کی جاتی ہے اور گاہے گاہے معاملہ اس کے برعکس بھی ہوتا ہے۔

قرآن مجید سے دلالت اور رہنمائی کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔ مثلاً رسی دیکھنا، معاملہ طے پا جانے نیز میثاق ومعاہدہ ہو جانے کی علامت ہے۔ اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ ہے: ﴿وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ﴾ .... ''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو۔'' (سورۂ آل عمران:۱۰۳) کشتی دیکھنا نجات اور مصائب وآلام سے چھٹکارے پر دلیل ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَاَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ﴾ .... ''پھر ہم نے انہیں اور کشتی والوں کو نجات دی۔'' (سورۂ عنکبوت:۱۵)

خشک اور سوکھی لکڑیاں دیکھنا، منافقت اور دھوکہ دہی کا غماز ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿كَاَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ﴾ .... ''گویا کہ یہ لکڑیاں ہیں دیوار کے سہارے لگائی ہوئیں۔'' (سورۂ منافقون:۴)

پتھر نظر آئیں تو ان سے مراد سختی اور قساوت ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَهِيَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً﴾ ''تمہارے دل پتھر جیسے بلکہ اس سے بھی زیادہ سخت ہوگئے۔'' (سورۂ بقرہ:۷۴) مریض اور بیمار شخص دیکھنے کا مطلب نفاق ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ﴾ .... ''ان کے دل میں بیماری ہے۔'' (سورۂ بقرہ:۱۰)

انڈے دیکھنے کا مطلب خواتین اور عورتیں ہیں جیسا کہ فرمان خدا لم یزل ہے: ﴿كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ﴾ .... ''ایسی جیسے چھپائے ہوئے انڈے ہوں۔'' اسی طرح لباس اور پہناوے دیکھنے کا معنی ہے عورتوں کا ملنا اور زیادہ شادیوں کا ہونا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ﴾ .... ''وہ عورتیں تمہارے لیے لباس ہیں۔'' (سورۂ بقرہ:۱۸۷) کوئی اگر اپنے آپ کو دروازہ کھولتا ہوا پائے تو اس سے مراد قبولیت دعا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا﴾ .... ''اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو۔'' (سورۂ انفال:۱۹)

پانی دیکھنے کی تعبیر بعض اوقات فتنہ وفساد اور شرانگیزی ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَاَسْقَيْنٰهُمْ مَّاءً غَدَقًا لِنَفْتِنَهُمْ فِيْهِ﴾ .... ''ہم انہیں بہت وافر پانی پلاتے، تاکہ ہم اس میں انہیں آزمالیں۔'' (سورۂ جن:۱۶، ۱۷)

کچا گوشت کھانے کی تعبیر غیبت کرنا ہوتی ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ﴿اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ

مَيۡتًا﴾ .... ''کیا تم میں سے کوئی بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے۔'' (سورۂ حجرات:۱۲)

اگر بادشاہ کسی محلّہ میں، شہر میں، گھر میں، یا کسی ایسے مقام میں داخل ہوتا ہوا دکھائی دے جو اس کے شایانِ شان نہیں تو ایسے خواب کی تعبیر ذلت ورسوائی، قدرومنزلت کی کمی اور جگ ہنسائی سے کی جائے گی۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّ الۡمُلُوۡكَ اِذَا دَخَلُوۡا قَرۡيَةً اَفۡسَدُوۡهَا﴾ .... ''بادشاہ جب کسی بستی میں گھستے ہیں تو اسے اجاڑ دیتے ہیں۔'' (سورۂ نمل:۳۴)

اب احادیث سے استدلال کرتے ہوئے تعبیر کرنے کے چند نمونے ملاحظہ کر لیں۔ اگر کسی کو خواب میں کوا نظر آئے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اسے حالات ومعاملات میں کسی فاسق شخص سے پالا پڑے گا کیونکہ نبی ﷺ نے کوّے کو فاسق قرار دیا ہے۔ اسی طرح چوہیا نظر آنے سے کسی فاسقہ عورت سے واسطہ پڑنا مراد ہوگا۔ اگر کسی کو خواب میں پسلی نظر آئے تو اس سے مراد عورت ہوگی کیونکہ فرمان نبوی ہے: ((اِنَّ الْمَرْأَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ اَعْوَجَ)) ''بلاشبہ عورت کی تخلیق پسلی کی ٹیڑھی ہڈی سے کی گئی ہے۔'' اسی طرح شیشے کا نظر آنا خواتین سے عبارت ہوتا ہے۔ حدیث مبارکہ ہے: ((يَا اَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ)) ''اے انجشہ! شیشوں کے ساتھ آہستہ آہستہ چل۔''

(صحیح بخاری: ٦١٦١، صحیح مسلم: ٢٣٢٣)

فائدہ: اس حدیث مبارکہ میں شیشوں سے آپ نے عورتوں کو مراد لیا ہے کیونکہ وہ بھی شیشے کی طرح نازک اندام ہوتی ہیں۔ (ع،س)

تعبیر کرنے کا تیسرا اسلوب معاشرے میں رائج اور ہزاروں سالوں سے آزمودہ ضرب الامثال سے ہے مثلاً اگر کسی کو خواب میں سنار نظر آئے تو اس کا مطلب ہے آئندہ اسے کسی جھوٹے، کذاب اور دروغ گو شخص سے سابقہ پڑنے والا ہے کیونکہ مثال مشہور ہے: (اَكْذَبُ النَّاسِ الصَّوَّاغُوْنَ) ''زیورات بنانے والے سب لوگوں سے زیادہ جھوٹے ہوتے ہیں۔'' اسی طرح اگر کوئی شخص اپنے آپ کو گڑھا کھودتے ہوئے پاتا ہے تو اس کی تعبیر دجل وفریب سے کی جائے گی کیونکہ اہل عرب کا مقولہ ہے: (مَنْ حَفَرَ حفْرَةً وَقَعَ فِيْهَا) ''جو شخص کسی کے لیے گڑھا کھودتا ہے اس میں خود گرتا ہے۔'' نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا يَحِيۡقُ الۡمَكۡرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهۡلِهٖ﴾ .... ''اور بری تدبیروں کا وبال ان تدبیر والوں ہی پر پڑتا ہے۔'' (سورۂ فاطر:۴۳)۔ خشک لکڑیاں چننا، چغل خور ہونے کی عکاس ہیں کیونکہ اہل عرب کا چغلیاں کھانے والے کے متعلق مقولہ ہے: (اِنَّهٗ يَحْطِبُ عَلَيْهِ) ''وہ فلاں کی لکڑیاں چنتا ہے۔'' علمائے کرام نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان: ﴿حَمَّالَةَ الۡحَطَبِ﴾ .... ''جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔'' (سورۂ تبت:۴) کے متعلق کہا کہ یہ اس کی چغل خوری کی طرف اشارہ ہے۔ چغل خوری کے لیے یہی مذکورہ عربی محاورہ مستعمل ہے۔

خواب میں لمبے ہاتھ دیکھنے کا مطلب، لوگوں سے حسن سلوک کرنا اور رفاہ عامہ کے امور میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا

ہے۔ ایسے شخص کو مستقبل میں اللہ تعالیٰ امور خیر سرانجام دینے کی توفیق بخشے گا۔ یہ مطلب باشندگان عرب کے مشہور زمانہ جملہ: (فُلَانٌ اَطْوَلُ يَدًا مِنْ فُلَان) ''فلاں صاحب، فلاں سے زیادہ سخی ہیں۔'' سے کشید کیا گیا ہے۔

پتھر، کنکر یا تیر پھینکنے کا مطلب کسی پر الزام تراشی اور بہتان بازی ہے، ساکنان عرب کا کہنا ہے: ((رَمٰـى فُلَانٌ بِـفَـاحِشَةٍ)) ''فلاں نے تہمت لگائی ہے۔'' سے ماخوذ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّـذِيْـنَ يَـرْمُـوْنَ الْـمُـحْـصَـنَـاتِ﴾ .... ''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں۔'' (سورۂ نور:۴) اس آیت کریمہ میں لفظ ''رمی'' قذف کے معنی میں ہے۔ اسی طرح خواب میں ہاتھوں کو دھوتے ہوئے دیکھنا آرزوؤں، تمناؤں اور امنگوں کے پورا نہ ہونے پر دلالت کناں ہے۔ اس تعبیر کا مفہوم ایک تمثیل سے مستفاد ہے اور وہ ہے: (غَسَـلْـتُ يَـدِيْ عَنْكَ) ''میں تجھ سے ہاتھ دھو بیٹھا ہوں۔'' یعنی تجھ سے مایوس اور نا اُمید ہوں۔

ناموں کے واسطے سے تعبیر تک پہنچنا اس طرح سے ہے مثلاً ایک شخص کی ملاقات خواب میں ایسے آدمی سے ہوئی جس کا نام راشد یا سالم ہے تو اس سے رشد وہدایت یا امن وسلامتی کا پیغام لیا جائے گا۔

(۳۱۸۳)۔أَخْبَـرَنَـا ابْـنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَـدَّثَـنَـا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَـنْ أَنَـسِ بْـنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رَأَيْتُ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيـمَا يَرَى النَّائِمُ كَأَنَّا فِي دَارِ عُقْبَةَ بْنِ رَافِعٍ، فَـأُتِيـنَـا بِرُطَبٍ مِنْ رُطَبِ ابْنِ طَابٍ، فَأَوَّلْتُ الـرِّفْـعَةَ لَنَا فِي الدُّنْيَا، وَالْعَاقِبَةَ فِي الْآخِرَةِ، وَأَنَّ دِينَنَا قَدْ طَابَ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے ایک رات دیکھا جیسا کہ سونے والا خواب دیکھتا ہے گویا ہم عقبہ بن رافع کے گھر میں ہیں اور ہمارے پاس ابن طاب قسم کی تازہ کھجوروں میں سے کچھ لائی گئیں تو میں نے اس کی تعبیر یوں کی کہ ہمارے لیے دنیا یں بلندی ہے اور آخرت میں اچھا انجام ہے اور ہمارا دین بہت عمدہ ہے۔''

شرح **فائدہ:** ''رُطَبِ ابْنِ طَابٍ'' کھجوروں کی ایک قسم ہے جو ابن طاب نامی آدمی کی طرف منسوب ہے۔ (ع،س)

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ نے کہا: کھجور کی گٹھلی سے مراد سفر کا ارادہ ہے۔ سفرجل (بہی دانہ) دیکھنے کا مطلب سفر درپیش ہونا ہے لیکن اس سے مراد سفر اس وقت ہوگا جب خواب میں کوئی ایسا اشارہ نہ پایا جائے جس سے بیماری اور مرض

(۳۱۸۳) أخرجه مسلم: ۲۲۷۰

مراد لی جا سکتی ہو۔ سفرجل سے سفر اس لیے مراد لیا گیا کہ اس لفظ کے ابتدائی حروف میں ''س، ف، ر'' سفر آتا ہے۔ اور سوسن (کیڑا) دیکھنے کا مطلب بری حالت سے واسطہ پڑنا ہوگا کیونکہ اس لفظ کی ابتدا ''سوء'' (برائی) سے ہوتی ہے۔

خواب کی تعبیر کی ایک قسم خواب میں نظر آنے والی چیز کی ظاہری صورتحال کو سامنے رکھ کر تعبیر کرنا ہے۔ جسے آپ تعبیر بالمعنی کہہ سکتے ہیں۔ مثلا اگر کسی کو خواب میں سنگترہ نظر آیا ہے تو اس کی تعبیر نفاق اور دوغلے پن سے کی جائے گی کیونکہ سنگترے کا باطن، ظاہر کے خلاف ہوتا ہے۔ اندر سے میٹھا لیکن چھلکا کڑوا ہوتا ہے۔ منافق اوپر سے میٹھا لیکن اندر سے کڑوا ہوتا ہے۔ یاد رہے! یہ تعبیر کرنے سے پہلے معبّر کو خوب غور فکر کر لینا چاہیے کہ خواب میں مال ودولت کی فراوانی پر تو کوئی اشارہ نہیں پایا جاتا، تب سنگترہ دیکھنے کی تعبیر نفاق سے کی جائے۔

اسی طرح گلاب کا پھول اور نرگس کا پھول دیکھا جائے تو تعبیر عمر کے تھوڑے ہونے، جلدی فوت ہو جانے، جلد کوچ کر جانے، نقل مکانی کرنے، تعلقاتِ مہر وفا کے جلد منقطع ہو جانے سے کی جائے گی۔ اگر خواب میں عارضی پن، عجلت اور ناپائداری پر کوئی اشارہ پایا جائے۔

خواب میں آس (ایک خوشبودار پھلدار پودا، بڑی الائچی کی مانند) نظر آنے کا مطلب بقاودوام ہے۔ یعنی کسی چیز یا حالت کا ایک لمبے عرصہ کے لیے موجود رہنا اور تبدیلی وترمیم سے ہمکنار نہ ہونا مراد ہوگا کیونکہ آس کا درخت طویل العمر اور دیرپا درختوں میں سے ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک خاتون نے اہواز شہر کے کسی تعبیر کنندہ سے پوچھا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے شوہر نے مجھے نرگس کا پھول دیا ہے جبکہ میری سوتن کو آس کا، تو اس کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا: وہ تجھے طلاق دے ڈالے گا اور تیری سوتن سے نبھا کرے گا، کیا تو نے شاعرہ کا یہ شعر نہیں سن رکھا۔

لَيْسَ لِلنَّرْجِسِ عَهْد
إِنَّمَا الْعَهْدُ لآسِ

''نرگسی پھول کے ساتھ ہمیں کوئی سروکار نہیں، ہمارا تعلق خاطر تو آس کے ساتھ ہے۔''

خوابوں کی تعبیر کا ایک انداز (اَلتَّأْوِيْلُ بِالضِّدِّ وَالْقَلْبِ) کہلاتا ہے۔ یعنی خواب میں جو چیز ہم دیکھتے ہیں تعبیر اس کے برعکس ہوتی ہے۔ مثلا نیند میں خوف وہراس کی کیفیت دیکھنا، امن وامان کا پیغام ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے: ﴿وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ .... ''اور ان کے اس خوف وخطر کو وہ امن وامان سے بدل دے گا۔'' (سورۂ نور: ۵۵) اسی طرح امن کی تعبیر خوف ودہشت سے کی جائے گی۔ رونے، آنسو بہانے اور آبدیدہ ہونے کی تعبیر مسرت وشادمانی اور خوشی وانبساط سے کی جائے گی لیکن یہ تعبیر اس وقت کی جائے گی جب رونے کے ساتھ نوحہ کرنا شامل نہ ہو۔ اگر ہنسنا، تبسم اور دل آویز مسکراہٹ کی صورت میں ہے تو اس کی تعبیر غم واندوہ اور حزن وملال سے کی جائے گی۔ طاعون کی تعبیر حرب وضرب سے کی جائے گی۔ اسی طرح جنگ وپیکار کی تعبیر طاعون سے کی جائے گی۔ عجلت

اور جلد بازی کی تعبیر ندامت اور پشیمانی سے ہوگی اور اسی طرح بالعکس عشق کی جنون اور دیوانگی سے، اور دیوانگی کی عشق سے، نکاح کی تجارت سے، اور تجارت کی نکاح وزوج سے، سینگی لگتے ہوئے دیکھنے کا مطلب وثیقہ نویسی سے اور وثیقہ نویسی کی سینگی لگائے جانے سے، ایک مقام سے پڑاؤ اُٹھا لینے اور نقل مکانی کر لینے سے مراد سفر درپیش ہونے سے اور سفر کرنا خواب میں نظر آئے تو اس سے مراد کوچ اور پردیس کا نقارہ ہوگا۔

اس قسم سے چند ایک نظائر مزید پیش خدمت ہیں۔خواب میں پیاس دیکھنا، سیرابی دیکھنے سے بہتر اور سودمند ہے۔ فقر وفاقہ دیکھنا مالداری اور روپے پیسے کی ریل پیل دیکھنے سے عمدہ اور بہتر نتائج کا حامل ہے۔کسی شخص کو پٹتے ہوئے دیکھنا، زخمی اور خراش زدہ دیکھنا، کسی کو محفل سے نکالے جانا، دھکے دیئے جانا وغیرہ خوبصورت نتائج کا غماز ہوتا ہے بنسبت کسی کو مارتے ہوئے، چرکے لگاتے ہوئے، یا پھینکتے ہوئے، دھکے دیتے ہوئے دیکھا جائے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ خواب مختصر ہو تو اس کا حکم اور تعبیر جو ہوگی اس میں تفصیل ہونے کی صورت میں تعبیر اور طرح سے ہوگی۔مثلاً معبرین صرف رونے کی تعبیر خوشی اور شادمانی سے کرتے ہیں۔اور جب رونے کے ساتھ چیخ پکار شامل ہو جائے تو اس سے مراد مصیبت اور افتاد ہے۔خواب میں ہنسنے کا مطلب حزن وملال ہوتا ہے۔لیکن تبسم کا مطلب خوش آئند اور حالات کا درست سمت پر چلنا ہوتا ہے۔خواب میں اخروٹ دکھائی دینا بہت زیادہ مال ودولت ملنے کا اشارہ ہے۔اور اگر اخروٹ لڑکھنے کی آواز سنائی دے تو اس سے مراد جھگڑے اور الجھاؤ کی کیفیت سے واسطہ پڑنا ہوتا ہے۔سر میں تیل لگا ہوا دیکھنا خوب صورتی اور زیب وزینت ہوتا ہے۔اور اگر وہی تیل چہرے پر بہا ہوا دیکھا جائے تو اس سے مراد غمناک اور پریشان صورتحال کا غماز ہے۔صرف زعفران کا پودا دیکھنا مدحت وثنا اور نیک نامی کے حصول کا اعلامیہ ہے اور اگر زعفرانی رنگ نظر آئے تو اس سے مراد بیماری اور غم ہوتا ہے۔ بیمار کا گھر سے نکلنا اور کسی سے کلام نہ کرنا اس کی موت قریب ہونے کا نشان ہے اور اگر وہ گفتگو کرتا ہے تو اس کی صحت یابی اور تندرستی کا اشارہ ہے۔ایک رنگ کے چوہے دکھائی دینے سے مراد خواتین اور مستورات ہیں اور اگر ان کے رنگ مختلف ہوں، سفید یا کالے نظر آئیں تو اس سے مراد شب وروز اور دن رات ہوں گے۔مچھلیاں اگر قلیل تعداد میں ہوں جو بآسانی گنی جاسکتی ہوں تو اس کا مطلب عورتیں اور اگر وہ لاتعداد اوران گنت ہوں تو اس سے مراد مال غنیمت کا حاصل ہونا ہے۔

بسا اوقات ایک قسم کے دیکھے گئے خوابوں کی تعبیر جدا جدا اور مختلف ہوتی ہے اور ایسا خواب دیکھنے والے شخص کی ظاہری شکل وشباہت، ہیئت وحالت، چہرے مُہرے اور بناوٹ کے مختلف ہونے کی بنا پر ہوتا ہے۔مثلاً ایک منحوس قسم کا آدمی خواب میں دیکھتا ہے کہ اس نے بیڑیاں پہن رکھی ہیں تو یہ خواب بھیانک نتائج کا حامل ہوسکتا ہے اور اگر یہی خواب کسی نیک طینت اور خوش اطوار شخص کو نظر آئے تو اس کا مطلب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اسے کسی برے کام اور بدترین موقع سے محفوظ رکھے گا۔

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ نے ایک آدمی کی بابت تبصرہ کرتے ہوئے کہا، جو برسرِ منبر خطاب و بیان کے جوہر دکھا رہا تھا۔ اسے عہدہ و منصب ملے گا اور اگر ایسا نہ ہوا تو ایسا ضرور ہوگا کہ اسے سولی چڑھا دیا جائے گا۔ اسی طرح ایک شخص نے امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ میں نے اپنے آپ کو خواب میں اذان دیتے ہوئے دیکھا، اس کی کیا تعبیر ہو سکتی ہے؟ انہوں نے کہا: تو حج کرے گا۔ اس طرح ایک اور شخص نے اسی طرح کے خواب کی تعبیر پوچھی تو انھوں نے کہا: تو چوری کرے گا پھر تیرا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ ایسا انہوں نے پوچھنے والوں کی ظاہری شکل وصورت کے تفاوت کی بنا پر کہا، حاضرین نے اس فرق کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا: میں نے پہلے شخص کے متعلق جو تعبیر کی ہے تو اس میں اس کی ظاہری وجاہت یعنی مومنانہ طرز زندگی کو ملحوظ رکھا ہے اور اس کے خواب کا مطلب میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمانِ عالی شان سے نکالا ہے: ﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ﴾ .... ''اور لوگوں میں حج کا اعلان کر دے۔'' (سورۂ حج: ۲۷) دوسرے شخص کی ہیئت اور ظاہری خدوخال اس طرح کے نہ تھے تو میں نے اس کے خواب کا مطلب اس فرمان الٰہی سے نکالا ہے: ﴿ثُمَّ اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَيَّتُهَا الْعِيْرُ اِنَّكُمْ لَسٰرِقُوْنَ﴾ .... ''پھر ایک آواز دینے والے نے پکار کر کہا اے قافلے والو! تم لوگ تو چور ہو۔'' (سورۂ یوسف: ۷۰) یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص کوئی معاملہ خواب میں دیکھتا ہے تو سچ مچ جوں کا توں واقع ہو جاتا ہے۔ مثلاً وہ خواب میں سرداری اور عہدے کا حصول دیکھتا ہے، حج بیت اللہ کرتے ہوئے پاتا ہے، کسی پردیس میں مقیم شخص کی ملاقات کرتا ہے، پریشانی لاحق ہوتی یا کوئی خوشی ملتی ہوتی دیکھتا ہے تو آئندہ واقعتاً ہی ایسا ہو جاتا ہے۔ دیکھیے آپ علیہ السلام نے مکہ مکرمہ کے فتح ہونے کو خواب میں دیکھا تو ویسے ہی ہو گیا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کہا: ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْيَا بِالْحَقِّ﴾ .... ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا۔'' (سورۂ فتح: ۲۷)

(۳۱۸٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَخْبَرَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنِ ابْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ، عَنْ عَمِّهِ، أَنَّ خُزَيْمَةَ رَأَى فِيمَا يَرَى النَّائِمُ، أَنَّهُ سَجَدَ عَلَى جَبْهَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَاضْطَجَعَ لَهُ، وَقَالَ: ((صَدِّقْ رُؤْيَاكَ، فَسَجَدَ عَلَى جَبْهَتِهِ۔))

ابن خزیمہ بن ثابت اپنے چچا ابو خزیمہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا، جیسا کہ خواب دیکھنے والا خواب دیکھتا ہے۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر سجدہ کیا ہے۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے لیٹ گئے اور فرمایا: ''خواب سچا کر لے۔'' چنانچہ اس نے آپ کی پیشانی پر سجدہ کیا۔

(۳۱۸٤) اسناده ضعيف ...... أخرجه الامام احمد فى المسند: ۲۱۹٤۱

شرح: بعض اوقات ایک شخص کو کسی کے متعلق خواب نظر آتا ہے لیکن وہ خواب پورا اس کی اولاد، یا قریبی رشتہ دار یا ہم نام شخص میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی ﷺ نے خواب میں ابوجہل کو بیعت کرتے ہوئے دیکھا، تو یہ بیعت اس کے بیٹے عکرمہ رضی اللہ عنہ نے کی۔ جب سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اس خواب کی تعبیر ہے۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے اسید بن عاص کو خواب میں مکہ کا گورنر تعینات دیکھا پھر ایسے ہوا کہ نبی ﷺ نے ان کے بیٹے سیدنا عتاب بن اسید رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر فرمایا۔

(5)......بَابُ تَأْوِيلِ رُؤْيَةِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الْمَنَامِ
خواب میں نبی ﷺ کی زیارت کرنے کی تعبیر

(۳۱۸۵)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنِ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ البَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُخْتَارِ......

حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، أَخْبَرَنَا أَنَسٌ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لا يَتَمَثَّلُ بِي)) وَقَالَ: ((إِنَّ رُؤْيَا الْمُسْلِمِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی خواب میں دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ ایک مسلمان کا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔''

(۳۱۸۶)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ الشَّاشِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي زِيَادٍ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَمِّهِ، قَالَ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ......

قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ رَآنِي فِي النَّوْمِ، فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ۔))

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مجھے خواب میں دیکھا، اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا۔''

(۳۱۸۵) أخرجه البخاري: ٦٩٩٤، ومسلم: ٢٢٦٤

(۳۱۸٦) أخرجه البخاري: ٦٩٩٦، ومسلم: ٢٢٦٧

(٣١٨٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ، حَدَّثَنَا يُونسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ، فَسَيَرَانِي فِي الْيَقْظَةِ، أَوْ لَكَأَنَّمَا رَآنِي فِي الْيَقْظَةِ، وَلا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي۔))وَ أَبُو سَلَمَةَ، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ: ((مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا آپ فرمارہے تھے: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا۔'' یا یہ فرمایا: ''گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھا کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔'' اور جناب ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے حقیقت میں مجھے دیکھا۔''

شرح: ایک سند سے یوں بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے خواب میں مجھے دیکھا وہ عنقریب حالت بیداری میں بھی دیکھے گا۔''

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: خواب میں اللہ تعالیٰ کی زیارت کا ہو جانا بھی درست اور صحیح ہے۔سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اونگھ آئی تو میں نے اپنے پروردگار کی زیارت کی۔'' (صحیح، ترمذی: ٣٢٣٥)

خواب میں اللہ تعالیٰ جل شانہ کی زیارت، عدل وانصاف کے ظہور، آسائشوں وسہولت اور سرسبز وشادابی کی نوید اور خیر وبھلائی کا مژدہ جانفزا ہے۔جس کو یہ مقام بلند حاصل ہو تو گویا اسے جنت کا وعدہ اور مغفرت وبخشش کا پروانہ مل گیا ہے یا نارِ جہنم سے نجات کا سرٹیفکیٹ ہاتھ آ گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی بات حق اور اس کا وعدہ مبنی بر صداقت ہے۔اگر خواب میں اللہ تعالیٰ بندے کی طرف دیکھتے ہوں تو اس کا مطلب رحمت اور شفقت کے سوا اور کچھ نہیں۔اگر مولائے کریم عزوجل اس شخص سے اعراض کیے ہوئے ہوں تو اس کا مطلب اس شخص کو گناہوں اور تقصیرات، زلّات اور معاصی سے انذار اور اِحذار ہے کیونکہ مولائے کریم کا فرمان عالی شان ہے: ﴿أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنظُرُ إِلَيْهِمْ﴾ .... ''ان کے لیے آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اللہ تعالیٰ نہ تو ان سے بات چیت کرے گا نہ ان کی طرف قیامت کے دن دیکھے گا۔'' (سورۂ آل عمران:٧٧)

اگر خواب میں اللہ تعالیٰ اس شخص کو دنیاوی مال ومنال اور ساز وسامان دیں اور وہ اسے لے لے تو اس سے مراد

(٣١٨٧) أخرجه البخاري: ٦٩٩٣، ومسلم: ٢٢٦٦

آزمائشیں اور امتحانات ہوتے ہیں نیز اس سے مراد بیماریاں اور امراض ہوتی ہیں جو آدمی کے جسم کو لاحق ہوں گے جس سے اس کے اجروثواب میں اضافہ ہوگا۔ وہ انہی ابتلاؤں اور آزمائشوں میں مسلسل گرفتار رہے گا تا آنکہ حسن خاتمہ سے خورسند ہو اور رب رحمان کی بے پایاں رحمتوں اور عظیم عطاونوال سے بہرہ وافر پائے۔

خواب میں نبی ﷺ کی زیارت حق اور سچ ہے۔ شیطان آپ کی شکل وصورت اختیار نہیں کرسکتا۔ اسی طرح تمام انبیائے کرام اور فرشتوں کا معاملہ ہے۔ شیطان ان کی شکل وشباہت بھی اختیار نہیں کرسکتا۔ بلکہ سورج، چاند اور چمکتے دمکتے ستارے اور ابرِ رحمت جس سے بارش کی بوندیں ٹپکیں، شیطان ان میں سے کسی کی بھی تمثیل بننے کی صلاحت نہیں رکھتا۔ گویا خواب میں ان اشیاء کا نظر آنا بلا ریب درست اور معنی خیز تعبیر کا حامل ہوگا۔

اگر خواب میں فرشتے کہیں اترتے ہوئے دکھائی دیں تو اس کا مطلب، اس علاقہ والے لوگوں کے لیے نصرت اور مدد کا نزول ہے یا کشادگی اور آسانی ہے، اگر وہ مبتلائے کرب وبلا ہوں یا پھر ہریالی، سبزہ اور شادابی مراد ہوگی، اگر وہ تنگی، بدحالی اور قحط سالی میں بری طرح گرفتار ہوں۔ انبیائے کرام علیہم السلام کی زیارت بھی انہی مطالب اور نویدہائے گوناں گوں کی حامل ہوتی ہے۔

جو شخص کسی فرشتے کو دیکھے کہ وہ نیکی کی بات کررہا ہے، مفید نصائح سے نواز رہا ہے، صلہ رحمی کی تلقین کررہا ہے، کسی خوشخبری سے شادکام کررہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس شخص کو دنیا میں مقام ومرتبہ اور شرف وفضیلت حاصل ہوگی اور مرتے وقت ایسا شخص رتبۂ شہادت پر سرفراز ہوگا۔ انبیائے کرام اور فرشتوں کو خواب میں دیکھنا یکساں نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ ماسوائے شہادت کے کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام انسانی معاشرے میں مل جُل کر رہتے ہیں اور فرشتے اللہ تعالیٰ کے پاس رہتے ہیں۔ لوگ عام حالت میں انہیں نہیں دیکھ پاتے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ﴾ .... ''یقیناً جو تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے۔'' (سورۂ اعراف:۲۰۶) اور اللہ تعالیٰ نے شہدائے کرام رحمہم اللہ کے متعلق فرمایا ہے: ﴿وَالشُّهَدَاءُ عِندَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ﴾ .... ''اور شہداء ہیں ان کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے۔'' (سورۂ حدید:۱۹) آقا علیہ السلام کی زیارت جس علاقے میں کسی صحیح العقیدہ اور آپ کے حلیہ مبارک سے واقف شخص کو ہو تو یہ اس علاقے کے باسیوں کے لیے فراخی، کشادگی اور نصرت واعانت کی بشارت ہوتی ہے۔

اسی طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین، تابعین عظام اور بزرگان دین کی زیارت کا معاملہ ہے۔ خواب میں ان کا نظر آنا موجب برکت اور باعث خیر ہے۔ جتنے بڑے بزرگ کی زیارت ہو اسی قدر خیر میں اضافے اور بڑھوتری کی نوید ہے۔ جس شخص کو اکثر وبیشتر نبی ﷺ کی زیارت ہوتی ہو تو ایسا شخص دنیاوی مال واسباب سے تہی دامن ہی رہے گا۔ زیادہ دنیا جمع نہیں کرسکے گا اور نہ اللہ تعالیٰ اسے ذلت ورسوائی سے ہمکنار ہونے دیں گے، بس غیبی طور پر اس کی

ضروریات پوری ہوتی رہیں گی اور لوگوں کی نظر میں ایسا شخص انتہائی قانع، مطمئن اور پرسکون ہوگا۔ نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ((اِنَّ الْفَقْرَ اَسْرَعُ اِلٰی مَنْ يُحِبُّنِی مِنَ السَّيْلِ اِلٰی مُنْتَهَاهُ)) ''مجھ سے محبت کرنے والے پر فقر وفاقہ اس قدر تیزی سے آتا ہے جس طرح سیلابی پانی کا ریلا نشیب اور گہری جگہ کی طرف تیزی سے بڑھتا ہے۔''

(ضعیف، ترمذی: ۲۳۵۰)

کسی امام کی خوابی زیارت شرف ومنقبت اور خیر وبھلائی کا مژدہ ہوتا ہے۔

(6)......بَابُ تَأْوِيلِ رُؤْيَةِ السَّمَاءِ وَمَا فِيهَا

آسمان اور اس میں موجود اشیاء دیکھنے کی تعبیر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے: ﴿اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سَاجِدِیْنَ﴾ .... ''میں نے گیارہ ستاروں کو اور سورج چاند کو دیکھا کہ وہ سب مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔''

(سورۂ یوسف: ۴)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا وَّقَالَ یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ﴾ .... ''اور اپنے تخت پر اپنے ماں باپ کو اونچا بٹھایا اور سب اس کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ تب کہا کہ ابا جی! یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے۔'' (سورۂ یوسف: ۱۰۰)

(۳۱۸۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَزْهَرُ السَّمَّانُ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ هُوَ ابْنُ سِيرِينَ......

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا فِي مَسْجِدِ الْمَدِينَةِ، فَدَخَلَ رَجُلٌ عَلَى وَجْهِهِ أَثَرُ خُشُوعٍ، فَقَالُوا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ تَجَوَّزَ فِيهِمَا، ثُمَّ خَرَجَ، وَتَبِعْتُهُ، فَقُلْتُ: إِنَّكَ حِينَ دَخَلْتَ الْمَسْجِدَ، قَالُوا: هٰذَا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، قَالَ: وَاللّٰهِ! مَا يَنْبَغِي لأَحَدٍ أَنْ يَقُولُ مَا لا يَعْلَمُ، وَسَأُحَدِّثُكَ لِمَ ذَاكَ؟ رَأَيْتُ رُؤْيَا عَلَى

جناب قیس بن عباد نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک بزرگ مسجد میں داخل ہوئے جن کے چہرے پر خشوع وخضوع کے آثار نمایاں تھے، لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنتی لوگوں میں سے ہیں۔ پھر انہوں نے دو رکعت نماز مختصر طریقہ پر پڑھی اور باہر نکل گئے۔ میں بھی ان کے پیچھے ہولیا اور عرض کی کہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تھے تو لوگوں نے کہا کہ یہ بزرگ جنت والوں میں سے ہیں۔ اس پر انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! کسی کے لیے ایسی

(۳۱۸۸) أخرجه البخاري: ۳۸۱۳، ومسلم: ۲٤۸٤

عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَصَصْتُهَا عَلَيْهِ، وَرَأَيْتُ كَأَنِّي فِي رَوْضَةٍ، ذَكَرَ مِنْ سَعَتِهَا وَخُضْرَتِهَا، وَسَطَهَا عَمُودٌ مِنْ حَدِيدٍ، أَسْفَلُهُ فِي الأَرْضِ، وَأَعْلاهُ فِي السَّمَاءِ، فِي أَعْلاهُ عُرْوَةٌ، فَقِيلَ لِي: ارْقَهْ، قُلْتُ: لا أَسْتَطِيعُ، فَأَتَانِي مِنْصَفٌ، فَرَفَعَ ثِيَابِي مِنْ خَلْفِي، فَرَقِيتُ حَتَّى كُنْتُ فِي أَعْلاهَا، فَأَخَذْتُ بِالْعُرْوَةِ، فَقِيلَ لِي: اسْتَمْسِكْ، فَاسْتَيْقَظْتُ، وَإِنَّهَا لَفِي يَدِي، فَقَصَصْتُهَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: تِلْكَ الرَّوْضَةُ الإِسْلامُ، وَذَلِكَ الْعَمُودُ عَمُودُ الإِسْلامِ، وَتِلْكَ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى، فَأَنْتَ عَلَى الإِسْلامِ حَتَّى تَمُوتَ، وَقَالَ: الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلامٍ۔

بات زبان سے نکالنا مناسب نہیں ہے جسے وہ نہ جانتا ہو اور میں تمہیں بتاؤں گا کہ ایسا کیوں ہے؟ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں، میں نے ایک خواب دیکھا اور آپ ﷺ سے اسے بیان کیا۔ میں نے خواب یہ دیکھا تھا کہ جیسے میں ایک باغ میں ہوں، پھر انہوں نے اس کی وسعت اور اس کے سبزہ زاروں کا ذکر کیا، اس باغ کے درمیان میں ایک لوہے کا کھمبا ہے جس کا نچلا حصہ زمین میں ہے اور اوپر کا آسمان پر اور اس کی چوٹی پر ایک گھنا درخت ہے (العروۃ) مجھے کہا گیا کہ اس پر چڑھ جاؤ۔ میں نے کہا کہ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے۔ اتنے میں ایک خادم آیا اور پیچھے سے میرے کپڑے اس نے اُٹھائے تو میں چڑھ گیا اور جب میں اس کی چوٹی پر پہنچ گیا تو میں نے اس گھنے درخت کو پکڑ لیا۔ مجھ سے کہا گیا کہ اس درخت کو پوری مضبوطی کے ساتھ پکڑ لے۔ ابھی میں اسے اپنے ہاتھ سے پکڑے ہوئے تھا کہ میری نیند کھل گئی۔ یہ خواب جب میں نے نبی ﷺ سے بیان کیا تو انہوں نے فرمایا: ''جو باغ تم نے دیکھا ہے، وہ تو اسلام ہے اور اس میں ستون اسلام کا ستون ہے اور عروہ (گھنا درخت) عروۃ الوثقی ہے اس لیے تم اسلام پر مرتے دم تک قائم رہو گے۔'' راوی نے کہا: یہ بزرگ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ تھے۔

شرح: ((مِنْصَفٌ)) ''خادم۔'' اس کی جمع (المَنَاصِف) آتی ہے۔ (نَصَفْتُ الرَّجُلَ) ''میں نے اس کی خدمت کی۔''

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جس نے خواب میں اپنے آپ کو آسمان کی طرف چڑھتے ہوئے دیکھا اور پھر وہ آسمانی سرحدوں میں داخل ہو گیا تو اس کا مطلب ہے کہ اسے دنیا میں مقام و مرتبہ ملے گا اور اچھی شہرت نصیب ہو گی۔ چہار سو اس کے نیک تذکرے ہوں گے اور یہ کہ اسے شہادت حاصل ہو گی۔ اگر اس نے اپنے آپ کو آسمان کی بلندیوں تک

اچھلتے ہوئے پایا لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا یا یاد نہ رہا کہ آسمان کی فرازوں تک بلند کب ہوا تو اس کا مطلب ہے کہ اسے بہت جلد عہدہ ومنصب اور شرف وفضیلت حاصل ہونے والی ہے یا جلد ہی ایسا شخص راہِ خدا میں جام شہادت نوش کرنے والا ہے۔

سورج کو خواب میں دیکھنے کا مطلب مملکت اور حدود واختیار کی وسعت ہے اور اگر سورج میں کوئی تغیر نظر آئے یا سورج گہنا ہوا دکھائی دے تو اس کا مطلب ہے کہ سلطنت وحکومت کو کوئی ناخوشگوار واقعہ درپیش آنے والا ہے یا بادشاہ سلامت کو کوئی غم یا مرض لاحق ہونے والا ہے یا اسی قسم کا کوئی عارضہ رونما ہونے والا ہے۔

چاند کا خواب میں نظر آنا بادشاہ کا وزیر بننے کا عندیہ ہوتا ہے۔ زہرہ ستارہ دیکھنا بادشاہ کی بیوی بننے اور عطارد ستارے کا نظر آنا اس کا سیکرٹری بننے کا پیغام ہوتا ہے۔ مریخ ستارے کا نظر آنا باددشاہ کی فوج کا کمانڈر انچیف اور زحل ستارے کا نظر آنا پولیس افسر اور مشتری ستارے کا نظر آنا وزیر خزانہ بننے کا پتہ دیتا ہے۔ تمام بڑے بڑے اجرام سماویہ اور عظیم ستاروں کا نظر آنا کسی بڑے مقام ومرتبہ تک پہنچنے کا حامل ہوتا ہے۔

چاند اگر کسی کو آسمان میں نظر آئے تو اس کا مطلب وزیر بننا ہوتا ہے اور اگر چاند اسے اپنے پاس یا اپنی گود میں یا گھر میں دکھائی دے تو اس مطلب ہے کہ وہ دوسری شادی کرے گا خواہ مرد ہو خواہ عورت ہو۔ چاند جتنا چمکتا ہوا اور خوبصورت ہوگا اسی قدر خوبصورت جیون ساتھی ملے گا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب میں تین چاندوں کو اپنے حجرے میں گرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے یہ خواب اپنے والدمحترم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بتایا۔ بعدازاں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں مدفون ہوئے تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی سے کہا: یہ آپ کے دیکھے گئے چاندوں میں سے ایک چاند ہے اور یہ چاند ان تمام سے عمدہ اور بہتر ہے۔'' سیدنا یوسف علیہ السلام کے خواب میں سورج سے مراد ان کے والدمحترم تھے اور چاند سے مراد ان کی خالہ تھیں۔ (جو اس وقت ان کے والد سیدنا یعقوب علیہ السلام کے حبالہ عقد میں تھیں۔) اور گیاہ ستاروں سے مراد ان کے بھائی تھے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان میں مذکور ہے: ﴿وَرَفَعَ اَبَوَيۡهِ عَلَى الۡعَرۡشِ وَخَرُّوۡا لَهٗ سُجَّدًا‌ ۚ وَقَالَ يٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاۡوِيۡلُ رُءۡيَایَ مِنۡ قَبۡلُ﴾ .... ''اور اپنے تخت پر اپنے ماں باپ کو اونچا بٹھایا اور سب اس کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ تب کہا کہ ابا جی! یہ میرے پہلے کے خواب کی تعبیر ہے۔'' (سورۂ یوسف:۱۰۰) یاد رہے کہ یہ خواب سیدنا یوسف علیہ السلام نے ایام طفولیت میں دیکھا تھا اور اس کی تعبیر چالیس سال بعد رونما ہوئی۔

مروی ہے کہ جناب ابن سیرین رحمہ اللہ نے خواب میں دیکھا کہ جوزاء ستارہ ثریا ستارے سے آگے نکل گیا ہے تو انھوں نے ضروری وصایا کرنا شروع کر دیں اور تبصرہ کرتے ہوئے کہا: پہلے حسن بصری فوت ہوں گے اور بعدازاں میں کیونکہ حسن مجھ سے اشرف واعلیٰ ہیں۔ ایک شخص نے ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ میں نے اپنے آپ کو آسمان

وزمین کے درمیان میں اڑتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس پر آپ رحمہ اللہ نے کہا: تو بہت زیادہ آرزوئیں اور امنگیں رکھنے والا شخص ہے، تو ہر وقت خیالات کی دنیا میں مست اور خواہشوں کی جنت میں بسا رہتا ہے۔

(7)......بَابُ تَأْوِيلِ رُؤْيَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ

خواب میں قیامت، جنت اور جہنم دیکھنے کی تعبیر

(٣١٨٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الريانى، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ......

عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ ابْنَ عُمَرَ رَأَى فِي الْمَنَامِ كَأَنَّ فِي يَدِهِ قِطْعَةَ اسْتَبْرَقٍ لا يُرِيدُ مِنَ الْجَنَّةِ مَوْضِعًا إِلا طَارَتْ بِهِ إِلَيْهِ، وَرَأَى كَأَنَّهُ ذُهِبَ بِهِ إِلَى النَّارِ، فَلَقِيَهُ رَجُلٌ، فَقَالَ: دَعْهُ، فَإِنَّهُ نِعْمَ الرَّجُلُ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ، قَالَ: فَقَصَّتْ حَفْصَةُ إِحْدَى الرُّؤْيَايَيْنِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهَا: ((إِنَّ أَخَاكِ رَجُلٌ صَالِحٌ)) قَالَ: فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ بَعْدُ يُطِيلُ الصَّلاةَ مِنَ اللَّيْلِ۔

جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا گویا کہ ان کے ہاتھ میں ریشم کا ایک ٹکڑا ہے اور وہ جنت میں جس جگہ جانا چاہیں وہ ٹکڑا انہیں اڑا کر وہاں پہنچا دیتا ہے اور انہوں نے دیکھا کہ انھیں آگ کی طرف لے جایا گیا تو انہیں ایک شخص ملا جس نے کہا: اسے چھوڑ دو! یہ بہت اچھا آدمی ہے اگر تہجد پڑھنے لگے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے ان دونوں خوابوں میں سے ایک کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: ''تمہارا بھائی نیک آدمی ہے۔'' راوی نے کہا: اس کے بعد سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ رات کی نماز بڑی طویل پڑھا کرتے تھے۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جو شخص کسی علاقے میں قیامت بپا ہوئی دیکھے تو اس کا مطلب ہے کہ اس علاقے میں عدل وانصاف کا بول بالا ہوگا۔ اگر وہ لوگ ایک عرصے سے ظلم وستم کی چکی میں پستے ہوئے آرہے ہیں تو اس کا مطلب ہے اب ان کی نجات اور مدد ونصرت کے دن قریب آگئے ہیں اور اگر وہ ظالم اور جفا کار ہیں تو اس خواب کا مطلب ہے کہ اب ان کے دن گنے جا چکے ہیں اور ان کی بساط لپیٹ دی جائے گی کیونکہ ظالموں کے حق میں یہی عدل وانصاف اور عین حق ہے اور روز قیامت بھی تو فیصلے اور عدالت ربانی کا دن ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا﴾ .... ''قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے

(٣١٨٩) أخرجه البخاري: ١١٢١، ١١٢٢، ومسلم: ٢٤٧٨

ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔'' (سورۂ انبیاء:۴۷)

جو شخص اپنے آپ کو جنت میں داخل ہوتا ہوئے دیکھے تو اسے اللہ عزوجل کی طرف سے بشارت خیال کرے اور اگر اس نے جنت کے پھل بھی تناول کیے ہیں اور دیگر نعمتوں سے بھی متمتع ہوا ہے تو اس سے مراد دین و دنیا میں اسے پہنچنے والی خیر و بھلائی ہے یا اسے علم نافع کا حصول ہوگا اور اگر وہ جنتی پھل اس نے توڑ کر کسی کو دے دیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے علم وفضل سے بہت سارے لوگ فیضیاب ہوں گے۔ جہنم میں داخل ہوتے ہوئے دیکھنا، گناہوں سے تنبیہ ہوتا ہے تاکہ وہ توبہ کرے۔ اگر اس نے جہنم میں سے کسی چیز کو پکڑا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی نافرمانی اور بدخصلت میں گرفتار ہے یا اس کا علم اس کے لیے وبال اور موجب خسران بن جائے گا۔

(8)......بَابُ تَأْوِيلِ الْوُضُوءِ وَالْعِبَادَاتِ فِي النَّوْمِ
نیند میں وضو اور دیگر عبادات کرتے ہوئے دیکھنے کی تعبیر

(۳۱۹۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ......

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: بَيْنَما نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَإِذَا امْرَأَةٌ تَتَوَضَّأُ إِلَى جَانِبِ قَصْرٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟ قَالَ: لِعُمَرَ، فَذَكَرْتُ غَيْرَتَهُ، فَوَلَّيْتُ مُدْبِرًا۔)) فَبَكَى عُمَرُ، وَقَالَ: عَلَيْكَ بِأَبِي وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَغَارُ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا، وہاں ایک عورت ایک محل کے کنارے وضو کر رہی تھی۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کا ہے؟ اس نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پھر میں نے ان کی غیرت یاد کی اور وہاں سے لوٹ کر چلا آیا۔'' اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ رو دیئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، کیا میں آپ پر غیرت کروں گا۔

تشریح: ٹھنڈے پانی سے وضو یا غسل کرنا توبہ کی قبولیت، مرض سے صحت یابی، قید و بند سے رہائی، قرضے سے گلوخلاصی اور خوف وہراس سے امن کی نوید ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ وضو کی بجائے غسل اپنے مطلب پر واضح اور قوی اشارہ ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا ایوب علیہ السلام سے کہا تھا: ﴿هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ﴾ ''یہ

(۳۱۹۰) أخرجه البخاري: ۳۶۸۰، ومسلم: ۲۳۹۵

نہانے کا ٹھنڈا اور پینے کا پانی ہے۔'' (سورۂ ص:۴۲)

جناب سیدنا ایوب علیہ السلام نے غسل کر لیا تو ہر قسم کی جسمانی تکالیف اور ابتلاؤں سے نکل گئے۔گرم پانی سے غسل اور وضو کرنا پریشانیوں اور بیماریوں کا عندیہ ہوتا ہے۔اذان سننا یا دینا حج کے لیے روانہ ہونے کا پتہ دیتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ﴾ .... ''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے۔'' (سورۂ حج:۲۷) اور بسا اوقات اذان کا مطلب دین پر سختی سے کار بند ہونا اور پختگی اور شعور کے ساتھ عمل پیرا ہونا ہوتا ہے۔اسی طرح نیند میں نماز پڑھنا دین وسنت کے لحاظ سے رائے کے پختہ اور درست ہونے کا پتہ دیتا ہے اور یہ تب ہے جب نماز کعبہ رخ ادا کی گئی ہو۔

خواب میں نماز کی امامت کرانے کا مطلب ریاست اور سرداری کا حصول ہے اگر نماز درست سمت ادا کی گئی ہو اور مکمل نماز کی امامت کرائی گئی ہو نہ کہ ادھوری نماز کی۔صرف رکوع کا مطلب توبہ اور انابت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ﴿وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ﴾ .... ''اور عاجزی کرتے ہوئے گر پڑے اور پوری طرح رجوع کیا۔'' (سورۂ ص:۲۴) اور صرف سجدے کا مطلب رب کائنات کا قرب اور نزدیکی ہوتا ہے جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے: ﴿وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ﴾ .... ''اور سجدہ کر اور قریب ہو جا۔'' (سورۂ علق:۱۹)

اگر کوئی شخص اپنے آپ کو قبلہ کی سمت سے ہٹ کر نماز پڑھتے ہوئے پائے مثلاً مشرق یا مغرب کی طرف تو اس کا مطلب سنت مطہرہ سے انحراف اور عدول ہوتا ہے۔اگر کوئی شخص بیت اللہ کی طرف پیٹھ کر کے نماز پڑھتا ہوا اپنے آپ کو ملاحظہ کرے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ مرتد ہو جائے گا اور اسلام چھوڑ دے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَنَبَذُوْهُ وَرَاءَ ظُهُوْرِهِمْ﴾ .... ''ان لوگوں نے اس عہد کو اپنی پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا۔'' (سورۂ آل عمران:۱۸۷)

اگر کسی کو نماز پڑھتے وقت قبلہ کی سمت کا تعین ہی نہیں ہو رہا تو اس کا مطلب ہے وہ دین کے مسئلہ میں حیران وپریشان اور سرگرداں ہے، شکوک وشبہات کے کانٹے اس کے دل میں پیوست ہیں۔اور جو شخص خواب میں یہ دیکھے کہ وہ بیت اللہ کی چھت پر نماز ادا کر رہا ہے تو اس کا مطلب ہے وہ بے دین اور ملحد آدمی ہے۔اس کا دین وشریعت سے کوئی رشتہ نہیں۔اللہ تعالیٰ ایسی کیفیت سے پناہ دے۔

کعبۃ اللہ کو دیکھنا عادل حکمران ہونے کی دلیل ہے۔بیت اللہ میں امامت کرانے کا مطلب امام وقت کی نیک راہنمائی ہے۔جامع مسجد کو دیکھنا، عہدے دار اور بادشاہ بننے کا غماز ہے۔اپنے آپ کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے یا مناسک حج ادا کرتے ہوئے دیکھنا، دین میں درستی، استقامت اور دلچسپی وانہماک کا باعث ہے۔آدمی جتنا اپنے آپ کو ان اعمال خیر میں زیادہ مشغول پائے گا اسی قدر دین میں پختہ اور مضبوط ہوگا۔

حرم میں داخل ہوتے ہوئے دیکھنا، امن وامان اور محفوظیت کا عندیہ ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا﴾ .... ''اور جو اس میں آئے، امن والا ہو جاتا ہے۔'' (سورۂ آل عمران:۹۷)

قربانی دیکھنے کا مطلب گردن آزاد کرنا ہے۔ اگر ایسا خواب دیکھنے والا غلام ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ جلد آزادی سے ہمکنار ہوگا۔ اگر وہ قرضوں میں دبا ہوا ہے تو اس کا قرضہ ادا ہو جائے گا۔ مریض ہے تو شفایاب ہو جائے گا یا حج بیت اللہ کے لیے رخت سفر باندھے گا۔

(9)......بَابُ تَأْوِيْلِ النِّكَاحِ فِيْ النَّوْمِ

خواب میں نکاح دیکھنے کا مطلب

(۳۱۹۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أُرِيتُكِ فِي الْمَنَامِ مَرَّتَيْنِ، إِذَا رَجُلٌ يَحْمِلُكِ فِي سَرَقَةِ حَرِيرٍ، فَيَقُولُ: هَذِهِ امْرَأَتُكَ فَأَكْشِفُهَا، فَإِذَا هِيَ أَنْتِ، فَأَقُولُ: إِنْ يَكُنْ هَذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ يُمْضِهِ۔))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے تم خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئیں۔ ایک شخص تمہیں ریشم کے ایک ٹکڑے میں اُٹھائے لیے جا رہا تھا کہ اس نے مجھ سے کہا: یہ آپ کی بیوی ہیں۔ ان کے چہرے سے پردہ ہٹاؤ، میں نے پردہ اُٹھایا کہ وہ تم ہی تھیں۔ میں نے سوچا کہ اگر یہ خواب اللہ کی طرف سے ہے تو وہ خود ہی انجام تک پہنچائے گا۔''

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جو شخص خواب میں کسی خاتون کے ساتھ شادی ہوتی ہوئی دیکھے یا خواب میں اس کی ملاقات کسی جان پہچان والی عورت سے ہو یا اس کی کسی عورت کے ساتھ منگنی طے پا گئی ہو تو اس کا مطلب ہے اسے حکومت، سرداری اور عہدہ ومنصب ملے گا۔ جس قدر خواب میں نظر آنے والی عورت خوبصورت اور خوش شکل ہوگی وہ عہدہ اسی قدر بلند مرتبہ اہمیت کا حامل اور کلیدی ہوگا۔ اگر اس کی شادی نہیں ہوئی، یا کسی خاتون سے ملاقات تو ہوئی مگر اسے پہچان نہ سکا اور اسی طرح اس کی نسبت طے نہ ہو سکی مگر یہ کہ اس نے اپنے آپ کو دلھے کے روپ میں دیکھا ہے تو اس کا مطلب، اس کی موت ہے یا یہ کہ اس کے ہاتھوں کوئی شخص قتل ہوگا۔

جس نے خواب میں اپنی بیوی کو طلاق دی تو اس کا مطلب ہے اسے عہدہ ومنصب اور حکومت وریاست سے معزول کر دیا جائے گا۔ جس نے کسی فوت شدہ عورت سے شادی کی تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی ایسے معاملے کے حل میں کامیاب ہوگا جو برسوں سے کھٹائی میں پڑا ہے اور اس کے حل کی ظاہری امید ختم ہو چکی ہے۔

(۳۱۹۱) أخرجه البخاري: ۳۸۹۵، ومسلم: ۲٤۳۸

جس نے خواب میں کسی محرم عورت کے ساتھ نکاح ہوتے دیکھا تو اس کا مطلب ہے وہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے گا۔ خواب میں کسی بدکار اور فاحشہ عورت کے ساتھ ملوّث ہونے کا مطلب حرام اور ناجائز آمدن کا حصول ہے۔ اگر خواب میں عورت کو نیک اور صالح مرد نے دیکھا تو اس کا مطلب حصول علم ہے۔ اگر خواب میں کسی عورت نے دیکھا کہ اس نے کسی مرد کے ساتھ شادی کر لی ہے تو اس کا مطلب ہے اس عورت کو خیر و بھلائی حاصل ہوگی۔ اگر اس عورت نے خواب میں کسی فوت شدہ کے ساتھ نکاح ہوتے ملاحظہ کیا تو اس کا مطلب ہے کہ اسے کوئی مالی صدمہ پہنچے گا یا اس کے معاملاتِ زندگی بکھر کر منتشر ہو جائیں گے۔

(10)......بَابُ تَأْوِيْلِ رُؤْيَةِ الْإِنْسَانِ الْمَجْهُوْلِ وَالْمَعْلُوْمِ وَأَعْضَاءِ الْإِنْسَانِ
کسی گمنام یا معروف شخص نیز کسی انسانی عضو کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر

(۳۱۹۲)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ ، حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، حَدَّثَنَا مُوسَى ، حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِي رُؤْيَا النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَدِينَةِ ، رَأَيْتُ امْرَأَةً سَوْدَاءَ ثَائِرَةَ الرَّأْسِ ، خَرَجَتْ مِنَ الْمَدِينَةِ حَتَّى نَزَلَتْ مَهْيَعَةَ ، فَتَأَوَّلْتُهَا أَنَّ وَبَاءَ الْمَدِينَةِ نُقِلَ إِلَى مَهْيَعَةَ ، وَهِيَ الْجُحْفَةُ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں نبی ﷺ کے خواب کے حوالہ سے بیان کیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے ایک پراگندہ بال، سیاہ عورت دیکھی کہ وہ مدینہ سے نکل کر مہیعہ چلی گئی، میں نے اس کی تعبیر یہ کی کہ مدینہ کی وباء مہیعہ منتقل ہوگئی ہے۔''

تشریح مہیعہ جحفہ کو کہتے ہیں۔

امام رحمہ اللہ علیہ نے کہا: خواب میں کسی معروف اور میل جول والے شخص سے ملاقات کا مطلب بعینہ اسی شخص سے حالت بیداری میں ملاقات ہے یا اس کے ہم نام یا اس کی صفات کے حامل شخص سے ملاقات ہے۔ غیر معروف اور اجنبی شخص سے ملاقات کا مطلب دشمن سے پالا پڑنا ہے اگر وہ جوان ہے۔ اگر وہ بوڑھا ہے تو اس سے مراد اس کا دادا ہے۔ بوڑھی، غیر معروف عورت سے ملاقات کا مطلب دنیا ہے، پھر اگر وہ اچھی اور خوبصورت وضع قطع میں نیز عمدہ ہیئت وحالت میں دیکھی گئی ہے تو اس کا مطلب حلال اور طیب دنیا کا حصول ہے اور اگر وہ غیر اسلامی وضع قطع اور رنگ ڈھنگ میں دیکھی گئی ہے تو اس کا مطلب حرام اور غیر شرعی طور طریقوں سے حاصل ہونے والی دولت ہے۔ اگر وہ عورت پراگندہ بال اور قبیح شکل وصورت میں سامنے آتی ہے تو اس سے دین کی کوئی بات مراد ہوسکتی ہے نہ دنیا کی۔

(۳۱۹۲) أخرجه البخاري: ۷۰۳۸

حدیث ھذا میں خود نبی کریم ﷺ نے پراگندہ بال، سیاہ فام عورت کی خواب میں دیکھنے کی تعبیر وباء اور بیماری سے کی ہے۔ جوان عورت کو دیکھنے کا مطلب قحط سالی میں مبتلا ہونا ہے اور نوخیز لڑکی کا دیکھنا، خیر و بھلائی کی نوید ہے۔ بچے کا دیکھنا غم وحزن سے عبارت ہے اور فاحشہ اور بدکار عورت کا دیکھنا طلب دنیا میں سرگرداں شخص کے لیے حصولِ زر کا پتہ دیتا ہے جبکہ ایسی عورت اگر کسی نیک طینت، قدسی خصال اور علم وفضل والے شخص کو نظر آئے تو اس کا مطلب علم کی فراوانی اور اس کا حصول ہے۔ خواب میں خواجہ سراؤں اور ہیجڑوں کو دیکھنے کا مطلب فرشتے ہوتے ہیں، جب انہیں عمدہ اور بہترین حالت اور شریفانہ چال چلن میں دیکھا جائے۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے جناب ابن سیرین رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میری گود میں ایک بچہ ہے جو چیخ پکار کر رہا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا: اللہ سے ڈر اور شطرنج کھیلنا ترک کر دے۔ مختلف انسانی اعضاء کو خواب میں دیکھنے کا مطلب مندرجہ ذیل ہوسکتا ہے۔ سر دیکھنے کی تعبیر ریاست اور سرداری ہے۔ چہرہ دیکھنے کی تاویل جاہ و حشمت ہے۔ سفید بال دیکھنے کی تعبیر اقبال وسربلندی ہے۔ لمبے اور دراز بال دیکھنا حزن وملال کا پیش خیمہ ہے، ہاں اگر طویل بال مجاہد، عسکری اور جنگجو شخص کے ہوں تو پھر یہ تعبیر نہ ہوگی بلکہ اس کے حق میں زینت اور جمال مقصود ہوگا۔ سر کا مونڈنا اگر حرم مکہ میں یا ایام حج میں دیکھا گیا ہے تو اس کا مطلب گناہوں سے طہارت اور توبہ وانابت کی قبولیت ہے اور اگر سر منڈانا مقروض اور پریشان حال شخص نے دیکھا ہے تو اس کی تعبیر قرضے سے جلد گلوخلاصی اور تشویش ناک صورتحال سے جلد نجات ہے۔ اگر مندرجہ صدر کیفیات میں سے کوئی کیفیت نہیں تو پھر ایسا خواب دیکھنے کا لازمی مطلب اس کے معاملات کا بھرم کھل جانا اور ان سے ستر وحجاب کا اُٹھ جانا ہے یا اس کے افسر بالا کا معزول ہو جانا ہے۔ خواب میں طویل داڑھی کا دیکھنا دین وشریعت میں پختگی، مضبوطی اور گہرائی مراد ہوسکتا ہے یا پھر غم واندوہ کی صورت مراد ہوسکتی ہے۔ داڑھی اور سر کو خضاب لگانے کا مطلب معاملات کا الجھاؤ ہوتا ہے۔

مونچھوں اور زیر بغل بالوں کی کثرت اور حد شریعت سے درازی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے۔ یہ دونوں چیزیں جس قدر کم دیکھی جائیں اسی قدر قابل تعریف ہے۔ آدمی اگر اپنی بیگم یا دختر کا کان یا آنکھیں دیکھے تو اس سے مراد اس کا دین ہوتا ہے اور ان کی آواز سننا اچھی شہرت اور نیک نامی ملنے کی دلیل ہے۔ آنکھ دیکھنے سے مراد آدمی کا دیندار اور پابند شریعت ہونا ہے۔ اگر وہ اپنے آپ کو نابینا دیکھے تو اس کا مطلب اسلام سے برگشتہ ہو جانا ہے۔ اگر کوئی شخص خواب میں اپنے آپ کو کانا دیکھے تو اس کا مطلب ہے اس کا نصف دین ضائع ہو جائے گا یا کسی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوگا۔ اپنے آپ کو آشوب چشم میں مبتلا دیکھنا اس بات کا پتہ دیتا ہے کہ اس کا دین معرض خطر میں ہے۔ ایسے شخص کی دینی زندگی مخدوش ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ خواب میں اپنی آنکھوں کی پلکوں کا نظر آنا دینی حالت کے محفوظ ومامون ہونے کا عندیہ ہے۔ پیشانی اور ناک کا دکھائی دینا شان وشوکت کے ملنے کی بشارت ہے اور منہ دیکھنا کسی معاملے کے آغاز یا اکمال پر دلالت

کناں ہے۔ دل، اس کے معاملات کے صحیح ڈھب اور درست سمت چلتے رہنے کا پتہ دیتا ہے۔ زبان اس کی ترجمان اور اس کے موقف اور فکر کے دوسروں تک پہنچنے کی علامت ہے۔ کبھی کبھار زبان نظر آنے کا مطلب دلیل و برھان پر ہونا ہوتا ہے۔ زبان کا کٹا ہوا دیکھنا جھگڑے اور بحث میں اس کی دلیل کے نا کام ہونے اور نہ چلنے پر دلالت کرتا ہے۔ بسا اوقات زبان کا نظر آنا اس کے تذکار جلیلہ کے تسلسل اور زبان زد خاص و عام ہونے کی نشانی ہوتا ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی بابت خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ﴾ .... ''اور میرا ذکر خیر پچھلے لوگوں میں بھی باقی رکھ۔'' (سورۂ شعراء:۸۴)

عورتیں اگر خواب میں اپنی زبان کو کٹا ہوا دیکھیں تو یہ ان کے حق میں حد درجہ قابل تعریف ہے۔ اس کا مطلب ان کا حیا وشرم کے زیور سے آراستہ و پیراستہ ہونا اور ستر وحجاب کے معاملے میں حساس ہونا ہوتا ہے۔

دانتوں کا نظر آنا، رشتے داری اور تعلق داری کے جڑنے، قریب قریب ہونے، رنجشوں کے دم توڑنے اور باہم شیر وشکر ہو کر رہنے کی دلیل ہوتا ہے۔ سامنے والے دانتوں کا نظر آنا ان کے بہت قریب ہونے اور دوسرے دانتوں کا نظر آنا ان کے قدرے بعید ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اوپر والے دانتوں سے مراد رشتہ دار مرد حضرات ہیں اور نیچے والے دانتوں سے مراد رشتہ دار خواتین ہیں۔ دانتوں میں خوبصورتی اور چمک نظر آئے، یا سیاہی اور دھبے نظر آئیں تو ویسا ہی اثر رشتہ داری اور اہل قرابت پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس کے دانت گر کر اس کے ہاتھ میں آرہے ہیں تو اس کا مطلب ان کے خاندان میں مرد حضرات کی قلت اور خواتین کی کثرت ہے، یعنی لڑکیاں زیادہ ہوں گی اور لڑکے کم۔ اگر وہ دانت گر کر ضائع ہو گئے ہیں تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی عمر طویل ہوگی اور وہ اپنے خاندان کے بیشتر افراد کے فوت ہونے کے بعد وفات پائے گا۔ گردن دیکھنے کی تعبیر امانت داری اور دین وتقویٰ کی بہتر صورتحال سے ہے اور گردن کا کمزور دکھائی دینا، امانت ودیانت اور دین کی کمزوری اور اضمحلالی صورت پر دلالت کرتا ہے۔

بازو دیکھنے کا مطلب بھائی یا بیٹا ہوسکتا ہے جو مدد اور اعانت کرنے کے قابل ہو اور معاملات کے بوجھ میں شریک بنے۔ ہاتھ دیکھنے کا مطلب بھائی ہے اور اس کا کاٹا جانا برادر حقیقی کی موت ہے۔ بعض دفعہ ہاتھوں کی درازی کا مطلب امور خیر اور رفاہ عامہ کے کام سرانجام دینا ہوتا ہے۔

یاد رہے! اگر ہاتھ کی تعبیر بھائی سے کی جائے تو پھر انگلیوں سے مراد بھائی کی اولاد ہوگی اور اگر صرف انگلیاں نظر آئیں اور ہاتھ دکھائی نہ دے تو ان سے مراد نماز پنج گانہ ہے۔ تفصیل اس متن کی کچھ یوں ہے کہ انگوٹھے سے مراد نماز فجر، انگشت شہادت سے مراد نماز ظہر، درمیانی انگلی سے مراد نماز عصر اور چھنگلی کے ساتھ والی انگلی سے مراد نماز مغرب جبکہ خود چھنگلی سے مراد عشاء کی نماز ہے۔ خواب میں سینہ دیکھنے کا مطلب آدمی کا حلیم الطبع اور بردبار ہونا ہے۔ پستان دیکھنے کا مطلب بیٹی کی ولادت ہے۔ پیٹ دیکھنے کا مطلب مال ودولت اور اولاد واحفاد کا ملنا ہے۔ انتڑیاں دیکھنے کا مطلب بھی

یہی ہے۔ اگر انتڑیوں اور پیٹ سے کوئی چیز نکلتی ہوئی دیکھی جائے تو اس کا مطلب مال ودولت کی کثرت اور فراوانی ہے۔ جگر دیکھنے کا مطلب خزانہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ ((تخرج الارض افلاذ کبدھا)) ''زمین اپنے جگر کے ٹکڑے نکالے گی۔'' یعنی اپنے خزانے نکال باہر کرے گی۔

دماغ دیکھنے کا مطلب بھی یہی ہے۔ پسلیاں دیکھنے کا مطلب عورتیں ہیں کیونکہ عورت کی تخلیق پسلی سے ہے۔ ناخن دیکھنے کا مطلب آدمی کی قوت وشوکت اور باسہارا ہونا ہے۔ اگر یہ خواب غلام دیکھے تو اس کا مطلب آقا اور مالک ہوتا ہے۔ کمر دیکھنے کا مطلب قوت وطاقت کا حصول ہے اور بسا اوقات اس سے مراد اولاد کا حصول ہوتا ہے کیونکہ اولاد کا مبدأ کمر اور پیٹھ ہی ہے۔ آلہ تناسل (ذکر) دیکھنے کا مطلب شہرت وناموری ہے اور بسااوقات اس سے مراد اولاد ہوتا ہے۔ خُصیتین دیکھنے کا مطلب وہ راستہ ہے جس پر چل کر دشمن اس پر گرفت پائیں گے اور اس تک رسائی حاصل کریں گے اور اگر انہیں کٹا ہوا دیکھے تو اس کا مطلب اس کے دشمن اپنے مطلوب میں کامیاب ٹھہریں گے اور اگر خُصیتین کو پھولا ہوا اور سوزش زدہ دیکھتا ہے تو اس کا مطلب ہے دشمن اس تک پہنچنے میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکے گا اور بسا اوقات خصیتین کے کٹنے کی تعبیر بچیوں کے نہ ہونے سے کی جاتی ہے۔ ران دیکھنے کا مطلب آدمی کا قوم وقبیلہ ہوتا ہے۔ گھٹنا دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کی روزی مشکل اور محنت طلب ہوگی۔ پنڈلی دیکھنے کا مطلب اس کی عمر کی درازی اور طوالت ہے اور کبھی کبھار پنڈلی اور قدم سے مراد مال ودولت اور اسباب معیشت ہوتے ہیں۔ زخموں، خراشوں، پھوڑوں، سوزشیں اور سوجن، دیوانگی اور جنون نیز جذام وغیرہ سے مراد مال ودولت ہے۔ اسی طرح برص اور پھلبہری سے بھی مال ودولت اور کپڑے مراد ہوتے ہیں۔

(11)......بَابُ تَأْوِيْلِ الثِّيَابِ وَالْفُرُشِ
ملبوسات، قالین اور غالیچے دیکھنے کی تعبیر

(٣١٩٣)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالَا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَما أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُ النَّاسَ يُعْرِضُونَ عَلَيَّ،

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''میں سویا ہوا تھا کہ میں نے لوگوں کو اپنے سامنے پیش ہوتے دیکھا۔ وہ قمیص

(٣١٩٣) أخرجه البخاري: ٢٣، ٣٦٩١، ومسلم: ٢٣٩٠

وَعَلَيْهِـم قُمُصٌ مِنْهَا مَا يَبْلُغُ الثُّدِيَّ ، وَمِنْهَا مَـا يَبْـلُـغُ دُونَ ذٰلِكَ ، وَمَرَّ عَـلَـيَّ عُمَرُ بْنُ الْـخَـطَّـابِ ، وَعَلَيْهِ قَمِيصٌ يَجُرُّهُ.)) قَالُوا: مَـاذَا أَوَّلْـتَ ذٰلِكَ يَـا رَسُـولُ اللّٰـهِ؟ قَـالَ: ((الدِّينَ.))

پہنے ہوئے تھے۔ ان میں سے بعض کی قمیص تو سینے تک تھی اور بعض کی زمین سے گھسٹ رہی تھی۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آپ نے اس خواب کی تعبیر کیا کی ہے؟ آپ نے فرمایا: ''دین۔''

شرح فـائـده: جس طرح لباس بدن کو چھپاتا ہے نیز گرمی سردی سے محفوظ رکھتا ہے اسی طرح دین بھی روح کی حفاظت کرتا اور اسے برائی سے بچاتا ہے۔ (ع،س)

مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے متعلق دریافت کیا گیا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس نے آپ کی نبوت ورسالت کی تصدیق کی تھی لیکن آپ کے نبی بننے سے پہلے فوت ہو گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((أُرِيتُـهُ فِـي الْـمَـنَـامِ وَعَلَيْهِ ثِيَابٌ بَيَاضٍ ، وَلَوْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، لَكَانَ عَلَيْهِ لِبَاسٌ غَيْرَ ذٰلِكَ.)) ......''مجھے وہ خواب میں دکھایا گیا، اس نے سفید کپڑے پہن رکھے تھے، اگر وہ آگ والوں میں سے ہوتا تو اس کا لباس سفید نہ ہوتا۔'' (ضعیف، ترمذی: ۲۲۸۸)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: آدمی پر قمیص کا ہونا دین وشریعت کے ساتھ گہری وابستگی کی دلیل ہے اور یہ تعبیر خود ناطق وحی صلوات اللہ وسلامہ کی زبان اقدس سے کی گئی ہے۔ بسا اوقات خواب میں قمیص نظر آنے کی تعبیر اسباب معیشت اور وسائل رزق کے سلسلہ میں اس شخص کی تگ ودو سے بھی کی جاتی ہے۔ اگر قمیص ہلکی اور کم قیمت ہو یا پھٹی ہوئی ہو یا گندی اور میلی کچیلی ہو تو اس سے اس کی زندگی کی درستی یا ابتری کا اندازہ لگایا جائے گا۔

شلوار دیکھنے کا مطلب عجمی کنیز اور تہبند کا مطلب عورت ہوتا ہے۔ خواب میں سفید کپڑا پہنے ہوئے دیکھنے کا مطلب دین ودنیا کی شادمانی، خوبصورتی اور جمال ہوتا ہے۔ خواب میں سرخ کپڑوں کا نظر آنا عورتوں کے حق میں پسندیدہ، نتائج آفرین اور بہت عمدہ ہوتا ہے جبکہ مردوں کے حق میں ناپسندیدہ اور کراہت آمیز ہوتا ہے۔ ہاں اگر سرخ رنگ کسی چادر، تہبند یا بچھونے وغیرہ میں ہو تو پھر اس کا مطلب فرحت خوشی ہوتا ہے۔ پیلے اور زرد کپڑوں کا دیکھنا مرض کی علامت ہوتا ہے۔ سبز لباس کا نظر آنا دینی زندگی کے بہار آفرین اور پرُ کیف ہونے پر دلالت کناں ہے کیونکہ یہ جنتیوں کا پہناوا ہے۔ سیاہ لباس سے مراد سرداری اور حکمرانی ہے لیکن یہ اس شخص کے حق میں ہے جو حالت بیداری میں سیاہ لباس پہنے ہوئے دیکھا جائے، دوسرے کے حق میں مکروہ ہے اور اون کے کپڑوں کا مطلب مال کثیر ہے۔

روئی کی بنی ہوئی چادر زیب تن کرنے کا مطلب دین ودنیا کی خیروبھلائی ہے۔ بہترین اور عمدہ چادر وہ ہے جو دھاری دار ہو۔ اگر چادر ریشمی ہو تو اس سے مراد مال حرام اور دینی حالت میں بگاڑ ہوتا ہے۔ کپاس، السی، بال اور اون

کے کپڑوں سے مراد مال ودولت ہی ہوتا ہے۔ پگڑی سے مراد حکومت اور سرداری ہوتی ہے۔ منبر سے مراد بادشاہت ہوتی ہے، جب خواب میں منبر وہ شخص دیکھے جو منبرومحراب کے لیے موزوں ہو اور اگر غیر موزوں شخص دیکھے تو اس سے مراد شہرت ونا موری ہوتی ہے۔ بچھو کے دیکھنے سے مراد آزاد عورت یا لونڈی ہوتی ہے۔ تکیے، ٹیک لگانے والی اشیاء اور رومال دیکھنے کا مطلب غلام اور نوکر چاکر ہیں۔ چارپائی دیکھنے سے مراد بادشاہ ہے۔ عورت کے حق میں منبر کا دیکھنا رسوائی اور فضیحت ہے۔ دروازے پر لٹکتے ہوئے پردے دیکھنا غم وحزن سے عبارت ہے۔ عورت کے ڈوپٹے سے مراد اس کا خاوند اور شوہر ہے، اگر شوہر مراد نہ ہو تو پھر ولی اور سرپرست مراد ہوگا۔

(12)......بَابُ رُؤْيَةِ الْعُيُوْنِ وَالْمِيَاهِ
خواب میں چشمے اور پانی دیکھنے کی تعبیر

(٣١٩٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: كَانَتْ أُمُّ الْعَلَاءِ الأَنْصَارِيَّةُ، تَقُولُ: لَمَّا قَدِمَ الْمُهَاجِرُونَ الْمَدِينَةَ، اقْتَرَعَتِ الأَنْصَارُ عَلَى سُكْنَاهُمْ، قَالَتْ: فَطَارَ لَنَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُونٍ فِي السُّكْنَى، فَمَرِضَ، فَمَرَّضْنَاهُ، ثُمَّ تُوُفِّيَ، فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ، فَقُلْتُ: رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْكَ أَبَا السَّائِبِ، فَشَهَادَتِي أَنْ قَدْ أَكْرَمَكَ اللّٰهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَمَا يُدْرِيكِ أَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَكْرَمَهُ؟)) قُلْتُ: لَا وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَمَّا هُوَ، فَقَدْ آتَاهُ اللّٰهُ الْيَقِينَ مِنْ رَبِّهِ، وَإِنِّي لَأَرْجُو لَهُ الْخَيْرَ، وَاللّٰهِ! مَا أَدْرِي وَأَنَا

جناب خارجہ بن زید بیان کرتے ہیں کہ ام علاء انصاریہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مہاجرین مدینہ منورہ تشریف لائے تو انصار نے ان کی رہائش کے سلسلہ میں قرعہ اندازی کی۔ ام علاء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: ہمارا رہائشی قرعہ سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے نام نکلا۔ اس کے بعد وہ بیمار پڑ گئے۔ ہم نے ان کی خوب بیمار پرسی اور دیکھ بھال کی لیکن وہ وفات پاگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے تو میں نے کہا: ابو السائب (عثمان رضی اللہ عنہ) تم پر اللہ کی رحمت ہو، تمہارے متعلق میری گواہی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے عزت بخشی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اللہ نے اسے عزت بخشی ہے؟'' میں نے عرض کیا: نہیں، اللہ کی قسم! مجھے معلوم نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جہاں تک ان کا تعلق ہے تو یقینی چیز (موت)

(٣١٩٤) هذا حديث صحيح

رَسُولُ اللّٰهِ مَا يَفْعَلُ بِهِ وَلا بِكُمْ۔)) قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ! لا أُزَكِّي بَعْدَهُ أَحَدًا أَبَدًا، قَالَتْ: ثُمَّ رَأَيْتُ لِعُثْمَانَ بَعْدُ فِي النَّوْمِ عَيْنًا تَجْرِي، فَقَصَصْتُهَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((ذَاكَ عَمَلُهُ۔))

ان پر آ چکی ہے اور اللہ کی قسم! میں بھی ان کے لیے بھلائی کی امید رکھتا ہوں اور اللہ کی قسم! رسول ہونے کے باوجود حتمی طور پر نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا۔" انہوں نے اس کے بعد کہا کہ اللہ کی قسم! اس کے بعد میں کبھی کسی کی برأت نہیں کروں گی۔ انہوں نے کہا: اس کے بعد میں نے عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے ایک جاری چشمے کو دیکھا، میں نے یہ خواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا تو آپ نے فرمایا: "اس سے مراد ان کے نیک اعمال ہیں۔"

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: رواں چشمے کو خواب میں دیکھنے کا مطلب خود صاحب شریعت صلوات اللہ وسلامہ علیہ نے نیک عمل جو وفات پانے کے بعد جاری ساری رہے بیان کیا ہے۔ چھوٹی نہر جس میں ڈوبنے کا اندیشہ نہ ہو، سے مراد حیات طیبہ، من پسند، عمدہ اور عیش و آرام والی زندگی ہے۔ سمندر دیکھنے کا مطلب بڑی بادشاہت ہے، اگر اس شخص نے سمندر دیکھنے کے ساتھ ساتھ اس سے پانی نوش بھی کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے مال و دولت کی فراوانی نصیب ہوگی۔ صاف، شفاف پانی پینے کا مطلب خیر و بھلائی اور پاکیزہ زندگی ہے۔ اگر پانی گدلا دیکھا گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے بیماری لاحق ہوگی۔ گرم پانی پینے اور حمام میں داخل ہونے کا مطلب غم و اندوہ کی کیفیت سے واسطہ پڑنا اور امراض جسمانی لاحق ہونا ہے۔ خواب میں آب رواں دیکھنے کی بہ نسبت کھڑا پانی دیکھنے کی تعبیر کمزور اور کم فائدہ مند ہوتی ہے۔

بارش و باراں اگر وسیع علاقے پر برسے تو اس کی تعبیر رحمت خداوندی اور خاص توفیق ایزدی سے کی جاتی ہے اور اگر وہ کسی محدود علاقے پر برسے تو اس مطلب ہے اس علاقے میں وبائی امراض پھوٹیں گی۔ خواب میں مٹی، کیچڑ اور گدلا پانی دیکھنے کا مطلب غم و حزن کے سوا کچھ نہیں۔ سیلاب دیکھنے کا مطلب ہے کہ دشمن کو آپ پر تسلط حاصل ہوگا۔ برف، شیشہ برف اور سخت ٹھنڈ دیکھنے کا مطلب بھی عذاب، مصیبت اور حزن و ملال والی صورتحال سے سابقہ پڑنا ہوتا ہے۔ ہاں اگر برف کسی مقام یا وقت میں قلیل مقدار میں دیکھی جائے تو اس کا مطلب ہے کہ اس علاقے کے لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہو جائے گی اور انہیں سبزہ، ہریالی اور شادابی حاصل ہوگی۔ پانی میں تیرنے کا مطلب معاملات کا جمود اور الجھاؤ ہوتا ہے۔ پانی پر چلنے کا مطلب قوت یقین میں اضافہ اور ارادوں کا غیر متزلزل ہونا ہے۔ پانی کا سر سے اوپر نظر آنے کا مطلب کسی بڑی غم انگیز کیفیت سے واسطہ پڑنا ہے۔ پانی میں ڈوبنے کا مطلب جبکہ موت واقع نہ ہو، دنیاوی امور میں حد درجہ انہماک اور غیر معمولی استغراق ہوتا ہے۔ گھریلو دیوار، باغ کی دیوار اور ایسی جگہوں سے چشمہ پھوٹتے ہوئے دیکھنا

جہاں سے عموماً چشمے نہیں پھوٹا کرتے، کی تعبیر غم، پریشانی، آفت اور گریہ زاری ہوا کرتی ہے۔ جتنا چشمہ زور اور شدت سے بہتا ہوا دکھائی دے گا اسی قدر ان امور میں شدت اور اضافہ ہوگا۔

شراب دیکھنے کا مطلب مال حرام کا حصول ہے۔ اگر اس سے خواب دیکھنے والے کو نشہ چڑھ گیا تو مطلب ہوگا کہ اسے بادشاہت بھی حاصل ہوگی۔ شراب کے علاوہ کسی اور چیز سے نشہ چڑھنے کا مطلب خوف و ہراس ہوتا ہے۔ حلال نبیذ کو دیکھنے کا مطلب حلال مال کی دستیابی اور فراہمی ہوتا ہے اور اگر وہ نبیذ آگ پر پک کر تیار ہوا ہو تو پھر مطلب ہوگا کہ اسے مال کے حصول میں مشکلات اور تھکاوٹوں کو برداشت کرنا پڑے گا۔

جو شخص خواب میں اپنے آپ کو شراب کشید کرتا ہوا ملاحظہ کرے تو اس کا مطلب ہے وہ بادشاہ کا مقرب اور خصوصی خدمتگار مقرر ہوگا، نیز اسے مال ومنال کی کثرت نصیب ہوگی اور اس کے ہاتھ سے بڑے بڑے کام شرمندہ تکمیل ہوں گے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّیْٓ اَرٰىنِیْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا﴾ .... ''ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو شراب نچوڑتے دیکھا ہے۔'' (سورۂ یوسف:۳۶) تو سیدنا یوسف علیہ السلام نے اس کی تعبیر فرماتے ہوئے کہا: ﴿اَمَّآ اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًا﴾ .... ''تم دونوں میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلانے پر مقرر ہوگا۔'' (سورۂ یوسف:۴۱) خواب میں دودھ پینے کی تعبیر فطرت سلیمہ پر ہونا ہے اور بسا اوقات حلال اور طیب مال کا حصول ہوتی ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے دودھ کا ایک پیالہ دیا گیا، میں نے پیا اور پھر میں نے اپنا بچا ہوا دودھ عمر رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس کی تعبیر کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علمِ دین۔'' (صحیح بخاری: ۳۶۸۱، صحیح مسلم: ۲۳۹۱)

مروی ہے کہ ایک عورت نے خواب میں دیکھا کہ وہ سانپ کا دودھ دوہ رہی ہے۔ اس نے ابن سیرین رحمہ اللہ سے تعبیر پوچھی تو انہوں نے کہا: اس عورت کے پاس خواہش پرست اور بدمست لوگوں کا آنا جانا ہوگا۔ دودھ تو فطرت سلیمہ کی علامت ہے جبکہ سانپ انسان کا دشمن ہے۔ اب مطلب یہ ہوا کہ اس میں فطرت صحیحہ والی کوئی بات موجود نہیں۔

خواب میں مختلف قسم کے درخت دیکھنے کا مطلب مختلف قسم کے آدمیوں سے واسطہ پڑنا ہے۔ جن کے حالات مزاج اور حصول منفعت کے اعتبار سے دیکھے گئے درخت کی مانند ہیں۔ مثلاً جس نے کوئی درخت دیکھا اور اس درخت کا پھل کھایا تو اس کا مطلب ہوگا کہ اس درخت کے مماثل مزاج رکھنے والے شخص سے کچھ مال ملے گا۔ کھجور کا درخت دیکھنے سے مراد شریف النفس آدمی ہے اور صرف کھجور سے مراد مال ہے۔ اخروٹ کے درخت سے مراد بخیل عجمی شخص ہے اور اخروٹ سے مراد جمع شدہ خزانہ ہے۔ بیری کے درخت سے مراد خاندانی شخص ہے۔ زیتون کے درخت سے مراد بابرکت اور بہت نفع مند شخص ہے جبکہ زیتون کے پھل سے مراد غم وحزن اور اس کا تیل باعث برکت اور موجب خیر ہے۔ انار کے درخت سے مراد آدمی ہے، چھوٹا درخت ہوگا تو چھوٹا آدمی اور کم خیر والا آدمی، بڑا ہوگا تو بڑا اور زیادہ فائدہ مند آدمی مراد

ہوگا۔انار کے پھل سے مراد جمع شدہ مال ودولت ہے لیکن شرط ہے کہ انار میٹھا اور شیریں ہو، اگر وہ کڑوا ہو تو اس سے مراد ابتلاء اور پریشانی ہے۔ انگور کے پھل اور باغ سے مراد عورت ہے۔ مُفید انگور کا نظر آنا جب اس کا موسم عروج پر ہو، دنیا کی فراوانی اور خیر وبھلائی ہے اور ایسے ہی انگور کا بے موسم نظر آنا نعمت غیر مترقبہ کے طور پر مال ودولت کا ملنا ہے۔ خواب میں بلند قامت اور بڑے درختوں مثلاً صنوبر اور پڑتل وغیرہ کے نظر آنے کا مطلب جو پھلدار نہیں ہوتے، ایسے آدمی سے پالا پڑنا ہے جو بہت موٹا، دور دور تک شہرت رکھنے والا لیکن معدوم الخیر (خیر سے خالی) اور قلیل المال ہو۔

زرد رنگت کے پھل مثلاً سوگی، امرود اور پیلے پھول دیکھنے کا مطلب امراض اور بیماریاں ہیں۔ اگر یہ پھل کھٹے ہوں تو ان سے مراد غم اور پریشانیاں ہیں۔ ہر قسم کے غلہ جات نظر آنے کا مطلب مال کی دستیابی ہے۔ گھاس پھوس دیکھنے کا مطلب مال اور کھیتی دیکھنے کا مطلب اس کا دینی یا دنیاوی عمل ہے۔

تھوم، پیاز، گاجر، شلجم دیکھنا غم اور پریشانی کا باعث ہے۔ ہمہ قسم کے پھول دیکھنے کی تعبیر رونے، گریہ کرنے اور حزن وملال سے ہے الّا یہ کہ پھول اپنی جگہ اُگے ہوئے ہوں، ان کی خوشبو شام جاں کو معطر کر رہی ہو اور انہیں ہاتھ نہ لگایا گیا ہو تو اس سے مراد اولاد کا حصول ہے۔

(13)......بَابُ تَأْوِيلِ رُؤْيَةِ الْبَقَرِ وَسَائِرِ الْحَيْوَانِ
خواب میں گائے اور دیگر جانور دیکھنے کی تعبیر

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:﴿وَقَالَ الْمَلِكُ إِنِّيْ أَرٰى سَبْعَ بَقَرَاتٍ سِمَانٍ يَأْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ﴾ ....
’’بادشاہ نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سات موٹی تازی فربہ گائیں ہیں جن کو سات لاغر ودبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں۔‘‘ (سورۂ یوسف:۴۳)

(۳۱۹۵)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّعِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ، عَنْ جَدِّهِ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى، أُرَاهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أُهَاجِرُ مِنْ مَكَّةَ إِلَى أَرْضٍ بِهَا نَخْلٌ، فَذَهَبَ وَهْلِي إِلَى أَنَّهَا الْيَمَامَةُ أَوْ هَجَرُ، فَإِذَا هِيَ الْمَدِينَةُ يَثْرِبُ، وَرَأَيْتُ فِي رُؤْيَايَ هَذِهِ أَنِّي

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور میرا خیال ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ سے بیان کیا کہ آپ نے فرمایا: ’’میں نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جہاں کھجور کے باغات ہیں۔ اس پر میرا ذہن ادھر گیا کہ یہ مقام یمامہ یا ہجر

(۳۱۹۵) أخرجه البخاري: ۳۹۸۷، ٤٠٨١، ومسلم: ۲۲۷۲

هَـزَزْتُ سَيْـفًـا ، فَانْقَطَعَ صَدْرُهُ ، فَإِذَا هُوَ مَا أُصِيـبَ مِـنَ الْـمُؤْمِنِينَ يَوْمَ أُحُدٍ ، ثُمَّ هَزَزْتُهُ أُخْـرَى فَعَادَ أَحْسَنَ مَا كَانَ ، فَإِذَا هُوَ مَا جَاءَ الـلّٰـهُ بِـهِ مِـنَ الْـفَتْحِ ، وَاجْتِمَاعِ الْمُؤْمِنِينَ ، وَرَأَيْـتُ فِيهَـا بَـقَـرًا ، وَالـلّٰـهُ خَيْرٌ ، فَإِذَا هُمُ الْـمُؤْمِنُونَ يَوْمَ أُحُدٍ ، وَإِذَا الْخَيْرُ مَا جَاءَ اللّٰهُ بِـهِ مِـنَ الْـخَيْـرِ ، وَثَوَابِ الصِّدْقِ الَّذِي آتَانَا اللّٰهُ بَعْدَ يَوْمِ بَدْرٍ ۔))

ہوگا۔لیکن وہ یثرب، مدینہ منورہ ہے اور اسی خواب میں میں نے دیکھا کہ میں نے تلوار ہلائی تو وہ بیچ میں سے ٹوٹ گئی، یہ اس مصیبت کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں مسلمانوں کو اُٹھانی پڑی تھی۔ پھر میں نے دوسری مرتبہ اسے ہلایا تو وہ پہلے سے بھی اچھی صورت میں ہوگئی۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کی فتح دی اور مسلمان سب اکھٹے ہوگئے۔ میں نے اسی خواب میں گائیں دیکھیں اور اللہ تعالیٰ کا جو کام ہے وہ بہتر ہے۔ ان گایوں سے ان مسلمانوں کی طرف اشارہ تھا جو احد کی لڑائی میں شہید کیے گئے تھے اور خیر بھلائی وہ تھی جو ہمیں اللہ تعالیٰ سے سچائی کا بدلہ بدر کی لڑائی کے بعد عطا فرمایا تھا۔''

شرح: ((فَذَهَبَ وَهْلِي اَوْ وَهْمِي)) ''میرا خیال یا گمان اس طرف گیا۔'' (وَهِلَ الرَّجُلَ) یہ لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب دھیان ایک طرف جائے اور ظن غالب ایک طرف مرکوز ہو۔ اس حدیث مبارکہ میں مذکور ہے کہ نبی ﷺ نے مدینہ منورہ کو یثرب کہا ہے۔ جبکہ ایک حدیث میں مدینہ کو یثرب کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ وہ حدیث دراصل اس واقعہ کے بعد کی ہے۔ آپ ﷺ نے یثرب کا نام بدل کر طابہ ''عمدہ مقام'' رکھ دیا تھا۔ آپ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ آپ ﷺ نامناسب اور برے معانی والے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے اور ایسا آپ حصول برکت اور نیک فال کے طور پر کرتے تھے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: مذکورہ حدیث مبارکہ بہت سارے خوابوں پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ایک تلوار کا نظر آنا ہے اور تلوار کے نظر آنے سے مراد بادشاہت ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص تلوار کو اپنے سر سے بلند اُٹھائے ہوئے دیکھے تو اس کا مطلب ہے اسے مشہور و معروف علاقے کی بادشاہت ملے گی۔ اگر وہ شخص شاہانہ امور کے قابل نہیں تو پھر خواب کی تعبیر اولاد کے حصول سے کی جائے گی۔ اسی طرح ہر وہ شخص جسے خواب میں چھری، نیزہ یا پھر قوس تھمایا جائے، دیگر اسلحہ اس کے پاس نہ ہو تو اس کی تعبیر اولاد سے کی جاتی ہے۔ اگر ان اشیاء کے علاوہ اور اسلحہ بھی ہو تو اس سے سلطانی مراد ہوگی۔ خواب میں دیکھی جانے والی تلوار میں اگر دندانے پڑے ہوں، وہ ٹوٹی ہوئی ہو یا وہ گرد وغبار سے اٹی ہوئی ہو تو اس کی جو بھی تعبیر کی جائے اسی قدر کمی اور نقص پایا جائے گا جتنا تلوار میں عیب ہوگا۔

اگر کوئی شخص یہ دیکھتا ہے کہ اس نے تلوار نیام سے نکال کر سونت رکھی ہے تو اس کا مطلب ہے اس کی بیگم لڑکا جنے

گی۔ اگر تلوار نیام میں پڑی ٹوٹی ہوئی نظر آئے تو اس کا مطلب ہے بچہ فوت ہو جائے گا اور اگر تلوار تو سلامت ہو البتہ نیام ٹوٹا ہوا نظر آئے تو اس کا مطلب بچہ سلامت اور زچہ فوت ہو جائے گی۔

قَوس سے تیراندازی کرتے ہوئے دیکھنے کا مطلب کہ اس کے فوجی دستے مملکت میں جس مہم کے لیے بھیجے جائیں گے اور فتح ونصرت سے ہمکنار ہو کر لوٹیں گے اور قَوس کا ٹوٹ جانا، آفت ومصیبت کے نزول کا عندیہ ہوتا ہے۔

گائیں دیکھنے کا مطلب خشک سالی ہوتا ہے۔ اگر وہ موٹی تازی اور فربہ ہوں تو پھر ان سے مراد شادابی، لہلہاہٹ، فصلوں اور پھلوں کی کثرت اور بہتات ہوتی ہے۔ اگر گائیں دبلی پتلی اور لاغر ہوں تو ان کا مطلب سخت قسم کی قحط سالی اور خوردنی اشیاء کی عدم دستیابی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذَٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ﴾ .... ''اس کے بعد سات سال نہایت سخت قحط کے آئیں گے وہ اس غلے کو کھا جائیں گے، جو تم نے ان کے لیے ذخیرہ رکھ چھوڑا تھا۔'' (سورۂ یوسف: ۴۸)

سیدنا یوسف علیہ السلام نے سات دبلی پتلی گایوں کے کھانے سے مراد خشک سالی کے سات سال لیے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان سات سالوں میں زمین کی پیداوار نہیں ہوگی اور متواتر کاشتکاری اور شادابی کے ساتھ سالوں میں جو کچھ جمع کیا ہوگا اس سے کام چلانا پڑے گا۔

خواب میں بیل پر سوار دیکھنے کا مطلب بادشاہ کی خدمت کر کے مال حاصل کرنے کا پتہ دیتا ہے اور یہ کہ بادشاہ کے عامل اور کارندے کے حضور اسے مقام ومرتبہ اور اثر ونفوذ حاصل ہوگا۔ اگر کوئی شخص کھیتی باڑی اور زرعی ضروریات کے لیے استعمال ہونے والے بیل کو ذبح شدہ اور گوشت کی صورت میں دیکھے تو اس سے مراد گورنر کو موت اور اس کے اندوختے اور ترکے کی تقسیم ہے۔ اگر وہ بیل مستعمل نہیں تو اس کی تعبیر موٹے تازے شخص سے کی جائے گی۔

اونٹ دیکھنے سے مراد لحیم شحیم شخص ہے اور اونٹنی سے مراد عورت۔ خواب میں مجہول اونٹ پر سواری کرنے کا مطلب، سفر درپیش ہونا ہے اور اگر اس سے اتر پڑا ہے تو بیماری کی علامت ہے۔ اگر اونٹوں کا ریوڑ کسی علاقے میں داخل ہو گیا ہے تو اس کا مطلب ہے وہاں دشمن حملہ کرے گا یا سیلاب جیسی آفت سے واسطہ پڑے گا یا وہ علاقہ مختلف بیماریوں کی زد میں آ جائے گا اور وبائی امراض پھوٹ پڑیں گی۔

جو شخص سیاہ بکریاں چراتے ہوئے دیکھے تو اس سے مراد باشندگان عرب ہیں، اگر وہ بکریاں سفید ہیں تو اس سے مراد ساکنان عجم ہیں۔ مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے خواب میں بہت ساری سیاہ بکریاں دکھائی گئیں جن میں بہت ساری سفید بکریاں آ کر مل گئیں ہیں۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ اس کی کیا تعبیر کرتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''عجمی لوگ تمہارے دین اور نسب میں شریک ہو جائیں گے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر ایمان ثریا ستارے کے ساتھ لٹکا ہوا ہوتا تو پھر بھی عجم کے کچھ لوگ اس تک پہنچ جائیں گے اور

فارس والے لوگ ایمان کے سلسلہ میں سب سے زیادہ سعادت مند ہوں گے۔‘‘

(صحیح بخاری: ٤٨٩٧، صحیح مسلم: ٢٥٤٦)

مینڈھا دیکھنے کا مطلب عظیم الجثہ شخص ہے اور دنبی دیکھنے کا مطلب نیک سیرت اور خاندانی عورت ہے۔ بکری کی تعبیر بھی دنبی کی تعبیر سے مماثل ہے، اگر خواب میں اس طرف کوئی اشارہ موجود ہو کہ جس سے عورت مراد لی جاسکتی ہو۔ ہاں یہ یاد رہے! خواب میں بکری دیکھنا دُنبی کی بہ نسبت حسب ونسب اور شرافت ونجابت میں کمی پر دلالت کرتا ہے۔ بسا اوقات بکری دیکھنے کی تعبیر گائے دیکھنے کی طرح ہوتی ہے۔ اگر بکری موٹی تازی ہے تو شادابی وزرخیزی اور پیداواری کی کثرت پر دلالت کرتا ہے۔ اگر دبلی پتلی اور لاغر ہے تو قحط سالی اور ویرانی پر دلالت کرتا ہے۔ گھوڑے کا دیکھنا عزت و شرف پر دلالت کرتا ہے۔ گھوڑی دیکھنے سے مراد نیک سرشت خاتون ہے۔ خچر دیکھنا، سفر درپیش ہونے کا اشارہ ہے۔ گدھا دیکھنا آدمی کی قسمت پر دلالت کرتا ہے جس کے لیے وہ تگ ودو کرتا ہے۔ جس شخص نے دیکھا کہ گوشت کے حصول کے لیے گدھا ذبح کیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے مقدر میں مال کا ملنا ہے۔

ہاتھی دیکھنے کا مطلب عجمی بادشاہ ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے آپ کو ہاتھی پر سوار ایسے علاقے میں دیکھے جس میں جنگ جاری ہے تو اس کا مطلب ہاتھی والوں پر ذلت اور رسوائی ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ﴾ .... ’’کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کِیا۔‘‘ (سورۂ فیل:۱)

جس نے خواب میں نیل گاؤ یا پہاڑی بکرے کو شکار کرتے دیکھا اور اس کے دل میں اس کے کھانے کی جستجو سمائی ہوئی ہو تو اس کا مطلب ہے کہ اسے مال غنیمت ملے گا۔ جس نے اپنے آپ کو نیل گاؤ پر سوار دیکھا اور جہاں چاہتا ہے اسے لیے پھرتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی زندگی معصیت زدہ ہے اور وہ کسی گناہ پر بری طرح اصرار کر رہا ہے یا پھر مسلمانوں کے اجتماعی موقف سے منحرف ہو چکا ہے اور شاذ رائے رکھتا ہے۔

خواب میں شیر دیکھنا زبردست دشمن سے پالا پڑنے کا پتہ دیتا ہے۔ خنزیر دیکھنا، کمینے، بدنسل اور مسلح شخص سے سامنا ہو جانے کی علامت ہے۔ بجو سے مراد بدصورت اور گندی عورت ہے۔ ریچھ سے مراد بے وقوف، اجڈ، سفلی جذبات سے مامور اور کمینہ دشمن ہے۔ بھیڑیے سے مراد دھوکا باز حکمران ہے، یا ضعیف ناتواں مگر حد درجہ جھوٹا چور ہے۔ لومڑ کی تعبیر میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔ جس نے دیکھا کہ لومڑ اس سے الجھ رہا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی قریبی رشتہ داروں سے لڑائی ہوگی۔ اگر کوئی شخص لومڑ کو تلاش کرے تو اس کا مطلب ہے کہ اسے کوئی بیماری لاحق ہوگی، اور اگر یہ دیکھے کہ لومڑ اسے ڈھونڈتا پھر رہا ہے تو اسے خوف وہراس کی کیفیت سے سابقہ پڑے گا۔ جو شخص اپنے پاس سے لومڑ کو بھاگتا ہوا پائے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کے قرضدار اسے چکنی چپڑی باتیں سنا کر دھوکا دینے کی کوشش کریں گے۔ جو شخص لومڑ کو پکڑ لے اور اپنی گرفت میں لے لے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی شادی ایسی خاتون سے ہوگی جو اس سے بہت کم محبت

کرے گی۔ گیدڑ کو خواب میں دیکھنے کی تعبیر لومڑ کو خواب میں دیکھنے سے کم تر نتائج کی حامل ہوتی ہے۔

کتا دیکھنے کا مطلب ہے کہ کمینے دشمن سے واسطہ پڑے گا جو دشمنی میں انتہا پسند نہیں ہوگا۔ بندر دیکھنے کا مطلب ہے ملعون دشمن اور سانپ دیکھنے کا مطلب پراسرار دشمن ہے جو اپنی عداوت کو دل میں چھپائے رکھتا ہے اور ظاہر نہیں ہونے دیتا۔ بچھو دیکھنے کا مطلب کمزور دشمن ہے جس کی دشمنی زبانی تو تکار سے آگے کبھی نہیں بڑھے گی۔ اسی طرح تمام حشرات الارض کا معاملہ ہے۔ ان کے نظر آنے سے مراد دشمنی ہے جو ان کے وجود اور ضرر رساں ہونے کے اعتبار سے ہے۔ کوئی جتنا بڑا اور زہریلا ہوگا اسی قدر خطرناک اور بڑے دشمن سے واسطہ پڑے گا۔ ان حشرات الارض میں سے جو جس قدر زہریلے ہوں گے اسی اعتبار سے ان کی دشمنی نقصان دہ اور باعث مضرت ہوگی۔ خواب میں گدھ اور شاہین دیکھنے کا مطلب مضبوط بادشاہت ہے۔ چیل دیکھنے کا مطلب گمنام اور غیر شہرت یافتہ حکومت ہے۔ مگر وہ اپنے دفاع میں مضبوط ہوگی اور اسلحہ سے بھرپور انداز میں لیس بھی ہوگی۔ باز دیکھنے کا مطلب ظالم حکمران ہے۔ شکرا دیکھنے کی تعبیر بھی اس کے قریب قریب ہے۔ کوّا دیکھنے سے مراد گنہگار، فاسق اور پرلے درجے کا جھوٹا انسان ہے۔ عُقعُق (کوے کی شکل کا ایک پرندہ) دیکھنے کا مطلب ایسا انسان ہے جو عہد و پیمان کا پابند نہیں، جس کا کوئی دین و ایمان نہیں ہوتا۔

مور دیکھنے کا مطلب عجمی بادشاہت ہے اور مورنی دیکھنے کا مطلب عجمی حسین و جمیل عورت ہے۔ کبوتری دیکھنے کا مطلب عورت یا خادمہ اور فاختہ دیکھنے کا مطلب محبت و پیار سے تہی دست عورت ہے۔ مرغیاں دیکھنے کا مطلب نوکر چاکر ہیں جبکہ مرغ دیکھنے کا مطلب شاہی خاندان کا عجمی شخص ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے ایک مرغ نے ایک یا دو چونچیں ماری ہیں، تو میں نے اس کی تعبیر یہ لی کہ ایک عجمی شخص مجھے قتل کرے گا۔ چنانچہ آپ کو سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام ابولؤلؤ نے شہید کر دیا تھا۔

چڑیا دیکھنے کا مطلب باوقار، معزز اور بڑی ڈیل ڈول کا آدمی ہے۔ بلبل دیکھنے کا مطلب چھوٹا بچہ ہے۔ طوطا دیکھنے کا مطلب باتیں کرنے والا بچہ ہے۔ مور دیکھنے کا مطلب، وحشت و تنہائی میں دوست کامل جانا ہے۔ چمگادڑ دیکھنے سے مراد محنت و کوشش سے عبادت کرنے والا شخص ہے۔ ہدہد دیکھنے کا مطلب ایسا لکھاری اور تحریر کندہ ہے جو گہری اور دقیق معلومات پر خامہ فرسائی کرتا ہے مگر دین و شریعت سے کورا ہے۔ اس ہدہد کی تعریف کرتے ہوئے دیکھنا بھی برا ہے کیونکہ یہ متعفن اور بدبودار ہوتا ہے۔ زَرزُور (ایک خاص قسم کی چڑیا) دیکھنے سے مراد ہے کہ ہر وقت سفر کرنے والا شخص۔ بھڑ اور مکھیاں دیکھنے کا مطلب کمینے لوگ اور ان کا شور و شغب ہے۔ شہد کی مکھی دیکھنے کا مطلب محنتی، رزق حلال کی طلب میں سرگرداں اور بہت بابرکت شخص ہے۔ پانی کے پرندے کی تعبیر دیگر پرندوں کی نسبت سے زیادہ عمدہ اور سودمند ہوتی ہے کیونکہ اس کے پر بہت زیادہ اور نقصان بہت کم ہے اور اسے دونوں قسم کی بارشیں حاصل ہوتی ہیں، خشکی کی بھی اور تری کی بھی۔

بڑی تر و تازہ مچھلیوں کا کثیر تعداد میں نظر آنا مال و دولت اور فوائد کے حصول کا پتہ دیتا ہے اور چھوٹی مچھلیوں کا نظر آنا

غم واندوہ کی علامت ہوتا ہے۔ جس کو خواب میں نظر آئے کہ اس نے ایک یا دو مچھلیاں پکڑ رکھی ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ اسے ایک یا دو بیویاں ملیں گی۔ اگر مچھلی کے پیٹ میں موتی بھی ہیں تو اس کا مطلب ہے اسے نرینہ اولاد حاصل ہوگی۔ مینڈک سے مراد مختی، عبادت گزار اور شب زندہ دار شخص ہے۔ اگر مینڈک زیادہ تعداد میں نظر آئیں تو عذاب مراد ہوگا۔ ٹڈیوں سے مراد لشکر ہے۔ اگر کسی جگہ لشکر داخل ہوتا دیکھا جائے تو اس سے مراد ٹڈیاں ہوں گی۔

(14)......بَابُ السِّوَارِ وَالْحُلِيِّ
خواب میں کنگن اور زیورات کی تعبیر

(٣١٩٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ، إِذْ أُوتِيتُ مِنْ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، فَوُضِعَ فِي يَدِي سِوَارَانِ مِنْ ذَهَبٍ، فَكَبُرَا عَلَيَّ، وَأَهَمَّانِي، فَأُوحِيَ إِلَيَّ أَنِ انْفُخْهُمَا، فَنَفَخْتُهُمَا، فَذَهَبَا، فَأَوَّلْتُهُمَا الْكَذَّابَيْنِ اللَّذَيْنِ أَنَا بَيْنَهُمَا: صَاحِبُ صَنْعَاءَ، وَصَاحِبُ الْيَمَامَةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''خواب میں میرے پاس زمین کے خزانے لائے گئے اور میرے ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن رکھ دیے گئے۔ یہ مجھ پر بڑا شاق گزرا اور میں فکرمند ہوا۔ اس کے بعد مجھے وحی کی گئی کہ میں ان میں پھونک مار دوں۔ میں نے پھونکا تو وہ اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو جھوٹوں سے لی جن کے درمیان میں ہوں یعنی صاحب صنعاء (اسود عنسی) اور صاحب یمامہ (مسیلمہ کذاب)۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: جو شخص سونے کے دو کنگن پہنے ہوئے دیکھے تو اس کا مطلب ہے اسے تنگی اور قلت کا سامنا کرنا پڑے گا اور اس کا ہاتھ تنگ ہوگا۔ چاندی کے کنگن دیکھنا سونے کی بہ نسبت بہتر نتائج کا حامل ہے۔ جو شخص سونے یا چاندی کے پازیب پہنے ہوئے دیکھے تو اس کا مطلب ہے اسے خوف وہراس یا قید وبند کی کیفیتوں سے واسطہ پڑے گا۔ مردوں کے لیے خواب میں کوئی زیور پہنے ہوئے دیکھنا خوش آئند نہیں ماسوائے ہار، تاج، بالیوں اور انگوٹھی کے، البتہ خواتین کے حق میں ہر قسم کا زیور مفید، معنی خیز اور عمدہ نتائج کا حامل ہے مثلاً ہار پہنے دیکھنے کا مطلب، سرداری یا امانت داری ہے۔ دھاگے میں پروئے ہوئے موتی دیکھنے کا مطلب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا کلام یا نیکی اور تقویٰ پر مشتمل گفتگو ہے۔ اگر وہ موتی پروئے ہوئے نہ ہوں تو اس کا مطلب ہے کہ اولاد یا غلام حاصل ہوں گے۔ بسا اوقات موتیوں کی

(٣١٩٦) أخرجه البخاري: ٤٣٧٥، ٧٠٣٧، ومسلم: ٢٢٧٤

کی تعبیر نوخیز لڑکی یا عورت سے کی جاتی ہے۔ بالیاں زینت اور جمال کا مظہر ہوتی ہیں۔ انگوٹھی کا نقش اور طرز بناوٹ اگر معروف ومشہور ہو تو اس کا مطلب ہے کہ پہننے والے شخص کو حکومت اور عہدہ ملے گا۔ اگر خواب میں کوئی شخص کسی کو انگوٹھی پکڑائے اور وہ پکڑ کر پہن لے تو اس کا مطلب ہے وہ ایسی چیز کا مالک بنے گا جس کا بظاہر مالک بننا ممکن نہیں۔ بعض اوقات انگوٹھی کی تعبیر عورت، مال یا اولاد ہوتی ہے۔ انگوٹھی کے نگینے سے مراد اس چیز کا چہرہ ہے جو تعبیرًا بیان کی جائے۔ اگر وہ انگوٹھی سونے کی ہے تو انگوٹھی کی تعبیر کے نتیجے میں حاصل ہونے والی چیز حرام ہوگی۔

اگر کسی نے دیکھا کہ اس کی انگوٹھی کا حلقہ ٹوٹ گیا ہے اور وہ ہاتھ سے گر گئی ہے اور صرف نگینہ بچ گیا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ اس کی بادشاہت ختم ہو جائے گی البتہ اس کی حسین یادیں اور دل آویز تذکرے باقی رہ جائیں گے۔

جس نے دیکھا کہ خواب میں سونا اس کے ساتھ لگا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ کسی تاوان یا چٹی میں گرفتار ہوگا۔ اگر وہ سونا بنے برتن کی صورت میں ہے تو اس کی تعبیر کمزور ہوگی۔ دراہم دیکھنے کی تعبیر مختلف ہوتی ہے اور اس میں خواب دیکھنے والے کی طبیعت اور مزاج کا بڑا اثر ہے۔ بسا اوقات ایک شخص خواب میں دیکھتا ہے اور اسے سچ مچ جاگتے ہوئے دراہم مل جاتے ہیں۔ اور بعض کے دراہم دیکھنے کی تعبیر قوت گویائی سے بھی کی جاتی ہے۔ اگر وہ چاندی سفید ہے تو اسے عمدہ گفتگو کی توفیق مرحمت ہوگی اور اگر وہ چاندی نکمی اور ردّی ہے تو اسے فضول گوئی اور بری باتیں کرنے سے تعبیر کیا جائے گا اور بعض دفعہ مندرجہ صدر تعبیرات میں سے کوئی بھی مراد نہیں ہوتی۔ خواب میں دراہم (چاندی کے سکے) دیکھنا دینار (سونے کے سکے) دیکھنے کی بجائے بہتر نتائج کا حامل ہوتا ہے۔ کبھی کبھی ایک دینار یا ایک درہم دیکھنے کی تعبیر چھوٹا بچہ ہوتی ہے۔

(37)......كِتَابُ الْإِسْتِئْذَانِ
اجازت حاصل کرنے کا بیان

(1)......بَابُ بَدْءِ السَّلَامِ
سلام کی ابتداء

(٣١٩٧)۔أَخْبَـرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْـنِ عَبْـدِ الـلّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَيَّارٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِي هُـرَيْرَةَ ح ()۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَـحْـمِـشٍ الـزِّيَـادِيُّ، أَخْبَـرَنَـا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَـنْ هَـمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، نَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُـولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَلَقَ الـلّٰـهُ تَـعَالَى آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ، طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًـا، فَـلَـمَّـا خَلَقَهُ، قَالَ: اذْهَبْ، فَسَلِّمْ عَـلَـى أُولَـئِكَ النَّفَرِ، وَهُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُـلُـوسٌ، فَـاسْتَـمِـعْ مَـا يُـحَيُّونَكَ، فَإِنَّهَا تَـحِيَّتُكَ، وَتَـحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ، قَـالَ: فَذَهَبَ، فَـقَـالَ: السَّـلَامُ عَـلَـيْـكُـمْ، فَقَالُوا: وَعَلَيْكَ وَرَحْـمَـةُ الـلّٰـهِ، فَزَادُوهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، قَالَ: فَـكُـلُّ مَـنْ يَـدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں پیدا کیا تو ان کو ساٹھ ہاتھ لمبا بنایا، پھر فرمایا: جا! اور اس جماعت کو سلام کر اور وہ فرشتوں کی بیٹھی ہوئی ایک جماعت تھی اور وہ جو جواب دیں اسے غور سے سن کیونکہ وہی تیرا اور تیری اولاد کا سلام ہوگا۔'' راوی نے کہا: ''چنانچہ آدم علیہ السلام گئے اور جا کر کہا: (اَلسَّلَامُ عَـلَـيْـكُـمْ۔) تو انہوں نے کہا: (وعـلـيك ورَحْـمَـةُ اللّٰه) چنانچہ انہوں نے وَرَحْمَةُ اللّٰه کا اضافہ کر دیا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پس جو کوئی بھی جنت میں داخل ہوگا وہ آدم کی شکل پر ہوگا اور اس کا

(٣١٩٧) أخرجه البخاري: ٣٣٢٦، ٦٢٢٧، ومسلم: ٢٨٤١

طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الآنَ۔)) وَفِي رِوَايَةِ الرَّمَادِيِّ ، فَقَالُوا: ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔))

قد ساٹھ ہاتھ ہوگا، آدم علیہ السلام کے بعد انسانوں میں اب تک قد چھوٹے ہوتے رہے۔" رمادی کی روایت میں ہے کہ: فرشتوں نے کہا: (وعليك السلام وَرَحْمَةُ اللّٰه۔) ایک روایت میں واحد کے صیغے کے ساتھ: (السلام عليك وَرَحْمَةُ اللّٰه) کے الفاظ ہیں جبکہ دوسری روایت میں (جمع کے صیغہ کے ساتھ) فرشتوں نے کہا: (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰه)

شرح: امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: ((خلق اللّٰه آدم علی صورته)) میں "ھاء" کی ضمیر کا مرجع سیدنا آدم علیہ السلام ہیں۔ تو اس صورت میں معنی ہوگا کہ ذریت آدم کو کامل انسان بننے تک کئی مراحل سے گزرنا پڑتا ہے۔ آغاز تخلیق میں وہ نطفہ ہوتے ہیں، پھر علقہ پھر مضغہ پھر ماں کے پیٹ میں جنین کا روپ دھار لیتے ہیں اور حمل کی مدت پوری کر کے ایک بچے کی صورت میں پیدا ہوتے ہیں اور بہت چھوٹے ہوتے ہیں، پھر آہستہ آہستہ نشونما ہوتے ہوتے بڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے جسموں کی لمبائی اپنے نکتہ کمال تک پہنچ جاتی ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بذات خود آدم علیہ السلام کو ان مراحل تخلیق سے واسطہ نہیں پڑا بلکہ پیدائشی طور پر ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا اور وہ کامل طور پر اسی طرح پیدا ہوئے تھے۔ بعض حضرات نے بطور فائدہ اس حدیث مبارکہ کی سچائی کے طور پر ذکر کیا ہے کہ جب سانپ کو جنت سے نکالا گیا تو اس کی طوالت کم ہوگئی اور بری طرح متاثر ہوئی لیکن سیدنا آدم علیہ السلام کا قد خروج جنت کے بعد بھی متاثر نہیں ہوا یعنی کمی کا شکار نہیں ہوا اور ان کی ہیئت ترکیبی میں کوئی نقص واقع نہیں ہوا۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: مسلمان بھائی کو سلام کرنا سنت ہے جبکہ جواب دینا واجب ہے۔ سلام کہنے والے کے لیے کم از کم الفاظ: (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ) ہیں اور زیادہ سے زیادہ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه ہیں۔ اگر جوابًا کوئی شخص صرف اور صرف وَعَلَيْكَ کے الفاظ کہہ دے تو جائز ہے لیکن اس کے حق میں افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ: وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه کے الفاظ کہے خواہ سلام کہنے والے نے مختصر الفاظ یعنی صرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کے الفاظ کے ساتھ سلام کیا ہو۔ پورے الفاظ کے ساتھ جواب دینے والے کے پیش نگاہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان رہنا چاہیے: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَآ أَوْ رُدُّوْهَا﴾ .... "اور جب تمہیں سلام کہا جائے تو تم اس سے اچھا جواب دو یا انہی الفاظ کو لوٹا دو۔" (سورۂ نساء: ٨٦)

بعض فقہاء کا خیال ہے کہ جواب دینے والے کو صرف اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ہی کہنا چاہیے یعنی معرّف باللام الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ کا طرز عمل بیان کیا جاتا ہے کہ وہ جوابا سلامٌ علیکم ہی کہا کرتے

تھے۔ (یعنی الف، لام تعریف کے بغیر اور مخاطبت کی ضمیر بعد میں) ویسے اکثر علمائے کرام کا موقف ہے کہ سلام کا جواب دینے والے کو چاہیے کہ وہ خطاب کے الفاظ ابتداء میں بولتے ہوئے: (وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ) کہے، کیونکہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں مذکور ہے کہ ایک شخص مسجد میں داخل ہوا، اس نے نماز ادا کی، پھر آ کر نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((وعليك السلام)) "اور تجھ پر سلام" واپس لوٹ، نماز دوبارہ پڑھ، بے شک تو نے نماز نہیں پڑھی۔ (صحيح بخارى: ٦٢٥١، صحيح مسلم: ٣٩٧)

سیدنا رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((وَعَلَيْكَ فَارْجِعْ فَصَلِّ)) "اور تجھ پر سلام ہو واپس پلٹ جا اور نماز ادا کر۔" (صحيح، ترمذى: ٣٠٢)

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سلام پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے بایں الفاظ جواب دیا: ((وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ)) "اور تم پر سلام ہو۔" اور رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: "یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور تجھے سلام کہتے ہیں۔" تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جوابًا کہا: (وعليه السلام وَرَحْمَةُ الله) "اور ان پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو۔" (صحيح بخارى: ٦٢٤٩، صحيح مسلم: ٢٤٤٧)

جناب یحییٰ بن سعید بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ورَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه والغاديات والرائحات۔ "اور آپ پر سلامتی ہو، اللہ کی رحمت و برکت ہو اور یہ سلسلہ صبح و شام جاری رہے۔" تو جوابًا سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: (وعليك الفا) "اور تجھ پر ہزار مرتبہ۔" اور آپ کے کہنے کا انداز ناگواری والا تھا۔ (مؤطا امام مالك: ١٧٩٤)

فائدہ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ورَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه، سے زیادہ الفاظ احادیث سے ثابت نہیں، اس لیے اسی پر کفایت کرنا بہتر ہے۔ اسی لیے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ناپسند کیا۔ مزید برآں "نمستے" یا "آداب عرض" ہے، یا "شب بخیر" یا پھر "مدینہ مدینہ" اور "گڈ مارننگ" وغیرہ نہیں کہنا چاہیے، ان سے نہ صرف سلام نہیں ہوتا بلکہ گناہ ہوتا ہے کیونکہ یہ غیروں کی نقالی اور اللہ کے حکم سے اعراض ہے۔ (ع،س)

مروی ہے کہ ایک شخص نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کو سلام کرتے ہوئے "اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ورَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه" سے زائد الفاظ کہے تو انھوں نے کہا: سلام تو برکت کے الفاظ پر ختم ہوتا ہے۔ (مؤطا امام مالك: ١٧٨٩)

(٣١٩٨)۔أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْفَاشَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ الْقَاسِمُ بْنُ جَعْفَرٍ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ اللُّؤْلُئِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ سُلَيْمَانُ بْنُ الأَشْعَثِ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْجَعِيِّ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

(٣١٩٨) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٩٢٨

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: ((لا غِرَارَ فِي صَلاةٍ، وَلا تَسْلِيمٍ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''نماز اور سلام میں کمی نہیں کرنی چاہیے۔''

تشریح امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میرے خیال کے مطابق سلام کہنے میں ''کمی'' یہ ہے کہ نہ آپ کسی کو سلام کہیں اور نہ دوسرا آپ کو۔ اور نماز میں ''کمی'' یہ ہے کہ بھول جانے کی صورت میں آپ بجائے یقینی کیفیت کے شک والی کیفیت پر بنیاد رکھیں، یعنی نماز ادا کر لینے کے بعد بھی آپ کے دل میں شک والی کیفیت کا غلبہ ہو۔

امام خطابی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: لفظِ غرار کے لغوی معنی اونٹنی کے دودھ میں کمی واقع ہو جانے کے ہیں۔ حدیث مبارکہ میں مذکور لفظِ غرار کا مطلب یہ ہے کہ سلام کا جواب دیتے ہوئے الفاظ پورے استعمال کرنے چاہئیں کم نہیں۔ یعنی سلام کرنے والے شخص نے جتنے لفظوں کے ساتھ سلام کیا ہے جوابًا اتنے لفظ تو بولنے چاہئیں۔ مثلا سلام کندہ نے اگر ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ـ'' کہا ہے تو آپ کو بھی ''وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰه ـ'' کہنا چاہیے۔ یہ نہ ہو کہ آپ صرف ''عليكم السلام ـ'' یا پھر صرف ''عليكم'' کے الفاظ پر اکتفا کر لیں۔ نماز میں ''غرار'' دو طرح ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ کوئی شخص رکوع اور سجدہ مکمل ادا نہ کرے اور دوسرا یہ کہ نمازی کو شک ہو کہ اس نے تین رکعت پڑھی ہیں یا چار اور وہ بمطابق حدیث کم رکعتوں پر بنیاد رکھنے کی بجائے زیادہ رکعتوں کو بنیاد بنا لے اور اس طرح شک کا ازالہ نہ کرے بلکہ اس کو مزید پختہ کر لے حالانکہ حدیث میں شک کو پھینک دینے کا حکم ہے اور شک کی کیفیت بھی ختم ہو سکتی ہے کہ تین رکعتوں کو اصل قرار دے اور ایک رکعت مزید پڑھے تاکہ چار رکعت ادائیگی کا یقین کامل ہو جائے۔

(2)......بَابُ فَضْلِ السَّلَامِ

سلام کی فضیلت

(۳۱۹۹)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ حَفْصٍ التَّاجِرُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بُكَيْرٍ الْكُوفِيُّ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لا تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا، أَوَلا أَدُلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ، أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم جنت میں نہیں جاؤ گے یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور تم مومن نہیں ہو گے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو، کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے اختیار

(۳۱۹۹) أخرجه مسلم: ٥٤

کروگے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ تم آپس میں سلام کو پھیلاؤ اور عام کرو۔''

(۳۲۰۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ......

عَنْ يَعِيشَ بْنِ الْوَلِيدِ، رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((دَبَّ إِلَيْكُمْ دَاءُ الأُمَمِ، الْحَسَدُ وَالْبَغْضَاءُ، وَهِيَ الْحَالِقَةُ، لا أَقُولُ: تَحْلِقُ الشَّعْرَ، وَلَكِنَّهَا تَحْلِقُ الدِّينَ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلا تُؤْمِنُونَ حَتَّى تَحَابُّوا، أَفَلا أُخْبِرُكُمْ بِشَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ: أَفْشُوا السَّلامَ بَيْنَكُمْ۔))

جناب یعیش بن الولید مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''گزشتہ امتوں کی ایک بیماری تم میں سرایت کر چکی ہے، حسد اور بغض اور یہ مونڈ دینے والی ہے، میں نہیں کہتا کہ بال مونڈ دیتی ہے بلکہ دین مونڈ دیتی ہے۔ اور اس ذات کی قسم کہ جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) جان ہے! تم جنت میں نہیں جاؤ گے یہاں تک کہ ایمان لاؤ اور تم مومن نہیں ہو گے یہاں تک کہ ایک دوسرے سے محبت کرو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتلاؤں کہ جب تم اسے اختیار کرو گے تو آپس میں محبت کرنے لگو گے؟ وہ یہ کہ تم آپس میں سلام کو عام کرو۔''

(۳۲۰۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّعِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّ رَجُلا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الإِسْلامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: ((تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلامَ عَلَى مَنْ عَرَفْتَ، وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا: اسلام کی کون سی بات زیادہ بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تم بھوکے کو کھانا کھلاؤ اور ہر شخص کو سلام کہو، چاہے تم اسے پہچانو یا نہ پہچانو۔''

(۳۲۰۰) حسن ......أخرجه الترمذی: ۲۵۱۰

(۳۲۰۱) أخرجه البخاری: ۱۲، ۲۸، ومسلم: ۳۹

شرح ((أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ؟)) ''اسلام کی کونسی بات زیادہ بہتر ہے؟'' معلوم ہوتا ہے کہ سائل کا مقصد اسلامی تعلیمات میں سے صرف انسانی حقوق کے متعلق کچھ جاننا تھا، اسلام کے دیگر احکامات کے متعلق نہیں۔ تبھی تو رسول اللہ ﷺ نے انہی کی بابت وضاحت فرمائی اور دیگر گوشوں کو درخور اعتنا نہ جانا۔

جناب مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ میرا ہاتھ پکڑ کر بازار کی طرف لے جاتے اور کہتے: میں بازار کی طرف آجاتا ہوں حالانکہ مجھے کچھ خرید وفروخت کرنا نہیں ہوتی۔ میں تو صرف اس لیے آجاتا ہوں کہ لوگوں کو سلام کروں اور وہ مجھے سلام کریں، میں ایک مرتبہ سلام کروں اور اس کے جواب میں دس مرتبہ سلام وصول کروں۔ اے مجاہد! سلام اللہ تعالیٰ کے پیارے ناموں میں سے ایک نام ہے، جس نے سلام زیادہ کیا، گویا اس نے بہت زیادہ اللہ کا ذکر کیا۔

مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ صبح دم بازار آجاتے اور ہر چھابڑی فروش اور دُکاندار کو سلام کرتے ہوئے گزر جاتے۔

(الشّقاط) ''ہر کم تر اور معمولی چیز درجہ کی اشیاء فروخت کرنے والا۔''

(صَاحِبُ بِعَةٍ) ''باء'' کے کسرہ کے ساتھ، جیسے (رِكْبَة) ''سواری کی حالت'' اور (قِعْدَة) ''بیٹھنے کی حالت۔'' ہے۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کہا: جس شخص میں تین باتیں جمع ہو جائیں گویا اس میں مکمل ایمان سمٹ کر آگیا، یا یہ کہ اس نے ایمان کی مٹھاس اور شیرینی کو پالیا، ایک یہ کہ اپنے آپ سے انصاف برتنا، دوسرے ہر شناسا اور غیر شناسا کو سلام کرنا، تیسرے یہ کہ کم وسائل میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

(3)......بَابُ مَنِ الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ

سلام کرنے میں پہل کون کرے؟

(٣٢٠٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ ح أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ...... عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: ((لِيُسَلِّمِ الصَّغِيرُ عَلَى الْكَبِيرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کو سلام کرے، گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔''

(٣٢٠٢) أخرجه البخاري: ٦٢٣١، ومسلم: ٢١٦٠

(٣٢٠٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النَّعِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي زِيَادٌ، أَنَّ ثَابِتًا، أَخْبَرَهُ وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ زَيْدٍ...... عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِي، وَالْمَاشِي عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيلُ عَلَى الْكَثِيرِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوار پیدل چلنے والے کو اور چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے نیز تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔''

شرح: جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ اپنے محافظوں اور چوکیداروں کو بڑھ کر روک دیا کرتے تھے کہ میری آمد پر کھڑے نہ ہوا کرو اور یہ کہ سلام تم نہ کہا کرو اور فرماتے: سلام کہنا شرعا میری ذمی داری ہے۔

فائدہ: سبحان اللہ! کتنے پاکیزہ لوگ تھے اور کس قدر اتباع سنت اور عمل بالحدیث کا جذبہ دل میں موجزن تھا۔ حقیقت یہی ہے کہ مذکورہ بالا طریقے سے سلام کرنا چاہیے۔ اس میں رتبوں کا اعتبار نہیں، مذکورہ صورتوں کا اعتبار ہوگا چونکہ حضرت محل سے باہر تشریف لاتے، سلام کہنا حضرت کی ذمہ داری بنتا، اس لیے چوبداروں کو سلام کہنے سے منع کرتے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سلام کا جواب دینا فرض کفایہ ہے اور سلام کہنا سنت کفایہ ہے۔ اگر کسی گروہ کا دوسرے گروہ کے پاس سے گزر ہو تو ایک شخص کا سلام کرنا اور ایک ہی کا جواب دینا کافی ہے۔ اس طرح تمام کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِاللَّه مَنْ بَدَأَهُمْ بِالسَّلَامِ۔)) ''بے شک لوگوں میں اللہ کے زیادہ قریب وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

(صحیح، ابوداود: ٥١٩٧)

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: "إن مِمَّا يصفي لَك ود أَخِيك ثَلَاثًا: أَن تبدأه بِالسَّلَامِ إِذا لَقيته، وَأَن تَدعُوهُ بِأحب أَسْمَائِهِ إِلَيْهِ، وَأَنْ تُوَسِّعَ لَهُ فِي الْمجْلس۔" ......جن چیزوں سے آپ اپنے مسلمان بھائی کی خالص اور شفاف محبت حاصل کر سکتے ہیں وہ تین ہیں: (١)...... ملاقات کے وقت سلام کرنے میں پہل کرنا۔ (٢)...... پیارے اور محبوب نام کے ساتھ اسے مخاطب کرنا۔ (٣)...... مجلس میں دوسرے کو جگہ دینا۔

مروی ہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "أَبْخَلُ النَّاسِ مَنْ بَخِلَ بِالسَّلَامِ وَالْمَغْبُونُ مَنْ لَمْ يَرُدَّهُ

(٣٢٠٣) أخرجه البخاري: ٦٢٣٢، ومسلم: ٢١٦٠

وَإِنْ حَالَتْ بَيْنَكَ وَبَيْنَ أَخِيكَ شَجَرَةٌ فَإِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ تَبْدَأَهُ بِالسَّلَامِ لا يبدأك فافعل۔“ ......
بلا شبہ سلام کہنے میں بخل کرنے والا آدمی بخیل ترین شخص ہے اور سلام کا جواب نہ دینے والا شخص سخت دھوکے کا شکار اور زیاں کار ہے۔ اگر چلتے چلتے آپ کے اور آپ کے ساتھی کے درمیان کوئی درخت حائل ہو جائے تو دوبارہ ملاقات کے وقت آپ کو سلام کہنا چاہیے۔ (ضعيف موقوفا، شعب الايمان : ٨٣٩٥)

(4)......بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى الصِّبْيَانِ
بچوں کو سلام کرنا

(٣٢٠٤)۔حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَخْلَدِيُّ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ أَبِي الْحَكَمِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، ثُمَّ حَدَّثَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کیا اور فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بچوں کے پاس سے ہوا تھا تو آپ نے بھی انہیں سلام کیا تھا۔

(٣٢٠٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْمَخْلَدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَزُورُ الأَنْصَارَ، وَيُسَلِّمُ عَلَى صِبْيَانِهِمْ، وَيَمْسَحُ بِرُءُوسِهِمْ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ملاقات کے لیے تشریف لایا کرتے تو ان کے بچوں کو سلام کیا کرتے نیز ان کے سروں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔

(٣٢٠٦)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مِلاسٍ النُّمَيْرِيُّ، مِنْ أَهْلِ دِمَشْقَ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

(٣٢٠٤) أخرجه البخاري: ٦٢٤٧، ومسلم: ٢١٦٨
(٣٢٠٥) هذا حديث حسن صحيح ......أخرجه البيهقي في كتاب الصداق، باب الدعاء لرب الطعام: ٧/ ٢٨٧
(٣٢٠٦) أخرجه البخاري: ٦٢٨٩، ومسلم: ٢٤٨٢

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا مَعَ الصِّبْيَانِ، فَسَلَّمَ عَلَيْنَا، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي، فَأَرْسَلَنِي بِرِسَالَةٍ، فَقَالَ: ((لَا تُخْبِرْ بِسِرِّ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحَدًا۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ گزرے، میں بچوں کے ساتھ تھا، آپ ﷺ نے ہمیں سلام کیا، پھر میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ایک پیغام دیکر بھیجا اور فرمایا: ''اللہ کے رسول کا راز کسی پر افشاں نہ کرنا۔''

فائدہ: بچوں کو سلام کرنے میں بھی تواضع اور فروتنی کا اظہار اوران کی دلجوئی کا اہتمام ہے۔نونہالوں کی دینی تربیت کا یہ ایک اچھا انداز ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ یہ سنت رسول اور اسوۂ پیغمبر ہے، اس لیے اس پر بھی عمل کرنا ضروری ہے تاکہ ہم بچوں کو یہ تعلیم دینی چاہیے کہ وہ بڑوں کے پاس سے گزریں تو ضرور سلام کریں۔ (ع،س)

(5)......بَابُ التَّسْلِيمِ عَلَى النِّسَاءِ

خواتین کو سلام کرنا

(۳۲۰۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَتْحِ نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ الْحَاكِمُ الطُّوسِيُّ، بِهَا، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَصَمُّ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَسَدٌ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ جَابِرٍ، عَنْ طَارِقٍ التَّمِيمِيِّ......

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى نِسْوَةٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِنَّ۔

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ چند عورتوں کے پاس سے گزرے تو آپ نے انہیں سلام کیا۔

تشریح: سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں ایک عورت تھی جو چقندر کی جڑیں لیتی اور انہیں ہانڈی میں ڈال کر پکاتی اور ایک مٹھی جو کے دانے پیس کر اس میں ڈال دیتی۔ جب ہم جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آتے تو اسے سلام کرتے، وہ یہ کھانا ہمارے سامنے پیش کرتی۔

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن مسجد سے گزرے تو عورتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔آپ ﷺ نے انھیں ہاتھ کے اشارے کے ساتھ سلام کیا۔ (ضعیف، ترمذی: ۲۶۹۷)

جناب معمر رحمہ اللہ سیدنا یحییٰ بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا: مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ ﷺ اس بات کو ناپسند جانتے تھے کہ مرد عورتوں کو سلام کہیں۔ نیز انہوں نے کہا: آپ ﷺ کے زمانۂ اقدس میں مرد حضرات خواتین کو سلام نہیں کیا کرتے تھے بلکہ عورتیں مردوں کو سلام کرتی تھیں۔

جناب منصور محدث ابراہیم رحمہ اللہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں مرد مستورات کو سلام کر دیا کرتے تھے۔

(۳۲۰۷) حديث حسن لغيره ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۱۹۱۷۵

امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: جوان عورت کو سلام کرنا تو مجھے پسند نہیں، البتہ بوڑھی عورت کو سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

جناب قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول مروی ہے کہ بوڑھی عورتوں کو جو زیب و زینت اور نکاح کی عمر سے آگے گزر گئی ہیں، مردوں کا ان کو سلام کرنا جائز ہے، البتہ جوان عورت کو سلام کرنا صحیح نہیں کہ فتنے کا اندیشہ ہے۔

عمرو بن شعیب رحمہ اللہ کے پردادا (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَالنَّصَارَى، فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ الإِشَارَةُ بِالأَصَابِعِ، وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى بِالأَكُفِّ۔)) ......''یہود و نصاریٰ سے مشابہت اختیار نہ کرو، یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلی سے اشارہ کرنا ہے۔'' (حسن، ترمذی: ٢٦٩٥)

فائدہ: ہمیں چاہیے کہ ہاتھ سے اشارہ کرنے کے ساتھ ساتھ منہ سے بھی اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہیں جبکہ یہود و نصاریٰ صرف اشاروں پر اکتفا کرتے ہیں اور زبان سے کچھ نہیں بولتے۔ اس باب کی باقی احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر فتنے میں مبتلا ہونے کا ڈر نہ ہو تو مرد عورت کو اور عورت مرد کو سلام کر سکتی ہے۔ عورتوں کی جماعت ہو یا بوڑھی عورت ہو تو مردوں کا ان کو سلام کرنا جائز ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں فتنے کا اندیشہ نہیں ہے۔ البتہ جوان عورت کا جب کہ وہ تنہا ہو مرد کو سلام کرنا اور اسی طرح مرد کا جوان عورت کو سلام کرنا صحیح نہیں کیونکہ دونوں صورتوں میں فتنے کا اندیشہ ہے۔ (ع،س)

(6)......بَابُ تَبْلِيغِ السَّلَامِ

غائبانہ سلام پہنچانا

(٣٢٠٨)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الْمَلِكِ، وَأَبُو الْفَتْحِ نَصْرٌ، ابْنَا عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مَنْصُورِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ شَاذَوَيْهِ الطُّوسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَخْبَرَنَا أَبُو النَّصْرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ فَتًى مِنْ أَسْلَمَ، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أُرِيدُ الْجِهَادَ، وَلَيْسَ لِي مَالٌ أَتَجَهَّزُ بِهِ، فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اذْهَبْ إِلَى فُلَانٍ الأَنْصَارِيِّ، فَإِنَّهُ قَدْ كَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ، فَقُلْ لَهُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسلم قبیلہ کے ایک جوان نے کہا: اے اللہ کے رسول! میں جہاد کرنے کا خواہشمند ہوں لیکن میرے پاس سامان نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو فلاں انصاری کے پاس چلا جا، اس نے جہاد کے لیے سازوسامان تیار کیا تھا پھر وہ شخص بیمار ہوگیا، اسے کہنا:

(٣٢٠٨) أخرجه مسلم: ١٨٩٤

يُقْرِئُكَ السَّلامَ ، وَيَقُولُ: ادْفَعْ إِلَيَّ مَا تَجَهَّزْتَ)) فَأَتَاهُ، فَقَالَ لَهُ ذٰلِكَ، فَقَالَ: يَا فُلَانَةُ! ادْفَعِي إِلَيْهِ مَا تَجَهَّزْتِنِي بِهِ، وَلَا تَحْبِسِي مِنْهُ شَيْئًا ، فَوَاللّٰهِ! لَا تَحْبِسِينَ مِنْهُ شَيْئًا ، فَيُبَارِكَ اللّٰهُ لَكِ فِيهِ۔

رسول اللہ ﷺ نے تجھے سلام کہا ہے اور فرمایا ہے کہ وہ سامان مجھے دے دے۔'' چنانچہ وہ اس کے پاس گیا اور اسے آپ کا پیغام پہنچایا۔ اس نے (اپنی بیوی یا لونڈی سے کہا) اے فلانی! تو نے میرے لیے جو سامان تیار کیا تھا سب اس کو دے دے اور کوئی چیز مت رکھ، اللہ کی قسم! جو چیز تو اس میں سے رکھ لے گی اس میں برکت نہ ہوگی۔''

شرح: مروی ہے کہ نبی ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ''جبریل تجھے سلام عرض کرتے ہیں۔'' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں کہا: (وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ۔) (صحیح بخاری: ٦٢٤٩)

جناب ابوقلابہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ابودرداء رضی اللہ عنہ نے آپ کو سلام بھیجا ہے۔ انھوں نے پوچھا: کب تشریف لائے؟ اس نے کہا: تین دن ہو گئے ہیں۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر آپ یہ سلام نہ پہنچاتے تو یہ آپ کے پاس ایک امانت تھی۔

جناب شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک صاحب خط کا جواب نہ دینے کی وجہ سے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بگڑ بیٹھے، تو حضرت نے کہا: خط کا جواب دینا میں کچھ اپنے اوپر ضروری خیال نہیں کرتا، جس طرح کہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے۔ یا حضرت نے واجب کا لفظ استعمال کیا۔

فائدہ: ان آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ سلام ضرور پہنچانا چاہیے اور اس کا جواب بھی ضرور دینا چاہیے نیز حدیث مبارکہ میں غائبانہ سلام کا جواب دینے کے طریقے کا بیان ہے کہ جواب میں ''وَعَلَيْكُمْ'' کی بجائے ''عَلَيْهِ السَّلَامُ'' ضمیر غائب کے ساتھ کہا جائے۔ (ع،س)

(7)......بَابُ كَرَاهِيَةِ التَّسْلِيمِ عَلٰى أَهْلِ الْكِتَابِ وَكَيْفِيَّةِ الرَّدِّ عَلَيْهِمْ إِنْ بَدَؤُوا

اہل کتاب کو سلام میں پہل کرنے کی کراہیت اور اگر وہ سلام میں سبقت کریں تو ان کو جواب دینے کا طریقہ

(٣٢٠٩)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَبْتَدِئُوا الْيَهُودَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل مت کرو۔

(٣٢٠٩) أخرجه مسلم: ٢١٦٧

وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ، وَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فِي طَرِيقٍ فَاضْطَرُّوهُمْ إِلَى أَضْيَقِهَا۔))

جب تم ان سے راستے میں ملو تو انھیں راستے کے تنگ ترحصے پر چلنے پر مجبور کر دو۔"

تشریح: مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے راہ چلتے ہوئے انجانے میں ایک یہودی کو سلام کر دیا، جب انھیں اس کا یہودی ہونا بیان کیا گیا تو اس کے پاس جا کر کہا: میرا سلام واپس کر دو۔ اس نے کہا: میں نے آپ کا سلام واپس کر دیا۔

فائدہ: یہود و نصاریٰ کو پہلے سلام کہنے میں ان کی تعظیم و تکریم پائی جاتی ہے حالانکہ عزت کے حق دار صرف اہل ایمان ہیں۔ اسی لیے انہیں تنگ راستے کی طرف دھکیلنے کا حکم ہے، اس سے مراد راستے کا ایک کنارہ ہے۔ یعنی جب راستے میں بھیڑ ہو تو درمیان میں مسلمانوں کو چلنا چاہیے تا کہ ان کی شوکت و حشمت کا اظہار ہو اور غیر مسلموں کو مجبور کیا جائے کہ وہ کناروں پر چلیں۔ (ع،س)

(۳۲۱۰)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْيَهُودَ إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَحَدُهُمْ، فَإِنَّمَا يَقُولُ: اَلسَّامُ عَلَيْكَ، فَقُلْ: عَلَيْكَ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جب یہودی تم میں سے کسی کو سلام کرتے ہیں تو "اَلسَّامُ عَلَيْكَ" کہتے ہیں۔ لہٰذا تم صرف "عَلَيْكَ" کہا کرو۔"

فائدہ: یہودی و نصاریٰ کو سلام کا جواب دینا جائز ہے لیکن انہیں ابتداء سلام کرنا درست نہیں نیز انہیں جواب میں صرف "وعلیکم" کہنا چاہیے۔ کچھ علماء کا خیال ہے کہ یہ بات ایک خاص واقعہ سے متعلق ہے جب یہودی نے صاف الفاظ میں بددعا کے الفاظ استعمال کیے، آج کے دور میں اگر کوئی غیر مسلم اچھے لفظوں میں دعا سلام کرتا ہے تو اس کا جواب بھی اچھا دینا چاہیے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا اَوْ رُدُّوْهَا﴾ ..... یہ حکم عام ہے۔ (ع،س)

(۳۲۱۱)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمِ بْنِ أَبِي غَرَزَةَ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ مُوسَى، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

(۳۲۱۰) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ۴۰۰۹، والترمذی: ۲۹۰۲، وابن ماجه: ۳۷۴۹

(۳۲۱۱) هذا حديث صحيح

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْمُشْرِكِينَ يَقُولُونَ: السَّامُ عَلَيْكُمْ، قَالَ فَقُولُوا: وَعَلَيْكُمْ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سے شکایت کی گئی کہ مشرک سلام کہتے وقت "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" کہتے ہیں کہ "تم پر موت واقع ہو۔" آپ ﷺ نے فرمایا: "تم صرف "وَعَلَيْكُمْ" (اور تم پر بھی) کہا کرو۔"

(٣٢١٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ الْيَهُودَ أَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: السَّامُ عَلَيْكَ، قَالَ: ((وَعَلَيْكُمْ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ: السَّامُ عَلَيْكُمْ، وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ، وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ۔)) قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ: ((أَوَلَمْ تَسْمَعِي مَا قُلْتُ، رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ، يُسْتَجَابُ لِي فِيهِمْ، وَلَا يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ۔))

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہود نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور کہا: (اَلسَّامُ عَلَيْكَ) آپ ﷺ نے جواب دیا: (وعلیکم) لیکن سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: (اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ، وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ۔) "تم پر ہلاکت ہو، اللہ کی لعنت ہو اور اس کا غضب ہو۔" رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ٹھہر اے عائشہ! نرم خوئی اختیار کر اور سختی و بدکلامی سے ہمیشہ پرہیز کر۔" انہوں نے کہا: آپ نے نہیں سنا کہ یہود کیا کہہ رہے تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "تم نے نہیں سنا کہ میں نے کیا جواب دیا؟ میں نے ان کی بات انہی پر لوٹا دی اور میری ان کے بدلے میں دعا قبول کی گئی اور ان کی میرے بارے میں قبول نہیں کی گئی۔"

شرح: رسول اللہ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو منع کرتے ہوئے "وَالْفُحْش" کے الفاظ استعمال فرمائے جن کا ترجمہ "بدکلامی" کر دیا گیا ہے۔ ان الفاظ سے مقصود یہ ہے کہ جواب دینے میں سختی، شدت اور کھردرا پن ہے نہ کہ یاوہ گوئی، غیر معیاری گفتگو اور گرا ہوا اندازِ تخاطب ہے جو کہ عیب اور داغ ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ذات اس سے پاک اور منزہ تھی۔

(٣٢١٢) أخرجه البخاري: ٦٢٥٦، ومسلم: ٢١٦٥

(۳۲۱۳)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَهِمْتُهَا، فَقُلْتُ: وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ، قَالَتْ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَهْلًا يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الأَمْرِ كُلِّهِ)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوا؟ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَقَدْ قُلْتُ عَلَيْكُمْ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ یہودیوں کا ایک گروہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور انہوں نے کہا: (اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ) ''تم پر موت وارد ہو'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ان کی اس بات کو سمجھ گئی تو میں نے جواب میں کہا: (وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ) ''تم پر ہلاکت اور لعنت ہو۔'' انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ٹھہر جاؤ اے عائشہ! اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ نے نہیں سنا کہ انہوں نے کیا کہا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے (عَلَيْكُمْ) ''تم پر بھی'' کہہ دیا ہے۔''

شرح: بعض روایات میں واؤ عاطفہ کے ساتھ ''وَعَلَيْكُمْ'' کے الفاظ مروی ہیں اور بعض میں واؤ کے بغیر صرف ''عَلَيْكُمْ'' کے الفاظ منقول ہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم کی ایک جماعت کا موقف ہے کہ واؤ عاطفہ کا حذف درست اور صحیح ہے تاکہ یہود کے لیے کہے ہوئے الفاظ کا صحیح توڑ اور ردّ ہو سکے۔ واؤ عاطفہ کے ساتھ تو ان سے اشتراک کا پہلو پایا جاتا ہے کیونکہ واؤ دو امور کے درمیان یکسانیت اور جمع تطبیق کے لیے آتی ہے۔ اس لیے بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اگر سلام کرنے والا شخص مسلمان ہو تو جواب میں ضرور واؤ عاطفہ لگائی جائے تاکہ سلام کرنے اور جواب دینے میں اشتراک کی کیفیت پیدا ہو جائے بخلاف مشرکین اور کفار کے جواب کے کہ وہاں واؤ عاطفہ نہ لگائی جائے۔

((اَلسَّام)) ''موت، ہلاکت، تباہی۔''

جناب قتادہ بیان کرتے ہیں کہ اگر اہل کتاب کے گھروں میں جانے کا اتفاق ہو تو انہیں (سَلَامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى) ''ہدایت قبول کرنے والے پر سلامتی ہو۔'' کے الفاظ کے ساتھ سلام کرنا چاہیے۔

(۳۲۱۳) أخرجه البخاري: ٦٢٥٦، ومسلم: ٢١٦٥

امام بغوی رحمہ اللہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ نبی ﷺ نے جب فرمان روائے روم ہرقل کو مکتوب تحریر کیا تو سلام کے لیے یہی الفاظ (سَلَامٌ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی) تحریر کیے تھے۔ امام مالک رحمہ اللہ سے استفسار کیا گیا کہ اگر کوئی شخص ناواقفیت میں کسی یہودی یا عیسائی کو سلام کہہ دے تو کیا معلوم ہونے پر اس سے سلام کی واپسی کا مطالبہ کرے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام رحمہ اللہ نے کہا: اہل کتاب کے لیے دعا کرنے کوئی حرج نہیں، البتہ سلام میں پہل سے منع کیا گیا ہے۔

مروی ہے کہ ایک یہودی نے ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو اونٹنی کا دودھ دوہ کر دیا تو آپ نے ان الفاظ میں دعا دی: ((اَللّٰهُمَّ جَمِّلْهُ)) ''اے اللہ! اس کو صاحب جمال کر دے۔'' چنانچہ اس کے بال پھر سے سیاہ ہو گئے اور اس دعا کے بعد اس نے ۹۰/برس زندگی بسر کی اور ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔

(مرسل، المراسیل لابی داود: ٤٩٢، مصنف ابن ابی شیبة: ٢٥٨٢٣)

فائدہ: یہود و نصاری سے سلام میں پہل منع ہے، لیکن اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ اچھے طریقے سے رہ رہے ہوں تو مزاج پرسی میں اگر پہل کرے تو اس کی گنجائش ہے کیونکہ آپ ﷺ نے سلام میں پہل سے منع کیا، کلام میں پہل کرنے سے منع نہیں کیا اور یہی معاملہ دعا دینے کا ہے۔ (ع،س)

(8)......بَاب التَّسْلِيم عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسلمين وَالْمُشْرِكين

مشرکوں اور مسلمانوں کی مشترکہ مجلس میں سلام کہنا

(٣٢١٤)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالَا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ...... عَنْ عُرْوَةَ، أَنَّ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ تَحْتَهُ قَطِيفَةٌ فَدَكِيَّةٌ، وَأَرْدَفَ وَرَائَهُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَهُوَ يَعُودُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِي بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَذٰلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ حَتَّى مَرَّ بِمَجْلِسٍ فِيهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُشْرِكِينَ عَبَدَةِ الأَوْثَانِ وَالْيَهُودِ، وَفِيهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ، وَفِي

سیدنا عروہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ نبی ﷺ ایک گدھے پر سوار ہوئے جس پر پالان بندھا ہوا تھا اور نیچے فدک کی بنی ہوئی ایک مخملی چادر بچھی ہوئی تھی۔ آپ ﷺ نے سواری پر اپنے پیچھے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو بٹھایا تھا۔ آپ بنی حارث بن خزرج میں سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے۔ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے۔ آپ علیہ السلام ایک مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان،

(٣٢١٤) أخرجه البخاري: ٢٩٨٧، ومسلم: ٧٩٨

الْـمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْـمَـجْـلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ ، فَخَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْـنُ أُبَـيٍّ أَنْـفَـهُ بِـرِدَائِـهِ ، ثُمَّ قَالَ: لا تُغَبِّرُوا عَـلَيْـنَا ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ وَقَفَ ، فَنَزلَ ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ عـزَّ وجـلَّ ، وَقَرأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ ، فَقَالَ عَبْدُ الـلّٰـهِ بْنُ أَبَيٍّ: أَيُّهَا الْمَرْءُ لا أَحْسَنَ مِنْ هَذَا ، إِنْ كَـانَ كَـمَـا تَـقُـولُ حَـقًّـا ، فَلا تُؤْذِنَا فِي مَـجَـالِسِـنَـا ، وَارْجِـعْ إِلَى رَحْلِكَ ، فَمَنْ جَـائَكَ ، فَـاقْصُصْ عَلَيْهِ ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ: اغْشَـنَـا فِـي مَـجَـالِسِنَا ، فَإِنَّا نُحِبُّ ذَلِكَ ، فَـاسْتَـبَّ الْـمُـسْـلِـمُونَ وَالْمُشْرِكُونَ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَتَوَثَّبُوا ، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صَلَّى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْفِضُهُمْ ، ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتَّـى دَخَـلَ عَـلَـى سَـعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ، فَقَالَ: ((أَىْ سَـعْـدُ ، أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُو حُبَابٍ؟ (يُـرِيْـدُ عَبْـدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ) قَالَ: كَذَا وكَذَا؟)) قَـالَ: اعْفُ عَـنْـهُ يَـا رَسُـولَ اللّٰهِ! وَاصْفَحْ ، فَـوَاللّٰهِ! لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِى أَعْطَاكَ ، وَلَقَدْ أَصْبَـحَ أَهْـلُ هـذِهِ الْبُـحَـيْـرَـةِ أَنْ يُتَوِّجُوهُ ، فَيُـعَـصِّبُـوهُ بِـالْـعِـصَابَةِ ، فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذَلِكَ بِـالْحَقِّ الَّذِى أَعْطَاكَهُ ، شَرِقَ بِذَلِكَ ، فَذَلِكَ فَـعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ ، فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

بت پرست، مشرک اور یہودی سب ہی شریک تھے۔ عبداللہ بن اُبی بن سلول بھی ان میں تھا۔ مجلس میں سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ جب مجلس پر سواری کا گرد وغبار پڑا تو عبداللہ بن اُبی نے اپنی چادر سے اپنی ناک چھپالی اور کہا کہ ہمارے اوپر غبار نہ اڑاؤ۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کیا اور وہاں رک گئے اور اتر کر انہیں اللہ کی طرف بلایا اوران کے لیے قرآن کی تلاوت کی۔ ابن اُبی بن سلول بولا: میاں میں ان باتوں کے سمجھنے سے قاصر ہوں، اگر وہ چیز حق ہے جو تم کہتے ہو تو ہماری مجلسوں میں آ کر ہمیں تکلیف نہ دیا کرو، اپنے گھر جاؤ اور ہم میں سے جو تمہارے پاس آئے اس سے بیان کرو۔ اس پر سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مجلسوں میں تشریف لایا کریں کیونکہ ہم اسے پسند کرتے ہیں۔ پھر مسلمانوں، مشرکوں اور یہودی میں اس بات پر تو تو، میں میں ہونے لگی اور قریب تھا کہ وہ کوئی ارادہ کر بیٹھیں اور ایک دوسرے پر حملہ کر دیں لیکن نبیٔ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم انہیں برابر خاموش کراتے رہے اور جب وہ خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر بیٹھ کر سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں گئے۔ آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''سعد! تم نے نہیں سنا کہ ابوحباب نے آج کیا بات کہی ہے؟'' آپ کا اشارہ عبداللہ بن اُبی کی طرف تھا کہ اس نے یہ یہ باتیں کہی ہیں۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اسے معاف کر دیجئے اور درگزر فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ حق آپ کو عطا فرمایا ہے جو عطا فرمانا تھا۔ اس بستی (مدینہ منورہ) کے لوگ آپ کی تشریف آوری سے پہلے اس پر متفق

ہو گئے تھے کہ اسے تاج پہنا دیں اور شاہی عمامہ اس کے سر پر باندھ دیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اس منصوبہ کو اس حق کی وجہ سے ختم کر دیا جو اس نے آپ کو عطا فرمایا ہے تو اسے حق سے حسد ہو گیا اور اسی وجہ سے اس نے یہ معاملہ کیا ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے اسے معاف کر دیا۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ((الْبُحَيْرَة)) یہ (بُحْرَة) ''بستی، گاؤں'' کی تصغیر ہے اور یہاں مدینہ منورہ مراد ہے۔

((فيعصّبُونه)) ''اسے سردار بنائیں اور شاہی عمامہ اس کے سر پر باندھیں۔'' اہل عرب، بڑے سردار کو جس کی لوگ اطاعت اور فرمانبرداری کا دم بھرتے ہیں (معصّب) کہتے ہیں کیونکہ اس کے سر پر تاج رکھا جاتا ہے یا وہ لوگوں کے معاملات نبٹاتا اور درست کرتا ہے۔ گویا لوگوں کے معاملات اسی کی ذات کے ساتھ بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔

((شَرِقَ بِذٰلِكَ)) ''اسے اس بنا پر حسد ہو گیا۔'' یعنی یہ بات اس کے گلے کا کانٹا بن گئی۔ اس حدیث مبارکہ سے ابوحباب کنیت رکھنے کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ ویسے مروی ہے کہ ایک شخص کا نام حباب تھا تو نبی ﷺ نے اس کا نام بدل کر عبداللہ رکھ دیا تھا اور فرمایا: ((إِنَّ الْحبُابَ اسْمُ شَيْطَانٍ۔)) ...... ''حباب تو شیطان کا نام ہے۔''

اس حدیث مبارکہ میں کافر شخص کو بھی کنیت کے ساتھ بلانے اور پکارنے کا جواز ہے۔ یہ واقعہ جس میں آپ نے عبداللہ بن اُبی منافق کو کنیت کے ساتھ پکارا ہے اس کے منافقانہ اسلام کے اظہار سے بھی پہلے کا ہے یعنی جب وہ پکا کافر تھا نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔﴾ .... ''ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ خود بھی ہلاک ہو گیا۔'' (سورۂ مسد: ۱)

جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: جب آپ کا گزر ایسی مجلس سے ہو جس میں مسلمان اور کافر ملے جلے ہوں تو آپ ان کو سلام کہیں۔

(9)......بَابُ الْكِتَابِ إِلَى الْكُفَّارِ

کفار سے خط وکتابت کرنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قَالَتْ يَا اَيُّهَا الْمَلَاُ اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتَابٌ كَرِيْمٌ﴾ .... ''وہ کہنے لگی: اے سردارو! میری طرف ایک باوقعت خط ڈالا گیا ہے۔'' (سورۂ نمل: ۲۹) یعنی ایسا مکتوب جو سربمہر ہے یا یہ کہ جس کا مضمون اور اس کے مندرجات بامقصد اور شاندار ہیں یا خط لکھنے والا معزز اور صاحب جلال ہے یا یہ کہ اس کے آغاز میں ((بِسْمِ

اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ)) مرقوم ہے اس لیے وہ باوقعت ہے۔

(٣٢١٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النَّعِيمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِي رَكْبٍ مِنْ قُرَيْشٍ ، وَكَانُوا تُجَّارًا بِالشَّامِ فِي الْمُدَّةِ الَّتِي كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَادَّ فِيهَا أَبَا سُفْيَانَ وَكُفَّارَ قُرَيْشٍ ، فَأَتَوْهُ وَهُمْ بِإِيلِيَاءَ ، فَدَعَاهُمْ فِي مَجْلِسِهِ ، وَحَوْلَهُ عُظَمَاءُ الرُّومِ ، ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي بَعَثَ بِهِ دِحْيَةَ إِلَى عَظِيمِ بُصْرَى ، فَدَفَعَهُ إِلَى هِرَقْلَ ، فَقَرَأَهُ فَإِذَا فِيهِ: ((بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ: مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ ، سَلامٌ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى ، أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّي أَدْعُوكَ بِدِعَايَةِ الإِسْلامِ ، أَسْلِمْ تَسْلَمْ ، يُؤْتِكَ اللّٰهُ أَجْرَكَ مَرَّتَيْنِ ، فَإِنْ تَوَلَّيْتَ ، فَإِنَّ عَلَيْكَ إِثْمَ الْيَرِيسِيِّينَ ﴿يَأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾

جناب عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ابوسفیان بن حرب نے انہیں خبر دی کہ ہرقل شاہِ روم نے انہیں قریش کی ایک جماعت کے ساتھ بلا بھیجا، یہ لوگ شام تجارت کی غرض سے گئے تھے، یہ جماعت صلح حدیبیہ کے تحت رسول اللہ ﷺ ابوسفیان اور کفار قریش کے درمیان طے شدہ عرصۂ امن میں تھی۔ یہ لوگ ایلیاء (بیت المقدس) میں اس کے پاس حاضر ہوئے، ہرقل نے انہیں اپنے دربار میں بلایا۔اس وقت اس کے گرداگرد روم کے بڑے بڑے لوگ تھے۔ پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا خط طلب کیا جو سیدنا دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ نے بُصریٰ کے سردار کو دیا تھا اور اس نے وہ مکتوب ہرقل کو روانہ کر دیا تھا۔ ہرقل نے اسے پڑھا، وہ مکتوب یہ ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اللہ کے بندے اور اس کے رسول محمد ﷺ کی جانب سے ہرقل عظیمِ روم کی طرف۔ اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے، اما بعد! میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، تم اسلام لاؤ سالم رہو گے۔ اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا اور اگر تم نے روگردانی کی تو تم پر رعایا کا بھی گناہ ہوگا: ﴿يَأَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

(٣٢١٥) أخرجه البخاري: ٧، ومسلم: ١٧٧٣

بَعْضًا أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللّٰهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾ ''اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ کے سوا کسی اور کو نہ پوجیں، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور اللہ کے بجائے ہمارا بعض بعض کو رب نہ بنائے، پس اگر لوگ رخ پھیریں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو ہم مسلمان ہیں۔'' (سورۂ آل عمران:٦٤)

شرح ((مادّ فیها)) جنگ بندی کر دی اور لڑائی نہ کرنے کے لیے ایک مدت مقرر کر دی جسے ترجمہ میں ''عرصۂ امن'' سے تعبیر کیا گیا ہے۔

((إِلَى هِرَقْلَ عَظِيمِ الرُّومِ)) ''جس کو اہل روم قابل تعظیم جانتے ہیں۔'' اس شخص نے آپ ﷺ کے بارے میں انتہائی نرم خوئی، پیارے لب ولہجہ اور میٹھے اندازِ گفتگو سے بات کی اور ادب و احترام کو پوری طرح ملحوظ رکھا۔

امام خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اسے خط میں ((مَلِكِ الرُّوْمِ)) نہیں لکھا کیونکہ یہ لفظ لکھنے سے اس کی بادشاہت کو تسلیم کرنے کا گمان گزرتا، حالانکہ وہ ازروئے دین اس سے معزول ہے۔

((اَدْعُوْكَ بِدِعَايَةِ الْإِسْلَامِ)) ''میں تجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، یا تجھے دعوی اسلام کے ساتھ اللہ کی بندگی کی طرف بلاتا ہوں۔''

((إِثْمَ الْيَرِيسِيِّينَ)) یہاں ''یا'' ہمزہ سے بدل کر آئی ہے۔ بعض روایات میں ((إِثْمَ الْاَرِيسِيِّينَ)) کے الفاظ بھی ہیں۔ (اَرِيْس) کے معنی کاشتکار اور دھکان کے ہیں اور اس کا واحد (اریسیؓ) جو کہ (اریس) کی طرف منسوب ہے جس کا معنی کاشتکار ہے۔ اس جملے کا معنی ومفہوم کچھ یوں ہے کہ اگر تو نے اسلام قبول نہ کیا اور اپنے دین پر ہی کاربند رہا تو تیری مملکت کے جتنے کاشتکار، مزدور اور نوکر چاکر ہیں ان سب کا گناہ بھی تیرے سر ہے کیونکہ اس مسئلہ میں وہ تیرے متبع اور پیروکار ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں کافروں کو خط لکھنے کا جواز ہے اور یہ کہ ہم بغرض دعوت انہیں خط میں ایک دو آیات بھی تحریر کر سکتے ہیں اور یہ چیز اس نہی کی ذیل میں نہیں آتی کہ جس میں آپ علیہ السلام نے کفار کے علاقے کی طرف قرآن مجید لے جانے سے منع فرمایا ہے۔ اس نہی کا تعلق مکمل مصحف لے جانے کے ساتھ ہے اور آپ کے اس گرامی نامہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تحریر کنندہ کا نام آغاز میں لکھنا چاہیے اور مکتوب الیہ کا نام بعد میں۔

جناب معمر بیان کرتے ہیں کہ ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے علاء بن حضرمی کا مکتوب پڑھا ہے جس کی عبارت یوں تھی: علاء بن حضرمی کی جانب سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف۔ جناب ایوب امام نافع رحمہ اللہ یا کسی اور سے بیان کرتے تو آغاز میں اپنا نام لکھتے۔

راوی نے کہا: گورنر زیاد نے ایک خط کا مضمون یوں لکھا ہوا پایا: نعمان بن مقرن کی جانب سے اللہ کے بندے امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی طرف۔ تو زیاد نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا، یہ لوگ تو بس دیہاتی ہی تھے۔

فائدہ: اس میں دیہاتی ہونے کی کوئی بات نہیں بلکہ یہ اسلوب تو خود آپ علیہ السلام کے مکاتیب میں ملتا ہے۔

(ع،س)

جناب معمر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایوب رحمہ اللہ بسا اوقات مکتوب الیہ کا نام پہلے تحریر کر دیتے، وہ آدمی اپنے علاقے کا سردار تھا۔

(٣٢١٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ ، أَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، ......

أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بِكِتَابِهِ إِلَى كِسْرَى مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُذَافَةَ السَّهْمِيِّ ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَدْفَعَهُ إِلَى عَظِيمِ الْبَحْرَيْنِ ، فَدَفَعَهُ عَظِيمُ الْبَحْرَيْنِ إِلَى كِسْرَى ، فَلَمَّا قَرَأَ مَزَّقَهُ ، فَحَسِبْتُ أَنَّ ابْنَ الْمُسَيِّبِ قَالَ: فَدَعَا عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنْ يُمَزَّقُوا كُلَّ مُمَزَّقٍ۔))

جناب عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (خسرو) کو جو خط روانہ کیا، وہ سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ کو دے کر بھیجا۔ انہیں یہ حکم دیا کہ یہ خط بحرین کے سربراہ کے حوالے کر دیا جائے۔ پھر سربراہِ بحرین نے یہ خط کسریٰ کو بھیجا۔ جب اس نے خط پڑھا تو اسے چاک کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا فرمائی: ((ان یمزّقوا کُل ممزّق)) ''اللہ اس کی بادشاہت کو پارہ پارہ کرے۔''

شرح: جناب قتادہ رحمہ اللہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ (شاہ فارس خسرو پرویز) قیصر (شاہِ روم) نجاشی (شاہِ حبش) اور اس وقت کے ہر اہم سردار کو خط لکھ کر انہیں اللہ عزوجل کا دین قبول کرنے کی دعوت دی۔ جس نجاشی کو آپ نے خط لکھا تھا وہ اور تھا اور جس کا آپ نے جنازہ پڑھایا تھا وہ اور تھا۔ (صحیح مسلم: ١٧٧٤)

(٣٢١٦) أخرجه البخاري: ٦٤ ، ٢٩٣٩

(10)......بَابُ الْإِسْتِئْذَانِ بِالسَّلَامِ وَأَنَّ الْإِسْتِئْذَانَ ثَلَاثٌ

سلام کے ذریعے اجازت حاصل کرنا اور یہ کہ اجازت تین مرتبہ طلب کی جائے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا﴾ .... ''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ جاؤ جب تک کہ اجازت نہ لے لو اور وہاں کے رہنے والوں کو سلام نہ کرلو۔'' (سورۂ نور: ۲۷)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے: ﴿تَسْتَأْنِسُوا﴾ کی بجائے ﴿حَتّٰى تَسْتَأْذِنُوا﴾ پڑھا ہے۔

(۳۲۱۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ أَبِي نَضْرَةَ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: سَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ عَلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَرَجَعَ فَأَرْسَلَ عُمَرُ فِي أَثَرِهِ، فَقَالَ: لِمَ رَجَعْتَ؟ قَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُجَبْ، فَلْيَرْجِعْ، فَقَالَ عُمَرُ: لَتَأْتِيَنَّ عَلَى مَا تَقُولُ بِبَيِّنَةٍ، أَوْ لَأَفْعَلَنَّ بِكَ كَذَا، غَيْرَ أَنَّهُ قَدْ أَوْعَدَهُ قَالَ: فَجَاءَنَا أَبُو مُوسَى مُنْتَقِعًا لَوْنُهُ وَأَنَا فِي حَلْقَةٍ جَالِسٌ، فَقُلْنَا: مَا شَأْنُكَ؟ فَقَالَ: سَلَّمْتُ عَلَى عُمَرَ، فَأَخْبَرَنَا خَبَرَهُ، فَهَلْ سَمِعَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالُوا: نَعَمْ، كُلُّنَا قَدْ سَمِعَهُ قَالَ: فَأَرْسَلُوا مَعَهُ رَجُلًا مِنْهُمْ حَتَّى أَتَى عُمَرَ، فَأَخْبَرَهُ بِذَلِكَ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا عبداللہ بن قیس (ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ) نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو تین بار سلام کیا، (مقصود اجازت طلب کرنا تھا) لیکن انہیں اجازت نہیں ملی، اس لیے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ لوٹ گئے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو بلانے کے لیے ایک شخص بھیجا اور دریافت کیا: آپ واپس کیوں چلے گئے تھے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا آپ کہہ رہے تھے: ''جب تم میں سے کوئی شخص تین بار سلام کرے اور اسے کوئی جواب نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔'' اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ جو کہہ رہے ہیں اس پر آپ کو ضرور دلیل پیش کرنا ہوگی یا میں آپ کو یہ یہ سزا دوں گا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خوب ڈرایا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ ہمارے پاس آئے، ان کی رنگت اڑی ہوئی اور چہرہ اترا ہوا تھا، میں بھی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، ہم نے پوچھا: کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا:

(۳۲۱۷) أخرجه البخاري: ۲۰۶۲، ومسلم: ۲۱۵۳

میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو سلام کیا اور پھر انہوں نے ہمیں پورا واقعہ سنایا (اور مجلس والوں سے پوچھا) کیا تم میں کوئی ایسا ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہو؟ حاضرین نے کہا: جی ہاں، ہم میں سے ہر ایک نے اس حدیث کو سن رکھا ہے، پھر انہوں نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک شخص کو بھیجا جس نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس حدیث کی گواہی دی۔

تشریح: ایک سند میں الفاظ یوں ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلَاثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، فَلْيَرْجِعْ۔)) ......''جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت طلب کرے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ لوٹ جائے۔''

راویان حدیث میں سے سعید جریری کا نام سعید بن ایاس اور کنیت ابومسعود ہے۔

جناب ابوبردہ نے اس واقعہ کو اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہوئے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: میں آپ پر جھوٹ کا اتہام نہیں لگاتا، لیکن رسول اللہ علیہ السلام کی حدیث کا معاملہ انتہائی احتیاط کا متقاضی ہے۔

(صحیح، ابوداود: ۵۱۸۳)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین مرتبہ اجازت طلب کی تو آپ نے مجھے اندر آنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ (ضعیف الاسناد ومنکر المتن، ترمذی: ۲۶۹۱)

امام ترمذی رحمہ اللہ تبصرہ فرماتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے تین مرتبہ اجازت مانگی اور اتفاقاً تیسری مرتبہ انہیں اذنِ باریابی مل گیا لیکن ان کے ذہن میں یہ وضاحت موجود نہ تھی جو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث میں تھی: ((فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ)) ''اگر اجازت دے دی جائے تو اندر چلا جا، ورنہ واپس لوٹ جا۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو اسی جملے کی وضاحت اور گواہی مطلوب تھی۔

(۳۲۱۸)۔وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ هَارُونَ بْنِ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْيَحْصُبِيُّ......

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ بُسْرٍ صَاحِبُ النَّبِيِّ ﷺ صحابئ رسول سیدنا عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

(۳۲۱۸) صحیح ......أخرجه ابو الشيخ فى كتابه "اخلاق النبى ﷺ": صـ ۱۰۰

قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْمَنْزِلَ ، لَمْ يَأْتِهِ مِنْ قِبَلِ الْبَابِ ، وَلٰكِنْ يَأْتِيهِ مِنْ قِبَلِ جَانِبِهِ حَتَّى يَسْتَأْذِنَ۔

رسول اللہ ﷺ جب کسی گھر تشریف لے جاتے تو گھر کے بالمقابل کھڑے نہ ہوتے بلکہ دروازے کے ایک طرف کھڑے ہوکر اجازت طلب فرماتے۔

شرح: سنن ابوداؤد میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کے دروازے کے پاس آتے تو عین دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوکر ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ)) کہتے۔ یہ احتیاط اس وجہ سے تھی کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

(صحیح، ابو داود: ٥١٨٦)

فائدہ: معلوم ہوا کہ اجازت طلب کرکے اس طرح کھڑے نہیں ہونا چاہیے کہ گھر کے اندر نظر پڑے کیونکہ اس سے اجازت کا مقصود ہی فوت ہوجاتا ہے۔ (ع،س)

(٣٢١٩)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ ، أَوْ غَيْرِهِ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَأْذَنَ عَلَى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ ، فَقَالَ: ((السَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ)) فَقَالَ سَعْدٌ: وَعَلَيْكُمُ السَّلامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ، وَلَمْ يُسْمِعِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، حَتَّى سَلَّمَ ثَلاثًا ، وَرَدَّ عَلَيْهِ سَعْدٌ ثَلاثًا ، وَلَمْ يُسْمِعْهُ ، فَرَجَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَاتَّبَعَهُ سَعْدٌ ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! بِأَبِي أَنْتَ مَا سَلَّمْتَ تَسْلِيمَةً إِلا هِيَ بِأُذُنِي ، وَلَقَدْ رَدَدْتُ عَلَيْكَ ، وَلَمْ أُسْمِعْكَ ، أَحْبَبْتُ أَنْ أَسْتَكْثِرَ مِنَ سَلامِكَ ، وَمِنَ الْبَرَكَةِ ، ثُمَّ دَخَلُوا الْبَيْتَ ، فَقَرَّبَ لَهُ زَبِيبًا ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یا کسی اور صحابی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی اور کہا: ((اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔)) جناب سعد بن عُبادہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں (وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔) کہا لیکن نبی ﷺ کو سنایا نہیں، (دھیمی آواز میں جواب دیا) حتی کہ آپ ﷺ نے پھر سلام کیا اور تین بار ہی سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا لیکن آپ ﷺ کو سنایا نہیں، نبی ﷺ واپس لوٹ گئے تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ پیچھے دوڑے گئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرا باپ آپ پر فدا ہو، آپ نے جتنی مرتبہ سلام کیا ہے وہ میں نے سنا ہے اور میں نے آپ کو جواب بھی دیا ہے لیکن میں نے آپ کو سنایا

(٣٢١٩) صحيح ......أخرجه مختصرا بذكر الدعاء بعد الطعام ابن ماجه: ١٧٤٧

فَأَكَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَ: ((أَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلائِكَةُ، وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ.))

نہیں، میں چاہتا تھا کہ آپ کی طرف سے سلامتی اور برکت کی دعا زیادہ سے زیادہ وصول کروں۔ پھر دونوں بزرگ گھر میں داخل ہوگئے۔ تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے منقہ پیش کیا، آپ ﷺ نے تناول فرمایا، فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے دعا فرمائی: (أَكَلَ طَعَامَكُمُ الأَبْرَارُ، وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلائِكَةُ، وَأَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ.) ''تمہارا کھانا نیک لوگ کھائیں، فرشتے تمہارے لیے رحمت کی دعائیں کریں اور تمہارے ہاں روزہ دار روزے افطار کرتے رہیں۔''

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: مذکورہ بالا حدیث مبارکہ سے یہ بات معلوم ہوئی کہ سلام کہہ کر اجازت طلب کی جائے۔ یعنی سلام کہنا ہی اجازت طلب کرنے کے مترادف ہے۔ ویسے اہل علم کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ اجازت پہلے طلب کی جائے یا سلام پہلے کیا جائے۔ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ اجازت پہلے طلب کی جائے اور آنے والا شخص یوں کہے: ''کیا میں اندر داخل ہو جاؤں؟'' اور پھر کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اجازت طلب کرنے کا ذکر پہلے اور سلام کا ذکر بعد میں ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ میں ہے: ﴿حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا﴾ .... ''جب تک کہ اجازت نہ لے۔'' (سورۂ نور:۲۷) یعنی پہلے اجازت طلب کرو پھر گھر کے مکینوں کو سلام کہو۔ جبکہ ایک گروہ کا خیال ہے کہ پہلے سلام پیش کیا جائے اور بعد ازاں اجازت مانگی جائے۔ یعنی آنے والا یوں کہے: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کیا میں اندر آ سکتا ہوں؟'' اور یہی بات اولیٰ ہے (حدیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ پہلے سلام کرتے اور پھر داخل ہونے کی اجازت طلب کرتے تھے۔ (ع،س))

اسی آیت کریمہ ﴿حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا﴾ کا ایک معنی ﴿تَسْتَأْذِنُوْا﴾ یعنی پہلے اجازت مانگو۔'' کیا گیا ہے لیکن عبارت میں تقدیم وتاخیر ہے، اصل عبارت یوں ہے: ﴿تُسَلِّمُوْا وَتَسْتَأْذِنُوْا﴾ .... ''سلام کرو اور اجازت طلب کرو۔''

بعض نے کہا: اس اجازت سے مراد یہ ہے کہ بندہ بلند آواز میں سبحان اللہ یا اللہ اکبر کہے یا پھر کھانسے تاکہ معلوم ہو سکے کہ گھر میں کوئی موجود بھی ہے یا نہیں تا آنکہ وہ اجازت دے، جس طرح عربی زبان میں ﴿آنَسْتُ نَارًا﴾ .... ''میں نے آگ دیکھی۔'' یہاں بھی کسی فرد کا گھر میں ہونا بھانپ لیا جائے۔

بعض کے نزدیک استیناس کے معنی ہیں معلوم کرنا۔ یعنی جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اندر کون ہے اور اس نے تمہیں اندر داخل ہونے کی اجازت دے دی ہے، اس وقت تک داخل نہ ہو، دونوں صورتوں میں مفہوم ایک ہی ہے۔

سیدنا کلدہ بن حنبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ رضی اللہ عنہ نے مجھے دودھ، بکری کا ایک چھوٹا سا میمنا اور چند کھیرے دیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وادی کے بالائی طرف تھے۔ بیان کرتے ہیں: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور سلام کیے بغیر ہی اندر داخل ہو گیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((ارْجِعْ فَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَأَدْخُلُ۔)) ......''واپس لوٹ جا اور اس طرح کہہ: (اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ) کیا میں اندر آجاؤں۔''

(صحیح، ابوداود: ٥١٧٦، ترمذی: ٢٧١٠)

((اَلْجِدَايَة)) بکری کے چھوٹے بچے کو کہتے ہیں جو خوب موٹا تازہ ہو گویا وہ ہرن کا بچہ ہے۔

((اَلضَّغَابِيْس)) ''چھوٹے کھیرے۔'' اس کی واحد (ضغبوس) آتی ہے۔

مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے ان الفاظ میں اجازت طلب کی: کیا میں اندر داخل ہو سکتا ہوں؟ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں۔ حاضرین میں سے بعض نے اسے مشورہ دیا کہ سلام کہہ کر اجازت کا طلبگار ہو۔ چنانچہ اس نے سلام کیا اور اسے اجازت مل گئی۔ جناب ابن سیرین رحمہ اللہ سے اسی طرح کی بات مرسل مرفوع مروی ہے۔ بعض حضرات کا کہنا ہے: اگر کسی کی نظر اگلے شخص پر پڑ جائے تو پہلے سلام کہا جائے بصورت دیگر اجازت طلب کی جائے۔

مروی ہے کہ جناب مجاہد رحمہ اللہ اور قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: جب آپ ایسے گھر میں داخل ہوں جہاں کوئی رہائش پذیر نہیں (جیسے سرائے، مسافر خانے، سرکاری دفاتر یا بے آباد گھر وغیرہ) تو ان الفاظ کے ساتھ سلام کہہ: (اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ) ''سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے تمام نیک بندوں پر۔'' اس صورت میں فرشتے سلام کا جواب دیں گے۔

جناب قتادہ رحمہ اللہ سے فرمانِ الٰہی: ﴿فَسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ .... ''تم اپنے گھر والوں کو سلام کر لیا کرو۔'' (سورۂ نور:٦١) یعنی گھروں میں داخل ہوتے وقت اہل خانہ کو سلام عرض کرو اور السلام علیکم کہو۔ امام زہری رحمہ اللہ سے بھی ایسے ہی مروی ہے۔

(11)......بَابُ إِذَا دَعَا الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ

اگر کوئی شخص بلانے پر آیا ہو تو کیا اسے بھی اندر داخل ہونے کے لیے اجازت لینی چاہیے؟

(٣٢٢٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(٣٢٢٠) أخرجه البخاري: ٦٢٤٦

فَوَجَدَ لَبَنًا فِي قَدَحٍ ، فَقَالَ: أَبَا هِرٍّ ، الْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ ، فَادْعُهُمْ إِلَيَّ ، فَأَتَيْتُهُمْ ، فَدَعَوْتُهُمْ ، فَأَقْبَلُوا ، فَاسْتَأْذَنُوا ، فَأَذِنَ لَهُمْ ، فَدَخَلُوا۔

کے ساتھ آپ کے گھر میں داخل ہوا، آپ ﷺ نے ایک بڑے پیالے میں دودھ پایا تو فرمایا: ''ابوہریرہ! اہل صفہ کے پاس جا اور انہیں میرے پاس لے آ۔'' میں ان کے پاس آیا اور انہیں بلایا۔ وہ آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، پھر جب اجازت دی گئی تو وہ داخل ہوئے۔

شرح: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا دُعِيَ أَحَدُكُمْ ، فَجَاءَ مَعَ الرَّسُولِ فَإِنَّ ذَلِكَ إِذْنٌ۔)) ......''جب تم میں سے کسی کو بلا بھیجا جائے اور وہ قاصد کے ہمراہ ہی آجائے تو یہی چیز اس کے لیے بمنزلہ اجازت کے ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ٥١٩٠)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((رَسُولُ الرَّجُلِ إِلَى الرَّجُلِ إِذْنُهُمَا۔)) ......''ایک شخص کا دوسرے شخص کو قاصد بھیج کر بلانا دونوں کے حق میں اجازت ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ٥١٨٩)

فائدہ: بلاوے پر آنے والے آدمی کا اجازت طلب کر لینا بہتر اور اولیٰ ہے۔ تاہم اجازت نہ لینے کی بھی گنجائش ہے اور قاصد بھیج کر بلانا اجازت ہی کے قائم مقام ہے۔ یا احوال وظروف کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے کہ آیا دوبارہ اجازت کی ضرورت ہے یا نہیں۔ جب پردے کا معاملہ نہ ہو یا خاص مجلس نہ ہو تو اجازت کی ضرورت نہیں۔ ورنہ مستورات کی وجہ سے اطلاع تو دینا ہوگی۔ (ع،س)

(12)......باب

باب

(٣٢٢١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيرَبَنْدْكُشَائِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجِ الطَّحَّانُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ ، حَدَّثَنَا حَفْصٌ ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ النَّخَعِيِّ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يَزِيدَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذْنُكَ عَلَيَّ أَنْ تَرْفَعَ الْحِجَابَ ، وَتَسْتَمِعَ سِوَادِي حَتَّى أَنْهَاكَ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تجھے میرے پاس آنے کی عام اجازت ہے، تو پردہ اُٹھا سکتا ہے اور میری پوشیدہ گفتگو سن سکتا ہے، جب تک کہ میں تجھے روک نہ دوں۔''

(٣٢٢١) أخرجه مسلم: ٢١٦٩

شرح کر ((السِّوَاد)) ''پوشیدہ گفتگو اور راز و نیاز۔'' (سَاوَدْتُ الرَّجُلَ) ''میں نے فلاں فلاں سے کانا پھوسی کی۔'' ابوعبید لغوی نے کہا: اس لفظ کو ''سین'' کے رفع کے ساتھ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ جیسے (جِــوَار) اور (جُوَار) دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ اول الذکر مصدر جبکہ ثانی الذکر اسم ہے اور اس کا معنی ہے ''ایک شخص کا دوسرے کے قریب ہونا۔'' اور رازداری کی گفتگو قریب ہوئے بغیر ممکن نہیں، ایک آدمی کو لامحالہ دوسرے کے نزدیک اپنا منہ کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے رازداری پر بھی بولا جاتا ہے۔

(13)......بَابُ كَرَاهِيَةِ أَنْ يَّقُوْلَ أَنَا

اجازت طلب کرنے والے سے جب پوچھا جائے: تم کون ہو؟ تو جوابًا: ''میں ہوں'' کہنے کی ممانعت

(۳۲۲۲)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

سَمِعْتُ جَابِرًا، اسْتَأْذَنْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) فَقُلْتُ: أَنَا، فَقَالَ: ((أَنَا أَنَا۔)) كَأَنَّهُ كَرِهَهُ۔

جناب محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا، آپ کہہ رہے تھے کہ میں نے نبی ﷺ کی خدمت میں اجازت طلب کی تو آپ نے دریافت فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے کہا: میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں، میں کیا ہے؟'' گویا آپ ﷺ نے اسے برا سمجھا۔

(۳۲۲۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدَانَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شَاذَانَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَكَّامٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِي، فَدَقَقْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: ((مَنْ هٰذَا؟)) قَالَ: قُلْتُ: أَنَا، قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((أَنَا أَنَا)) كَأَنَّهُ كَرِهَهُ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد صاحب مقروض تھے، میں نبی ﷺ کے پاس پہنچا اور دروازے پر دستک دی، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کون ہے؟'' میں نے عرض کیا: میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ہوں، میں ہوں، کیا ہے؟'' گویا آپ نے اسے ناپسند جانا۔

(۳۲۲۲) أخرجه البخاري: ۶۲۵۰، ومسلم: ۲۱۵۵

(۳۲۲۳) انظر الحديث السابق

شرح امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ممکن ہے کہ آپ کی ناگواری کی وجہ ان کا سلام کر کے اندر آنے کی اجازت نہ طلب کرنا ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کی ناگواری کا مقصود یہ ہے کہ اپنے نام سے آگاہ کیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ کون آیا ہے، کیونکہ بعض اوقات آواز سے پہچاننا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ کا سوال: ((مَنْ هٰذَا؟)) ''کون ہے؟'' یہ ابہام دور کرنے کے لیے تھا اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کا جواب: (أَنَا) ''میں ہوں'' سے ابہام رفع نہیں ہوا، اور اشکال جوں کا توں باقی رہا۔ انہیں جواب میں کہنا چاہیے تھا: ''جی، میں جابر ہوں۔'' تاکہ تعارف میں آسانی ہوتی اور اشکال جاتا رہتا۔ بہرحال جب اجازت طلب کرنے والے کی بابت پوچھا جائے تو وہ یہ نہ کہے کہ ''میں ہوں'' بلکہ اپنا نام اور اگر کنیت سے مشہور ہے تو کنیت بتلائے۔

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، آپ اپنے بالا خانہ میں تشریف فرما تھے۔ انہوں نے کہا: آپ پر سلامتی ہو! اے اللہ کے رسول! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ، کیا عمر کو اندر آنے کی اجازت ہے؟ (صحیح، ابوداود: ۵۲۰۱) دیکھیے کس خوبی سے حضرت نے سلام اور اجازت کو ایک جملے میں سمو دیا ہے کہ سلام بھی ہوگیا اور آنے والے اور اجازت طلب کرنے والے کے نام کی وضاحت بھی ہوگئی۔ یہ ہے سلام کرنے اور اجازت طلب کرنے کا کامل انداز۔

(14)......بَابُ الْمُصَافَحَةِ وَفَضْلِهَا وَمَا قِيلَ فِي الْمُعَانَقَةِ وَالْقُبْلَةِ

مصافحہ کی فضیلت نیز معانقہ اور بوسہ لینے کی شرعی حیثیت

(۳۲۲۴)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ......

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لأَنَسٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ۔

جناب قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں مصافحہ کا معمول تھا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔

(۳۲۲۵)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، عَنِ الأَجْلَحِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنْ مُسْلِمَيْنِ يَلْتَقِيَانِ،

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''دو مسلمان جب ملتے ہیں اور باہم مصافحہ کرتے

(۳۲۲۴) أخرجه البخاري: ٦٢٦٣

(۳۲۲۵) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٢١٢، والترمذي: ٢٧٢٧، وابن ماجه: ٣٧٠٣

فَيُصَافِحَانِ، إِلا غُفِرَ لَهُمَا قَبْلَ أَنْ يَتَفَرَّقَا۔)) ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔''

تشریح: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تشہد سکھایا تو میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔(صحیح بخاری: ٦٢٦٥، صحیح مسلم: ٤٠٢)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اور مکمل سلام مصافحہ کرنا ہے۔

جناب حماد بن زید رحمہ اللہ نے جناب ابن مبارک رحمہ اللہ سے دو ہاتھوں سے مصافحہ کیا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ایک آدمی اپنے بھائی یا دوست کو ملتا ہے تو کیا وہ اس کے سامنے جھکے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے پوچھا: کیا پھر اس سے لپٹ جائے اور اسے بوسہ دے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔'' اس نے کہا: پھر اس کا ہاتھ پکڑے اور اس سے مصافحہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں۔'' (حسن، ترمذی: ٢٧٢٨، ابن ماجہ: ٣٧٠٢)

((اَلْاِلْتِزَام)) ''ایک دوسرے سے لپٹ جانا اور معانقہ کرنا۔''

اہل علم کی ایک جماعت نے معانقہ کرنے کو ناپسند جانا ہے جبکہ ایک جماعت نے اس کی رخصت دی ہے۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گلے لگا لیا۔

فائدہ: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی گزشتہ روایت میں معانقہ سے بھی روکا گیا ہے اور بوسہ لینے سے بھی۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مرتبہ جب ملے تو معانقہ کرے اور بوسہ دے، یہ جائز نہیں۔ ہاں مدت کے بعد یا سفر سے آکر ملے تو معانقہ کر سکتا ہے جیسا کہ کئی ایک احادیث میں جواز ہے۔ (ع،س)

(٣٢٢٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْجَرَّاحِ الْمَرْوَزِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَحْبُوبٍ التَّاجِرُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ سَوْرَةَ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يَحْيَى الْمَدَنِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَدِمَ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ الْمَدِينَةَ، وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِي، فَأَتَاهُ، فَقَرَعَ الْبَابَ، فَقَامَ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ مدینہ آئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر میں تھے۔ زید آپ کے پاس آئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

(٣٢٢٦) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٢٧٣٢

إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُرْيَانًا يَجُرُّ ثَوْبَهُ، وَاللّٰهِ مَا رَأَيْتُهُ عُرْيَانًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ، فَاعْتَنَقَهُ وَقَبَّلَهُ۔

نبی ﷺ ننگے بدن اپنے کپڑے گھسیٹے ہوئے ان کی طرف گئے۔ اللہ کی قسم! اس سے پہلے اور اس کے بعد میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو ننگے بدن نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے ان سے معانقہ کیا اور ان کو بوسہ دیا۔

شرح: سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو رسول اللہ ﷺ نے میرے ساتھ معانقہ کیا، بعد ازاں آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَا أَدْرِي أَنَا بِفَتْحِ خَيْبَرَ أَفْرَحُ، أَمْ بِقُدُومِ جَعْفَرٍ۔)) ......''میں نہیں جانتا کہ میں خیبر فتح ہونے کی وجہ سے زیادہ خوش ہوں یا جعفر رضی اللہ عنہ کی آمد پر زیادہ خوش ہوں۔'' اتفاق سے جعفر رضی اللہ عنہ کا آنا فتح خیبر کے دنوں میں تھا۔ (ضعیف، معجم کبیر طبرانی: ۱۴۷۰)

اور سیدنا بیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ملے تو ان سے معانقہ کیا اور ان کی آنکھوں کے درمیان میں بوسہ دیا۔ (ضعیف، ابوداود: ۵۲۲۰)

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے، وہ لیٹی ہوئی تھیں کہ انھیں بخار ہو رہا تھا۔ انہوں نے کہا: اے بٹیا! تیرا کیا حال ہے؟ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے رخسار کو چوم لیا۔ (صحیح، ابوداود: ۵۲۲۲)

سیدنا زارع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وہ عبدالقیس کے وفد میں تھے۔ انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو ہم جلدی جلدی اپنی سواریوں سے اُترے اور ہم نے آپ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ (پاؤں کے ذکر کے علاوہ یہ حدیث حسن ہے، ابوداود: ۵۲۲۵)

جناب تمیم بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شام تشریف لائے تو سیدنا ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے آپ کا استقبال کیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر چوما۔ جناب تمیم نے کہا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہاتھ چومنے کو سنت خیال کیا کرتے تھے۔

امام شعبی رحمہ اللہ نے کہا: نبی اکرم ﷺ کے صحابہ ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرتے تھے اور جب ان میں سے کوئی سفر سے آتا تو اس سے معانقہ کرتے۔ سیدنا سلمان رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے تو سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ ان کی جانب کھڑے ہوئے اور ان سے لپٹ گئے۔

جناب عمر بن ذر رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں جب بھی عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کو جانے کی غرض سے ملتا تو مجھے اپنے ہاتھ کی لپیٹ میں لے لیتے اور مجھے اپنے جسم سے بھینچ لیتے۔ جناب حمید بن زنجویہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ سے بعض روایات ایسی منقول ہیں جن میں معانقہ کی ممانعت ہے اور بوسہ سے بھی۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ ﷺ نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ سے معانقہ فرمایا اور جب وہ سرزمینِ حبشہ سے تشریف لائے تو ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان چوما۔ اسی طرح آپ

نے اپنا ہاتھ مبارک چومنے کا موقع فراہم کیا اور بعض موقعوں پر صحابہ نے نبی اکرم ﷺ کی دست بوسی کی ہے۔

ہمارے نزدیک دونوں باتوں کا اپنا اپنا محل ہے۔ ہر مرتبہ جب ملے تو معانقہ کرے اور بوسہ دے۔ اسی طرح حضر میں رہتے ہوئے بار بار چومنا یہ جائز نہیں۔ ہاں مدت کے بعد یا سفر سے آ کر ملے یا کسی کو الوداع کرتے وقت، یا کسی بزرگ یا متقی عالم کی دست بوسی کر لی جائے تو یہ جائز ہے۔ جواز کی صورت میں بھی رخسار نہیں چومے جائیں گے البتہ ہاتھ، سر اور پیشانی پر بوسہ ثبت کیا جا سکتا ہے۔ بہر حال عادت بنائے بغیر کبھی کبھار ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ یہ سمجھنا کہ جس نے کسی کا ہاتھ، سر اور پیشانی کو نہیں چوما، اس نے اگلے بندے کی تعظیم وتقدیس میں کوتاہی برتی ہے اور حق تلفی کی ہے نیز وہ گستاخ اور بے ادب ہے اور اس نے ادب و احترام میں کمی کی ہے وغیرہ، ایسا سمجھنا قطعا درست نہیں ہے۔ بعض ممالک میں بوسے کا بہت رواج ہے انہیں اس سے بچنا چاہیے کہ اس سے اور دروازے بھی کھل سکتے ہیں۔

فائدہ: مصافحہ، مفاعلہ کے وزن پر مصدر ہے جس کے معنی ''ایک ہتھیلی کو دوسرے شخص کی ہتھیلی سے ملانا۔'' اس لفظ ہی سے واضح ہوتا ہے کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا چاہیے اور مسنون طریقہ بھی یہی ہے۔ بہر حال سلام کے ساتھ مصافحہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا معمول تھا۔ (ع،س)

(15)......بَابُ التَّسْلِيمِ عِنْدَ الْقِيَامِ
مجلس سے اُٹھتے وقت سلام کرنا

(٣٢٢٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الزَّغْرَتَانِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو مَنْصُورٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ، بِالْبَصْرَةِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عَجْلانَ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا انْتَهَى أَحَدُكُمْ إِلَى مَجْلِسٍ، فَأَرَادَ أَنْ يَجْلِسَ، فَلْيُسَلِّمْ، فَإِذَا قَامَ وَالْقَوْمُ جُلُوسٌ، فَلْيُسَلِّمْ، فَإِنَّ الأُولَى لَيْسَتْ بِأَحَقَّ مِنَ الآخِرَةِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص مجلس میں پہنچے اور بیٹھنے کا ارادہ رکھے تو سلام کرے اور جب اُٹھ کر جانے لگے جبکہ باقی لوگ بیٹھے ہوئے ہوں تب بھی سلام کرے، اس لیے کہ پہلا سلام دوسرے سے زیادہ فائق نہیں ہے۔''

شرح: جناب قتادہ رحمہ اللہ سے مرسل روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا دَخَلْتُمْ بَيْتًا فَسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهِ، وَإِذَا خَرَجْتُمْ، فَأَوْدِعُوا أَهْلَهُ بِسَلَامٍ۔)) ......''جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے اہل خانہ کو سلام کہو اور جب تم گھر سے نکلو تب بھی گھر والوں کو سلام کہہ کر الوداع کہو۔'' (مرسل، مصنف عبد الرزاق : ١٩٤٥٠)

(٣٢٢٧) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٥٢٠٨، والترمذي: ٢٧٠٦

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: "إِذَا لَقِيَ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَإِنْ حَالَتْ بَيْنَهُمَا شَجَرَةٌ أَوْ جِدَارٌ، ثُمَّ لَقِيَهُ، فَلْيُسَلِّمْ عَلَيْهِ۔" ...... جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے اور اگر چلتے چلتے دونوں کے درمیان درخت حائل ہو جائے یا دیوار آڑے آجائے اور پھر ملیں تو دوبارہ سلام کرے۔

(صحيح موقوفا و مرفوعا، ابوداود: ٥٢٠٠)

جناب قتادہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ چند لوگوں کے ہمراہ تشریف فرما تھے، تو جب انھوں نے جانے کا ارادہ کیا تو مجلس سے اُٹھتے وقت حاضرین سے اجازت طلب کی (سلام اجازت کہا)

فائدہ: پہلا سلام تو وہ ہے جو مجلس میں پہنچتے ہی کیا جائے اور دوسرا وہ جو مجلس سے اُٹھتے وقت کیا جائے، دونوں سلام ضروری ہیں۔ (ع،س)

(16)......بَابُ كَرَاهِيَةِ الْقِيَامِ
کسی شخص کی آمد پر کھڑے ہونے کی ممانعت

(٣٢٢٨)۔حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَقِيلِ بْنِ الْأَزْهَرِ الْبَلْخِيُّ الزَّعْفَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ شَخْصٌ أَحَبَّ إِلَيْهِمْ رُؤْيَةً مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانُوا إِذَا رَأَوْهُ، لَمْ يَقُومُوا، لِمَا يَعْلَمُونَ مِنْ كَرَاهِيَتِهِ لِذَلِكَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شخص محبوب نہ تھا لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جب آپ کو دیکھتے تو وہ آپ کے لیے کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ اس لیے کہ وہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہونے کو مکروہ جانتے ہیں۔

(٣٢٢٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ أَنَسٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ، سَمِعْتُ أَبَا مِجْلَزٍ يُحَدِّثُ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ خَرَجَ،

جناب ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، عبداللہ بن عامر اور عبداللہ بن زبیر بیٹھے

(٣٢٢٨) صحيح ......أخرجه الترمذى: ٢٧٥٤

(٣٢٢٩) هذا حديث حسن ......أخرجه ابوداود: ٥٢٢٩، والترمذى: ٢٧٥٥

وعَبْـدُ الـلّٰهِ بْنُ عَامِرٍ ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ ، جَالِسَان ، فَقَامَ ابْنُ عَامِرٍ ، وَقَعَدَ ابْنُ الزُّبَيْرِ ، فَـقَالَ مُعَاوِيَةُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَتَمَثَّلَ لَهُ عِبَادُ اللّٰهِ قِيَامًا ، فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ۔))

ہوئے تھے، ابن عامر تو کھڑے ہو گئے لیکن ابن زبیر بیٹھے رہے۔ اس پر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کو یہ بات اچھی لگتی ہے کہ اللہ کے بندے اس کے سامنے کھڑے رہیں تو وہ اپنا گھر جہنم میں بنا لے۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: یہ ممانعت اس صورت میں ہے جب کوئی بادشاہ، سردار یا افسر بطور تکبر لوگوں کو کھڑا رکھے اور اس سے اپنی جھوٹی انا کو سکون پہنچائے، البتہ کسی کے احترام میں از خود کھڑے ہو جانا مکروہ نہیں جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ سے کہا تھا، جب سعد تشریف لائے تھے: ((قومُوا إِلَى سَيِّدِكُم۔)) ......''تم اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ۔'' (صحيح بخارى: ٤١٢١، صحيح مسلم: ١٧٦٨)

فائدہ: امام صاحب کی یہ بات محل نظر ہے، کیونکہ بنو قریظہ کا سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے لیے کھڑے ہونا، یہ محض ان کے احترام کے لیے کھڑا ہونا نہیں تھا، بلکہ ان کو گدھے سے اتارنے کے لیے تھا، لہٰذا کسی کے استقبال کے لیے محض کھڑے ہونا اور پھر بیٹھ جانا درست نہیں ہے، ہاں اگر کھڑے ہونے کا مقصد مصافحہ کرنا یا میزبان کی کوئی ضرورت پورا کرنا ہو تو پھر درست ہو گا۔ (م،م)

((شـازع فيـه قيام)) وہ ہے جو عجمیوں کے ہاں مروج ہے۔ البتہ اگر کوئی شخص سفر سے آئے یا حاکم وقت اپنے منصب کے لیے آئے تو اس کے لیے کھڑے ہونا ناجائز نہیں۔ اسی طرح کسی شخص کو مبارکباد دینے کے لیے یا کسی معذور کی اعانت کے لیے یا مجلس میں وسعت پیدا کرنے کے لیے کھڑے ہونا درست ہے۔ (خلاصہ یہ کہ بطور تعظیم قیام ناجائز اور بطور تکریم جائز ہے۔ (ع،س)

(17)......بَابُ لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ إِذَا حَضَرَ
اپنی آمد پر مجلس میں بیٹھے ہوئے کسی شخص کو اُٹھایا نہ جائے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَافْسَحُوْا﴾ .... ''مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو۔'' (سورۂ مجادلہ:۱۱)

(٣٢٣٠)۔أَخبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ نَافِعٍ......

عَـنِ ابْـنِ عُـمَـرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((لَا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِنْ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو ہرگز اس کی جگہ سے نہ

(٣٢٣٠) أخرجه البخارى: ٦٢٦٩، ومسلم: ٢١٧٧

مَجْلِسِهِ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِيهِ.)) اُٹھائے کہ خود وہاں بیٹھ جائے۔''

شرح: سالم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے لیے جب کوئی شخص مجلس میں جگہ چھوڑتا تو وہ اس جگہ پر نہ بیٹھتے۔ (صحیح مسلم: ۲۱۷۷)

(۳۲۳۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمِّ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يُقِيمَنَّ أَحَدُكُمُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ يَخْلُفُهُ فِيهِ، وَلَكِنْ تَفَسَّحُوا وَتَوَسَّعُوا.))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو اس کی جگہ سے ہرگز نہ اُٹھائے کہ اس کی جگہ خود وہاں بیٹھ جائے البتہ مجلسوں میں فراخی اور توسیع اختیار کرو۔''

شرح: جناب ابوزبیر نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا کہ جمعے والے دن مجلسوں کو کشادہ کرو۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں اتنی تفصیل ہے کہ میں نے دریافت کیا: کیا جمعہ والے دن مجلس کشادہ کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جمعہ والے دن اور اس کے علاوہ بھی۔'' (صحیح مسلم: ۲۱۷۸)

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خَيْرُ الْمَجَالِسِ أَوْسَعُهَا.)) ...... ''بہترین مجلس وہ ہے جو فراخ اور کشادہ ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ۴۸۲۰)

(18)......بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ رَجَعَ كَانَ أَحَقَّ بِهِ

مجلس سے اُٹھ کر جانے والا واپس آ کر اسی جگہ بیٹھنے کا زیادہ حق رکھتا ہے

(۳۲۳۲)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ هُوَ ابْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ رَجَعَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِهِ.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنی مجلس سے کھڑا ہوتا ہے اور پھر واپس آ جاتا ہے تو وہی اس جگہ کا زیادہ مستحق ہے۔''

(۳۲۳۱) انظر الحديث السابق

(۳۲۳۲) أخرجه مسلم: ۲۱۷۹

(19)......بَابُ مَنْ وَجَدَ فُرْجَةً فِي الْحلقَة فَجَلَسَ فِيهَا

مجلس میں جگہ پا کر بیٹھ جانے والا

(٣٢٣٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَقِيهُ السَّرْخَسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ مُوسَى الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ......

عَنْ أَبِي وَاقِدٍ اللَّيْثِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِي الْمَسْجِدِ وَالنَّاسُ مَعَهُ، إِذْ أَقْبَلَ ثَلاثَةُ نَفَرٍ، فَأَقْبَلَ اثْنَانِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ذَهَبَ وَاحِدٌ، قَالَ: فَلَمَّا وَقَفَا عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَلَّمَا، فَأَمَّا أَحَدُهُمَا، فَرَأَى فُرْجَةً فِي الْحَلْقَةِ فَجَلَسَ، وَأَمَّا الآخَرُ، فَجَلَسَ خَلْفَهُمْ، وَأَمَّا الثَّالِثُ، فَأَدْبَرَ ذَاهِبًا، فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَلا أُخْبِرُكُمْ عَنِ النَّفَرِ الثَّلاثَةِ، أَمَّا أَحَدُهُمْ، فَأَوَى إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى، فَآوَاهُ اللّٰهُ، وَأَمَّا الآخَرُ، فَاسْتَحْيَا، فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ، وَأَمَّا الآخَرُ، فَأَعْرَضَ، فَأَعْرَضَ اللّٰهُ عَنْهُ۔))

سیدنا ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے اور لوگ آپ کے ساتھ تھے، اتنے میں تین آدمی آئے، دو سیدھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ایک چلا گیا۔ جب دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں آپ کو سلام کیا، ان میں سے ایک نے مجلس میں خالی جگہ پائی، وہ وہاں بیٹھ گیا اور دوسرا لوگوں کے پیچھے بیٹھا اور تیسرا تو چل ہی دیا، جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے تو فرمایا: ''کیا میں تمہیں ان تینوں آدمیوں کا حال نہ بتاؤں؟ ایک نے پناہ لی اللہ کے پاس اور اللہ نے اس کو پناہ دے دی اور دوسرے نے شرم کی (لوگوں میں گھسنے سے) اللہ نے بھی اس سے شرم کی اور تیسرے نے منہ پھیرا، اللہ نے بھی اس سے اعراض کرلیا۔''

شرح: صحابیٔ رسول ابوواقد رضی اللہ عنہ کا نام حارث بن عوف ہے۔ ابومرہ، سیّدہ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا کا آزاد کردہ غلام ہے اور اس کا نام یزید ہے۔ وہ مولیٰ عقیل بن ابی طالب کے نام سے مشہور ہیں۔

((فَاسْتَحْيَا اللّٰهُ مِنْهُ)) ''اللہ تعالیٰ نے اس سے شرم کی۔'' بعض کے نزدیک اس جملے کا معنی ہے کہ اس کے

(٣٢٣٣) أخرجه البخاري: ٦٦، ٤٧٤، ومسلم: ٢١٧٦

شرم وحجاب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے گناہوں کی سزا نہیں دی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِيٓ أَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا﴾ .... ''یقیناً اللہ تعالیٰ کسی مثال بیان کرنے سے نہیں شرماتا۔'' (سورۂ بقرہ:۲۶) یعنی اللہ تعالیٰ کسی حکمت بالغہ کے پیش نظر ایسی تمثیلات کو بیان کرنا ترک نہیں کرتا اور ان کے بیان ووضاحت سے حیا مانع نہیں ہوتا۔

فائدہ: اللہ کی صفات کا معاملہ انتہائی حسّاس اور احتیاط طلب ہے۔ محدثین کا موقف ہے کہ ان کو من وعن تسلیم کیا جائے اور تاویلات کے درپے بالکل نہ ہوا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں بھی بے مثل، یکتا اور وحدہٗ لاشریک ہے لٰہذا حیا کا معنی سزا نہ دینا وغیرہ کرنے کی بجائے حقیقت پر محمول کیا جائے۔ (ع،س)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا کہ حدیث مبارکہ اس بات پر دلیل ہے کہ مجلس میں جگہ پانے والے کو، یا نماز باجماعت کے لیے حاضر ہونے والے کو اگر صفِ اول میں جگہ مل جائے تو اس کے حق میں اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ وہ اس جگہ بیٹھ جائے ورنہ پیچھے بیٹھ جائے اور تنگی وازدحام کا سبب نہ بنے الّا یہ کہ مجلس میں کشادگی کی بنا پر جگہ بن جانے کی توقّع ہو۔ بہر صورت دوسرے لوگوں کے لیے اذیت اور گھٹن کا باعث نہیں بننا چاہیے۔ اسی صورت میں مجلس کے اختتام میں جہاں مناسب جگہ ملے بیٹھا جائے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص کے لیے یہ جائز نہیں کہ دو بیٹھے افراد کے درمیان جُدائی کا سبب بنے الّا یہ کہ وہ اجازت دے دیں۔''

(حسن صحیح، ابوداود: ٤٨٤٥، ترمذی: ٢٧٥٢)

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس اقدس میں آتے تو مجلس کے آخر میں جہاں جگہ پاتے بیٹھ جاتے۔ (صحیح، ابوداود: ٤٨٢٥، ترمذی: ٢٧٢٥)

جناب ابومجلز بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجلس کے درمیان بیٹھنے والے پر لعنت فرمائی۔ (ضعیف، ابوداود: ٤٨٢٦، ترمذی: ٢٧٥٣)

اس حدیث مبارکہ کی دو وجوہات ہوسکتی ہیں۔ ایک یہ کہ ایک شخص بعد میں آئے اور گردنیں پھلانگتا ہوا مجلس کے وسط میں جا بیٹھے اور لوگوں کے لیے باعث تکلیف بنے، مجلس میں جہاں جگہ پائے وہاں نہ بیٹھے۔ دوسرے یہ کہ مجلس کے درمیان میں اس طرح بیٹھ جائے کہ حاضرین مجلس کے لیے اوٹ بن جائے اور اِدھر کے لوگ اُدھر کے لوگوں کے چہرے نہ دیکھ سکیں۔ اسی طرح محفل کے لیے بدمذگی کا باعث بنے۔

(20)......بَابُ الْجُلُوْسِ بَيْنَ الظِّلِّ وَالشَّمْسِ

آدھا دھوپ میں اور آدھا چھاؤں میں بیٹھنا

(٣٢٣٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ،

(٣٢٣٤) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٤٨٢١

أَخْبَـرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الْـفَـيْءِ، فَقَلَصَ عَنْهُ، فَلْيَقُمْ، فَإِنَّهُ مَجْلِسُ الشَّيْطَانِـ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص سائے میں ہو پھر سایہ اس سے ہٹ جائے (اس کا کچھ حصہ دھوپ اور کچھ حصہ سائے میں ہو) تو اسے چاہیے کہ وہ وہاں سے اُٹھ جائے اس لیے کہ یہ شیطان کی مجلس ہے۔''

شرح: جناب معمر نے اس روایت کو موقوفاً بیان کیا ہے، لیکن امام سفیان نے محمد بن منکدر کے حوالے سے اس حدیث کو مرفوعاً بیان کیا ہے۔ نیز جناب معمر نے کہا: میں نے سنا کہ جناب قتادہ اس چیز کو ناپسند کرتے تھے کہ انسان اس طرح بیٹھے کہ اس کا بعض حصہ سائے میں ہو اور بعض دھوپ میں۔

(21)......بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ فَلَمْ يَجْلِسْ عَلَيْهَا

جس کو گاؤ تکیہ یا گدا بیٹھنے کے لیے پیش کیا جائے مگر وہ نہ لے

(۳۲۳۵)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْـنُ يُـوسُفَ، حَـدَّثَـنَـا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ......

عَـنْ أَبِـي قِـلابَةَ، أَخْبَرَنِي أَبُو الْمَلِيحِ، قَالَ: دَخَـلْـتُ مَعَ أَبِيكَ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَـحَـدَّثَـنَـا، أَنَّ رَسُـولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ ذُكِـرَ لَـهُ صَـوْمِـي، فَدَخَلَ عَلَيَّ، فَـأَلْـقَـيْـتُ لَـهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيفٌ، فَـجَـلَـسَ عَلَى الْأَرْضِ، وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِي وَبَيْنَهُ، فَقَالَ: ((أَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَـلَاثَةُ أَيَّامٍ؟)) قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((خَـمْسًـا)) قُـلْـتُ: يَـا رَسُـولَ اللّٰـهِ! قَالَ:

جناب ابوملیح (عامر بن زید رحمہ اللہ) نے خبر دی، انہوں نے ابو قلابہ کو خطاب کر کے کہا کہ میں تمہارے والد زید کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، انہوں نے ہم سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میرے روزے کا ذکر کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے آپ کے لیے چمڑے کا ایک گدا، جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، بچھا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بیٹھے اور گدا میرے اور آپ کے درمیان ویسا ہی پڑا رہا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''کیا تمہارے لیے ہر

(۳۲۳۵) أخرجه البخاري: ۵۷۲۵، ومسلم: ۲۲۱۰

((سَبْعًا)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((تِسْعًا)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قَالَ: ((إِحْدَى عَشْرَةَ)) ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ، شَطْرَ الدَّهْرِ، صُمْ يَوْمًا، وَأَفْطِرْ يَوْمًا۔))

مہینے میں تین دن کے روزے کافی نہیں؟'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!، آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر پانچ دن رکھا کر۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!، فرمایا: ''سات دن۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!، ''فرمایا:''نو دن۔'' میں عرض گزار ہوا: اے اللہ کے رسول!، فرمایا: ''گیارہ دن۔'' میں عرض کناں ہوا: اے اللہ کے رسول!، فرمایا: ''گیارہ دن۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول!، فرمایا: ''داؤد علیہ السلام کے روزے سے زیادہ کوئی روزہ نہیں ہے، زندگی کے نصف ایام، ایک دن کا روزہ اور ایک دن بغیر روزہ کے رہنا۔''

(22)......بَابُ التَّحَلُّقِ

مجلس میں قریب قریب ہو کر بیٹھنا

(٣٢٣٦)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى بْنِ الْفَضْلِ الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، عَنْ سُفْيَانَ هُوَ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الْمُسَيِّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ...... عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ جُلُوسٌ، فَقَالَ: ((مَا لِي أَرَاكُمْ عِزِينَ؟)) قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِي حَلَقًا۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے جبکہ آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم تشریف فرما تھے۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے کیا ہے؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم الگ الگ بیٹھے ہو۔'' جناب سفیان رحمہ اللہ نے وضاحت کرتے ہوئے کہا: یعنی الگ الگ ٹکڑیوں میں منقسم ہو کر بیٹھے ہو۔

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: نبی ﷺ مسجد میں تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مختلف حلقوں اور

(٣٢٣٦) أخرجه مسلم: ٤٣٠

گروہوں میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے دریافت کیا: ''کیا بات ہے کہ میں تمہیں جدا جدا بیٹھے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔'' (صحیح مسلم: ٤٣٠)

((عِـــزِیْن)) ''جدا جدا۔'' ایک مجلس میں بیٹھنے کی بجائے مختلف ٹکڑیوں اور گروہوں میں بٹ کر بیٹھنا۔ اس لفظ کا واحد (عِزۃ) ہے۔

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اگر کچھ افراد قرآن مجید کی تعلیم کے لیے علمی مذاکرہ اور مباحثہ کے لیے وعظ وارشاد کے سماع کے لیے حلقہ بنا کر بیٹھ جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ بیٹھنے کا انداز یوں ہونا چاہیے کہ ایک شخص دوسروں کے لیے اوٹ نہ بنے، ایسا نہ ہو کہ اس کے بیٹھنے سے دوسرے ساتھیوں کو استاد، خطیب وغیرہ کا چہرہ نظر نہ آئے۔ یا ایک طرف کے ساتھی دوسری طرف کے ساتھیوں سے چھپ جائیں۔ اگر مجلس میں دیگر افراد کے بیٹھنے کی گنجائش ہو تو مزید قریب قریب ہو کر دیگر رفقاء کے بیٹھنے کے لیے گنجائش نکالنی چاہیے۔ وگرنہ پیچھے بیٹھ جایا جائے۔ جس طرح نمازی حضرات ایک دوسرے کے پیچھے صفوں میں بیٹھ کر نماز کا انتظار کرتے ہیں۔

(23)......بَابُ كَرَاهِيَةِ الْجُلُوْسِ عَلَى الطُّرُقِ
راستوں پر بیٹھنے کی ممانعت

(٣٢٣٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوسَ بِالطُّرُقَاتِ)) فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا لَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيهَا، فَقَالَ: ((فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلا الْمَجْلِسَ، فَأَعْطُوا الطَّرِيقَ حَقَّهُ)) قَالُوا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيقِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الأَذَى، وَرَدُّ السَّلامِ، وَالأَمْرُ بِالْمَعْرُوفِ، وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی محترم ﷺ نے فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے بچو۔'' صحابہ کرام نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہماری یہ مجالس تو بہت ضروری ہیں، ہم وہیں روز مرہ کی گفتگو کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''اچھا! جب تم ان مجالس میں بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو راستے کا حق ادا کیا کرو۔'' صحابہ نے عرض کیا: راستے کا حق کیا ہے؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے نظر نیچی رکھنا، راہ گیروں کو

(٣٢٣٧) أخرجه البخاري: ٦٢٢٩، ومسلم: ٢١٢١

نہ ستانا، سلام کا جواب دینا، بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔“

(٣٢٣٨)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُظَفَّرِيُّ السَّرْخَسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ الْفَقِيهُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمُرَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَسَدٌ يَعْنِي ابْنَ مُوسَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا خَيْرَ فِي جُلُوسٍ فِي الطُّرُقَاتِ إِلا لِمَنْ هَدَى السَّبِيلَ، وَرَدَّ التَّحِيَّةَ، وَغَضَّ الْبَصَرَ، وَأَعَانَ عَلَى الْحُمُولَةِ۔)) وفي بعض الروايات: ((إِيَّاكُمْ وَالْقُعُودَ بِالصُّعُدَاتِ إِلا مَنْ أَدَّى حَقَّهَا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”راستوں پر بیٹھنے میں کوئی خیر کا پہلو نہیں، سوائے اس شخص کے جو راہ گزر کو راستہ بتائے، سلام کا جواب دے، نظریں جھکا کر رکھے اور سامان لادنے پر معاونت کرے۔“

تشریح: بعض روایات میں ہے: راستوں پر بیٹھنے سے گریز کرو، ماسوائے اس شخص کے جو راستے کے حقوق ادا کرے۔“

((صُعُدَات)) ”مٹی ڈال کر چلنے کے لیے ہموار کیا ہوا راستہ۔“ صَعِیْد مٹی کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع صُعُدٌ آتی ہے اور پھر جمع الجمع صُعُدات آتی ہے۔ جیسے طریق کی ایک جمع طُرُق اور دوسری جمع طُرُقات آتی ہے۔

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ آدمی کے لیے بہترین پناہ گاہ اس کا گھر ہے جہاں اس کی نظر محفوظ رہتی ہے۔ راستوں اور شاہراؤں کے کنارے بیٹھنے سے پرہیز کرو، اس طرح انسان غافل ہو کر لہو ولعب میں پڑ جاتا ہے۔

(24)......بَابُ تَشْمِيتِ الْعَاطِسِ وَكَيْفِيَّتِهِ

چھینکنے والے کو جواب دینا نیز اس کے آداب کا بیان

(٣٢٣٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ الْجُرْجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ حَمْزَةُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ السَّهْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ،

(٣٢٣٨) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٨١٦

(٣٢٣٩) أخرجه البخاري: ٦٢٢٦

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَسَدُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ، وَحَمِدَ اللّٰهَ، كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ، فَهُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَالَ: هَاهْ، ضَحِكَ الشَّيْطَانُ مِنْهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بے شک اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے تو ہر اس مسلمان کے لیے جو اسے سنے چھینک کا جواب دینا (یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا ضروری ہے۔لیکن جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔اس لیے جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو مقدور بھر اسے روکے کیونکہ جب تم میں سے کوئی جمائی لیتے ہوئے ہاہ ہاہ کہتا ہے تو شیطان ہنستا ہے۔“

تشریح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے: ((كَانَ حَقًّا عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ اَنْ يَّقُوْلَ له: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) ”ہر اس مسلمان کے لیے جو اسے سنے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہنا ضروری ہے۔

(صحیح، الادب المفرد: ۹۲۸، بیہقی: ۳۵۷۵)

اس حدیث مبارکہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ چھینکنے والا شخص باآوازِ بلند الحمد للہ کہے اور حاضرین سن کر یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہیں۔

((حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ)) سے مراد فرض کفایہ ہے۔حاضرین میں سے کسی ایک کا جواب دے دینا سب کی طرف سے کافی ہے۔امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: چھینک کے محبوب ہونے اور اس پر الحمد للہ کہنے نیز جمائی کے ناپسند اور مذموم ہونے کی حکمت کچھ یوں ہے کہ چھینک سے انسان کا دماغ ہلکا ہو جاتا ہے اور جسم راحت وسکون محسوس کرتا ہے اس لیے یہ پسندیدہ ہے اور اس پر اللہ کا شکر کرنا چاہیے۔اس کے برعکس جمائی بسیار خوری، کسل مندی اور ثقل و بوجھ کی علامت ہے، اس لیے اسے ناپسندیدہ کہا گیا ہے اور اسے روکنے کی تاکید کی گئی ہے۔منہ بند کر کے، یا منہ پر ہاتھ رکھ کر چھینکنے سے انسان چست ہو جاتا اور اس کے جسم میں نشاط کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے اور ایسی کیفیت اطاعت وقربات کی ادائیگی میں ممد و معاون ہوتی ہے۔جبکہ جمائی بوجھل اور بھاری پن پیدا کرتی ہے، اس لیے آدمی امور خیر سے پیچھے رہ جاتا ہے۔یہ بات تو واضح ہی ہے کہ محبت ونفرت کا دارو مدار نتائج وعواقب اور اسباب وعوامل پر ہوتا ہے۔جمائی کو شیطان کی طرف منسوب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اس سے شیطان خوش ہوتا ہے اور جب کوئی شخص جمائی لیتے ہوئے منہ کھول کر ”ھا“ کہتا ہے جو کہ سستی کی علامت ہے تو شیطان از حد مسرت محسوس کرتا ہے۔اس لیے جس کام سے شیطان خوش ہو، اس سے

اجتناب ضروری ہے۔ اسی لیے مشہور ہے کہ انبیائے کرام جمائی نہیں لیا کرتے۔

((اَلتَّشْمِيْت)) ''دعائے خیر دینا۔'' اس میں ہر ایک کے حق میں دعائے خیر کرنے اور احسان کے بدلے احسان کرنے کا سبق ہے جس سے باہم محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔ یہ لفظ شین اور سین دونوں طرح سے مذکور ہے لیکن ''شین'' کے ساتھ پڑھنا راجح ہے اور سین کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں معنی ہوگا: میانہ روی اختیار کرنا اور اچھا رویہ اپنانا۔

(۳۲۴۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ، أَخْبرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں کسی کو چھینک آئے تو اسے چاہیے کہ ((الْحَمْدُ لِلَّهِ)) کہے اور سننے والا اس کا بھائی یا اس کا ساتھی اس کے لیے ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) کہے، پھر چھینکنے والا ((يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔)) کہے۔''

(۳۲۴۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَخِيهِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا عَطَسَ الرَّجُلُ، فَلْيَقُلِ: الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ، وَلْيَقُلِ الَّذِي يُشَمِّتُهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، وَلْيَرُدَّ عَلَيْهِ: يَهْدِيكَ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكَ۔))

سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کوئی شخص چھینک مارے تو اسے چاہیے کہ ((الْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ)) ''ہر حال میں اللہ کی تعریف وحمد۔'' کہے، اور اسے دعائے خیر کہنے والا ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) کہے اور چھینکنے والا پھر جواباً کہے: ((يَهْدِيكَ اللّٰهُ، وَيُصْلِحُ بَالَكَ)) ''اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے اور تیرے حال کی اصلاح کرے۔''

تشریح: ابن نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو جب چھینک آتی اور انہیں (يَرْحَمُكَ اللّٰهُ) کہا

(۳۲۴۰) أخرجه البخاري: ٦٢٢٤

(۳۲۴۱) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٧٤١

جاتا تو جواب میں (يَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَإِيَّاكُمْ ، وَيَغْفِرُلَنَا وَلَكُمْ) ''اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے اوپر رحم فرمائے نیز ہمیں اور تمہیں معاف فرمادے۔'' کہتے۔(مؤطا امام مالك : ۱۸۰۰)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب کسی شخص کو چھینک آئے تو اسے چاہیے کہ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)) ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' کہے اور جواب دینے والا یوں دعا کرے: ((يَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) ''اللہ تجھ پر رحم کرے۔'' تو چھینکنے والا کہے: ((يَغْفِرُ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ)) ''اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں بخش دے۔'' (الادب المفرد للبخاری : ۳۸۹/۲)

جناب حسن بصری رحمہ اللہ کو چھنک آئی تو انھوں نے کہا: (اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ) ''ہر حال میں اللہ ہی کی مدح وستائش ہے۔'' لوگوں نے جواب میں کہا: (يَرْحَمُكَ اللّٰهُ) ''اللہ آپ پر رحم کرے۔'' تو حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: (يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ وَيُدْخِلُكُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَكُمْ) ''اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کی اصلاح فرمائے اور تمہیں اس جنت میں داخل کرے جس سے تمہیں شناسا کر دیا گیا ہے۔''

مروی ہے کہ ایک شخص نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چھینک لی اور اس نے کہا: ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)) ''سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔'' تو سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے ((وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ)) ''اور سلامتی ہو اللہ کے رسول پر۔'' کہہ کر مکمل بات کیوں نہ کی؟

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ممکن ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر دُرود وسلام کو مستحب جانا ہو جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ .... ''اور ہم نے تیرا ذکر بلند کیا۔'' (سورۂ انشراح:۴) کے ظاہر الفاظ کا تقاضا ہے۔ جناب مجاہد نے کہا: اس آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ جہاں میرے نام کا چرچا ہوگا وہاں تیرے نام کا بھی شہرہ ہوگا۔

فائدہ: آدمی کو ہر مسئلہ میں اتباع سنت سے سرمو نحراف نہیں کرنا چاہیے۔ چھینک کا جواب دیتے ہوئے بھی وہی الفاظ استعمال کرنے چاہئیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اقدس سے صادر شدہ ہیں۔ انھی میں خیر وبرکت اور بھلائی ہے۔(ع،س)

میں کہتا ہوں: چھینک کا جواب دینے والے کو دعائیہ کلمات کی ابتداء اپنے آپ سے نہیں بلکہ چھینکنے والے سے کرنی چاہیے اور اسے خصوصی طور پر دعائے خیر سے نوازنا چاہیے کیونکہ یہ ایک مسلمان کا دوسرا مسلمان پر حق ہے جس طرح سلام کرنے کا معاملہ ہے کہ سلام کرنے والا شخص سلام میں مخاطب ہی کے لیے سلامتی کی دعا کرتا ہے اپنے لیے نہیں۔ ہاں اگر کہیں کسی سے آمنا سامنا ہو جائے، یا خط کتابت کا سلسلہ جاری ہو یا کسی کی عدم موجودگی میں تذکرہ چل نکلے تو دعائے خیر کی ابتداء اپنے آپ سے کی جاسکتی ہے۔ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو دعا سے

نوازتے تو ابتداء اپنے آپ سے کرتے۔ آپ نے ایک روز یوں دعا فرمائی: ((یَرْحَمُنَا اللّٰهُ وَاَخَانَا مُوْسٰی)) ''اللہ تعالی ہمارے اوپر اور ہمارے بھائی موسی علیہ السلام پر رحم فرمائے۔'' (صحیح، ابو داود: ۳۹۸٤)

چھینکنے والا ((یَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) کہنے والے کو بطور دعا (یغفر الله لنا ولكم) کے الفاظ کے ساتھ دعا دے تو اس میں کوئی حرج والی بات نہیں۔

جناب حمید بن زنجویہ نے کہا: جب ایک شخص کو مجلس میں چھینک آئے یا اہل محفل کو سلام کرے تو کسی ایک شخص کا (یَرْحَمُكَ اللّٰهُ) کہنا یا سلام کا جواب دینا کافی ہے اور اس کا یہ عمل سارے احباب کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ البتہ فضیلت اور مزید ثواب کے مستحق وہی لوگ ہوں گے جنہوں نے چھینک اور سلام کا جواب دیا۔ اگر حاضرین مجلس میں سے کوئی بھی سلام کا جواب نہ دے اور چھینکنے والے کو ((یَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) نہ کہے تو سبھی لوگ گنہگار ہوں گے جیسا کہ نماز جنازہ کا معاملہ ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بہ تکلف چھینکتے اس امید پر کہ آپ ان کے لیے ((یَرْحَمُكَ اللّٰهُ)) کہیں گے۔لیکن آپ ان الفاظ کی بجائے: ((یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ)) ''اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہارے حال کی اصلاح فرمائے۔'' کہتے۔(صحیح، ابو داود: ۵۰۳۸، ترمذی: ۲۷۳۹)

امام شعبی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ جب یہودی چھینک لے کر اللہ کی حمد کہے تو اس کے جواب میں صرف ((یَهْدِیْكَ اللّٰهُ)) ''اللہ تجھے ہدایت دے۔'' کہنا چاہیے۔ اور جب مشرک شخص کو چھینک کا جواب دینا ہو تو جوابا ((هَدَاكَ اللّٰهُ)) ''اللہ تجھے ہدایت کی توفیق بخشے'' کہا جائے۔

جناب معمر رحمہ اللہ سے استفسار کیا گیا: کیا عورت کی چھینک کا جواب مرد دے سکتا ہے؟ تو انہوں نے کہا: جی ہاں، اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: عورت دوسری عورت کی چھینک کا جواب اور مرد کی چھینک کا جواب دے سکتی ہے۔

(25)......بَابُ تَرْكِ تَشْمِيْتِ مَنْ لَّمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ

چھینک آنے پر اللہ کی حمد نہ کرنے والے کو دعائے خیر نہ دی جائے

فائدہ: (تَشْمِیْت) کے معنی ہیں: خیر و برکت کی دعا کرنا۔ بعض کے نزدیک معنی ہیں: اللہ تعالی تجھے ایسی چیزوں سے دور رکھے جن سے تیرے دشمن خوش ہوں۔ مندرجہ بالا عنوان اور اس کی ذیل میں آنے والی احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ دعائے خیر کا مستحق وہی ہے جو سنت کے مطابق چھینک آنے پر الحمد للہ کہے ورنہ جواب دینے کی ضرورت نہیں، اگر اسے مسئلے کا علم نہیں تو اسے سمجھا دینا چاہیے۔ (ع،س)

(٣٢٤٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: عَطَسَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ، فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا، وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! شَمَّتَّ فُلَانًا، وَلَمْ تُشَمِّتْنِي، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَإِنَّكَ لَمْ تَحْمَدْ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی، آپ نے ایک کی چھینک کا جواب دیا لیکن دوسرے کی چھینک کا جواب نہ دیا، تو اس شخص نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! آپ نے فلاں کی چھینک کا تو جواب دیا ہے مگر میری چھینک کا جواب نہیں دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اس شخص نے الحمد اللہ کہا ہے اور تو نے اللہ کی حمد نہیں کی۔''

(٣٢٤٣)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ عَطَسَ عِنْدَهُ رَجُلَانِ، فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا، وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ، فَقَالَ: ((إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَإِنَّ هٰذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں نے چھینک ماری، آپ نے ایک کو دعائے خیر دی اور دوسرے کو نہ دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: ''بلاشبہ اس شخص نے اللہ کی حمد بیان کی ہے اور اس نے اللہ کی حمد بیان نہیں کی۔''

شرح: سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ((إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، فَشَمِّتُوهُ، فَإِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ، فَلَا تُشَمِّتُوهُ۔)) ......''جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ اس پر اللہ کی حمد کرے (الحمد للہ کہے) تو تم اس کے حق میں دعائے خیر کرو (یعنی يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہو) اور اگر اس نے اللہ کی حمد بیان نہیں کی تو تم بھی اس کو (يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کے ساتھ) جواب مت دو۔'' (صحيح مسلم: ٢٩٩٢)

میں کہتا ہوں (امام بغوی رحمہ اللہ) حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ چھینکنے والا اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نہ کہے تو وہ جواب کا

(٣٢٤٢) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٠٥٩، وابن ماجه: ٣٥١٠

(٣٢٤٣) أخرجه مسلم: ٢١٩٦

مستحق نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص نے امام اوزاعی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے چھینک ماری اور (الحمد لله) نہ کہا۔امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: جب چھینک آئے تو آپ ﷺ کیا کہا کرتے تھے؟ اس شخص نے کہا: میں (الحمد لله) کہتا ہوں۔تب انھوں نے (يَرْحَمُكَ اللّٰهُ) کہا۔امام اوزاعی رحمہ اللہ کے اس انداز سے مقصود اس شخص سے (الحمد لله) کہلوانا تھا تا کہ وہ دعائے خیر (يَرْحَمُكَ اللّٰهُ) کا حقدار ہو سکے۔

امام یحییٰ بن ابی کثیر اپنے بعض اساتذہ اور اکابر سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا: چھینک مارنے والے پر یہ شرعی حق ہے کہ وہ الحمد للّٰہ کہے اور بآوازِ بلند کہے تا کہ اردگرد بیٹھے ہوئے افراد سنیں اور سننے والوں پر یہ لازم ہے کہ وہ اس کا جواب دیں۔

جناب مکحول بیان کرتے ہیں: میں سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ مسجد کے دوسرے کنارے میں ایک شخص نے چھینک لی تو حضرت نے کہا: اگر تو نے اللہ کی حمد بیان کی ہے تو تیرے لیے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ۔

(الادب المفرد للبخاری: ٩٣٦)

امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب آپ کسی کو دیوار کے پیچھے سے چھینکتے ہوئے اور اللہ کی حمد بیان کرتے ہوئے سنیں تو اسے دعائے خیر دیں۔امام ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: جب آپ تنہائی میں تشریف فرما ہوں تو چھینک آنے پر اللہ کی حمد کریں پھر خود ہی کہیں: يَغْفِرُ اللّٰهُ لِيْ وَلَكُمْ ''اللہ تعالیٰ میری اور آپ کی مغفرت فرمائے۔'' تو گویا یہ سماعت کرنے والے مسلمانوں کی طرف سے دعائے خیر ہوگئی۔

(٣٢٤٤)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ......

حَدَّثَنِي إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ عَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، ثُمَّ عَطَسَ أُخْرَى، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الرَّجُلُ مَزْكُومٌ۔)) وَيُروى أنه قَالَ له فِي الثالثة: ((أَنْتَ مَزْكُومٌ۔))

جناب ایاس بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد گرامی سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نبی ﷺ سے سنا، ہوا یوں کہ ایک شخص نے آپ کے پاس چھینک ماری۔آپ نے اس کے لیے يَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہا، اتنے میں اس نے دوبارہ چھینک لی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شخص زکام والا ہے۔''

شرح: ترمذی کی ایک روایت میں مروی ہے کہ آپ نے تیسری مرتبہ اس کے لیے فرمایا تھا: ''تو زُکام والا

(٣٢٤٤) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٧٤٣

ہے۔'' (اور امام ترمذی نے اس روایت کو راجح قرار دیا، جس کے مطابق آپ ﷺ نے تیسری چھینک پر زکام والی بات ارشاد فرمائی۔)

ابن عجلان سعید مقبری سے اور وہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کبھی موقوف اور کبھی مرفوع بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلاثًا، فَمَا زَادَ، فَهُوَ زُكَامٌ۔)) ......''تین بار چھینک مارنے والے کا جواب دو اور اگر وہ تین بار سے زیادہ مرتبہ چھینک مارے تو وہ زکام کی کیفیت ہے۔'' (حسن، ابوداود: ٥٠٣٥)

اور یوں بھی مروی ہے: ((فَإِنْ شِئْتَ، فَشَمِّتْهُ، وَإِنْ شِئْتَ فَلا۔)) ......(تین بار سے زائد کی صورت میں) ''اگر تم چاہو جواب دو اور چاہو تو نہ دو۔'' (ضعیف، ابوداود: ٥٠٣٦، ترمذی: ٢٧٤٤)

جناب ابراہیم رحمہ اللہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جسے بوجہ زکام بار بار چھینک آتی ہے (کہ اس کے جواب کی کیا صورت ہونی چاہیے) تو انھوں نے کہا: میں تو تین بار جواب دیکر بس کر دیتا ہوں۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ امام مجاہد نے کہا: بار بار چھینک مارنے والے کی چھینک کا جواب، ہم تو ایک مرتبہ دیتے ہیں جیسے بار بار سجدہ تلاوت والی آیت کو پڑھنے والے شخص پر ایک ہی مرتبہ سجدہ کرنا لازم ہے، بار بار لازم نہیں۔

(٣٢٤٥)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحُرَيْشِ الْكِلابِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَزِيرِ الْوَاسِطِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ، عَنِ ابْنِ عَجْلانَ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَطَسَ، غَطَّى وَجْهَهُ بِثَوْبِهِ، أَوْ بِيَدِهِ، ثُمَّ غَضَّ بِهَا صَوْتَهُ۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ کو جب چھینک آتی تو اپنے چہرے کو کپڑا رکھ کر یا اپنے ہاتھ کے ذریعے چھپا لیتے اور اس کے ذریعے سے اپنی آواز کو ہلکا کرتے۔

شرح: جناب مجاہد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے ایک صاحبزادے کو چھینک آئی تو اس نے: أَبْ يا أَشْهَبْ کے الفاظ کہے، اس پر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: أَبْ يا أَشْهَبْ نہ کہو کیونکہ یہ شیطان کا نام ہے۔ (الادب المفرد للبخاری: ٩٣٧) جناب ابراہیم رحمہ اللہ نے کہا: ایک شیطان کا نام ''اھاب'' ہے۔ جس کو چھینک آئے وہ اپنی آواز کو پست کرنے کی کوشش کرے اور ''أهاب'' نہ کہے۔

فائدہ: چھینک مارتے وقت ممکن ہے زمانہ جاہلیت کے لوگ اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہوں جس طرح سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے نے کہے۔ ہم بھی چھینک یا کسی تکلیف کے وقت اوئے، ہوئے یا ہائے وائے وغیرہ کے

(٣٢٤٥) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٠٢٩، والترمذي: ٢٧٤٥

الفاظ اپنے منہ سے نکالنے سے گریز کریں۔ بالخصوص ایسے الفاظ اور جملے جن سے غیر اللہ کی دہائی کا پہلو نکلتا ہو اور شرک کی بُو آتی ہو ویسے سخت تکلیف میں ہائے وائے وغیرہ الفاظ نکالنے میں کوئی مضائقہ نہیں، ان کی بجائے اللہ کے ذکر پر مشتمل جملے زبان سے صادر ہوں تو کیا ہی بات ہے اور خاص طور پر وہ مقامات جہاں شرعی الفاظ سکھائے گئے ہیں جیسا کہ چھینک کے موقع پر الحمد للہ کہنا ہے۔تو ایسے مواقع پر اسی قسم کے الفاظ کا زبان سے صدور ہونا چاہیے۔کاش ! مسلمان اپنے دین کی ان سنہری تعلیمات پر عمل کریں۔(ع،س)

(26)......بَابُ التَّثَاؤُبِ

جمائی کے آداب

(٣٢٤٦)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ ، عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا تَثَائَبَ أَحَدُكُمْ ، فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلَى فِيهِ ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ مَعَ التَّثَاؤُبِ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آئے تو اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے، اس لیے کہ شیطان جمائی کے ساتھ اندر داخل ہو جاتا ہے۔“

شرح **فائدہ**: جمائی کے وقت منہ کو ہاتھ سے بند کر لینا چاہیے۔اسی طرح اس موقع پر آواز نکالنے سے بھی منع کیا گیا ہے۔اس سے بھی شیطان ہنستا اور خوش ہوتا ہے۔گویا شیطان کو ذلیل کرنے اور اسے ناکام بنانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اسلام تہذیب وشائستگی کی تعلیم دینے والا دین ہے اور دوسروں کے احساسات کے خیال کی تلقین کرنا ہے۔سبحان اللہ! کتنا عالی شان دین ہے اسلام!۔(ع،س)

جناب قتادہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:”سَبْعٌ مِنَ الشَّيْطَانِ: شِدَّةُ الْغَضَبِ ، وَشِدَّةُ الْعُطَاسِ ، وَشِدَّةُ التَّثَاؤُبِ ، وَالْقَيْءُ ، وَالرُّعَافُ ، وَالنَّجْوَى ، وَالنَّوْمُ عِنْدَ الذِّكْرِ۔“ ......سات چیزیں شیطان کی طرف سے ہیں: (۱) غصے کی شدت۔(۲) زور دار چھینک۔(۳) جمائیوں کی کثرت۔(۴) نکسیر پھوٹنا۔(۵) خلاف شرع سرگوشی کرنا۔(۶) قے کرنا۔(۷) ذکر کے وقت نیند کا غلبہ۔امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: جب مصحف کی تلاوت کرتے ہوئے آپ کو جمائی آئے تو قراءت سے رک جائیں تا آنکہ وہ ختم ہو جائے۔

(٣٢٤٦) أخرجه مسلم: ٢٩٩٥

(27)......بَابُ الضِّحْكِ

ہنسنے اور خندہ روئی کے آداب

(٣٢٤٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُسْتَجْمِعًا ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کھلکھلا کر ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا کہ میں آپ کے حلق کے کوّے کو دیکھ سکوں، آپ صرف مسکراتے تھے۔

(٣٢٤٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ هُوَ ابْنُ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسٍ هُوَ ابْنُ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: مَا حَجَبَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُذْ أَسْلَمْتُ، وَلا رَآنِي إِلا تَبَسَّمَ فِي وَجْهِي، وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّي أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِي صَدْرِي، وَقَالَ: ((اللَّهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا۔))

سیدنا جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب سے میں مسلمان ہوا ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے گھر آنے سے نہیں روکا اور جب بھی آپ مجھے دیکھتے تو میرے سامنے مسکرا دیتے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور دعا کی کہ اے اللہ! اسے اثبات عطا فرما اور اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ بنا دے۔

(٣٢٤٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، ......

(٣٢٤٧) أخرجه البخاري: ٦٠٩٢، ومسلم: ٨٩٩

(٣٢٤٨) أخرجه البخاري: ٦٠٨٩، ومسلم: ٢٤٧٥

(٣٢٤٩) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٦٤١

عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جناب عبیداللہ بن مغیرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ مسکراتے ہوئے کسی اور کو نہیں دیکھا۔

(۳۲۵۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ، قَالَ: كَانُوا يَجْلِسُونَ ، فَيَتَحَدَّثُونَ وَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ، فَيَضْحَكُونَ ، وَيَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ إِذَا ضَحِكُوا ، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہ باہم مل کر بیٹھتے، دورِ جاہلیت کے واقعات بیان کرتے اور ہنستے لیکن آپ علیہ السلام صرف مسکراتے تھے۔

شرح: سیدنا قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہنستے تھے؟ انہوں نے اثبات میں جواب دیا اور کہا کہ ان کے دلوں میں ایمان پہاڑ سے بھی زیادہ عظیم ہوتا تھا۔ بلال بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں نے انہیں پایا کہ وہ تیراندازی میں نشانوں پر تیراندازی کرتے ہوئے نشانوں کے درمیان دوڑا کرتے تھے اور آپس میں ہنستے کھیلتے تھے لیکن رات کے وقت عبادت گزار بن جاتے تھے۔

(۳۲۵۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا قَيْسٌ هُوَ ابْنُ الرَّبِيعِ الأَسَدِيُّ......

حَدَّثَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ ، قَالَ: قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَكُنْتَ تُجَالِسُ النَّبِيَّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ ، وَكَانَ أَصْحَابُهُ يَجْلِسُونَ فَيَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ ، وَيَذْكُرُونَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ ، فَيَضْحَكُونَ ، وَيَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ إِذَا ضَحِكُوا ، يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جناب سماک بن حرب کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مجلس جمتی تھی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین باہم مل کر بیٹھتے، اشعار پڑھتے اور دورِ جاہلیت کی باتیں یاد کر کر کے ہنستے تھے۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین مسکراتے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی مسکراتے تھے۔

(۳۲۵۰) أخرجه مسلم: ۲۳۲۲

(۳۲۵۱) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱۲۹۴ ، والترمذی: ۲۸۵۰ ، والنسائی: ۱۳۵۷

(28)......بَابُ صِفَةِ الْمَشْيِ وَكَرَاهِيَةِ التَّبَخْتُرِ

چلنے پھرنے کے آداب اور فاخرانہ چال کا ناپسندیدہ ہونا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ﴾ .... ''اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو۔'' (سورۂ لقمان:۱۹) اللہ عزوجل کا مزید ارشاد ہے: ﴿وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا﴾ .... ''اور زمین پر اترا کر نہ چل۔'' (سورۂ لقمان:۱۸) جناب یزید بن ابی حبیب نے اللہ کے فرمان: ﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ﴾ .... ''اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرو۔'' (سورۂ لقمان:۱۹) کے بارے میں کہا کہ اس سے مراد تیز چال ہے جو شرف ووقار کے خلاف ہو۔

(۳۲۵۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنِ الْمَسْعُودِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ مُسْلِمِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ......

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفِّيًا كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو قامت میں آگے کی طرف قدرے جھکاؤ ہوتا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ اونچائی سے نیچے کو اتر رہے ہیں۔

شرح: سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار کے وصف کے متعلق مروی ہے کہ آپ جب چلتے تو قوت سے آگے کو قدم اُٹھاتے۔'' (صحيح، شمائل ترمذی: ۱۱۶)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی کو تیز رفتار نہیں دیکھا۔

((تَكَفِّيًا)) ''آگے کی طرف جھک کر چلتے'' جیسے کشتی اپنی روانی میں آگے کی طرف قدرے دب کر چلتی ہے۔

((تـقـلّـع)) ''آپ مضبوطی سے قدم جما کر چلتے۔'' زمین سے اپنا قدم پوری قوت اور زور سے اُٹھاتے، ڈھیلے ڈھالے طریق سے قدم گھسیٹ کر نہیں چلتے تھے۔ جس طرح گھمنڈ میں مبتلا یا ناز ونعمت میں غرق لوگ چلتے ہوئے قریب قریب قدم رکھ کر چلتے ہیں۔

(۳۲۵۳)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ رَاشِدٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْهِنْدِ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

(۳۲۵۲) هذا حديث صحيح ......أخرجه الترمذي: ۳۶۳۷

(۳۲۵۳) صحيح ......أخرجه ابو الشيخ فى "اخلاق النبى صلى الله عليه وسلم": صـ ۹۹

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَشَى، مَشَى مَشْيًا مُجْتَمِعًا يُعْرَفُ أَنَّهُ لَيْسَ بِمَشْيِ عَاجِزٍ وَلَا كَسْلَانَ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو بدن سمیٹ کر قوت سے چلتے، آپ کی چال سے واضح ہوتا کہ یہ رفتار کسی درماندہ، تھکے ہوئے اور سستی کے مارے ہوئے شخص کی نہیں ہے۔

(۳۲۵۴)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَيْنَمَا رَجُلٌ يَتَبَخْتَرُ فِي بُرْدَيْنِ، وَقَدْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ، خُسِفَ بِهِ الْأَرْضُ، فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بنی اسرائیل میں ایک شخص ایک جوڑا پہن کر اکڑ کر اتراتا جا رہا تھا کہ اسے زمین میں دھنسا دیا گیا، اب وہ قیامت تک اس میں تڑپتا رہے گا یا دھنستا رہے گا۔''

شرح ((يَتَجَلْجَلُ فِيهَا)) ''زمین میں دھنسا جا رہا ہے۔'' (اَلْجَلْجَلَة) ''آواز نکالنے کے ساتھ ساتھ تڑپنا اور مضطرب ہونا۔'' (یہ قارون یا ھیزن فارس کا رہنے والا شخص تھا)

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ مِنَ الْخُيَلَاءِ مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ، وَمِنْهَا مَا يُحِبُّ اللّٰهُ، فَأَمَّا الَّتِي يُحِبُّ اللّٰهُ، فَاخْتِيَالُ الرَّجُلِ عِنْدَ الْقِتَالِ، وَاخْتِيَالِهِ عِنْدَ الصَّدَقَةِ، وَأَمَّا الَّتِي يُبْغِضُ اللّٰهُ، فَاخْتِيَالُهُ فِي الْبَغْيِ وَالْفَخْرِ۔)) ......''ایک فخر وہ ہے جسے اللہ ناپسند فرماتا ہے اور ایک وہ ہے جسے پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ فخر وہ ہے جو آدمی لڑائی کے وقت کرے یا صدقہ کرتے وقت اور ناپسندیدہ فخر وہ ہے جو سرکشی اور تکبر وغرور لیے ہوئے ہو۔'' (حسن، ابوداود: ۲۶۵۹، نسائی: ۲۵۵۷)

امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: صدقے کی ادائیگی کے وقت پسندیدہ فخر یہ ہے کہ خوب دل کھول کر صدقہ کرے۔ دل میں سخاوت کا جذبہ پوری طرح موجزن ہو بلکہ صدقے میں ایک دوسرے سے آگے بڑھے، کبھی کبھار دوسرے کو اپنے سے آگے بڑھنے کا چیلنج کرے۔ یاد رکھیے! اس سے ریاکاری یا وسائل پر فخر کرنا مراد نہیں کہ وہ تو گناہ کبیرہ ہے اور لڑائی کے وقت پسندیدہ فخر یہ ہے کہ اپنی قوت وجرأت کا اظہار کرے تاکہ کفار مرعوب ہوں۔ فخریہ اشعار پڑھنا بھی اس میں شامل ہے۔ ابوعبید نے کہا: لفظ اختیال کے لغوی معنی کبر وغرور کے پندار میں مبتلا ہونے اور لوگوں کو حقیر اور بے حیثیت جاننے

(۳۲۵۴) أخرجه البخاري: ۵۷۸۹، ومسلم: ۲۰۸۸

کے ہیں۔ دشمن کے مقابلے میں اختیال یہ ہے کہ اس کی ہیبت اور خوف اپنے اوپر طاری نہ کرے۔ معرکہ آرائی کے وقت اس کو خاطر میں نہ لائے اور اسے للکارے، ضرورت پڑنے پر اپنی قوم، خاندان اور قبیلے پر فخر بھی کیا جا سکتا ہے اور سب کچھ اس کے حق میں باعث اجر وثواب ہوگا۔ صدقہ کے وقت اختیال یہ ہے کہ وہ بہت زیادہ خرچ کر کے بھی قلیل سمجھے۔ صدقے کی لذت سے پوری طرح سرشار ہو اور امور خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔

ایک مرفوع حدیث کے الفاظ کچھ یوں ہیں: اللہ تعالیٰ بلند کردار واخلاق کو پسند کرتا اور سفلی اور نکمے کردار کو مبغوض اور قابل نفرت جانتا ہے۔

مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ تیز تیز چل رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ ایسی رفتار تکبرانہ اور غرور سے بہت بعید اور منزل مراد تک پہنچنے اور تکمیل حاجت سے جلد ہمکنار کر دینے والی ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے روکا ہے کہ کوئی مرد دو عورتوں کے درمیان چلے۔ (موضوع، ابوداود: ٥٢٧٣)

سیدنا ابو اسید انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے عورتوں سے کہا: ((لَيْسَ لَكُنَّ أَنْ تُحَقِّقْنَ الطَّرِيقَ، عَلَيْكُنَّ بِحَافَّاتِ الطَّرِيقِ۔)) ...... ''تمہارے لیے درست نہیں کہ تم راستے کے درمیان چلو بلکہ تم راستے کے کنارے پر چلو۔'' (حسن، ابوداود: ٥٢٧٢)

(تُحَقِّقْنَ الطَّرِيق) ''یعنی راستے پر سوار ہو کر نہ چلو یعنی گلی، سڑک یا شاہراہ کے بیچ رہ کر نہ چلو۔

(29)......بَابُ كَيْفِيَّةِ الْجُلُوسِ

بیٹھنے کی کیفیت کا بیان

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو دیکھا کہ آپ تکیہ پر بائیں ہاتھ کی ٹیک لگائے ہوئے تھے۔(صحیح، ابوداود: ٤١٤٣، ترمذی: ٢٧٧٠)

(٣٢٥٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ الشَّاشِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ جَدَّتَيْهِ......

عَنْ قَيْلَةَ بِنْتِ مَخْرَمَةَ، أَنَّهَا رَأَتْ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ، وَهُوَ قَاعِدٌ الْقُرْفُصَاءَ، قَالَتْ: فَلَمَّا رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ الْمُتَخَشِّعَ

سیدہ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں دیکھا کہ آپ گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے تھے، کہتی ہیں کہ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو خشوع

(٣٢٥٥) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٨٤٧

أُرْعِدْتُ مِنَ الْفَرَقِ۔ کی حالت میں دیکھا تو ڈر کی وجہ سے مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی۔

شرح (وضاحت:امام رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: راویٔ حدیث عبداللہ بن حسان یہ روایت دو راویوں سے بیان کرتے ہیں۔ ان کے نام صفیہ اور دُحیبہ تھے اور دونوں کے والد کا عُلَیبہ تھا۔ یہ دونوں سیدہ قیلہ بنت مخرمہ رضی اللہ عنہا کی پرورش میں تھیں اور سیدہ قیلہ رضی اللہ عنہا ان کے والد عُلیبہ کی رشتہ میں دادی لگتی تھیں۔

((الْقُرْفُصَاءَ)) ''گوٹھ مار کر بیٹھنا'' اس سے منع شدہ انداز میں گوٹھ مار کر بیٹھنا مراد نہیں جس سے ستر کھل جاتا اور انسان ننگا ہو جاتا ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ دونوں زانو کھڑے رہیں اور سرینوں پر بیٹھ کر ہاتھوں کو ٹانگوں کے گرد باندھ لے جیسے اکڑوں بیٹھ کر ٹانگوں کے گرد باندھ لیا جاتا ہے۔

(۳۲۵۶)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمَدِينِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ، عَنْ رُبَيْحِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ جَدِّهِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا جَلَسَ فِي الْمَجْلِسِ احْتَبَى بِيَدَيْهِ۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ گوٹھ مارتے تھے۔

(۳۲۵۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي غَالِبٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدَيْهِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کعبہ کے صحن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے دونوں ہاتھوں کے ساتھ گوٹھ مار کر بیٹھے ہوئے تھے۔

شرح سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی نماز سے فارغ ہوتے تو اسی جگہ چوکڑی مار کر بیٹھ جاتے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو کر خوب روشن ہو جاتا۔ (صحيح مسلم: ٦٧٠)

(۳۲۵٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٨٤٦

(۳۲۵۷) أخرجه البخاري: ٦٢٧٢

(30)......بَابُ كَيْفِيَّةِ النَّوْمِ

سونے کی کیفیت کا بیان

سیدنا براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اپنی خواب گاہ میں قرار پکڑتے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار کے نیچے رکھتے۔(شمائل ترمذی: ۲/ ۷۳، ورواہ البخاری عن حذیفۃ: ٦٣١٤)

جناب عباد بن تمیم اپنے چچا سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں چت لیٹے ہوا دیکھا۔ آپ نے اپنی ایک ٹانگ دوسری ٹانگ پر رکھی ہوئی تھی۔(صحیح بخاری: ٦٢٨٧، صحیح مسلم: ٢١٠٠)

(٣٢٥٨)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرِيرِيُّ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى شِقِّهِ الأَيْمَنِ، وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ، نَصَبَ ذِرَاعَهُ، وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ۔

سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں رات کے وقت آرام کرنے کے لیے اترتے تو اپنی دائیں جانب لیٹتے تھے اور جب فجر سے ذرا پہلے آرام کے لیے اترتے تو اپنی کلائی کو کھڑا کرتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھتے تھے۔

شرح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ پیٹ کے بل لیٹا ہوا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((إِنَّ هَذِهِ ضَجْعَةٌ لَا يُحِبُّهَا اللّٰهُ۔)) ......''لیٹنے کی یہ حالت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔'' (حسن، ترمذی: ٢٧٦٨)

جناب ایوب نے امام ابن سیرین رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا: آدمی کے لیے الٹا سونا سخت ناپسندیدہ ہے اور عورت کے لیے گدی کے بل یعنی چت لیٹنا۔مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((مَنْ بَاتَ عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ عَلَيْهِ حِجًى، فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ۔)) ......''جو شخص اپنے گھر کی چھت پر سوتا ہے جبکہ کناروں پر کوئی پردہ نہیں ہے،تو اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اُٹھ جاتا ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ٥٠٤١)

لفظ (حِجی)''حا'' کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ، دونوں طرح پڑھا گیا ہے۔دونوں معنوں کا حاصل چھت کے اوپر بنا ہوا پردہ اور منڈیر ہے، جس سے انسان بے خیالی میں گرنے سے بچ جاتا ہے۔''حا'' کے کسرہ کے ساتھ پڑھنے کی صورت میں یہ لفظ ''الحِجی'' عقل،شعور سے ماخوذ ہے۔عقل انسان کو برے کاموں اور ہلاکت وتباہی کا

(٣٢٥٨) أخرجه مسلم: ٦٨٣

سبب بننے والے امور سے روکتی ہے۔ اسی طرح چھت کے اوپر بنی ہوئی رکاوٹ انسان کو گرنے سے روکتی اور بچاتی ہے۔ یہ لفظ ''حا'' کے فتحہ کے ساتھ (الحجی) ''کنارہ اور گوشہ'' معنی ہوگا۔ (احجاء الشیء) ''کسی چیز کے گوشے اور کنارے۔'' مقصد یہ ہے کہ ایسی چھت جس کے کنارے محفوظ ہوں اور ہلاکت خیزی کا سبب نہ بنیں۔ ایک روایت میں ہے: ((من بات علی اجّار)) ''جو کوئی غیر محفوظ اور غیر ملفوف چھت پر سوتا ہے۔'' اس لفظ کی جمع (اجاجیر) اور (اُجاجرہ) ہے۔ اس لفظ کو پڑھنے کا ایک انداز "الانجار" بھی ہے۔ جیسا کہ آغاز نبوت کے تذکرہ پر مبنی ایک روایت میں ہے: ((فتلقی الناس رسول الله ﷺ فی السوق وعلی الاناجیر)) ''لوگ آپ سے بازار میں اور مکانوں کی چھتوں پر ملاقات کرتے۔'' (اسناده صحيح على شرط مسلم، مسند احمد: ٣)

(31)......بَابُ تَحْسِينِ الْأَسْمَاءِ

عمدہ نام رکھنے کا بیان

(٣٢٥٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي زَكَرِيَّاءَ......

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَسْمَائِكُمْ وَأَسْمَاءِ آبَائِكُمْ، فَأَحْسِنُوا أَسْمَائَكُمْ۔))

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تم قیامت کے دن اپنے اور اپنے باپ کے نام کے ساتھ بُلائے جاؤ گے لہٰذا تم خوبصورت نام رکھو۔''

(٣٢٦٠)۔ حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ عِصَامٍ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا بَعَثْتُمْ إِلَيَّ رَسُولًا، فَابْعَثُوهُ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الاسْمِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میری طرف ایسے شخص کو قاصد بھیجو جو خوش شکل اور اچھے نام والا ہو۔''

شرح: درج حدیث سے یہی مفہوم ثابت ہوتا ہے:

عبداللہ بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا أَبْرَدْتُمْ إِلَيَّ بَرِيدًا

(٣٢٥٩) ضعيف ......أخرجه ابو داود: ٤٩٤٨

(٣٢٦٠) ضعيف ......أخرجه ابو الشيخ فی "اخلاق النبی ﷺ": ١/ ٢٧٤

فَابْعَثُوْهُ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الْإِسْمِ۔)) ......''جب تم میری طرف کوئی پیغام رساں بھیجو تو خوبصورت چہرے اور خوبصورت نام والے آدمی کو بھیجا کرو۔'' (مسند بزار: صـ ۲۴۲، صحیحه: ۴۰۳۴)

قانونِ فطرت ہے کہ خوش ہیئت، خوش رو، خوش لباس، خوش اخلاق اور اچھے نام والے انسان سے ملاقات کر کے طبعی مسرت محسوس ہوتی ہے اور ایسی شخصیت کے بارے میں یہی حسنِ ظن ہوتا ہے کہ وہ کسی پریشانی کا باعث نہیں بنے گی، بلکہ اس کی مجلس یا اس کا پیغام خوش آئند اور مسرت رساں ہوگا۔ ایسی صفات سے متصف آدمی کوئی پیغام لے کر آ رہا ہو تو اس کے بارے میں یہی حسنِ ظن قائم کیا جا سکتا ہے کہ یہ کسی فتح کا مژدہ سنائے گا یا کسی اور خوشکن خبر کا سبب بنے گا۔ یہی معاملہ نبی کریم ﷺ کا تھا کہ آپ کو نیک شگون اور اچھی فال پسند تھی۔

(32)......بَابُ التَّسْمِيَةِ بِاسْمِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ علیہم السلام

نبیٔ کریم ﷺ اور دیگر انبیائے کرام کے ناموں پر نام رکھنا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آج رات میرے ہاں بیٹے کی پیدائش ہوئی تو میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھ دیا ہے۔'' (صحیح، ابوداود: ۳۱۲۶)

(۳۲۶۱)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: لَمَّا قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُونِي، فَقَالُوا: إِنَّكُمْ تَقْرَئُونَ: يَا أُخْتَ هَارُونَ، وَمُوسَى قَبْلَ عِيسَى بِكَذَا وَكَذَا؟ فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، سَأَلْتُهُ عَنْ ذٰلِكَ؟ فَقَالَ: ((إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمَّوْنَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ۔))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں نجران میں آیا تو وہاں کے لوگوں (عیسائیوں) نے مجھ پر اعتراض کیا کہ تم سورۂ مریم میں پڑھتے ہو: ﴿يَآ أُخْتَ هَارُوْنَ﴾ .... ''اے ہارون کی بہن!'' (سورۂ مریم:۲۸) سیدہ مریم کو ہارون علیہ السلام کی بہن کہا گیا ہے حالانکہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیّدنا عیسیٰ علیہ السلام سے اتنی مدت پہلے تھے (اور سیدنا ہارون علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے پھر سیدہ مریم رضی اللہ عنہا ہارون علیہ السلام کی بہن کیونکر ہوسکتی ہے) جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا: بنی اسرائیل کی عادت تھی کہ

(۳۲۶۱) أخرجه مسلم: ۲۱۳۵

انبیاء کرام علیہم السلام اور فوت شدہ نیک بزرگوں کے نام پر نام رکھتے تھے۔''

شرح: بعض حضرات کا کہنا ہے: ﴿یَآ اُخْتَ هَارُوْنَ﴾ .... ''تقویٰ و پاکیزگی، زہد وورع، خیر وصلاح اور عبادت میں حضرت ہارون علیہ السلام کی طرح انہیں سمجھتے ہوئے، انہیں مثلیت اور مشابہت میں اختِ ھارون کہا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ہارون سیدہ مریم علیہا السلام کا کوئی عینی یا علاتی بھائی ہو۔

(٣٢٦٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، بِبَغْدَادَ سَنَةَ ثَمَانٍ وَسِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ أَيُّوبَ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میرا نام رکھ سکتے ہو لیکن میری کنیت مت رکھو۔''

(٣٢٦٣)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مِلَاسٍ النُّمَيْرِيُّ، سَنَةَ سِتٍّ وَسِتِّينَ وَمِائَتَيْنِ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ......

قَالَ: قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: نَادَى رَجُلٌ بِالْبَقِيعِ: يَا أَبَا الْقَاسِمِ!، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَمْ أَعْنِكَ، إِنَّمَا عَنَيْتُ فُلَانًا۔ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مقام بقیع پر ابو القاسم کہہ کر پکارا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی جانب التفات فرمایا، اس نے وضاحت کی: اے اللہ کے رسول! میرے بلاوے کے مقصود آپ نہیں بلکہ فلاں شخص ہے۔ (اس کی کنیت بھی ابو القاسم ہوگی) تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میرا نام رکھ سکتے ہو، لیکن کنیت نہ رکھو۔''

شرح: ایک روایت میں ہے: ((تسموا باسمی ولا تکتنوا بکنیتی)) کے الفاظ مروی ہیں۔ معنی ایک ہی ہے۔

(٣٢٦٢) أخرجه البخاري: ٦١٨٨، ومسلم: ٢١٣٤

(٣٢٦٣) أخرجه البخاري: ٢١٢٠، ٣٥٣٧، ومسلم: ٢١٣١

(٣٢٦٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((سَمُّوا بِاسْمِي وَلا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي، فَإِنَّمَا جُعِلْتُ قَاسِمًا أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام رکھو اور میری کنیت نہ رکھو، بلا شبہ مجھے قاسم بنایا گیا ہے، میں تم میں (علم اور غنیمت کو) تقسیم کر رہا ہوں۔''

شرح: امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم وفضل کا اس مسئلے میں اختلاف ہے کہ کیا نبی ﷺ کی کنیت رکھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ بعض حضرات کا موقف ہے کہ جائز نہیں اور حدیث مبارکہ کے ظاہری الفاظ اسی بات کا تقاضا کرتے ہیں۔ اس موقف کے قائلین جناب حسن بصری رحمہ اللہ، ابن سیرین رحمہ اللہ اور طاؤس رحمہ اللہ ہیں۔ جناب ابن عون کا کہنا ہے کہ میں نے محمد سے پوچھا کہ ایک شخص کا نام تو محمد نہ ہو لیکن اس کی کنیت نبی ﷺ والی یعنی ابو القاسم ہو تو کیا یہ ناپسندیدہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ زبید نے کہا: ہم اپنے بچوں کی کنیت ابو القاسم رکھ دیتے تھے، امام شافعی رحمہ اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ کسی کے لیے ابوالقاسم کنیت رکھنا جائز نہیں۔ خواہ اس کا نام محمد ہو یا نہ۔ امام رحمہ اللہ نے کہا: یہ بات دل لگتی ہے۔ بعض اہل علم نے نبی ﷺ کے نام پر نام اور کنیت ایک ساتھ رکھنے کو ناپسند کیا ہے۔ ہاں اگر کسی شخص کا نام محمد یا احمد نہ ہو تو اس کے لیے ابو القاسم کنیت رکھ لینا جائز ہے۔ ان کی دلیل نبی ﷺ سے مروی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرے اور یوں پکارا جائے ''محمد ابوالقاسم''۔ (حسن صحیح، ترمذی: ٢٨٤١)

اور سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَسَمَّى بِاسْمِي، فَلا يَكْتَنِي بِكُنْيَتِي، وَمَنِ اكْتَنَى بِكُنْيَتِي، فَلا يَتَسَمَّى بِاسْمِي۔)) ......''جب تم میرا نام رکھو تو میری کنیت نہ رکھو اور جب تم میری کنیت رکھو تو میرا نام نہ رکھو۔'' (منکر، ابوداود: ٤٩٦٦) محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ اپنے والد سیّدنا علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ بتائیں اگر آپ کے بعد میرے ہاں لڑکا پیدا ہو تو کیا میں اس کا نام آپ کے نام جیسا اور اس کی کنیت آپ کی رکھ لوں؟ آپ ﷺ نے اجازت دی اور یہ رخصت صرف میرے لیے تھی۔

اہل علم کی ایک جماعت نے آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز قرار دیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ آپ کی زندگی میں جائز نہیں تھا تا کہ بلاتے وقت اشتباہ لازم نہ آئے چونکہ وفات کے بعد یہ خطرہ نہیں رہا لہٰذا آپ کے نام اور کنیت کو جمع کرنا جائز ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ کا یہی موقف ہے۔ محمد بن حنفیہ، محمد بن جعفر بن ابی طالب، محمد بن سعد بن ابی وقاص، محمد بن ابوبکر صدیق، محمد بن اشعث اور محمد بن حاطب رحمہم اللہ میں سے ہر بزرگ کا نام ''محمد'' اور کنیت ''ابوالقاسم'' ہی تھی۔

(٣٢٦٤) أخرجه البخاري: ٣١١٤، ومسلم: ٢١٣٣

میں کہتا ہوں مطلق ممانعت والی روایات زیادہ صحیح ہیں۔ واللہ اعلم

فائدہ: حیاتِ نبی میں کسی کو ابوالقاسم کہہ کر پکارنا اشتباہ کا باعث تھا کیونکہ ابوالقاسم خود آپ ﷺ کی کنیت تھی لہٰذا آپ نے ہر کسی کو ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا تاکہ شبہ نہ پڑھے، آپ ﷺ کے بعد علماء نے یہ کنیت رکھنا جائز رکھا ہے۔(ع،س)

(٣٢٦٥)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ......

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ ، سَمِعَ جَابِرًا ، يَقُولُ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلامٌ ، فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ ، فَقُلْنَا: لا نُكَنِّيكَ أَبَا الْقَاسِمِ ، وَلا نُنْعِمُ عَيْنًا ، فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لَهُ ، فَقَالَ: ((سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمَنِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک صاحب کے یہاں بچہ پیدا ہوا تو انہوں نے اس کا نام قاسم رکھا۔ ہم نے ان سے کہا کہ ہم تم کو ابوالقاسم کہہ کر نہیں پکاریں گے (کیونکہ ابو القاسم آپ ﷺ کی کنیت تھی) اور نہ ہم تمہاری عزت کے لیے ایسا کریں گے۔ ان صاحب نے اس کی خبر نبی ﷺ کو دی تو آپ نے فرمایا: ''اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ لو۔''

تشریح: (لا نُنْعِمُ عَيْنًا) یہ الفاظ اس طرح بھی مروی ہیں: (لا نُنْعِمُكَ عَيْنًا) دونوں الفاظ کے معانی ایک ہی ہیں اور وہ ہیں کہ ہم آپ کی تکریم نہیں کریں گے اور نہ اس کنیت کے ساتھ پکار کر آپ کی عزت میں اضافہ کریں گے۔ اہل عرب شرف اور لوگوں میں مقبولیت کے اظہار کے لیے: (نُعِمَ وَنُعْمَةُ عَيْنٍ) کے الفاظ بولتے ہیں۔ ''نون کے ضمہ کے ساتھ۔'' باقی رہا (النَّعْمَة) ''نون کے فتحہ کے ساتھ'' تو اس کا معنیٰ ''ناز ونعمت میں ہونا'' اور (النِّعمة) ''نون کے کسرہ کے ساتھ'' اس سے مراد مولیٰ کریم کے اپنے بندے پر انعام واحسانات ہیں۔ عربی ضرب المثل ہے: (كَمْ مِنْ ذِي نِعْمَةٍ لا نَعْمَةَ لَهُ) ''کتنے ہی ایسے صاحبانِ نعمت ہیں کہ جنہیں ان سے فائدہ حاصل کرنا نصیب نہیں ہوتا۔''

(٣٢٦٦)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ زِيَادٍ وَهُوَ الْمُلَقَّبُ بسبلان ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ ، وَأَخِيهِ عَبْدِ اللّٰهِ ، يُحَدِّثَانِ ، عَنْ نَافِعٍ......

(٣٢٦٥) أخرجه البخاري: ٦١٨٦ ، ومسلم: ٢١٣٣

(٣٢٦٦) أخرجه مسلم: ٢١٣٢

عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَحَبَّ أَسْمَائِكُمْ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلا شبہ ناموں میں سے اللہ کے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔''

شرح سیدنا ابو وہب جُشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((تَسَـمَّـوْا بِـاسْـمِ الأَنْبِيَـاءِ، وَأَحَـبُّ الأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ عَبْدُ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ، وَأَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ، وَأَقْبَـحُهَـا حَرْبٌ وَمُرَّةُ۔)) ......''انبیائے کرام کے نام رکھو، اللہ کے نزدیک سب ناموں سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں اور سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے اور سب سے زیادہ قبیح نام (حرب) ''لڑائی'' اور (مُرّة) ''کڑوا'' ہے۔ (ابوداود: ٤٩٥٠، نسائی: ٣٥٦٧، صحیح دون قوله "تسموا باسماء الانبیاء" وهذه الجملة ضعيفة)

حارث اور ہمام ناموں کے سچے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نام اپنے معنی کے ساتھ خوب مطابقت رکھتے ہیں۔ حارث کا معنی ''کمانے والا'' ہے تو ایک مومن انسان اپنی ساری زندگی حلال روزی کی طلب، عمل صالح کی تڑپ اور جنت کے حصول میں گزار دیتا ہے۔ گویا مومن کی پوری زندگی محنت وکوشش، تگ ودو اور جُہد مسلسل سے عبارت ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ﴾ ....''جس کا ارادہ آخرت کی کھیتی کا ہو ہم اسے اس کی کھیتی میں ترقی دیں گے۔'' (سورۂ شوریٰ:٢٠)

اور ''ہمام'' کا معنی ہے ارادہ کرنا یا فکرمند ہونا۔ ایک مومن شخص ہر وقت ارادہ خیر رکھتا ہے اور اس کی پوری زندگی بچوں کی اصلاح، لوگوں کی درستی اور اپنی عُقبیٰ کی فکرمندی میں گزر جاتی ہے۔ وہ ایک غم سے نجات پاتا ہے تو دوسرے میں غلطاں وپیچاں ہو جاتا ہے۔

حرب اور مُرہ ناگوار اور ناپسندیدہ نام اس لیے ہیں کہ لفظ حرب (لڑائی) قتل وغارت، ویرانی، چیخ وپکار اور غم واندوہ پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے پاکیزہ نفوس اس سے وحشت محسوس کرتے ہیں۔ یہی حال لفظ مُرہ کا ہے کہ جس کا لغوی معنی ہی کڑوا اور تُرش ہونا ہے۔ اس نام میں بھی کوئی جاذبیت نہیں بلکہ کراہت اور نکارت کا پہلو پایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مروی ہے کہ آپ فال حسن (نیک شگون) اور عمدہ نام کو پسند فرماتے تھے۔

(٣٢٦٧)۔أَخْبَـرَنَـا الإِمَـامُ أَبُـو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، حَـدَّثَـنَـا أَحْـمَـدُ بْـنُ إِسْحَـاقَ الصَّيْدَلانِيُّ، سَنَةَ ثَلاثٍ وَثَلاثِينَ وَثَلاثِمِائَةٍ، حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ

(٣٢٦٧) اسناده صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٦٤٠٤

أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي الْهَيْثَمِ الْعَطَّارِ......

حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ، قَالَ: سَمَّانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوسُفَ، وَأَقْعَدَنِي فِي حِجْرِهِ، وَمَسَحَ عَلَى رَأْسِي۔

یوسف بن عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں کہ میرا نام رسول اللہ ﷺ نے رکھا تھا، آپ نے مجھے اپنی گود میں بٹھایا تھا اور میرے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا تھا۔

شرح مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ انبیاء اور فرشتوں کے ناموں پر نام رکھنا ناپسند جانتے تھے۔ دراصل ان کی ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ پھر اس نام والے شخص کو کوئی لعنت کرے گا، یا اس کا نام لے کر گالی یا بدعا دے گا یا پھر اس کا نام بگاڑے گا اور تحقیر آمیز انداز میں اس کا ذکر کرے گا تو ایسا کرنا نامناسب ہے اور یہ بالواسطہ ان بزرگوں کی توہین ہے جن کے مقدس ناموں پر نام رکھے گئے ہیں۔ جناب ابو العالیہ الریاحی نے کہا: تم بہت برا کرتے ہو کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں پر اپنے بچوں کا نام رکھ لیتے ہو پھر انہیں ملامت کرتے ہو۔ جناب حمید بن زنجویہ کا کہنا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے نام رکھ لینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ ان کے نام رکھنا مستحب ہے۔ البتہ اس نام کے حامل شخص کو لعنت کرنا اور عدم موجودگی کی صورت میں نام لے کر بدعا کرنا ناشائستہ حرکت اور نامناسب ہے۔ سامنے موجود ہونے کی صورت میں نام نہ لیا جائے البتہ مخاطب کا صیغہ استعمال کیا جائے مثلاً ''اللہ تیرے ساتھ یہ کرے۔''

حمید بن زنجویہ کا کہنا ہے کہ فرشتوں کے ناموں پر نام رکھنا مثلاً کسی شخص کا نام جبریل یا میکائیل رکھ دیا جائے تو یہ ناپسندیدہ ہے کیونکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اس چیز کو مکروہ جانتے تھے اور تاریخ اسلام میں کسی صحابی یا تابعی کے متعلق یہ بات نہیں آتی کہ ان میں سے کسی نے اپنے بچے کا نام فرشتوں کے نام پر رکھا ہو۔

(33)......بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْأَسْمَاءِ

ناپسندیدہ نام کون سے ہیں؟

(٣٢٦٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَخْنَى الْأَسْمَاءِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّى مَلِكَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''روزِ قیامت اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین نام اس شخص کا ہوگا جو ''ملک الاملاک'' اپنا نام رکھے گا۔''

(٣٢٦٨) أخرجه البخاري: ٦٢٠٦، ومسلم: ٢١٤٣

الأَمْلاكِ۔)) وَقَالَ سُفْيَانُ: عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، أَخْنَعُ الأَسْمَاءِ قَالَ سُفْيَانُ: مِثْلُ شَاهِانْشَاه۔

جناب ابوسفیان رحمہ اللہ نے ابوزناد سے (اَخْنٰی) کی بجائے (اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ) کے الفاظ نقل کیے ہیں۔ امام ابوسفیان رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ (مَلِكُ الْاَمْلَاكِ) کا مفہوم ''شاہانِ شاہ'' ہے۔ جناب سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے ((اِنَّ اَخْنَعَ الْاَسْمَاءِ)) کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

شرح: ((اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ)) ''تمام ناموں سے زیادہ ذلیل اور حقیر نام۔'' ((الخُنُوْع)) کے لغوی معنی ''ذلت ومسکنت'' کے ہیں۔ معاشرے میں بے توقیر اور کمینے شخص کو بزبان عربی (اَلْخَانِعُ) کہتے ہیں تو پھر ((اَخْنَی الْاَسْمَاءِ)) کا معنی ہوا: بدترین، حددرجہ قبیح اور بہت ہی گندہ نام۔ بعض روایات میں یوں بھی مروی ہے: ((اَخْنَعُ الْاَسْمَاءِ اَنْ یَّتَسَمَّی الرَّجُلُ بِاسْمِ مَلِكِ الْاَمْلَاكِ)) ''تباہ اور قتل کر دینے والے ناموں میں سے ہے کہ کوئی شخص ''بادشاہوں کا بادشاہ'' کہلوائے۔ (النخع) ''قتل کرنا، تباہ کرنا۔'' کے معنی میں مستعمل ہے۔

بعض کے نزدیک اس حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی شخص اپنا نام اللہ کے ناموں پر رکھ لے مثلاً اپنے آپ کو ''الرحمٰن، العزیز، الجبار'' وغیرہ کہلوانے لگ جائے۔ یہ بات بھی اس حدیث کے ذیل میں آسکتی ہے لیکن سفیان رحمہ اللہ کی بات زیادہ مناسب اور دل لگتی ہے۔

فائدہ: درحقیقت شہنشاہ پروردگار ہے۔ بندے شہنشاہ نہیں ہو سکتے جو لوگ اپنے کو شہنشاہ کہلاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نہایت حقیر ہیں۔ اس دنیا میں آنے والے بڑے بڑے لوگ سب پیوند خاک ہو کر نابود ہو گئے۔ سدا بادشاہی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ جیسا کہ فرمان ذی شان ہے: ﴿وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ﴾ .... (ع،س)

(۳۲۶۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَغْيَظُ رَجُلٍ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَخْبَثُهُ، وَأَغْيَظُهُ عَلَيْهِ رَجُلٌ كَانَ يُسَمَّى مَلِكَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ناراضی کے لائق اور برا نام اس شخص کا ہے جس کو شہنشاہ کہہ کر پکارا جاتا ہے جبکہ شہنشاہ تو اللہ ہے۔''

(۳۲۶۹) أخرجه البخاري: ۶۲۰۵، مسلم: ۲۱۴۳

الأَمْلاكِ ، لا مَلِكَ إِلا اللّٰهُ۔))

(٣٢٧٠)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ ، أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ ، حَدَّثَنَا عَوْفٌ ، عَنْ خِلاسِ بْنِ عَمْرٍو......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ قَتَلَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ، وَاشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ يُسَمَّى مَلِكَ الأَمْلاكِ لا مَلِكَ إِلا اللّٰهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا اس شخص پر انتہائی غضب نازل ہوا جسے اللہ کے رسول نے قتل کیا اور اللہ کی ناراضی اس شخص پر بھی بڑی شدید ہوتی ہے جو شہنشاہ کہلواتا ہے جبکہ شہنشاہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہے۔''

شرح سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے بچے کا نام یسار، رباح، نجیح اور افلح نہ رکھو، اس لیے کہ تم کہو گے: کیا فلاں یہاں ہے؟ وہ نہیں ہوگا تو کہنے والا کہے گا: وہ (یسار) نہیں ہے۔'' (صحيح مسلم: ٢١٣٧)

میں کہتا ہوں: لوگ خوشنما نام رکھنے کے چکر میں ہوتے ہیں۔ انوکھا، نرالا، خوبصورت اور مختصر نام رکھنا ان کے پیش نگاہ ہوتا ہے لیکن بسا اوقات بلانے اور مدعو کرنے میں وہی نام الٹ مطلب دے جاتا ہے۔ مثلا ایک لڑکے کا نام (یَسَار) ''آسانی'' یا (نَجِیْح) ''کامیابی'' ہو اور پوچھنے والا پوچھے کہ یسار یا نجیح وہاں ہے؟ وہ نہیں ہوگا تو کہنے والا کہے گا: یسار نہیں ہے، یا نجیح نہیں ہے۔ تو اس طرح معاملہ بالکل برعکس ہو جاتا ہے اور نیک فال، بدفالی میں بدل جاتی ہے اور آسانی اور کامیابی کی نفی کا مطلب ہے کہ اب یہاں مشکل ہی مشکل اور ناکامیاں ہی ناکامیاں ہیں۔ اس وجہ سے آپ علیہ السلام نے منع فرما دیا کہ اس طرح مطلب الٹ نکلتا ہے اور خیر کی بجائے نا اُمیدی کی فضا قائم ہو جاتی ہے۔

حمید بن زنجویہ نے کہا: اگر کوئی شخص ناموں کی بنا پر مبتلائے آزمائش ہو اور وہ ان ناموں کے بداثرات اپنے اوپر یا اپنے گھر کے کسی فرد پر محسوس کرے تو ایسے ناموں کو بدل دینا چاہیے۔ اگر وہ نہیں بدلتا تو کم ازکم بلانے کی صورت میں یا کسی کے متعلق پوچھنے کی صورت میں حسنِ ادب کا پاس ولحاظ رکھا جائے، مثلاً اگر پوچھا جائے کہ کیا یہاں یسار یا برکت موجود ہے؟ تو جواباً یوں کہا جائے: یہاں سب برکت ہی برکت اور آسانی ہی آسانی ہے۔ بہرحال آپ جس کے متعلق پوچھ رہے ہیں وہ یہاں سے جا چکا ہے۔ یا آپ جس کی بابت پوچھ رہے ہیں وہ آیا ہی چاہتا ہے اور یوں نہ کہے: یسار یہاں نہیں اور برکت جا چکا ہے۔

(٣٢٧٠) أخرجه البخاري: ٤٠٧٣ ، ومسلم: ١٧٩٣

اسی طرح کا معاملہ ان ناموں کا ہے جو شرعی لحاظ سے اچھے نہیں۔ اگر اس نام کے حامل شخص کے متعلق دریافت کیا جائے تو صرف اسی قدر کہا جائے کہ وہ یہاں موجود نہیں یا وہ ابھی ابھی چلا گیا ہے یعنی جملہ بولتے ہوئے نام کا ذکر نہ کیا جائے۔ اسی طرح اگر کسی کا نام عبد، حامد، مسلم، مبارک، میمون ہو یا کسی خاتون کا نام سلامہ، عافیہ، میمونہ وغیرہ ہو تو جواب دہی کی صورت میں احتیاط برتی جائے۔ اگر کوئی ان ناموں کے حامل شخص یا عورت کی بابت پوچھتا ہے تو جواب دیتے ہوئے یہ پیرایہ کلام اختیار کیا جائے کہ ہم سب ہی عبداللہ یا اللہ کی حمد بیان کرنے والے یا ہم سبھی مسلمان ہیں یا ہم تمام ہی بابرکت اور میمون ہیں۔ بہرحال جس کی بابت آپ دریافت کر رہے ہیں وہ صاحب جا چکے ہیں۔ خواتین بھی یوں ہی کہیں کہ سب عافیت کی خواہاں یا سلامتی کی جستجو رکھنے والی یا میمونات ہیں لیکن جس کے متعلق آپ پوچھ رہے ہیں وہ کب کی جا چکی ہے۔

جناب عبدالرحمٰن بن ابی نُعیم نے کہا: ''مُـرّة'' نام رکھنا ناپسندیدہ ہے۔ اسی طرح ''ابـو مُـرّة'' کنیت رکھنا بھی مکروہ ہے۔ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے: ''سب سے زیادہ برے نام حرب اور مُرّہ ہیں۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ یَـعْلٰی ، بَرَكَة ، يَسَار ، نَافِع جیسے ناموں سے منع کروں بعدازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم منع کرنے سے خاموش رہے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض کر لی گئی اور آپ نے اس سے منع نہیں کیا۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اس قسم کے نام رکھنے سے منع کرنے کا ارادہ ہوا پھر انہوں نے بھی ترک کر دیا۔ بعض علمائے کرام ''مالک'' اور ''حارث'' نام رکھنے کو بھی اچھا نہیں جانتے کیونکہ مالک جہنم کے داروغوں کے سردار کا نام ہے اور حارث ابلیس کا نام ہے۔ جناب عطاء رحمہ اللہ نے کہا: مجھے یہی بات پہنچی ہے۔ جبکہ ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ سب سے سچا نام حارث اور ہمام ہے۔'' یاد رہے کہ ''ولید'' نام رکھنے کی ممانعت بھی مروی ہے۔

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک عجمی سردار کے نام خط تحریر کرنا چاہا تو جب اس کے نام کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ اس کا نام ''جوان بہ'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: ''جوان بہ'' کیا نام ہوا؟ حاضرین مجلس نے بتایا اس نام کا معنی ہے ''عمدہ جوان''۔ اس پر انھوں نے کہا: (شَـرُّ الْفِتْيَان) ''بدترین جوان'' کی طرف مکتوب لکھو۔ اور فرمانے لگے: شاید ان لوگوں کے نام کچھ ایسے ہیں کہ ہمارے لیے ان ناموں سے بلانا موزوں نہیں۔

بعض علماء کا کہنا ہے کہ ہر وہ نام جس میں تکبر اور بڑائی کی بو محسوس ہو اس کا رکھنا جائز نہیں'' نیز جس نام میں تزکیہ اور طہارت کا پہلو پایا جائے اس کے رکھنے سے بھی اجتناب برتا جائے۔ مثلاً ''مردان بہ'' اور ''مردانشاہ'' وغیرہ۔ اسی طرح خواتین کے نام مثلاً دختا نشاہ'' یا ''شاہ زنان'' وغیرہ۔

(34)......بَابُ تَغْيِيرِ الْأَسْمَاءِ

نام تبدیل کر دینا

(٣٢٧١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي أَبُو سَهْلٍ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ: ((مَا اسْمُكَ؟)) قَالَ: حَزْنٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ)) فَقَالَ: لا أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيهِ أَبِي، قَالَ ابْنُ الْمُسَيِّبِ: فَمَا زَالَتْ فِينَا حُزُونَةٌ بَعْدُ۔

جناب سعید بن میسّب رحمہ اللہ اپنے والدمحترم سے اور وہ ان کے دادا (حزن) رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ان سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا: (حَزَنْ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلکہ تو سھل 'آسانی والا' ہے۔'' اس نے کہا: میں اپنا وہ نام ہرگز تبدیل نہیں کروں گا جو میرے والد نے رکھا ہے۔ ابن مسیّب رحمہ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیشہ ہم میں پریشانی ہی رہی۔

(٣٢٧٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيلَ: تُزَكِّي نَفْسَهَا، فَسَمَّاهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((زَيْنَبَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المؤمنین سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا نام ''برّہ'' تھا، کہا جانے لگا کہ وہ اپنی پاکی کا اظہار کرتی ہیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام زینب رکھ دیا۔

شرح: سیدہ زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرا نام ''برّہ'' تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام زینب رکھ دیا۔ بیان کرتی ہیں کہ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا جب بیوی بن کر آپ کے پاس آئیں تو ان کا نام بھی ''برّہ'' تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام بدل کر زینب رکھ دیا۔ (صحيح مسلم: ٢١٤٢)

فائدہ: لفظ ''برّہ'' کا معنی ہے بہت نیکوکار۔ اس لفظ میں خود پسندی اور ستائش کی جھلک آتی تھی۔ اس لیے آپ

(٣٢٧١) أخرجه البخاري: ٦١٩٠

(٣٢٧٢) أخرجه البخاري: ٦١٩٢، ومسلم: ٢١٤١

نے دونوں امہات المومنین رضی اللہ عنہا کے نام بدل دیے۔ لفظِ زینب کا لغوی معنی ''موٹے جسم والی عورت'' ہے۔ (ع،س)

جناب مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کا نام ''برّہ'' تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام میمونہ رکھ دیا۔

(۳۲۷۳)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ مَوْلَى آلِ طَلْحَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَتْ جُوَيْرِيَةُ اسْمُهَا بَرَّةُ، فَحَوَّلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْمَهَا جُوَيْرِيَةَ، وَكَانَ يَكْرَهُ أَنْ يُقَالَ: خَرَجَ مِنْ عِنْدِ بَرَّةَ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام المومنین سیدہ جویریہ کا نام ''برّہ'' تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام جویریہ رکھ دیا۔ دراصل آپ کو پسند نہ تھا کہ کہا جائے آپ ''برّہ'' یعنی نیکوکار کے پاس سے نکلے ہیں۔

شرح: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی کا نام ''عاصیہ'' تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ''جمیلہ'' رکھ دیا۔ (صحیح مسلم: ۲۱۳۹)

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک شخص کا نام اسود (سیاہ) تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابیض (سفید) رکھ دیا۔ سیدنا اُسامہ بن اخدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا نام ''اصرم'' تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: ''تیرا نام کیا ہے؟'' اس نے بتایا ''اصرم'' ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلکہ تو ''زُرعہ'' ہے۔

(صحیح، ابوداود: ٤٩٥٤)

امام بغوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ''اصرم'' عربی زبان میں کٹے ہوئے کو کہتے ہیں اس لیے اس کو قبیح قرار دیا ہے اور اس کے بدلے ''زرعہ'' نام رکھا۔ جس کے معنی کھیتی، اُگنے بڑھنے اور پیداوار ہونے کے ہیں۔

امام ابوداود رحمہ اللہ نے کہا: ''وَغير النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْم الْعَاصِ وعزيزا وعتلة وشيطانا وَالْحكم وغرابا وحبابا وشهابا، فَسَماهُ هشاما، وسمى حَرْبًا سلما، وسمى المضطجع المنبعث، وَأَرْض تسمى عفرة سَمَّاهَا خضرَة، وَشعب الضَّلَالَة سماهم بني الرشد، وسمى بني مغواة بني رشد۔'' ...... نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عاص، عزیز، عتلہ، شیطان، حکم، غراب، حباب اور شہاب کے نام بدلے ہیں اور شہاب کا نام ہشام رکھا اور حرب کا سِلم اور مضطجع کا منبعث رکھا۔ ایک علاقے کا نام عفرہ سے بدل کر خضرہ کر دیا، شعب الضلالہ کا شعب الھدیٰ اور بنومغویہ کا بنو رِشدہ کر دیا۔

(۳۲۷۳) أخرجه مسلم: ٢١٤٠

امام ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا ناموں کے معانی یہ ہیں۔ ''عاص: نافرمانی کرنے والا اور قبول نہ کرنے والا۔ ''عزیز'' عزت اور غلبے والا، یہ اللہ عزوجل کا صفاتی نام ہے۔ ''عتلہ'' سخت طبیعت۔ ''حکم'' عمدہ فیصلے کرنے والا، یہ بھی اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ ''غراب'' کوے کو کہتے ہیں اور اس میں دوری اور فراق کے معنی بھی ہیں۔ کوّا نجاستیں بھی کھاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حل وحرم میں اس کا قتل جائز رکھا ہے۔ ''حباب'' شیطان کا نام ہے یا سانپ کا یا اس کی ایک قسم بھی ہے۔ مروی ہے ''بلاشبہ حباب شیطان کا نام ہے۔'' شہاب'' آگ کے شعلے کو کہتے ہیں اور آگ اللہ تعالیٰ کی سزا ہے۔ ''عفرہ'' بنجر زمین کو کہتے ہیں۔ آپ نے نیک شگون کے طور پر اس علاقے کا نام ''خضرہ'' سرسبز وشاداب زمین رکھ دیا۔

فائدہ: دیگر ناموں کی تشریح کچھ اس طرح سے ہے۔ (سلم) ''سلامتی وصلح والا''۔ (مضطجع) ''لیٹنے اور سونے والا''۔ (منبعث) ''جاگنے اور اُٹھنے والا''۔ (شعب الضلاله) ''تھکا دینے والی گھاٹی''۔ (شعب الهدی) ''سیدھی راہ والی گھاٹی''۔ (بنو الزنیه) ''بدکاروں کی اولاد''۔ (بنو الرِشده) ''ہدایت یافتہ لوگوں کی اولاد''۔ (بنو مغویه) ''گمراہوں کی اولاد''۔ (ع،س)

سیدنا ہانی بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب وہ اپنی قوم کا وفد لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو سنا، وہ اسے ''ابوالحکم'' کی کنیت سے پکارتے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَكَمُ، وَإِلَيْهِ الْحَكَمُ، فَمَا لَكَ مِنَ الْوَلَدِ؟)) ...... ''حکم (فیصلہ کرنے والا) صرف اللہ ہی ہے اور تمام فیصلے اسی کی طرف ہیں۔ تیرے بیٹے کون ہیں؟'' میں نے کہا: شریح، سلم، عبداللہ۔ آپ نے پوچھا: ((فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ؟)) ...... ''ان میں سے بڑا کون ہے؟'' میں نے کہا: شریح۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ۔)) ...... ''تم ابوشریح ہو۔'' (صحیح، ابوداود: ٤٩٥٥، نسائی: ٥٤٠٢)

میں کہتا ہوں: بہتر یہ ہے کہ انسان اپنے بڑے بیٹے کے نام پر کنیت رکھے۔ اگر بیٹے نہ ہوں تو بڑی بیٹی کے نام پر کنیت رکھ لے۔ اسی طرح خواتین کا معاملہ ہے۔ انہیں بھی اپنے بڑے بیٹے کے نام پر کنیت رکھنی چاہیے۔ اگر بیٹے نہ ہوں تو بڑی بیٹی کے نام پر کنیت رکھی جائے۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا نام ہند تھا۔ سلمہ تو ان کے بیٹے کا نام تھا جس کے نام پر ان کی کنیت ام سلمہ تھی۔ اسی طرح سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا نام رملہ تھا اور کنیت ام حبیبہ تھی۔ مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: حکم نام مت رکھو اور نہ ابوالحکم کنیت رکھو، کیونکہ عمدہ فیصلے کرنے والی ذات صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ایک فرزند کی کنیت ''ابوعیسیٰ'' تھی تو انھوں نے اس کنیت سے منع کر دیا اور کہا: سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا باپ نہیں تھا۔

ابن سیرین کہتے ہیں: كَانَ اسْمُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ فِي الْجَاهِلِيَّةِ عَبْدَ الْكَعْبَةِ، فَسَمَّاهُ النَّبِيُّ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ الرَّحْمَن ......سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نام زمانہ جاہلیت میں عبدالکعبہ (کعبہ کا بندہ) تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا۔ (مرسل، مصنف عبد الرزاق : ١٩٨٦٣)

(٣٢٧٤)۔أَخْبَرَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ مَنْدَةَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُغَيِّرُ الاسْمَ الْقَبِيحَ إِلَى الاسْمِ الْحَسَنِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بُرے نام کو اچھے نام سے بدل دیا کرتے تھے۔

شرح وَرُوِيَ عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُغَيِّرُ الاسْمَ الْقَبِيحَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برے نام کو تبدیل کر دیا کرتے تھے۔

(صحیح، ترمذی: ٢٨٣٩)

(٣٢٧٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ، حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ وُلِدَ، فَوَضَعَهُ عَلَى فَخِذِهِ، وَأَبُو أُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَيْءٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمَرَ أَبُو أُسَيْدٍ بِابْنِهِ، فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((أَيْنَ الصَّبِيُّ؟)) فَقَالَ أَبُو أُسَيْدٍ: قَلَبْنَاهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ: ((مَا اسْمُهُ؟)) قَالَ: فُلَانٌ قَالَ: ((لَكِنِ اسْمُهُ

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب منذر بن ابی اُسید رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا۔ آپ علیہ السلام نے بچے کو اپنی ران پر رکھ لیا۔ ابواُسید رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں جو سامنے تھی مصروف ہوگئے (اور بچے کی طرف سے توجہ ہٹ گئی) ابواُسید رضی اللہ عنہ نے بچے کے متعلق حکم دیا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران سے اُٹھا لیا گیا۔ پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم متوجہ ہوئے تو فرمایا: ''بچہ کہاں ہے؟'' ابو اُسید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم نے اسے گھر بھیج دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اس کا نام کیا

(٣٢٧٤) حديث صحيح ......أخرجه ابو الشيخ في "اخلاق النبي ﷺ": صـ ٢٧٣

(٣٢٧٥) أخرجه البخاري: ٦١٩١، ومسلم: ٢١٤٩

الْمُنْذِرُ۔)) فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ۔

ہے؟۔'' عرض کیا فلاں نام ہے۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''بلکہ اس کا نام منذر ہے۔'' چنانچہ اسی دن آپ ﷺ نے ان کا نام منذر رکھا تھا۔

شرح: ''مُنْذِر'' کا معنی ہے گنہگاروں کو عذاب الٰہی سے ڈرانے والا۔امام شعبی رحمہ اللہ جناب مسروق سے بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: مسروق کس کے بیٹے ہو؟ میں نے کہا: مسروق بن اجدع۔تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اجدع'' تو شیطان کا نام ہے،تم مسروق بن عبدالرحمٰن ہو۔

(35)......بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّغِيْرِ قَبْلَ أَنْ يُّوْلَدَ لَهُ

بچے کی کنیت صاحب اولاد ہونے سے پہلے رکھنا

(۳۲۷۶)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُو التَّيَّاحِ......

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيُخَالِطُنَا حَتَّى يَقُولَ لِأَخٍ لِي صَغِيرٍ: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ ہم سے گھل مل جاتے تھے حتی کہ آپ میرے چھوٹے بھائی سے کہتے: ((یا ابا عمیر فا فعل النغیر؟)) ''اے ابوعمیر! تیرے ممولے کا کیا بنا؟''

شرح: **فائدہ**: آپ نے اس بچے کی کنیت ''ابوعمیر'' رکھ دی حالانکہ وہ خود بچہ تھا اور چڑیوں کے ساتھ کھیلنے میں مصروف رہتا تھا جس طرح بچوں کی عام عادت ہوتی ہے اور عمیر اس کا کوئی بیٹا نہ تھا اس طرح پہلے ہی سے بچے کی کنیت رکھ دینا عربوں کا عام دستور تھا۔(ع،س)

(۳۲۷۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي أَبَا طَلْحَةَ كَثِيرًا، قَالَ: فَجَاءَ يَوْمًا، وَقَدْ مَاتَ نُغَيْرٌ لِابْنِهِ، فَوَجَدَهُ حَزِينًا،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اکثر وبیشتر ملنے کے لیے تشریف لاتے، انہوں نے بیان کیا کہ ایک دن آپ ﷺ تشریف لائے

(۳۲۷۶) أخرجه البخاري: ۶۱۲۹، ۶۲۰۳، ومسلم: ۲۱۵۰

(۳۲۷۷) انظر الحديث السابق

فَسَأَلَهُمْ عَنْهُ ، فَأَخْبَرَهُ ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟))

تو ابوطلحہ کے بیٹے کا ممولا مر چکا تھا اور وہ (ابوعمیر) سخت رنجیدہ تھا۔آپ نے گھر والوں سے اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے پوری بات بیان کردی تو نبی ﷺ نے اس سے فرمایا: ((يَا أَبَا عُمَيْرٍ مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟)) ...... ''اے ابوعمیر! تیرے ممولے کو کیا ہوا۔''

شرح: ((النُّغَير)) لفظِ (نُغر) کی تصغیر ہے۔ایک چھوٹی سی چڑیا کو کہتے ہیں۔اس کی جمع (النغران) آتی ہے۔اس حدیث مبارکہ میں بہت سارے فوائد ہیں۔

(۱) حرم مدینہ سے شکار کر لینا درست ہے بخلاف حرم مکہ کے کہ وہاں شکار کرنا جائز نہیں۔

(۲) بچوں کو کھیلنے کے لیے پرندے فراہم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں،لیکن اس بات کا دھیان رہے کہ وہ ان کو تکلیف نہ دیں۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ میرے چھوٹے بھائی کا ایک ممولا تھا جس سے وہ کھیلا کرتا تھا پھر وہ فوت ہوگیا۔(یلعب) کا مطلب ہے کھیلنا کودنا،کبھی اس کو ڈربے میں بند کر دینا،کبھی باہر نکال دینا،گاہے ہاتھ میں لیے پھرنا اور گاہے اس کے اچھلنے کودنے کا نظارہ کرتے رہنا وغیرہ۔

(۳) بغیر تکلف کے سجع بندی درست ہے۔

(۴) بچوں سے خوش طبعی کرنا جائز اور مباح ہے البتہ غیر اخلاقی اور معصیت والے انداز سے بچنا ضروری ہے۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے خوش طبعی اور ہنسی مذاق کر لیتے ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنِّي لَا أَقُولُ إِلَّا حَقًّا۔)) ......''میں ایسی صورت میں بھی صحیح اور درست بات ہی کہتا ہوں۔'' (صحیح، ترمذی: ۱۹۹۰)

(۵) مصغر الفاظ،بطور نام رکھنا جائز ہیں جیسے عُمیر ، نُعیم وغیرہ۔

(۶) چھوٹے بچوں کی کنیت رکھنا جائز ہے اور یہ چیز جھوٹ کی ذیل میں نہیں آتی۔ جناب انس بن سیرین رحمہ اللہ کہتے ہیں: جب میری ولادت ہوئی تو مجھے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو انہوں نے اپنے نام پر میرا نام اور اپنی کنیت پر میری کنیت رکھی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جناب علقمہ رحمہ اللہ کی کنیت ابوشبل رکھی تھی حالانکہ ابھی تک ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی۔

(۳۲۷۸)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُلُّ نِسَائِكَ لَهَا كُنْيَةٌ غَيْرِي، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اكْتَنِي أَنْتِ بِأُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ۔)) فَكَانَ يُقَالُ لَهَا: أُمُّ عَبْدِ اللّٰهِ حَتَّى مَاتَتْ، وَلَمْ تَلِدْ قَطُّ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرے علاوہ آپ کی ہر بیوی کی کنیت ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو تم ام عبداللہ کنیت رکھ لو۔'' پھر انہیں فوت ہونے تک ام عبداللہ کی کنیت سے پکارا جاتا رہا حالانکہ ان کے ہاں اولاد نہیں ہوئی۔

شرح: مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''تو تم اپنے بیٹے عبداللہ بن زبیر کے نام سے کنیت رکھ لو۔'' چنانچہ انہیں ام عبداللہ کی کنیت سے پکارا جاتا تھا۔

عورتوں کے لیے بھی جائز ہے کہ کنیت اختیار کرلیں، خواہ اولاد ہو یا نہ ہو۔ اپنے کسی بھانجے کی نسبت سے کنیت اختیار کی جاسکتی ہے کیونکہ حدیث میں خالہ کو ماں بھی کہا گیا ہے۔ اگر بھانجا بھی نہ ہو تو کسی بھتیجے کے نام کی نسبت سے کنیت اختیار کرلے کیونکہ پھوپھی بھی ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک مرد بھی اپنے کسی بھتیجے کے نام سے کنیت اختیار کرسکتا ہے، اگر اس کی صلبی اولاد نہ ہو کیونکہ چچا بھی بمنزلہ باپ ہوتا ہے۔ اگر اس کے اور اس کے کسی بھائی کے ہاں اولاد نہ ہو تو پھر کسی بھانجے کی نسبت سے کنیت اختیار کی جاسکتی ہے کیونکہ وہ ان کا ماموں ہے۔ اگر نسبی اعتبار سے بالکل کوئی اولاد نہ ہو تو پھر اوپر بتائی ہوئی تفصیل کے مطابق رضاعی رشتوں کے لحاظ سے کنیت رکھی جاسکتی ہے۔

(36)......بَابُ لَا يَقُولُ الْعَبْدُ لِمَالِكِهِ رَبِّي وَلَا الْمَالِكُ عَبْدِي

غلام اپنے آقا کو (رَبِّیْ) ''میرے رب'' کہہ کر نہ پکارے اور نہ مالک اپنے نوکر کو (عَبْدِیْ) ''میرے بندے'' کہہ کر بلائے

(۳۲۷۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

(۳۲۷۸) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٩٧٠، وابن ماجه: ٣٧٣٩

(۳۲۷۹) أخرجه البخاري: ٢٥٥٢، ومسلم: ٢٢٤٩

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: اسْقِ رَبَّكَ، أَطْعِمْ رَبَّكَ، وَضِّءْ رَبَّكَ، وَلا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: رَبِّي، وَلْيَقُلْ: سَيِّدِي وَمَوْلَايَ، وَلا يَقُلْ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي، أَمَتِي، وَلْيَقُلْ: فَتَايَ، وَفَتَاتِي، وَغُلامِي۔))

جناب ہمام بن منبہ نے کہا: یہ وہ حدیث مبارکہ ہے جو ہمیں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کی، انہوں نے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے: اپنے رب (آقا) کو پانی پلا، اپنے رب کو کھانا کھلا، اپنے رب کو پانی پلا۔ اسی طرح کوئی شخص ''میرے رب'' کا لفظ استعمال نہ کرے بلکہ صرف میرے سردار اور میرے آقا کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ اسی طرح کوئی شخص یہ نہ کہے: میرا بندہ، میری بندی بلکہ یوں کہنا چاہیے: میرا نوکر، میری نوکرانی، میرا غلام۔''

(۳۲۸۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا يَعْلَى، عَنِ الأَعْمَشِ، أَرَاهُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي، فَإِنَّ كُلَّكُمْ عَبْدٌ، وَلْيَقُلْ: فَتَايَ، وَلا يَقُولَنَّ: رَبِّي، فَإِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ، وَلْيَقُلْ: سَيِّدِي۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی کو یہ نہ کہے کہ ''یہ میرا بندہ ہے'' بلاشبہ تم سب اللہ کے بندے ہو۔ بلکہ اسے چاہیے کہ یوں کہے: ''میرا لڑکا''۔ اور غلام بھی اپنے آقا کو ہرگز رب نہ کہے۔ یقیناً تمہارا رب اللہ ہے۔ البتہ ''میرے آقا'' کہے۔''

تشریح: ایک سند میں ((فَإِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ)) کے الفاظ نہیں ہیں۔

جناب وکیع اور ابومعاویہ نے امام اعمش رحمہ اللہ سے ((وَلا يَقُلِ الْعَبْدُ لِسَيِّدِهِ: مَوْلَايَ)) ''اور غلام اپنے آقا کو ''میرے مولا'' نہ کہے۔'' کے الفاظ بیان کیے ہیں اور اکیلے ابومعاویہ نے: ((فَإِنَّ مَوْلَاكُمُ اللّٰهُ)) ''تمہارا مولا صرف اللہ ہے۔'' کے الفاظ بیان کیے ہیں۔ اس قسم کے الفاظ جن کا اطلاق اللہ رب العزت کے لیے ہوتا ہے نیز جن کا استعمال توحید خالص کے تقاضوں کے منافی ہے، مثلاً کسی نوکر کا اپنے مالک کو ''میرے رب'' کہہ کر بلانا یا کسی کا نوکر کو کہنا: ''اپنے رب کو پانی پلا'' ان الفاظ کا استعمال اس لیے منع ہے کہ ان سے شرک کی بُو آتی ہے۔ ایک انسان غلام ہو خواہ آزاد ہر

(۳۲۸۰) انظر الحدیث السابق

دوصورت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے میں دونوں برابر ہیں کسی کو امتیاز حاصل نہیں۔ البتہ حیوانات اور جمادات کا معاملہ الگ ہے کیونکہ وہ شرعی عبادت کے پابند نہیں۔ لہٰذا ان میں کسی کے مالک پر لفظِ رب بولا جا سکتا ہے۔

رہا لفظ رب کا استعمال اضافت کے ساتھ، تو مضاف ہونے کی صورت میں اس کا طلاق اللہ کے غیر پر بھی ہوسکتا ہے۔ مثلاً مالک مکان کو "رب الدار" کہنا۔ چوپائے یا کپڑے کے مالک کو "رَبُّ الدَّابَّةِ" اور "رَبُّ الثَّوْبِ" کہنا ممنوع نہیں۔ اسی طرح اگر غلام اپنے آقا کو "میرے آقا اور میرے مولا" کہہ کر بلائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ یہاں لفظِ سید مالک کے معنی میں ہے کہ جس کے ہاتھ میں اس کی باگ ڈور ہے اور وہ اس کے جمیع معاملات کا ذمہ دار ہے اور جس کا وہ زرخرید ہے۔ اسی معنی کی رو رعایت سے خاوند کو عربی میں "سیّد" کہہ دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ﴾ .... "اور دروازے کے پاس ہی عورت کا شوہر دونوں کو مل گیا۔" (سورۂ یوسف:۲۵) نیز نبی ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا تھا: ((اِنَّ ابْنِي هٰذَا سَيِّدٌ وَسَيُصْلِحُ اللّٰهُ بِهٖ بَيْنَ فِئَتَيْنِ عَظِيْمَتَيْنِ)) "میرا یہ بیٹا سردار ہے، اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے سے دو بڑے گروہوں میں صلح کروائے گا۔" (صحیح بخاری: ۲۷۰٤)

واقعی جس موقع پر جب دونوں مسلمان لشکر بالمقابل کھڑے تھے اور وسیع پیمانے پر کشت وخون کا امکان تھا تو سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی حسن تدبیر، بصیرت افروز نظر، حکیمانہ انداز اور بے مثال تحمل نے کام کر دکھایا اور مسلمانوں کو ایک خوفناک جنگ سے بچا دیا اگر چہ اس موقع پر حضرت خلافت کا استحقاق زیادہ رکھتے تھے۔

لفظِ مَوْلیٰ کے تو کلام عرب میں بہت سارے معانی ہیں مثلاً دوست، مددگار، چچا کا بیٹا، حلیف، آزاد کنندہ وغیرہ۔ اس لفظ کا مادہ اشتقاق (ولایة) ہے جس کا معنی کسی معاملے کا سرپرست ہونا اور اس کی اصلاح ودرستی کا ذمہ دار ہونا ہے۔ تو لغوی معنی کو سامنے رکھتے ہوئے یہ لفظ کسی غلام کے مالک اور کنیز کے آقا کے لیے بول دینا کچھ ممنوع نہیں ہے۔ ایک روایت میں اس کی ممانعت بھی مذکور ہے کہ غلام "میرے مولا" کا لفظ نہ کہے اور اسی طرح آقا "میرے بندے" کا لفظ استعمال نہ کرے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ان الفاظ سے عبودیت اور آقائیت جھلکتی ہے۔ مجازی طور پر گو ان کا اطلاق کسی پر بھی ہوسکتا ہے مگر حقیقی طور پر قطعاً نہیں۔ پھر مجازی طور پر کسی پر یہ لفظ بولے جائیں تو شرک کا شائبہ سا برابر لگا رہتا ہے جبکہ انسان اپنی پیدائش کے اعتبار سے صرف اللہ ہی کا بندہ ہے اور اسی کے اوامر ونواہی کے ماننے کا مکلّف اور پابند ہے۔

لفظِ (عبدی) "میرے بندے" میں کمال درجے کی عبودیت پائی جاتی ہے، بڑائی اور تکبر کی بالکلیہ نفی ہوتی ہے، عاجزی، انکساری اور ذلت ومسکنت کا خوب خوب اظہار ہوتا ہے۔ اس لیے کسی انسان کے لائق نہیں کہ وہ اپنے ہی کسی بنی جنس کے متعلق کہے: "فلاں میرا بندہ ہے۔" حالانکہ جیسا یہ محتاج وفقیر ہے ویسا ہی وہ ہے۔ البتہ اسے (فتای) "میرے لڑکے" کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔ کسی انسان کا دوسرے انسان کی گردن کا مالک ہونا بھی حادثاتی طور پر

ہوتا ہے اور اس میں مولائے کریم کی طرف سے کئی امتحانات اور آزمائشیں ہوتی ہیں۔ کیونکہ حقیقت میں تو سبھی آزاد اور احرار پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً﴾ .... ''اور ہم نے تم میں سے ہر ایک کو دوسرے کی آزمائش کا ذریعہ بنا دیا۔'' (سورۂ فرقان: ۲۰) امتحان وابتلا کے اسی تسلسل کی بنا پر بعض انبیائے کرام بھی غلامی کی زد میں آ گئے مثلاً سیدنا یوسف علیہ السلام غلامی کے صدمہ سے دو چار ہوئے اور بخت نصر بادشاہ کے تخت وتاراج کے نتیجہ میں سیدنا دانیال علیہ السلام مبتلائے غلامی ہوئے۔

(۳۲۸۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ: عَبْدِي وَأَمَتِي، كُلُّكُمْ عَبِيدُ اللّٰهِ، وَكُلُّ نِسَائِكُمْ إِمَاءُ اللّٰهِ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ: غُلَامِي وَجَارِيَتِي وَفَتَايَ وَفَتَاتِي۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص کسی کو یہ نہ کہے کہ یہ ''میرا بندہ'' ہے اور یہ ''میری بندی'' ہے۔ تم سب اللہ کے بندے ہو اور تمہاری سب عورتیں اللہ کی بندیاں ہیں۔ البتہ یہ کہے: میرا غلام، میری لونڈی، میرا لڑکا، میری لڑکی۔''

تشریح: امام بغوی رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ان الفاظ کا استعمال بطور تکبر، بڑائی اور ڈینگ کے ناپسندیدہ ہے جس میں دوسرے کی تحقیر، ذلت اور تضحیک کا پہلو نکلتا ہو، وگرنہ تو خود قرآن پاک میں انسان کے لیے ان الفاظ کے استعمالات موجود ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ﴾ .... ''اور نیک بخت غلام اور لونڈیوں کا بھی۔'' (سورۂ نور: ۳۲) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿عَبْدًا مَّمْلُوكًا لَّا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ﴾ ''ایک غلام ہے دوسرے کی ملکیت کا جو کسی بات کا اختیار نہیں رکھتا۔'' (سورۂ نحل: ۷۵) مزید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اذْكُرْنِي عِندَ رَبِّكَ﴾ ''اپنے بادشاہ کے ہاں میرا ذکر کرنا۔'' (سورۂ یوسف: ۴۲) نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿مِّن فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ ''تو وہ مسلمان لونڈیوں سے۔'' (سورۂ نساء: ۲۵) اسی طرح مذکور ہے: ﴿وَأَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَى الْبَابِ﴾ ''اور دروازے کے پاس ہی عورت کا شوہر دونوں کو مل گیا۔'' (سورۂ یوسف: ۲۵)

جناب ابو معشر نے امام ابراہیم رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ وہ کسی غلام کو عبداللہ، عبدالملک وغیرہ نیز لونڈیوں کو امۃ اللہ وغیرہ کہہ کر پکارنے کو ناپسند جانتے تھے۔ اسی طرح ہر اس لفظ کے استعمال کو اچھا نہیں جانتے جو اللہ عزوجل کی طرف مضاف ہو۔

(۳۲۸۱) أخرجه مسلم: انظر الحديث السابق

فائدہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں ایک باب ترتیب دیا ہے جس کا عنوان ہے کہ ''آقا، غلام اور لونڈی کا اطلاق درست ہے اور جس حدیث میں ہے کہ غلام اپنے آقا کو مولا نہ کہے تو اس نہی کو تنزیہہ پر محمول کیا جائے گا۔ نیز لفظِ رب کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر اس وقت ہوتا ہے جب وہ مضاعف نہ ہو اور مضاعف ہونے کی صورت میں اللہ کے غیر پر بھی اس کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ (ع،س)

(37)......بَابٌ

باب

(٣٢٨٢)۔أَخْبَـرَنَـا أَحْـمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَـرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ......

عَـنْ قَتَـادَةَ، أَوْ غَيْـرِهِ، عَـنْ عِـمْـرَانَ بْنِ حُـصَيْـنٍ، قَالَ: كُنَّا نَقُولُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ: أَنْعَمَ اللّٰـهُ بِكَ عَيْـنًـا، وَأَنْعِمْ صَبَاحًا، فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ نُهِينَا عَنْ ذَلِكَ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ: قَالَ مَـعْـمَرٌ: يُكْرَهُ أَنْ يَقُولَ الرَّجُلُ: أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا، وَلَا بَأْسَ أَنْ يَقُولَ: أَنْعَمَ اللّٰهُ عَيْنَكَ۔

جناب قتادہ رحمہ اللہ یا کسی دوسرے سے روایت ہے کہ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم جاہلیت میں ایک دوسرے کو یوں کہا کرتے تھے: (أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا) ''اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رکھے، یا تمہاری وجہ سے تمہارے محبوب کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں۔'' اور (أَنْـعِمْ صَبَاحًا) ''صبح بخیر'' پھر جب اسلام آ گیا تو ہمیں اس سے روک دیا گیا۔

تشریح: عبدالرزاق نے بیان کیا کہ معمر نے کہا: (أَنْعَمَ اللّٰهُ بِكَ عَيْنًا) کہنا مکروہ ہے۔ لیکن (أَنْعَمَ اللّٰهُ عَيْنَكَ) کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

(38)......باب

باب

(٣٢٨٣)۔أَخْبَـرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي أَبُو سَهْلٍ عَبْدُ الصَّمَدِ بْـنُ عَبْدِ الـرَّحْـمَـنِ الْبَـزَّازُ، أَخْبَـرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ......

عَنْ أَبِي تَمِيمَةَ الْهُجَيْمِيِّ، عَمَّنْ كَانَ رَدِيفَ

جناب ابوتمیمہ ہجیمی اس شخص سے روایت کرتے ہیں جو

(٣٢٨٢) ضعيف الاسناد ......أخرجه ابوداود: ٥٢٢٧

(٣٢٨٣) حديث صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٠٦١٤

رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((كُنْتُ رَدِيفَهُ عَلَى حِمَارٍ، فَعَثَرَ الْحِمَارُ، فَقُلْتُ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَقُلْ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ، فَإِنَّكَ إِذَا قُلْتَ: تَعِسَ الشَّيْطَانُ، تَعَاظَمَ فِي نَفْسِهِ، وَقَالَ: صَرَعْتُهُ بِقُوَّتِي، فَإِذَا قُلْتَ: بِسْمِ اللّٰهِ، تَصَاغَرَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهُ حَتَّى تَكُونَ أَصْغَرَ مِنَ الذُّبَابِ۔))

نبی ﷺ کے ساتھ سواری پر ان کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں گدھے پر آپ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ گدھے نے ٹھوکر کھائی۔ میری زبان سے نکلا ''ہلاک ہو شیطان'' تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ مت کہو!، تم جب یہ کہتے ہو تو وہ پھول جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں نے اپنی قوت سے اس کو گرایا ہے اور جب تم (بِسْمِ اللّٰهِ) ''اللہ کے نام سے'' کہتے ہو تو وہ سکڑ جاتا ہے حتی کہ مکھی سے بھی چھوٹا ہو جاتا ہے۔''

تشریح: جناب ملیح ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''شیطان کو جب لعنت کی جاتی ہے تو وہ ہنستا ہے اور جب اس سے اللہ کی پناہ مانگی جاتی ہے تو وہ بھاگ جاتا ہے۔''

فائدہ: اللہ کے نام میں بڑی برکت ہے۔ اس سے شیطان ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ لہٰذا بندے کو ہر موقع پر مسنون اذکار پڑھنے کا حریص ہونا چاہیے اور ہر دم شیطان کی تلبیسات سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔ (ع س)

(39)......بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ أَلْفَاظِ الْعَادَةِ وَحِفْظِ الْمَنْطِقِ

کن الفاظ کا تکیہ کلام ناپسندیدہ ہے اور اپنی گفتگو میں محتاط رہنے کا بیان

(٣٢٨٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَقُلْ أَحَدُكُمْ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ، إِنَّمَا الْكَرْمُ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ۔)) قَالَ: وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: لَا يَقُلِ ابْنُ آدَمَ: يَا خَيْبَةَ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص انگور کو ''الکرم'' نہ کہے کہ ''کرم'' تو مسلمان شخص ہوتا ہے۔'' اور راوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ آدم کا بیٹا ''ہائے زمانہ کی نامرادی'' نہ کہے۔ بلاشبہ زمانہ میں ہی ہوں۔ دن رات کو میں ہی بھیجتا ہوں اور میں جب چاہوں

(٣٢٨٤) أخرجه البخاري: ٦١٨٢، ومسلم: ٢٢٤٧

الدَّهْرِ، فَإِنِّي أَنَا الدَّهْرُ، أُرْسِلُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ، فَإِذَا شِئْتُ قَبَضْتُهُمَا۔)) گا ان دونوں کو سمیٹ لوں گا۔"

شرح فائدہ: اہل عرب انگور کے پھل اور بیل کو "کرم" اس لیے کہتے تھے کہ ان کے خیال میں شراب نوشی سے سخاوت اور بزرگی پیدا ہوتی تھی۔ اسی لیے اس لفظ کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے اور بتایا گیا کہ سخاوت کا اصل محل مومن اور اس کا دل ہوتا ہے، کوئی اور چیز نہیں۔ (ع،س)

(۳۲۸۵)۔أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا تَقُولُوا: الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ۔)) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انگوروں کو "کرم" نہ کہو۔ اسی لیے کہ کرم صحیح معنوں میں مومن کا دل ہے۔"

شرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمُ الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ، وَلَكِنْ قُولُوا حَدَائِقَ الْأَعْنَابِ۔)) ......"تم میں سے کوئی شخص انگور کے لیے لفظِ کرم استعمال نہ کرے، بے شک کرم (سخاوت کا منطوق) مسلمان آدمی ہے۔ بلکہ یوں کہا کرو: ((حَدَائِقُ الْاَعْنَابِ)) "انگوروں کے باغات۔" (صحیح، ابوداود: ٤٩٧٤)

سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَلَكِنْ قُولُوا الْعِنَبَ وَالْحَبْلَةَ۔)) "(کَرْم نہ کہو) البتہ "عِنَب" (انگور) اور "حَبْلَة"" (صحیح مسلم: ٢٢٤٨)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: انگور کو کرم کہنے کی ممانعت کے بارے میں کہا گیا ہے کہ عرب لوگ شراب پی کر عالم مدہوشی میں بہت کچھ لٹاتے تھے اور اس حال میں اپنے کرم (سخاوت) پر بہت ناز کرتے تھے۔ تو انہوں نے انگور کو ہی کہ جس سے شراب حاصل ہوتی تھی، لفظِ کرم سے موسوم کرنا شروع کر دیا کہ یہ ہمیں سخاوت اور فیاضی پر اُبھارتی ہے۔ مگر اسلام نے شراب حرام کر دی تو پھر انگور کے لیے مروج بے محل لفظ "کرم" بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ممنوع قرار دے دیا اور شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشِ نگاہ یہ حکمت تھی کہ انگور کے لیے مستعمل یہ پیارا اور خوشنما لفظ کہیں دوبارہ لوگوں کو شراب کی طرف راغب نہ کر دے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرے کے اس لفظ کو منظرِ عام سے غائب کر دینا چاہا تا کہ شراب کا معاملہ حقارت زدہ اور قابل نفرت ہو کر رہ جائے اور یہ چیز حرمت شراب کے لیے تاکید اور مبالغہ کا باعث ہے۔ اور آپ نے

(۳۲۸۵) أخرجه البخاري: ٦١٨٣، ومسلم: ٢٢٤٧

کرم کو مومن کی صفت قرار دیا کہ اصل مدح وستائش کا حق دار تو مومن ہے جو شریعت کے حرام کردہ امور سے دامن کشاں رہتا ہے اور اپنی شخصیت کو داغدار ہونے سے بچانے کے لیے اور اپنی عزت کے بقا کے لیے کوشاں رہتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے مومن بندوں کی صفت بیان کی ہے: ﴿وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا﴾ ''جب کسی لغو چیز پر ان کا گزر ہوتا ہے تو شرافت سے گزر جاتے ہیں۔'' (سورۂ فرقان:۷۲)

یعنی ایسے کاموں اور باتوں میں وہ شرکت نہیں کرتے جو ان کی عزت ووقار کے منافی ہوتے ہیں۔ وہ ان امور میں دلچسپی لینے کو اپنی شان اور عزت کے خلاف سمجھتے ہیں۔ ان میں شمولیت اختیار کرنے سے اپنی ذات کو بہت بلند گردانتے ہیں۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾ .... ''اللہ کے نزدیک تم میں سب سے باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔'' (سورۂ حجرات:۱۳) نبی ﷺ کے فرمان: ((إِنَّ الْكَرْمَ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ)) ''یقیناً کرم وسخاوت کا محل تو مومن کا دل ہے۔'' کا مطلب ہے کہ مومن کا دل ہی تو نورِ ایمان کا مرکز اور محل ہے۔ تقویٰ وطہارت اور پاکیزگی نیز اسلامی تعلیمات کی پاسداری کا جذبہ اسی میں موجزن ہوتا ہے۔ قصہ مختصر! دراصل مومن انسان کا دل ہی کرم ہے شراب نہیں۔

((لَا يَقُلِ ابْنُ آدَمَ يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ)) ''ابن آدم! ہائے زمانہ کی خرابی نہ کہے۔'' اس مسئلہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ اہل عرب کی یہ عادتِ بد تھی کہ وہ زمانے کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ جب ان پر کوئی آفت آن پڑتی اور انہیں کسی مصیبت سے سابقہ پڑتا تو وہ زمانے کو گالیاں دینے لگ جاتے، کیونکہ ان کے زعم باطل کے مطابق ان جملہ معاملات کا ذمہ دار زمانہ اور دن رات کا تسلسل ہے، وہ ہر چیز کو اسی کے ساتھ نتھی کرتے اور یوں کہتے: زمانے نے ہمیں تباہ کر دیا ہے، بڑا خراب زمانہ آ گیا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کی اس گمراہ ذہنیت اور بدخصلت کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے: ﴿وَقَالُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا إِلَّا الدَّهْرُ﴾ .... ''انہوں نے کہا کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا کی زندگی ہے، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں صرف زمانہ ہی مار ڈالتا ہے۔'' (سورۂ جاثیہ:۲۴) جب مشرکین گردش ایام کا تمام تر ذمہ دار زمانے کو ٹھہراتے اور زمانے کے خالق اور صانع کو گالیاں دیتے اور حقیقت میں ان کی یہ گالیاں اللہ عزوجل کی طرف لوٹتیں کیونکہ وہی ذات ان تمام امور کی صانع، فاعل اور مدبر ہے جس کی بنا پر وہ زمانے کو گالیاں دیتے تھے اور خود زمانے کا خالق اور پیدا کرنے والا بھی تو اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ اس لیے مسلمانوں کو حسن ادب کی تعلیم اور شائستگی کا درس دیتے ہوئے اس قسم کے الفاظ کے استعمال سے روک دیا گیا جن میں اللہ تعالیٰ کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔

(۳۲۸۶)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

(۳۲۸۶) أخرجه البخاري: ٦١٨٢، ومسلم: ٢٢٤٦

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: يَا خَيْبَةَ الدَّهْرِ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ہرگز یہ نہ کہے: ہائے زمانے کی نامرادی کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی دراصل زمانہ ہے۔''

شرح (إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ) ''بلاشبہ اللہ ہی دراصل زمانہ ہے۔'' یعنی زمانہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے اور ان تمام امور کا خالق، مالک اور مدبر وصانع اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

(٣٢٨٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبَّادٍ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنِ ابْنِ سِيرِينَ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَسُبُّ أَحَدُكُمُ الدَّهْرَ، فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ، وَلا يَقُولَنَّ لِلْعِنَبِ الْكَرْمَ، فَإِنَّ الْكَرْمَ هُوَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص زمانے کو بُرا بھلا نہ کہے، اس لیے کہ اللہ ہی حقیقت میں زمانہ ہے اور تم میں سے کوئی شخص انگور کو ''کرم'' نہ کہے، بے شک ''کرم'' (سخاوت) کا منطوق تو مسلمان آدمی ہے۔''

شرح امام ابوداود رحمہ اللہ راویانِ حدیث کے بیان کردہ لفظ ((وَأَنَا الدَّهْرُ)) ''راء کے ضمہ کے ساتھ'' کا انکار کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے اگر اس لفظ کو مضموم پڑھا جائے تو پھر اسے (اللّٰہ) کے ناموں میں سے ایک نام ہونا چاہیے۔ جبکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ کوئی بھی اس کو اللہ کے ناموں میں شمار نہیں کرتا۔ لہٰذا اسے ''راء'' کے فتحہ کے ساتھ پڑھا جائے: ((وَأَنَا الدَّهْرَ أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ)) ''یعنی میں ہی زمانے کو گھماتا ہوں، دن رات کی آمد وشد میرے اختیار میں ہے۔'' لیکن پہلا اعراب صحیح ہے اور راویانِ حدیث سے اسی طرح مروی ہے اور اس اعراب کی تصدیق ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے: ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ)) ''اللہ ہی دراصل زمانہ ہے۔'' البتہ اس لفظ کو اسماء الحسنیٰ میں شمار نہیں کیا جائے گا کہ سلفِ امت نے نہیں کیا۔ واللہ اعلم

(٣٢٨٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

(٣٢٨٧) أخرجه مسلم: ٢٢٤٧

(٣٢٨٨) أخرجه البخاري: ٤٨٢٦، ٦١٨١، ومسلم: ٢٢٤٦

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى: يُؤْذِينِي ابْنُ آدَمَ، يَسُبُّ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِي الأَمْرُ، أُقَلِّبُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم مجھے ایذا پہنچاتا ہے، زمانے کو بُرا بھلا کہتا ہے حالانکہ میں خود زمانہ ہوں، میرے ہی ہاتھ میں تمام اختیارات ہیں، رات دن بھی میں ہی پھیرتا ہوں۔''

(۳۲۸۹)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ: خَبُثَتْ نَفْسِي، وَلَكِنْ لِيَقُلْ: لَقِسَتْ نَفْسِي۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص ہرگز یوں نہ کہے: ''میرا نفس خبیث ہو گیا ہے۔'' اگر کہنا بھی ہو تو یوں کہے: ''میری طبیعت پریشان ہے، طبیعت خراب ہے۔''

شرح: ((لَقِسَتْ نَفْسِي)) ''طبیعت میں بوجھل پن اور انقباض ہے۔'' خبیث کا معنی بھی یہی ہے۔ لیکن چونکہ لفظ خُبث اور خبیث کا اطلاق باطل اعتقاد (کفر) جھوٹ اور حرام کاموں پر بھی ہوتا ہے اس لیے ہدایت کی گئی کہ مسلمان کی زبان نامناسب الفاظ سے پاک رہے اور خوبصورت وشائستہ اور معنی خیز الفاظ بولنے کی عادی بنے۔

(۳۲۹۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح وَأنا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ، عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ......

عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: خَطَبَ رَجُلٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَنْ يُطِعِ

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک خطیب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ دیا تو اس نے کہا: مَنْ يُطِعِ

(۳۲۸۹) أخرجه البخاري: ۶۱۷۹، ومسلم: ۲۲۵۰

(۳۲۹۰) أخرجه مسلم: ۸۷۰

اللّٰہَ وَرَسُولَہُ، فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ یَعْصِہِمَا فَقَدْ غَوَی، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((اسْکُتْ فَبِئْسَ الْخَطِیبُ أَنْتَ)) ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ یُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُولَہُ، فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ یَعْصِ اللّٰہَ وَرَسُولَہُ، فَقَدْ غَوَی، وَلَا تَقُلْ: مَنْ یَعْصِہِمَا۔))

اللّٰہَ وَرَسُولَہُ، فَقَدْ رَشَدَ، وَمَنْ یَعْصِہِمَا فَقَدْ غَوَی۔ ''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی وہ گمراہ ہوگیا۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی بلاشبہ وہ ہدایت یافتہ ہوا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ راہِ راست سے بھٹک گیا اور یہ نہ کہہ: جس نے ان دونوں کی نافرمانی کی۔''

شرح: اس حدیث مبارکہ میں حسن گفتار کی تعلیم دی گئی ہے اور اس بات سے منع کیا گیا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو ایک ہی کلمہ اور ضمیر تثنیہ میں جمع کیا جائے۔ بلکہ اس کو خلاف ادب شمار کیا گیا ہے۔ ان کو جدا جدا کر کے ((وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ)) کہنا چاہیے جبکہ (وَمَنْ یَعْصِہِمَا) کہنے میں برابری کا پہلو نکلتا ہے۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللّٰہُ وَشَاءَ فُلَانٌ، وَقُولُوا: مَا شَاءَ اللّٰہُ، ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ۔)) ...... ''یوں مت کہو: جو اللہ چاہے اور فلاں چاہے۔ بلکہ یوں کہو: جو اللہ چاہے پھر فلاں چاہے۔'' (صحیح، ابوداود: ۴۹۸۰)

یہ بات بھی گزشتہ کی طرح ہے کہ وہاں بھی ضمیر تثنیہ میں اللہ اور اس کے رسول کو جمع کرنے سے روکا گیا ہے اور یہاں بھی واؤ کے ساتھ جو جمع واشتراک کے لیے آتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ اوروں کی مشیت کے اظہار اور یکجائی سے منع کر دیا گیا ہے۔ پہلے جملے میں اللہ کی مشیت میں اوروں کو بھی شریک کرنا ہے جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔ وہی ہوتا ہے جو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ چاہے۔ البتہ دوسرے جملے میں فرق کے ساتھ یعنی لفظ (ثُمَّ) کے ساتھ دوسروں کی مشیت کا اظہار کر دے تو جائز ہے۔ ایک منقطع سند کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یوں مت کہو: جو اللہ چاہے اور محمد (ﷺ) چاہے، بلکہ یوں کہو: جو اکیلا اللہ چاہے۔''

مروی ہے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کہہ دیا: جو تو چاہے، پھر فوراً کہا: بلکہ اللہ معاملات کا زیادہ اختیار رکھتا ہے، اللہ معاملات پر زیادہ حاوی ہے۔ جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ (مَا شَاءَ اللّٰہُ ثُمَّ مَا شِئْتَ) ''جو اللہ چاہے پھر جو تو چاہے۔'' کے الفاظ کہنے میں کوئی حرج نہیں جانتے تھے اور وہ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَبِکَ) ''میں اللہ سے اور تجھ سے پناہ چاہتا ہوں'' کا جملہ کہنے کو ناپسند جانتے تھے۔ بلکہ آدمی کو یوں کہنا چاہیے: (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ ثُمَّ بِکَ) ''میں اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہتا ہوں، پھر تجھ سے۔''

جناب ربیع بن سلیمان مزنی کہتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: مشیت اللہ تعالیٰ کے ارادے اور چاہنے کو کہتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا تَشَآءُونَ إِلَّآ أَن يَشَآءَ ٱللَّهُ﴾ .... ''اور تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ چاہے۔'' (سورۂ دھر: ۳۰) اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں بتلایا کہ اللہ تعالیٰ کا چاہنا مخلوق کے چاہنے سے ہٹ کر ہے اور کسی بھی معاملے کا ہونا اس وقت ممکن ہے جب اللہ چاہے۔ اس کی مشیت کے بغیر کچھ بھی ممکن نہیں لہٰذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی (مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شِئْتَ) ''جو اللہ چاہے پھر جو آپ چاہیں۔'' کے الفاظ بولنے چاہئیں نہ کہ (مَا شَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ) ''جو اللہ چاہے اور آپ چاہیں'' کے الفاظ۔ البتہ (مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ) ''جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی'' کے الفاظ کہے جاسکتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو فرض قرار دیا ہے تو جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی جائے گی تو دراصل آپ کی اطاعت سے اللہ کریم کی اطاعت بجالائی جائے گی اور یہ چیز خلاف شریعت اور خلاف ادب نہ ہوگی۔

(۳۲۹۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ......

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ فِي زَعَمُوا: ((بِئْسَ مَطِيَّةُ الرَّجُلِ۔))

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (زعموا) ''لوگوں کا خیال ہے۔'' کے بارے میں فرماتے سنا: ''آدمی کی بہت بری سواری (تکیہ کلام) ہے۔''

شرح: بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس لفظ کو تکیہ کلام بنانے کی مذمت اس لیے ہے کہ عموماً اس قسم کا انداز بے سند اور بے سروپا باتوں کی بابت اپنایا جاتا ہے، لوگوں سے سنی سنائی اور بے اصل باتوں کو بلاتحقیق آگے نقل کرنا بہت برا ہے۔ کئی لوگ اپنے وہم وشبے یا جھوٹ کو لاگ لپیٹ سے آگے بڑھانے میں بڑے شاطر ہوتے ہیں۔ جس طرح سواری کے ذریعے سے بندہ منزل مقصود تک پہنچتا ہے اسی طرح (زعموا) ''یعنی فلاں کہتا تھا، فلاں جگہ بات ہو رہی تھی۔'' کے انداز میں بات کرنے والا شخص لوگوں کی بات نقل کر کے اپنی مہم میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ بہر تفصیل اس انداز سے معاشرے میں افواہیں پھیلتی ہیں، پروپیگنڈہ ہوتا ہے اور شکوک وشبہات جنم لیتے ہیں۔ اس لیے اس قسم کے طرز گفتگو سے روک دیا گیا ہے اور اس کی جگہ پختہ، یقینی اور تحقیق وثبوت کے ساتھ بات کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ مروی ہے

(۳۲۹۱) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٩٧٢

کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ((كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ۔)) ...... ''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے۔'' (مقدمه صحيح مسلم: ٥)

نیز ارشاد نبوی ہے: ((مَنْ حَدَّثَ بِحَدِيثٍ يَرَى أَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ أَحَدُ الْكَاذِبِينَ۔)) ...... ''جو شخص ایسی بات آگے نقل کر دیتا ہے جس کے متعلق اسے پتہ ہے کہ وہ جھوٹ ہے تو ایسا شخص جھوٹوں میں سے ایک ہے۔''

(مقدمه صحيح مسلم)

(40)......بَابُ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا
بعض تقاریر جادوئی اثر رکھتی ہیں

(٣٢٩٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّهُ قَالَ: قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ، فَخَطَبَا، فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا، أَوْ: إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ دو آدمی مشرق کی طرف (سرزمین عراق) سے کو آئے اور لوگوں کو خطاب کیا۔ لوگ ان کی تقریر سے بہت متاثر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بعض تقریریں بھی جادو بھری ہوتی ہیں۔'' یا آپ نے یوں فرمایا: ''بعض تقریریں جادو ہوتی ہیں۔''

شرح سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا۔)) ......''بلاشبہ کئی بیان جادو ہوتے ہیں اور بلاشبہ کئی شعر حکمت ہوتے ہیں۔''

(صحيح، ابوداود: ٥٠١١، ابن ماجه: ٣٧٥٦، ترمذى: ٢٨٤٥)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: اہل علم نے ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا)) کے مفہوم میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے اس تبصرے سے مذمت کا پہلو نکالا ہے کہ اس میں تصنع اور تکلف سے روگا گیا ہے تا کہ سامعین وحاضرین کو مبہوت کیا جا سکے اور ان پر اپنی قادر الکلامی کا سکہ بٹھایا جا سکے۔

جادو کا لغوی معنی ہے کسی چیز کی حقیقت بدل دینا اور اس کو اصل سے پھیر دینا۔ جادو کو سحر اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس سے کسی چیز کی حقیقت اور اصلیت کو تبدیل کر کے مرضی کے نتائج اور مطلوبہ مقاصد حاصل کیے جاتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَأَنَّى تُسْحَرُونَ﴾ ....''پھر تم کہاں پھیر دیے جاتے ہو۔'' (سورۂ مؤمنون:٨٩) یعنی تمہاری

(٣٢٩٢) أخرجه البخاري: ٥٧٦٧

عقلوں کو کیا ہو جاتا ہے اور تم حق سے کیوں برگشتہ ہو جاتے ہو۔ نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنْ تَتَّبِعُوْنَ إِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا﴾ .... ''تم اس کی تابعداری میں لگے ہوئے ہو جو خود حق سے ہٹا ہوا ہے۔'' (سورۂ اسراء: ۴۷) اس آیت کریمہ میں مسحور سے مراد حق سے پھرا ہوا شخص ہے۔ جس نے اپنے باپ دادا کا بُت پرستی والا دین چھوڑ دیا ہے۔

چجی تلی، خوبصورت الفاظ وتراکیب اور خوشنما بندش والی نیز بامقصد گفتگو ایک انسان کو اپنے شیشے میں اتار لیتی ہے۔ آدمی لفظوں کا اسیر ہو کے رہ جاتا ہے، دیر تک خطیب کے سحر میں گرفتار رہتا ہے۔ اسی کے موقف اور نقطہ نظر کو اپنا لیتا ہے خواہ وہ حقیقت سے کتنا ہی دور کیوں نہ ہو۔

جناب مجاہد بیان کرتے ہیں کہ ایک جوان نے کھڑے ہو کر نبی ﷺ سے گفتگو کرنے کی اجازت طلب کی، آپ نے اجازت مرحمت فرما دی۔ اس نے طول طویل خطبہ دیا حتی کہ آپ کو کہنا پڑا: ((هيــه قـط الآن)) ''اب بس بھی کرو۔'' یا آپ نے اسی قسم کا کوئی جملہ ارشاد فرمایا پھر کہا: ''اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو مبلغ بنا کر بھیجا ہے اور بلاشبہ مبالغہ آمیز اور غیر جامع کلام شیطان کی طرف سے ہے اور بلاشبہ کئی بیان جادو ہوتے ہیں۔'' (اسناده صحيح على شرط الشيخين، مسند احمد: ٥٦٨٧، لیکن پہلا جملہ مسند احمد میں نہیں ہے)

مروی ہے کہ ایک شخص نے تقریر کی اور بہت تفصیلی کی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ بہت سارے خطبے شیطان کی جھاگ سے ہوتے ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے خطیب کی مبالغہ آرائی، زبان آوری، بناوٹ اور دھاڑنے کی کیفیت کو شیطان کی جھاگ قرار دیا جو سچ اور جھوٹ کی پروا کیے بغیر بے تکان بولتا چلا جاتا ہے۔ جناب لیث نے کہا: "الشـفشفة" عربی اونٹ کے جبڑے کو کہتے ہیں اور یہ لفظ صرف عربی اونٹ کے لیے ہی مستعمل ہے۔

فـائده: (الشـفشفة) اونٹ کے منہ سے نکلے ہوئے جھاگ کو کہتے ہیں جو وہ مستی اور بلبلاہٹ کے وقت نکالتا ہے۔ ایک پر زور خطیب جو حقائق کو مسخ کرتے ہوئے الفاظ سے کھیلتا چلا جاتا ہے اس کے لیے یہ لفظ بولا گیا ہے کیونکہ اس کا یہ انداز ناجائز اور قابل مذمت ہوتا ہے۔ (ع،س)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ تَعَلَّمَ صَرْفَ الْكَلَامِ ، لِيُسْبِيَ بِهِ قُلُوبَ الـرِّجَـالِ أَوِ الـنَّاسِ ، لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا۔)) ......''جس نے گفتگو کا ہیر پھیر (باتیں بنانے کا ڈھنگ) اس لیے سیکھا کہ وہ اس کے ذریعے سے لوگوں کے دل موہ لے تو اللہ عزوجل قیامت کے روز اس کا کوئی نفل وفرض قبول نہیں کرے گا۔'' (ضعیف، ابوداود: ٥٠٠٦)

''صرف الکلام'' سے مراد گفتگو کے مختلف انداز اور بیان وادا کے مختلف پینترے ہیں۔ نیز غیر ضروری تکلف، جھوٹ کی آمیزش، خطابت کا زعم اور ریاکاری سے پر ذہنیت مراد ہے۔

ایک خطیب حق اور سچ کو چٹکیوں میں اڑا دیتا ہے اور باطل بات کو ملمع سازی اور الفاظ کی مینا کاری سے سچ بنا دیتا

ہے۔اس کا یہ معاملہ جادوگری سے ہم آہنگ اور مشابہ ہے کہ وہاں حقیقت ناپید ہوتی ہے اور صرف واہموں اور تخیلات کی کارفرمائی ہوتی ہے اور یہاں بھی یہی کچھ ہوتا ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ حدیث مبارکہ میں جو بعض خطاب و بیان کو جادو کہا گیا ہے تو اس کا تعلق گناہ سے ہے۔ یعنی جس طرح جادوگر جادو کر کے گناہ کا حقدار ٹھہرتا ہے اسی طرح ایک شاطر خطیب حقائق مسخ کر کے اور باطل بات کو بنا سنوار کر پیش کر کے گنہگار قرار پاتا ہے۔بعض کے نزدیک اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص واقعی صحیح موقف پر ہوتا ہے۔حق اس کے ہمرکاب ہوتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے خطاب و بیان کی خوبیوں سے بھی وافر حصہ دیا ہوتا ہے۔ وہ اپنی بات اور مدعا کو نہایت قرینے اور سلیقے سے بیان کرنے کے فن سے خوب آگاہ ہوتا ہے۔حاضرین کے دلوں میں اس کی بات اترتی چلی جاتی ہے اور ہر کوئی اس کی سچائی کا معترف بن جاتا ہے اور اس طرح وہ اپنا مقدمہ جیت جاتا ہے۔ اس مفہوم و معنی کی تائید نبی کریم ﷺ کے اس فرمان عالی شان سے ہوتی ہے:((إِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ ، وَلَعَلَّ بَعْضُكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ ، فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ ، فَلا يَأْخُذْهُ ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ۔)) ......''تم لوگ میرے پاس اپنے مقدمات لاتے ہو اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک تم میں سے دوسرے سے دلیل بیان کرنے میں بڑھ کر ہوتا ہے۔ پھر میں اگر باتیں سننے کے مطابق اس کے حق میں فیصلہ کر دوں تو یاد رکھو میں جس کو اس کے بھائی کا حق (غلطی سے) دلا دوں تو وہ اس کو نہ لے، میں اس کو دوزخ کا ایک ٹکڑا دلا رہا ہوں۔''

(صحیح بخاری: ۲٤٥٨، صحیح مسلم: ۱۷۱۳)

بعض دوسرے حضرات حدیث میں بیان کردہ اسلوب بیان کو''مدحت'' کے پیرائے میں شمار کرتے ہیں کہ اس جملے میں وارثین انبیاء علمائے کرام کو فصاحت و بلاغت، لفاظی اور زبان و بیان کی خوبیوں کو سیکھنے پر اُبھارا گیا ہے کہ جس سے وہ دعوت دین، ابلاغ حق اور ابطال باطل کا فریضہ بحسن وخوبی ادا کر سکیں اور دین اور اہل دین کا علم سربلند رکھیں۔ برے خطیب اور بے ربط وغیر مدلل متکلم اور مدرس نہ صرف اپنی بلکہ دین اسلام اور داعیان حق کی تضحیک اور جگ ہنسائی کا باعث بنتے ہیں۔ان حضرات کا استدلال ہے کہ:((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا)) کا جملہ جڑواں آیا ہے اور دوسرا جملہ ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكَمًا)) ''بعض اشعار حکمت ودانائی سے بھرپور ہوتے ہیں۔'' مدح کے پیرائے میں ہے لہٰذا دونوں جملے ہی اپنے اندر مدحت وتعریف کا مضمون لیے ہوئے ہیں نہ کہ مذمت کا۔ جو حکم دوسرے جملے کا ہے وہی پہلے کا بھی ہے۔

مروی ہے کہ ایک شخص نے جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے اپنی کسی حالت کا اظہار کیا جس کا پورا کرنا بظاہر ان کے لیے نہایت دشوار اور بہت مشکل تھا مگر اس کی گفتگو اس قدر مسحور کن، اثر انگیز اور دلگداز تھی کہ انھوں نے اس کا کام کر

دیا پھر کہا: یہ ہے حلال جادو۔

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا ، وَإِنَّ مِنَ الْعِلْمِ جَهْلًا ، وَإِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْمًا ، وَإِنَّ مِنَ الْقَوْلِ عِيَالًا ـ)) ...... ''بلاشبہ بعض بیان جادو ہوتے ہیں اور کئی علم جہالت، بے شک کئی شعر حکمت ہوتے اور بعض اقوال محض بوجھ۔'' (ضعیف، ابوداود: ۵۰۱۲) اس پر صعصعہ بن صومان نے کہا: سچ فرمایا اللہ کے نبی ﷺ نے۔ آپ کا یہ فرمان: ''بعض بیان جادو ہوتے ہیں۔'' اس کی وضاحت یہ ہے کہ بعض اوقات آدمی کے ذمے کوئی حق ہوتا ہے (کہ وہ حقدار کو ادا کرے) مگر وہ حقدار کے مقابلے میں چرب زبان ہوتا ہے تو لوگوں کو اپنے بیان سے مسحور کر لیتا ہے اور حق مار لیتا ہے اور آپ ﷺ کا یہ فرمان: ''بعض علم جہالت ہوتے ہیں۔'' یوں ہے کہ بعض اوقات کوئی صاحب علم ان امور میں جن کی اسے کوئی خبر نہیں ہوتی تکلف سے بات کرتا ہے تو جہالت کا ارتکاب کرتا ہے اور آپ ﷺ کا یہ قول: ''کئی شعر حکمت ہوتے ہیں۔'' تو اس سے مراد وہ اشعار ہیں جن میں وعظ و نصیحت اور عمدہ مثالیں ذکر ہوتی ہیں جن سے لوگ نصیحت پاتے ہیں اور آپ کا کہنا: ''کئی اقوال محض بوجھ ہوتے ہیں۔'' یوں ہے کہ آپ اپنی بات ایسے شخص کے سامنے پیش کرنے لگیں جو اس کے ذوق اور مزاج کے مطابق نہ ہو اور نہ وہ اس کا خواہاں ہو۔

(41)......بَابُ ذَمِّ الْبَيَانِ وَالتَّنَطُّعِ
فضول باتوں اور تکلف سے گفتگو کرنے کی مذمت

(۳۲۹۳)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو غَسَّانَ مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ ، عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْحَيَاءُ وَالْعِيُّ شُعْبَتَانِ مِنَ الإِيمَانِ ، وَالْبَذَاءُ وَالْبَيَانُ شُعْبَتَانِ مِنَ النِّفَاقِ ـ))

سیدنا ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''شرم و حیا اور بری باتوں سے خاموش رہنا ایمان کی دو شاخیں ہیں اور بے ہودہ اور فضول باتیں کرنا نفاق کی دو شاخیں ہیں۔''

(۳۲۹۴)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ ، أَخْبَرَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ أَبِي هِنْدٍ ، عَنْ مَكْحُولٍ......

(۳۲۹۳) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۲۰۲۷

(۳۲۹۴) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۲۰۱۸

عَـنْ أَبِـی ثَـعْـلَبَةَ الْـخُشَنِیِّ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَـلَّـی الـلّٰـهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَحَبَّكُمْ إِلَـیَّ ، وَأَقْـرَبَـكُـمْ مِنِّی یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَحَاسِنُكُمْ أَخْـلَاقًـا ، وَإِنَّ أَبْـغَـضَـكُـمْ إِلَیَّ وَأَبْعَدَكُمْ مِنِّی مَسَـاوِئُـكُـمْ أَخْلَاقًا ، الثَّرْثَارُونَ الْمُتَشَدِّقُونَ الْمُتَفَیْهِقُونَ۔))

سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ تم میں سے سب سے زیادہ مجھے محبوب اور سب سے زیادہ میرے نزدیک قیامت کے دن وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سب سے اچھے اخلاق کے مالک ہوں گے اور بلاشبہ میرے نزدیک سب سے زیادہ نفرت والے اور مجھ سے سب سے زیادہ دور وہ لوگ ہوں گے جن کے اخلاق برے ہیں، جو زیادہ باتیں بنانے والے، گفتگو میں غیر محتاط ہیں اور جو کبر ونخوت کے ساتھ منہ پھیر کر باتیں کرنے والے ہیں۔''

تشریح: ((اَلثَّرْثَار)) ''باتونی، بہت زیادہ باتیں بنانے والے۔ (عَیْنٌ ثَرْثَارَةٌ)'' ایسا چشمہ جس سے کثیر مقدار میں پانی پھوٹے۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو تکلف سے باتیں بناتے ہیں اور بولتے ہی چلے جاتے ہیں۔

((اَلْـمُـتَـفَـیْـهِـق)) ''گفتگو کرتے ہوئے طول بیانی سے کام لینے والے۔'' باچھیں کھول کھول کر باتیں کرنے والے۔ منہ بھر کر کلام کرنے والے۔ (اِفْهَقَتِ الْإِنَاءُ)'' کا معنی ہے: میں نے برتن کو لبالب بھر دیا ہے۔ اسی طرح (بِئْرٌ مِـفْـهَـاقٌ) '' کا معنی ہے: ''بہت زیادہ پانی والا کنواں۔'' بعض روایات میں آیا ہے: ((أحـاسـنـكـم أَخْلَاقًـا ، الـمـوطئون أَكْنَافهم الّذین یألفون ویؤلفون۔)) ...... ''تم میں سے اچھے اخلاق کے حامل وہ لوگ ہیں جو نرم کندھوں والے، لوگوں سے محبت کرنے والے اور لوگوں کے محبوب ہیں۔''

(۳۲۹۵)۔أَخْبَـرَنَا إِسْمَاعِیلُ بْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَی ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِیَاثٍ ، عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ ، عَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ عَتِیقٍ ، عَنْ طَلْقِ بْنِ حَبِیبٍ ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَیْسٍ......

عَـنْ عَبْـدِ الـلّٰهِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی الـلّٰـهُ عَـلَیْـهِ وَسَلَّمَ: ((هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ۔)) قَالَهَا ثَلَاثًا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تکلف سے گفتگو کرنے والے تباہی کے کنارے پر ہیں۔'' اس بات کو آپ نے تین بار دہرایا۔

تشریح: ((اَلْمُتَنَطِّع)) ''بہ تکلف گفتگو کرنا۔'' (نطع حلق) ''حلق کے اگلے حصے کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ غلو کے ساتھ گفتگو کرنا۔

(۳۲۹۵) أخرجه مسلم: ۲۶۷۰

(٣٢٩٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الْمَلِكِ، وَأَبُو الْفَتْحِ نَصْرٌ، ابْنَا عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مَنْصُورِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ شَاذَوَيْهِ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ الْقَطِيعِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنِي أَبِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ......

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَخْرُجَ قَوْمٌ يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرُ بِأَلْسِنَتِهَا۔))

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ایسے لوگ نہ سامنے آجائیں جو اپنی زبانوں کے ذریعے سے کھائیں گے جیسے گائے اپنی زبان کے ساتھ کھاتی ہے۔''

شرح: یعنی اپنی زبان کو ایسے چلائیں گے جیسے گائے چلاتی ہے اور لپیٹ لپیٹ کر گھاس کھاتی ہے۔ (ع،س)

(42)......بَابُ الشِّعْرِ وَالرِّجْزِ

شعر وشاعری کرنا اور رجز پڑھنا

فائدہ: رجز ان جملوں یا اشعار کو کہتے ہیں جو جنگ میں مخالف کا سامنا ہوتے وقت اپنی برتری کے اظہار کے لیے پڑھے جاتے ہیں۔ (ع،س)

(٣٢٩٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ، أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوثَ أَخْبَرَهُ......

أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً۔))

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ کئی شعر حکمت بھرے ہوتے ہیں۔''

شرح: یوں بھی مروی ہے: ((إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حُكْماً)) ''بلاشبہ کئی شعر حکمت ہوتے ہیں۔'' دونوں

(٣٢٩٦) حسن لغيره ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٥٩٧

(٣٢٩٧) أخرجه البخارى: ٦١٤٥

لفظوں کا معنی ایک ہی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا﴾ .... ''ہم نے اسے لڑکپن سے دانائی عطا فرمادی۔'' (سورۂ مریم:۱۲) حکم سے مراد دانائی، عقل اور شعور ہے۔ اسی طرح اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿فَوَهَبَ لِي رَبِّي حُكْمًا﴾ .... ''پھر مجھے میرے رب نے حکم و علم عطا فرمایا۔'' (سورۂ بقرہ:۲۱) یعنی حکمت و دانائی سے حصہ وافر دیا۔

حدیث مبارکہ کا مطلب ہے کہ بعض اشعار حکمت و دانائی پر مبنی ہوتے ہیں۔ عمدہ نصائع اور قیمتی تجربات پر مشتمل ہوتے ہیں جن کو یاد رکھ کے انسان جہالت، نادانی اور شرمندگی والے امور سے بچ سکتا ہے۔

حکمت کے لغوی معنی رکنے اور باز آجانے کے ہیں۔ اسی لیے لگام کو عربی زبان میں حکمت کہا جاتا ہے کہ اس سے جانور کو روکنے کا کام لیا جاتا ہے اور فرماں روا کو حاکم کہا جاتا ہے کہ وہ اپنی مملکت میں ظالم کو ظلم کرنے سے باز رکھتا ہے۔ اب یہاں حکمت سے مراد حکمت بھرے، مواعظ حسنہ سے پُر، ضرب الامثال سے بھرپور، قیمتی ہدایات اور زرّیں نصائح پر مشتمل اشعار ہیں جس سے ایک انسان اپنی زندگی کے معاملات اور نشیب و فراز میں سبق حاصل کرتا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: شعر و شاعری کا معاملہ بھی کلام کی طرح ہے۔ اچھی شاعری اچھی گفتگو کی طرح ہے اور بری شاعری بری گفتگو کی طرح ہے۔ شعر و شاعری بیان کا ایک فطری اور لازمی حصہ ہے۔ زمانہ قدیم سے لوگوں میں شاعری کا ذوق پایا جاتا ہے۔ خیر القرون میں بھی شعر و شعراء سے اشاعت حق اور دفاع اسلام کا کام لیا گیا۔ اگر کوئی شاعر یا وہ گو اور منہ پھٹ نہیں نیز اس کی شہرت مسلمانوں کو گالی گلوچ کرنے والے، بے جا مدح سرائی، حد درجہ کذب بیانی اور اخلاق باختہ شاعر کی نہیں اور نہ وہ عورتوں کے محاسن حیا سوز انداز میں بیان کرتا ہے تو اس کی شاعری درست اور اس کی گواہی قابل قبول ہے وگرنہ نہیں۔

جناب مطرف بن عبداللہ بن شخیر بیان کرتے ہیں کہ مجھے بصرہ سے مکہ تک ایک سفر میں سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی صحبت کا شرف حاصل ہوا۔ وہ مجھے ہر روز اشعار سنایا کرتے تھے اور فرماتے: شعر و شاعری بھی کلام ہے۔ بلاشبہ کلام عمدہ بھی ہوتا ہے اور برا بھی۔

(۳۲۹۸)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ أَصْدَقَ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلٌ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ درست بات جو کسی شاعر نے کہی وہ لبید کی بات ہے کہ ((أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ

(۳۲۹۸) أخرجه البخاري: ٦١٤٧، ومسلم: ٢٢٥٦

بَــاطِلٌ)) ''خبردار! اللہ کے علاوہ تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔''

تشریح ایک روایت میں ہے: ''قریب تھا کہ امیہ بن ابی صلت مسلمان ہو جاتا۔''

(۳۲۹۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الطَّائِفِيِّ......

عَــنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: كُنْتُ رِدْفَ رَسُــولِ الــلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَنْشَدْتُهُ مِائَةَ قَافِيَةٍ مِنْ أُمَيَّةَ بْنِ أَبِي الصَّلْتِ، كُــلَّــمَا أَنْشَدْتُهُ بَيْتًا، قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَــلَــيْـهِ وَسَــلَّــمَ: ((هِيهِ)) حَتَّى أَنْشَدْتُهُ مِائَةً، يَــعْنِي مِائَةَ بَيْتٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ كَادَ لِيُسْلِمُ۔))

جناب عمرو بن شرید اپنے والد سے بیان کرتے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھا تو میں نے آپ کو اُمیہ بن ابی صلت کے سو اشعار سنائے۔ جب بھی میں کوئی شعر سناتا تو نبی ﷺ مجھ سے کہتے: ''اور سنا!(اسی طرح آپ فرماتے رہے) یہاں تک کہ میں نے آپ کو سو اشعار سنادیئے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''قریب تھا کہ یہ اسلام قبول کر لیتا۔''

تشریح ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا: ''یہ شخص اپنے اشعار کی روشنی میں تو مسلمان دکھائی دیتا ہے۔''

((هِيـه)) ''بعض روایات میں ((إِيـه)) بھی مروی ہے۔''اور سنا'' اس لفظ سے اہل عرب کسی چیز کا مزید مطالبہ کرتے تھے۔مروی ہے کہ جب حجاج بن یوسف نے آپ کو بطور حقارت (يَــا ابْــنَ ذَاتِ النِّطَاقَيْنِ) ''اے دو بندوں والی کے بیٹے!'' (یہ آپ کی والدہ سیدہ اسماء بن ابوبکر رضی اللہ عنہا کا لقب تھا) کہہ کر پکارا، تو سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: (إِيْه) ''پھر کہو۔'' یعنی اپنے زعم باطل کے لحاظ سے یہ تحقیر آمیز جملہ بار بار کہو۔

اس لفظ کا اعراب نصب کے ساتھ (إِيْهًا) بھی مروی ہے۔اس صورت میں یہ کلمہ تصدیق ہوگا یعنی تو نے درست کہا۔

(۳۳۰۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ......

عَــنِ الأَسْــوَدِ بْــنِ قَيْــسٍ، سَــمِعْتُ جُنْدُبًا، يَــقُــولُ: بَيْــنَــمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جناب اسود بن قیس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا جندب رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے سنا کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ چل

(۳۲۹۹) أخرجه مسلم: ۲۲۵۵

(۳۳۰۰) أخرجه البخاري: ۲۸۰۲، ومسلم: ۱۷۹۶

يَمْشِي إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ، فَعَثَرَ، فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ، فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتِ إِلا إِصْبَعٌ دَمِيتِ وَفِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا لَقِيتِ۔))

رہے تھے کہ آپ کو ایک پتھر آ لگا۔ آپ کو ٹھوکر لگی جس سے آپ کی انگلی زخمی ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''بس تو انگلی ہے جو زخمی ہوگئی، تجھے جو تکلیف پہنچی ہے وہ اللہ کے راستے میں ہے۔''

شرح: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے باسند صحیح مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ حنین والے دن فرمایا تھا: ((اَنَا النَّبِيُّ لا كَذِبْ، اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ))''میں نبی ہوں، یہ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔'' (صحیح بخاری: ٣٠٤٢، صحیح مسلم: ١٧٧٦)

امام بغوی رحمہ اللہ نے کہا: بعض اہل علم کا موقف ہے کہ نبی ﷺ شعر وشاعری کے فن سے خوب واقف تھے لیکن آپ نے شاعری نہیں کی، یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ﴾ .... ''ہم نے اس پیغمبر کو شعر نہیں سکھائے۔'' (سورۂ یس:٦٩) کا جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ انداز اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے ردّ کے طور پر اپنایا ہے جو کہا کرتے تھے: ﴿بَلِ افْتَرَاهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ﴾ .... ''بلکہ اس نے از خود اسے گھڑ لیا ہے، بلکہ یہ شاعر ہے۔'' (سورۂ انبیاء:٥) تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نفی فرمائی اور انہیں بتلایا کہ ہمارا نبی شاعر نہیں اور نہ اس کی شہرت عرب میں شاعر کی حیثیت سے ہے۔ بعض مواقع پر آپ کی زبان مبارک سے ایسے الفاظ کا نکل آنا جو دو مصرعوں کی طرح ہوں اور شعری اوزان وبحور کے بھی مطابق ہوں آپ کے شاعر ہونے کی دلیل نہیں بن سکتا کیونکہ ایسا آپ کے قصد وارادہ کے بغیر ہوا اور ان کا شعری قالب میں ڈھل جانا ایک اتفاق تھا۔ شاعر تو وہ ہوتا ہے جو ہر شعر صنف شعر کے مطابق کہتا ہے۔ کسی کی ہجو کرتا ہے، کسی کی مدح کرتا ہے، تشبیب وتغزل اور مرثیہ نگاری کے موضوع پر شعر کہتا ہے اور شاعرانہ تک بندیاں کرتا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ آپ شعر وشاعری سے قطعاً واقف نہیں تھے، نہ اشعار کی آپ پر وحی کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے مزاج کو ایسا بنایا کہ شعر سے اس کو کوئی مناسبت ہی نہیں تھی اور یہی موقف درست ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ﴾ .... ''نہ تو ہم نے اس پیغمبر کو شعر سکھائے اور نہ یہ اس کے لائق ہے۔'' (سورۂ یس:٦٩)

اسی لیے آپ نے کبھی کوئی شعر پورا نہیں پڑھا۔ آپ ﷺ کبھی کسی کا شعر پڑھتے تو اکثر صحیح نہ پڑھ پاتے اور اس کا وزن ٹوٹ جاتا۔ آپ نے طرفہ بن عبد کا ایک مرتبہ شعر پڑھا، تو یوں پڑھا: ((وَيَأْتِيكَ بِالأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ)) اسی طرح جب آپ نے اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن کو عباس بن مرداس اسلمی کا شعر پڑھ کر سنایا تو بعد والے مصرعے کو پہلے ذکر کر دیا۔

علماء کے مابین اس بابت اختلاف رائے پایا جاتا ہے کہ کیا رجز شعری صنف میں داخل ہے یا نہیں؟ ایک جماعت کا خیال ہے کہ رجز شعر وشاعری کی ذیل میں نہیں آتا کیونکہ نبی اقدس ﷺ سے جنگوں میں رجز پڑھنا ثابت ہے۔ اگر رجز کا تعلق شعر وشاعری سے ہوتا تو آپ کی زبان پر رجز جاری نہ ہوتا کیونکہ آپ کو شعر نہیں سکھلائے گئے۔

اس کے برعکس علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ رجز شاعری ہی کی ایک قسم ہے۔ اس کے بھی اوزان وبحور ہوتے ہیں۔ لیکن آپ کی زبان پر جنگ حنین اور انگلی کے زخمی ہونے کے موقع پر رجز کا جاری ہو جانا قصد وارادہ کے بغیر تھا اور ان کا شعری قالب میں ڈھل جانا ایک اتفاق تھا۔ آپ نے شاعروں کی طرح سوچ بچار کر کے ان کو نہیں کہا بلکہ آپ کے پڑھنے کا انداز بھی سادہ تھا، شاعرانہ نہیں تھا، مثلاً آپ نے پڑھا: ((هَلْ أَنْتِ إِلا إِصْبَعٌ دَمِيتِ)) 'اپنے آخری لفظ کو بغیر مدّ کے پڑھا اور ((دمیتِ)) ٖ نہیں پڑھا۔ اسی طرح: ((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ)) کو 'باء' کے کسرہ کے ساتھ حالانکہ شعری وزن میں دونوں جگہ ساکن پڑھنا چاہیے تھا۔ دراصل یہ جملے آپ کی زبان اطہر سے بے ساختہ صادر ہو گئے تھے۔ ان کے صدور میں نیت وارادہ اور شاعرانہ مزاج وطبیعت کو قطعاً کوئی دخل نہیں۔ اسے بھی حسن اتفاق ہی کہا جائے گا کہ ان جملوں کا وزن ٹھیک ٹھیک شاعرانہ اوزان وبحور کے مطابق ہے اور اس قسم کی مثالیں خود قرآن مجید کے اندر موجود ہیں۔ یہ بات یاد رہے کہ آپ ﷺ کے لیے کسی شعر کو حکایۃً اور تمثیلاً نقل کرنا مباح تھا۔

(۳۳۰۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ......

عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قُلْتُ لِعَائِشَةَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَمَثَّلُ شَيْئًا مِنَ الشِّعْرِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَتَمَثَّلُ مِنْ شِعْرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ، قَالَتْ: وَرُبَّمَا قَالَ: ((وَيَأْتِيكَ بِالأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ۔))

جناب مقدام بن شریح اپنے والد سے بیان کرتے ہیں، ان کے والد کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ ﷺ بطور استشہاد کوئی شعر پڑھا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ ﷺ سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے اشعار بطور تمثیل پڑھا کرتے تھے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ بسا اوقات آپ ﷺ یہ مصرعہ بھی پڑھا کرتے تھے: ((وَيَأْتِيكَ بِالأَخْبَارِ مَنْ لَمْ تُزَوِّدِ۔)) ......''جس پر تو نے کچھ نہیں خرچ کیا، وہ خبر لائے گا۔''

شرح فائدہ: پورا شعر یوں ہے:

(۳۳۰۱) صحیح ......أخرجه الترمذی: ۲۸۴۸

سَتُبْــدِیْ لَكَ الْاَیَّــامُ مَــا كُـنْـتَ جَـاهِلًا
وَیَــأْتِیكَ بِــالأَخْبَــارِ مَـنْ لَـمْ تُـزَوِّدِ

امام مبارکپوری رحمہ اللہ نے اس شعر کا عربی میں یہ مفہوم بیان کیا ہے: ستظهر لك الايام ما كنت غافلا عنه وينقل لك الاخبار من لم تعطيه الزاد ......ایام ان چیزوں کو تیرے لیے ظاہر کر دیں گے، جن سے تو غافل ہے وہ لوگ تیرے پاس خبریں لائیں گے، جن کو تو نے زادِ راہ نہیں دیا۔ (م،م)

(۳۳۰۲)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَـرَنَـا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبِ بْنِ حَرْبٍ الـضَّبِّـيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ يُحَدِّثُ......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَـعَـنَا التُّرَابِ عَلَى رَأْسِهِ حَتَّى مَا أَرَى جِلْدَةَ بَطْنِهِ مِمَّا غَطَّاهُ التُّرَابُ، وَهُوَ يَقُولُ: ((وَاللّٰهِ لَـوْلَا الـلّٰـهُ مَـا اهْتَـدَيْـنَا، وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا، وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْـنَـا، إِنَّ الْأُلَـى قَـدْ بَـغَـوْا عَلَيْنَا، إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا۔)) رَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ خندق کے دن اپنے سر مبارک پر مٹی ڈھو رہے تھے یہاں تک کہ میں نے آپ کے شکم کی جلد غبار کے ڈھانک دینے کی بنا پر نہیں دیکھی آپ اسی حالت میں (سیدنا عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ) کے رجز یہ کلمات کہہ رہے تھے: ((وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا......)) ''اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔ نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے۔ پس ہم پر سکینت نازل فرما! اور اگر ٹکراؤ ہو جائے تو ہمارے قدم ثابت رکھ۔ انہوں نے ہمارے خلاف لوگوں کو بھڑکایا ہے۔ اگر انہوں نے کوئی فتنہ چاہا تو ہم ہرگز سر نہ جھکائیں گے۔'' آپ آخری الفاظ کھینچ کر کہتے تھے۔ ایک روایت میں یوں مذکور ہے کہ آپ ((اَبَيْنَا اَبَيْنَا)) ''نہیں مانیں گے، ہم ہرگز سرنگوں نہ ہوں گے۔'' کے الفاظ بلند آواز سے کہتے۔

(۳۳۰۲) أخرجه البخاري: ۲۸۳٦، ومسلم: ۱۸۰۳

(٣٣٠٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، وَابْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِي بَيْنَ يَدَيْهِ، وَهُوَ يَقُولُ: خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: يَابْنَ رَوَاحَةَ، بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَفِي حَرَمِ اللّٰهِ تَقُولُ شِعْرًا؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خَلِّ عَنْهُ يَا عُمَرُ، فَلَهِيَ أَسْرَعُ فِيهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمرۂ قضا کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور یہ شعر پڑھ رہے تھے: ((خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ ...... الْيَوْمَ نَضْرِبُكُمْ عَلَى تَنْزِيلِهِ ...... ضَرْبًا يُزِيلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيلِهِ ...... وَيُذْهِلُ الْخَلِيلَ عَنْ خَلِيلِهِ)) ''اے کافروں کی اولاد! آپ ﷺ کا راستہ چھوڑ دو، آج ہم آپ ﷺ کے حکم سے تمہاری گردنیں ماریں گے'' اور ایسی ضرب لگائیں گے جو کھوپڑیوں کو گردنوں سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے غافل کر دے گی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ابن رواحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور حرم پاک میں شعر کہتے ہو؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''عمر! پڑھنے دو، یہ اشعار ان کفار کے لیے تیروں کو بوچھاڑ سے بھی زیادہ تکلیف دہ ہیں۔''

(٣٣٠٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَأَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَوِيُّ، قَالَا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِي عُمْرَةِ الْقَضَاءِ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مَرَّةً: وَعَبْدُاللّٰهِ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ عمرۂ قضا کے موقع پر مکہ میں داخل ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے آگے تھے۔ عبدالرزاق نے ایک بار کہا:

(٣٣٠٣) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٨٤٧، والنسائي: ٢٨٧٣

(٣٣٠٤) حسن ...... أخرجه الترمذي: ٢٨٤٧، والنسائي: ٢٨٧٣

بْـنُ رَوَاحَةَ آخِـذٌ بِغَرْزِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّمَ، وَهُوَ يَقُولُ: ((خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيـلِـهِ، فَقَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ فِي تَنْزِيلِهِ، بِأَنَّ خَيْرَ الْقَتْلِ فِي سَبِيلِهِ۔))

عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے یہ شعر پڑھ رہے تھے: (خَلُّوا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيلِهِ، فَقَدْ أَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ فِي تَنْزِيلِهِ، بِأَنَّ خَيْرَ الْقَتْلِ فِي سَبِيلِهِ) ''اے کافروں کی اولاد! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ چھوڑ دو۔ یہ حکم رحمٰن نے اپنی کتاب میں نازل فرمایا ہے کہ بہترین موت اس کی راہ میں شہید ہونا ہے۔''

(٣٣٠٥)۔أَخْبَـرَنَـا أَحْـمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْـنِ بِشْـرَانَ، أَخْبَـرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَـنِ ابْـنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ لِقَوْمٍ فِيهِمْ أَبُو هُرَيْرَةَ: أُنْشِدُكَ اللّٰهَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَسَـمِـعْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَـقُـولُ: ((أَجِـبْ عَـنِّـي أَيَّـدَكَ الـلّٰـهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ)) فَقَالَ: اللّٰهُمَّ نَعَمْ۔

جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں سے کہا، ان میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تشریف فرما تھے: اے ابوہریرہ! میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا: (اے حسان) میری طرف سے جواب دے اللہ تعالیٰ روح القدس کے ذریعے تیری مدد کرے۔'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔

تشریح: جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے بیان کیا: سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں شعر پڑھ رہے تھے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے اور انہیں تیز نظروں سے دیکھا اور کہا: مسجد میں شعر پڑھے جا رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اللہ کی قسم! میں اس مسجد میں شعر پڑھا کرتا تھا اور اس میں وہ عظیم ہستی موجود ہوتی تھی جو آپ سے کہیں زیادہ افضل تھی۔ راوی نے کہا: پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت پیش کر دیں گے چنانچہ انہوں نے ان کو اجازت دے دی کہ وہ مسجد میں شعر پڑھ سکتے ہیں اور انہیں کچھ نہیں کہا۔

(٣٣٠٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

(٣٣٠٥) أخرجه البخاري: ٣٢١٢، ٦١٥٢، ومسلم: ٢٤٨٥

(٣٣٠٦) أخرجه البخاري: ٣٢١٣، ٤١٢٣، ومسلم: ٢٤٨٦

أَخْبَرَنِي عَدِيٌّ، أَنَّهُ سَمِعَ الْبَرَاءَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَسَّانَ: ((اهْجُهُمْ، أَوْ: هَاجِهِمْ، وَجِبْرِيلُ مَعَكَ.))

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''ان (مشرکین) کی ہجو کرو اور جبریل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ''اُهْجُهُمْ یا هَاجِهِمْ'' کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے۔

(۳۳۰۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُوسَى الْفَزَارِيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالَا: نا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَوْ قَالَ: يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانًا بِرُوحِ الْقُدُسِ مَا يُنَافِحُ أَوْ يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسان رضی اللہ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھوا دیا کرتے تھے۔ پس وہ اس پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فخر کا اظہار کیا کرتے تھے۔ یا کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع کیا کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ حسان کی روح القدس کے ساتھ معاونت فرماتا ہے جب تک وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے دفاع کرتے رہیں یا فخر کا اظہار کرتے رہیں۔''

شرح: ((يُنَافِح)) ''دفاع کرنا۔'' ایک روایت میں ہے: ((مَا نَافَحْتَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ)) اس کا معنی بھی دفاع کرنا، دشمن کے بالمقابل کھڑا ہو جانا اور منہ در منہ بات کرنا ہے۔

(۳۳۰۸)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اشعار کے بارے میں جو

(۳۳۰۷) حسن ......أخرجه ابوداود: ۵۰۱۵، والترمذی: ۲۸۴۶

(۳۳۰۸) اسناده صحیح علی شرط الشیخین ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ۱۵۷۸۵

إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَنْزَلَ فِي الشِّعْرِ مَا أَنْزَلَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِسَيْفِهِ وَلِسَانِهِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَكَأَنَّ مَا تَرْمُونَهُمْ بِهِ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ۔))

حکم نازل کیا ہے وہ معلوم ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ مومن تلوار اور زبان کے ساتھ جہاد کرتا ہے۔ اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! گویا تم اشعار کے ساتھ ان پر تیروں کی مانند بوچھاڑ کرتے ہو۔''

(۳۳۰۹)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْحَفِيدُ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَيْدِيكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مشرکوں سے اپنے ہاتھوں اور زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔''

شرح: اسی سند کے ساتھ یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ''مشرکوں کے ساتھ جہاد کرو، اپنے مالوں، نفسوں اور زبانوں کے ساتھ۔''

(۳۳۱۰)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا شَرِيكٌ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: جَالَسْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ مَرَّةٍ، وَكَانَ أَصْحَابُهُ يَتَنَاشَدُونَ الشِّعْرَ، وَيَتَذَاكَرُونَ أَشْيَاءَ مِنْ أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَهُوَ سَاكِتٌ، وَرُبَّمَا يَتَبَسَّمُ مَعَهُمْ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سو سے زائد مرتبہ صحبت کا شرف حاصل کیا ہے۔ آپ کے صحابہ اشعار پڑھا کرتے اور زمانہ جاہلیت کی باتیں یاد کیا کرتے تھے مگر آپ خاموش رہتے، ہاں بسا اوقات ان کی باتوں پہ مسکرا دیا کرتے تھے۔

شرح: جناب معمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام زہری اور امام قتادہ رحمہما اللہ کو شعر پڑھتے سنا۔ حسن بصری رحمہ اللہ شعر نہیں پڑھا کرتے تھے۔ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ مجھے گانے ناپسند ہیں، البتہ میں رجز کو پسند کرتا ہوں۔

(۳۳۰۹) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۲۵۰۴، والنسائی: ۳۰۹۶

(۳۳۱۰) صحیح ......أخرجه الترمذی: ۲۸۵۰، والنسائی: ۱۳۵۸

(43)......بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يَّكُوْنَ الْغَالِبُ عَلَى الإِنْسَانِ الشِّعْرُ حَتّٰى يَصُدَّهٗ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

کسی شخص پر شعر وشاعری کا اس قدر غلبہ ناپسندیدہ ہے جو اسے اللہ عزوجل کی یاد سے غافل کردے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ. اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ.﴾ .... ''شاعروں کی پیروی وہ کرتے ہیں جو بہکے ہوئے ہوں، کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۲۴، ۲۲۵)

امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: آیت کریمہ میں اختیار کردہ پیرایہ کلام ایسے ہی ہے جیسے تو کہے: (اَنَـــا لَكَ فِـــيْ وَادٍ وَاَنْـتَ لِيْ فِيْ وَادٍ) ''میں تیرے لیے کچھ سوچتا ہوں تو میرے لیے کچھ اور سوچتا ہے۔ میں تیرا بھلا سوچتا ہوں تو میرا نقصان۔'' مطلب یہ ہے کہ شاعروں کی اکثریت چونکہ ایسی ہوتی ہے کہ وہ مدح وذم میں، اصول وضابطے کے بجائے ذاتی پسند وناپسند کے مطابق اظہار رائے کرتی ہے۔ علاوہ ازیں اس میں غلو اور مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں۔ شاعرانہ تخیلات میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھٹکتے ہیں۔ مدح میں جھوٹ بولتے ہیں اور مذمت میں حد سے گزر جاتے ہیں۔

(۳۳۱۱)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْقَـاسِـمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ ذَكْوَانَ......

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((لأَنْ يَـمْتَلِـءَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِءَ شِعْرًا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔''

(۳۳۱۲)۔أَخْبَـرَنَـا الإِمَـامُ أَبُـو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنُ حَفْصٍ التَّاجِرُ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْكُوفِيُّ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ، عَـنِ الأَعْـمَـشِ، عَـنْ أَبِـي صَـالِـحٍ، عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَـدَّثَـنَـا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ ذَكْوَانَ......

(۳۳۱۱) أخرجه البخاري: ٦١٥٥، ومسلم: ٢٢٥٧

(۳۳۱۲) انظر الحديث السابق

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَأَنْ يَمْتَلِءَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا يَرِيهِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِءَ شِعْرًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے جس سے اس کے پھیپھڑے متاثر ہوں، یہ اس بات سے بہتر ہے کہ اس کا پیٹ اشعار سے بھرا ہوا ہو۔''

شرح: ((یَرِیَہ)) ''اس کے پھیپھڑے خراب ہو جائیں۔'' (وَدَی الْقَیْحُ جَوْفَہٗ) ''اس کا پیٹ پیپ سے بھر گیا۔''

ابو عبید نے اس حدیث کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ کسی شخص پر شعر گوئی کا اس قدر غلبہ ہو جائے کہ وہ قرآن وحدیث اور علم نافع کے حصول سے غافل ہو جائے اور ہر وقت مشاعروں میں پڑا رہے۔ شعروشاعری ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لے، قرآن اور اللہ کے ذکر سے غافل ہو رہے تو یہ انتہائی مذموم ہے البتہ حد اعتدال میں رہتے ہوئے اشعار کہنا اور برموقع پڑھنا کچھ برا نہیں بلکہ اگر اس سے اشاعت حق اور ابطال باطل کا فریضہ لیا جائے تو بلاشبہ کارِ خیر ہے۔

بعض لوگوں نے اس حدیث مبارکہ کو ایسے اشعار پر محمول کیا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو پر مشتمل ہوں اور جن میں آپ علیہ السلام کی تنقیص پائی جائے، ان کے یاد کرنے سے بہتر ہے کہ اس شخص کا پیٹ پیپ سے بھر جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَأَن یمتلیء جَوف أحدکُم قَیحا ودما خیر لَہُ من أَن یمتلء شعرًا قد هُجِیتُ بِهِ۔)) ...... ''تم میں کسی کا پیٹ پیپ اور خون سے بھر جائے یہ اس کے لیے بہتر ہے کہ ایسے شعروں سے بھرے جو میری ہجو پر مشتمل ہوں۔'' اس حدیث کی سند درست نہیں اور ابو عبید نے حدیث کی اس تشریح سے انکار کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت اور ہجو پر مشتمل اشعار یاد رکھنے والا بھلا مسلمان کہاں رہ جائے گا۔ جس نے حدیث ہذا کا مطلب یہ لیا کہ اس کا پیٹ آپ کی ہجو پر مبنی اشعار سے بھرا ہو تو تب وہ اس وعید کا حقدار ہے تو بین السطور یہ مطلب نکلا کہ کم اور قلیل اشعار یاد کرنے پہ وہ اس وعید کا مستوجب نہیں اور اسے تھوڑے بہت اشعار یاد رکھنے کی رخصت ہے حالانکہ ایک مسلمان اس بات کا تصور بھی نہیں کرسکتا اور یہ چیز بھی اس تشریح کے بودے اور لائقِ التفات نہ ہونے کی دلیل ہے۔

جناب ابراہیم بیان کرتے ہیں: گانا دل میں نفاق کی فصل بو دیتا ہے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا تبصرہ مروی ہے کہ گانا دل میں یوں نفاق پیدا کر دیتا ہے جس طرح پانی سے انگوریاں اُگ آتی ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ گانا بدکاری کا منتر ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اگر ایک شخص گانے سننے کے لحاظ سے بری شہرت رکھتا ہے، سرعام ایسی محافل منعقد کرتا اور ان میں شمولیت کرتا ہے تو ایسا شخص فاسق، فاجر اور مردود الشھادہ ہے۔ اگر وہ تھوڑا بہت اس لت میں پڑا ہوا ہے تو اس کی

شہادت قبول کر لی جائے گی۔

اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے جو اشعار پڑھے جاتے ہیں ان کو ''حُدی'' کہتے ہیں۔ان کا سننا اور اسی طرح عرب دیہاتیوں کے دوہڑے اور ترانے سننے میں کوئی حرج نہیں۔خود نبی کریم ﷺ نے حُدی اور رجزیہ شاعری کو سنا ہے اور آپ ﷺ نے سیدنا ابن رواحہ رضی اللہ عنہ سے کہا: ''قوم کو ذرا بیدار کر دو!'' تو انہوں نے کھڑے ہو کر رجز پڑھنا شروع کر دیئے۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں: جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا کہنا ہے: مجھے گانوں سے بے حد نفرت ہے البتہ رجز پسند کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں: اگر کوئی شخص وارفتگی کے عالم میں کوئی شعر سریلی آواز کے ساتھ گنگنانے لگ جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔

جناب ابن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک مرتبہ سیدنا براء بن مالک رضی اللہ عنہ چت لیٹے ہوئے تھے اور پُر سوز آواز کے ساتھ کچھ پڑھ رہے تھے۔سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے کہا: اے بھائی! اللہ کو یاد کیجئے! تو وہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور گویا ہوئے: اے انس! تیرا کیا خیال ہے، میری موت بستر پر آئے گی، میں نے ایک صد ایسے نامی گرامی مشرکوں کو تنہا قتل کیا ہے کہ جنہوں نے میدان جنگ میں ہمیں للکارا تھا۔ وہ مشرک اس سے الگ ہیں کہ جن کے قتل میں میں دوسروں کا شریک تھا۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مہاجرین میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جسے میں نے ترنم کے ساتھ کچھ نہ کچھ گنگناتے ہوئے نہ سنا ہو۔ان سے یوں بھی مروی ہے: مہاجرین میں سے وہ کونسا آدمی ہے جسے میں نے نصب پر مشتمل اشعار کو زیرلب دہراتے ہوئے نہ سنا ہو۔

نوٹ:......نصب، عرب شاعری کی ایک قسم ہے جو حدی خوانی سے ملتی جلتی ہے۔(ع،س)

بیان کیا جاتا ہے کہ محمد بن عبداللہ بن نوفل نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں چت لیٹے ہوئے دیکھا، انہوں نے ایک ٹانگ پر دوسری ٹانگ چڑھا رکھی ہے اور نصبیہ شاعری ترنم اور پُر کیف انداز میں پڑھ رہے ہیں۔سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی رجزیہ اور نصبیہ شاعری کو برا نہیں جانتے تھے۔اس بات پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے کہ گانے، باجے اور آلات موسیقی کا استعمال قطعاً حرام ہے۔ جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے مزامیر (آلاتِ موسیقی) کی آواز سنی تو اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر راستے سے ہٹ گئے اور فرمایا: میں ایک مرتبہ نبی ﷺ کے ہمراہ تھا، آپ نے اسی طرح مزامیر کی آواز سنی تو اسی طرح کیا جس طرح میں نے کیا ہے۔(صحیح، ابوداود: ٤٩٢٤)

ابن عمر رضی اللہ عنہ نے چرواہوں کی بانسری کی آواز سنی تھی۔ایک حدیث میں اس کا تذکرہ بھی ہے۔اسی لیے انہوں نے صرف کانوں کو بند کرنے پر اکتفا کیا ہے اور بجانے والے کو سرزنش نہیں کی۔بعض علماء چرواہوں کی بانسری وغیرہ کی رخصت کی بات کرتے ہیں۔

(44)......بَابُ تَحْرِيمِ اللَّعِبِ بِالنَّرْدِ

نرد (چوسر) کھیلنا حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ﴾ .... ''اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب اور جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے کے تیر یہ سب گندی باتیں ہیں۔'' (سورۂ مائدہ: ۹۰) اس سے مراد وہ اونٹ ہیں جن پر اہل عرب جوا لگایا کرتے تھے۔ اسے میسر کہا جاتا ہے کیونکہ اسے کئی حصوں میں بانٹا جاتا تھا اور جس چیز کے مختلف حصے کر دیئے جائیں اسے اسی لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی یَسَرْتَه کا معنی ہے: ''تو نے حصے لگا دیے۔'' (اليَاسِر) ''وہ شخص جو اونٹ کا گوشت تقسیم کرتا ہے۔'' اہل عرب کے مقامراتی (جوے والے) طریقے۔ (يَسَرَ الْقَوْمُ) کا معنی ہے: ''لوگوں نے جوا کھیلا۔'' جوئے باز کو عربی میں ''رَجُلٌ يَسَرٌ'' یا ''رَجُلٌ يَاسِرٌ'' کہا جاتا ہے۔

(۳۳۱۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ......

عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدِ، فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُولَهُ))

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نرد (چوسر) کھیلا اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔''

شرح: میں کہتا ہوں: اہل علم کا یہی فتویٰ ہے کہ نردشیر کھیلنا حرام ہے۔

(۳۳۱٤)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ......

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَنْ لَعِبَ بِالنَّرْدَشِيرِ، فَكَأَنَّمَا صَبَغَ يَدَهُ فِي لَحْمِ خِنْزِيرٍ وَدَمِهِ۔))

جناب سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص نردشیر (چوسر) کھیلا گویا اس نے اپنا ہاتھ سؤر کے گوشت اور خون سے آلودہ کیا۔''

شرح: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ جب کسی شخص کو نرد (چوسر) کھیلتے دیکھتے تو اسے مارتے اور اس کا چوسر توڑ دیتے تھے۔ (مؤطا امام مالك: ۱۷۸۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع ملی کہ ان کے گھر میں جو لوگ رہائش پذیر ہیں ان کے پاس نرد ہے تو انہوں نے ان کی

(۳۳۱۳) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٩٣٨، وابن ماجه: ۳۷٦۲

(۳۳۱٤) أخرجه مسلم: ۲۲٦۰

طرف پیغام بھیجا کہ اگر تم گھر سے نرد نہیں نکالو گے تو میں تمہیں اپنے گھر سے نکال باہر کروں گی۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا: جو دو مہروں کے ساتھ جوا لگا کے کھیلا گویا اس نے خنزیر کا گوشت کھایا اور جو جوا لگائے بغیر کھیلا گویا اس نے اپنے ہاتھ خنزیر کی چربی سے سَن لیے۔

شطرنج کھیلنے کے جواز کے متعلق علمائے کرام کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض اس کی رخصت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے دشمن کے داؤ پیچ سمجھنے میں مدد ملتی ہے، نیز امور جنگ سے واقفیت حاصل ہوتی ہے لیکن یہ حضرات اس کے جواز کے لیے تین شرائط لگاتے ہیں۔

(۱)......شطرنج کے لیے جوا نہ لگایا جائے۔

(۲)......شطرنج میں مشغول ہو کر نمازوں کو ضائع نہ کیا جائے۔

(۳)......دوران کھیل زبان کو برے جملوں اور گندے کلمات سے محفوظ رکھا جائے۔

اگر کوئی شخص ان امور میں سے کسی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی شخصیت مجروح ہو جاتی ہے اور اس کی گواہی قابل قبول نہیں۔ رخصت کے قائل جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ ہیں۔ مروی ہے کہ وہ پیٹھ موڑ کر شطرنج کھیلا کرتے تھے اور امام شعبی رحمہ اللہ بھی شطرنج کھیلا کرتے تھے۔

امام شافعی رحمہ اللہ شطرنج کھیلنے اور کبوتر بازی کرنے کو ناپسند جانتے تھے۔ لیکن وہ اس کراہت کو تنزیہی سمجھتے تھے تحریمی نہیں الا یہ کہ جوا لگایا جائے، تب حرام ہوگا۔

اہل علم کی ایک جماعت نرد (چوسر) کی طرح شطرنج کو بھی حرام جانتی ہے۔ جناب مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: ہر وہ کھیل جو وقت اور سرمائے کے ضیاع کا باعث ہو "مَیْسِــــر" کہلاتا ہے اور وہ قطعاً ناجائز ہے حتی کے بچوں کا اخروٹ کے ساتھ کھیلنا بھی۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کتوں اور کبوتروں کو مار دینے کا حکم فرماتے تھے۔

جناب نافع بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کے ایک کھیل "الشھاردة" کو ناپسند جانتے تھے۔ واللّٰہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

فائدہ: ((نرد)) کا ترجمہ "لعبة الطاولة" کیا گیا ہے۔ یعنی "لکڑی کے تختے پر کھیل"۔ جس سے چوسر، کیرم بورڈ اور لڈو وغیرہ کی قسم کے کھیل مراد ہو سکتے ہیں۔ ((الشــطرنج)) ایک کھیل ہے جو دو اشخاص کھیلتے ہیں۔ ہر کھلاڑی کے پاس سولہ مہرے ہوتے ہیں جن کو جارحانہ اور مدافعانہ انداز میں چونسٹھ مربع خانوں کی بساط پر اس مقصد سے چلاتا ہے کہ مخالف کا سب سے اہم مہرہ یعنی بادشاہ ہر طرف سے اس طرح گھر جائے کہ کسی بھی خانے میں جانے سے بچت کی گنجائش نہ ہو اور اسے شہ مات دی جا سکے۔ یہ اصلاً ہندوستانی کھیل ہے۔

کھیل کا اصل مقصد ذہنی راحت اور جسمانی ورزش ہوتا ہے، اگر جائز کھیلوں میں بھی وقت ضائع ہوتا ہو تو وہ ناجائز

ہو جائیں گے۔ اس باب کی صحیح احادیث اور مذکورہ اصل کی رو سے کرکٹ جیسے کھیل کی قطعاً اجازت نہیں اور شرعاً یہ ناجائز کھیل ہے۔ کیونکہ اس کھیل میں بے شمار لوگوں کا وقت ضائع ہوتا ہے اور نماز روزے کی کوئی پروا نہیں ہوتی اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کھیل بین الاقوامی سطح پر جوئے جیسی بدترین لعنت اور کبیرہ گناہ کا ذریعہ بن چکا ہے۔ قومی اور ملکی سطح پر اس کے نقصانات اور مضر اثرات بے پناہ ہیں اور ان کے مقابلہ میں فائدہ کچھ بھی نہیں۔ ہماری شریعت خوبصورت اور حساس ہے۔ ایسا پاکیزہ دین جس میں چوسر کھیلنے کی اجازت نہیں ہے اس دین فطرت میں کرکٹ جیسے کھیل کی اجازت کس طرح ہوسکتی ہے۔ (ع،س)

(38)......كِتَابُ الْبِرِّ وَالصِّلَةِ
حسن سلوک اور صلہ رحمی کرنے کا بیان

(1)......بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ
والدین سے حسن سلوک کرنا

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے: ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ ''ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ احسان کرنے کی تاکید کی ہے۔'' (سورۂ عنکبوت:۸)

اور اللہ تعالیٰ نے سیدنا یحییٰ علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ﴾ ''اور وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے تھے۔'' (سورۂ مریم:۱۴) اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَبَرًّا بِوَالِدَتِي﴾ .... ''اور اس نے مجھے اپنی والدہ کا خدمت گزار بنایا ہے۔'' (سورۂ مریم:۳۲) ﴿البر﴾ کا ترجمہ ہے: ''حسن سلوک کرنا، پورا کرنا اور ملانا۔ (بَرَرْتُ وَالِدِيْ) کا معنی ہے میں نے اپنے والد سے اچھا سلوک کیا۔ اور (بَرَرْتُ فِيْ يَمِيْنِيْ) کا معنی ہے: میں نے اپنی قسم پوری کی۔

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے: ﴿وَقَضَى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ .... ''اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ عبادت صرف ایک رب کی کرو۔'' جناب مجاہد نے کہا: یعنی تیرے رب نے اس بات کا حکم فرمایا ہے۔ ﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ .... ''اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔'' (سورۂ اسراء:۲۳)

(۳۳۱۵)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ النَّيْسَابُورِيُّ، أَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، نَا عَبْدُ الْغَفَّارِ بْنُ الْحَكَمِ، نَا شَرِيكٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِي زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيرٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَنْبِئْنِي بِأَحَقِّ النَّاسِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: مجھے بتائیے! میرے حسن سلوک کا

(۳۳۱۵) أخرجه البخاري: ۵۹۷۱، ومسلم: ۲۴۵۸

مِنِّی بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ، قَالَ: ((نَعَمْ وَاللَّهِ لَتُنَبَّأَنَّ۔)) قَالَ: مَنْ؟ قَالَ: ((أُمُّكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمُّكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أُمُّكَ۔)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((أَبُوكَ۔)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، نَبِّئْنِي عَنْ مَالِي كَيْفَ أَتَصَدَّقُ بِهِ؟ قَالَ: ((نَعَمْ وَاللَّهِ لَتُنَبَّأَنَّ، تَصَدَّقْ وَأَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ، تَخْشَى الْفَقْرَ، وَتَأْمُلُ الْغِنَى، وَلَا تُمْهِلْ حَتَّى إِذَا كَانَ نَفْسُكَ هَاهُنَا، وَأَشَارَ شَرِيكٌ إِلَى حَلْقِهِ، قُلْتَ: مَالِي لِفُلَانٍ، وَلِفُلَانٍ، وَهُوَ لَهُمْ، وَإِنْ كَرِهْتَ۔))

سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''ہاں، اللہ کی قسم تجھے ضرور بتایا جائے گا۔'' اس نے کہا: کون ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے کہا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے پوچھا: پھر کون ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہاری ماں۔'' اس نے پھر پوچھا: پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارا باپ۔'' اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے مال کے متعلق بتائیے کہ میں اس کا صدقہ کیسے کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! اللہ کی قسم! تجھے ضرور بتایا جائے گا، تو صدقہ کر جبکہ تو صحت مند اور تندرست کے ساتھ ہو اور تجھے مال کی محبت ہو، تمہیں ایک طرف تو فقیری کا ڈر ہو اور دوسری طرف مالدار بننے کی تمنا ہو اور (اس صدقہ وخیرات میں) ڈھیل نہیں ہونی چاہیے کہ جب جان حلق تک آجائے (یہ کہہ کر شریک راوی نے حلق کی طرف اشارہ کیا) تو اس وقت تو کہنے لگے کہ فلاں کے لیے اتنا اور فلاں کے لیے اتنا، حالانکہ وہ تو اب فلاں کا ہو چکا خواہ تو ناپسند کرے۔''

تشریح: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل زیادہ فضیلت والا ہے؟ آپ نے فرمایا: ''بروقت نماز پڑھنا۔'' میں نے کہا: پھر کونسا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔'' (صحیح بخاری: ۵۹۷۰، صحیح مسلم: ۸۵)

(۳۳۱۶)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ الصَّلْتِ، نَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُقْرِءُ، نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ......

نَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: بہز بن حکیم کے دادا (سیدنا معاویہ بن حیدہ قشیری رضی اللہ عنہ)

(۳۳۱۶) حسن ......أخرجه الترمذي مجزء ا: ۱۸۹۷، ۲۳۱۵، ۲۷۹۴، والحديث الاخير رواه الامام احمد في المسند: ۲۰۰۳۲

قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَنْ أَبَرُّ؟ قَالَ: ((أُمَّكَ۔)) قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أُمَّكَ۔)) قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((ثُمَّ أُمَّكَ، ثُمَّ أَبَاكَ، ثُمَّ الأَقْرَبَ فَالأَقْرَبَ۔)) قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، عَوْرَاتُنَا مَا نَأْتِي مِنْهَا، أَمْ مَا نَذَرُ؟ قَالَ: ((احْفَظْ عَوْرَتَكَ إِلا مِنْ زَوْجَتِكَ، أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ۔)) قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ الْقَوْمُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ؟ فَقَالَ: ((إِنِ اسْتَطَعْتَ أَنْ لا يَرَاهَا أَحَدٌ، فَلا يَرَاهَا۔)) فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ الرَّجُلُ خَالِيًا؟ قَالَ: ((فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَنْ يُسْتَحْيَا مِنْهُ۔)) وَسَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((وَيْلٌ لِلَّذِي يُحَدِّثُ فَيَكْذِبُ، فَيَضْحَكُ مِنْهُ الْقَوْمُ، وَيْلٌ لَهُ، ثُمَّ وَيْلٌ۔)) وَسَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((لَا يَأْتِي رَجُلٌ مَوْلَاهُ، فَيَسْأَلُهُ مِنْ فَضْلٍ هُوَ عِنْدَهُ، فَيَمْنَعُهُ إِلا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ۔))

بیان کرتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! میں کس کے ساتھ اچھا سلوک کروں؟ آپ نے فرمایا: ''اپنی ماں کے ساتھ۔'' میں نے عرض کیا: پھر کس کے ساتھ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اپنی ماں کے ساتھ۔'' میں نے پھر دریافت کیا: کس کے ساتھ (اچھا سلوک کروں؟) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''پھر اپنی ماں کے ساتھ، بعد ازاں اپنے باپ کے ساتھ، پھر جو تمہارے سب سے زیادہ قریب ہو، پھر جو اس کے بعد قریبی ہو۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم اپنی شرمگاہوں کا استعمال کہاں کریں اور کہاں نہ کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو اپنی شرمگاہ کی حفاظت کر ماسوائے اپنی بیوی اور اپنی لونڈی کے۔'' میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر ہم آپس میں (مرد حضرات) بیٹھے ہوں (تو پھر ہمیں کس قدر ستر کا خیال رکھنا چاہیے؟) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم اس بات کی طاقت رکھتے ہو کہ تمہارا ستر کوئی نہ دیکھ پائے تو اسے کوئی نہ دیکھے۔'' میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اگر کوئی شخص عالم خلوت میں ہو تو پھر کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کریم اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اس سے شرم وحیا کی جائے (یعنی خلوت میں بھی بے ستر نہ ہوا جائے) اور میں نے اللہ کے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''ہلاکت ہے اس شخص کے لیے جو باتیں کرتے ہوئے جھوٹ بولتا ہے کہ اس سے لوگ ہنسیں، ہلاکت ہے اس کے لیے، تباہی ہے اس کے لیے۔'' اور میں نے سنا، اللہ کے رسول ﷺ فرما رہے تھے: ''ایک ضرورت مند شخص اپنے آقا کے پاس آکر ایک ایسی چیز کا سوال کرتا ہے

جو اس کی ضرورت سے زائد ہے اور وہ اس کو دینے سے انکار کر دیتا ہے تو اس کے لیے قیامت والے دن ایک بڑے اژدہے کو بلایا جائے گا جو اس کے زائد حصے کو زبان لپیٹ لپیٹ کر کھا جائے گا۔''

شرح ایک روایت میں ہے: ((الا دُعِی یوم القیامة فضله الذی منع شجاعا اقرع)) ''جس زائد چیز کو اس نے سنبھال کر رکھا اسے بصورت گنجے، بڑے اژدھے کے لایا جائے گا۔'' یعنی وہ زائد چیز سانپ بنا کر اس پر مسلط کر دی جائے گی۔

((الشجاع)) ''سانپ۔'' ((التَّلَمّظ)) مراد دانتوں کے اندر پھنس جانے والے کھانے کے ذرات کو زبان لپیٹ لپیٹ کر اور گھما گھما کر کھائے گا۔

(۳۳۱۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالَا: نا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عِيسَى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ......

عَنْ ثَوْبَانَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَرُدُّ الْقَدَرَ إِلا الدُّعَاءُ، وَلا يَزِيدُ فِي الْعُمُرِ إِلا الْبِرُّ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ۔))

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تقدیر کو محض دعا ہی ٹالتی ہے، صرف نیکی ہی عمر میں اضافے کا باعث ہوتی ہے۔ بلاشبہ انسان کو بعض اوقات ایک گناہ کے ارتکاب کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

شرح امام ابوحاتم سجستانی رحمہ اللہ نے کہا: ایک شخص کا دعا و مناجات میں مسلسل مشغول رہنا اس کے حق میں بہت بہتر ہے۔ دعا کی برکت سے آئی ہوئی مصیبت رفع ہو جاتی ہے اور جس مصیبت سے انسان ڈرتا ہے وہ رک جاتی ہے۔ نیکی سے آدمی کی زندگی پر بہار ہو جاتی ہے۔ نیکی کا ثواب جس طرح آخرت میں بلندی درجات اور ابدی نعمتوں کا باعث ہوتا ہے، اسی طرح نیکی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی نعمت، عزت اور مزید نیکی کی توفیق سے نوازتا ہے۔ اسی طرح برے عمل کی سزا دنیا اور آخرت دونوں میں ملتی ہے الا یہ کہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دے۔ گناہ کی نحوست آدمی کے لیے معاشی اور مالی مشکلات کا باعث بھی بن سکتی ہے اور بسا اوقات محرومی کا بھی۔

(۳۳۱۷) حسن دون "وان الرجل......" ......أخرجه ابن ماجه: ۹۰

(٣٣١٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُمْرَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ، فَسَمِعْتُ فِيهَا قِرَائَةً، فَقُلْتُ: مَنْ هذَا؟ قَالُوا: حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ، كَذَلِكُمُ الْبِرُّ، كَذَلِكُمُ الْبِرُّ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرآن پڑھنے کی آواز سنی، میں نے دریافت کیا: یہ کون ہے؟ فرشتوں نے کہا: حارثہ بن نعمان ہے۔تمہاری نیکی کا اجر اسی طرح ہوتا ہے، یا تمہاری نیکی کا صلہ یونہی ہوتا ہے۔''

(٣٣١٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّی عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنِ الزُّهْرِيِّ، بِإِسْنَادِهِ، وَقَالَ: ((نِمْتُ فَرَأَيْتُنِی فِی الْجَنَّةِ)) وزاد: ((وَكَانَ أَبَرَّ النَّاسِ بِأُمِّهِ۔))

ایک سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں سویا تو میں نے اپنے آپ کو جنت میں دیکھا۔'' اور اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: ''اور (حارثہ رضی اللہ عنہ) اپنی والدہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے تھے۔''

(٣٣٢٠)۔أَخْبَرَنِی عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِی مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ، أَخْبَرَنِی نَافِعٌ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ، أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوا إِلَى غَارٍ فِی الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ، فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین آدمی چل رہے تھے کہ بارش نے آ لیا، اور انہوں نے پہاڑ کی غار میں پناہ لی، اس کے بعد ان کے غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان گری اور غار کا منہ بند ہو گیا، اب انہوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ تم نے جو نیک

(٣٣١٨) اسناده صحيح ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ٢٥٢٣٧
(٣٣١٩) انظر الحديث السابق
(٣٣٢٠) أخرجه البخاری: ٢٢١٥، ٢٢٧٢، ومسلم: ٢٧٤٣

بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوا أَعْمَالا عَمِلْتُمُوهَا لِلَّهِ صَالِحَةً، فَادْعُوا اللَّهَ بِهَا لَعَلَّهُ يُفَرِّجُهَا، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ، وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ، كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رَجَعْتُ عَلَيْهِمْ، فَحَلَبْتُ، بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيهِمَا قَبْلَ وَلَدِي، وَإِنَّهُ قَدْ نَأَى بِيَ الشَّجَرُ، فَمَا أَتَيْتُ حَتَّى أَمْسَيْتُ، فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ، فَجِئْتُ بِالْحِلابِ، فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمِي، فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَدَأْبُهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ، فَفَرَّجَ اللَّهُ لَهُمْ حَتَّى يَرَوْنَ السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِي: اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِي بِنْتُ عَمٍّ أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا، فَأَبَتْ حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ، فَسَعَيْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ دِينَارٍ، فَلَقِيتُهَا بِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا، قَالَت: يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ، وَلا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ، فَقُمْتُ عَنْهَا، اللَّهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا، فَفَرَّجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الآخَرُ: اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ

کام کیے ہیں، ان میں سے ایسے کام کو دھیان میں لاؤ جو تم نے خالص اللہ تعالیٰ کے لیے کیا ہو، تاکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے ذریعے سے دعا کرو، ممکن ہے کہ وہ غار کو کھول دے، اس پر ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! میرے والدین تھے جو کہ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے اور میں ان کے لیے بکریاں چراتا تھا اور واپس آ کر دودھ نکالتا تو سب سے پہلے اپنے والدین کو پلاتا تھا، اپنے بچوں سے بھی پہلے۔ ایک روز چارے کی تلاش نے مجھے بہت دور لے جا ڈالا، چنانچہ میں رات گئے واپس آیا۔ میں نے دیکھا کہ میرے والدین سو چکے ہیں۔ میں نے معمول کے مطابق دودھ نکالا، پھر میں نکالا ہوا دودھ لے کر آیا اور والدین کے سرہانے کھڑا ہو گیا، میں یہ گوارا نہیں کرسکتا تھا کہ انہیں نیند سے جگاؤں اور یہ بھی مجھ سے نہیں ہوسکتا تھا کہ والدین سے پہلے بچوں کو پلاؤں۔ بچے بھوک سے بے کل ہو کر میرے قدموں پر لوٹ رہے تھے اور اسی کشمکش میں صبح ہو گئی۔ پس اے اللہ! اگر تیرے علم میں بھی یہ کام میں نے تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو تو ہمارے لیے کشادگی پیدا کر دے کہ ہم آسمان دیکھ سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی اور ان کے لیے اتنی کشادگی پیدا کر دی کہ وہ آسمان دیکھ سکتے تھے۔ دوسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میری ایک چچا زاد بہن تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا، وہ انتہائی محبت جو ایک مرد ایک عورت سے کرسکتا ہے۔ میں نے اس سے اسے مانگا تو اس نے انکار کیا اور صرف اس شرط پر راضی ہوئی کہ میں اسے سو دینار دوں۔ میں نے دوڑ دھوپ کی اور سو دینار جمع کر لایا،

أَجِيرًا بِفَرْقِ أَرُزٍّ، فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ، قَالَ: أَعْطِنِي حَقِّي، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا، فَجَائَنِي، فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ، وَلا تَظْلِمْنِي، وَأَعْطِنِي حَقِّي، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلَى ذَلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيهَا، قَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ، وَلا تَهْزَأْ بِي، فَقُلْتُ: إِنِّي لا أَهْزَأُ بِكَ، فَخُذْ ذَلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيهَا، فَأَخَذَهُ، فَانْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ مَا بَقِيَ، فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔))

پھر اس کے پاس انہیں لے کر گیا، جب میں اس کے دونوں پاؤں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان بیٹھ گیا تو اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مُہر کو مت توڑ۔ میں یہ سن کر کھڑا ہو گیا (اور زنا سے باز رہا) پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا کے لیے کیا تھا تو ہمارے لیے کچھ اور کشادگی (چٹان کو ہٹا کر) پیدا کر دے۔ چنانچہ ان کے لیے تھوڑی سی اور کشادگی ہوگئی۔ تیسرے شخص نے کہا: اے اللہ! میں نے ایک مزدور ایک فرق (ایک پیمانہ) چاول کی مزدوری پر رکھا تھا، اس نے اپنا کام پورا کر کے کہا کہ میری مزدوری دو۔ میں نے اس کی مزدوری دے دی لیکن وہ چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے ساتھ بے توجہی کی۔ میں اس کے بچے ہوئے دھان کو بوتا رہا اور اس طرح میں نے اس سے ایک گائے اور چرواہا خرید لیا۔ پھر جب وہ آیا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر! میرے ساتھ ظلم نہ کر اور مجھے میرا حق دے۔ میں نے کہا: یہ گائے اور چرواہا لے جا۔ اس نے کہا: اللہ سے ڈر اور میرے ساتھ مذاق نہ کر، میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کرتا، اس گائے اور چرواہے کو لے جاؤ، چنانچہ وہ انہیں لے کر چلا گیا، پس اگر تیرے علم میں بھی میں نے یہ کام تیری رضا حاصل کرنے کے لیے کیا تھا تو چٹان کی وجہ سے غار سے نکلنے میں جو رکاوٹ باقی ہے اسے دور کر دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پوری طرح کشادگی کر دی۔

(۳۳۲۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ،

(۳۳۲۱) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۱۹۰۰، وابن ماجه: ۲۰۸۹، ۳٦٦۳

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ......

عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: كَانَ رَجُلٌ مِنَّا بَرًّا بِوَالِدَيْهِ فَأَمَرَاهُ أَوْ أَمَرَهُ أَحَدُهُمَا أَنْ يَتَزَوَّجَ فَتَزَوَّجَ، فَوَقَعَ بَيْنَ أُمِّهِ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ شَرٌّ، وَوَافَقَهُ أَهْلُهُ، فَقَالَتْ لَهُ أُمُّهُ: طَلِّقْهَا، قَالَ: فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ أَنْ يُطَلِّقَ امْرَأَتَهُ، وَاشْتَدَّ عَلَيْهِ أَنْ يَعُقَّ أُمَّهُ، قَالَ: فَرَحَلَ إِلَى أَبِي الدَّرْدَاءِ، فَقَصَّ عَلَيْهِ قِصَّتَهُ، فَقَالَ: مَا كُنْتُ آمُرُكَ أَنْ تُطَلِّقَ امْرَأَتَكَ، وَلا أَنْ تَعُقَّ أُمَّكَ، وَلَكِنْ إِنْ شِئْتَ حَدَّثْتُكَ حَدِيثًا سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْوَالِدُ أَوْسَطُ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَحَافِظْ إِنْ شِئْتَ أَوْ ضَيِّعْ.)) قَالَ: فَأَنَا أُشْهِدُكُمْ أَنَّهَا طَالِقٌ فَرَجَعَ وَقَدْ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ۔

جناب ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص والدین کے ساتھ نیکی اور بہت حسنِ سلوک کرنے والا تھا۔ اس کے ماں باپ دونوں نے یا ان میں سے ایک نے شادی کرنے کا حکم دیا، چنانچہ اس نے شادی کر لی، اب اس کی ماں اور اس کی بیوی کے درمیان اختلاف پڑ گیا۔ جبکہ اس کی اپنی بیوی سے پوری طرح موافقت تھی۔ اسے ماں نے حکم دیا کہ بیوی کو طلاق دے ڈال۔ اس پر اپنی بیوی کو طلاق دینا بہت مشکل ہوا۔ ادھر ماں کی نافرمانی بھی اس کے لیے بہت گراں تھی۔ راوی نے کہا: وہ سفر کر کے سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور انہیں اپنے معاملے سے آگاہ کیا، انہوں نے کہا: میں نہ تو آپ کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ اپنی بیوی کو طلاق دو، اور نہ ماں کی نافرمانی کا حکم دیتا ہوں۔ البتہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں جسے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے ''والد جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے چنانچہ اگر تو چاہے تو اس کو ضائع کر دے یا اس دروازے کی حفاظت کر۔'' اس نے کہا: میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ اسے طلاق ہے۔ پھر جب وہ گھر لوٹا تو اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔

(٣٣٢٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ فُورَكٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ حَبِيبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ......

(٣٣٢٢) انظر الحديث السابق

عَـنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی الـلّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((الْوَالِدُ أَوْسَطُ بَابِ الْـجَـنَّةِ، فَإِنْ شِئْتَ، فَحَافِظْ عَلَی الْبَابِ أَوْ ضَیِّعْ۔))

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے ہوئے سنا: ''والد جنت کے دروازوں میں سے بہترین دروازہ ہے چنانچہ اگر تو چاہے تو اس دروازے کو ضائع کر دے یا اس کی حفاظت کر۔''

شرح: امام قشیری رحمہ اللہ نے کہا: (أَوْسَطُ بَـابِ الْجَنَّةِ) کا معنی ہے: ''بہترین دروازہ۔'' اہل عرب کا محاورہ ہے: (فُلَانٌ اَوْسَطُ قَوْمِهِ) ''فلاں شخص اپنی قوم کا بہترین اور سربرآوردہ شخص ہے۔''

(٣٣٢٣)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِیحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَـعْـفَـرٍ الـرَّیَّـانِیُّ، حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ زَنْجُوَیْهِ، حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَیْلٍ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا یَعْلَی بْنُ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِیهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، أَنَّهُ قَالَ: رِضَا الرَّبِّ فِـی رِضَـا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ الرَّبِّ فِی سَخَطِ الْوَالِدِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رب تعالیٰ کا راضی ہونا باپ کے راضی ہونے میں ہے اور رب تعالیٰ کا ناراض ہونا باپ کے ناراض ہونے میں ہے۔''

(٣٣٢٤)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُـو طَـاهِـرٍ مُـحَـمَّـدُ بْـنُ عَلِیٍّ الزَّرَّادُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَکْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِیسَ الْـجَـرْجَـرَائِـیُّ، وَأَبُـو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُعَلِّمُ الْهَرَوِیُّ، قَالَا: أنا أَبُو الْحَسَنِ عَلِیُّ بْنُ عِیسَـی الْـمَالِینِیُّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْیَانَ، حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ حَبِیبِ بْنِ عَرَبِیٍّ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ یَعْلَی بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِیهِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَـلَیْـهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((رِضَـا الـلّٰهِ فِی رِضَا الْوَالِدِ، وَسَخَطُ اللّٰهِ فِی سَخَطِ الْوَالِدِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کا راضی ہونا باپ کے راضی ہونے میں ہے اور اللہ کا ناراض ہونا باپ کے ناراض ہونے میں ہے۔''

شرح: ابوبکر بن حفص سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہو گیا ہے۔ کیا میری توبہ ممکن ہے؟ آپ نے دریافت فرمایا: ''کیا تیری ماں زندہ ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔

(٣٣٢٣) صحیح ......أخرجه الترمذی: ١٨٩٩

(٣٣٢٤) انظر الحدیث السابق

آپ نے پوچھا: ''کیا تیری خالہ ہے؟'' اس نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اس سے حسن سلوک کر۔''

(صحیح، ترمذی: ۱۹۰٤)

راوی حدیث ابوبکر بن حفص وہ عمر بن سعد بن ابی وقاص کے بیٹے ہیں۔ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''خالہ ماں کے مرتبے میں ہے۔'' (صحیح بخاری: ۲٦۹۹)

امام مکحول نے کہا: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان کی اطاعت ورضامندی کو ترجیح دینا، ان سے محبت کا معاملہ کرنا کبیرہ گناہوں کے کفارے کا سبب ہے نیز بندے کو اس وقت تک نیکی کی توفیق ملتی رہتی ہے، جب تک اس کے خاندان میں کوئی بڑی عمر کا فرد موجود رہتا ہے (اور وہ اس کا احترام اور توقیر بجالاتا ہے۔)

(2)......بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

مشرک والد سے صلہ رحمی

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِي مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا﴾ .... ''اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شرک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح بسر کرنا۔'' (سورۂ لقمان:۱۵)

(۳۳۲۵)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَنَّ عَبْدَ الْعَزِيزِ بْنَ أَحْمَدَ الْخَلَالَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أُمِّهِ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِي بَكْرٍ، قَالَتْ: أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ، فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصِلُهَا؟ قَالَ: ((نَعَمْ۔))

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما روایت کرتی ہیں کہ میری ماں (معاہدہ حدیبیہ کے دوران) مجھ سے حسن سلوک کی خواہش لے کر میرے پاس آئیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنی والدہ سے صلہ رحمی کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔''

تشریح: ((رَاغِبَة)) کے معنی ہیں: ''میرے حسن سلوک کی خواہش مند ہیں، میرے پاس جو کچھ ہے اس میں سے کسی چیز کی طلبگار ہیں۔ رغبت کا معنی کسی چیز کو چاہنا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ہے: ((الرُّغب شُؤْمٌ)) ''دنیا کا لالچ اور مبالغہ آمیز دھیان نحوست ہے۔'' عربی زبان میں بسیار خور کو ((رَجُلٌ رَغِيبُ الْجَوْفِ)) کہا جاتا ہے۔

(۳۳۲۵) أخرجه البخاري: ۲٦۲۰، ومسلم: ۱۰۰۳

اسی طرح (حَــوْضٌ رَغِيْـبٌ) اس بڑے تالاب کو کہا جاتا ہے جس میں بہت زیادہ پانی سما جانے کی گنجائش ہو۔ جو علمائے کرام مسلم بچوں پر کافر ماں باپ کے نان نفقہ کو واجب قرار دیتے ہیں ان کی دلیل یہی روایت ہے۔

بعض روایات میں سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ بھی مروی ہیں: (قَدِمَتْ أُمِّيْ رَاغِمَةً) ''میری ماں اپنی قوم سے بھاگ کر میرے پاس آ گئی ہے۔'' اور بعض کہتے ہیں کہ اس لفظ کا معنی ہے کہ وہ میرے مسلمان ہونے اور ہجرت کرنے کو ناپسند جاننے کے باوجود میرے پاس آ گئی ہے۔

جناب سلام بن مسکین نے کہا: میں نے جناب حسن رحمہ اللہ سے دریافت کیا: اے ابوسعید! کیا ایک شخص اپنے ماں باپ کو نیکی کرنے کی تلقین اور گناہ سے بچنے کی تلقین کرے؟ انہوں نے کہا: اگر وہ تلقین قبول کریں تو ضرور کرے، ناپسند جانیں تو خاموشی اختیار کر لے۔

(3)......بَابُ تَحْرِيْمِ الْعُقُوْقِ

والدین کی نافرمانی حرام ہے

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ﴾ ''اگر تیری موجودگی میں ان میں سے ایک یا وہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کے آگے اف تک نہ کہنا۔''

(سورۂ بنی اسرائیل:۲۳)

اس آیت کریمہ کا مطلب ہے کہ بڑھاپے میں والدین کے ساتھ کوئی ایسا رویہ نہ اپنایا جائے جن میں ان کی ہلکی سی بھی دل آزاری اور دل شکنی کا شائبہ ہو یعنی ان کے سامنے ''ہوں'' تک کہنے سے باز رہا جائے۔

(اف) اور (تُف) ناخنوں میں پھنسی ہوئی معمولی میل کچیل کو کہتے ہیں۔ عرب محاورہ میں جو چیز ذرا سی طبیعت پر ناگوار گزرے اور ہلکے سے بوجھل پن کا باعث بنے تو اس موقع پر لفظ اُف بول دیا جاتا ہے۔

امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: تو والدین سے ملول خاطر نہ ہو جس طرح بچپن میں وہ تم سے اکتاتے نہ تھے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ﴾ .... ''اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا۔'' (سورۂ بنی اسرائیل:۲۴)

امام عطاء رحمہ اللہ نے کہا: والدین کی عظمت اور رفعت شان کا تقاضا ہے کہ ان کے سامنے ہاتھ بالکل نہ اُٹھائے جائیں اور نہ ان کے ساتھ دست درازی کی جائے۔ جناب عروہ نے کہا: والدین جس چیز کو پسند کریں انہیں اس سے محروم نہ رکھا جائے۔

فائدہ: پرندہ جب اپنے بچوں کو اپنے سایہ شفقت میں لیتا ہے تو ان کے لیے اپنے بازو پست کر دیتا ہے۔ یعنی تو بھی والدین کے ساتھ اسی طرح اچھا اور پر شفقت معاملہ کرنا اور ان کی اسی طرح کفالت کر جس طرح انہوں نے بچپن میں نرمی کی۔ (ع،س)

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ((أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ، وَشَهَادَةُ الزُّورِ۔)) ...... ''کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہوں کی خبر نہ دوں؟ اللہ کا شریک ٹھہرانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی گواہی دینا۔'' (صحیح بخاری: ٥٩٧٦، صحیح مسلم: ٨٧)

(٣٣٢٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا جَرِيرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ......

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَمَنْعًا وَهَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ۔))

سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے ماؤں کو ستانا، بیٹیوں کو زندہ دفن کر دینا، خود کچھ نہ دینا اور (دوسروں سے کہنا) مجھے دے! اور تمہارے لیے ناپسند کیا ہے (یہ کہنا کہ) یہ کہا گیا اور فلاں نے کہا اور زیادہ سوال کرنا اور مال ضائع کرنا۔''

شرح: ((وَأْدَ الْبَنَاتِ)) ''بیٹیوں کو زندہ دفن کرنا۔'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا الْمَوْءُدَةُ سُئِلَتْ﴾ ''اور جب زندہ گاڑی ہوئی لڑکی سے سوال کیا جائے گا۔'' (سورۂ تکویر: ٨)

فائدہ: اہل جاہلیت عام طور پر بیٹیوں کو اس لیے زندہ درگور کر دیتے تھے کہ جنگ میں دشمن کے ہاتھ نہ آ جائیں اور اس لیے بھی کہ لڑکے تو کمائیں گے، جنگ میں معاون بنیں گے جبکہ لڑکیاں تو بوجھ ہی بوجھ ہیں، کئی لوگ فقر کے ڈر سے اولاد کو قتل کر دیتے تھے۔ (ع،س)

جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ''مال ضائع کرنا'' سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: پاکیزہ مال کو ناجائز جگہوں میں خرچ کرنا مال ضائع کرنا ہے۔ ((مَنْعًا وَهَاتِ)) ''خود کسی کو کچھ نہ دینا اور دوسروں سے ہر چیز کا تقاضا ہی کرتے چلے جانا۔'' یعنی دوسروں کے حقوق کی ادائیگی سے پہلو تہی کرنا اور اپنے حقوق کا بڑے شد ومد سے مطالبہ کرتے رہنا۔ لوگوں کی رقم کی ادائیگی نہ کرنا اور لوگوں کے مال میں ناحق دست درازی کرنا۔

(٣٣٢٦) أخرجه البخاري: ١٤٧٧، ٢٤٠٨، ومسلم: ٥٩٣

(۳۳۲۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ ، سَمِعْتُ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَسُبَّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ)) قَالَ: وَكَيْفَ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ: ((يُسَابُّ الرَّجُلَ ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ ، فَيَسُبُّ أَبَاهُ ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ ، فَيَسُبُّ أُمَّهُ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔'' راوی نے کہا: آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کسی شخص کے ساتھ گالم گلوچ کرتا ہے تو وہ آدمی اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے، یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔''

(۳۳۲۸)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْعَلَوِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ الشَّرْقِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الذُّهْلِيُّ ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ نا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ التَّمْتَامُ الضَّبِّيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي زِيَادٍ ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ ، وَلَا عَاقٌّ ، وَلَا مُدْمِنٌ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں داخل نہ ہوں گے، احسان جتلانے والا، والدین کا نافرمان اور ہمیشہ شراب پینے والا۔''

شرح: راوی عبدالعزیز نے اپنی روایت میں: ((وَلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ)) کے الفاظ بیان کیے ہیں۔

(4)......بَابُ ثَوَابِ صِلَةِ الرَّحِمِ وَإِثْمِ مَنْ قَطَعَهَا

رشتہ داری کو ملانے کا ثواب اور قطع رحمی کا گناہ

اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ﴾ .... ''اللہ سے ڈرو کہ جس

(۳۳۲۷) أخرجه البخاري: ۵۹۷۳ ، ومسلم: ۹۰

(۳۳۲۸) حديث حسن لغيره ......أخرجه الامام احمد في المسند: ۱۱۲۲۲

کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو۔'' (سورۂ نساء:۱) بعض علماء نے (اَلْاَرْحَامِ) کومکسور پڑھا ہے یعنی ﴿تَسَآءَ لُوْنَ بِهٖ وَبِالْاَرْحَامِ﴾ ....'اس صورت میں معنی ہوگا کہ تم ایک دوسرے سے اللہ تعالیٰ کا اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر رحم اور ترس کی اپیل کرتے ہو۔ جس طرح اہل عرب کہا کرتے تھے: (نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ وَبِالرَّحِمِ) ''میں تجھے اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں۔''

(۳۳۲۹)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي عَقِيلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جسے پسند ہے کہ اس کی روزی روٹی میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز کی جائے تو وہ صلہ رحمی کیا کرے۔''

شرح ((يُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ)) ''اسے لمبی عمر مل جائے۔'' اہل عرب کسی کو دعا دیتے ہوئے کہتے ہیں: (نَسَأَ اللّٰهُ فِيْ عُمُرِكَ) ''اللہ تجھے لمبی عمر دے۔'' یعنی تیرے نشانِ قدم میں تاخیر کی جائے۔ ''اثر'' سے یہاں مراد زندگی کے آخری لمحات ہیں۔ موت کو بھی (اثر) نشانِ قدم کہا گیا ہے کیونکہ چلنا پھرنا زندگی کے تابع ہے کہ زندگی ہوگی تو چلنا پھرنا ہوگا وگرنہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: ﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَآثَارَهُمْ﴾ .... ''ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو وہ پیچھے چھوڑتے جاتے ہیں۔'' (سورۂ یٰس:۱۲) یعنی وہ اعمال جن کے عملی نمونے اچھے یا برے وہ دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں اور ان کے مرنے کے بعد اس کی اقتدا میں لوگ وہ اعمال بجالاتے ہیں۔

(۳۳۳۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي أَبُو ضَمْرَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عِيسَى الثَّقَفِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُو ضَمْرَةَ لا أَعْلَمُهُ إِلا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابوضمرہ کہتے ہیں: میری معلومات کی حد تک وہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳۳۲۹) أخرجه البخاري: ۵۹۸۵، ومسلم: ۲۵۵۷
(۳۳۳۰) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۱۹۷۹

قَالَ: ((تَعَلَّمُوا مِنْ أَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُونَ بِهِ أَرْحَامَكُمْ، فَإِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِي الأَهْلِ، مَثْرَاةٌ فِي الْمَالِ، مَنْسَأَةٌ فِي الأَثَرِ.))

سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے نسب نامے (خاندان) کے متعلق معلومات حاصل کرو جس سے تم اپنی رشتہ داری کو ملا سکو، بلاشبہ رشتہ داری کو ملانا گھر والوں میں محبت، مال میں ثروت اور نشانِ قدم میں تاخیر، یعنی عمر میں برکت کا باعث ہے۔''

(۳۳۳۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أُوَيْسٍ، حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلالٍ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((خَلَقَ اللّٰهُ الْخَلْقَ، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْهُ، قَامَتِ الرَّحِمُ، فَأَخَذَتْ بِحَقْوَيِ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ: مَهْ، قَالَتْ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيعَةِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: أَلا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ، قَالَتْ: بَلَى يَا رَبِّ، قَالَ: فَذَلِكَ لَكِ)) ثُمَّ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: اقْرَءُ وا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مخلوق پیدا کی، جب اس سے فراغت ہوئی تو رحم (رشتہ داری) نے کھڑے ہو کر رحمان کی کمر کو پکڑ لیا، اللہ تعالیٰ نے کہا: کیا ہے؟ اس نے کہا: یہ اس شخص کی جگہ جو قطع رحمی سے تیری پناہ مانگے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں، کیا تو اس پر راضی نہیں کہ میں اسے ملاؤں جو تجھے ملائے اور جو تجھے کاٹے اس کو میں اپنے سے کاٹوں؟ اس نے کہا: مجھے یہ منظور ہے۔'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ایسا ہی ہوگا۔ پھر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اگر چاہو تو یہ آیت کریمہ تلاوت کرو: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ .... ''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو زمین میں فساد برپا کردو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔'' (سورۃ محمد:۲۲) ابو حباب سعید بن یسار کی روایت میں: ((فاخذت بحقوی الرحمن)) ''رشتہ داری نے رحمٰن کی کمر کو پکڑ لیا۔'' کے الفاظ ہیں اور اس میں ہے کہ

(۳۳۳۱) أخرجه البخاري: ۵۹۸۷، ومسلم: ۲۵۵٤

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ﴾ .... ''اور تم سے یہ بھی بعید نہیں کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو زمین میں فساد برپا کردو اور رشتے ناطے توڑ ڈالو۔'' (سورۂ محمد:۲۳)

شرح رب رحمٰن کی کمر کو تھامنے کا مطلب ہے کہ اس ذات سے پناہ چاہنا اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے مضبوطی اور مدد کا خواہستگار رہونا۔ یہ معنی زبان عربی کے استعمالات کے عین مطابق ہے۔ (عزت بحقو فلان) کا معنی ہے ''میں فلاں آدمی سے پناہ کا طلب گار رہوا۔'' بعض کے نزدیک (الحقو) کے معنی ازار اور تہبند کے ہیں اور یہ چیز عزت اور شرف سے کنایہ ہے۔ تو اس صورت میں معنی ہوں گے کہ رشتہ داری نے مولی کریم کی عزت جلال سے قطع رحمی کی پناہ چاہی۔ امام رحمہ اللہ نے کہا: اس معنی کی مثال حدیث مبارکہ میں ایک دعائے ماثور میں ہے۔ درد میں مبتلا شخص یوں کہے: ((اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ)) ''میں اللہ کی عزت کی پناہ چاہتا ہوں اس تکلیف سے جس میں میں مبتلا ہوں۔'' (صحيح مسلم: ۲۲۰۲)

(۳۳۳۲)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ...... عَنْ أَبِي سَلَمَةَ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ عَادَ أَبَا الرَّدَّادِ، قَالَ سمعت رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ فِيمَا يَحْكِي عَنْ رَبِّهِ جَلَّ جَلَالُهُ: ((أَنَا اللّٰهُ، وَأَنَا الرَّحْمَنُ، وَهِيَ الرَّحِمُ، شَقَقْتُ لَهَا مِنَ اسْمِي، فَمَنْ وَصَلَهَا، وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا، بتَتُّهُ۔))

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے تو سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے اور آپ ﷺ اللہ عزوجل سے بیان کرتے تھے (کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے) ''میں اللہ ہوں اور میں رحمٰن ہوں اور یہ قرابت داریاں جسے کہ (رحم) کہتے ہیں، اس کا لفظ میں نے اپنے نام سے نکالا ہے، تو جو اپنے قرابت داروں سے میل جول رکھتا ہے (صلہ رحمی کرتا ہے) میں اس سے جڑتا ہوں اور جو اس کو کاٹتا اور توڑتا ہے میں اس سے کٹ جاتا ہوں۔''

(۳۳۳۲) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۱٦۹٤، والترمذي: ۱۹۰۷

(٣٣٣٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْيَشْكُرِيُّ......

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((ثَلَاثَةٌ تَحْتَ الْعَرْشِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ: الْقُرْآنُ يُحَاجُّ الْعِبَادَ لَهُ ظَهْرٌ وَبَطْنٌ، وَالْأَمَانَةُ، وَالرَّحِمُ تُنَادِي: أَلَا مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللّٰهُ۔))

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین چیزیں قیامت والے دن عرش کے نیچے ہوں گی (١)قرآن مجید، اور یہ بندوں سے جھگڑے گا، اس کا ایک ظاہری حصہ ہوگا اور ایک باطنی۔ (٢)امانت داری۔ (٣)رشتہ داری، اور یہ پکارے گی: خبردار! جس نے مجھے ملایا اس کو اللہ تعالیٰ ملائے گا اور جس نے مجھے کاٹا اسے اللہ تعالیٰ کاٹے گا۔''

(٣٣٣٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الرَّحِمُ شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ، فَقَالَ اللّٰهُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحم'' (شکم مادری) لفظِ رحمٰن سے مشتق ہے۔ اس لیے اللہ نے رحم کو مخاطب کر کے فرمایا: جو تجھ کو ملائے گا، اس کو میں ملاؤں گا اور جو تجھ کو کاٹے گا میں اس کو کاٹوں گا۔''

شرح (شُجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمَنِ) ''یہ لفظ شین کے ضمہ اور کسرہ دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ جب ایک درخت کی شاخیں خوب الجھی ہوئی اور باہم گتھم گتھا ہوں تو کہا جاتا ہے: (شَجَرٌ مُتشجِّن) ''الجھی ہوئی گفتگو اور کہانی کو'' (الحديث ذُو شُجُون) کہا جاتا ہے۔ تو اس لغوی وضاحت کے بعد واضح ہو گیا کہ ''شُجْنَة'' قرابت داری کو کہتے ہیں جو رگوں، وریدوں اور شریانوں کی طرح الجھی ہوئی ہوتی ہیں۔ تہہ در تہہ تعلق داریاں ہوں، دوہرے رشتے ناتے ہوں۔

(٣٣٣٣) قال الذهبي: كثير بن عب الله اليشكرى، عن الحسن بن عبد الرحمن بن عوف عن ابيه، قال العقيلي: لا يصح اسناده (٣٣٣٤) أخرجه البخارى: ٥٩٨٨

(۳۳۳۵)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ......

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الرَّحِمُ شُجْنَةٌ كَمَا يَنْبُتُ الْعُودُ فِي الْعُودِ، فَمَنْ وَصَلَهَا، وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعَهُ اللّٰهُ، وَتُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِلِسَانٍ فَصِيحٍ ذَلْقٍ: اللّٰهُمَّ فُلَانٌ وَصَلَنِي، فَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ، وَتَقُولُ: إِنَّ فُلَانًا قَطَعَنِي، فَأَدْخِلْهُ النَّارَ۔))

جناب عمرو بن شعیب اپنے پردادا محترم (سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''رحم (رشتہ داری رحمٰن سے ملی ہوئی) شاخ ہے۔ جس طرح ایک ٹہنی کے ساتھ دوسری ٹہنی ملی ہوئی ہوتی ہے۔ پس جو شخص اس سے ملے اللہ اس سے ملتا ہے اور جو اس سے قطع تعلق کرے اللہ تعالیٰ اس سے قطع تعلق کرتا ہے۔ قیامت والے دن رشتہ داری کو کھڑا کیا جائے گا اور اسے فصیح اور تیز طرار زبان دی جائے گی، وہ کہے گی: اے اللہ! فلاں نے مجھے ملایا ہے تو اسے جنت میں داخل فرما دے اور کہے گی: بلاشبہ فلاں نے مجھے کاٹا ہے تو اسے آگ میں داخل کر دے۔''

شرح ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، تَقُولُ: مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللّٰهُ۔)) ......''رحم انسانی نے عرش کو پکڑ کر کہا: جو مجھے ملائے اس کو اللہ تعالیٰ ملائے گا اور جو مجھے کاٹے، اس کو اللہ کاٹے گا۔''

(صحیح بخاری: ۵۹۸۹، صحیح مسلم: ۲۵۵۵)

(۳۳۳۶)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي أُوَيْسٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّ لِي قَرَابَةً أَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُونَ، وَيُسِيئُونَ إِلَيَّ،

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ میرے کچھ رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے ملاتا ہوں وہ مجھ سے قطع کرتے ہیں۔

(۳۳۳۵) الحديث صحيح، وهذا الاسناد ضعيف ...... أخرجه الامام احمد فى المسند: ٦٧٨٨
(۳۳۳٦) أخرجه مسلم: ٢٥٥٨

وَأُحْسِنُ إِلَيْهِمْ، وَيَجْهَلُونَ عَلَيَّ، وَأَحْلُمُ عَنْهُمْ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَئِنْ كَانَ كَمَا تَقُولُ، لَكَأَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلا تَزَالُ تَرَى مَعَكَ ظَهِيرًا مِنَ اللّٰهِ مَا زِلْتَ عَلَى ذَلِكَ۔))

میں ان سے احسان کرتا ہوں وہ مجھ سے بدسلوکی کرتے ہیں۔ میں ان سے حلم اختیار کرتا ہوں اور وہ مجھ سے جہالت پر مبنی سلوک کرتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایسے ہی ہے جس طرح تم کہہ رہے ہو تو گویا تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو اور جب تک اس عمل پر قائم رہو گے، ہمیشہ ان کے مقابلے میں اللہ کی طرف سے ایک مددگار تمہارے ساتھ رہے گا۔''

شرح: ((تسِفُّهُمُ الْمَلَّ)) ''تم ان کے منہ میں گرم راکھ ڈال رہے ہو۔'' ازہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ''الـمَلَّة'' کا لغوی معنی ہے ''گرم مٹی جس میں روٹی دبائی جاتی ہے۔'' امام قتیبی رحمہ اللہ نے کہا: دہکتے انگارے کو ''الـملّ'' کہتے ہیں اور گرم راکھ کو بھی اور تندور میں روٹی لگائے جانے کے مقام کو بھی ''المَلَّة'' کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ اگرچہ تیرے شکرگزار نہیں ہوئے مگر تیری طرف سے متواتر حسن سلوک کا مظاہرہ ان کے لیے باعث ندامت، اللہ کی ناراضی اور جہنم کا سبب ہے۔

(۳۳۳۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ۔))

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

(۳۳۳۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، ثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عُيَيْنَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، سَمِعْتُ أَبِي......

يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ ذَنْبٍ أَحْرَى أَنْ

سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''کوئی گناہ اس لائق نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کی سزا دنیا

(۳۳۳۷) أخرجه البخاري: ۵۹۸۴، ومسلم: ۲۵۵۶

(۳۳۳۸) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۴۹۰۲، والترمذي: ۲۵۱۱، وابن ماجه: ۴۲۱۱

يُعَجِّلَ اللّٰهُ لِصَاحِبِهِ الْعُقُوبَةَ فِي الدُّنْيَا مَعَ مَا يُدَّخَرُ لَهُ فِي الآخِرَةِ مِنَ الْبَغْيِ وَقَطِيعَةِ الرَّحِمِ-))

میں بھی جلدی دے دے اور اس کے ساتھ ساتھ آخرت میں بھی اس کی سزا جمع رکھے جیسے کہ ظلم وزیادتی اور قطع رحمی ہے۔''

شرح: جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کے تقاضے کیا ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اپنی گرہ میں موجود سب کچھ ان کے لیے خرچ کر دینا اور ان کی ہر بات پر سر تسلیم خم کر دینا، جب تک وہ گناہ اور معصیت کا حکم نہ دیں، عرض کیا گیا: ان کی نافرمانی کیا ہے؟ ارشاد ہوا کہ ان سے میل ملاقات ترک کر دینا اور حسن سلوک نہ کرنا، نیز ان پر خرچ کرنے سے گریزاں رہنا۔ پھر مزید فرمایا: ''آپ جانتے ہیں کہ والدین کے چہرے کی صرف زیارت کرنا عبادت کا درجہ رکھتا ہے تو ان کے ساتھ نیکی کرنے کا معاملہ کس قدر باعث اجر وثواب ہوگا۔

جناب عروہ بن زبیر نے کہا: جس نے والدین کے راستے میں روڑے اٹکائے اس نے ان کے ساتھ کوئی حسن سلوک نہیں کیا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو والدین کی بابت نصیحت کرتے ہوئے کہا: اپنے والد کے سامنے مت چل، ان سے قبل مت بیٹھ اور والد کو نام لے کر نہ پکار۔

جناب ابن محیریز نے کہا: جو اپنے والد کے سامنے چلتا ہے وہ ان کی نافرمانی کا مرتکب بنتا ہے الا یہ کہ اس کا چلنا راستہ صاف کرنے کی غرض سے ہو۔ باپ کو کنیت یا نام کے ساتھ پکارنا بیٹے کے حق میں نافرمانی شمار کیا جائے گا۔ بیٹے کو ہمیشہ اپنے والد کو بلاتے وقت ''ابو جی!'' کے الفاظ استعمال کرنے چاہئیں۔

جناب طاؤس نے کہا: چار افراد کی عزت وتکریم بجالانا سنت مطہرہ سے ثابت ہے (۱) عالم دین، (۲) عمر رسیدہ شخص، (۳) بادشاہ وقت، (۴) والد محترم، والد کو اس کا نام لے کر بلانا پرلے درجے کی نالائقی، ناشائستگی اور بدتہذیبی ہے۔

(۳۳۳۹)-أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو إِدَامٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ فِي حَلْقَةٍ، فَقَالَ: ((إِنَّا لا نُحِلُّ لِرَجُلٍ أَمْسَى قَاطِعَ رَحِمٍ)) إِلا قَامَ عَنَّا، فَلَمْ يَقُمْ أَحَدٌ إِلا فَتًى كَانَ فِي أَقْصَى الْحَلْقَةِ، فَأَتَى خَالَتَهُ،

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم یوم عرفہ کی شام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آج شام تک جو قطع رحمی کا مرتکب رہا، ہم اس کا اپنی مجلس میں بیٹھنا حلال نہیں سمجھتے، وہ ہماری مجلس سے اُٹھ جائے۔'' حاضرین مجلس میں سے

(۳۳۳۹) ذكر الهيثمي في "مجمع الزوائد" وقال: رواه الطبراني وفيه ابو آدم المحاربي وهو كذاب

فَقَالَتْ: مَا جَاءَ بِكَ؟ مَا هٰذَا عَنْ أَمْرِكَ، فَأَخْبَرَهَا بِمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَجَعَ، فَجَلَسَ فِي مَجْلِسِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا لِي لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنَ الْحَلْقَةِ غَيْرَكَ، فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ لِخَالَتِهِ، وَمَا قَالَتْ لَهُ، فَقَالَ: اجْلِسْ فَقَدْ أَحْسَنْتَ، أَمَا إِنَّهُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ۔))

سوائے ایک جوان کے جو مجلس کے آخر، میں بیٹھا ہوا تھا، کوئی کھڑا نہ ہوا، وہ اُٹھ کر اپنی خالہ کے پاس گیا۔ اس کی خالہ نے کہا: کیسے آنا ہوا؟ یہ حاضری آپ کی اپنی مرضی سے نہیں لگتی چنانچہ اس نے اپنی خالہ کو نبی ﷺ کے ارشاد کے متعلق آگاہ کیا (اور معافی مانگی) پھر واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ نبی ﷺ نے دریافت فرمایا: ''کیا وجہ ہے آپ کے علاوہ مجلس سے کوئی نہیں اُٹھا'' اس نے اپنے اور اپنی خالہ کے درمیان ہونے والی گفتگو آپ ﷺ کو سنائی۔ آپ نے فرمایا: ''بیٹھ جا! تو نے بہت اچھا کیا، جس معاشرے میں ایک قطع رحمی کرنے والا موجود ہو وہاں رحمت نہیں اترتی۔''

(۳۳۴۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الذُّهْلِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَمْرٍو النَّحْوِيُّ الرَّازِيُّ، بِالرَّيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِدْرِيسَ بْنِ الْمُنْذِرِ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ زَيْدٍ الْمَحَارِبِيُّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي أَوْفَى، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَةُ عَلَى قَوْمٍ فِيهِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ۔))

سیدنا عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''ایسے لوگوں پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جن میں قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔''

(۳۳۴۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ......

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ،

سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

(۳۳۴۰) ضعيف جدا ...... أخرجه البخاری فی الادب المفرد: ٦٣
(۳۳۴۱) أخرجه البخاری: ٥٩٩٠، ومسلم: ٢١٥

قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ، يَقُولُ: ((إِنَّ آلَ أَبِي)) قَالَ عَمْرٌو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ، ((لَيْسُوا لِي بِأَوْلِيَاءَ، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ، وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ۔)) زَادَ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَلَكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا۔))

رسول اللہ ﷺ کو علانیہ فرماتے ہوئے سنا، خفیہ نہیں۔ آپ ﷺ فرماتے تھے: ''بے شک بنی فلاں کی اولاد، میرے دوست نہیں ہیں، میرے دوست تو نیک مومن ہیں۔'' راوی حدیث عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ محمد بن جعفر رحمہ اللہ کی کتاب میں: ((اِنَّ آلَ اَبِیْ)) کے بعد بیاض ہے۔ سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ فرمار ہے تھے: ''البتہ ان سے میری رشتہ داری ہے جسے میں ضرور ملحوظ رکھتا ہوں۔'' ایک سند کے ساتھ: ((اِنَّ آلَ اَبِیْ یَعْنِیْ فُلَانًا لَیْسُوْ لِیْ بِاَوْلِیَآءَ)) کے الفاظ مروی ہے۔

شرح **فائدہ**: حدیث میں بنی فلاں کی آل (اولاد) سے مراد نبی ﷺ کے وہ قریبی رشتے دار ہیں جو ایمان نہیں لائے تھے۔ آپ ﷺ نے وضاحت فرمادی کہ گو ان سے میری قرابت قریبہ ہے لیکن ان سے میری محبت وولایت (دوستی) نہیں ہے کیونکہ کافر اور مومن کے درمیان دوستی نہیں ہوسکتی، دوستی اور محبت کا یہ تعلق تو صرف اللہ اور اس کے بعد اللہ پر ایمان لانے والے اہل ایمان کے مابین ہی ہوسکتا ہے۔ البتہ قرابت دار سے بشرطیکہ وہ محارب نہ ہو صلہ رحمی ہوسکتی ہے۔ (ع،س)

((أَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا)) ''میں رشتے داری کی حد تک ان کا خیال رکھوں گا۔'' جب کوئی رشتہ داروں سے میل ملاپ رکھے تو کہا جاتا ہے: بَلَّ الرَّحِمَ۔ ''اس نے رشتہ داری جوڑی۔'' حدیث مبارکہ میں ہے: ((بُلُّوْا اَرْحَامَکُمْ۔)) ''اپنے رشتہ داروں سے حسن سلوک کرو، صلہ رحمی رکھو کہ ان کے ساتھ تعلقات تروتازہ رہیں۔'' اہل عرب صلہ رحمی کے لیے ''بلٌّ'' اور قطع رحمی کے لیے ''یبسٌ'' کے لفظ بولتے ہیں۔

(5)......بَابُ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ

رشتہ داروں کے ساتھ برابر کا معاملہ

(٣٣٤٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ،

(٣٣٤٢) أخرجه البخاري: ٥٩٩١

حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَعْلَى، وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالَا: نَا فِطْرٌ، عَنْ مُجَاهِدٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((إِنَّ الرَّحِمَ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ، وَلَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِءِ، وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا انْقَطَعَتْ رَحِمُهُ، وَصَلَهَا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رشتہ داری عرش سے لٹکی ہوئی ہے، صلہ رحمی کرنے والا شخص وہ نہیں جو برابر کا معاملہ کرتا ہے بلکہ اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے رشتہ داری توڑی جائے تو وہ اسے جوڑے۔''

شرح: ایک روایت میں ((اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا)) کے الفاظ مروی ہیں اور ((اِنَّ الرَّحِمَ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ)) کے الفاظ مذکور نہیں ہے۔

(۳۳۴۳)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: لَقِيتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَبَدَرْتُهُ، فَأَخَذْتُ بِيَدِهِ، أَوْ بَدَرَنِي، فَأَخَذَ بِيَدِي، فَقَالَ: ((يَا عُقْبَةُ! أَلَا أُخْبِرُكَ بِأَفْضَلِ أَخْلَاقِ أَهْلِ الدُّنْيَا وَأَهْلِ الْآخِرَةِ؟ تَصِلُ مَنْ قَطَعَكَ، وَتُعْطِي مَنْ حَرَمَكَ، وَتَعْفُو عَمَّنْ ظَلَمَكَ، أَلَا مَنْ أَرَادَ أَنْ يُمَدَّ لَهُ فِي عُمُرِهِ، وَيُبْسَطَ فِي رِزْقِهِ، فَلْيَتَّقِ اللّٰهَ، وَلْيَصِلْ ذَا رَحِمِهِ۔))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میری رسول اللہ ﷺ سے (اچانک) ملاقات ہوگئی، میں نے جلدی سے آگے بڑھ کر آپ کا ہاتھ تھام لیا یا آپ ﷺ نے جلدی سے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: ''اے عقبہ! کیا میں تجھے اہل دنیا اور اہل آخرت کے عمدہ اور افضل اخلاق کے متعلق آگاہ نہ کروں؟ جو تجھ سے قطع رحمی کرے تو اس سے صلہ رحمی کر، جو تجھے محروم رکھے تو اسے عطا کر، جو تجھ پر ظالم کرے تو اسے معاف کر دے۔ آگاہ رہو! جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر میں اضافہ اور اس کی روزی میں فراخی کی جائے، تو وہ اللہ سے ڈرے اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کرے۔''

(۳۳۴۳) ضعیف ......أخرجه الحاكم بلفظ متقارب: ۷۲۸۵، ورواه الامام احمد فی المسند: ۱۷۴۵۷، ولفظه مختصر

(6)......بَابُ بِرِّ أُمِّ الرَّضَاعِ
رضاعی والدہ سے حسن سلوک کرنا

(۳۳٤٤)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، وَأَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ ثَوْبَانَ، عَنْ عَمِّهِ عُمَارَةَ......

عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعْرَانَةِ وَأَنَا غُلامٌ شَابٌّ، فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ، فَلَمَّا رَآهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، بَسَطَ لَهَا رِدَائَهُ، فَقَعَدَتْ عَلَيْهِ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذِهِ؟ قَالُوا: أُمُّهُ الَّتِي أَرْضَعَتْهُ۔

سیدنا ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ مقام پر گوشت تقسیم کر رہے تھے۔ میں اس وقت بھرپور جوان تھا۔ ایک عورت آئی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آتے دیکھا تو آپ نے اس کے لیے اپنی چادر بچھائی اور وہ اس پر بیٹھ گئی، میں نے پوچھا: یہ کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بتایا: یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی والدہ ہے۔

شرح سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:((لَا تَكُونُوا إِمَّعَةً تَقُولُونَ: إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنَّا، وَإِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا، وَلَكِنْ وَطِّنُوا أَنْفُسَكُمْ، إِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا، وَإِنْ أَسَاءُوا، فَلا تَظْلِمُوا۔))......''تم لوگوں کی ہاں میں ہاں ملانے والے نہ بن جاؤ کہ تم وہ کہنے لگو کہ اگر لوگ (برادری والے) حسن سلوک کریں گے تو ہم بھی کریں گے، اگر وہ ظلم وستم کریں گے تو ہم بھی ایسے ہی کریں گے، بلکہ اپنے مزاج میں پختگی پیدا کرو کہ اگر لوگ اچھا سلوک کریں تو تم بھی اچھا سلوک کرو اور اگر وہ برائی سے پیش آئیں تو تب بھی تم ظلم وزیادتی نہ کرو۔'' (ضعیف، ترمذی: ۲۰۰۷)

(۳۳٤٥)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيِّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَلْوَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي أَبِي، وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، جَمِيعًا، عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

(۳۳٤٤) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٥١٤٤

(۳۳٤٥) أخرجه مسلم: ۲٥٥۲

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ مِنْ أَبَرِّ الْبِرِّ صِلَةَ الرَّجُلِ أَهْلَ وُدِّ أَبِيهِ بَعْدَ أَنْ يُوَلِّيَ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بلاشبہ بہت بڑی نیکی کسی شخص کا اپنے والد کے دوستوں سے اچھا سلوک کرنا ہے جبکہ والد فوت ہوگیا ہو یا سفر میں چلا گیا ہو۔''

شرح مروی ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: جو شخص قبر میں پڑے اپنے والدین سے ملاقات کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے والد کی وفات کے بعد اس کے بھائیوں اور دوستوں سے حسن سلوک سے پیش آئے۔

جناب عبدالعزیز بن ابی روّاد کا کہنا ہے کہ اگر ایک آدمی زندگی بھر ماں باپ کا فرمانبردار رہا ہو مگر ان کی وفات کے بعد ان کی مانی ہوئی نذر کو پورا نہ کرے اور نہ ہی ان کا قرض چکائے تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں نافرمان درج کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس ایک آدمی نے والدین کی زندگی میں ان کی کوئی خدمت نہیں کی البتہ مرنے کے بعد ان کی مانی ہوئی نذروں کو پورا کیا اور ان کی طرف سے قرض کی ادائیگی کا بندوبست کیا تو ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں والدین کا اطاعت شعار اور حسن سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔

(7)......بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيلِهِ

بچوں کے ساتھ شفقت کرنا اور انہیں چومنا

(٣٣٤٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَبَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيمِيُّ جَالِسٌ، فَقَالَ الأَقْرَعُ: إِنَّ لِي عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ لا يَرْحَمُ لا يُرْحَمُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بوسہ دیا۔ آپ ﷺ کے پاس سیدنا اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ سیدنا اقرع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دس لڑکے ہیں۔ میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: ''جو کسی پر شفقت نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔''

(٣٣٤٦) أخرجه البخاري: ٥٩٩٧، ومسلم: ٢٣١٨

(۳۳۴۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغَلِّسِ ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُنَاسٌ مِنَ الأَعْرَابِ ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَتُقَبِّلُونَ الصِّبْيَانَ؟ وَاللّٰهِ! مَا نُقَبِّلُهُمْ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوَأَمْلِكُ إِنْ كَانَ اللّٰهُ نَزَعَ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کچھ دیہاتی لوگ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، ان میں سے ایک شخص نے تعجب کے ساتھ دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا آپ بچوں کا بوسہ لیتے ہیں؟ اللہ کی قسم! ہم تو نہیں لیتے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اللہ پاک نے تیرے دل سے رحم کو نکال دیا ہے تو میرے بس میں نہیں کہ تیرے دل میں رحم ڈالوں۔''

(۳۳۴۸)۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، إِمْلاءً ح أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الطُّوسِيُّ ، بِهَا ، قَالا: أنا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الإِسْفَرَايِينِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ رَزْمُويَه ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ غَالِبٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ لَهِيعَةَ ، عَنِ الأَسْوَدِ ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُتِيَ بِصَبِيٍّ ، فَقَبَّلَهُ ، فَقَالَ: ((أَمَا إِنَّهُمْ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ ، وَإِنَّهُمْ لَمِنْ رَيْحَانِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بچہ لایا گیا۔ آپ نے اسے چوما اور فرمایا: ''اولاد بخل اور بزدلی کا باعث ہے اور بلاشبہ یہ اللہ عزوجل کے باغ کے پھول ہیں۔''

شرح: ((مِنْ رَيْحَانِ اللّٰهِ)) ''اللہ کے باغ کے پھول۔'' بعض نے معنی کیا ہے کہ بچے اللہ کی عطا (رزق) ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ﴾ .... ''اور بھس والا اناج ہے اور خوشبودار پھول۔'' (سورۂ رحمٰن:۱۲) یہاں ''حب'' سے مراد رزق ہے اور اس سے مراد ہر وہ خوراک ہے جو انسان اور جانور کھاتے ہیں۔

((مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ)) جب انسان کے بچے زیادہ ہو جاتے ہیں تو ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے انسان

(۳۳۴۷) أخرجه البخاري: ۵۹۸۸ ، ومسلم: ۲۳۱۷

(۳۳۴۸) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۱۹۱۰

اپنی ضروریات کا دائرہ تنگ کر لیتا ہے۔ خود فراموشی کی کیفیت غالب آ جاتی ہے۔ ہر دم انہی کا خیال دامن گیر رہتا ہے۔ اسی طرح لڑائی سے جی چراتا ہے کہ اپنے وجود کو بچوں کے لیے باقی رکھنے کے لیے، کہیں میرے مرنے کے بعد وہ ضائع نہ ہو جائیں اور حالات کے بے رحم تھپیڑوں کی نذر نہ ہو جائیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے لیے اپنی زبان مبارک باہر نکالتے، جب بچہ آپ کی زبان کی سرخی دیکھتا تو دیوانہ وار آپ کی طرف لپکتا اور زبان چوسنے لگ جاتا۔

((بهش اليه)) کسی چیز کو دیکھ کر بے ساختہ اس کی طرف لپکنا اور اسے بے حد پسند کرنا۔

جناب نافع کہتے ہیں: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ جب اپنے صاحبزادے سالم کو ملتے تو اسے بوسہ دیتے اور کہتے: ایک بوڑھا علم وفضل کے لحاظ سے عالی مرتبہ پر فائز کو چومتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ابرار قرار دیا ہے، اس لیے کہ وہ اپنے والدین اور اپنے بیٹوں سے نیک سلوک کرتے ہیں، نیز ان کا کہنا ہے کہ جس طرح ایک شخص پر والدین کے حقوق کی رعایت رکھنا ضروری ہے بعینہ اولاد کے حقوق ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

(8)......بَابُ رَحْمَةِ الْخَلْقِ

مخلوق پر ترس کھانا

(٣٣٤٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الْحَسَنِ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَفَّانَ، حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ......

عَنْ جَرِيرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: ((مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ لَا يَرْحَمُهُ اللّٰهُ۔))

سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔''

(٣٣٥٠)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الدَّارَابَجِرْدِيُّ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ،

(٣٣٤٩) أخرجه البخاري: ٦٠١٣، ومسلم: ٢٣١٩

(٣٣٥٠) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٩٤٢، والترمذي: ١٩٢٣

عَنْ أَبِی عُثْمَانَ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ الصَّادِقَ الْمَصْدُوقَ، يَقُولُ: ((لا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ إِلا مِنْ شَقِيٍّ، وَمَنْ صَلَّى فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً، بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے کہ میں نے حضرت ابو القاسم صادق ومصدوق علیہ السلام سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''کسی بدبخت سے ہی رحمت چھینی جاتی ہے اور جو شخص ایک دن اور رات میں بارہ رکعت نوافل ادا کرتا ہے اس کے لیے جنت میں ایک محل تعمیر کر دیا جاتا ہے۔''

(۳۳۵۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ بَخْتَوَيْهِ الْمَعْرُوفُ بِالصَّغِيرِ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الزَّيَّاتُ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَاجِيَةَ، سَنَةَ إِحْدَى وَثَلاثِمِائَةٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ سَلامُ بْنُ سُلَيْمٍ ح أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ يَحْيَى بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاضِي جَنَاحُ بْنُ نَذِيرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَازِمٍ، أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ارْحَمْ مَنْ فِي الأَرْضِ يَرْحَمْكَ مَنْ فِي السَّمَاءِ۔))

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو اہل زمین پر رحم کر آسمان والا تجھ پر رحم کرے گا۔''

شرح کر **فائدہ**: کسی زندہ دل نے کیا خوب کہا:

کرو مہربانی تم اہل زمیں پر
خدا مہرباں ہوگا عرشِ بریں پر

مشاہدہ اور تجربہ یہی ہے کہ جو رحم نہیں کرتا، اس پر خالق رحم کرتا ہے نہ مخلوقِ خدا۔ (ع،س)

(9)......بَابُ رَحْمَةِ الصَّغِيرِ وَإِجْلَالِ الْكَبِيرِ

چھوٹوں پر شفقت کرنا اور بڑوں کا احترام بجالانا

(۳۳۵۲)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ

(۳۳۵۱) مرسل، لكنه صحيح بالشواهد
(۳۳۵۲) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۱۹۲۱

مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّيْدَلَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ لَيْثٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِي بَشِيرٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا، وَيُوَقِّرْ كَبِيرَنَا، وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ، وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ.))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا، نیکی کی تلقین نہیں کرتا اور برائی سے نہیں روکتا۔''

(۳۳۵۳)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْبَادِي، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مَحْمُودُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الشَّافِعِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مُحَمَّدٍ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ بَيَانٍ الْمُعَلِّمُ، حَدَّثَنَا أَبُو الرِّجَالِ......

عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا أَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِنْ أَجْلِ سِنِّهِ إِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهُ عِنْدَ سِنِّهِ مَنْ يُكْرِمُهُ.))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جو نوجوان کسی بوڑھے شخص کی عزت اس کی عمر رسیدگی کی وجہ سے کرتا ہے تو اللہ پاک اس کے عمر رسیدہ ہونے کے وقت ایسے شخص کو مقرر فرمائے گا جو اس کی عزت کرے گا۔''

شرح امام طاؤس نے کہا: ''مِنَ السّنة أن يوقر أَرْبَعَةٌ: الْعَالم، وَذُو الشيبة، وَالسُّلْطَان، وَالْوَالِد۔'' ...... چار افراد کی تعظیم وتوقیر کرنا سنت نبویہ سے ثابت ہے: (۱) عالم دین، (۲) عمر رسیدہ شخص، (۳) بادشاہ وقت، (۴) والدِ محترم۔ میں کہتا ہوں: اگر حسن اتفاق سے ایک محفل میں مذکورہ بالا چاروں افراد جمع ہو جائیں تو پھر امیر وقت تعظیم کا سب سے زیادہ مستحق ہے، اس کے بعد دین کے عالم کا رتبہ ملحوظ رکھا جائے گا، پھر بڑی عمر والے شخص کو مقام ومرتبہ دیا جائے، کسی عالم شخص کے لیے مناسب نہیں کہ وہ اپنے بے علم والد اور جاہل بڑے بھائی کی صرف ان کے بڑے ہونے کے ناتے عزت افزائی کرے۔

جناب حمید زنجویہ نے کہا: آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنے چچا کی شایانِ شان عزت بجالائے خواہ وہ اس سے کم عمر ہی کیوں نہ ہو۔ اسی طرح بھانجی کے لیے زیبا یہی ہے کہ وہ اپنی خالہ کے ادب واحترام کو ملحوظ رکھے خواہ خالہ اس سے کم عمر ہی کیوں نہ ہو کیونکہ چچا باپ کی مانند ہے اور خالہ ماں کی طرح ہے۔

(۳۳۵۳) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۲۰۲۲

ایک شخص کی ایک سے زائد بیگمات ہوں تو کسی چیز کی تقسیم کے وقت یا سلام کہنے کے موقع پر یا کسی بھی حسن سلوک کے وقت ان میں سے بڑی عمر والی کا لحاظ رکھا جائے اور کسی بھی معاملے کا آغاز اس سے کیا جائے۔ پھر اس سے کم عمر والی کا حق ہے۔ یہی ترتیب ملحوظ رکھی جائے حتیٰ کہ سب سے کم سِن والی کا نمبر سب سے آخر میں ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا کہنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز ظہر ادا کرنے کے بعد اپنی بیویوں میں سے ایک ایک کے پاس تشریف لے جاتے تھے لیکن ابتدا ہمیشہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے کیونکہ وہ تمام ازواج مطہرات میں بڑی عمر والی تھیں اور سب سے آخر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے کیونکہ وہ عمر میں سب سے چھوٹی تھیں۔ آپ علیہ السلام جب کوئی چیز چھوٹے بچوں میں تقسیم فرماتے تو آغاز سب سے کم سن اور نوخیز بچے سے کرتے، پھر اسی طرح ترتیب کو ملحوظ رکھتے اور ان میں سے بڑی عمر والے کو سب سے آخر میں دیتے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ چھوٹے بچے کمزور دل والے ہوتے ہیں، ان میں صبر اور برداشت کا فقدان ہوتا ہے اور وہ جلدی رو پڑتے ہیں۔ بڑے کی توقیر اس کی عمر کو پیش نگاہ رکھ کر کی جاتی ہے اور چھوٹے پر ترس اس کی کم سنی اور کمزوری کو سامنے رکھ کر کیا جاتا ہے۔

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِنَّ مِنْ إِجْلَالِ اللّٰهِ إِكْرَامَ ذِي الشَّيْبَةِ الْمُسْلِمِ، وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَيْرِ الْغَالِي فِيهِ وَالْجَافِي عَنْهُ، وَإِكْرَامَ ذِي السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔)) ...... ''یہ امور اللہ پاک کی عظمت میں سے ہیں: کسی بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا، اس شخص کی عزت کرنا جو قرآن پاک کا حافظ ہے اور وہ اس میں غلو کرتا ہے نہ تلاوت سے اعراض کرتا ہے، اور عادل بادشاہ کی عزت کرنا۔''

(حسن صحیح، ابو داود: ٤٨٤٣)

(10)......بَابُ ثَوَابِ كَافِلِ الْيَتِيمِ
یتیم کی پرورش اور کفالت کرنے والے کا ثواب

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ .... ''اور یتیم کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو کہ مستحسن ہے۔'' (سورۂ انعام:۱۵۲) اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْيَتٰمٰى قُلْ اِصْلَاحٌ لَّهُمْ خَيْرٌ﴾ .... ''اور تجھ سے یتیموں کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجیے کہ ان کی خیرخواہی بہتر ہے۔'' (سورۂ بقرہ:۲۲۰) اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ﴾ .... ''یہی وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔'' (سورۂ ماعون:۲) یعنی جو یتیم کو پوری شدت اور تکبر کے ساتھ دھکے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا﴾ .... ''جس دن وہ دھکے دے دے کر آتش جہنم کی طرف لائے جائیں گے۔'' (سورۂ طور:۱۳)

(٣٣٥٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ سَهْلٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا، وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُما شَيْئًا۔))

سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ کیا۔

(٣٣٥٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي عَتَّابٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُحْسَنُ إِلَيْهِ، وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ)) ثُمَّ قَالَ بِأُصْبُعَيْهِ: ((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا)) وَهُوَ يُشِيرُ بِأُصْبُعَيْهِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمانوں میں بہترین گھر وہ ہے جس گھر میں کوئی یتیم زیر کفالت ہو اور اس سے اچھا سلوک کیا جائے۔ اور مسلمانوں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس سے برا سلوک کیا جائے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دو انگلیوں کے ساتھ اشارہ کر رہے تھے۔

(٣٣٥٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ

(٣٣٥٤) أخرجه البخاري: ٦٠٠٥، ومسلم: ٢٩٨٣

(٣٣٥٥) ضعيف الا قوله "انا وكافل ......" فصحيح بالشواهد...... أخرجه ابن ماجه: ٣٦٧٩

(٣٣٥٦) صحيح لغيره دون الشطرا لاول منه بقصة المسح على راس اليتيم، فهو ضعيف جدا ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٢٢١٥

أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ مَسَحَ رَأْسَ يَتِيمٍ، لَمْ يَمْسَحْهُ إِلا لِلَّهِ، كَانَ لَهُ بِكُلِّ شَعْرَةٍ تَمَسُّ عَلَيْهَا يَدُهُ حَسَنَاتٌ، وَمَنْ أَحْسَنَ إِلَى يَتِيمَةٍ أَوْ يَتِيمٍ عِنْدَهُ، كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ كَهَاتَيْنِ۔)) وَقَرَنَ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص یتیم کے سر پر صرف اللہ کی رضا کے لیے ہاتھ پھیرتا ہے تو اس کے لیے ہر اس بال کے بدلے جس پر سے اس کا ہاتھ گزرا ہے نیکیاں ثبت ہوں گی اور جو شخص کسی یتیم لڑکی یا یتیم لڑکے کے ساتھ احسان کرتا ہے تو میں اور وہ جنت میں ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملا کر اشارہ کیا۔

(۳۳۵۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ أَيُّوبَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ قَيْسٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ آوَى يَتِيمًا إِلَى طَعَامِهِ وَشَرَابِهِ، أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ الْبَتَّةَ، وَمَنْ عَالَ ثَلاثَ بَنَاتٍ أَوْ مِثْلَهُنَّ مِنَ الأَخَوَاتِ، فَأَدَّبَهُنَّ وَرَحِمَهُنَّ حَتَّى يُغْنِيَهُنَّ اللّٰهُ، أَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ الْجَنَّةَ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَوِ اثْنَتَيْنِ؟ قَالَ: ((أَوِ اثْنَتَيْنِ)) حَتَّى لَوْ قَالُوا: وَوَاحِدَةً، لَقَالَ: ((وَاحِدَةً، وَمَنْ أَذْهَبَ اللّٰهُ بِكَرِيمَتَيْهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَمَا كَرِيمَتَاهُ؟ قَالَ: ((عَيْنَاهُ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص کسی یتیم کو کھانے اور پینے میں شریک کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے لازمی طور پر جنت واجب کر دیتا ہے۔ جو شخص تین بیٹیوں یا بہنوں کی پرورش کرتا ہے اور ادب سکھاتا ہے اور ان پر شفقت کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ پاک انہیں خود کفیل بنا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔'' ایک شخص نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! کیا دو بھی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں دو بھی۔'' یہاں تک کہ اگر وہ کہہ دیتے: کیا ایک بھی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک بھی کہہ دیتے۔ اور جس شخص کی دو پیاری چیزوں کو اللہ تعالیٰ لے

(۳۳۵۷) ذكره الهيثمي في "مجمع الزوائد" وقال: رواه الطبراني وفيه حسين بن قيس الرحبي، وهو متروك

جائے تو وہ جنت کا مستحق ہوتا ہے۔'' پوچھا گیا: اے اللہ کے رسول! وہ دو محبوب چیزیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دو آنکھیں ہیں۔''

(11)......بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمِلَةِ

بیواؤں کی کفالت کرنے والا

(٣٣٥٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((السَّاعِي عَلَى الأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔)) وَأَحْسَبُهُ قَالَ، يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ: ((كَالْقَائِمِ لا يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ لا يُفْطِرُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''بیوہ اور مسکین کا خیال رکھنے والا (ثواب میں) اس شخص کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرتا ہے۔'' اور راوی کہتا ہے: میرا خیال ہے (امام قعنبی رحمہ اللہ کو شک ہے) کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ اس شخص کی طرح ہے جو رات کو قیام کرتا ہے، سستی نہیں کرتا اور دن کو روزہ رکھتا ہے، افطار نہیں کرتا۔''

(12)......بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَتَرَاحُمِهِمْ

مومنوں کا آپس میں تعاون اور محبت وشفقت کرنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ .... ''نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو۔'' (سورۂ مائدہ:۲)

(٣٣٥٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ يَعْقُوبُ بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، وَالصَّغَانِيُّ، وَعَمَّارٌ، فِي آخَرِينَ، قَالُوا: نا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا......

يَقُولُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ، يَقُولُ: قَالَ

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٣٣٥٨) أخرجه البخاري: ٦٠٠٧، ومسلم: ٢٩٨٢

(٣٣٥٩) أخرجه البخاري: ٦٠١١، ومسلم: ٢٥٨٦

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى عُضْوٌ مِنْهُ، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ.))

نے فرمایا: ”آپس میں رحم کرنے، محبت وشفقت اور مہربانی کرنے کے لحاظ سے مومنوں کی مثال ایک جسم کی مانند ہے کہ جسم کا کوئی ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو اس کی وجہ سے تمام جسم بیداری اور بخار میں مبتلا ہوتا ہے۔“

(٣٣٦٠)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْقُشَيْرِيُّ، أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الشَّرِيفُ، بِالْكُوفَةِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ إِنِ اشْتَكَى رَأْسُهُ، تَدَاعَى سَائِرُ الْجَسَدِ بِالْحُمَّى وَالسَّهَرِ.))

سیدنا نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تمام اہل ایمان ایک شخص کی مانند ہیں اگر اس کے سر میں درد ہوتا ہے تو اس کا سارا بدن بخار اور بے خوابی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔“

(٣٣٦١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ، أَخْبَرَنِي أَبُو بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا)) ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ يَسْأَلُ، وَطَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: ((اشْفَعُوا فَلْتُؤْجَرُوا، وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَا شَاءَ.))

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ایک مومن دوسرے مومن کے لیے عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کے لیے مضبوطی اور پائیداری کا باعث ہوتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کیا اور ایسا ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ ایک سائل یا ضرورت مند آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ”(اس کے لیے) سفارش کرو، تمھیں ثواب ملے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے رسول کی زبان پر جو چاہے گا فیصلہ کر لے گا۔“

(٣٣٦٠) انظر الحديث السابق

(٣٣٦١) أخرجه البخاري: ٦٠٢٦، ومسلم: ٢٦٢٧

(13)......بَابُ ثَوَابِ الْمُتَحَابِّيْنِ فِيْ اللّٰهِ

اللہ کے لیے محبت کرنے والوں کا اجر وثواب

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے: ''سات قسم کے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انھیں اپنے سائے میں جگہ دے گا۔'' اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ دو آدمی جو ایک دوسرے سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرتے ہیں۔''

(صحيح بخارى: ٦٦٠، صحيح مسلم: ١٠٣١)

سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی ﷺ نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کے مابین بھائی چارہ قائم کیا۔ (صحيح بخارى: ١٩٦٨)

سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو نبی ﷺ نے میرے اور سیدنا سعد بن ربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ (صحيح بخارى: ٣٧٨٠)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ نبی ﷺ نے سیدنا ابو عبیدہ اور سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

(صحيح مسلم: ٢٥٦٦)

(٣٣٦٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ السَّرَخْسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مَعْمَرٍ، عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعْدِ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُولُ: أَيْنَ الْمُتَحَابُّونَ بِجَلَالِي، الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِي ظِلِّي يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّي۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت والے دن فرمائے گا: میری عظمت وجلالت کے لیے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں انہیں اپنے سائے میں جگہ دوں گا جس دن میرے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا۔''

(٣٣٦٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي حَازِمِ بْنِ دِينَارٍ......

(٣٣٦٢) أخرجه مسلم: ٢٥٦٦

(٣٣٦٣) صحيح ......أخرجه الامام مالك فى "المؤطأ: ١٧٧٩، والحاكم: ٧٣١٤

عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلانِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ دِمَشْقَ، فَإِذَا فَتًى بَرَّاقُ الثَّنَايَا، وَإِذَا النَّاسُ مَعَهُ إِذَا اخْتَلَفُوا فِي شَيْءٍ أَسْنَدُوهُ إِلَيْهِ، وَصَدَرُوا عَنْ رَأْيِهِ، فَسَأَلْتُ عَنْهُ، فَقِيلَ: هَذَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ هَجَّرْتُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ سَبَقَنِي بِالتَّهْجِيرِ، وَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي، قَالَ: فَانْتَظَرْتُهُ حَتَّى قَضَى صَلاتَهُ، ثُمَّ جِئْتُهُ مِنْ قِبَلِ وَجْهِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قُلْتُ: وَاللَّهِ! لأُحِبُّكَ لِلَّهِ، فَقَالَ: اللّٰهَ؟ فَقُلْتُ: اللّٰهَ، فَقَالَ: اللّٰهَ، فَقُلْتُ: اللّٰهَ، وَأَخَذَ بِحَبْوَةِ رِدَائِي، فَجَذَبَنِي إِلَيْهِ، وَقَالَ: أَبْشِرْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ، وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ، وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ، وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ۔))

جناب ابو ادریس خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں دمشق کی مسجد میں گیا تو دیکھا کہ ایک جوان آدمی ہے جس کے اگلے دانت خوب چمکیلے ہیں اور اس کے پاس لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب وہ آپس میں کسی چیز کی بابت اختلاف کرتے ہیں تو اس کے حل کے لیے اس آدمی سے سوال کرتے ہیں اور اپنی رائے سے رجوع کر کے اس کی رائے کو قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس نوجوان کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو مجھے بتلایا گیا کہ یہ صحابیٔ رسول سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ ہیں۔ جب اگلا دن ہوا تو میں صبح سویرے ہی مسجد میں آ گیا، لیکن میں نے دیکھا کہ جلدی آنے میں بھی وہ مجھ سے سبقت لے گئے ہیں اور میں نے انہیں وہاں نماز پڑھتے ہوئے پایا تو میں ان کا انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنی نماز سے فارغ ہوگئے، میں ان کے سامنے کی طرف سے ان کے پاس آیا، انھیں سلام عرض کیا اور پھر کہا: اللہ کی قسم! میں آپ سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا: کیا واقعی؟ میں نے کہا: ہاں اللہ کی قسم! انہوں نے کہا: واقعی؟ میں نے کہا: واقعی، اللہ کی قسم!، چنانچہ انہوں نے مجھے میری چادر کی گوٹ (کنارے) سے پکڑا اور مجھے اپنی طرف کھینچا اور فرمایا: خوش ہو جا کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: ''اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: میری محبت واجب ہوگئی ہے، ان کے لیے جو میرے لیے آپس میں محبت کرتے ہیں، میرے لیے ایک دوسرے کی ہم نشینی کرتے ہیں اور میرے لیے ایک دوسرے سے ملاقاتیں کرتے اور میرے لیے ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں۔''

(٣٣٦٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ ابْنِ أَبِي حُسَيْنٍ ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَبِي مَالِكٍ الأَشْعَرِيِّ ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَنَزَلَتْ عَلَيْهِ هَذِهِ الآيَةُ: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ قَالَ: فَنَحْنُ نَسْأَلُهُ إِذْ قَالَ: ((إِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَيْسُوا بِأَنْبِيَاءَ ، وَلا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشُّهَدَاءُ بِقُرْبِهِمْ وَمَقْعَدِهِمْ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) قَالَ: وَفِي نَاحِيَةِ الْقَوْمِ أَعْرَابِيٌّ ، فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ ، وَرَمَى بِيَدَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: حَدِّثْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ عَنْهُمْ مَنْ هُمْ؟ قَالَ: فَرَأَيْتُ فِي وَجْهِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِشْرَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هُمْ عِبَادٌ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مِنْ بُلْدَانٍ شَتَّى ، وَقَبَائِلَ شَتَّى مِنْ شُعُوبِ الْقَبَائِلِ ، لَمْ تَكُنْ بَيْنَهُمْ أَرْحَامٌ يَتَوَاصَلُونَ بِهَا ، وَلا دُنْيَا يَتَبَاذَلُونَ بِهَا ، يَتَحَابُّونَ بِرُوحِ اللّٰهِ ، يَجْعَلُ اللّٰهُ وُجُوهَهُمْ نُورًا ، وَيَجْعَلُ لَهُمْ مَنَابِرَ مِنْ لُؤْلُؤٍ قُدَّامَ الرَّحْمَنِ ، يَفْزَعُ النَّاسُ وَلا يَفْزَعُونَ ، وَيَخَافُ النَّاسُ وَلا يَخَافُونَ۔))

سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ آپ پر اس آیت کریمہ کا نزول ہوا: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ .... ''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار ہوں۔'' (سورۂ مائدہ:١٠٢) سیدنا ابو مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم آپ سے پوچھ پاچھ رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''بلا شبہ اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جو نہ پیغمبر ہیں اور نہ شہید لیکن پیغمبر اور شہید لوگ قیامت کے دن اللہ کے ہاں ان کے قرب اور مقام ومرتبہ پر رشک کریں گے۔'' راوی نے کہا: مجلس کے ایک جانب ایک دیہاتی شخص بیٹھا ہوا تھا، وہ زمین پر اپنے گھٹنے ٹیک کر اکڑوں ہو بیٹھا اور اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! ہمیں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ راوی حدیث نے کہا: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر بشاشت کے آثار دیکھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ اللہ کے بندوں میں سے ایسے لوگ ہیں جن کا تعلق مختلف علاقوں سے ہے اور جو مختلف برادریوں اور قبیلوں سے ہیں، ان کے مابین کوئی رشتہ داری نہیں جس کی بنا پر وہ آپس میں محبت کرتے ہیں، نہ ان کے درمیان کوئی مالی لین دین ہے، وہ اللہ کی رحمت سے ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کے

(٣٣٦٤) اسناده ضعيف ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٢٩٥٧

چہرے روشن اور تابناک کردے گا اور رحمٰن کے سامنے ان کے لیے نور کے منبر لگا دیئے جائیں گے، لوگ گھبرائیں گے مگر وہ گھبراہٹ میں مبتلا نہیں ہوں گے، لوگ خوف زدہ ہوں گے لیکن انہیں کوئی خوف نہیں ہوگا۔''

(٣٣٦٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَبِي رَافِعٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَّ رَجُلا زَارَ أَخًا لَهُ فِي قَرْيَةٍ أُخْرَى، فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ مَلَكًا عَلَى مَدْرَجَتِهِ، فَلَمَّا أَتَى عَلَيْهِ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ؟ قَالَ: أَخًا لِي فِي هَذِهِ الْقَرْيَةِ، قَالَ: فَهَلْ لَهُ عَلَيْكَ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا؟ قَالَ: لا إِلا أَنِّي أُحِبُّهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، قَالَ: فَإِنِّي رَسُولُ اللّٰهِ إِلَيْكَ: إِنَّ اللّٰهَ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَ لَهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک آدمی کسی دوسری بستی کی طرف اپنے کسی بھائی کی زیارت کے لیے نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے راستے میں اس کی حفاظت کے لیے ایک فرشتہ مقرر کر دیا، جب وہ شخص چلتے چلتے فرشتے کے پاس آیا تو اس نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا: میں اس بستی میں اپنے بھائی سے ملاقات کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اس نے دریافت کیا: کیا تو اس کا سرپرست ہے کہ اس کی نگہداشت کے لیے جا رہا ہے؟ اس نے نفی میں جواب دیا اور کہا: میں اس سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے بتایا: میں تیری طرف اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں کہ جس طرح تو اس سے محبت کرتا ہے اللہ بھی تجھ سے محبت کرتا ہے۔''

(٣٣٦٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْقَفَّالُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ مَنْصُورُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدٍ الْهَرَوِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ الْبُوشَنْجِيُّ، وَمُوسَى بْنُ الْمُهْتَدِي الْمَرْوَذِيُّ، قَالا: نا عُثْمَانُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ،

(٣٣٦٥) أخرجه مسلم: ٢٥٦٧

(٣٣٦٦) صحيح......أخرجه الحاكم: ٧٣٢٣

أَخْبَرَنَا الْمُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا تَحَابَّ رَجُلَانِ فِي اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلا كَانَ أَفْضَلُهُمَا أَشَدَّهُمَا حُبًّا لِصَاحِبِهِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب دو شخص آپس میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی وجہ سے محبت رکھتے ہیں تو ان دونوں میں سے سب سے افضل وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھی سے زیادہ محبت کرنے والا ہوتا ہو۔''

(۳۳٦۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا وَهُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَجِدَ طَعْمَ الإِيمَانِ، فَلْيُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلا لِلَّهِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص ایمان کا ذائقہ چکھنے کا خواہش مند ہو تو اسے چاہیے کہ جس سے بھی محبت کرے صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے محبت کرے۔''

(۳۳٦۸)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ دُحَيْمٍ الشَّيْبَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، يُحَدِّثُ عَنْ حَنَشٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِي ذَرٍّ: ((يَا أَبَا ذَرٍّ! أَيُّ عُرَى الإِيمَانِ أَوْثَقُ؟)) قَالَ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ: ((الْمُوَالاةُ فِي اللّٰهِ، وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ، وَالْبُغْضُ فِي اللّٰهِ۔))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے ابوذر! ایمان کا کونسا حلقہ سب سے زیادہ مضبوط ہے؟'' انہوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کا بخوبی علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے دوستی کرنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرنا اور اسی کے لیے بغض رکھنا۔''

(۳۳٦۷) ....

(۳۳٦۸) صحیح بالشواھد ......أخرجه ابوداود فی "کتاب السنة": ٤٥٩٩، والامام احمد فی المسند: ۲۱۳٦۱

(٣٣٦٩)۔أَخبرَنَا الإِمَامُ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِى ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّيْسَفُونِىُّ ، أَخْبرَنَا أَبُـو الْـحَسَـنِ التُّرَابِىُّ ، أَخبرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْبِسْطَامِىُّ ، أَخبرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الأَنْطَاكِىُّ ، حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ الذِّمَارِىِّ ، عَنِ الْقَاسِمِ......

عَـنْ أَبِـى أُمَـامَةَ ، عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ قَـالَ: ((مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ وَأَبْغَضَ لِلَّهِ ، وَأَعْـطَـى لِـلَّـهِ ، وَمَـنَـعَ لِلَّهِ ، فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الإِيـمَـانَ ، وَإِنَّ أَفْضَلَكُمْ أَحْسَنُكُمْ أَخْلاقًا ، وَإِنَّ مِنَ الإِيمَانِ حُسْنَ الْخُلُقِ۔))

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اللہ کی خاطر محبت کی، اللہ کی خاطر غصہ کیا، اللہ کے لیے دیا، اللہ کی رضا مندی کے پیش نظر نہ دیا تو اس نے ایمان کو مکمل کر لیا، بلاشبہ تم میں سے افضل شخص وہ ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے اور اچھا اخلاق ایمان میں سے ہے۔''

(14)......بَابُ الْحُبّ فِى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

اللہ تعالیٰ کے لیے کسی سے محبت کرنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا﴾ .... ''بے شک جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے شائستہ اعمال کیے ہیں ان کے لیے اللہ رحمٰن محبت پیدا کر دے گا۔'' (سورۃ مریم:٩٦) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: یعنی دنیا میں نیک اور پارسا لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دی جائے گی۔

(٣٣٧٠)۔أَخْبَـرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِىُّ ، أَخْبرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُـحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ الصَّلْتِ ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِىُّ ح أَخْبَرَنَا أَبُـو الْـحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِىُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِىٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخبرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِىُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِى بَكْرٍ الزُّهْرِىُّ ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِى صَالِحٍ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ أَبِـى هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنَّهُ قَالَ: ((إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ قَالَ لِجِبْرِيلَ: قَدْ أَحْبَبْتُ فُلانًا فَأَحِبَّهُ ، فَيُحِبُّهُ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب اللہ تعالیٰ بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل علیہ السلام کو بتلاتا ہے کہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا

(٣٣٦٩) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٦٨١

(٣٣٧٠) أخرجه البخارى: ٦٠٤٠ ، ٨٥٧٤، ومسلم: ٢٦٣٧

جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلامُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّ فُلانًا، فَأَحِبُّوهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يَضَعُ لَهُ الْقَبُولَ فِي الأَرْضِ، وَإِذَا أَبْغَضَ الْعَبْدَ، قَالَ مَالِكٌ: لا أَحْسَبُهُ إِلا قَالَ فِي الْبُغْضِ مِثْلَ ذَلِكَ.)) وَفِي رِوَايَةِ الدَّاوُدِيِّ: ((ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ.))

ہوں چنانچہ تو بھی اس بندے سے محبت کر، تو جبریل علیہ السلام بھی اس بندے سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں، پھر جبریل علیہ السلام آسمان والے فرشتوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی فلاں بندے سے محبت ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرنے لگ جاتے ہیں، پھر اس بندے کے لیے زمین میں بھی قبولیت رکھ دی جاتی ہے (اہل زمین میں بھی وہ مقبول ہو جاتا ہے) اور جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے دشمنی رکھتا ہے۔'' امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: میرے خیال کے مطابق بغض کے حوالے سے بھی ویسے ہی الفاظ مروی ہیں جیسے محبت کے بارے میں مروی ہیں اور داؤ دی کی روایت میں: ((ثم یوضع لہ القبول)) ''پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے۔'' کے الفاظ مذکور ہیں۔

شرح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے بارے میں روایت کیا ہے، اس میں مزید ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((وَإِذَا أَبْغَضَ عَبْدًا دَعَا جِبْرِيلَ، فَيَقُولُ: إِنِّي أُبْغِضُ فُلانًا فَأَبْغِضْهُ، قَالَ: فَيُبْغِضُهُ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، ثُمَّ يُنَادِي فِي أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ يُبْغِضُ فُلانًا، فَأَبْغِضُوهُ، قَالَ: فَيُبْغِضُونَهُ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْبَغْضَاءُ فِي الأَرْضِ.)) ''جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے دشمنی کرتا ہے تو جبریل کو بلا کر فرماتا ہے: میں فلاں سے دشمنی کرتا ہوں، تو بھی اس سے دشمنی کر۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام بھی اس سے دشمنی کرنے لگ جاتے ہیں، پھر وہ آسمان والوں میں منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں سے دشمنی کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے دشمنی کرو، تو آسمان والے اس سے دشمنی کرنے لگ جاتے ہیں، پھر اس کے لیے زمین میں دشمنی رکھ دی جاتی ہے۔'' (یعنی اہل زمین بھی اس سے بغض و عناد رکھتے ہیں) (صحیح بخاری: ۶۰۴۰، ۸۵۷۴، صحیح مسلم: ۲۶۳۷)

سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے جناب مسلمہ بن مخلد کو ایک مکتوب لکھا، جس کا مضمون کچھ یوں تھا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔ اما بعد! جب ایک شخص نیک اعمال بجالاتا ہے تو اللہ کریم اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں تو اسے لوگوں کے ہاں محبوب بنا دیتے ہیں اور جب ایک آدمی اللہ کی نافرمانی والے اعمال کرنے لگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ اس سے بغض کرنے لگتے ہیں تو اس کے تمام بندے اس سے بغض

وعناد رکھتے ہیں۔

(۳۳۷۱)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَهْلٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ الْقَطَّانُ، بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُكْرَمِ بْنِ حَسَّانٍ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''روحیں مختلف قسم کے لشکر ہیں، جو روحیں آپس میں متعارف ہوتی ہیں۔ (یعنی صفات واخلاق میں موافق ہوتی ہیں) دنیا میں ان میں اتفاق ہوتا اور جن میں توافق نہیں ہوتا ان میں اختلاف اور بیگانگی ہوتی ہے۔''

شرح سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: ''الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ، تَلَاقَى فَتَشَامَّ كَمَا تَشَامُّ الْخَيْلُ، فَمَا تَعَارَفَ مِنْهَا ائْتَلَفَ، وَمَا تَنَاكَرَ مِنْهَا اخْتَلَفَ۔'' ......روحیں مختلف قسم کے لشکر ہیں جن کی آپس میں ملاقات ہوتی رہتی ہے وہ ایک دوسرے کی ہوا کو سونگھتی ہیں جیسے گھوڑے سونگھ لیا کرتے ہیں پھر وہاں جن روحوں میں آپس میں پہچان تھی ان میں یہاں بھی محبت ہوتی ہے اور جو وہاں غیر تھیں یہاں بھی ان کے مابین دوری رہتی ہے۔''

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ارواح کی تخلیق اجسام سے پہلے کی ہے، نیز محبت و پیار اور نفرت وعناد کے قاعدوں کے مطابق پیدا شدہ ہیں یعنی روحیں عالم ازل میں لشکروں کی طرح یکجا تھیں جس طرح بارکوں میں فوج اقامت گزیں ہوتی ہے کہ ایک بارک میں ایک قسم کی اور دوسری میں دوسری قسم کی۔ اسی طرح روحوں کا معاملہ ہے۔ جن روحوں کا وہاں باہمی تعارف ہو گیا ان سے دنیا میں بھی کسی نہ کسی دن ملاپ ہو ہی جاتا ہے اور جن میں باہمی تعارف نہ ہو سکا وہ دنیا میں بھی آپس میں میل نہیں کھاتیں۔ نیک روح نیک روح کو تلاش کر لیتی ہے اور بدروح بدروح کو ڈھونڈ لیتی ہے کیونکہ ہر جنس کو اپنی ہی جنس پیاری ہوتی اور اچھی لگتی ہے۔ اس دنیا میں اگر آپ ذرا عمیق نگاہ سے مشاہدہ کریں تو آپ دیکھ لیں گے کہ جن کی فطرت صحیح ہوتی ہے، نیکی اور تقویٰ ان کی سرشت میں داخل ہوتا ہے جو معروف کو معروف اور منکر کو منکر ہی سمجھتے ہیں وہ علاقے اور برادری کی حدود سے اچھل کر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اس کے برعکس جن کے ہاں معروف منکر اور منکر معروف ہو جاتا ہے، جن کی فطرت مسخ ہو جاتی ہے، جن کی جبلت میں فسق وفجور

(۳۳۷۱) أخرجه مسلم: ۲۶۳۸

رچ بس جاتا ہے وہ ایک دوسرے کو ڈھونڈ لیتے ہیں، منافق کی تسلی ایک منافق کے پاس بیٹھنے سے ہی ہوگی اور مومن مومن کے پاس بیٹھ کر خوشی محسوس کرے گا اور ہر ایک اپنے مزاج سے ہٹے ہوئے آدمی کے پاس بیٹھنے سے کوفت محسوس کرے گا، بہرحال اس حدیث کا مطلب مزاجوں اور طبیعتوں کا فطری اختلاف ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ ارواح اپنا ایک مستقل وجود رکھتی ہیں، یہ اعراض کی قبیل سے نہیں اور وہ اجسام سے پہلے تھیں اور یہ جسموں کے فنا ہو جانے اور گل سڑ جانے کے بعد بھی باقی رہیں گی جیسا کہ نبی ﷺ نے شہید کے متعلق خبر دی کہ ''شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پیٹوں میں ہیں جو جنت میں جہاں چاہتے ہیں چہچہاتے پھرتے ہیں۔'' (صحیح مسلم: ١٨٨٧)

(15)......بَابُ زِيَارَةِ الْإِخْوَانِ

بھائیوں کی زیارت کرنا

(٣٣٧٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ أَسْلَمَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سِنَان، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، قَالَ: ((إِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ أَوْ زَارَهُ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّأْتَ فِي الْجَنَّةِ مَنْزِلًا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے یا اپنے بھائی کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''تجھے مبارک ہو اور تیرا چلنا خوش گوار ہو اور تجھے جنت میں ٹھکانا نصیب ہو۔''

(٣٣٧٣)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي سِنَانِ الشَّامِيِّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سَوْدَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا عَادَ الْمُسْلِمُ أَخَاهُ، أَوْ زَارَهُ، قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى: طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاكَ، وَتَبَوَّأْتَ مَنْزِلًا فِي الْجَنَّةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی مسلمان شخص کسی بیمار کی بیمار پرسی کرے یا اس کی زیارت کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تجھے مبارک ہو، تیرا چلنا خوش گوار ہو اور تجھے جنت میں ٹھکانا نصیب ہو۔''

(٣٣٧٢) حسن ......أخرجه الترمذي: ٢٠٠٨، وابن ماجه: ١٤٤٣

(٣٣٧٣) انظر الحديث السابق

شرح میں کہتا ہوں: اچھے نیک اور دینی بھائیوں کی زیارت کے لیے جانا مستحب اور بہت بڑا نیک عمل ہے۔ البتہ زیارت کی غرض سے جانے والے شخص کو چاہیے کہ وہ اپنے بھائی کے لیے اکتاہٹ کا سبب نہ بنے۔ اگر اگلا شخص ملاقات کو پسند کرتا ہو، دونوں کے مابین بے تکلفی اور مانوسیت کی فضا ہو تو بار بار زیارت کے لیے جایا جاسکتا ہے اور زیادہ دیر تک بیٹھا جا سکتا ہے وگرنہ نہیں۔ بسا اوقات اگلا شخص مصروف ہوتا ہے یا وہ طبعاً خلوت پسند ہوتا ہے تو اس صورت میں کبھی کبھار ہی جانا چاہیے کہ اس کے معمولات میں حرج واقع نہ ہو۔ یہی اصول عیادت اور مزاج پرسی کے لیے جانے والے شخص کو پیش نگاہ رکھنا چاہیے، مریض کے ہاں زیادہ دیر بیٹھنا مناسب نہیں الا یہ کہ کسی کا بیٹھنا مریض کے لیے دلچسپی کا باعث ہو۔

امام شعبی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: مریض کی عیادت کے لیے احمق لوگوں کا بے وقت آنا مرض کی تکلیف سے زیادہ تکلیف دہ اور سنگین ہوتا ہے، پھر اس پر مستزاد یہ کہ بعض لوگ وہاں لمبی تان کر بیٹھ رہتے ہیں۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک حدیث مبارکہ سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ کسی کی ملاقات تسلسل کے ساتھ اور یومیہ کی بنیاد پر کی جاسکتی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اپنے والدین کو دین اسلام کا پیروکار پایا ہے۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے یہاں صبح وشام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں۔

جناب جریر بن حازم کہتے ہیں: ہم جناب حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ان کے صاحبزادے نے کہا: اس بزرگ کے حال پر ترس کھاؤ، انہوں نے ابھی تک کچھ نوش نہیں کیا جبکہ دن آدھا ہو چلا ہے۔ اس پر جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے اپنے بیٹے کو ڈانٹا اور کہا: خاموش رہو! اللہ کی قسم! ایک مسلمان بھائی دوسرے کی ملاقات کی غرض سے جاتا، دونوں مختلف امور پر گفتگو کرتے رہتے، اپنے پروردگار کی نعمتوں کے تذکرے چل نکلتے حتی کہ دوسرا ساتھی قیلولہ نہ کرسکتا۔

فائدہ: میل ملاقات اسلامی کلچر کا حصہ ہے۔ لیکن یہ آج کل مفقود ہے، لوگ عموماً کسی غرض یا مطلب ہی سے ایک دوسرے سے ملتے ہیں، بے شک یہ ملنا جائز ہے مگر اس باب کی احادیث میں جو فضیلت بیان ہوئی ہے وہ محض اللہ ہی کے لیے ملاقات کرنے والوں کے لیے ہے۔ (ع س)

(16)...... بَابُ يُحِبُّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

مسلم بھائی کے لیے وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو

(٣٣٧٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ،

(٣٣٧٤) أخرجه البخاري: ١٣، ومسلم: ٤٥

حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ مِنَ الْخَيْرِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی بندہ مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لیے وہ خیر پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

تشریح: ایک روایت میں: ((لا یومن عبد)) کے الفاظ ہیں۔ ایک دوسری روایت میں: ((من الخیر)) کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔

(17)...... بَابُ الْمَرْءِ مَعَ مَنْ أَحَبَّ

آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا

(٣٣٧٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا، قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يُحِبُّ قَوْمًا وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آپ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے ملا نہیں (یعنی ان کے ہم مرتبہ نہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: "آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت کرتا ہوگا۔"

(٣٣٧٦)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَأَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ النَّسَوِيُّ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَتَى السَّاعَةُ؟ قَالَ: ((وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) فَلَمْ يَذْكُرْ كَثِيرًا إِلا أَنَّهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، قَالَ: ((فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟" اس شخص نے اپنی زیادہ نیکیوں کا کوئی تذکرہ نہیں کیا

(٣٣٧٥) أخرجه البخاري: ٦١٦٩، ومسلم: ٢٦٤٠

(٣٣٧٦) أخرجه البخاري: ٦١٧١، ومسلم: ٢٦٣٩

بس اتنا کہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو نے محبت رکھی۔''

(۳۳۷۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! مَتَى السَّاعَةُ؟ فَقَالَ: ((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) فَقَالَ: أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ لَهُ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی اقدس ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے نبی! قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' اس نے کہا: میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ''آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا۔''

شرح: سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: مسلمان اس بات پر بہت خوش ہوئے، میں نے نہیں دیکھا کہ وہ کبھی کسی بات پر اس قدر خوش ہوئے ہوں جتنا کہ اس دن مسرور ہوئے۔ (ایضا)

امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: دیہاتی شخص نے آپ ﷺ سے جو قیامت کے وقوع کے متعلق سوال کیا ہے اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ یہ سوال بطور انکار اور تکذیب قیامت کے ہوسکتا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس نے یہ سوال وقوع قیامت کو سچا جانتے ہوئے اور اس سے خوف زدہ ہوتے ہوئے کیا ہو، جب آپ ﷺ نے دیہاتی کو جانچ لیا کہ اس کا سوال ہٹ دھرمی اور تمرد کے طور پر نہیں بلکہ تصدیق اور تیاری کی غرض سے ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تو انہی کے ساتھ ہوگا جن سے تو نے محبت رکھی۔''

آپ علیہ السلام نے اس کی خوبصورت اور رشک آفریں نیت کی بنا پر اسے اعمال صالحہ کے لحاظ سے مقام بلند پر فائز افراد کا ہم نشین ہونے کا مژدہ سنایا حالانکہ اس کے اعمال فروتر ہیں، مگر اہل خیر وصلاح کے ساتھ محبت رکھنے نے اسے اس فضیلت کا حامل بنادیا۔

(۳۳۷۷) أخرجه البخاري: ٦١٦٧، ومسلم: ٢٦٣٩

(٣٣٧٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ، وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ، فَقَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔))

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! آدمی کچھ لوگوں سے محبت کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے ملا نہیں (یعنی ان کے ہم رتبہ نہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا۔''

(٣٣٧٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَتَى قِيَامُ السَّاعَةِ؟ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ إِلَى الصَّلَاةِ، فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ، قَالَ: ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ قِيَامِ السَّاعَةِ؟)) قَالَ الرَّجُلُ: أَنَا ذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: ((مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟)) قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَاللّٰهِ! مَا أَعْدَدْتُ لَهَا كَثِيرَ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ، وَلٰكِنْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ، وَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ۔)) قَالَ أَنَسٌ: فَمَا رَأَيْتُ الْمُسْلِمِينَ فَرِحُوا بِشَيْءٍ بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحَهُمْ بِهَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہوگی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی طرف چل دیے۔ جب آپ نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو دریافت فرمایا: ''قیامت کے قائم ہونے کے متعلق پوچھنے والا شخص کہاں ہے؟'' اس شخص نے کہا: میں یہیں موجود ہوں، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تو نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟'' اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اس کے لیے نہ تو زیادہ (نفل) روزے تیار کیے ہیں اور نہ زیادہ (نفلی) نمازیں، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی ان کے ساتھ ہوگا جن سے وہ محبت کرتا ہوگا اور تو

(٣٣٧٨) أخرجه البخاري: ٦١٧٠، ومسلم: ٢٦٤١

(٣٣٧٩) أخرجه البخاري: ٦١٦٧، ومسلم: ٢٦٣٩

انہی کے ساتھ ہوگا جن سے تو نے محبت رکھی۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے نہیں دیکھا کہ مسلمان اسلام لانے کے بعد کسی چیز پر اس قدر خوش ہوئے ہوں جتنا کہ آپ علیہ السلام کے اس فرمان پر خوش ہوئے۔

(۳۳۸۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: ثَلاثٌ أَحْلِفُ عَلَيْهِنَّ وَالرَّابِعَةُ لَوْ حَلَفْتُ عَلَيْهَا لَبَرِرْتُ: لا يَجْعَلُ اللّٰهُ مَنْ لَهُ سَهْمٌ فِي الإِسْلامِ كَمَنْ لا سَهْمَ لَهُ، وَلا يَتَوَلَّى اللّٰهُ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا، فَوَلاهُ غَيْرَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَلا يُحِبُّ رَجُلٌ قَوْمًا إِلا جَاءَ مَعَهُمْ، وَالرَّابِعَةُ لَوْ حَلَفْتُ عَلَيْهَا لَبَرِرْتُ: لا يَسْتُرُ اللّٰهُ عَلَى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا إِلا سَتَرَ عَلَيْهِ فِي الآخِرَةِ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن پر میں قسم کھاتا ہوں اور چوتھی چیز پر بھی اگر میں قسم اُٹھاؤں تو میں گنہگار نہیں ہوں گا۔(۱)جس شخص کا سلام کی ترویج واشاعت میں حصہ ہے اللہ تعالیٰ اس کا معاملہ اس شخص کی طرح نہیں کرے گا جس کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں، (۲) اللہ تعالیٰ جس شخص کو دنیا میں دوست رکھے ایسا نہیں ہوسکتا کہ آخرت میں اس کے علاوہ کسی اور کو دوست بنائے، (۳)اور آدمی جن لوگوں سے محبت کرتا ہوگا قیامت والے دن انھی کے ساتھ ہوگا، اور چوتھی بات پر اگر میں قسم اُٹھاؤں تو میں گنہگار نہیں ہوں گا۔اللہ تعالیٰ جس کے عیوب کو دنیا میں چھپاتا ہے آخرت میں بھی اس کے عیبوں سے پردہ پوشی کرے گا۔''

شرح وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه: خَالِطُوا النَّاسَ بِأَلْسِنَتِكُمْ وَأَجْسَادِكُمْ، وَزَايِلُوهُمْ بِقُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ، فَإِنَّ لامْرِءٍ مَا اكْتَسَبَ، وَهُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ مَنْ أَحَبَّ۔...... سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے: لوگوں کے ساتھ زبان اور جسموں کے لحاظ سے مل جل کر رہو لیکن دلوں اور اعمال وکردار کے اعتبار سے فاصلہ رکھو، ہر بندہ اپنے اعمال کا گروی ہے اور وہ قیامت والے دن انھی کے ساتھ ہوگا جن سے اس کی محبت ہوگی۔

(۳۳۸۰) صحیح ......أخرجه عبد الرزاق فی "المصنف": ۲۰۳۱۸

(18)......اَلْقَصْدُ فِي الْحُبِّ وَالْبُغْضِ

محبت اور نفرت میں میانہ روی ملحوظ رکھنا

(٣٣٨١)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح ، وَأَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ ، أَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ ، أَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، نَا مَعْمَرٌ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ ، عَنْ أَبِيهِ......

قَالَ: قَالَ لِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: يَا أَسْلَمُ لَا يَكُنْ حُبُّكَ كَلَفًا ، وَلَا بُغْضُكَ تَلَفًا۔ قُلْتُ: وَكَيْفَ ذَاكَ؟ قَالَ: إِذَا أَحْبَبْتَ فَلَا تَكْلَفْ كَمَا يُكَلَفُ الصَّبِيُّ بِالشَّيْءِ يُحِبُّهُ ، وَإِذَا أَبْغَضْتَ فَلَا تُبْغِضْ بُغْضًا تُحِبُّ أَنْ يَتْلَفَ صَاحِبُكَ وَيَهْلِكَ۔

جناب اسلم رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مخاطب کر کے کہا: اے اسلم! تیری محبت حد سے گزری ہوئی نہ ہو اور نہ تیری نفرت کا معاملہ حد سے بڑھا ہوا ہو۔ میں نے کہا: تو پھر معاملہ کیسے ہونا چاہیے؟ آپ نے کہا: جب تو کسی سے محبت کرے تو تیری محبت بچے کی طرح بے ساختہ نہیں ہونی چاہیے کہ جس طرح وہ کسی چیز کو ٹوٹ کر چاہتا ہے اور اسی طرح جب تو کسی سے نفرت کرے تو تو اس کا مرجانا اور صفحۂ ہستی سے مٹ جانا ہی چاہے۔

شرح: حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: أَحِبُّوا هَوْنًا ، وَأَبْغِضُوا هَوْنًا ، فَقَدْ أَفْرَطَ أَقْوَامٌ فِي حُبِّ أَقْوَامٍ ، فَهَلَكُوا ، وَأَفْرَطَ أَقْوَامٌ فِي بُغْضِ أَقْوَامٍ فَهَلَكُوا۔ ...... محبت کرو مگر اعتدال کے ساتھ اور نفرت کرو تو بھی اعتدال کے ساتھ۔ گزشتہ اقوام میں سے بہت سے لوگوں نے محبت کے معاملے میں غلو سے کام لیا اور ہلاک ہوئے اسی طرح بہت سے لوگ کسی کے ساتھ نفرت کے معاملے میں مبالغہ آمیز حد تک گئے اور تباہ و برباد ہوئے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کہا: أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا ، عَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا ، وَأَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَّا۔...... اپنے دوست سے حد اعتدال میں رہتے ہوئے محبت کر، ممکن ہے کسی دن اس سے نفرت کا معاملہ درپیش ہو اور اپنے دشمن سے دشمنی کرتے ہوئے اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھ، ہوسکتا ہے کہ کسی روز اس سے دوستی اور محبت کرنا پڑے۔ (حسن لغیرہ، الادب المفرد للبخاری: ١٣٢١)

بعض راویوں نے اس بات کو سیدنا علی اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما کے واسطے سے مرفوع بھی بیان کیا ہے، مگر صحیح یہی ہے کہ یہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا فرمان یعنی موقوف روایت ہے۔

(٣٣٨١) صحیح...... أخرجه البخاری فی الادب المفرد: ١٣٢٢ ، وعبد الرزاق فی "المصنف": ٢٠٣١٨

فائدہ: یہ حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا ثابت ہے، الفاظ یہ ہیں: ((أَحْبِبْ حَبِيبَكَ هَوْنًا مَا، عَسَى أَنْ يَكُونَ بَغِيضَكَ يَوْمًا مَا، وَأَبْغِضْ بَغِيضَكَ هَوْنًا مَا عَسَى أَنْ يَكُونَ حَبِيبَكَ يَوْمًا مَا۔)) ...... ''اپنے دوست سے حد اعتدال میں رہتے ہوئے محبت کر، ممکن ہے کسی دن اس سے بغض کا معاملہ پیش آ جائے اور اپنے دشمن سے دشمنی کرتے ہوئے اعتدال کو ملحوظ خاطر رکھ، ہوسکتا ہے کہ کسی روز اس سے دوستی اور محبت کرنا پڑے۔''

(صحیح، ترمذی: ۱۹۹۷)(م،م)

(19)...... إِعْلَامُ مَنْ يُحِبُّهُ

جس سے محبت ہو اسے مطلع کرنا

(۳۳۸۲)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعِنْدَهُ نَاسٌ، فَقَالَ رَجُلٌ مِمَّنْ عِنْدَهُ: إِنِّي لَأُحِبُّ هَذَا لِلّٰهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَعْلَمْتَهُ؟)) قَالَ: لَا۔ قَالَ: ((قُمْ إِلَيْهِ فَأَعْلِمْهُ۔)) فَقَامَ إِلَيْهِ فَأَعْلَمَهُ، فَقَالَ: أَحَبَّكَ الَّذِي أَحْبَبْتَنِي لَهُ، ثُمَّ قَالَ: ثُمَّ رَجَعَ، فَسَأَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ بِمَا قَالَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ، وَلَكَ مَا احْتَسَبْتَ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا، حاضرین مجلس میں سے ایک شخص نے کہا: بے شک مجھے اس سے اللہ کے لیے محبت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تو نے اس کو بتایا ہے؟'' اس نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جا اور اس کو بتا دے۔'' چنانچہ وہ شخص اس سے جا کر ملا اور اسے بتایا تو اس نے جواب دیا: اللہ بھی تم سے محبت کرے جس کی خاطر تم مجھ سے محبت کرتے ہو۔ راوی نے کہا: پھر وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا تو اس نے اس شخص کے جواب سے آپ کو مطلع کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم ان کے ساتھ ہو گے جن سے تم محبت کرتے ہو اور جس اجر کے تم طلب گار ہو وہ تمہیں ملے گا۔''

تشریح: سیدنا مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا أَحَبَّ الرَّجُلُ

(۳۳۸۲) صحیح ......أخرجه ابوداود: ۵۱۲۵

أَخَاهُ، فَلْيُخْبِرْهُ أَنَّهُ يُحِبُّهُ.)) ...... ''جب آدمی اپنے کسی بھائی سے محبت کرتا ہو، تو چاہیے کہ اسے بتا دے کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے۔'' (صحيح، ابوداود: ٥١٢٤) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

دوسرے شخص کو اپنی محبت سے آگاہ کرنے کا فلسفہ یہ ہے کہ اس طرح اس کے دل میں بھی محبت و پیار کے جذبات جنم لیں گے۔ پھر دونوں جانب سے ہی ایک دوسرے کا پاس ولحاظ رکھا جائے گا اور اس طرح الفت ومودت کی فصل عام ہوگی اور نفرت کا خارزار کم ہوگا، چہارسو محبتوں اور الفتوں کا راج ہوگا اور نفرتیں دور بسیرا کرتی نظر آئیں گی۔ شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

محبت گر ایک طرف سے ہو تو سزا دیتی ہے
محبت گر دونوں طرف سے ہو تو مزہ دیتی ہے

دوسرے شخص کو اگر یہ یقین کامل حاصل ہوگیا کہ میرے ناصح کو مجھ سے بے پناہ محبت ہے تو وہ اس کی بات کو نہایت توجہ سے سماعت کرے گا اور بگڑنے کی بجائے بننے کی کوشش کرے گا، بدکنے کی بجائے قبول کرے گا، اس کی بات ٹھکرانے کی بجائے دل میں جگہ دے گا۔ اصلاح اور درستی کی وہ بات جس کی حقیقت اس کی نظروں سے اَبھی اوجھل ہے، اس کا قبول کرنا بھی اس کے لیے سہل ہوگا۔ بہر تفصیل وہ نصیحت کرنے والے کو اپنا خیر خواہ سمجھے گا بدخواہ نہیں، دوسروں کی اصلاح کا یہ ایک نسخہ کیمیا ہے جو حدیث نبویہ میں عطا کیا گیا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: معرفت اور جان پہچان کے لیے صرف اسی قدر کافی نہیں کہ آپ ایک شخص کو اس کے چہرے مہرے سے پہچانتے ہیں، اس کے اور اس کے والد کے نام سے واقف ہیں اور جب اس کی وفات ہوئی تو آپ نے اس کے جنازے میں شمولیت کر لی بلکہ معاملہ اس سے بڑھ کر ہونا چاہیے۔

(20)......اَلْجَلِيْسُ الصَّالِحُ وَالْأَمْرُ بِصُحْبَةِ الصَّالِحِيْنَ
نیک ہم نشین اور نیک لوگوں کی ہم نشینی کا حکم

(٣٣٨٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، نَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِي بُرْدَةَ......

عَنْ أَبِي مُوسَى، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((مَثَلُ جَلِيسِ الصَّالِحِ وَالسُّوءِ، كَحَامِلِ الْمِسْكِ وَنَافِخِ الْكِيرِ،

سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھے اور برے ساتھی کی مثال اس شخص کی ہے جو کستوری رکھنے والا ہے اور اس کی ہے جو بھٹی میں (آگ)

(٣٣٨٣) أخرجه البخاري: ٥٥٣٤، ومسلم: ٢٦٢٨

فَحَامِلُ الْمِسْكِ إِمَّا أَنْ يُحْذِيَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَبْتَاعَ مِنْهُ، وإِمَّا أَنْ تَجِدَ مِنْهُ رِيحًا طَيِّبَةً، وَنَافِخُ الْكِيرِ إِمَّا أَنْ يُحْرِقَ ثِيَابَكَ، وَإِمَّا أَنْ تَجِدَ رِيحًا خَبِيثَةً۔))

بھڑکانے والا ہے۔ پس کستوری والا یا تو تجھے (بلا قیمت) کستوری کا عطیہ دے، یا تو اس سے کستوری خرید لے گا اور یا تو اس سے عمدہ خوشبو پائے گا اور بھٹی میں پھونک مارنے والا یا تو تیرے کپڑوں کو جلا دے گا یا تو اس سے بدبو پائے گا۔''

شرح: ((يُحْذِيَكَ)) ''عطیہ اور تحفہ دے گا۔'' باب یوں ہے: (اَحْذٰی يُحْذِیْ اِحْذَاءً) اور الحذيا، الحذية کے الفاظ تحفہ دینے کے لیے مستعمل ہیں۔

(٣٣٨٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَالُ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ حَيْوَةَ بْنِ شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ غَيْلَانَ، أَنَّ الْوَلِيدَ بْنَ قَيْسٍ التُّجِيبِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ سَالِمٌ: أَوْ عَنْ أَبِي الْهَيْثَمِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((لَا تُصَاحِبْ إِلا مُؤْمِنًا، وَلا يَأْكُلْ طَعَامَكَ إِلا تَقِيٌّ۔))

سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مومن ہی کو ساتھی بناؤ اور تمہارا کھانا صرف متقی ہی کھائے۔''

شرح: امام ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: دعوت میں صرف نیک اور متقی لوگوں کو بلائے جانے کا حکم شرعی دعوتوں (ولیمہ، عقیقہ، کفارہ جات) کے ساتھ خاص ہے البتہ انسانیت کے تقاضے کے مطابق کافروں کو بھی کھلایا پلایا جا سکتا ہے جس طرح کہ فرمان الٰہی ہے: ﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا﴾ .... ''اور اللہ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو۔'' (سورۂ دہر:٨) اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس وقت مسلمانوں کی قید میں صرف اور صرف کافر ہی تھے۔ البتہ کفار سے دوستی اور ہم نشینی نیز اکل وشرب اور ناؤ نوش کی محفلوں سے گریز کرنے لیے کہا گیا ہے کہ اس سے ان کے خلاف جو نفرت اور بغض ایک مسلمان کے دل میں ہونا چاہیے نہ رہے گا۔ دوستی اور یاری کی پینگیں پروان چڑھیں گی اور اس طرح دین وایمان کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔ اس کے برعکس صرف اہل تقویٰ کے ساتھ دوستانہ اور برادرانہ تعلق قائم کرنے کی تاکید ہے۔

(٣٣٨٥)۔ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَالُ،

(٣٣٨٤) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٨٣٢، والترمذي: ٢٣٩٥

(٣٣٨٥) اسناده ضعيف ......أخرجه الامام احمد في المسند: ١١٥٢٦

نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ الْخُزَاعِيِّ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ، عَنْ أَبِي سُلَيْمَانَ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((مَثَلُ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلُ الإِيمَانِ، كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي آخِيَّتِهِ يَجُولُ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى آخِيَّتِهِ، وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَسْهُو، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الإِيمَانِ، فَأَطْعِمُوا طَعَامَكُمُ الأَتْقِيَاءَ، وَأَوْلُوا مَعْرُوفَكُمُ الْمُؤْمِنِينَ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن اور ایمان کی مثال یوں ہے جیسے ایک گھوڑا لمبی رسی کے ساتھ اپنے کھونٹے سے بندھا ہو، وہ گھومتا پھرتا ہے لیکن پھر اپنے کھونٹے پر آرہتا ہے۔ بلاشبہ ایک مومن شخص بھی بھول اور غفلت کا شکار ہو جاتا ہے پھر ایمان کی طرف پلٹ آتا ہے۔ متقی اور پرہیز گار لوگوں کو اپنا کھانا کھلاؤ اور مومنوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آؤ۔''

تشریح: ((آخِيَّتِهِ)) ''شاداب چارے اور سبزے کے مقام پر زمین میں گاڑی جانے والی لکڑ (کلا) جس کے ساتھ ایک لمبی رسی کے ذریعے سے جانور کو باندھ دیا جاتا ہے کہ وہ چرتا بھی رہے اور زیادہ دور بھی نہ جا سکے۔'' اس کی جمع اَوَاخِيْ، اَخَايَا آتی ہے۔

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اہل عرب ایسی بٹی ہوئی رسی کو جس کے ایک سرے پر دو رسیاں حلقہ نما بنائی جاتی ہیں جو جانور کے گلے میں ڈال دی جاتی ہیں کو ((آخِيَّة)) کہتے ہیں۔

(۳۳۸۶)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِشْكَابٍ النَّيْسَابُورِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، نَا حُمَيْدُ بْنُ عَيَّاشٍ الرَّمْلِيُّ، أَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا زُهَيْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْخُرَاسَانِيُّ، نَا مُوسَى بْنُ وَرْدَانَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ، فَلْيَنْظُرْ أَحَدُكُمْ مَنْ يُخَالِلُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے چنانچہ تمہارا ہر آدمی یہ ضرور دیکھے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی کر رہا ہے۔''

تشریح: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ کسی کی شخصیت کا اندازہ اس کے دوستوں سے لگاؤ۔

(21)...... بَابُ حَقِّ الْجَارِ
پڑوسی کا حق

(۳۳۸۷)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ،

(۳۳۸۶) حسن ......أخرجه ابوداود: ۴۸۳۳، والترمذی: ۲۳۷۸

(۳۳۸۷) أخرجه البخاری: ۶۰۱۵، ومسلم: ۲۶۲۵

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حضرت جبریل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ یہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔''

(۳۳۸۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ دَاوُدَ بْنِ فَرَاهِيجَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا زَالَ جِبْرِيلُ يُوصِينِي بِالْجَارِ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے حضرت جبریل علیہ السلام پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی ہمیشہ تاکید کرتے رہے یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ یہ اسے وراثت میں بھی شریک ٹھہرا دیں گے۔''

شرح: محدث اور تابعی داؤد بن فراہیج، قیس بن حارث بن مھز کے آزاد کردہ غلام تھے۔

(۳۳۸۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ شخص جنت میں نہیں جائے گا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی امن میں نہ ہو۔''

شرح: ((بَوَائِقَهُ)) ''دسیسہ کاریاں اور شرارتیں۔'' ((اَصَابَتْهُمْ بَائِقَةٌ)) ''کا معنی ہے انہیں دکھ اور مصیبت پہنچی۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((خَيْرُ الْأَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِصَاحِبِهِ، وَخَيْرُ الْجِيرَانِ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرُهُمْ لِجَارِهِ۔)) ......''اللہ کے ہاں، ساتھیوں میں سب سے بہتر ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لیے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی

(۳۳۸۸) حديث صحيح ......أخرجه ابن حبان: ۵۱۲
(۳۳۸۹) أخرجه البخاري: ۶۰۱۶، ومسلم: ۴۶

کے حق میں بہتر ہو۔'' (صحیح، ترمذی: ۱۹۴۴)

(۳۳۹۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح ()۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ لِي أَنْ أَعْلَمَ إِذَا أَحْسَنْتُ أَوْ إِذَا أَسَأْتُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا سَمِعْتَ جِيرَانَكَ يَقُولُونَ: قَدْ أَحْسَنْتَ، فَقَدْ أَحْسَنْتَ، وَإِذَا سَمِعْتَهُمْ يَقُولُونَ: قَدْ أَسَأْتَ، فَقَدْ أَسَأْتَ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: مجھے کیسے معلوم ہوگا جب میں نیکی کروں یا برائی کروں؟ (کہ میں نے نیکی کی ہے یا برائی کی ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تو سنے کہ تیرے ہمسائے کہیں: ''تو نے اچھا کام کیا ہے'' تو تو نے اچھا کام کیا ہے، اور جب تو انھیں سنے کہ وہ کہیں: ''تو نے برا کام کیا ہے'' تو تو نے برا کام کیا ہے۔''

شرح سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: إِذَا حَمِدَ الرَّجُلَ جَارُهُ وَذُو قَرَابَتِهِ وَرَفِيقُهُ، فَلَا تَشُكُّوا فِي صَلَاحِهِ۔...... جب کسی شخص کا پڑوسی، رشتہ دار اور دوست اس کی تعریف میں رطب اللسان ہو تو اس کے عمدہ خصال اور پاکیزہ نہاد ہونے میں شک نہ کرو۔

(22)......بَابُ الرِّفْقِ

نرمی کا بیان

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ۔))

''بے شک اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔'' (صحیح بخاری: ۶۰۲۴، صحیح مسلم: ۲۱۶۵)

(۳۳۹۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُلَيْكِيُّ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَتْنِي عَمَّتِي عَائِشَةُ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُظَفَّرِيُّ،

(۳۳۹۰) صحیح ......أخرجه ابن ماجه: ۴۲۲۳

(۳۳۹۱) صحیح ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ۲۵۳۱۴

أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ حَمْدَوَيْهِ الْمُطَّوِّعِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، أُعْطِيَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَمَنْ حُرِمَ حَظَّهُ مِنَ الرِّفْقِ، حُرِمَ حَظَّهُ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کو نرمی اور شائستگی کا حصہ عطا کیا گیا اسے دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں عطا کردی گئیں اور جو شخص نرمی سے محروم کیا گیا وہ دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے محروم کیا گیا۔''

(۳۳۹۲)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا عَائِشَةَ إِنَّ اللّٰهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ، وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ، وَمَا لا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عائشہ! اس میں کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نرمی کرنے والا ہے، نرمی کو محبوب جانتا ہے اور نرمی کرنے پر جو عطیہ دیتا ہے وہ سختی پر نہیں دیتا بلکہ اس کے علاوہ کسی چیز پر بھی نہیں دیتا۔''

(۳۳۹۳)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمِقْدَامِ وَهُوَ ابْنُ شُرَيْحِ بْنِ هَانِءٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الرِّفْقَ لا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلا زَانَهُ، وَلا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلا شَانَهُ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو زینت عطا کرتی ہے اور نرمی جس سے بھی نکل جاتی ہے اس کو معیوب بنا دیتی ہے۔''

(۳۳۹۲) أخرجه مسلم: ۲۵۹۳

(۳۳۹۳) أخرجه مسلم: ۲۵۹٤

(23)......بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ

حسن اخلاق

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ .... ''اور بے شک آپ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں۔'' (سورۂ قلم:۴) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ کا اخلاق قرآن مجید تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا مزید ارشادِ پاک ہے: ﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾ .... ''آپ درگزر کو اختیار کیجیے۔'' (سورۂ اعراف:۱۹۹) یعنی لوگ جس قسم کے اخلاق کا آپ سے مظاہرہ کریں برداشت کیجیے اور وہی قبول فرمالیجیے۔

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾ کے متعلق کہا کہ اس آیت کریمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں کے رویے پر آپ عفو ودرگزر سے کام لیں۔ یقیناً آپ کی شان بلند اور مقام رفیع کے حقیقی تقاضوں کو پورا کرنے سے وہ قاصر ہیں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان: ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ﴾ .... ''برائی کو اس طریقے سے دور کریں جو سراسر بھلائی والا ہو۔'' (سورۂ مومنون:۹۶) کے بارے میں فرماتے ہیں: یعنی کسی کے غصے کے مقابلے میں صبر اور ضبط سے کام لو اور بداخلاقی کے مقابلے میں معاف کر دینے کی پالیسی پر عمل کرو، جب تم اس قسم کا روّیہ اپناؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں محفوظ رکھیں گے، تمہارا دشمن سرنگوں ہو جائے گا بلکہ تمہارا گہرا دوست بن جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ﴾ .... ''اور برائی کا بدلہ اسی جیسی برائی ہے اور جو معاف کر دے اور اصلاح کر لے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے۔'' (سورۂ شوریٰ:۴۰)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوْا بِأَحْسَنِهَا﴾ .... ''اور اپنی قوم کو حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر عمل کریں۔'' (سورۂ اعراف:۱۴۵) یعنی ظالم سے بدلہ لینا اگرچہ شریعت میں جائز ہے مگر معاف کر دینا زیادہ اچھا ہے۔

(۳۳۹۴)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي طَاهِرٍ الدَّقَّاقُ، بِبَغْدَادَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ الْقُرَشِيُّ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عَفَّانَ، حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرِ بْنِ مَالِكٍ الْحَضْرَمِيُّ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ، فَقَالَ: ((الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ،

سیدنا نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نیکی اچھا اخلاق ہے اور گناہ

(۳۳۹۴) أخرجه مسلم: ۲۵۵۳

وَالإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ، وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔))

وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو اس بات کو ناپسند کرے کہ لوگوں کو اس کا پتہ چلے۔''

شرح ((مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ)) ''تیرے دل میں جو چیز الجھن کا باعث ہو۔'' یعنی جو چیز تیری قلبی کیفیت کے لیے اطمینان کا باعث نہ ہو۔ بعض روایات میں ہے: ((الإِثْمُ مَا حَاكَ فِي نَفْسِكَ)) کے الفاظ ہیں۔ ابوعبید نے کہا: اہل عرب ''حَكَّ فِي نَفْسِي شَيْءٌ'' کا جملہ اس وقت بولتے ہیں جب کسی معاملے کے متعلق دل میں انشراح اور انبساط کی کیفیت پیدا نہ ہو اور مسلسل ایک دھڑکا سا لگا رہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں: ((اَلإِثْمُ حَوَازُّ الْقُلُوْبِ)) ''گناہ دلوں کے لیے کھٹکے کا باعث ہے۔''

مطلب یہ ہے کہ جس معاملے سے بے تابی اور اضطراب لاحق ہوتا ہے اس سے بچ جائیں، وہ گناہ ہے۔ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: کوئی انسان تقویٰ کی حقیقت اور معراج تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ ان امور سے مجتنب نہ رہے جو دل کے کھٹکے کا باعث ہیں۔

(۳۳۹۵)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ ح أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويْهِ، حَدَّثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَكْمَلَ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِكُمْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اہل ایمان میں سب سے بڑھ کر کامل ایمان والا وہی ہے جو اخلاق میں سب سے بڑھ کر ہو اور تم میں سے بہتر وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے لیے بہتر ہیں۔''

(۳۳۹٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ، تُحَدِّثُ......

(۳۳۹۵) حسن صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٦٨٢، والترمذی: ١١٦٢

(۳۳۹٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٧٩٩، والترمذی: ٢٠٠٢

عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ أَثْقَلَ شَیْءٍ یُوضَعُ فِی مِیزَانِ الْمُؤْمِنِینَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ، وَإِنَّ اللّٰہَ یُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِیَّ۔))

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً قیامت والے دن مومن کے میزان میں حسن خلق سے بڑھ کر اور کوئی چیز بھاری نہیں ہوگی اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ فحش گو اور بے ہودہ بکنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔

شرح ((الْبَذِیَّ)) ''سخت گفتگو کرنے والا۔'' اکھڑ مزاج اور تند و تیز لب و لہجہ میں بات کرنے والا۔

(۳۳۹۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِیحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّیَّانِیُّ، حَدَّثَنَا حُمَیْدُ بْنُ زَنْجُوَیْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَیْمٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ یَزِیدَ الأَوْدِیُّ، سَمِعْتُ أَبِی......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَیْرَةَ، یَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لأَصْحَابِہِ: ((أَتَدْرُونَ مَا أَكْثَرُ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ؟)) قَالُوا: اللّٰہُ وَرَسُولُہُ أَعْلَمُ قَالَ: ((فَإِنَّ أَكْثَرَ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ الأَجْوَفَانِ: الْفَرْجُ وَالْفَمُ، أَتَدْرُونَ مَا أَكْثَرُ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟)) قَالُوا: اللّٰہُ وَرَسُولُہُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ أَكْثَرَ مَا یُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ تَقْوَی اللّٰہِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے دریافت کیا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ کونسی چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں لے جائے گی؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بخوبی جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں کو کثیر تعداد میں جہنم میں لے جانے کا سبب دو کھوکھلی چیزیں منہ اور شرم گاہ ہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ کون سا عمل سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے جواب دیا: اللہ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ جنت میں زیادہ لوگوں کو لے جانے کا سبب اللہ کا ڈر اور خوش اخلاقی ہے۔''

(۳۳۹۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِیحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِیدٍ أَحْمَدُ بْنُ جَنَاحِ بْنِ جَبْرَئِیلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مَحْمُودُ بْنُ مَحْمُودٍ، حَدَّثَنَا أَبُو حَاتِمٍ سَهْلُ بْنُ السَّرِیِّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ حَكِیمٍ ح وَحَدَّثَنَا السَّیِّدُ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِیُّ بْنُ مُوسَی الْمُوسَوِیُّ، أَخْبَرَنَا الْقَاضِی أَبُو عَاصِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَامِرِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْبَزَّازُ،

(۳۳۹۷) حسن الاسناد ......أخرجه الترمذی: ۲۰۰۴، وابن ماجه: ٤٢٤٦

(۳۳۹۸) انظر الحدیث السابق

حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ عِصَامٍ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَكِيمٍ هُوَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْفِرْيَانَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي، وَعَمِّي يذكران، عَنْ جَدِّي......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَكْثَرَ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ الْجَنَّةَ؟ فَقَالَ: ((تَقْوَى اللّٰهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ)) قِيلَ: فَمَا أَكْثَرُ مَا يُدْخِلُ النَّاسَ النَّارَ؟ قَالَ: ((الأَجْوَفَانِ: الْفَمُ وَالْفَرْجُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا ہے کونسا عمل سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تقویٰ اور خوش اخلاقی۔“ سوال کیا گیا: کون سی چیز سب سے زیادہ لوگوں کو جہنم میں لے جائے گی؟ فرمایا: ”دو کھوکھلی چیزیں، منہ اور شرمگاہ۔“

(٣٣٩٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا عُفَيْرُ بْنُ مَعْدَانَ، عَنْ سُلَيْمِ بْنِ عَامِرٍ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ السَّاهِرِ بِاللَّيْلِ، الظَّامِءِ بِالْهَوَاجِرِ۔))

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بلاشبہ مومن اپنے حسن اخلاق کی بنا پر شب زندہ دار اور تپتی دوپہروں کو پیاسا رہنے والے (روزہ دار) کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔“

(٣٤٠٠)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، قَالَ: أنا أَبِي، وَشُعَيْبٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ الْهَادِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّيْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ”مومن اپنے حسن اخلاق کی بنا پر رات کو قیام کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔“

(٣٣٩٩) صحيح ...... أخرجه تمام فى ”الفوائد“: ١٣/ ٢٣٤/ ١۔٢، والطبرانى فى ”المعجم الكبير“ وفى ”الجامع الصغير“ (٣٤٠٠) صحيح ......أخرجه ابو داود: ٤٧٩٨

(۳۴۰۱)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ التُّرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بِسْطَامَ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَلادٍ الإِسْكَنْدَرَانِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو، عَنِ الْمُطَّلِبِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَيُدْرِكُ بِحُسْنِ خُلُقِهِ دَرَجَةَ الْقَائِمِ الصَّائِمِ))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے تھے: ''بلاشبہ مومن اپنی خوش اخلاقی کی بنا پر شب زندہ دار، روزہ دار کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔''

(۳۴۰۲)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، وَأَبُو نُعَيْمٍ، قَالا: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ وَرْدَانَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ، وَهُوَ بَاطِلٌ، بُنِيَ لَهُ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ، وَهُوَ مُحِقٌّ، بُنِيَ لَهُ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ، بُنِيَ لَهُ فِي أَعْلاهَا۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص باطل پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کر دے، اس کے لیے جنت کے اطراف میں ایک محل تیار کیا جائے گا اور جو شخص حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا ترک کر دے، اس کے لیے جنت کے وسط میں (محل) تیار کیا جائے گا اور جس شخص کا اخلاق عمدہ ہوگا اس کے لیے جنت کے بلند ترین حصے میں محل تیار کیا جائے گا۔''

شرح فائدہ: اس حدیث کا صحیح سیاق درج ذیل ہے:

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((أَنَا زَعِيمُ بَيْتٍ فِي رَبَضِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْمِرَاءَ وَإِنْ كَانَ مُحِقًّا وَبَيْتٍ فِي وَسَطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحاً وَبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسُنَ خُلُقُهُ۔)) ......''میں اس شخص کے لیے جنت کے اطراف میں ایک گھر کا ضامن ہوں، جس نے حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا (اور اپنے حق سے دستبردار ہو گیا) اور اس شخص کے لیے جنت کے درمیان میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس نے مزاح کے طور پر بھی جھوٹ نہیں بولا اور اس شخص کے لیے جنت کے بلند

(۳۴۰۱) انظر الحدیث السابق

(۳۴۰۲) ضعیف بھذا اللفظ ......أخرجه الترمذي: ۱۹۹۳، وابن ماجه: ۵۱

ترین حصے میں ایک گھر کا ضامن ہوں جس کا اخلاق اچھا ہوا۔'' (ابوداود: ۴۸۰۰) (م،م)

(۳۴۰۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ طَلْحَةَ بْنِ كُرَيْزٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ، وَمَعَالِيَ الأَخْلاقِ، وَيَكْرَهُ سَفْسَافَهَا۔))

طلحہ بن کریز بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت معزز ہے، عزت والے امور اور بلند اخلاق کو پسند کرتا ہے اور سطحی اور نکمی باتوں کو ناپسند جانتا ہے۔''

شرح: ((سَفْسَافُ الْأُمُوْرِ)) باریک مٹی کو ''سَفْسَاف'' کہتے ہیں۔ یہاں اس سے مراد نامناسب امور ہیں جو ایک معزز اور دینی معاشرے کے شایانِ شان نہیں ہوتے یعنی غیر اخلاقی حرکتیں، باعث شرم امور۔ ''سَفْسَافُ الشِّعْرِ'' کا معنی ہے غیر معیاری اور ردی شعر۔

(24)...... بَابُ طَلَاقَةِ الْوَجْهِ

خندہ پیشانی کا بیان

(۳۴۰۴)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنِي سَلَامٌ هُوَ ابْنُ مِسْكِينٍ......

حَدَّثَنِي عَقِيلُ بْنُ طَلْحَةَ، وَكَانَ أَبُوهُ قَدْ شَهِدَ عَامَّةَ الْمَشَاهِدِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِي جُرَيٍّ الْهُجَيْمِيِّ، قَالَ: قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّا قَوْمٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ، فَنُحِبُّ أَنْ تُعَلِّمَنَا عَمَلًا لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يَنْفَعَنَا بِهِ، قَالَ: ((لا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا، وَلَوْ أَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِي إِنَاءِ الْمُسْتَسْقِي، وَأَنْ تُكَلِّمَ أَخَاكَ، وَوَجْهُكَ إِلَيْهِ مُنْبَسِطٌ، وَإِيَّاكَ وَإِسْبَالَ الإِزَارِ، فَإِنَّهَا مِنَ الْخُيَلاءِ،

سیدنا ابوجری (جابر بن سُلیم) ہجیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم دیہات کے باسی لوگ ہیں اور ہم پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمیں کوئی ایسا عمل بتائیں جو ہمارے لیے فائدہ مند ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کسی نیکی کو حقیر مت جاننا، خواہ وہ تیرا اپنے ڈول سے کسی پانی طلب کرنے والے کے برتن میں کچھ پانی ڈالنا ہی کیوں نہ ہو۔ اپنے بھائی سے بات کرو تو کھلے چہرے سے بات کرو اور اپنی چادر (ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے سے بچنا کہ بے شک یہ تکبر ہے اور اللہ تعالیٰ کو تکبر پسند نہیں، اور اگر کوئی

(۳۴۰۳) حديث صحيح ...... أخرجه الحاكم: ۱/ ۸۴ عن سهل بن سعد

(۳۴۰۴) صحيح ......أخرجه ابوداود: ۴۰۸۴

وَلا یُحِبُّ اللّٰهُ الْخُیَلاءَ ، وَإِنْ سَبَّكَ رَجُلٌ بِمَا یَعْلَمُ مِنْكَ ، فَلا تَسُبَّهُ بِمَا تَعْلَمُ مِنْهُ ، فَیَكُونُ لَكَ أَجْرُ ذٰلِكَ ، وَوَبَالُهُ عَلَیْهِ۔))

شخص تمہیں برا بھلا کہے اور تمہاری کسی بات پر جو وہ جانتا ہو عار دلائے تو تم اس کے عیب پر جو اس میں ہو، اسے عار مت دلانا، تجھے اس چیز کا اجر ملے گا اور اس کا وبال اسی پر ہوگا۔''

شرح: محدث سلام بن مسکین اور محدث حماد بن سلمہ رحمہما اللہ سنہ ۱۶۷ھ/ہجری میں فوت ہوئے۔ سلام بن مسکین رحمہ اللہ کی کنیت ابو رافع تھی۔ سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَیْئًا وَلَوْ أَنْ تَلْقَى أَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلْقٍ۔)) ...... ''کسی نیکی کو حقیر مت جاننا خواہ وہ تیرا اپنے (مسلمان) بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا ہی کیوں نہ ہو۔'' (صحیح مسلم: ۲٦۲٦)

(25)...... بَابُ حُسْنِ الْمُعَامَلَةِ مَعَ النَّاسِ

لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ .... ''اس کے ساتھ فروتنی سے پیش آیئے، جو بھی اہل ایمان میں سے آپ کی تابعداری کرے۔'' (سورۂ شعراء:۲۱۵)

یعنی آپ کی طرف سے ان کے لیے نرمی، کشادہ دلی اور ہنسی خوشی کا برتاؤ ہونا چاہیے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ﴾ .... ''اور عاجزی اور محبت کے ساتھ ان کے سامنے تواضع کا بازو پست رکھے رکھنا۔'' (سورۂ اسراء:۲۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿خُذِ الْعَفْوَ﴾ .... ''آپ درگزر کو اختیار کیجیے۔'' (سورۂ اعراف:۱۹۹) امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: اس کا مطلب ہے کہ لوگوں کے ظاہری اعمال و کردار کو قبول کرو اور ٹوہ مت لگاؤ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل ایمان کی صفت بیان کرتے ہوئے کہا: ﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ .... ''وہ نرم دل ہوں گے مسلمانوں پر۔'' (سورۂ مائدہ:۵۴) یعنی اہل ایمان کے ساتھ ان کا معاملہ نہایت نرم دلی اور درگزر والا ہوگا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں وہ ذلیل اور گئے گزرے لوگ ہوں گے بلکہ ان کا معاملہ اس شعر کی طرح ہوگا۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مؤمن

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ .... ''کفار پر سخت اور تیز ہوں گے۔'' (سورۂ مائدہ:۵۴)

اللہ رب العزت کا فرمان ہے: ﴿لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ﴾ .... ''اور اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔'' یعنی آپ سے دور ہو جاتے۔ ''الفظ'' کا معنی ہے سخت

مزاج، تندخو اور بدخلق۔ لفظ ''فظ'' کا لغوی استعمال کچھ اس طرح ہے کہ جب کہیں پانی بالکل دستیاب نہ ہو اور جان کے لالے پڑ جائیں تو اونٹ کی اوجھڑی کو نچوڑ کر چند گھونٹ پانی حاصل کیا جائے، گویا اوجھڑی سے حاصل شدہ گھونٹوں کو ''فظ'' کہتے ہیں۔ پھر اس کا استعمال ایسے شخص پر ہونے لگا جس میں خشکی ہی خشکی ہو اور تری نام کی کوئی چیز نہ ہو، وہ وسیع المشرب ہونے کی بجائے تنگ نظر اور یبوست کا مارا ہوا ہو۔

(٣٤٠٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ نَظِيفٍ الْمِصْرِيُّ، بِمَكَّةَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الْخَضِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السُّيُوطِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو الْأَوْدِيِّ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَنْ يُحَرَّمُ عَلَى النَّارِ، وَبِمَنْ تُحَرَّمُ النَّارُ عَلَيْهِ؟ عَلَى كُلِّ هَيِّنٍ لَيِّنٍ قَرِيبٍ سَهْلٍ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں ایسے شخص کی خبر نہ دوں جو دوزخ پر حرام اور جس پر دوزخ حرام ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسا شخص جو نرم مزاج ہے، حلیم الطبع، لوگوں کے قریب رہتا ہے اور معاملات میں درگزر کرتا ہے۔''

تشریح: مکحول مرسلاً بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((الْمُؤْمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ كَالْجَمَلِ الْأَنِفِ، إِنْ قِيدَ انْقَادَ، وَإِنْ أُنِيخَ عَلَى صَخْرَةٍ اسْتَنَاخَ۔)) ......''مومن لوگ نرم مزاج اور شریف ہوتے ہیں، اس اونٹ کی طرح جس کے ناک میں نکیل ڈالی گئی ہو، اگر اسے چلایا جائے تو وہ چلتا ہے اور اگر اسے کسی پتھر پر بٹھایا جائے تو بیٹھ جاتا ہے۔'' (صحيح بالشاهد، رواه ابن المبارك في "الزهد": ٣٨٧)

((هينون لينون)) اصل میں یہ دونوں لفظ شد کے ساتھ ہیں لیکن اس جگہ بغیر شد کے ہیں۔ ((الانف)) ''ایسا اونٹ جس کے ناک میں نکیل ڈال دی گئی ہو، جس کی بنا پر وہ بوجہ تکلیف مالک کے حکم سے سرتابی نہیں کرسکتا اور وہ اپنے مالک کے حکم کے مطابق چلتا ہے اگرچہ سفر مشکل ہی ہو۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد مطیع اونٹ ہے جو کاشتکاری اور دیگر امور میں استعمال ہوتا ہے خواہ اسے نکیل ڈالی ہوئی ہو یا نہ ہو۔

فائدہ: مومن کو اس کی اطاعت شعاری اور اطاعت امیر کی بنا پر اونٹ کے ساتھ تشبیہ دی گئی۔ (ع،س)

(٣٤٠٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

(٣٤٠٥) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٤٨٨

(٣٤٠٦) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٧٩٠، والترمذي: ١٩٦٤

يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامَوَيْهِ الأَصْفَهَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَحْيَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ ، بِمَكَّةَ ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ قَادِمٍ ، عَنْ سُفْيَانَ ، عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ فُرَافِصَةَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيمٌ ، وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيمٌ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن بھولا بھالا اور سخی ہوتا ہے اور فاجر آدمی فریبی اور بخیل ہوتا ہے۔''

تشریح: ((الغِرّ)) وہ شخص جو اپنی فطری سادگی کی بنا پر ہر کسی پر اعتماد کر گزرتا ہے اور دھوکا کھا جاتا ہے اور اس کے برعکس اخلاق (خبٌّ) کہلاتا ہے۔ یعنی لومڑی کی طرح چالاک اور داؤ پیچ جاننے والا ہوتا ہے۔ اہل علم وبصیرت کا کہنا ہے کہ قابل تعریف مومن وہ ہے جس کی طبیعت بھولی بھالی اور مزاج میں بے ساختگی ہو، فریب سے ناواقف ہو، شر وفساد اور شک وریب والے مقامات اور معاملات سے اس کی کوئی تفصیلی واقفیت نہیں ہوتی، وہ ان امور میں دلچسپی رکھتا ہے نہ بحث وتمحیص ہی کرتا ہے۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں کہ وہ جاہل مطلق اور بدھو ہے بلکہ اس کی عدم دلچسپی شرافت ونجابت اور اعلیٰ اخلاق وکردار کی بنا پر ہوتی ہے۔ اس کے برعکس ایک فاجر شخص شاطر، چالاک، حالات اور موقع ومحل کو دیکھ کر پینترہ بدلنے والا، مفاد پرست، ابن الوقت، پرپیچ مزاج کا حامل، گندے امور میں منہمک، گناہوں میں دلچسپی رکھنے والا اور ان کے بارے میں پوری معلومات رکھنے والا ہوتا ہے۔ یاد رہے یہ سب کچھ بطور ذہانت کے نہیں ہوتا بلکہ اس کا محرک خبث باطن، دنایت طبع، کمینگی اور رذالت ہوتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ هٰذِهِ الطَّبِيْعَةِ الزَّائِغَةِ۔

جناب صعصعہ بن صوحان نے اپنے بھتیجے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: مومن کے ساتھ رچ بس کر زندگی گزار جب کہ فاجر کے ساتھ اوپر اوپر کا معاملہ رکھ کیونکہ فاجر کھوکھلی مسکراہٹوں اور جھوٹے تبسم سے خوش ہو جائے گا۔ رہا مومن، تو اس کے ساتھ دلی انس وپیار، قلبی لگاؤ اور اس کے دکھ درد کا شریک ہونا ضروری ہے اور یہ اس کا شرعی اور اخلاقی حق ہے۔

(26)...... بَابُ الْحَذَرِ

احتیاط اور بچاؤ کرنا

(٣٤٠٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ ، حَدَّثَنَا لَيْثٌ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ، أَنَّهُ قَالَ: ((لا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ نے

(٣٤٠٧) أخرجه البخاري: ٦١٣٣ ، ومسلم: ٢٩٩٨

يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ۔)) فرمایا: ''مومن ایک بِل سے دوبار نہیں ڈسا جاتا۔''

شرح حدیث مبارکہ کا مطلب ہے کہ عمدہ مومن وہ ہے جو حزم واحتیاط کے دامن کو نہیں چھوڑتا۔ اگر اس نے لاشعوری طور پر کسی مقام سے ٹھوکر کھائی ہے تو دوبارہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ گویا اس حدیث کا تعلق دنیاوی معاملات سے ہے۔ بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اس حدیث کا تعلق امور آخرت سے ہے کہ مومن آخرت کے معاملات سے غافل نہیں ہوتا بلکہ ان کے بارے میں پوری طرح کوشاں رہتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا کہ وہ سراسر دنیا میں منہمک ہو کر رہ جائے۔

((لا يُلْدَغُ)) ''کی غین پر رفع پڑھنے کی صورت میں اس حدیث مبارکہ کا معنی خبر کے پیرایہ میں ہوگا، جیسا کہ گذشتہ بحث میں اور ترجمہ میں کیا گیا ہے۔ بعض روایتوں میں یہ لفظ غین کے کسرہ کے ساتھ بھی مروی ہے اور اس صورت میں معنی ہوگا کہ مومن ہرگز دھوکا نہ کھائے بلکہ اسے چاہیے کہ بیدار مغزی کا ثبوت دے اور احتیاطی تدابیر بروئے کار لائے۔ ایسا نہ ہو کسی تکلیف دہ اور اذیت ناک صورتحال کا سامنا کرنا پڑ جائے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: اپنے دشمن سے کبھی غافل اور پُرامن نہ ہو۔ اپنے دوست سے بھی احتیاط کر اور چوکس رہ، سوائے امانتدار دوست کے اور امین دوست وہی ہوتا ہے جس کے دل میں خشیت الٰہی موجزن ہو۔

(27)...... بَابُ لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ

تین آدمی اکھٹے ہوں تو دو آدمی الگ سے سرگوشی نہ کریں

اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلَا تَتَنَاجَوْا بِالْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ .... ''اے ایمان والو! تم جب سرگوشی کرو تو یہ سرگوشیاں گناہ اور ظلم و زیادتی والی نہ ہوں۔'' (سورۂ مجادلہ: ۹)

(٣٤٠٨)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا كَانَ ثَلَاثَةٌ، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تین آدمی ہوں تو اپنے میں سے ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں سرگوشی نہ کریں۔''

(٣٤٠٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَبْدُاللّٰهِ

جناب عبداللہ بن دینار بیان کرتے ہیں کہ میں اور

(٣٤٠٨) أخرجه البخاري: ٦٢٨٨، ومسلم: ٢١٨٣

(٣٤٠٩) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٨٥١، وابن ماجه: ٣٧٧٥، والترمذي: ٢٨٢٥

بْنُ عُمَرَ عِنْدَ دَارِ خَالِدِ بْنِ عُقْبَةَ الَّتِي بِالسُّوقِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ، وَلَيْسَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَحَدٌ غَيْرِي وَغَيْرُ الرَّجُلِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يُنَاجِيَهُ، فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَجُلًا حَتَّى كُنَّا أَرْبَعَةً، فَقَالَ لِي وَلِلرَّجُلِ الَّذِي دَعَا: اسْتَرْخِيَا، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ وَاحِدٍ.))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خالد بن عقبہ رضی اللہ عنہ کے بازار والے گھر کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور ان سے تنہائی میں گفتگو کرنا چاہی، اس وقت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ میرے اور اس شخص کے علاوہ جو ان سے سرگوشی کرنا چاہ رہا تھا کوئی اور نہیں تھا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو بلا لیا تا آنکہ ہم چار افراد ہو گئے۔ اس کے بعد مجھے اور بلائے جانے والے شخص سے کہا: تم ذرا دور چلے جاؤ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں۔''

(٣٤١٠)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً، فَلَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُونَ الثَّالِثِ إِلَّا بِإِذْنِهِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ يُحْزِنُهُ.))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم تین افراد ہو تو دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، سوائے اس کی اجازت کے، اس سے وہ رنجیدہ ہوگا۔''

تشریح: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم کسی محفل میں تین افراد ہو تو دو آدمی اپنے تیسرے ساتھی کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں حتی کہ زیادہ لوگوں میں گھل مل جائیں، اس کی حکمت یہ ہے کہ اس سے وہ رنجیدہ ہوگا۔''

امام ابوسلیمان رحمہ اللہ نے کہا: حدیث مبارکہ کے الفاظ تین میں سے دو کا تیسرے کو چھوڑ کر آپس میں سرگوشی کرنا (یا کسی ایسی زبان میں بات کرنا جو اس کی سمجھ میں نہ آتی ہو) اس کے لیے کلفت کا باعث ہے۔ اس کی دو وجہیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ وہ شخص پریشان ہوگا کہ کہیں میرے قتل ہی کی سازش نہ ہو رہی ہو اور دوسرا یہ صورت اس تیسرے آدمی کی عزت وکرامت کے خلاف بھی ہے۔ ابو عبید بن حرب نے کہا: اس ممانعت کا تعلق سفر کے ساتھ ہے کہ وہاں اس قسم کی سرگوشی کا خطرہ بہت بڑھ جاتا ہے اور تیسرا شخص اس سے از حد اذیت محسوس کرتا ہے۔ رہا حضر کا معاملہ تو اس میں عموماً اس

(٣٤١٠) أخرجه البخاري: ٦٢٩٠، ومسلم: ٢١٨٤

قسم کی کیفیت کا سامنا نہیں ہوتا تو وہاں دیوار کی اوٹ میں کسی سے سرگوشی کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم

میں کہتا ہوں: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ کے پاس بیٹھی تھیں کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لائیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آتے دیکھا تو مرحبا کہا اور پھر ان سے سرگوشی کی۔

(صحیح بخاری: ٤٤٣٣)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جہاں کافی سارے افراد موجود ہوں تو وہاں دو آدمی کوئی خاص بات کر لیں تو یہ کیفیت گوارا ہے۔ اسی طرح جہاں معاملہ شک وشبہ سے بالاتر ہو وہاں بھی سرگوشی کرنا جائز ہے۔ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

(28)...... بَابُ النَّصِيحَةِ

خیرخواہی کرنے کا بیان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان: ﴿إِذَا نَصَحُوا لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ﴾ .... ''بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیرخواہی کرتے رہیں۔'' (سورۂ توبہ:٩١)

اللہ تعالیٰ نے سیدنا نوح علیہ السلام کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَأَنْصَحُ لَكُمْ﴾ .... ''اور میں تمہاری خیرخواہی کرتا ہوں۔'' (سورۂ اعراف:٦٢)

سیدنا ہود علیہ السلام کی بابت بتایا کہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ﴿وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ﴾ .... ''اور میں تمہارا امانتدار خیرخواہ ہوں۔'' (سورۂ اعراف:٦٨)

نیز سیدنا شعیب علیہ السلام اور سیدنا صالح علیہ السلام کی بابت فرمایا: ﴿وَنَصَحْتُ لَكُمْ﴾ .... ''اور میں نے تمہاری خیرخواہی کی۔'' (سورۂ اعراف:٧٩)

(٣٤١١)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَسْعَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ حَفَدَةُ الْعَطَّارِيُّ، أَدَامَ اللّٰهُ ظِلَّهُ، حَدَّثَنَا الإِمَامُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْحُسَيْنُ بْنُ مَسْعُودٍ الْبَغَوِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَرْبٍ، وَزَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى بْنِ أَسَدٍ، وَعَبْدُ السَّلَامِ بْنُ أَبِي فَرْوَةَ النصيبيني، قَالُوا: أنا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ......

عَنْ زِيَادِ بْنِ عَلَاقَةَ، سَمِعَ جَرِيرًا، يَقُولُ: بَايَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جناب زیاد بن علاقہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا جریر رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ بیان کر رہے تھے کہ میں نے

(٣٤١١) أخرجه البخاري: ٢٧١٥، ومسلم: ٥٦

عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ۔

رسول اللہ ﷺ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) ''اور میں تمہارے لیے خیر خواہ ہوں۔''

(٣٤١٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ......

عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ، سَمِعَ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى النُّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ۔

جناب زیاد بن علاقہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کر رہے تھے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی۔

(٣٤١٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى بْنِ الصَّلْتِ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ أَحَدَكُمْ مِرْآةُ لأَخِيهِ، فَإِذَا رَأَى بِهِ شَيْئًا، فَلْيُمِطْهُ عَنْهُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ تمہارا ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے تو جب اس میں کوئی قابل اصلاح چیز دیکھے تو اس چیز کو اس سے دور کر دے۔''

(٣٤١٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَارِفِ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا الأَصَمُّ ح أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَّالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ تَمِيمٍ الدَّارِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ:

سیدنا تمیم داری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(٣٤١٢) انظر الحديث السابق

(٣٤١٣) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٩١٨، والترمذي: ١٩٢٩

(٣٤١٤) أخرجه مسلم: ٥٥

((الدِّينُ النَّصِيحَةُ، الدِّينُ النَّصِيحَةُ، لِلَّهِ وَلِكُتُبِهِ وَلِنَبِيِّهِ، وَلأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِينَ وَعَامَّتِهِمْ۔)) نے فرمایا: ''دین صرف نصیحت ہی ہے، دین نصیحت ہے، اللہ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اس کے نبی کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں اور ان کے عام لوگوں کے لیے۔''

شرح: امام ابوسلیمان رحمہ اللہ نے کہا: نصیحت ایک جامع لفظ ہے جس کا مکمل مفہوم کسی ایک لفظ اور جملے سے ادا ہونا ممکن نہیں۔ اس لفظ کا سادہ سا معنی ہے کسی کا بھلا چاہنا اس کا برا نہ چاہنا، یہ نصیحت ہے اور فارسی میں اسے خیر خواہی کہہ دیتے ہیں۔

عربی زبان میں معانی کی وسعت رکھنے والا ایک لفظ ''فلاح'' ہے۔ اہل لغت کا کہنا ہے کہ عربی زبان میں کوئی ایسا دوسرا لفظ موجود نہیں کہ جس کے بولنے سے دنیا وعقبیٰ کی ساری بھلائیاں سمٹ کر اس کے اندر آجائیں سوائے اس لفظ کے۔ اسی لیے ان کے نزدیک (اَفْلَحَ الرَّجُلُ) اس وقت بولا جاتا ہے کہ جب کسی کے ہاتھ خیر و بھلائی کا غیر مختتم سلسلہ آجائے۔ لفظ (نَصَحَ) کا لغوی معنی خالص ہونا ہے۔ ''نَصَحَ الشَّيْءُ'' اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی چیز خالص ہو، اس میں کھوٹ نہ ہو۔ شہد جب بالکل خالص اور بے عیب ہو تو اسے ''النـاصـح'' کہتے ہیں۔ آپ شہد سے موم کو الگ کرنے کے بعد کہیں گے: ''نَصَحْتُ الْعَسَل''۔ بعض کے نزدیک یہ لفظ ''نَصَحَ الرَّجُلُ ثَوْبَهُ'' سے ماخوذ ہے، یعنی درزی نے کپڑے سلائی کر دیے۔ ''ناصح'' چونکہ دوسرے افراد کی ایک ایک کمی اور کوتاہی دور کرنے کا خواہشمند اور کوشاں ہوتا ہے اس کے اس عمل کو درزی کے کپڑے سینے کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ وہ بھی ایک ایک ٹانکا لگا کر اور کپڑے کے مختلف تراشوں کو جوڑ کر ایک عمدہ پوشاک اور دیدہ زیب لباس تیار کر دیتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ دل میں کسی کے لیے اچھا ارادہ رکھنا، اس کے متعلق کھوٹ نہ رکھنا یہ نصیحت ہے۔ آپ ﷺ کا فرمانا کہ ((الدِّينُ النَّصِيحَةُ)) ''دین صرف نصیحت کا نام ہے۔'' مطلب یہ ہے کہ دینی احکام کا مدار اور ستون نصیحت پر ہے اور اسی کے ساتھ دین کے معاملے کو قرار اور ثبات ہے جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے: ((اَلْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ)) ''اعمال کی صحت کا دارومدار نیت پر ہے۔'' اللہ تعالیٰ کے لیے نصیحت سے مراد ہے کہ صرف اسی کو رب اور معبود مانے، اس کی تمام صفات کو مانے، ان کے ماننے میں الحاد کا شکار نہ ہو بلکہ سلف کے طریقہ کار کا متبع رہے۔ خالص دل سے اس کا بندہ بن جائے، اس کی بندگی میں کسی وقت بھی کسی دوسری ہستی کو شریک نہ کرے، ساری دنیا کو صرف اس کا بندہ بنانے کی کوشش کرتا رہے اور اس کے احکام ماننے کے لیے ہر وقت دل سے تیار رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمانبرداروں سے محبت اور اس کے دشمنوں سے عداوت رکھے۔ اس کی ہر ہر نعمت کا شکرگزار رہے۔ یاد رہے کہ اس کی ساری خیر خواہی کا فائدہ اصل میں خود انسان کو ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات ہر ناصح کی نصیحت سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

اللہ کی کتاب سے نصیحت سے مراد اس پر ایمان رکھنا ہے کہ وہ اللہ کا کلام، اسی کی وحی اور اسی کی طرف سے نازل

شدہ ہے۔مخلوق میں سے کوئی بھی ایسی کتاب تصنیف نہیں کرسکتا۔اس کی کسی بات میں شک نہ کرنا، اس کے احکام پر عمل اور نواہی سے اجتناب کرنا، اس کا علم حاصل کرنا، صحت حروف کے ساتھ اس کی تلاوت کرنا، اس کے وعدوں پر یقین رکھنا اور اس کی وعیدوں سے خائف ہونا، اسے آگے پھیلانا اور یہ خواہش رکھنا کہ سب لوگ اس پر عامل بن جائیں۔

اس کتاب میں موجود عبرت آموز واقعات سے سبق سیکھنا، اس کے معانی اور مطالب میں غوطہ زن ہونا، اس کے محکم پر عمل کرنا اور متشابہ کو دل وجان سے تسلیم کرنا۔

رسول اللہ ﷺ کی نصیحت سے مراد کہ ان تمام چیزوں میں اسے دل سے سچا ماننا ہے جو آپ ﷺ لے کر آئے ہیں۔آپ کا حکم ماننا، آپ کے نقشِ قدم پر چلنا، آپ کے دوستوں سے دوستی اور آپ کے دشمنوں سے دشمنی، آپ کی سنت سے محبت، سنت کا علم حاصل کرنے کا شوق اور جستجو، اس کی نشر واشاعت، سب لوگوں کو سنت کا عامل بنانے کا شوق اور اس کے لیے جد وجہد، بدعت کی تردید اور اسے ختم کرنے کی جدوجہد بھی رسول اللہ ﷺ کی خیر خواہی میں شامل ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ ”قسم ہے تیرے پروردگار کی یہ مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس کے تمام اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں۔“

(سورۂ نساء: ٦٥)

اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى﴾ .... ”اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے۔“

(سورۂ نجم: ۳)

مسلمانوں کے حکمرانوں کے لیے نصیحت یہ ہے کہ ہمیشہ ان کی بھلائی کے لیے سوچے، دل میں ان کے لیے کھوٹ نہ رکھے، اچھے کاموں میں ان کی اطاعت اور مدد کرے، ان کے خلاف بغاوت نہ کرے، ان کی کوتاہیوں کے باوجود صلاۃ وجہاد اور دوسرے نیکی کے اجتماعی کاموں میں ان کے ساتھ رہے۔ان کے ساتھ مل جل کر کفار کے ساتھ جہاد کرے، ان کی اصلاح کے لیے حق بات کہتا رہے، ان کے حق میں دعا کرتا رہے، ان کی خوشامد اور چاپلوسی نہ کرے۔

بعض نے ((وَلِأَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ)) سے مراد علماء اور فقہاء لیے ہیں۔تو ان کی نصیحت سے مراد کتاب وسنت کے مطابق ان کے فتاوی کو ماننا اور ان کی عزت وتکریم کرنا، راجح اور مرجوح کے مسائل میں علاقے کے بڑے عالم کی انفرادی رائے کو قبول کرنا، کسی پیش آمدہ جدید مسئلہ پر علمائے کرام کے اجتماعی واجتہادی موقف کو تسلیم کرنا۔

((عَامَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ)) کے لیے نصیحت یہ ہے کہ ہمیشہ ان کی بھلائی کے لیے سوچے، کسی کے متعلق دل میں کھوٹ اور کینہ نہ رکھے، ان کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے، ان کے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی توقیر کرے، ان کی دنیا اور آخرت میں بھلائی کے لیے کوشش کرے، انھیں نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ .... ”

اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجیے۔'' (سورۂ نحل:۱۲۵)

کہا گیا ہے کہ تبلیغ ودعوت میں حکمت، موعظہ حسنہ اور رفق وملائمت پر مبنی انداز جو جدال بالاحسن کی عمدہ مثال ہے وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا لب ولہجہ ہے جو انہوں نے اپنے والد کے ساتھ اپنایا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿يَا أَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِي عَنْكَ شَيْئًا﴾ .... ''اے ابا جان! آپ ان کی پوجا پاٹ کیوں کر رہے ہیں؟ جو نہ سنیں اور نہ دیکھیں اور نہ آپ کو کچھ بھی فائدہ پہنچا سکیں۔'' (سورۂ مریم:۴۲) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿هَلْ يَسْمَعُونَكُمْ إِذْ تَدْعُونَ﴾ ''جب تم انہیں پکارتے ہو تو کیا وہ سنتے بھی ہیں۔'' (سورۂ شعراء:۷۲)

اس قسم کے دلفریب اور دلکش اندازِ تبلیغ سے مخالف پر حجت قائم ہوتی ہے اور بُعد پیدا نہیں ہوتا اور دعوت وتبلیغ کے میدانوں میں حکمت اور موعظہ حسنہ کا ملحوظ رکھنے کا یہی معنی ہے کہ درشتی اور تلخی سے بچتے ہوئے نرم ومشفقانہ اندازِ تخاطب اختیار کیا جائے۔ واللہ اعلم

(۳٤۱۵)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ......

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((قَالَ اللّٰهُ: أَحَبُّ مَا تَعَبَّدَنِي بِهِ عَبْدِي إِلَيَّ النُّصْحُ لِي۔))

سیدنا ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: مجھے اپنے بندے کی بندگی کی جو کیفیت سب سے زیادہ پسند ہے وہ ہے میرے لیے نصیحت اختیار کرنا۔''

شرح جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: آپ اپنے بھائی کی نصیحت کا حق اس وقت تک ہرگز ادا نہیں کر سکتے حتیٰ کہ جس عمل خیر کے سرانجام دینے سے وہ قاصر رہ گیا ہے آپ اسے تلقین نہ کر دیں۔

(29)...... بَابُ نُصْرَةِ الْإِخْوَانِ

مسلمان بھائیوں کی معاونت کرنا

(۳٤۱٦)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ،

(۳٤۱۵) اسناده ضعيف جدًّا......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۲۲۲۵۳

(۳٤۱٦) أخرجه البخاری: ۲٤٤٤

حَـدَّثَـنَـا أَبُـو الْـعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مِلاسٍ النُّمَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

عَـنْ أَنَـسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَـيْـهِ وَسَـلَّـمَ: ((انْصُرْ أَخَـاكَ ظَـالِـمًـا أَوْ مَـظْـلُـومًـا)) قِيـلَ: يَـا رَسُـولَ اللّٰهِ! نَصَرْتُهُ مَـظْـلُـومًـا، فَـكَيْفَ أَنْـصُـرُهُ ظَـالِمًا؟ قَالَ: ((تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ، فَذَلِكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ.))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔'' آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا: اے اللہ کے رسول! میں مظلوم کی تو مدد کر سکتا ہوں لیکن ظالم کی کس طرح کروں؟ آپ نے فرمایا: ''تو اسے ظلم سے روک، تیرا اس کی مدد کرنا ہے۔''

تشریح: بعض روایات میں ((فَذَلِكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ)) کے الفاظ مذکور نہیں۔

(٣٤١٧)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُـرَيْـحٍ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـقَـاسِـمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

عَـنْ جَـابِـرٍ، قَـالَ: اقْتَتَلَ غُلامَانِ: غُلامٌ مِنَ الْـمُـهَـاجِـرِينَ، وَغُلامٌ مِنَ الأَنْصَارِ، فَنَادَى الْـمُـهَـاجِـرِيُّ: يَـا لَـلْمُـهَـاجِرِينَ، وَنَـادَى الأَنْـصَارِيُّ: يَا لَلأَنْصَارِ، فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((مَا هَذَا؟ أَدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ؟)) قَالُوا: لا يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِلا أَنَّ غُـلامَيْـنِ اقْتَتَـلا، فَـكَسَـعَ أَحَدُهُـمَـا الآخَـرَ، فَـقَـالَ: ((لا بَـأْسَ فَلْيَنْصُرِ الرَّجُلُ أَخَـاهُ ظَـالِـمًـا أَوْ مَـظْلُومًا، إِنْ كَانَ ظَالِمًا، فَـلْيَـنْهِهِ، فَإِنَّهُ لَهُ نُصْرَةً، وَإِنْ كَانَ مَظْلُومًا، فَلْيَنْصُرْهُ.))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو نوخیز لڑکے آپس میں لڑ پڑے۔ ایک مہاجرین میں سے تھا اور ایک انصار میں سے۔ مہاجر نے اپنے مہاجروں کو پکارا اور انصاری نے انصار کو۔ رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور فرمایا: ''یہ کیا ہے؟ یہ تو جاہلیت کی سی پکار ہے'' (دوسری قوم سے لڑتے وقت اپنی قوم کو بلانا) لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کوئی بڑا مقدمہ نہیں، بس دو لڑکے آپس الجھ پڑے تو ایک نے دوسرے کی سرین پر مارا۔ آپ نے فرمایا: ''کوئی بات نہیں، آدمی اپنے بھائی کی مدد کرے وہ ظالم ہو یا مظلوم، اگر ظالم ہے تو اسے ظلم سے باز رکھے یہی اس کی مدد ہے اور اگر وہ مظلوم ہے تو اسے ظالم کے پنجے سے چھڑائے۔''

(٣٤١٧) أخرجه مسلم: ٢٥٨٤

(30)...... بَابُ السَّتْرِ

مسلمانوں کے عیوب چھپانا

(٣٤١٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْمَخْلَدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ السَّرَّاجُ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عَقِيلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لا يَظْلِمُهُ وَلا يَشْتِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ، كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا، سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کو گالی دیتا ہے۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں لگا ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرمانے میں لگا رہتا ہے۔ اور جو کسی مسلمان کی پریشانی دور کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی قیامت کی پریشانیوں میں سے کوئی بڑی پریشانی دور فرمائے گا اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی، اللہ تعالیٰ قیامت والے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔''

تشریح: راویٔ حدیث یحییٰ بن بکیر نے اپنے استاد لیث سے: ((لَا يَظْلِمُهٗ وَلَا يُسْلِمُهٗ)) ''نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اس کی مدد چھوڑتا ہے'' کے الفاظ نقل کیے ہیں۔

(٣٤١٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمَةَ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ إِلْيَاسَ، عَنْ يَحْيَى بْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَرَى الْمُؤْمِنُ مِنْ أَخِيهِ عَوْرَةً فَسَتَرَهَا عَلَيْهِ إِلا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔))

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک مومن شخص جب اپنے مسلمان بھائی کی کوئی قابل شرم چیز دیکھتا ہے اور اس کی پردہ پوشی کرتا ہے تو جنت میں داخلے کا حقدار قرار پاتا ہے۔''

(٣٤١٨) أخرجه البخاري: ٢٤٤٢، ٦٩٥١، ومسلم: ٢٥٨٠

(٣٤١٩) ضعيف ......أخرجه الطبراني في "الاوسط" و "الصغير"

(٣٤٢٠)۔أَخْبَرَنَا حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثنا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ......

قَالَ: نَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((رَأَى عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ رَجُلا يَسْرِقُ، فَقَالَ لَهُ: سَرَقْتَ؟ فَقَالَ: كَلا وَالَّذِي لا إِلَهَ إِلا هُوَ، فَقَالَ عِيسَى: آمَنْتُ بِاللَّهِ، وَكَذَّبْتُ عَيْنَيَّ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے ایک شخص کو چوری کرتے ہوئے دیکھا تو اس سے دریافت کیا: تو نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا: ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اس پر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے کہا: میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں کو دھوکا ہوا۔''

(31)...... بَابُ النَّهْيِ عَنْ هُجْرَانِ الْإِخْوَانِ

مسلمان بھائیوں سے قطع تعلق کرنا حرام ہے

(٣٤٢١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ......

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاثِ لَيَالٍ، يَلْتَقِيَانِ، فَيُعْرِضُ هَذَا، وَيُعْرِضُ هَذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلامِ۔))

سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رکھے، وہ دونوں ملیں تو یہ اس طرف منہ پھیر لے اور وہ اس طرف منہ پھیر لے اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام میں پہل کرے۔''

(٣٤٢٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا تَبَاغَضُوا، وَلا

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک

(٣٤٢٠) أخرجه البخاري: ٣٤٤٤، ومسلم: ٢٣٦٨

(٣٤٢١) أخرجه البخاري: ٦٠٧٧، ومسلم: ٢٥٦٠

(٣٤٢٢) أخرجه البخاري: ٦٠٧٦، ومسلم: ٢٥٥٩

تَحَاسَدُوا، وَلا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، وَلا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاثِ لَيَالٍ۔))

دوسرے کے مقابلے میں حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ، اور کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین راتوں سے زیادہ چھوڑے رکھے۔''

تشریح: ((لا تَدَابَرُوا)) قطع تعلقی نہ کرو، ناراضی نہ رکھو، ناراضی کے وقت ایک دوسرے کی طرف چہرے کی بجائے پیٹھ کر کے بیٹھ جانا جس سے قطع تعلق لازم آتا ہے۔

مودّج نے کہا: ((لا تَدَابَرُوا)) کا معنی ہے کہ دوسرے کو اچھا سمجھو، اپنے آپ کو ترجیح مت دو۔ کیونکہ ہر چیز میں اپنی بلندی کے زعم میں مبتلا شخص دوسرے کو پیچھے چھوڑتا ہے اور گویا معنوی طور پر اپنے ساتھیوں سے پیٹھ پھیرتا ہے۔

تین راتوں سے زائد باہمی گفتگو چھوڑنا جائز نہیں۔ اس حکم کا تعلق ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ بات چیت چھوڑ دینے کے ساتھ ہے۔ کسی ناراضی، غصہ یا لغزش کی بنا پر، اس قطع کلام کی اجازت صرف تین دن ہے اس سے زیادہ ایام بول چال بند رکھنا حرام ہے۔ (اتنی رعایت اس لیے دی گئی کہ پہلے دن غصے میں ٹھہراؤ آجائے، دوسرے دن انسان کچھ سوچے، تیسرے دن واپس لوٹ آئے، البتہ والد اپنے بچوں سے، خاوند اپنی بیوی سے، مالک اپنے نوکر سے تین دن سے زائد ناراضگی رکھ سکتا ہے۔ نبی ﷺ نے اپنی بیویوں سے مہینہ بھر بات چیت اور میل ملاپ موقوف رکھا۔ انتهى قول الخطابي۔

اللہ کی نافرمانی کرنے والوں اور دین میں عیب جوئی کرنے والے ملحدوں سے طویل مقاطعہ ہوسکتا ہے تا آنکہ وہ دین کی طرف پلٹ آئیں اور نافرمانی ترک کر دیں۔ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جنگ تبوک میں پیچھے رہ جانے کی وجہ سے نبی ﷺ نے مسلمانوں کو پچاس دن تک ہمارے ساتھ بات چیت کرنے سے منع فرما دیا تھا۔

(صحيح بخاری: ٦٢٥٥)

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے نافرمان کی توبہ کی وضاحت اور حقیقت حال منکشف ہونے کے لیے پچاس دن کی مقدار کا تعین فرمایا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: شرابیوں کو سلام نہ کہا جائے۔ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ اس وقت تک عقل وشعور کی منازل سر نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ اللہ تعالیٰ کی خاطر لوگوں سے ناراضگی مول نہ لیں، پھر اگر کبھی خود آپ سے حقوق اللہ میں کوتاہی سرزد ہو جائے تو آپ اپنے آپ کو لوگوں کی بہ نسبت زیادہ موردالزام ٹھہرائیں اور اپنا کڑا محاسبہ کریں۔

(32)...... بَابُ وَعِيدِ الْمُتَهَاجِرَيْنِ وَالْمُتَشَاحِنَيْنِ

بات چیت موقوف کر دینے والوں اور کینہ رکھنے والوں کے لیے وعید

(٣٤٢٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الاثْنَيْنِ، وَيَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيَغْفِرُ اللّٰهُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ لا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلا رَجُلٌ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ، فَيُقَالُ: اتْرُكُوا، أَوِ ارْكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا، أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر سوموار اور جمعرات والے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر اس مومن بندے کی مغفرت فرماتا ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذرہ بھر شرک نہ کیا ہو ما سوائے اس شخص کے کہ جس کے دل میں دوسرے مسلمان بھائی کے متعلق کینہ ہو، پس کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کا معاملہ ترک کر دو یا موخر کر دو، یہاں تک کہ واپس پلٹ آئیں، ان کو مہلت دو تا آنکہ صلح کر لیں۔''

شرح: ابو صالح کی روایت میں ہے: ''سب لوگوں کے اعمال ایک ہفتہ میں دو مرتبہ پیش کیے جاتے ہیں، سوموار والے دن اور جمعرات والے دن۔''

((شَحْنَاءُ)) ''عداوت، دشمنی۔'' ((الْمُشَاحِن)) ''دشمنی کرنے والا، کینہ پرور۔'' ((اِرْكُوا)) ''اس کا معاملہ لیٹ کر دو۔'' (رَكَا يَرْكُو) باب کا یہی معنی ہے۔ ((حَتَّى يَفِيئَا)) ''حتی کہ وہ صلح کر لیں۔''

(٣٤٢٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنِي أَبُو غَسَّانَ مُطَرِّفٌ، سَمِعْتُ دَاوُدَ بْنَ فَرَاهِيجَ......

سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ كُلَّ اثْنَيْنِ وَخَمِيسٍ، وَيُغْفَرُ لِكُلِّ إِنْسَانٍ لا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلا رَجُلٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت کے دروازے ہر سوموار اور جمعرات والے دن کھولے جاتے ہیں اور ہر اس شخص کو معاف کر دیا جاتا ہے جس نے اللہ کے ساتھ ذرہ بھر شرک نہ کیا ہو، سوائے

(٣٤٢٣) أخرجه مسلم: ٢٥٦٥

(٣٤٢٤) انظر الحديث السابق

شَحْنَاءُ، فَيَقُولُ: اتْرُكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا۔))

اس آدمی کے جس کے دل میں مسلمان بھائی کے بارے میں کینہ اور بغض ہو، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان دونوں کا معاملہ چھوڑ دو تا آنکہ یہ صلح کر لیں۔''

(٣٤٢٥)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي سُفْيَانَ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الشَّيْطَانَ يَئِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّونَ، وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيشِ بَيْنَهُمْ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ شیطان اس بات سے سخت ناامید ہو چکا ہے کہ مسلمان اس کی عبادت کریں گے لیکن وہ ان کے آپس کے تعلقات خراب کرے گا۔''

شرح: ((التَّحْرِيش)) ''لڑائی ڈلوانا، تعلقات خراب کرنا اور پھوٹ ڈالنا۔''

(33)...... بَابُ النَّهْيِ عَنْ تَتَبُّعِ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ

مسلمانوں کے عیوب کی تلاش حرام ہے

(٣٤٢٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الطُّوسِيُّ، بِهَا، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الإِسْفَرَايِينِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الإِسْمَاعِيلِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نَاجِيَةَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَكْثَمَ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى السِّينَانِيُّ، عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ وَاقِدٍ، عَنْ أَوْفَى بْنِ دَلْهَمٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ، وَلَمْ يُفْضِ الإِيمَانُ إِلَى قَلْبِهِ: لا تَغْتَابُوا الْمُسْلِمِينَ، وَلا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ، فَإِنَّهُ مَنْ تَتَبَّعَ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِينَ، تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، وَمَنْ تَتَبَّعَ اللّٰهُ عَوْرَتَهُ، فَيَفْضَحُهُ وَلَوْ فِي

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے وہ لوگو جو اپنی زبان سے ایمان لائے ہو مگر ایمان ان کے دلوں میں نہیں اترا! مسلمانوں کی بدگوئی نہ کیا کرو اور نہ ان کے عیبوں کے درپے ہوا کرو، بلاشبہ جو ان کے عیبوں کے درپے ہوگا اللہ بھی اس کے عیوب کے درپے ہوگا اور اللہ جس کے عیبوں کے درپے ہو گیا تو اسے اس کے گھر کے

(٣٤٢٥) أخرجه مسلم: ٢٨١٢

(٣٤٢٦) حسن صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٠٣٢

جَوْفِ رَحْلِهِ)) قَالَ: وَنَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا إِلَى الْكَعْبَةِ، فَقَالَ: مَا أَعْظَمَكِ، وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالْمُؤْمِنُ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِنْكِ۔

اندر رسوا کر دے گا۔'' راوی کہتا ہے کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز کعبۃ اللہ کو دیکھ کر کہا: تو کس قدر عظیم ہے! اور تیری حرمت اور تقدیس کتنی زیادہ ہے لیکن ایک مومن کا مقام ومرتبہ تیری حرمت سب بڑھ کر ہے۔

شرح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع وصول ہوئی کہ کچھ منافقین، مومنوں کی ہتک عزت کرتے ہیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے کہا: ((يَا مَعْشَرَ مَنْ آمَنَ بِلِسَانِهِ، وَلَمْ يُخْلِصِ الْإِيمَانَ إِلَى قَلْبِهِ، لَا تُؤْذُوا الْمُؤْمِنِينَ، وَلَا تَتَّبِعُوا عَوْرَاتِهِمْ۔)) ......''اے وہ لوگو جو اپنی زبانوں سے ایمان لائے ہو مگر ایمان نے ان کے دلوں میں گھر نہیں کیا! مومنوں کو اذیت نہ دو اور نہ ان کے عیبوں کے درپے ہوا کرو۔'' (صحيح بالشواهد، أخرج نحوه ابوداود: ٤٨٨٠)

(٣٤٢٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلَّالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَيُّوبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ، أَنَّ إِسْمَاعِيلَ بْنَ يَحْيَى الْمَعَافِرِيَّ أَخْبَرَنَا......

عَنْ سَهْلِ بْنِ مُعَاذِ بْنِ أَنَسٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَنْ حَمَى مُؤْمِنًا مِنْ مُنَافِقٍ يَعِيبُهُ، بَعَثَ اللّٰهُ مَلَكًا يَحْمِي لَحْمَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَمَنْ قَفَى مُسْلِمًا بِشَيْءٍ يُرِيدُ شَيْنَهُ بِهِ، حَبَسَهُ اللّٰهُ عَلَى جِسْرِ جَهَنَّمَ حَتَّى يَخْرُجَ مِمَّا قَالَ۔))

جناب سہل بن معاذ بن انس جہنی رحمہ اللہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مومن کا کسی منافق سے بچاؤ کیا جو اس کی عیب جوئی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا، اور جس نے کسی مسلمان پر کسی چیز کی تہمت لگا کر اس پر عیب لگانا چاہا تو اللہ تعالیٰ اسے جہنم کے پل صراط پر روکے گا حتی کہ اس کے کہے کی سزا پوری ہو جائے۔''

شرح: سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ الْأَمِيرَ إِذَا ابْتَغَى الرِّيبَةَ فِي النَّاسِ أَفْسَدَهُمْ۔)) ......''حاکم وقت اگر تہمت اور شبے کی بنا پر لوگوں کے درپے ہوگا تو ان کو بگاڑ دے گا۔''

(صحيح، ابوداود: ٤٨٨٩)

(٣٤٢٧) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٨٨٣

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ((إِنَّكَ إِذَا اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ أَفْسَدْتَهُمْ۔)) ......''اگر تو لوگوں کے عیوب کے پیچھے پڑ گیا تو تو انہیں بگاڑ دے گا۔''

(صحیح، ابوداود: ٤٨٨٨)

(34)...... بَابُ الذَّبِّ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ

مسلمان کی عدم موجودگی میں اس کی عزت کا دفاع کرنا

(٣٤٢٨)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو شَيْخٍ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ، عَنْ لَيْثِ بْنِ أَبِي سُلَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ......

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَرُدُّ عَنْ عِرْضِ أَخِيهِ إِلا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يَرُدَّ عَنْهُ نَارَ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ثُمَّ تَلا هَذِهِ الآيَةَ: ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ﴾

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: ''جو مسلمان اپنے دوسرے مسلمان بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے، تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہو جاتا ہے کہ اس سے جہنم کی آگ کو دور کرے۔'' پھر آپ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ .... ''اور ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔'' (سورۂ روم: ۴۷)

(٣٤٢٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ، وَالْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي زِيَادٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ بْنِ السَّكَنِ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ بِالْمَغِيبَةِ، كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُعْتِقَهُ مِنَ النَّارِ۔))

سیدہ اسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے مسلمان بھائی سے عیوب کا دفاع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ اسے آگ سے آزاد کرے۔''

(٣٤٢٨) ضعيف ......ذكره السيوطى فى "الدر المنثور" ونسبه الى الطبرانى وابى حاتم ، انظر سلسلة الاحاديث الضعيفة: ٥٨٠

(٣٤٢٩) اسناده ضعيف ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٧٦٨٠

(٣٤٣٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ أَبِي إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبَانِ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ، وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَى نَصْرِهِ، فَنَصَرَهُ، نَصَرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس کی موجودگی میں کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جارہی ہو اور وہ اس کے دفاع کی قدرت رکھتا ہو اور وہ پھر اس کا دفاع کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی معاونت فرمائے گا۔''

(٣٤٣١)۔وَاَخْبَرَنَا الصَّالِحِيُّ، اَنَا ابْنُ بِشْرَانَ، اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ الصَّفَّارُ، نَا الرَّمَادِيُّ، نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ، اَنَا مَعْمَرٌ وَالثَّوْرِيُّ، عَنْ اَبَّانَ بِاِسْنَادِهِ مِثْلَهُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جس کی موجودگی میں کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جارہی ہو اور وہ اس کے دفاع کی قدرت رکھتا ہو اور وہ پھر اس کا دفاع کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی معاونت فرمائے گا۔''

(٣٤٣٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُويَهِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سُلَيْمِ بْنِ زَيْدٍ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ سَمِعَ إِسْمَاعِيلَ بْنَ بَشِيرٍ مَوْلَى بَنِي مَغَالَةَ......

يَقُولُ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، وَأَبَا طَلْحَةَ بْنَ سَهْلٍ الأَنْصَارِيَّيْنِ، يَقُولَانِ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا مِنِ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ اور ابوطلحہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کو کہیں بے یارو مددگار چھوڑا جہاں کہ وہ بے عزت کیا جارہا تھا، تو

(٣٤٣٠) حديث ضعيف جدا ...... انظر سلسلة الاحاديث الضعيفة: ١٨٨٨، ٥٢٦٨

(٣٤٣١) انظر الحديث السابق

(٣٤٣٢) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٤٨٨٤

امْرِءٍ يَخْذُلُ مُسْلِمًا فِي مَوْطِنٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ، وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلا خَذَلَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ، وَمَا مِنِ امْرِءٍ يَنْصُرُ مُسْلِمًا فِي مَوْضِعٍ يُنْتَقَصُ فِيهِ مِنْ عِرْضِهِ، وَيُنْتَهَكُ فِيهِ مِنْ حُرْمَتِهِ إِلا نَصَرَهُ اللَّهُ فِي مَوْطِنٍ يُحِبُّ فِيهِ نُصْرَتَهُ۔))

اللہ تعالیٰ اسے ایسی جگہ بے یارومددگار چھوڑے گا جہاں وہ چاہے گا کہ اس کی مدد کی جائے، اور جس نے کسی مسلمان کی مدد کی جہاں اسے بے عزت اور ذلیل کیا جارہا تھا، تو اللہ تعالیٰ اس کی ایسی جگہ مدد فرمائے گا جہاں وہ چاہے گا کہ اس کی مدد کی جائے۔''

تشریح: جناب طارق کہتے ہیں کہ سیدنا خالد بن ولید اور سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما کے مابین کچھ ان بن تھی تو ایک شخص نے سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے پاس سیدنا خالد رضی اللہ عنہ کی چغلی کھائی تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے درمیان جو ناچاقی ہے اس نے ہمارے دین تک رسائی حاصل نہیں کی۔

(35)...... بَابُ مَالَا يَجُوْزُ مِنَ الظَّنِّ وَالنَّهْيِ عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّجَسُّسِ

کونسا گمان رکھنا جائز نہیں نیز حسد اور جاسوسی کرنے کی حرمت

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا﴾ .... ''اے ایمان والو! بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں اور بھید نہ ٹٹولا کرو۔''

(سورۂ حجرات: ۱۲)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا مزید فرمان ہے: ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾ .... ''اور حسد کرنے والوں کی برائی سے جب وہ حسد کرتے ہیں۔'' (سورۂ فلق: ۵)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿أَمْ يَحْسُدُونَ النَّاسَ عَلَى مَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ .... ''کیا یہ لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں دیا ہے۔'' (سورۂ نساء: ۵۴)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَمَا اخْتَلَفُوا إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ﴾ .... ''پھر انہوں نے اپنے پاس علم کے پہنچ جانے کے بعد آپس کی ضد اور بحث سے ہی اختلاف برپا کر ڈالا ہے۔'' (سورۂ جاثیہ: ۱۷) ''بغی'' سے مراد حسد ہے اور ظلم کو بھی ''بغی'' کہتے ہیں کیونکہ حاسد درحقیقت ظالم ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ﴾ .... ''تمہاری سرکشی تمہارے لیے وبال ہونے والی ہے۔'' (سورۂ یونس: ۲۳)

(۳۴۳۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

(۳۴۳۳) أخرجه البخاري: ٦٠٦٦، ومسلم: ٢٥٦٣

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ، وَلَا تَجَسَّسُوا، وَلَا تَنَافَسُوا، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گمان سے بچو کیونکہ گمان سب سے جھوٹی بات ہے اور نہ جاسوسی کرو اور نہ بے جا مسابقت کرو، نہ ایک دوسرے پر حسد کرو، نہ ایک دوسرے سے دل میں کینہ رکھو، نہ ایک دوسرے سے قطع تعلق کرو اور اللہ کے بندے بھائی بن جاؤ۔''

(٣٤٣٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو علی حسان بْن سعيد المنيعیُّ أنا أَبُو طاهر الزيادیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْن القطان، حَدَّثَنَا أَحْمَد بْن يُوسُفَ السلمی، حَدَّثَنَا عَبْد الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعمر، عن همام، ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ مِثْلَهُ، وَقَالَ: ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ)) ذَكَرَهُ ثَلَاثًا، قَالَ: ((وَلَا تَنَاجَشُوا)) بَدَلَ قَوْلِهِ: ((وَلَا تَجَسَّسُوا))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گزشتہ حدیث کی طرح الفاظ نقل کیے ہیں اور اس میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''گمان سے بچو۔'' آپ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے۔ اور آپ نے: ((وَلَا تَنَاجَشُوا)) ''جاسوسی مت کرو۔'' کی بجائے: ((وَلَا تَجَسَّسُوا)) ''نہ دھوکے سے خرید وفروخت میں بولی بڑھاؤ۔'' کے الفاظ ارشاد فرمائے۔

تشریح: ایک روایت میں: ((وَلَا تَحَسَّسُوْا وَلَا تَجَسَّسُوْا)) ''اور نہ ٹوہ لگاؤ، نہ جاسوسی کرو۔'' کے الفاظ مذکور ہیں۔ ((إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ)) ''گمان سے بچو۔'' اس سے مراد برا گمان یعنی تہمت ہے کہ جس کا کوئی سبب نہ ہو البتہ کسی کے متعلق کچھ نہ کچھ خیالات کا آ جانا ممکن ہے اور آدمی اس معاملے میں بے اختیار بھی ہے۔ یہاں وہ مراد نہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ .... ''بعض گمان گناہ ہے۔'' (سورۂ حجرات: ١٢) اس آیت میں کچھ گمانوں کو گناہ قرار دیا گیا ہے ساروں کو نہیں۔

جناب سفیان ثوری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ظن کی دو حالتیں ہیں، ایک ظن گناہ والا اور دوسرا ظن گناہ کے بغیر۔ گناہ والا ظن یہ ہے کہ کوئی شخص گمان کرے اور اس کے مطابق گفتگو کرتا چلا جائے اور وہ گمان جو گناہ والا نہیں ہے اس سے مراد وہ ظن ہے کہ کسی کے بارے میں دل میں گمان تو آئے لیکن اس کے متعلق زبان خاموش رہے۔

(٣٤٣٤) انظر الحديث السابق

میں کہتا ہوں: کسی سے ہوشیار رہنے کے لیے اور کسی کے شر سے محفوظ رہتے ہوئے کیونکہ ہر کوئی قابل بھروسا نہیں ہوتا، کچھ نہ کچھ احتیاطاً سوئے ظن رکھنا درست ہے اور ایسا شخص گنہگار نہیں۔ دیکھیے نبی ﷺ نے سیدنا عمرو بن فغواء خزاعی رضی اللہ عنہ سے کہا: ''کوئی رفیق سفر ڈھونڈ لاؤ۔'' آپ ﷺ نے جب سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے ہاں مال بھیجنا چاہا جسے وہ اہل قریش میں تقسیم کر دیں اور یہ فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے۔ عمرو بن امیہ ضمری نے میرے پاس آ کر کہا: ''میں تیرے ساتھ چلوں گا۔'' میں نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: ''جب تم اس کی قوم کے علاقے میں اترو تو ہوشیار رہنا۔'' کہنے والے نے کہا ہے کہ بِکری (باء کے زیر کے ساتھ) تیرا بھائی ہے مگر اس پر اعتماد نہ کرنا، ہوشیار اور چوکس رہنے کے حوالے سے یہ عرب میں ایک مشہور ضرب المثل تھی۔

مروی ہے کہ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا: لوگوں پر بدگمانی کرنے سے باز رہو اور نہ ہر کسی پر بھروسہ کرو، یہ طرز عمل تمہارے لیے (زندگی گزارنے کا) محفوظ ترین راستہ ہے۔

جناب سلمان نے کہا: خادم پر بدگمانی سے بچنے کے لیے میں ہانڈی کی بوٹیاں گن لیا کرتا ہوں۔ جناب ابوخلدہ نے کہا: ہمارے بزرگ ہمیں اس بات کی تلقین کیا کرتے تھے کہ خادم کے سپرد کوئی چیز کرنے سے پہلے اس چیز کو گن لیا کرو، ماپ لیا کرو اور مُہر زد کر دیا کرو تا کہ بدگمانی کا سرے سے قلع قمع ہو جائے اور اس سے دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ خادم چوری کی عادت میں مبتلا ہونے سے بچ جائے گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جو شخص کسی کو شک وشبہ اور بدگمانی کی وجہ سے چور سمجھتا رہتا ہے وہ چور سے بڑھ کر گناہ میں واقع ہو جاتا ہے۔ ((تَجَسُّس)) جیم کے ساتھ، اس کا معنی ہے کہ لوگوں کے عیوب کی جستجو کرنا اور ان کی ٹوہ میں لگے رہنا۔ ((تَحَسُّس))'' حا کے ساتھ، خیر اور بھلائی کی تلاش کرنا۔'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا بُنَيَّ اذْهَبُوا فَتَحَسَّسُوا مِن يُوسُفَ وَأَخِيهِ﴾ .... ''میرے پیارے بچو! تم جاؤ اور یوسف کی اور اس کے بھائی کی پوری طرح تلاش کرو۔'' (سورۂ یوسف: ۸۷)

المختصر! (تَجَسُّس) کا تعلق امور شر سے ہے اور (تَحَسُّس) کا تعلق امور خیر سے۔

میں کہتا ہوں: لوگوں کے متعلق خواہ مخواہ کی معلومات جمع کرتے رہنے سے روکا گیا ہے کہ مبادا یہ چیز حسد میں مبتلا کر دے، اگر وہ اطلاعات بہتری اور ترقی پر مبنی ہوں اور اگر وہ شر پر مبنی ہوں تو اس سے عیوب کی ٹوہ کرنا لازم آتا ہے جبکہ حکم پردہ پوشی کا ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ تَحَسّس کا معنی ہے کسی چیز کو اپنی ذات کے لیے ڈھونڈنا اور تجسّس کا معنی ہے دوسرے کے لیے تلاش کرنا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ التجسّس کا معنی ہے کسی کے عیوب کا تجسس کرنا اور التحسّس کا معنی ہے کسی کی بات کو خفیہ انداز میں سننا یعنی کن سوئی کرنا۔ اس لفظ کا مادہ (ح، س) ہے کیونکہ وہ شخص اپنی حس کے ساتھ

کسی کی ٹوہ لگاتا ہے۔ بعض کے نزدیک ان دونوں لفظوں کا ایک ہی معنی ہے۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے: ((وَلَا تَحَسَّسُوْا)) "حا" کے ساتھ ہی پڑھا ہے۔

(٣٤٣٥)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، ......

عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الْآنَ مِنْ هَذَا الْفَجِّ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))قَالَ: فَطَلَعَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ تَنْطِفُ لِحْيَتُهُ مِنْ وَضُوئِهِ قَدْ عَلَّقَ نَعْلَهُ فِي يَدِهِ الشِّمَالِ، فَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذَلِكَ، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ مِثْلَ مَرَّتِهِ الْأُولَى، فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ مَقَالَتِهِ أَيْضًا، فَطَلَعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولَى، فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، تَبِعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: إِنِّي لَاحَيْتُ أَبِي، فَأَقْسَمْتُ أَلَا أَدْخُلَ عَلَيْهِ ثَلَاثًا، فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُؤْوِيَنِي إِلَيْكَ حَتَّى تَنْقَضِيَ الثَّلَاثَةُ، فَعَلْتَ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ أَنَسٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ بَاتَ مَعَهُ ثَلَاثَ لَيَالٍ، قَالَ: فَلَمْ يَرَهُ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ شَيْئًا، غَيْرَ أَنَّهُ إِذَا تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے تو آپ نے فرمایا: "اس راستے سے ابھی ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے آنے والا ہے۔" چنانچہ ایک انصاری (سعد بن مالک رضی اللہ عنہ) تشریف لائے جن کی داڑھی سے وضو کا پانی ٹپک رہا تھا اور بائیں ہاتھ میں جوتیاں لیے ہوئے تھے۔ انہوں نے سلام کہا۔ دوسرے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر اسی طرح فرمایا، چنانچہ پھر وہی صاحب پہلی حالت کے مطابق آئے، تیسرے دن بھی آپ علیہ السلام نے ویسا ہی تبصرہ فرمایا، چنانچہ تیسرے روز بھی وہی صاحب سابقہ انداز کے مطابق آئے، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گھر تشریف لے گئے تو سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے پیچھے گئے اور کہا: میرے باپ سے میرا جھگڑا ہو گیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے کہ باپ کے پاس تین روز نہیں رہوں گا۔ اگر آپ اپنے پاس ٹھہرنے کی جگہ دیں تا کہ تین دن گزر جائیں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ سعد بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ٹھہر جایئے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بتایا کرتے تھے کہ انہوں نے ان کی معیت میں تین راتیں گزاریں، انہوں نے انہیں رات کو بالکل اُٹھتے ہوئے نہیں

(٣٤٣٥) اسناده صحيح على شرط الشيخين ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٢٦٩٧

وَتَقَلَّبَ عَلَى فِرَاشِهِ، ذَكَرَ اللّٰهَ، وَكَبَّرَ حَتَّى يَقُومَ لِصَلَاةِ الْفَجْرِ غَيْرَ أَنَّهُ لا يَقُولُ إِلا خَيْرًا قَالَ: فَلَمَّا مَضَتِ الثَّلاثُ لَيَالٍ، وَكِدْتُ أَحْتَقِرُ عَمَلَهُ، قُلْتُ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَمْ يَكُنْ بَيْنِي وَبَيْنَ وَالِدِي غَضَبٌ، وَلا هَجْرٌ، وَلَكِنْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ ثَلاثَ مَرَّاتٍ: ((يَطْلُعُ عَلَيْكُمُ الآنَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) فَطَلَعْتَ أَنْتَ الثَّلاثَ مَرَّاتٍ، فَأَرَدْتُ أَنْ آوِيَ إِلَيْكَ لأَنْظُرَ مَا عَمَلُكَ، فَلَمْ أَرَكَ تَعْمَلُ كَثِيرَ عَمَلٍ، فَمَا الَّذِي بَلَغَ بِكَ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: مَا هُوَ إِلا مَا رَأَيْتَ قَالَ: فَانْصَرَفْتُ عَنْهُ، فَلَمَّا وَلَّيْتُ، دَعَانِي، فَقَالَ: مَا هُوَ إِلا مَا رَأَيْتَ غَيْرَ أَنِّي لا أَجِدُ فِي نَفْسِي عَلَى أَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غِشًّا، وَلا أَحْسُدُهُ عَلَى خَيْرٍ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَهَذِهِ الَّتِي بَلَغَتْ بِكَ، وَهِيَ الَّتِي لا تُطَاقُ۔

دیکھا سوائے اس کے کہ نیند کھلتی اور کروٹ بدلتے تو اللہ کا ذکر کرتے اور بڑائی بیان کرتے حتیٰ کہ نماز فجر کے لیے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ البتہ زبان سے ہمیشہ کلمہ خیر ہی نکالتے۔ راوی نے کہا: جب تین راتیں گزر گئیں اور قریب تھا کہ میں ان کے عمل کو حقیر جانتا۔ میں نے کہا: اے عبداللہ! میرے اور میرے والد میں کوئی جھگڑا اور ناراضی نہیں تھی۔ میں نے تو تین مرتبہ اللہ کے رسول ﷺ کو فرماتے سنا: ''ابھی ایک جنتی آدمی تمہارے سامنے آنے والا ہے۔'' تو تین بار آپ ہی سامنے آئے۔ تو میرا ارادہ بنا کہ آپ کے پاس رات گزاروں تاکہ آپ کے عمل کو دیکھ سکوں، بہرحال میں نے آپ کو کچھ زیادہ نیکیاں کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ کیا عمل کرتے ہیں جس کی وجہ سے آپ اس بلند مقام تک پہنچے؟ انہوں نے کہا: میرے عمل یہی ہیں جو آپ نے دیکھے ہیں (لیکن اس کے ساتھ دو باتیں اور بھی ہیں کہ) میں کسی مسلمان سے کینہ نہیں رکھتا اور نہ کسی بھلائی پر جو اللہ نے اسے دے رکھی ہو حسد کرتا ہوں تو عبداللہ نے کہا: اسی چیز نے آپ کو اس درجہ تک پہنچایا ہے اور اسی بات کی طاقت دوسروں میں نہیں۔

شرح: ایک منقطع سند سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((ثَلاثَةٌ لا يُعْجِزُهُنَّ ابْنُ آدَمَ: الطِّيَرَةُ، وَسُوءُ الظَّنِّ، وَالْحَسَدُ، فَيُنْجِيكَ مِنَ الطِّيَرَةِ أَلا تَعْمَلَ بِهَا، وَيُنْجِيكَ مِنْ سُوءِ الظَّنِّ أَلا تَتَكَلَّمَ، وَيُنْجِيكَ مِنَ الْحَسَدِ أَلا تَبْغِيَ أَخَاكَ سُوءًا۔)) ......''تین چیزیں ایسی ہیں جن کو ابن آدم روک نہیں سکے گا، بدشگونی، بدگمانی اور حسد، بدشگونی سے نجات پانے کا طریقہ کار یہ ہے کہ اس کے مطابق عمل نہ کیا جائے، سوءظن سے آپ اس طرح بچ سکتے ہیں کہ اس کے مطابق گفتگو نہ کریں اور حسد سے آپ کو نجات اس طرح ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائی کا برا نہ چاہیں۔'' (منقطع، مصنف عبد الرزاق: ١٩٥٠٤)

(٣٤٣٦)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ التُّرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْبِسْطَامِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ......

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ أَبِي عَلْقَمَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فِي الْمُؤْمِنِ ثَلاثُ خِصَالٍ، لَيْسَ مِنْهَا خَصْلَةٌ إِلا لَهُ مِنْهَا مَخْرَجٌ، الطِّيَرَةُ وَالْحَسَدُ وَالظَّنُّ، فَمَخْرَجُهُ مِنَ الطِّيَرَةِ أَنْ لا يَرُدَّهُ، وَمَخْرَجُهُ مِنَ الظَّنِّ أَلا يُحَقِّقَ، وَمَخْرَجُهُ مِنَ الْحَسَدِ أَلا يَبْغِيَ۔))

جناب ابو علقمہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک مومن کے اندر تین عادتیں پائی جاسکتی ہیں اور ہر خصلت کا علاج بھی ممکن ہے، بدشگونی، حسد اور بدگمانی۔ بدشگونی کا علاج یہ ہے کہ اس کی بنا پر کسی کام سے پیچھے نہ ہٹے، بدگمانی سے نجات کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر یقین نہ رکھے اور حسد سے بچاؤ اس طرح ممکن ہے کہ اس کی بنا پر کسی کا برا نہ چاہے۔''

(36)...... بَابُ مَا يَجُوزُ مِنَ الْإِغْتِبَاطِ فِي الْخَيْرِ

امورِ خیر میں رشک کرنا جائز ہے

(٣٤٣٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ التُّرَابِيُّ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي الْهَيْثَمِ، أَخْبَرَنَا الْحَاكِمُ أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْحَدَّادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَزِيدَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا حَسَدَ إِلا فِي اثْنَتَيْنِ، رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ، فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالا، فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''رشک تو صرف دو آدمیوں پر ہی ہوسکتا ہے، ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم دیا ہو اور وہ اس کے ساتھ رات اور دن کی گھڑیوں میں کھڑا ہو کر نماز پڑھتا رہتا ہے اور دوسرا وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مالِ کثیر دیا اور وہ اسے محتاجوں پر رات دن خیرات کرتا رہتا ہے۔''

(٣٤٣٦) حديث مرسل

(٣٤٣٧) أخرجه البخاري: ٥٠٢٥، ٧٥٢٩، ومسلم: ٨١٥

(37)...... بَابُ إِصْلَاحِ ذَاتِ الْبُيْنِ وَإِبَاحَةِ الْكَذِبِ فِيهِ

آپس کے روابط کو بہتر بنانا اور اس کے لیے جھوٹ بولنے کا جواز

(۳٤۳۸)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ ، عَنْ سَالِمٍ هُوَ ابْنُ أَبِي الْجَعْدِ ، عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ......

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلا أُخْبِرُكُمْ بِأَفْضَلَ مِنْ دَرَجَةِ الصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالصَّلاةِ؟)) قَالَ: قُلْنَا: بَلَى ، قَالَ: ((إِصْلاحُ ذَاتِ الْبَيْنِ ، وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَيْنِ هِيَ الْحَالِقَةُ۔))

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں روزے، نماز اور صدقے سے بڑھ کر افضل درجات کے اعمال نہ بتاؤں؟'' راوی نے بیان کیا: ہم نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''آپس کے میل جول اور روابط کو بہتر بنانا (اور اس کے برعکس) آپس کے روابط میں پھوٹ ڈالنا (دین کو) مونڈ دینے والی خصلت ہے۔''

شرح آپس کے تعلقات کی خرابی اور فساد سے مراد، آپس میں نفرت، عداوت اور بغض وکینہ ہے۔
((الحالقة)) ''مونڈ دینے والی۔'' یہ مطلب ہے کہ اس سے دین جاتا رہتا ہے۔ نبی ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((دَبَّ إِلَيْكُم دَاء الْأُمَم قبلكُمْ الْحَسَد والبغضاء هِيَ الحالقة ، لَا أَقُول تحلق الشّعْر ، وَلَكِن تحلق الدّين۔)) ''تمہاری طرف پہلی امتوں کی بیماری حسد منتقل ہوگئی ہے اور بغض ایسی خصلت ہے جو مونڈنے والی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ بغض بالوں کو مونڈتا ہے بلکہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔''

(حسن،ترمذی: ۲۵۱۰)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِيَّاكُمْ وَسُوءَ ذَاتِ الْبَيْنِ ، فَإِنَّهَا الْحَالِقَةُ۔)) ...... ''اپنے آپ کو آپس کی ناچاقی سے بچاؤ، اس لیے کہ وہ دین اسلام کو ختم کر دیتی ہے۔''

(حسن، ترمذی: ۲۵۰۸)

(۳٤۳۹)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ،

(۳٤۳۸) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٩١٩ ، والترمذي: ٢٥٠٩
(۳٤۳۹) أخرجه البخاري: ٢٦٩٢ ، ومسلم: ٢٦٠٥

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أُمِّهِ أُمِّ كُلْثُومِ بِنْتِ عُقْبَةَ، وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الأُوَلِ، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لَيْسَ بِالْكَذَّابِ مَنْ أَصْلَحَ بَيْنَ النَّاسِ، فَقَالَ خَيْرًا، أَوْ نَمَى خَيْرًا۔))

سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں (اور وہ پہلے پہل ہجرت کرنے والی مسلم خواتین میں سے ہیں) میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے: ''وہ شخص جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے اور اچھی بات کہتا ہے اور اچھی بات پہنچاتا ہے۔''

تشریح: جناب ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا (کہ سیدہ ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے) میں نے نہیں سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کی کہیں اجازت دی ہو سوائے تین مواقع کے، جنگ میں، لوگوں میں صلح کرانے کے لیے اور شوہر جو اپنی بیوی سے یا بیوی اپنے شوہر کے سامنے کوئی بات بنائے۔''

ایک روایت میں بالوضاحت یہ موجود ہے کہ یہ الفاظ کہنے والی سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا ہیں۔ کہتی ہیں: میں نے نہیں سنا کہ جھوٹ کی کہیں اجازت دی گئی ہو مگر تین مواقع پر۔

((نَمَى خَيْرًا)) ''مسلمان بھائیوں میں صلح اور اصلاح کے لیے اگر کہیں کوئی بات بنانی پڑ جائے تو اس کے لیے یہ الفاظ بولے جاتے ہیں۔ اس سے دریغ نہیں کرنا چاہیے کہ یہ جھوٹ معیوب نہیں ہوتا۔ ہر وہ بات جو آپ ایک طرف سے دوسری طرف منتقل کریں اس کے لیے عربی زبان میں ''نمتــہ'' کا محاورہ استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی بات صلح اور اصلاح کے قصد سے آگے نقل کی جائے تو اس کے لیے تخفیف کے ساتھ ''نَمَيْتُ الْحَدِيثَ'' کا لفظ بولا جاتا ہے، اور اگر آپ کوئی بات فساد اور پھوٹ ڈالنے کے لیے کہیں گے تو اس کے لیے تشدید کے ساتھ ''نـمّيتـہ'' کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

(۳۴۴۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ غَالِبٍ تَمْتَامٌ الضَّبِّيُّ، حَدَّثَنِي قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنِي ابْنُ خُثَيْمٍ، عَنْ شَهْرِ بْنِ حَوْشَبٍ......

عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيدَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَصْلُحُ الْكَذِبُ إِلا فِي ثَلاثٍ، الرَّجُلُ يَكْذِبُ فِي الْحَرْبِ،

سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صرف تین مواقع پر جھوٹ بولنے کی اجازت ہے۔ ایک آدمی جنگ میں جھوٹ بولتا ہے اور لڑائی

(۳۴۴۰) صحيح دون قوله "ليرضيها" ......أخرجه الترمذي: ۱۹۳۹

وَالْحَرْبُ خُدْعَةٌ، وَالرَّجُلُ يَكْذِبُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمَا، وَالرَّجُلُ يَكْذِبُ لِلْمَرْأَةِ لِيُرْضِيَهَا بِذَلِكَ۔))

تو ایک چالبازی کا نام ہے اور ایک آدمی دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے کوئی بات بناتا ہے اور ایک وہ آدمی جو اپنی بیوی سے جھوٹ بولتا ہے تاکہ اسے خوش کردے۔"

تشریح: امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: یہ تین مواقع ایسے ہیں کہ بسا اوقات ایک انسان ان میں کچھ زیادہ الفاظ کہنے اور بات بنانے کے لیے مجبور ہو جاتا ہے اور حقیقت سے ایک قدم آگے بڑھنا پڑتا ہے۔ اس سے مقصود یہی ہوتا ہے کہ معاملات، تعلقات اور میل جول میں سلجھاؤ اور خوشگواری آئے، رشتہ داریاں اور قرابت داریاں ٹوٹنے سے بچ جائیں، دوست احباب کے دلی آبگینوں کو ٹھیس نہ لگ جائے۔ شریعت ایسے دور رس نتائج کے لیے کچھ نہ کچھ نرمی کرتی ہے اور تین جگہوں میں جن میں سے ہر ایک جگہ اپنے اعتبار سے بہت اہم ہے، جھوٹ بولنا درست ہے کہ جس سے مقصود صلح اور اصلاح ہو اور حالات کے صحیح رخ پر آنے کی قوی امید ہو۔

دو مسلمان بھائیوں کے مابین بغرض اصلاح جھوٹ کی نوعیت اس طرح ہوسکتی ہے کہ ایک کے موقف کو خوب بڑھا چڑھا کر خوبصورت انداز میں پیش کیا جائے تاکہ اگلے کے دل میں نرمی اور دوسرے کے لیے جگہ پیدا ہو اور اس طرح ان کے درمیان پائی جانے والی خلیج کو پاٹا جاسکے، یہ جھوٹ معیوب نہیں۔ اسی طرح دشمن کو دھوکا دینا بھی جائز ہے اور وہ اس طرح کہ اپنی قوت اور تیاری کا مبالغہ آمیز اظہار کیا جائے۔ اپنے ساتھیوں کو پر امید رکھا جائے، قنوطیت میں واقع ہونے سے بچایا جائے، دشمن کو فریب دیے جائیں تاکہ وہ اپنے آپ میں مصروف رہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ((اَلْحَرْبُ خَدْعَةٌ)) "جنگ تو ایک چالبازی کا نام ہے۔" (صحیح بخاری: ۳۰۳۰، صحیح مسلم: ۱۷۳۹)

اسی طرح میاں بیوی اگر کسی ناراضی کو دور کرنے کے لیے یا لفظی طور پر ایک دوسرے کو محبت جتلانے کے لیے کوئی بات کہیں تو جائز ہے تاکہ ان کی عائلی زندگی مسرت بھری اور باغ و بہار رہے۔ اس غرض سے بیوی کو شاداب مستقبل کے سہانے سپنے دکھائے جاسکتے ہیں۔ اس کے جسمانی خدوخال کی تعریف کی جاسکتی ہے تاکہ اس کی محبت اور دلی لگاؤ حاصل کیا جاسکے۔ واللہ اعلم

جناب سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا: اگر کوئی شخص معذرت کرتے وقت دل گداز لب ولہجہ، خوبصورت الفاظ کا چناؤ، شائستہ انداز تخاطب اور من موہ لینے والا اسلوب اختیار کرے جس سے دوسری طرف پڑی برف پگھل جائے اور حالات معمول پر آجائیں تو یہ چیز کچھ بری نہیں اور نہ ایسے شخص کو جھوٹا کہا جائے گا۔ جناب سفیان رحمہ اللہ اپنے موقف کی تائید اس حدیث مبارکہ سے کرتے تھے کہ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: "لوگوں کے درمیان صلح کرانے کی غرض سے بات بنانے والا آدمی جھوٹا نہیں۔"

جناب سفیان نے کہا: کسی شخص کا اپنے ساتھی کے ساتھ بگڑے تعلقات کا درست کرنا یہ افضل ہے بجائے اس کے کہ وہ ان کو الجھا چھوڑ کر اور لوگوں کے درمیان درستی اور اصلاح کے لیے دوڑ دھوپ کرتا پھرے اور امن کی فاختہ بنا پھرے۔

مروی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک شخص نے اپنی بیوی کو اللہ کی قسم دے کر پوچھا کہ کیا تو مجھ سے محبت کرتی ہے؟ اس نے کہا: تو نے چونکہ اللہ کی قسم دے کر پوچھا ہے لہٰذا میں صاف صاف کہتی ہوں کہ مجھے تجھ سے کوئی محبت نہیں۔ وہ شخص یہ مسئلہ لے کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس خاتون کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا: تو نے اپنے خاوند سے کہا کہ مجھے تجھ سے کوئی محبت نہیں؟ اس پر عورت نے کہا: امیر المؤمنین! اس نے جو مجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھا تھا تو کیا میں جھوٹ کہہ دیتی؟ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں، تجھے جھوٹ بول دینا چاہیے تھا۔ تمام گھروں کی اساس محبت و پیار نہیں ہوتا، بہت سارے لوگ صرف اسلام اور حسب ونسب کے بندھن کی وجہ سے زندگی گزارتے ہیں۔

(38)...... بَابُ التَّعَزِّیْ بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ

خاندان برادری پر فخر کرنا

(۳۴۴۱)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ الْمِيرَبَنْدَكُشَائِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سِرَاجِ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشِ بْنِ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَكِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ بْنُ سَلامٍ، حَدَّثَنَاهُ مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَوْفٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عُتَيِّ بْنِ ضَمْرَةَ السَّعْدِيِّ......

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ رَجُلا، قَالَ: يَا لَفُلانٍ، وَيَا لَبَنِي فُلانٍ، فَقَالَ لَهُ: اعْضَضْ بِهَنِ أَبِيكَ، وَلَمْ يُكْنِ، فَقَالَ لَهُ: يَا أَبَا الْمُنْذِرِ! مَا كُنْتَ فَحَّاشًا، فَقَالَ: إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((مَنْ تَعَزَّى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعِضُّوهُ بِهَنِ أَبِيهِ وَلَا تَكْنُوا۔))

سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ اپنی قوم کا با آوازِ بلند فخریہ ذکر کر رہا ہے تو آپ نے اس سے کہا: اپنے باپ کی شرمگاہ کو چوسو! اور آپ نے بالکل کنایہ نہ کیا۔ اس شخص نے کہا: اے ابو منذر! آپ تو سخت گو نہ تھے۔ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: ''جو شخص جاہلی نسب کی طرف نسب کرتا ہے (اور فخر کرتا ہے) تو تم اسے کہو: ''اپنے باپ کی شرمگاہ اپنے منہ میں لے اور اس میں ہرگز کنایہ نہ کرو۔''

(۳۴۴۱) حديث حسن ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۲۱۲۹۴

شرح ((مَنْ تَعَزَّى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ)) ''اپنی قوم کی طرف نسبت پر فخر کرتا ہے۔'' ہم فلاں ہوتے ہیں، ہم فلاں صاحب کی نسل سے ہیں۔ ایک چیز کو دوسرے کی طرف منسوب کرنے لیے عَزَوْتُ اور تَعَزّٰی کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔

جناب عطاء بن ابی رباح نے ایک حدیث بیان کی تو ان سے پوچھا گیا (اِلٰی مَنْ تَعَزَّيْهِ؟) ''آپ یہ حدیث کس سے بیان کرتے ہیں یعنی کسی کی طرف اس کی نسبت کرتے ہیں؟ ایک حدیث میں مروی ہے: ((مَنْ لَمْ يَتَعَزَّ بِعَزَاءِ اللّٰهِ فَلَيْسَ مِنَّا)) ''جو شخص اللہ کی طرف نسبت نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں۔'' اس حدیث کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ اپنے خاندان اور قوم کی طرف نسبت کر کے ڈینگ نہیں مارتا۔ اپنے حسب ونسب پر فخر نہیں کرتا بلکہ اپنے مسلمان ہونے پر فخر کرتا ہے اور اسلام کو اپنے لیے وجۂ سعادت جانتا ہے۔ یعنی اسلام کی طرف انتہا اور انتساب۔ دوسرا معنی ہے کہ جو مصیبت پر صبر اور حوصلہ نہیں کرتا، اللہ کے حکم کے مطابق ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ نہیں کہتا، وہ ہم میں سے نہیں۔ لفظ (عزا) اسم ہے جو مصدر (تعزیہ) ''صبر اور حوصلہ'' کے معنی میں ہے۔

((بِهَنِ أَبِيهِ)) ''آلہ تناسل''۔ میں کہتا ہوں: اس سے مراد یہ ہے کہ تو باپ کے آلہ تناسل کو جا کر چوس۔ اس لفظ کو واضح اور واشگاف الفاظ میں کہا جائے، گو یہ لفظ خاصا تلخ اور شنیع ہے مگر برادری پر فخر کرنے والے کو ایسا ہی ٹکا سا جواب دیا جائے۔

((كنيت، كنوتُه)) دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

(39)...... بَابُ الْعَصَبِيَّةِ

عصبیت کا بیان

(٣٤٤٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ بْنُ سُوَيْدٍ، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اللَّيْثِيُّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ...... عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ، قَالَ: خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((خَيْرُكُمُ الْمُدَافِعُ عَنْ عَشِيرَتِهِ مَا لَمْ يَأْثَمْ۔))

سیدنا سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا: ''تم میں بہتر شخص وہ ہے جو اپنے قبیلے کا دفاع کرے بشرطیکہ گناہ کی بات نہ ہو۔''

(٣٤٤٢) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٥١٢٠

(٣٤٤٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ الْمُظَفَّرِ بْنُ إِسْمَاعِيلَ التَّمِيمِيُّ، حَدَّثَنَا عَمْرَةُ بْنُ يُوسُفَ السَّهْمِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيٍّ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ يَمَانَ الْغَافِقِيُّ، حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ شَبَابَةَ أَبُو الْحَارِثِ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ......

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ مِنَّا مَنْ دَعَا إِلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ قَاتَلَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ، وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ مَاتَ عَلَى عَصَبِيَّةٍ۔))

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے عصبیت کی دعوت دی وہ ہم میں سے نہیں، جس نے عصبیت پر لڑائی کی وہ ہم میں سے نہیں اور جو عصبیت پر مرا وہ ہم میں سے نہیں۔''

شرح: سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! عصبیت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ کہ تو اپنی قوم کے لوگوں کی مدد کرے حالانکہ وہ ظلم پر ہوں۔'' (ضعیف، ابوداود: ٥١١٩)

(40)...... بَابُ الْإِفْتِخَارِ بِالنَّسَبِ
نسب پر فخر کرنا

(٣٤٤٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْهَيْثَمِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَمُّوَيْهِ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خُزَيْمٍ الشَّاشِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى رَاحِلَتِهِ يَسْتَلِمُ الْأَرْكَانَ بِمِحْجَنِهِ، فَلَمَّا خَرَجَ لَمْ يَجِدْهُ مُنَاخًا، فَنَزَلَ عَلَى أَيْدِي الرِّجَالِ، ثُمَّ قَامَ، فَخَطَبَهُمْ، فَحَمِدَ اللّٰهَ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ، وَقَالَ: ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَكَبُّرَهَا بِآبَائِهَا، النَّاسُ رَجُلَانِ، بَرٌّ كَرِيمٌ عَلَى اللّٰهِ، وَفَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ والے دن اپنی سواری پر طواف کیا، آپ بیت اللہ کے کناروں کو اپنی لاٹھی کے ساتھ چھوتے تھے۔ جب آپ طواف کر کے فارغ ہوتے تو سواری بٹھانے کی کوئی جگہ نہ پاکر آپ لوگوں کے بالمقابل اتر پڑے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا: ''سب تعریف اس اللہ کے لیے جس نے تم سے جاہلیت کے فخر اور باپ دادا پر تکبر کرنے کو ختم کر

(٣٤٤٣) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٥١٢١

(٣٤٤٤) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٢٧٠

اللّٰهِ)) ثُمَّ تَلا: ﴿يَأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى﴾ ثُمَّ قَالَ: ((أَقُولُ قَوْلِي هَذَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ۔))

دیا، اب لوگوں کی دو قسمیں ہیں، ایک نیک جو اللہ کے لیے قابل عزت ہے اور دوسرا بدکار، بدبخت جو اللہ تعالیٰ کے لیے بے حیثیت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿يَأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى﴾ ''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک ہی مرد وعورت سے پیدا کیا ہے۔'' (سورۂ حجرات: ۱۳) پھر آپ ﷺ نے کہا: ((أَقُولُ قَوْلِي هَذَا، وَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ۔)) ''بس میں نے یہ بات کہنا تھی، میں اپنے لیے اور تم سب کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی کا طلبگار ہوں۔''

شرح سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَفْتَخِرُونَ بِآبَائِهِمُ الَّذِينَ مَاتُوا، إِنَّمَا هُمْ فَحْمٌ مِنْ جَهَنَّمَ، أَوْ لَيَكُونَنَّ أَهْوَنَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الْجُعَلِ الَّذِي يُدَهْدِهُ الْخُرءَ بِأَنْفِهِ، إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عُبِّيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، إِنَّمَا هُوَ مُؤْمِنٌ تَقِيٌّ، أَوْ فَاجِرٌ شَقِيٌّ، النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ، وَآدَمُ مِنْ تُرَابٍ۔)) ......''وہ لوگ باز آجائیں جو اپنے ان آباؤ اجداد پر فخر کرتے ہیں جو فوت ہو چکے ہیں حالانکہ وہ جہنم میں دہک رہے ہیں، وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گندگی کے اس کیڑے سے زیادہ ذلیل ہوں گے جو اپنی ناک کے ساتھ گندگی کو چلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے جاہلیت کے فخر کو ختم کر دیا ہے انسان دو قسم کے ہیں، مومن پرہیزگار یا فاجر بدبخت، تمام لوگ آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے ہیں۔''
(حسن، ابوداود: ٥١١٦، ترمذی: ٣٩٥٦)

((الْعُبِّيَّة)) عین کے اوپر پیش اور نیچے زیر، دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ مراد تکبر اور نخوت ہے۔ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ہم لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے سے عزت وتوقیر بخشی ہے، جو شخص اسلام کے علاوہ میں عزت وشرف کا خواہاں ہوگا اللہ تعالیٰ اسے ذلیل کر دے گا۔ (مستدرك حاكم: ٤٤٨١)

(٣٤٤٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الْهَيْثَمِ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الْحَمَوِيُّ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خُزَيْمٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِي مُطِيعٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ......

عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدَبٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((الْحَسَبُ: الْمَالُ، وَالْكَرَمُ: التَّقْوَى۔))

سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''حسب مال ہے اور کرم تقوی ہے۔''

(٣٤٤٥) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٢٧١، وابن ماجه: ٤٢١٩

شرح جناب وکیع نے ((الْحَسَبُ: الْمَالُ)) پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا: اس سے مراد یہ ہے کہ جب کسی کے پاس مال آجاتا ہے تو وہ معاشرے میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور ہر کوئی اس کی تکریم کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔ جناب سفیان نے کہا: اہل مدینہ کا کہنا ہے کہ جب کسی کے پاس بیوی کو دینے کے لیے خرچہ نہ ہو تو ان کے مابین جدائی کر دینی چاہیے۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: آدمی کا حسب ونسب مال ودولت ہے، کرم دین وتقویٰ ہے، اصل اور بنیاد اس کی عقل وشعور ہے اور مروت اس کا اخلاق ہے۔

(٣٤٤٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ سَلامٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكْرَمُ؟ قَالَ: ((أَكْرَمُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاهُمْ))قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: ((فَأَكْرَمُ النَّاسِ يُوسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ ابْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ خَلِيلِ اللّٰهِ)) قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ، قَالَ: ((فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونِي؟)) قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: ((فَخِيَارُكُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُكُمْ فِي الإِسْلامِ إِذَا فَقِهُوا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کونسا آدمی سب سے زیادہ معزز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: ہم آپ سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی اللہ بن خلیل اللہ سب سے زیادہ صاحب شرف ہیں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: ہم اس کی بابت بھی نہیں پوچھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا عرب کے خاندانوں کے متعلق تم پوچھنا چاہتے ہو؟'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جو جاہلیت میں عزت وشرف والے تھے وہ اسلام میں بھی معزز ہیں جبکہ دین کی سمجھ اور بصیرت انہیں حاصل ہو جائے۔''

(٣٤٤٦) أخرجه البخاري: ٣٣٨٣، ومسلم: ٢٣٧٨

(۳۴۴۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْكَرِيمُ ابْنُ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہم السلام معزز ہیں، وہ معزز کے بیٹے (وہ آگے) معزز کے بیٹے (وہ آگے) معزز کے بیٹے ہیں۔''

تشریح: باب ((التعزی بعزاء الجاهلية)) میں خاندان، برادری اور قوم پر فخر کرنے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کی گئی ہے۔ اس پر ممکن ہے کوئی یہ اعتراض کرے کہ نبی ﷺ نے بھی تو اپنے دادا عبدالمطلب کا تذکرہ فخریہ انداز میں کیا ہے۔ آپ نے جنگ حنین والے دن درج ذیل رجز پڑھا تھا:

((اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِب اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ))

''میں اللہ کا پیغمبر ہوں اس میں کچھ غلط بیانی نہیں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔''

(صحيح بخاری: ۲۸٦٤، صحيح مسلم: ۱۷۷٦)

اس اعتراض کا ایک جواب تو یہ ہے کہ آپ نے جنگ میں یہ شعر بطور فخر اور تکبر کے نہیں پڑھا، نہ آپ کا مقصود اس سے آباء و اجداد کی بنا پر کسی پر رعب جمانا تھا۔ بلکہ اس شعر کے پڑھنے سے آپ کی غرض ان کو اپنے دادا عبدالمطلب کا وہ خواب یاد دلانا تھا جو انہوں نے اپنی زندگی میں دیکھا، پھر قریش مکہ کو بتایا اور انہوں نے اس خواب کی تعبیر کرتے ہوئے کہا تھا کہ آپ کو اللہ ایک ایسے فرزند سے نوازے گا جو لوگوں کا سردار ہوگا اور اس کے ہاتھوں اس کے دشمن نابود ہوں گے اور یہ چیز آپ کی نبوت کے سچے ہونے کے دلائل میں سے تھی۔ اور یہ واقعہ زبان زد عام وخاص تھا۔ ہر کوئی اس سے واقف تھا، اس لیے آپ نے ان کو یہ واقعہ یاد دلایا اور اس کے مبنی برصداقت ہونے کی طرف توجہ دلائی تاکہ انہیں اپنی شکست اور ہزیمت پر پختہ یقین ہو جائے اور وہ یہ جان لیں کہ یہ ذلت ورسوائی ان کا مقدر ہو کر رہنی تھی۔ واللہ اعلم

اس اعتراض کا دوسرا جواب یہ ہے کہ قوم و برادری اور خاندان قبیلہ پر فخر کرنا وہ ممنوع اور حرام ہے جو میدان جہاد سے ہٹ کر ہو، کافروں کے دوبدو اس کی اجازت ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی رعب کے ذریعے سے مدد کی گئی تھی۔ جب کفار آپ کا نام سنتے تو ان کے دل دھک دھک کرنے لگتے اور وہ پُر رعب ہو جاتے اور یہی چیز میدان جنگ سے ان کے فرار

(۳۴۴۷) أخرجه البخاري: ۳۳۹۰

کا سبب ثابت ہوتی۔ جیسا کہ مروی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جب جنگ خیبر میں یہودی پہلوان مرحب کو دعوت مبارزت دی تو کہا: ''(اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرَہ) ''میں ہی ہوں کہ جس کا نام ماں نے شیر رکھا ہے۔'' اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ مرحب کو ڈرایا گیا تھا کہ آپ کے مدمقابل آنے والے کو''حیدر'' کہا جاتا ہے، اس لیے انہوں رجز میں یہ لفظ استعمال کیا۔

جب سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی پیدائش ہوئی تو ان کی والدہ نے ان کا نام اسد رکھا تھا۔ ابو طالب اس وقت موجود نہیں تھے۔ جب انہیں بیٹے کی ولادت کی خبر پہنچی تو انہوں نے ''علی'' نام رکھ دیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے مشہور نام سے عدول کرتے ہوئے وہ نام بولا جس سے مرحب کو ڈرایا گیا تھا۔ ویسے اسد اور حیدر کلام عرب میں ہم معنی لفظ ہیں اور دونوں کا معنی ''شیر'' ہی ہے۔ واللہ اعلم!

سیدنا ضمام بن ثعلبہ رضی اللہ عنہ جب تشریف لائے اور مسجد میں داخل ہوئے تو پکار کر کہا: اے عبدالمطلب کے فرزند! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جوابًا کہا: ''کہیے! میں آپ کی بات سن رہا ہوں۔'' بعض علماء نے اس واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ نے اسے مبہم سا جواب دیا ہے کہ دراصل آپ نے اپنے دادا کے نام سے بلائے جانے کو اچھا نہیں جانا جن کی وفات حالت کفر میں ہوئی اور آپ کو نبوت اور رسالت کے حوالہ سے بلایا جانا پسند تھا کہ جس کا تاج اللہ تعالیٰ نے آپ کے مبارک سر پر سجایا ہے۔ واللہ اعلم

کسی قوم کے سربرآوردہ شخص کی شایان شان تکریم کرنا، لوگوں سے حسب المراتب پیش آنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ آپ علیہ السلام کی عادت مبارکہ تھی کہ آپ قبیلے کے سردار اور ہر قوم کے لیڈر کی تکریم کرتے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں بیٹھنے کے لیے کوئی مناسب جگہ نہیں مل رہی تھی تو آپ علیہ السلام نے اپنی چادر مبارک کو بچھا دیا تا کہ وہ بیٹھ سکیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذا أَتَاكُم كريم قوم فأكرموه۔)) ''جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کرو۔'' (حسن، ابن ماجہ: ۳۷۱۲)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں تھیں اور ان کے پاس اشیائے خورد ونوش رکھی پڑی تھیں کہ ایک سائل گزرا تو آپ نے اسے ایک روٹی دینے کو کہا، پھر ایک دوسرا سائل گزرا جو سواری پر سوار تھا (اس کی حالت عمدہ تھی) آپ نے کہا: اسے کھانا کھانے کے لیے بلاؤ (یعنی بٹھا کر کھلاؤ) جب ان سے اس فرق کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے لوگوں کو مختلف مراتب عطا فرمائے ہیں۔ ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم ہر آدمی کے مقام ومرتبے کا خیال رکھیں۔ یہ مسکین شخص تھا اور ایک روٹی پہ راضی ہوگیا، ہمارے لیے نامناسب تھا کہ ہم ایک صاحب حیثیت، عمدہ حالت والے کو ایک روٹی تھما دیں۔

(41)...... بَابُ وَعِيدِ مَنْ سَبَّ مُسْلِمًا أَوْ رَمَاهُ بِكُفْرٍ

مسلمانوں کو سب وشتم کرنے اور کافر کہنے کی وعید

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ﴾ .... ''اور نہ کسی کو برے لقب دو۔'' (سورۂ حجرات:۱۱) ''نبز'' سے مراد کسی کا نام ٹکانا ہے۔ یعنی بطور استہزا اور تحقیر لوگوں کو برے ناموں سے نہ بلاؤ۔

(۳۴۴۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ زُبَيْدٍ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبَا وَائِلٍ عَنِ الْمُرْجِئَةِ، فَقَالَ......

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ: ((سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ، وَقِتَالُهُ كُفْرٌ۔))

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا نافرمانی اور لڑائی کرنا کفر ہے۔''

شرح میں کہتا ہوں: مرجئہ فرقہ والے اعمال صالح کو ایمان میں داخل نہیں سمجھتے اور ان کا کہنا ہے کہ ایمان نیک اعمال اور اطاعت سے بڑھتا نہیں اور نہ معصیت اور نافرمانی سے کم ہی ہوتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں نبی ﷺ نے مسلمان کے ساتھ لڑائی کرنے کو کفر قرار دیا ہے۔ اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ اس سے لڑائی نہ کرنا ایمان میں سے ہے اور لڑائی کا ارتکاب نقص کا باعث ہے۔ حدیث مبارکہ میں بیان کردہ وعید کا مستحق وہ شخص ہے جو بغیر کسی تاویل کے دوسرے مسلمان کو گالی دیتا ہے یا قتل کرتا ہے، کسی تاویل کے ساتھ یہ کام کرنے والا اس وعید میں شامل نہیں، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا حاطب بن ابی بلتعۃ کے بارے میں ارادہ قتل ظاہر کیا تھا، جب انہوں نے قریش مکہ کو خط لکھ کر نبی ﷺ کی پیش قدمی سے آگاہ کرنا چاہا تھا، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: ''مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس منافق کی گردن تن سے جدا کر دوں۔ (صحیح بخاری: ۴۲۷۴، صحیح مسلم: ۲۴۹۴)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس جملے پر جناب رسول ﷺ نے گرفت نہیں کی البتہ حاطب رضی اللہ عنہ کو نفاق سے بری قرار دیا۔

آپ کے فرمان: ((قِتَالُهُ كُفْرٌ)) ''مسلمان سے لڑائی کفر ہے۔'' اس سے مراد بھی وہ شخص ہے جو خون مسلم کی ارزانی جائز سمجھتا ہے اور اسلام کو مسلمان کے خون کی حفاظت کا ذریعہ نہیں جانتا۔ اس کی یہ ذہنیت ارتداد کا پتہ دیتی ہے اور یہ عین کفر ہے۔ اگر کوئی شخص مسلمان کے قتل کو جائز نہیں قرار دیتا تو اس کے اس عمل کو کافروں کے اعمال کے مشابہ قرار دیا جائے گا کہ کافر ایسا کرتے ہیں۔ اس سے اس شخص کا حقیقت میں کافر ہو جانا لازم نہیں آتا۔ سادہ الفاظ میں اس بحث کو یوں سمجھ لیجیے کہ مسلمان سے لڑنا کفر کا کام ہے ایمان کا نہیں اور اس کا ارتکاب کرنے والا کفر کے کام کا ارتکاب کرنے والا ہے، یہ نہیں کہ مسلمان سے لڑنا اسلام سے خارج ہونا ہے اور نہ یہ کہ مسلمان سے لڑنے والا ملت اسلام سے خارج ہے۔

(۳۴۴۸) أخرجه البخاري: ۴۸، ومسلم: ۶۰۴۴

رہا نبی ﷺ کا یہ فرمان: ((لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ)) ''میرے بعد دوبارہ کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو۔'' (صحیح بخاری: ۷۰۸۰، صحیح مسلم: ٦٥)

تو اس کا مطلب ہے کہ تم ان لوگوں کا طرز عمل اختیار نہ کرو جن کی سرشت ہی قتل و غارت گری ہے جبکہ تمہیں اسلام اس اقدام سے روکنے والا ہے۔

(۳٤٤۹)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُسْلِمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، التَّقْوَى هَاهُنَا، وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، بِحَسْبِ امْرِءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہ کرے، نہ اس کی مدد چھوڑے اور نہ اسے حقیر ہی سمجھے۔ تقویٰ کا مقام یہاں (دل میں) ہے۔'' آپ ﷺ نے سینے کی جانب تین بار اشارہ کیا اور فرمایا: ''کسی شخص کے لیے یہی برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا خون، مال اور عزت حرام ہے۔''

(۳٤٥۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيهِ: يَا كَافِرُ، أَوْ أَنْتَ كَافِرٌ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا، فَإِنْ كَانَ كَمَا قَالَ، وَإِلَّا رَجَعَتْ إِلَى الْأَوَّلِ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی شخص اپنے بھائی سے کہے: اے کافر!، یا کہے: تو کافر ہے۔ تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا، اگر وہ اس کا مستحق ہوا، وگرنہ یہ جملہ پہلے کی طرف لوٹ آتا ہے۔''

(۳٤٤۹) أخرجه مسلم: ۳٥۸۰

(۳٤٥۰) انظر الحديث الآتي

(٣٤٥١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لأَخِيهِ: كَافِرٌ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس شخص نے بھی اپنے کسی بھائی کو کہا کہ اے کافر!، تو ان دونوں میں سے ایک کافر ہو گیا۔“

تشریح: ((بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا)) ”ان دونوں میں سے ایک ضرور کافر ہو جاتا ہے۔“ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿فَبَاءُوا بِغَضَبٍ﴾ .... ”یہ لوگ غضب پر غضب کے مستحق ہو گئے۔“ (سورۂ بقرہ: ٩٠) یعنی غضب الٰہی ان سے چسپاں ہو کر رہ گیا اور وہ اس کے حقدار قرار پائے۔

اس حدیث مبارکہ کا تعلق بھی اس شخص کے ساتھ ہے جو اپنے بھائی کو سیدھا سپاٹ بغیر کسی تاویل کے کافر کہہ دیتا ہے البتہ مؤوّل شخص اس وعید سے خارج ہے۔

(٣٤٥٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَعْمَرَ، أَنَّ أَبَا الأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ......

عَنْ أَبِي ذَرٍّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((لا يَرْمِي رَجُلٌ رَجُلا بِالْفُسُوقِ، وَلا يَرْمِيهِ بِالْكُفْرِ إِلا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذَلِكَ۔))

سیدنا ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”کوئی شخص کسی شخص کو کافر یا فاسق کہے اور وہ درحقیقت کافر یا فاسق نہ ہو تو خود کہنے والا فاسق اور کافر ہو جائے گا۔“

(٣٤٥٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا الْعَلاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٣٤٥١) أخرجه البخاري: ٦١٠٤، ومسلم: ٦٠

(٣٤٥٢) أخرجه البخاري: ٦٠٤٥، ومسلم: ٦١

(٣٤٥٣) أخرجه مسلم: ٢٥٨٧

((الْمُسْتَبَّانِ مَا قَالا فَعَلَى الْبَادِءِ مَا لَم يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ۔))

فرمایا: ''آپس میں گالی گلوچ کرنے والے جو بھی کہیں، اس کا گناہ ابتدا کرنے والے ہی کو ہے جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔''

شرح: امام مجاہد نے کہا: ایک گالی کے بدلے میں دو گالیاں دینا سود ہے۔

(42)......بَابُ تَحْرِيمِ اللَّعْنِ

مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے

نبی ﷺ نے فرمایا: ''مومن کو گالی دینا اس کو قتل کر دینے کے مترادف ہے۔'' (صحيح بخاری: ٦٠٤٧)

(٣٤٥٤)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلالٍ، عَنِ الْعَلاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''صدیق کے شایان شان نہیں کہ وہ لعنت کرنے والا ہو۔''

(٣٤٥٥)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنِ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ، وَلا بِاللَّعَّانِ، وَلا الْفَاحِشِ، وَلا الْبَذِيِّ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مومن بہت طعنے دینے والا، بہت لعنت کرنے والا، فحش گوئی کرنے والا اور بے ہودہ بکنے والا نہیں ہوتا۔''

(٣٤٥٦)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

(٣٤٥٤) أخرجه مسلم: ٢٥٩٧

(٣٤٥٥) صحيح ......أخرجه الترمذي: ١٩٧٧

(٣٤٥٦) أخرجه مسلم: ٢٥٩٨

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، قَالَ: كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ يُرْسِلُ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ، فَتَبِيتُ عِنْدَ نِسَائِهِ، وَيُسَائِلُهَا عَنِ الشَّيْءِ، قَالَ: فَقَامَ لَيْلَةً، فَدَعَا خَادِمَةً، فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهِ، فَلَعَنَهَا، فَقَالَتْ لَا تَلْعَنْ، فَإِنَّ أَبَا الدَّرْدَاءِ حَدَّثَنِي، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ۔))

جناب زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کی خلیفہ عبدالملک بن مروان سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا کو بلالیا کرتے تھے۔ وہ ان کی عورتوں کے پاس رات گزارتیں اور وہ ان سے مختلف مسائل پچھواتے رہتے۔ ایک رات وہ اُٹھا تو اس نے نوکرانی کو طلب کیا، اس نے آنے میں تاخیر کر دی تو عبدالملک نے اس پر لعنت کر دی، اس پر ام درداء رضی اللہ عنہا نے کہا: لعنت نہ کر۔ ابودرداء رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ''بے شک بہت لعنت کرنے والے قیامت کے دن شفاعت کرنے والے ہوں گے نہ شہادت دینے والے۔''

شرح: ((لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ)) یعنی وہ ان گواہوں میں سے نہ ہوں گے جو دیگر امتوں کے خلاف گواہی دیں گے جن امتوں نے اپنے اپنے رسولوں کی تکذیب کی ہوگی۔ اس امت کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ وہ انبیاء کرام کے حق میں شہادت دے گی جب ان کی امتیں انھیں تبلیغ کے سلسلے میں جھٹلائیں گی اور کہیں گی کہ ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا لیکن بہت لعنت کرنے والا شخص جس کی عادت ہی لعن طعن کی ہو اس اعزاز واکرام سے محروم رہے گا۔

فائدہ: بہت زیادہ لعنت کرنے والا شخص نہ سچا ہوتا ہے نہ صاحب عدل بلکہ لوگوں کی نگاہوں میں نہایت ناپسندیدہ، فاسق، ظالم اور غلط بیانی کرنے والا ہوتا ہے کیونکہ جو لعنت کے حقدار نہیں ان پر لعنت کرتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایسے لوگوں کی شہادت صرف دنیا میں رد نہیں کی جائے گی بلکہ آخرت میں بھی نہ شہادت دینے کی جرأت کر سکیں گے نہ انہیں وہ عزت ووجاہت حاصل ہوگی کہ کسی کی سفارش کر سکیں جبکہ اللہ کے صادق وعادل اہل ایمان بندے سفارش بھی کریں گے اور حق کی دوسری شہادتوں کے ساتھ ساتھ اس بات کی شہادت بھی دیں گے کہ انبیائے کرام علیہم السلام نے تبلیغ رسالت کا فریضہ ادا کر دیا ہے۔ (ع،س)

(٣٤٥٧)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ،

(٣٤٥٧) مرسل، لكن له شواهد يتقوى بها ......أخرجه عبد الرزاق في المصنف: ١٩٥٣١

أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ......

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلالٍ، يَرْفَعُ الْحَدِيثَ، قَالَ: ((لا تَلاعَنُوا بِلَعْنَةِ اللّٰهِ، وَلا بِغَضَبِ اللّٰهِ، وَلا بِجَهَنَّمَ۔))

جناب حمید بن ھلال اس حدیث کو مرفوعًا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی لعنت سے لعنت مت کیا کرو اور اللہ کے غضب اور جہنم کی بدعا مت دیا کرو۔''

(۳٤۵۸)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ أَبِي قِلابَةَ، عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: لَعَنَتِ امْرَأَةٌ نَاقَةً لَهَا، فَقَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّهَا مَلْعُونَةٌ، فَخَلُّوا عَنْهَا)) قَالَ: ((فَلَقَدْ رَأَيْتُهَا تَتَبَّعُ الْمَنَازِلَ مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ، نَاقَةٌ وَرْقَاءُ))

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے اپنی اونٹنی پر لعنت کر دی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''یہ لعنت زدہ ہوگئی ہے اسے چھوڑ دو۔'' راوی نے کہا: وہ ایک خاکستری رنگ کی اونٹنی تھی، میں نے اسے دیکھا کہ وہ لوگوں کے گھروں میں گھس جاتی اور کوئی اسے کچھ نہ کہتا۔

تشریح: ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ نے کہا: بعض اہل علم کا خیال ہے کہ نبی ﷺ نے اس خاتون کو اونٹنی چھوڑ دینے کا حکم اس لیے دیا کہ آپ کو بذریعہ وحی بتا دیا گیا تھا کہ اس عورت کی دعا اونٹنی کے حق میں قبول ہو چکی ہے اور ان حضرات کا استدلال ((إِنَّهَا مَلْعُونَةٌ))''یہ تو لعنتی ہوگئی ہے'' کے الفاظ سے ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ نے تادیب اور تربیت کے لیے بطور سزا اونٹنی کو چھوڑ دینے اور گھریلو کام کاج سے لاتعلق کر دینے کا حکم صادر فرمایا تا کہ آئندہ اس قسم کے الفاظ سے احتراز برتا جائے۔ واللہ اعلم

امام زہری رحمہ اللہ نے جناب سالم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی غلام پر لعنت نہیں کی، ایک مرتبہ ایک غلام پر لعنت کر بیٹھے تو اسے آزاد کر دیا۔

جناب سالم کہتے ہیں کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے غلاموں کی مار پیٹ کر لیا کرتے تھے لیکن ان پر لعنت نہیں کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جناب وہب بن منبہ نے خشک لکڑیاں خریدیں، لکڑیوں کے مالک نے اپنے گدھے پر لعنت کر دی، جناب وہب نے کہا: میرے گھر میں ملعون جانور داخل نہیں ہوسکتا۔

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جو لوگ ایک دوسرے کو لعنت کرتے رہتے ہیں وہ بالآخر لعنت کے مستحق ہو جاتے ہیں۔

(۳٤۵۸) أخرجه مسلم: ۲۵۹۵

(٣٤٥٩)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ح أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمْ أَخَاكُمْ قَارَفَ ذَنْبًا ، فَلا تَكُونُوا أَعْوَانًا لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِ ، تَقُولُونَ: اللّٰهُمَّ اخْزِهِ ، اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ ، وَلَكِنْ سَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ ، فَإِنَّا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنَّا لا نَقُولُ فِي أَحَدٍ شَيْئًا حَتَّى نَعْلَمَ عَلَى مَا يَمُوتُ ، فَإِنْ خُتِمَ لَهُ بِخَيْرٍ ، عَلِمْنَا أَنَّهُ قَدْ أَصَابَ خَيْرًا ، وَإِنْ خُتِمَ لَهُ بِشَرٍّ خِفْنَا عَلَيْهِ عَمَلَهُ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جب تم اپنے کسی مسلمان بھائی کو گناہ کرتے ہوئے پاؤ تو شیطان کے مددگار نہ بنو۔تم اسے کہنے لگ جاتے ہو کہ اللہ اسے ذلیل کرے، اللہ اس پر لعنت کرے۔ بلکہ اللہ سے عافیت طلب کرو۔ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز یہ ہے کہ ہم کسی پر کوئی تبصرہ نہیں کرتے حتی کہ ہم جان لیں کہ اس کی موت کس عمل پر ہوئی ہے۔ اگر تو اس کا انجام کسی خیر کے کام پر ہوا تو ہم یقین کر لیتے کہ خیر و بھلائی اس کا مقدر ہے اور اگر اس کا خاتمہ شر پر ہوا ہوتا تو ہمیں اس کے اعمال کے بارے میں خوف لاحق ہو جاتا۔

تشریح: مروی ہے کہ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزر ہوا جس سے کوئی گناہ سرزد ہوا تھا اور لوگ اسے برا بھلا کہہ رہے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا خیال ہے اگر تم اسے کنویں میں گرا ہوا پاتے تو باہر نہ نکالتے؟ لوگوں نے کہا: ضرور نکالتے، تب آپ نے کہا: اپنے بھائی کو عارمت دلاؤ بلکہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو جس نے تمہیں اس گناہ سے محفوظ رکھا ہے۔ انہوں نے کہا: کیا آپ اس سے نفرت نہیں کریں گے؟ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس کے کام سے ضرور نفرت کروں گا اور جب یہ اس کام سے باز آجائے گا تو یہ میرا بھائی ہے۔

میں کہتا ہوں: جس لعنت سے شریعت میں منع کیا گیا ہے وہ ہے مخصوص آدمی پر لعنت کرنا، نیک ہو خواہ بد۔ شریعت تو اپنے ماننے والوں کو حکم دیتی ہے کہ نیک شخص کی عزت کی جائے اور فاجر شخص پر ترس کھایا جائے اور اس کے لیے رب الرحیم سے مغفرت مانگی جائے، اگر وہ اس کے منہ پر لعنت کرے گا تو اس سے شر میں اضافہ ہوگا۔ رہا کافروں، فاجروں اور حدود اللہ کی پامالی کرنے والوں پر بالعموم لعنت کرنا، تو یہ جائز ہے۔ اسی طرح جن پر اللہ اور اس کے رسول نے لعنت

(٣٤٥٩) سنده ضعيف ......أخرجه عبد الرزاق فى المصنف: ٢٠٢٦٦

کی مثلاً شراب پینے والوں پر، سودخوروں پر، وگ لگانے والیوں اور لگوانے والیوں پر لعنت کرنا جائز ہے۔

(43)......بَابُ تَحْرِيمِ الْغِيبَةِ

غیبت کرنا حرام ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا﴾ .... ''اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے۔'' (سورۂ حجرات:۱۲)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾ .... ''بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا غیبت کرنے والا ہو۔'' (سورۂ ہمزہ:۱) بعض کے نزدیک ﴿لُمَزَة﴾ .... وہ شخص ہے جو رو در رو برائی کرے اور ﴿هُمَزَة﴾ .... وہ شخص جو پیٹھ پیچھے غیبت کرے۔ بعض دونوں کو ہم معنی سمجھتے ہیں۔

(۳٤٦٠)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخِرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَتَدْرُونَ مَا الْغِيبَةُ؟)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ)) قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَخِي مَا أَقُولُ؟ قَالَ: ((إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدِ اغْتَبْتَهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ مَا تَقُولُ، فَقَدْ بَهَتَّهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟'' انہوں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تمہارا اپنے بھائی کا ذکر ایسی چیز کے ساتھ کرنا جسے وہ ناپسند کرتا ہے۔'' عرض کیا گیا: آپ یہ بتائیں کہ اگر میرے بھائی میں وہ چیز موجود ہو جو میں کہہ رہا ہوں؟ (یہ بھی غیبت ہوگی؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر اس میں وہ چیز ہے جو تم کہہ رہے ہو تو یقیناً تم نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ چیز اس میں موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔''

تشریح: ((بَهَتَّه)) ''تو نے اس پر جھوٹ باندھا ہے۔'' (بهت، يبهتُ، بهتا وبُهتانا) کا معنی ہے ''الزام دھرنا۔'' دراصل لفظ ''بہتان'' کا لغوی معنی ہے حیران ومبہوت ہو جانا۔ بہتان ایسے جھوٹ اور تصنع کو کہتے ہیں جس سے ایک شخص بھونچکاں سا رہ جائے اور وہ اس قدر غیر متوقع ہو کہ انسان ششدر رہ جائے۔

(۳٤٦٠) أخرجه مسلم: ۲۵۸۹

(٣٤٦١)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ بَامَوَيْهِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ جَعْفَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْمُقْرِءُ ، بِمَكَّةَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْقُرَشِيُّ ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الْعَلاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِذَا قُلْتَ مَا لَيْسَ فِيهِ ، فَقَدْ بَهَتَّهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر تم اس کے بارے میں وہ کہو جو اس میں موجود نہیں تو تم نے اس پر بہتان باندھا۔“

شرح امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے ایک حدیث مبارکہ کے الفاظ سے اس بات کا جواز نکالا ہے کہ کوئی شخص کسی لقب کے ساتھ مشہور ہو، اس کے بغیر اس کی پہچان نہ ہوتی ہو اور وہ اسے بُرا بھی نہ جانتا ہو تو اسے اس لقب سے ذکر کرنا جائز ہے خواہ اس میں اس کا کوئی نقص ہی بیان ہو رہا ہو، مثلا (اَلطَّوِيْل) ”لمبوترا“ (اَلْقَصِيْر) ”ٹھگنا“ (اَعْمَش) ”جس کی آنکھیں چندھیائی ہوئی ہوں۔“ وغیرہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا تھا: ((مَا يَقُوْلُ ذُوْ الْيَدَيْنِ؟)) ”لمبے ہاتھوں والا کیا کہتا ہے؟“ لوگوں نے کہا: ہاتھوں والا سچ کہتا ہے۔

(٣٤٦٢)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْحَادِثِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنِ الْمُثَنَّى بْنِ الصَّبَّاحِ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، أَنَّهُمْ ذَكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلا ، فَقَالُوا: لا يَأْكُلُ حَتَّى يُطْعَمَ ، وَلا يَرْحَلُ حَتَّى يُرْحَلَ لَهُ ، فَقَالَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اغْتَبْتُمُوهُ)) فَقَالُوا: إِنَّمَا حَدَّثْنَا بِمَا فِيهِ ، قَالَ: ((حَسْبُكَ إِذَا ذَكَرْتَ أَخَاكَ بِمَا فِيهِ۔))

جناب عمرو بن شعیب کے پردادا محترم (سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ جب تک اسے کھلایا نہ جائے وہ کھاتا نہیں اور جب تک اس کو سوار نہ کیا جائے وہ سوار نہیں ہوتا۔ (یعنی حد درجہ سست ہے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا: ”تم نے اس کی غیبت کی ہے۔“ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: ہم نے حقیقت ثابتہ کا اظہار کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر آپ اس کے اندر موجود چیز کا ذکر کر دیں تو غیبت کرنے کے لیے یہی کافی ہے۔“

(٣٤٦١) انظر الحديث السابق

(٣٤٦٢) حسن لغيره ...... انظر سلسلة الاحاديث الصحيحة: ٢٦٦٧

شرح جناب سُلیم بن عامر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کی ملاقات نبی ﷺ کے ایک صحابی کے ساتھ ہوئی جو "اصلع" تھے (پیشانی پر بال نہ تھے)، اس شخص نے یوں حال دریافت کیا: اے گنجے! آپ کی صبح کیسی ہوئی؟ انہوں نے کہا: آپ کو اس طرزِ عمل سے اجتناب برتنا چاہیے جس سے فرشتے آپ کے اوپر لعنت کریں۔

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ عَيَّرَ أَخَاهُ بذنب، لم يَمُت حَتَّى يعملَهُ۔)) ...... "جو شخص اپنے بھائی کو کسی گناہ کا عار دلاتا ہے وہ مرنے سے پہلے پہلے اس گناہ میں ضرور ملوّث ہوگا۔" (موضوع، ترمذی: ۲۵۰۵)

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لأَخِيكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ۔)) ...... "آپ اپنے بھائی کے گناہ پر خوشی کا اظہار مت کریں، اللہ اس پر رحم فرمائے گا (بچنے کی توفیق دے گا) اور آپ کو اس میں مبتلا کر دے گا۔" (ضعیف، ترمذی: ۲۵۰۶)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ میں اگر کسی کتے کو مذاق کروں تو مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں میں کتا ہی نہ بنا دیا جاؤں۔ جناب ابراہیم رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں ایک چیز دیکھتا ہوں لیکن مبتلائے شماتت ہونے سے اس کی عیب جوئی سے گریز کرتا ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: آفات الفاظ وحروف کے ساتھ نتھی ہو جایا کرتی ہیں (لہٰذا الفاظ احتیاط سے بولنے چاہئیں۔) جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا کہنا ہے: بلاشبہ یہ بدترین سود ہے کہ انسان اپنے مسلمان بھائی کی عزت کے متعلق زبان درازی کرے۔

(44)......بَابُ ذِكْرِ أَهْلِ الْفَسَادِ بِمَا فِيهِمْ

مسلمانوں کی خیرخواہی کے لیے شریر لوگوں کی برائی سے آگاہ کرنا

(٣٤٦٣)۔أنا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا أَبُو يَحْيَى زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى الْمَرْوَزِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، إِمْلاءً، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ......

يَقُولُ: حَدَّثَتْنَا عَائِشَةُ، أَنَّ رَجُلا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((ائْذَنُوا لَهُ، فَبِئْسَ رَجُلُ الْعَشِيرِ، أَوْ بِئْسَ رَجُلُ

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی کہ نبی ﷺ سے ایک شخص نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسے اجازت دے دو! یہ خاندان کا بہت بُا

(٣٤٦٣) أخرجه البخاري: ١٦٣١، ومسلم: ٢٥٩١

الْعَشِيرَةِ)) فَلَمَّا دَخَلَ، أَلَانَ لَهُ الْقَوْلَ، قَالَتْ عَائِشَةُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! قُلْتَ لَهُ الَّذِي قُلْتَ، فَلَمَّا دَخَلَ، أَلَنْتَ لَهُ الْقَوْلَ؟ قَالَ: ((يَا عَائِشَةُ: إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ وَدَعَهُ أَوْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ۔))

آدمی ہے۔'' جب وہ شخص اندر آ گیا تو آپ علیہ السلام نے اس کے ساتھ نرمی کے ساتھ گفتگو کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ نے ابھی اس کے متعلق کیا فرمایا تھا پھر اس کے آنے کے بعد اتنی نرمی سے گفتگو فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! اللہ کے نزدیک مرتبہ کے اعتبار سے وہ شخص سب سے برا ہے جسے لوگ اس کی بدخلقی کی وجہ سے چھوڑ دیں۔''

شرح: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس قصہ میں بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ الَّذِينَ يُكْرَمُونَ لاتِّقَاءِ أَلْسِنَتِهِمْ۔)) ......''اے عائشہ! بدترین ہیں وہ لوگ جن کی زبان کے شر سے بچنے کے لیے عزت کی جائے۔'' (حديث صحيح، ابوداود: ٤٧٩٣)

میں کہتا ہوں: مسلمانوں کی خیر خواہی کے لیے اور انہیں شر سے بچانے کے لیے کسی کی برائی سے آگاہ کرنا جائز ہے تا کہ اس فاسق وفاجر کا معاملہ شہرت پکڑ جائے اور کوئی اس کے دام تزویر میں نہ پھنسے۔ اسی طرح جو شخص کھلم کھلا اللہ کی نافرمانی کرتا ہو، لوگوں کو لوٹتا ہو، علانیہ شراب پیتا ہو تو اس کے گناہوں کا ذکر جائز ہے جن کو چھپانے کی وہ ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا اور جن کا ذکر کیا جائے تو اسے برا محسوس نہیں ہوتا کیونکہ غیبت ان چیزوں کا ذکر ہے جسے وہ ناپسند کرے۔

جناب ابراہیم نے کہا: ہمارے زمانے کے بزرگ کہا کرتے تھے کہ تین قسم کے افراد کا تذکرہ کرنا غیبت کے زمرے میں نہیں آتا۔ (۱) ظالم حکمران۔ (۲) خواہشوں کا غلام۔ (۳) سر عام فسق وفجور میں مبتلا شخص۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی اسی قسم کی بات مروی ہے۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ بدعتیوں کا رد نہ کرنا اور ان کی بدعات کے پول کھولنا غیبت نہیں۔

حدیث مبارکہ میں حسن عشرت سے پیش آنے کی تلقین ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جاننے کے باوجود اس شخص کے ساتھ سختی سے پیش نہیں آئے۔ خواہ مخواہ کسی کے ساتھ سخت رویے سے پیش آنے کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درشت مزاجی شمار کیا ہے۔ وہ شخص خواہ کتنا ہی برا کیوں نہ ہو۔ مطلب یہ ہے کہ دوست دشمن سب کے ساتھ اخلاق اور محبت سے پیش آنا چاہیے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَا عَائِشَةَ إِن اللّٰه لا يحب الْفَاحِش الْمُتَفَحِّش۔)) ......''اے عائشہ! اللہ تعالیٰ کسی بدگو اور تکلف سے بدگوئی کرنے والے سے محبت نہیں کرتا۔''

(حسن صحيح، ابوداود: ٤٧٩٢)

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ کہتی ہیں: كَانَ النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذا بَلَغَهُ عَن الرَّجُلِ الشَّيْء لَمْ يَقُلْ: مَا بَال فَلان يَقُول، وَلَكِن يَقُول: ((مَا بَال أَقوام يَقُولُونَ كَذَا وَكَذَا۔))

نبی ﷺ کو جب کسی کے متعلق نامناسب خبر ملتی تو یوں نہ کہتے کہ فلاں کو کیا ہوا ہے کہ یوں کہتا ہے یا کرتا ہے۔ بلکہ یوں فرماتے: ''لوگوں کو کیا ہوا کہ ایسے ایسے کہتے ہیں یا کرتے ہیں۔'' (صحیح، ابوداود: ٤٧٨٨)

سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "إِنَّا لَنكشر فِي وُجُوه أَقوام، وَإِن قُلُوبنَا لَتَلْعَنهُمْ۔" ...... کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے سامنے ہم ہنستے اور خوشی کا اظہار کرتے ہیں مگر ہمارے دل ان پر لعنت کرتے ہیں۔

(45)......بَابُ مَنْ قَالَ هَلَكَ النَّاسُ

یہ کہنے کی ممانعت کہ ''لوگ تباہ ہوئے''

(٣٤٦٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا سَمِعْتَ الرَّجُلَ يَقُولُ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب آپ کسی شخص کو سنیں جو کہہ رہا ہو کہ لوگ ہلاک ہوئے، تو وہ خود سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔''

(٣٤٦٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ سَلَمَةَ، عَنْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ قَالَ: هَلَكَ النَّاسُ، فَهُوَ أَهْلَكُهُمْ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے کہا کہ لوگ تباہ و برباد ہوگئے تو وہ خود سب سے زیادہ ہلاک ہونے والا ہے۔''

تشریح: امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ ایک شخص مسلسل لوگوں کی عیب چینی میں لگا رہتا ہے۔ ہر وقت ان کی سستیوں اور غفلتوں پر اس کی نگاہ رہتی ہے۔ اس کی زبان پر ناامیدی اور قنوطیت سے معمور جملے ہوتے ہیں۔ ہر وقت یوں کہتا رہتا ہے: لوگ بگڑ گئے، معاشرہ تباہ ہوگیا، لوگوں کے پلے کچھ نہیں وغیرہ۔ اس کی زبان پر بجائے امید افزا جملوں کے یاس وہراس والے کلمات ہی ہوتے ہیں، تو وہ ہلاکت کے قریب ہوتا ہے۔ خواہ مخواہ کی سراسیمگی پھیلانا اس کے حق میں گناہ ثابت ہوتی ہے۔ ان کی اصلاح کی کوشش کیے بغیر افسوس کرتے چلے جانا کچھ معنی نہیں رکھتا۔ شریعت کی نظر میں اس قسم کا انداز محمود اور قابل تعریف نہیں۔

(٣٤٦٤) أخرجه مسلم: ٢٦٢٣

(٣٤٦٥) انظر الحديث السابق

بسا اوقات ایسا طرزِ عمل آدمی میں تعجب پیدا کر دیتا ہے، وہ اپنے آپ کو عمدہ جان کر لوگوں کو حقیر سمجھنے لگتا ہے۔ گویا اسے خود ستائشی اور خود بینی کا مرض لاحق ہو جاتا ہے۔ اپنی دینی برتری کے گھمنڈ میں پڑ جاتا ہے تو اس طرح ہلاکت میں واقع ہو جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں: اس حدیث مبارکہ کا ایک مفہوم امام مالک رحمہ اللہ سے منقول ہے۔ انہوں نے کہا: اگر کوئی شخص اس قسم کے الفاظ لوگوں کی دینی، ایمانی اور مذہبی واخلاقی حالت کی خرابی پر رنج وافسوس کرتے ہوئے کہتا ہے تو منع نہیں ہے۔ لیکن اگر نیکی وتقویٰ کے غرور میں مبتلا ہو کر لوگوں کو حقیر جانتے ہوئے اس سے ایسے الفاظ صادر ہوتے ہیں تو یہ چیز ناپسندیدہ ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو رحمت خداوندی سے مایوس کرتے رہتے ہیں، چھوٹی موٹی کاہلی پر وہ ان پر آگ واجب کر دیتے ہیں اور کہنے لگ جاتے ہیں: تو تباہ ہو گیا ہے۔ جہنم کی وعیدیں سناتے رہتے ہیں اور ہر وقت معاشرے کی ابتری کے شاکی رہتے ہیں۔

(46)......بَابُ وَعِيدِ ذِي الْوَجْهَيْنِ

دو رخے آدمی کے متعلق وعید

(٣٤٦٦)۔أنـا أَبُـو الْـحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((مِـنْ شَـرِّ الـنَّـاسِ ذُو الْوَجْهَيْنِ الَّذِي يَأْتِي هَؤُلاءِ بِوَجْهٍ، وَهَؤُلاءِ بِوَجْهٍ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”بدترین ہے وہ آدمی جو دو رخا ہو، کہ اِن کے پاس ایک منہ لے کر جائے دوسروں کے پاس دوسرا منہ لے کر جائے۔“

(٣٤٦٧)۔أَخْبَـرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَـرَنَـا حَـاجِـبُ بْـنُ أَحْـمَـدَ الـطُّـوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا يَعْلَى، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((تَجِدُ مِنْ شَرِّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ذَا الْوَجْهَيْنِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت والے دن لوگوں میں سے بدترین آپ اس شخص کو پائیں گے جو دو رخا ہوا۔“

شرح: کچھ لوگوں نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا کہ ہم اپنے حاکموں کے پاس جاتے ہیں اور

(٣٤٦٦) أخرجه البخاري: ٦٠٥٨، ومسلم: ٢٥٢٦

(٣٤٦٧) انظر الحديث السابق

ان کے حق میں وہ باتیں کہتے ہیں کہ باہر آنے کے بعد ہم اس کے خلاف کہتے ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم اسے نفاق سمجھتے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۷۱۷۸)

(٣٤٦٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا شَرِيكٌ، عَنِ الرُّكَيْنِ بْنِ الرَّبِيعِ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ حَنْظَلَةَ......

عَنْ عَمَّارٍ، قَالَ: ((مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا، كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ۔))

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے دنیا میں دو منہ ہوئے قیامت کے روز اس کی دو زبانیں ہوں گی جو آگ کی ہوں گی۔''

فائدہ: لوگ اپنی سمجھ میں بڑے دانا بننے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مصلحت کیش باور کراتے ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ انتہائی بزدل اور اخلاقی پستی میں گرے ہوئے ہیں۔ ایسے شخص کو ہی ''ابن الوقت'' اور ''منافق'' کہا جاتا ہے۔ (ع، س)

(47)......بَابُ وَعِيدِ النَّمَّامِ
چغل خور کی وعید

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ﴾ .... ''بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور۔'' (سورۂ قلم: ۱۱)
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ .... ''اور اس کی بیوی بھی (جہنمی ہے) جو لکڑیاں ڈھونے والی ہے۔'' (سورۂ تبت: ۴) مراد کہ چغل خوری کرتی تھی۔ مزید فرمایا: ﴿فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِنْ مَسَدٍ﴾ .... ''اس کی گردن میں مضبوط بٹی ہوئی رسی ہوگی۔'' (ایضًا: ۵) مونج کی بٹی ہوئی مضبوط رسی، اس سے مراد آگ کی زنجیر ہے۔

(٣٤٦٩)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ، أَخْبَرَنَا خَالِي أَبُو عَقِيلٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْمَعْقِلِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هَمَّامٍ......

(٣٤٦٨) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٨٧٢، والترمذي: ٢٠٢٥
(٣٤٦٩) أخرجه البخاري: ٦٠٥٦، ومسلم: ١٠٥

عَـنْ حُـذَيْـفَةَ ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ: ((لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔))

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔''

(٣٤٧٠)۔أَخْبَرَنَـا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَـا حَـاجِبُ بْـنُ أَحْـمَـدَ الـطُّـوسِـيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ......

عَـنْ حُـذَيْـفَةَ ، عَـنِ الـنَّبِـيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ۔))

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔''

(٣٤٧١)۔حَـدَّثَـنَـا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو مُـحَـمَّـدٍ عَبْـدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحَذَّاءُ ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنِ السُّدِّيِّ ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هَاشِمٍ ، عَنْ زَيْدِ بْنِ زَائِدَةَ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يُبَلِّغْنِي أَحَدٌ مِنْكُمْ مِنْ أَصْحَابِي شَيْئًا ، فَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ وَأَنَا سَلِيمُ الصَّدْرِ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی شخص مجھے میرے صحابہ کی بابت کوئی بات نہ پہنچائے، میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے پاس آؤں، تو میرا سینہ صاف ہو۔''

شرح: ((الـقَتَّات)) اور ((الـنَّـمَّام)) ہم معنی الفاظ ہیں۔ اس سے مراد ہے: باتیں آگے منتقل کرنے والا۔ ''نَمِيْمَة'' کہتے ہیں لوگوں میں فساد اور پھوٹ ڈالنے کی غرض سے ایک دوسرے کی باتیں ادھر ادھر نقل کرنا، دوستوں میں خلفشار پیدا کر دینا۔

بعض کے نزدیک ''نَمَّام'' وہ ہے جو مجلس میں حاضر رہ کر وہاں کی باتیں دوسروں کو جا بتاتا ہے اور ''قتّات'' وہ ہے جو چوری چھپے سن کر نقل کرتا ہے۔

''القسّاس'' سے مراد ایسا شخص ہے جو باتیں ادھر ادھر منتقل کرتا ہے۔

(٣٤٧٠) انظر الحديث السابق

(٣٤٧١) ضعيف ......أخرجه ابو داود: ٤٨٦٠ ، والترمذى: ٣٨٩٦

(48)......بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ
ایک دوسرے کی مدح سرائی کی کراہت کا بیان

(٣٤٧٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ......

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، أَنَّ رَجُلًا مَدَحَ رَجُلًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)) ثُمَّ قَالَ: ((إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ ، فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلَانًا وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا ، حَسِيبُهُ اللّٰهُ إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذَلِكَ۔))

جناب عبدالرحمٰن بن ابوبکرہ اپنے والد محترم (سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی مجلس میں دوسرے شخص کی تعریف کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''افسوس تم نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر کوئی اپنے کسی ساتھی کی مدح کرنا ہی چاہتا ہے تو یوں کہے: میں اسے یوں سمجھتا ہوں، اور اللہ کے علم کے مقابلہ میں، میں اس کی صفائی نہیں دیتا، باقی علم اللہ کی ذات کو ہے، اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ وہ ایسا ہی ہے۔''

شرح ((قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ)) ''تو نے اپنے ساتھی کی گردن توڑ دی۔'' شریعت نے ایک دوسرے کی بے جا تعریف اور مدح سے روکا ہے۔ اسے خوشامد کہتے ہیں اور ایسی تعریف سے انسان پھول کر مغرور بن جاتا ہے۔ تو خوشامد کرنے والے شخص نے گویا اگلے آدمی کو گناہ میں ڈال دیا ہے اور اس طرح اس کی گردن توڑ دی ہے وگرنہ وہ اپنی اوقات میں رہتا۔

((حَسِيبُهُ اللّٰهُ)) ''اللہ اس کے اعمال کا نگران اور محافظ ہے۔'' اور اس کے گناہوں سے خوب واقف ہے، اس کی نیکیوں پر اجر و ثواب اور اس کی معصیتوں پر عذاب وعقاب دینے پر قادر ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب تم کسی شخص کے حسن عمل سے متاثر ہو تو یوں کہو: عمل کرو، تمہارا عمل اللہ، اس کے رسول اور مومنوں کے سامنے آ جائے گا اور تم میں سے کوئی اپنے آپ کو ہلکا نہ جانے۔

(٣٤٧٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الْحَكَمِ......

(٣٤٧٢) أخرجه البخاري: ٦٠٦١ ، ومسلم: ٣٠٠٠

(٣٤٧٣) أخرجه مسلم: ٣٠٠٢

سَمِعْتُ مَيْمُونَ بْنَ أَبِي شَبِيبٍ، أَنَّ رَجُلا جَعَلَ يُثْنِي عَلَى عَامِلٍ عِنْدَ عُثْمَانَ، فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثِي فِي وَجْهِهِ التُّرَابَ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ: مَا شَأْنُكَ؟ قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ، فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ.))

جناب میمون بن ابی شبیب کہتے ہیں کہ ایک شخص نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عامل کی تعریف ان کے منہ پر کرنا شروع کردی تو سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے مٹی اُٹھائی اور اس کے منہ پر دے ماری۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ کیا کر رہے ہیں؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو خوشامد کرنے والے ہوں تو ان کے مونہوں میں مٹی ڈالو۔''

شرح امام ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ مذمت اور یہ معاملہ ایسے لوگوں کے لیے معلوم ہوتا ہے جن کا وتیرہ ہوتا ہے کہ وہ بڑے لوگوں کی خوشامد اور مدح سرائی کر کے مال کھاتے اور اپنا کام نکالتے ہیں لیکن اگر کسی کی حوصلہ افزائی اور ترغیب وتشویق کے لیے اس کے اعمال خیر کی مناسب حد تک مدح کی دی جائے تو ان شاء اللہ مباح ہے۔ بہرحال سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے فرمان رسول ﷺ کے ظاہری معنی مراد لیے ہیں، جو بلاشبہ حق اور سچ ہے اورانہوں نے مادح کے منہ پر سچ مچ مٹی پھینک دی۔ بعض حضرات ''مٹی'' سے مراد ناکامی اور نامرادی لیتے ہیں۔ یعنی جو شخص آپ کی مبالغہ آمیز مدح وستائس کرے، اسے کچھ نہ دو بلکہ محروم رکھو، یہاں لفظِ (تراب) محروم کر دینے سے کنایہ ہے جیسا کہ اہل عرب کا مقولہ ہے: ما في يده غير التراب۔ ''اس کے پاس محرومیوں کے سوا کچھ نہیں۔'' اور نبی ﷺ کا فرمان ہے: ((إِذا جَاءَكَ يطْلب ثمن الْكَلْب، فاملأ كَفه تُرَابا۔)) ......''اگر وہ (بیچنے والا) کتے کی قیمت کا مطالبہ کرنے آئے تو اس کی ہتھیلی مٹی سے بھر دو۔'' (صحیح الاسناد، ابوداود: ۳۴۸۲)

میں کہتا ہوں: بے جا مدح وثنا سے گریز ہی کرنا چاہیے کہ اس کے خطرات کئی اعتبار سے ہیں۔ مثلا مدح کرنے والے کو بات بنانے کے لیے جھوٹ اور دروغ گوئی کا سہارا لینا پڑتا ہے اور ممدوح بھی غرور، عجب اور تکبر میں پڑے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مروی ہے کہ ایک شخص نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں ایک شخص کی تعریف کی تو انھوں نے کہا: تو نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی ہیں، اللہ تیری کونچیں کاٹے۔

(49)......بَابُ الصِّدْقِ وَالْكِذْبِ

سچ اور جھوٹ کا بیان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ .... ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔'' (سورۂ توبہ:۱۱۹)

اللہ تعالیٰ کا مزید فرمان ہے: ﴿قُتِلَ الْخَرَّاصُوْنَ﴾ .... ''بے سند باتیں کرتے والے غارت کر دیئے گئے۔''

(سورۃ ذٰریٰت:۱۰) ﴿خرّاصون﴾ .... ''جھوٹے لوگ'' مراد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے متعلق اندازے اور اٹکل سے بغیر یقین وعلم کے باتیں کرتے ہیں۔ کھجور کے درختوں کے اوپر موجود پھل کے اندازے کو ''خرص النخیل'' کہتے ہیں۔ اس لیے کہ وہاں بھی محض تخمینہ ہوتا ہے اور یقینی بات نہیں ہوتی۔

(٣٤٧٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِیُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِیُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيقٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَيْكُم بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِی إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِی إِلَى الْجَنَّةَ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَصْدُقُ وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِی إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِی إِلَى النَّارِ، وَمَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور آدمی سچ کہتا رہتا ہے اور سچ کہنے کو پوری کوشش کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اسے اللہ کے ہاں بہت سچا لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور برائی آگ کی طرف ہدایت کرتی ہے اور آدمی جھوٹ کہتا رہتا ہے اور جھوٹ کہنے کی پوری کوشش کرتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے ہاں بہت جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔''

(٣٤٧٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدُوسٍ الْمُزَكِّی، بِنَيْسَابُورَ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَمْزَةُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْبَزَّازُ، بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَاتِمٍ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِی إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِی الأَحْوَصِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ كَانَ يَقُومُ يَوْمَ الْخَمِيسِ، فَيَقُولُ: إِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ: الْهَدْیُ وَالْكَلَامُ، فَأَفْضَلُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللّٰهِ، وَأَفْضَلُ الْهَدْیِ هَدْیُ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرُّ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات والے دن وعظ کے لیے کھڑے ہوتے اور بیان کرتے: دراصل باتیں دو ہیں، طریقہ اور کلام۔ سب سے افضل کلام تو اللہ تعالیٰ کا ہے اور افضل سیرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور بدترین امور بعد میں

(٣٤٧٤) أخرجه البخاری: ٦٠٩٤، ومسلم: ٢٦٠٧
(٣٤٧٥) أخرجه مسلم: ٢٦٠٦

الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، فَلا يَطُولَنَّ عَلَيْكُمُ الأَمَدُ، وَلا يُلْهِيَنَّكُمُ الأَمَلُ، فَإِنَّ كُلَّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبٌ، أَلَا إِنَّ بَعِيدًا مَا لَيْسَ بِآتٍ، أَلَا وَإِنَّ الشَّقِيَّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ، وَالسَّعِيدَ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ، وَإِنَّ قِتَالَ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ، وَلا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاثَةِ أَيَّامٍ حَتَّى يُسَلِّمَ عَلَيْهِ إِذَا لَقِيَهُ، وَيُجِيبَهُ إِذَا دَعَاهُ، وَيَعُودَهُ إِذَا مَرِضَ، وَإِنَّ شَرَّ الرَّوَايَا رَوَايَا الْكَذِبِ، لا يَصْلُحُ مِنْهُ هَزْلٌ وَلا جِدٌّ، وَلا يَعِدَنَّ الرَّجُلُ صَبِيَّهُ شَيْئًا، ثُمَّ لا يُنْجِزُهُ لَهُ، أَلَا وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَالْفُجُورُ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، أَلَا وَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، أَلَا وَإِنَّهُ يُقَالُ لِلصَّادِقِ: صَدَقَ وَبَرَّ، وَيُقَالُ لِلْكَاذِبِ: كَذَبَ وَفَجَرَ، أَلَا وَإِنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا: ((إِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ صِدِّيقًا، وَيَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا۔)) أَلَا هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِالْعَضْهِ مَا هِيَ، هِيَ النَّمِيمَةُ الَّتِي تُفْسِدُ مِنَ النَّاسِ۔

ایجاد کردہ ہیں اور ہر بعد میں ایجاد ہونے والا کام بدعت ہے۔ مدت کی درازی تمھیں گناہ میں نہ ڈالے اور آرزو تمہیں غفلت میں مبتلا نہ کردے، بلاشبہ ہر آنے والی چیز نزدیک ہے۔ آگاہ رہو! دور وہی ہے جس نے نہیں آنا، خبردار! یقیناً بدبخت وہی ہے جو ماں کے پیٹ سے بدبخت پیدا ہوا اور سعادت مند وہ ہے جو دوسرے کو دیکھ کر نصیحت حاصل کر لیتا ہے۔ مسلمان سے لڑائی کرنا کفر ہے اس کو گالی دینا نافرمانی ہے۔ کسی مسلمان کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین روز سے زائد قطع تعلقی کرے حتی کہ جب اس سے ملاقات ہو تو اسے سلام کرے، جب وہ دعوت دے تو قبول کرے، جب وہ بیمار پڑ جائے تو عیادت کرے، یقیناً بدترین خواب جھوٹے خواب ہیں۔ سنجیدگی اور مذاق دونوں صورتوں میں ان کا بیان کرنا درست نہیں، یہ روا نہیں کہ آدمی اپنے بچوں کے ساتھ کوئی وعدہ کرے اور پھر اسے پورا نہ کرے۔ خبردار! جھوٹ برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور برائی آگ کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ خبردار! سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف ہدایت کرتی ہے۔ سچ بولنے والے کو ہی کہا جاتا ہے کہ وہ سچا اور نیکوکار ہے اور دروغ گو کو کہا جاتا ہے کہ وہ جھوٹا اور فسق وفجور میں مبتلا ہے۔ آگاہ رہو! محمد ﷺ نے ہمیں بیان کیا: ''ایک شخص سچ بولتا رہتا ہے حتی کہ اللہ کے پاس سچا لکھا جاتا ہے اور ایک شخص جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔'' آگاہ رہو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ بہتان قبیح کیا چیز ہے؟ وہ چغلی ہے جو لوگوں میں پھوٹ ڈالے۔

شرح ایک روایت میں: ((اَلَا وَاِنَّ قِتَالَ الْمُسْلِمِ كُفْرٌ)) سے لے کر ((وَيَعُوْدُهٗ اِذَا مَرِضَ)) تک کے الفاظ مذکور نہیں اور اس کے آخر کے الفاظ یوں ہیں: ((وَاِيَّاكُمْ وَالْعَضْهَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْعَضْهُ؟ اَلنَّمِيْمَةُ وَنَقْلُ الْاَحَادِيْثُ)) ''بہتان قبیح سے بچو، کیا تم جانتے ہو کہ بہتان قبیح کیا چیز ہے؟ چغلی کھانا اور اِدھر کی بات اُدھر کرنا۔'' ((وَأَفْضَلُ الْهَدْيِ هَدْيُ النَّبِيِّ ﷺ)) سے مراد افضل طریق زندگی ہے کہ ''ہدی'' سے مراد زندگی گزارنے کا طریقہ ہے۔

(٣٤٧٦)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدِ الرَّزَّاقِ ح أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَيُّوبَ......

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: مَا كَانَ خُلُقٌ أَبْغَضَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْكَذِبِ، وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يَكْذِبُ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكِذْبَةَ، فَمَا يَزَالُ فِي نَفْسِهِ عَلَيْهِ حَتَّى يَعْلَمَ أَنَّهُ قَدْ أَحْدَثَ مِنْهَا تَوْبَةً۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جھوٹ سے بڑھ کر آپ ﷺ کے نزدیک کوئی عادت مبغوض نہیں تھی۔ بسا اوقات ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس جھوٹ بول دیتا تو آپ کے دل میں اس کے بارے میں غبار اُٹھتا حتی کہ آپ کو یقین ہو جاتا کہ اس شخص نے اس گناہ سے توبہ کر لی ہے۔''

شرح سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: چار خصلتیں اگر تمھارے اندر موجود ہوں، پھر دنیا میں سے اگر کچھ بھی تمہیں نہ ملے تو کوئی نقصان نہیں۔ (۱) حسن اخلاق، (۲) کھانے میں احتیاط، (۳) سچی گفتگو، (۴) امانت کی حفاظت۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: جس نے کسی بچے سے کہا: ادھر آ! کھجور لے لے، پھر اس کو کھجور نہ دی تو یہ جھوٹ ہے۔

(50)......بَابٌ فِي الْمَعَارِيضِ مَنْدُوحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ

اشارے کنائے سے (ذو معنی) بات کرنا جائز ہے

مندرجہ بالا جملہ کے قائل سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ہیں۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''مَعَارِيض'' سے مراد ایسی ذو معنی بات ہے جس سے آدمی صریح جھوٹ بولنے سے بچ جائے۔ ایسی بات کے دو پہلو ہوتے ہیں، سچ اور جھوٹ یا ظاہر اور باطن۔ جہاں شرعی مصلحت درپیش ہو وہاں ایسا انداز اختیار کرنا جائز ہے اور اسے ''توریہ'' کہتے ہیں۔

(٣٤٧٦) صحيح ......أخرجه الترمذي: ١٩٧٣

(مَنْدُوحة) ایسا پیرایہ کلام اختیار کرنے میں وسعت اور گنجائش ہے یعنی جس سے جھوٹ بولنے سے جان چھوٹ جائے اور فساد بھی برپا نہ ہو۔ (نَدَحْتُ الشَّيْءَ نَدْحًا) کا معنی ہے: ''میں نے فلاں چیز کو کشادہ اور فراخ کر دیا ہے۔''

فائدہ: لیکن اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ بغیر شرعی ضرورت کے ایسا انداز اختیار کرنا کہ اس کے ذریعے سے کسی حق کا انکار ہو یا کوئی حق مارے، تو یہ جھوٹ اور دھوکا دہی ہے اور ناجائز ہے۔ (ع،س)

(٣٤٧٧)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، هِشَامِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الدَّسْتُوَائِيِّ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَحَلَ وَرَجُلٌ يَسُوقُ بِنِسَائِهِ، يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدَكَ سَوْقًا بِالْقَوَارِيرِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں تھے اور ایک شخص عورتوں کے اونٹوں کو ہانک رہا تھا۔ اس کا نام ''انجشہ'' تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''افسوس! انجشہ! آبگینوں کو آہستگی سے لے چل۔''

(٣٤٧٨)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحِجَاجِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الدَّغُولِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سَالِمٍ، حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَسِيرٍ مَعَهُمْ حَادٍ وَسَائِقٌ، قَالَ: فَقَدَّمَ النِّسَاءَ، فَقَالَ: ((يَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سفر میں تھے اور قافلے کے ساتھ حدی پڑھنے والا اور اونٹوں کو ہانکنے والا بھی تھا، اس نے عورتوں کو آگے کر دیا (یعنی ان کے اونٹوں کو اتنا ہانکا کہ وہ آگے نکل گئے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''انجشہ! آبگینوں کو آہستگی سے لے چل۔''

(٣٤٧٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ الْحَجَّاجِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الدَّغُولِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ، قَالَا: نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

(٣٤٧٧) أخرجه البخاري: ٦١٤٩، ٦٢١١، ومسلم: ٢٣٢٣

(٣٤٧٨) انظر الحديث السابق
(٣٤٧٩) انظر الحديث السابق

عَنْ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: بَيْنَما رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيرُ وَحَادٍ يَحْدُو بِالنِّسَاءِ، فَضَحِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: ((رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ.))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگی سفر کر رہے تھے اور ایک حدی خواں عورتوں کے اونٹ چلا رہا تھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: ''ان شیشوں کو آہستہ لے چل۔''

شرح: ((الْقَوَارِيْر)) سے مراد خواتین ہیں جو فی الواقع شیشے کی طرح نازک ہوتی ہیں اور عزم وارادہ میں کمزور واقع ہوتی ہیں۔ اس لیے کہ شیشہ بھی جلد ٹوٹ جاتا ہے۔ انجشہ ایک حبشی غلام تھا، نہایت خوش آواز کہ جس کی حدی خوانی سے اونٹ بہت تیز چلتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ عورتوں پر ترس کھاتے ہوئے اونٹوں کو آہستہ چلائے جس طرح اس جانور کو بڑی آہستگی اور احتیاط کے ساتھ لے کر چلایا جاتا ہے جس پر شیشہ لادا ہوا ہو، یعنی ان کی جسمانی کمزوری کا خیال رکھے۔ اس تشبیہ کی ایک وجہ اور بھی ہوسکتی ہے، انجشہ اونٹوں کو چلانے والا غلام نہایت خوش گلو تھا اور وہ عورتوں کے قافلے کو چلانے کے لیے ایسے نغمے الاپ رہا تھا جن میں عورتوں کے محاسن ظاہری اور جوانی کا بھرپور تذکرہ تھا۔ اس بات کا قوی اندیشہ تھا کہ انجشہ کی حدی خوانی کسی فتنے کا پیش خیمہ ثابت ہو۔ اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا اور عورتوں کو کمزور عزم وارادہ کی بنا پر شیشے سے تشبیہ دی۔ اس لیے کہ آواز کے جادو سے متاثر ہو کر مبتلائے عشق ہونے میں ان کی سرعت پذیری کا حال بھی یہی ہے۔ جس طرح آبگینہ ہلکی سی ٹھیس کے آگے ڈھیر ہو جاتا ہے، وہ بھی الفاظ وآواز کے سامنے نقدِ دل ہار بیٹھتی ہیں۔

سیدنا سفیان بن اسید حضرمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: ((كَبُرَت خِيَانَةً أَن تحدث أَخَاكَ حَدِيثا هُوَ لَكَ بِهِ مُصدق وَأَنت بِهِ كَاذِب.)) ''بہت بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی بات کرے، وہ تمہیں سچا سمجھ رہا ہو، جبکہ تم اس سے جھوٹ بول رہے ہو۔'' (ضعیف، ابوداود: ٤٩٧١)

جناب ابراہیم نخعی رحمہ اللہ روپوش تھے۔ ان کے ساتھی اور جان پہچان والے لوگ ان کی ملاقات کے لیے آتے تو واپسی پر حضرت انہیں تلقین کرتے کہ اگر کوئی آپ سے میرے متعلق پوچھے تو کہنا: ہمیں اس وقت اس کی موجودگی کا کچھ پتہ نہیں اور فی الحقیقت تمہیں یہاں سے نکلنے کے بعد کچھ معلوم نہ ہوگا کہ میں گھر کے کس گوشے میں ہوں اور پھر وہ ایک گوشے سے دوسرے گوشے کی طرف منتقل ہو جائے۔

(51)......بَابُ مَا يُحْذَرُ مِنَ الْغَضَبِ وَمَا يَجُوْزُ مِنْهُ فِيْ أَمْرِ الدِّيْنِ

کس قسم کے غصے سے اجتناب برتنا چاہیے اور احکام شرعیہ کی بے حرمتی پر غضب ناک ہونے کا جواز

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ .... ''اور غصے کے وقت (بھی) معاف کر

دیتے ہیں۔'' (سورۂ شوریٰ:۳۷)

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ .... ''اور غصہ پینے والے۔'' (سورۂ آل عمران:۱۳۴) اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: ﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ﴾ .... ''اے نبی! کافروں اور منافقوں سے جہاد جاری رکھو اور ان پر سخت ہو جاؤ۔'' (سورۂ توبہ:۷۳)

(٣٤٨٠)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الأَصْبَهَانِيُّ، بِنَيْسَابُورَ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْوَاعِظُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُوسَى الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا مُسَدَّدُ بْنُ قَطِنٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَوْصِنِي، وَلَا تُكْثِرْ عَلَيَّ لَعَلِّي أَحْفَظُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَغْضَبْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی سے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھے آپ کوئی نصیحت فرما دیجیے اور مختصر کیجیے تاکہ میں اسے یاد رکھ سکوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''غصہ نہ کیا کر۔''

شرح: ابو حصین کا نام عثمان بن عاصم اسدی ہے۔

(٣٤٨١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاقتور وہ نہیں جو (مقابل کو) بہت زیادہ پچھاڑنے والا ہے، طاقتور صرف وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔''

شرح: ((الصُّرَعة)) ''صاد کے ضمہ اور راء اور عین کے فتحہ کے ساتھ بروزن (هُمَزَة)) مراد ہے کہ جو اپنی طاقت سے دوسروں کو پچھاڑ دے اور کشتی میں ان سے جیت جائے۔ جیسے لفظ (خُدَعَة) کا معنی ہے: ''بہت زیادہ دھوکا دینے والا۔'' اور (لُعَبَة) کا معنی ہے: ''بہت زیادہ کھیلنے والا۔'' معاشرے میں یہ مثال یونہی مستعمل ہے کہ جسے آدمی پچھاڑ نہ سکیں وہ پہلوان ہوتا ہے لیکن نبی ﷺ نے اس مثال کو دینی اعتبار سے استعمال فرمایا اور اس کا مفہوم خود

(٣٤٨٠) أخرجه البخاري: ٦١١٦

(٣٤٨١) أخرجه البخاري: ٦١١٤، ومسلم: ٢٦٠٩

متعین فرمایا، آپ نے ((الصُرعة)) ''پہلوان'' سے مراد وہ حلیم شخص لیا ہے جو بوقت غصہ اپنے نفس پر قابو رکھے، جیسا کہ آپ نے مفلس ونادار کے متعلق ارشاد فرمایا: ''مفلس وہ ہے جو قیامت والے دن آئے گا اور اس نے کسی کو مارا پیٹا ہوگا یا کسی سے گالم گلوچ کی ہوگی تو اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی اور ان کی غلطیاں لے کر اس کے اوپر ڈال دی جائیں گی۔'' اسی طرح آپ سے شراب کے متعلق دریافت کیا اور کہا گیا کہ یہ علاج ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''نہیں، بلکہ یہ تو بیماری ہے۔'' (صحیح مسلم: ۱۹۸۴) آپ ﷺ کا مطلب یہ تھا کہ شراب نوشی گناہ، رب تعالیٰ کی نافرمانی اور دینی وروحانی لحاظ سے بیماری ہے اگر چہ اطباء بعض بیماریوں کا علاج شراب کے ذریعے سے کرتے ہیں۔

(۳۴۸۲)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ التُّرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْبِسْطَامِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَسْرُوقٍ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَيْسَ الشَّدِيدُ مَنْ غَلَبَ النَّاسَ، وَلٰكِنَّ الشَّدِيدَ مَنْ غَلَبَ نَفْسَهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''طاقتور وہ نہیں جو لوگوں پر غلبہ اور جیت حاصل کرے بلکہ طاقتور وہ ہے جو اپنے آپ پر غلبہ پالے۔''

(52)......بَابُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الْغَضَبِ

غصہ آنے پر وضو کرنا

(۳۴۸۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْفَضْلِ بْنِ أَبِي نَصْرِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الْبَزَّازُ الطُّوسِيُّ، بِهَا، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَارِثِ طَاهِرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي سَهْلٍ السَّهْلِيُّ، بِطُوسَ سَنَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ خَالِدٍ الصَّنْعَانِيُّ......

حَدَّثَنَا أَبُو وَائِلٍ صَنْعَانِيٌّ مُرَادِيٌّ، قَالَ: كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ عُرْوَةَ بْنِ مُحَمَّدٍ إِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ، فَكَلَّمَهُ بِكَلامٍ أَغْضَبَهُ، فَلَمَّا أَنْ غَضِبَ، قَامَ، ثُمَّ عَادَ إِلَيْنَا وَقَدْ تَوَضَّأَ، فَقَالَ

جناب ابو وائل صنعانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ہم جناب عروہ بن محمد رحمہ اللہ کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا۔ اس نے ان سے کچھ گفتگو کی جس سے وہ غضبناک ہوگئے، چنانچہ وہ اُٹھے اور وضو کر کے واپس آئے

(۳۴۸۲) صحيح......أخرجه ابن حبان وذكره الهيثمي في "موارد الظمآن: ۲۰۱۸

(۳۴۸۳) ضعيف ......أخرجه ابوداود: ٤٧٨٤

حَدَّثَنِی أَبِی، عَنْ جَدِّی عَطِیَّةَ، کَانَتْ لَهُ صُحْبَةٌ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ الْغَضَبَ مِنَ الشَّیْطَانِ، وَإِنَّ الشَّیْطَانَ خُلِقَ مِنَ النَّارِ، وَإِنَّمَا تُطْفَأُ النَّارُ بِالْمَاءِ، فَإِذَا غَضِبَ أَحَدُکُمْ فَلْیَتَوَضَّأْ۔))

اور بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے میرے دادا عطیہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بلاشبہ غصہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا گیا اور آگ کو پانی سے بجھایا جاتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آ جائے تو لہٰذا وہ وضو کر لے۔''

شرح: عروہ سے مراد عروہ بن محمد بن عطیہ بن عروہ سعدی ہیں جن کا نسلی تعلق بنو سعد بن بکر سے ہے اور ان کے دادا عطیہ رضی اللہ عنہ کو شرف صحابیت حاصل ہے۔

(٣٤٨٤)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو سُهَیْلٍ السِّجْزِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سُلَیْمَانَ الْخَطَّابِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَکْرِ بْنُ دَاسَةَ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِیُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِیَةَ، حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِی هِنْدٍ، عَنْ أَبِی حَرْبِ بْنِ أَبِی الْأَسْوَدِ......

عَنْ أَبِی ذَرٍّ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا غَضِبَ أَحَدُکُمْ، وَهُوَ قَائِمٌ، فَلْیَجْلِسْ، فَإِنْ ذَهَبَ عَنْهُ الْغَضَبُ، وَإِلَّا فَلْیَضْطَجِعْ۔))

سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اس طرح اگر اس کا غصہ دور ہو جائے تو بہتر ہے ورنہ لیٹ جائے۔''

شرح: اہل علم کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ نے کھڑے شخص کو بیٹھ جانے اور لیٹ جانے کا مشورہ اس لیے دیا کہ حالت غضب میں کوئی ایسا عمل اس سے صادر نہ ہو جائے جو باعث ندامت ہو کیونکہ لیٹا ہوا آدمی بیٹھے ہوئے کی نسبت سے ہاتھا پائی اور لڑائی جھگڑے سے زیادہ دور ہوتا ہے۔ اسی طرح بیٹھا ہوا شخص کھڑے شخص کی بہ نسبت پکڑ دھکڑ اور دنگا فساد سے زیادہ دور ہوتا ہے۔

فائدہ: بہرحال غصہ آنے کی صورت میں آدمی کو چاہیے کہ ہر طرح سے پُرسکون رہنے کی کوشش کرے اور اپنی ہیئت تبدیل کر لے اور وضو کر لینا بھی بہتر حل ہے۔ (ع،س)

(53)......بَابُ الصَّبْرِ عَلَی أَذَی الْمُسْلِمِیْنَ وَالتَّجَاوُزِ عَنْهُمْ

مسلمانوں کی تکالیف پر صبر کرنا اور ان سے درگزر کرنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا﴾ .... ''اور اگر تم صبر کرو اور پرہیزگاری کرو۔'' (سورۂ آل

(٣٤٨٤) صحیح ......أخرجه ابوداود: ٤٧٨٢

عمران:۱۲۵) اللہ تعالی کا فرمان ذی شان ہے: ﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ .... ''اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں۔'' (سورۂ آل عمران:۱۳۴)

(٣٤٨٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ يَحْيَى بْنِ وَثَّابٍ......

عَنْ شَيْخٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: ابْنُ عُمَرَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الْمُسْلِمُ الَّذِي يُخَالِطُ النَّاسَ، وَيَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ أَفْضَلُ مِنَ الَّذِي لا يُخَالِطُهُمْ، وَلا يَصْبِرُ عَلَى أَذَاهُمْ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو مسلمان لوگوں سے ملتا جلتا ہے اور ان سے ملنے والی تکالیف پر صبر کرتا ہے، اس سے مسلمان سے زیادہ ثواب حاصل کر لیتا ہے جو لوگوں سے ملتا جلتا نہیں اور ان کی طرف سے آنے والی تکالیف پر صبر نہیں کرتا۔''

(٣٤٨٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ السَّمْعَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ الرَّيَّانِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمَدِينِيِّ، حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ عَجْلانَ، عَنْ سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَجُلا سَبَّ أَبَا بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ لا يَقُولُ شَيْئًا، فَلَمَّا سَكَتَ، ذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَكَلَّمُ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَانَ يَسُبُّنِي، وَأَنْتَ جَالِسٌ، فَلَمَّا ذَهَبْتُ أَتَكَلَّمُ، قُمْتَ، قَالَ: ((إِنَّ الْمَلَكَ كَانَ يَرُدُّ عَنْكَ، فَلَمَّا تَكَلَّمْتَ، ذَهَبَ الْمَلَكُ، وَوَقَعَ الشَّيْطَانُ، وَكَرِهْتُ أَنْ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے رہے اور کچھ نہ کہا۔ جب وہ شخص خاموش ہو گیا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بولنا شروع کر دیا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر چل دیئے۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی پیچھے ہو لیے اور کہا: اے اللہ کے رسول! وہ مجھے برا بھلا کہتا رہا اور آپ خاموش تشریف فرما رہے، جب میں نے بات کرنا شروع کی تو آپ اُٹھ کھڑے ہوئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ ایک فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دے رہا

(٣٤٨٥) صحيح ......أخرجه الترمذى: ٢٥٠٧، وابن ماجه: ٤٠٣٢

(٣٤٨٦) حسن ......أخرجه ابوداود مختصرا: ٤٨٩٦، ورواه احمد فى المسند: ٩٦٣٠، والفاظ متقارب

أَجلِسَ ، يَا أَبَا بَكْرٍ ثَلاثٌ كُلُّهُنَّ حَقٌّ: لَيسَ عَبْدٌ يُظْلَمُ بِمَظْلَمَةٍ ، فَيُغْضِي عَنْهَا إِلا أَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهُ ، وَلَيْسَ عَبْدٌ يَفتَحُ بَابَ مَسْأَلَةٍ يَبْتَغِي بِهَا كَثْرَةً إِلا زَادَهُ بِهَا قِلَّةً ، وَلَيْسَ عَبْدٌ يَفْتَحُ بَابَ عَطِيَّةٍ يَبْتَغِي بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ أَوْ صِلَةً إِلا زَادَهُ اللّٰهُ بِهِ كَثْرَةً۔))

تھا جب آپ نے بات کرنا شروع کی تو فرشتہ چلا گیا اور شیطان آ گیا اور میں نے وہاں بیٹھنا ناپسند جانا، اے ابوبکر! تین باتوں میں سے ہر ایک حق اور سچ ہے، جس شخص پر ظلم وزیادتی کی جائے اور وہ اس پر چشم پوشی کرے تو ضرور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کو عزت سے ہمکنار فرماتا ہے، جو شخص اپنے مال میں اضافے کی غرض سے بھیک مانگتا ہے تو اللہ تعالی اس بنا پر اس کی غربت اور ناداری میں ضرور اضافہ کرتا ہے اور جو آدمی رضائے الٰہی یا صلہ رحمی کے لیے تحائف دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس وجہ سے اس کے مال میں ضرور اضافہ فرماتا ہے۔“

شرح: جناب علی بن مدینی رحمہ اللہ نے کہا: ہمیں یہ حدیث محدث سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے لکھوائی۔

میں کہتا ہوں: اپنے اوپر ہونے والے مظالم کا بدلہ لینا جائز ہے اس کی دلیل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوءِ مِنَ الْقَوْلِ إِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ .... ”برائی کی آواز بلند کرنے کو اللہ تعالی پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم کو اجازت ہے۔“ (سورۂ نساء:۱۴۸) اور اللہ تعالی نے ایک دوسرے مقام پر یوں فرمایا: اعراب: ﴿والذين اذا اصابهم البغي هم ينصرون﴾ .... ”اور وہ لوگ جب ان پر ظلم وزیادتی ہو تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔“ (سورۂ شوریٰ:۳۹) لیکن اس صورت میں بھی صبر وتحمل کا مظاہرہ کرنا عمدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ﴾ .... ”اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے، پھر جو کوئی معاف کرے اور صلح کرے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمے ہے۔“ (سورۂ شوریٰ:۴۱) اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ﴾ .... ”اور جو شخص صبر کرلے اور معاف کردے یقیناً یہ بڑی ہمت کے کاموں میں سے (ایک کام) ہے۔“ (سورۂ شوریٰ:۴۳)

جناب ابراہیم نے کہا: ہمارے زمانے کے اکابر مسلمانوں کے لیے ذلیل اور ہیچ ہونے کو ناپسند جانتے تھے البتہ جب انہیں کسی پر قدرت حاصل ہو جاتی تو معاف کر دیتے۔ جناب منصور نے محدث ابراہیم سے اللہ کے اس فرمان: ﴿وَالَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُونَ﴾ .... ”اور وہ لوگ جب ان پر ظلم وزیادتی ہو تو وہ بدلہ لیتے ہیں۔“ (سورۂ شوریٰ:۳۹) کے متعلق کہا کہ مومن کی ذلت اور مغلوبیت کو اہل علم برا سمجھتے تھے کہ گندے لوگوں کو ان پر جرأت

حاصل نہ ہو جائے، تاہم قدرت کے باوجود وہ معافی کو ترجیح دیتے تھے۔

فائدہ: بعض لوگ اس قدر غبی ہوتے ہیں کہ تواضع، انکسار اور عفو و درگزر کے معنی غلط سمجھ لیتے ہیں اور اپنے بالمقابل کو بالکل ہیچ سمجھتے ہوئے ہر کسی پر زیادتی کرنے میں دلیر ہو جاتے ہیں۔ اگر تجربے سے محسوس ہو کہ زیادتی کرنے والا اپنے مقابل کے حق وحیثیت اور اپنی غلطی کو نہیں سمجھ رہا، تو جائز ہے کہ ایسے ظالم کے ہاتھ اور زبان پر بند باندھا جائے تاکہ وہ مزید دلیر نہ ہو اور کمزوروں پر ناحق ظلم نہ کرے۔ (ع،س)

(54)......بَابُ الْكِبْرِ وَوَعِيدِ الْمُتَكَبِّرِينَ
تکبر کی تعریف اور متکبرین کی سزا

(٣٤٨٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ بَكْرُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِيٍّ الْبِسْطَامِيُّ الْكِسَائِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَخْتَوَيْهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ سُفْيَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَبِي عِيسَى الْهِلَالِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبَانِ بْنِ تَغْلِبَ، عَنْ فُضَيْلٍ الْفُقَيْمِيِّ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ قَيْسٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ، وَلا يَدْخُلُ النَّارَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الرَّجُلَ يُحِبُّ أَنْ يَكُونَ ثَوْبُهُ حَسَنًا؟ قَالَ: ((إِنَّ اللّٰهَ جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ، الْكِبْرُ مَنْ بَطِرَ الْحَقَّ، وَغَمَصَ النَّاسَ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا اور وہ شخص آگ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہے۔'' ایک شخص نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ ہر شخص پسند کرتا ہے کہ اس کا لباس اور اس کا جوتا خوبصورت ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے شک اللہ تعالیٰ صاحب جمال ہے اور وہ جمال کو محبوب جانتا ہے۔ تکبر، حق بات کا انکار کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا ہے۔''

شرح: ((لا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ كِبْرٍ)) ''جس شخص کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہے وہ جنت میں نہیں جائے گا۔'' بعض کے نزدیک اس حدیث میں بیان کردہ تکبر سے مراد کفر ہے۔ اس معنی کی تائید حدیث مبارکہ

(٣٤٨٧) أخرجه مسلم: ٩١

کے اگلے الفاظ سے ہوتی ہے جن میں مقابلے کے طور پر ایمان کا تذکرہ ہے۔ اور بعض کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ جنت میں داخل کرتے وقت اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کی تطہیر فرمائے گا اور تکبر کا ازالہ فرما دے گا حتی کہ وہ جنت میں تکبر سے پاک دلوں کے ساتھ داخل ہوں گے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِّنْ غِلٍّ﴾ .... ''اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ تھا ہم اس کو دور کر دیں گے۔'' (سورۂ اعراف:۴۳)

فائدہ: (غِلّ) اس کینے اور بغض کو کہا جاتا ہے جو سینوں میں مستور ہو۔ اللہ تعالیٰ اہل جنت پر یہ انعام بھی فرمائے گا کہ ان کے سینوں میں ایک دوسرے کے خلاف بغض وعداوت کے جو جذبات ہوں گے وہ دور کر دے گا۔ (ع،س)

((الْكِبْرُ مَنْ بَطِرَ الْحَقَّ)) ''اس آدمی کا طرزِ عمل تکبر ہے جو حق کا انکار کرتا ہے۔'' یہ اسی قسم کا پیرایہ کلام ہے جو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں نیکی کے متعلق اختیار کیا گیا ہے: ﴿وَلَٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ﴾ .... ''بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو۔'' (سورۂ بقرہ:۱۷۷) اس آیت کریمہ کا معنی ہے: اصل نیکی اس شخص کی ہے جو اللہ پر ایمان اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہے۔

((البَطَر)) ''نعمت ملنے پر سرکشی کرنا۔'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿بَطِرَتْ مَعِيشَتَهَا﴾ .... ''جو اپنی عیش وعشرت میں اترانے لگی تھیں۔'' (سورۂ قصص:۵۸) ابن العربی نے کہا: بطر سے مراد مالداری کا غلط استعمال ہے۔ یعنی پیسے کی ریل پیل سے ایک انسان فسق وفجور اور معصیت میں پڑ جائے۔ ((بطر الحق)) سے مراد حق کو قبول کرنے سے انکار کر دینا ہے۔ حق کے مقابلے میں اپنی ذات اور شخصیت کو بڑا جاننا اور اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کرنے سے گریزاں رہنا۔

((غَمَصَ النَّاس)) سے مراد لوگوں کو کمتر اور حقیر سمجھنا، انہیں کچھ اہمیت نہ دینا۔ یہ لفظ (غَمِطَ) اور (غَمِصَ) میم کے کسرہ اور فتح کے ساتھ دونوں طرح درست ہے۔ غَمَصَ النِّعْمَةَ وَغَمَطَهَا۔ ''اس نے نعمت کا شکر ادا نہیں کیا۔''

(۳۴۸۸)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّحَّانُ، أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ قُرَيْشٍ، أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُبَيْدٍ، حَدَّثَنِيهِ مُعَاذٌ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، أَنَّهُ أَتَاهُ مَالِكُ بْنُ مِرَارَةَ الرَّهَاوِيُّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ أُوتِيتُ مِنَ الْجَمَالِ مَا تَرَى، مَا يَسُرُّنِي أَنَّ أَحَدًا يَفْضُلُنِي بِشِرَاكَيْنِ، فَمَا فَوْقَهُمَا، فَهَلْ هَذَا مِنَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ کے پاس سیدنا مالک بن مُرارہ الرّھاوی آئے۔ انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے خوبصورتی عطا کی گئی ہے جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی جوتے کے دو تسموں میں بھی مجھ سے

(۳۴۸۸) صحیح الاسناد ......أخرجه ابوداود: ۴۰۹۲

الْبَغْيِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّمَا ذٰلِكَ مَنْ سَفِهَ الْحَقَّ، وَغَمَطَ النَّاسَ۔))

بڑھ جائے۔ کیا یہ تکبر اور بڑائی میں سے ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تکبر تو یہ ہے جو حق کو جہالت سمجھے اور لوگوں کو حقیر جانے۔''

شرح: ((سَفِهَ الْحَقَّ)) ''حق بات کو نادانی، جہالت اور بیوقوفی سمجھنا۔'' اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ﴾ .... ''جو محض بے وقوف ہو۔'' (سورۂ بقرہ: ۱۳۰) یعنی جو شخص بے وقوف بنا رہا اور اس نے غور وفکر سے بالکل کام نہ لیا۔

(۳۴۸۹)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ التُّرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْبِسْطَامِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الْفَرَّاءُ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ......

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَزَالُ الرَّجُلُ يَذْهَبُ بِنَفْسِهِ حَتَّى يُكْتَبَ فِي الْجَبَّارِينَ، فَيُصِيبُهُ مَا أَصَابَهُمْ۔))

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک شخص اپنے آپ کو اونچا لے جاتا رہتا ہے یہاں تک کہ اسے متکبرین میں لکھ دیا جاتا ہے وہ اسی عذاب سے ہمکنار ہوگا جس سے متکبرین ہمکنار ہوں گے۔''

(۳۴۹۰)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلانَ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يُحْشَرُ الْمُتَكَبِّرُونَ أَمْثَالَ الذَّرِّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي صُوَرِ الرِّجَالِ، يَغْشَاهُمُ الذُّلُّ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ، يُسَاقُونَ إِلَى سِجْنٍ مِنْ جَهَنَّمَ يُسَمَّى

عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن متکبرین کو چیونٹیوں کی طرح انسانی شکلوں میں اُٹھایا جائے گا، ذلت نے ان پر ہر طرف سے گھیرا ڈال رکھا ہوگا، انہیں جہنم کے ایک قید خانے کی طرف

(۳۴۸۹) ضعیف ......أخرجه الترمذی: ۲۰۰۰

(۳۴۹۰) هذا حديث حسن ......أخرجه الترمذی: ۲۴۹۲

يُـولَـسَ ، تَـعْـلُـوهُـمْ نَارُ الأَنْيَارِ يُسْقَوْنَ مِنْ عُصَارَةِ أَهْلِ النَّارِ طِينَةِ الْخَبَالِ.))

ہانکا جائے گا جسے ''بولس'' کہا جاتا ہوگا، ان پر زبردست آگ مسلط ہوگی، انہیں اہل جہنم کی پیپ پینے کے لیے دی جائے گی۔''

(٣٤٩١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُؤَذِّنُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الصَّيْدَلَانِيُّ ، حَدَّثَنَا الأَصَمُّ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَبْسِيُّ الْقَصَّارُ ، أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي حَازِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ ، شَيْخٌ زَانٍ ، وَمَلِكٌ كَذَّابٌ ، وَعَائِلٌ مُتَكَبِّرٌ.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تین اشخاص ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ ہم کلام ہوگا نہ انہیں پاک کرے گا، بوڑھا زانی، جھوٹا حاکم، متکبر فقیر۔'' اور ایک روایت میں ہے کہ ''نہ ان کی جانب نظر رحمت کرے گا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔''

(٣٤٩٢)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الشَّرْقِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَرَّاءُ ، وقطن بن إبراهيم ، قَالُوا: نا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ ، عَنِ الأَغَرِّ أَبِي مُسْلِمٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَقُولُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: الْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي ، وَالْعَظَمَةُ إِزَارِي ، فَمَنْ نَازَعَنِي وَاحِدًا مِنْهُمَا ، أَدْخَلْتُهُ النَّارَ.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ عزوجل فرماتا ہے: بڑائی میری (اوپر کی) چادر ہے اور عظمت میری (نیچے کی) چادر ہے، چنانچہ جو کوئی ان میں سے کسی ایک کو بھی کھینچنے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں جھونک دوں گا۔''

(٣٤٩٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَمْعَانَ الْوَاعِظُ ، حَدَّثَنِي أَبُو مُحَمَّدٍ زَنْجُويَهِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الْهِلَالِيُّ ،

(٣٤٩١) أخرجه مسلم: ١٠٧ (٣٤٩٢) أخرجه مسلم: ٢٦٢٠

(٣٤٩٣) أخرجه البخاري: ٦٠٧١ ، ومسلم: ٢٨٥٣

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيدِ الْعَدَنِيُّ ، عَنْ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ......

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَلا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعِّفٍ، لَوْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، أَلا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ۔))

سیدنا حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون لوگ جنتی ہیں؟ وہ لوگ جو ضعیف ہیں، عاجزی کرنے والے ہیں اگر وہ اللہ کی قسم اُٹھا کر کوئی بات کہہ دیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو پورا فرما دیتا ہے۔'' میں تمہیں نہ بتاؤں کہ دوزخی کون ہیں؟ جو جھگڑالو، بداخلاق، بخیل اور متکبر ہیں۔''

تشریح: ((الْعُتُلّ)) ''سخت جھگڑالو، اجڈ، کمینہ۔'' بعض کے نزدیک اس سے مراد درشت مزاج اور تُند خو ہے جو صحیح بات کو تسلیم نہ کرے۔

((الْجَوَّاظ)) ''کنجوس، بہت بخیل۔'' بعض کے نزدیک موٹا شخص، تکبرانہ چال چلنے والا۔ بعض کے نزدیک ٹھگنا اور پیٹو مراد ہے۔

سیدنا حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ترش رو، بدمزاج جنت میں داخل نہیں ہوگا اور نہ تکبر سے چلنے والا۔'' (صحیح، ابوداود: ۴۸۰۱) بعض کے نزدیک ((الْجَعْظَرِیّ)) سے مراد ''سخت مزاج، بدخلق'' ہے۔ بعض احادیث میں اس لفظ کے معنی آئے ہیں ایسا شخص جسے سر درد نہ ہوتا ہو۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد ایسا شخص ہے جس کے پلے کچھ نہ ہو مگر باتیں بنائے اور پستہ قد ہو۔

جناب سلیم بن حنظلہ نے کہا: سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بہت سارے آدمیوں کے جلو میں آ رہے ہیں تو سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ان پر کوڑا لے کر پل پڑے۔ انہوں نے کہا: امیر المومنین! خیر تو ہے؟ کیا کر رہے ہیں؟ حضرت نے کہا: یہ انداز متبوع کے لیے فتنے کا باعث ہے اور تابع کے لیے ذلت کا۔ جناب یحییٰ بن جعدہ کہتے ہیں کہ کچھ آدمی جناب سلمان کے ساتھ ہو لیے تو انہوں نے کہا: یہ چیز تمہارے حق میں تو بہتر ہے (تم عالم کا احترام بجالاتے ہو) لیکن میرے لیے باعث فتنہ ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: جو شخص حصول عزت کے لیے اپنے آپ کو بلند کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور نیچا دکھاتا ہے اور جو آدمی اللہ کے خوف کی بنا پر انکساری اختیار کرتا ہے اللہ کریم اسے رفعت شان سے نوازتا ہے۔
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: بلاشبہ جو شخص تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی شان کو بلند کر دیتا ہے، جو شخص اپنے بھائی سے کہتا ہے: اپنا کانٹا نکال، اللہ تجھے کانٹوں سے بچائے۔ ایسے بول والا شخص اپنے آپ میں چھوٹا اور لوگوں کی آنکھوں میں عظیم ہے۔ اور جو شخص حق کو ٹھکراتا ہے اللہ تعالی اسے زمین پر پٹخ دیتا ہے اور جو شخص دوسرے کو کہے: تو ذلیل ہو، اللہ تعالیٰ

تجھے ذلیل کرے۔ تو ایسے بول والا شخص اپنے آپ میں بڑا بنتا ہے مگر لوگوں کی آنکھوں میں حقیر اور بے وقعت ہوتا ہے اور ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے لیے خنزیر سے بھی معمولی حیثیت کا حامل ہوتا ہے۔

(55)......بَابُ الْحَيَاءِ

شرم وحیا کا بیان

(٣٤٩٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ الْمَاجِشُونُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ......

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ، وَهُوَ يُعَاتِبُ أَخَاهُ فِي الْحَيَاءِ، يَقُولُ: إِنَّهُ لَيَسْتَحِي، يَعْنِي كَأَنَّهُ يَقُولُ: قَدْ أَضَرَّ بِكَ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((دَعْهُ، فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الإِيمَانِ۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو شرم وحیا کے بارے میں ڈانٹ رہا تھا، کہہ رہا تھا: یہ حیا کرتا ہے، گویا وہ کہہ رہا تھا کہ حیا وشرم کی اس عادت نے تجھے نقصان دیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: ''اسے چھوڑ دے، شرم وحیا ایمان ہے۔''

(٣٤٩٥)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((الْحَيَاءُ مِنَ الإِيمَانِ، وَالإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''حیا ایمان سے ہے اور ایمان جنت میں لے جائے گا اور فحش باتیں بدخلقی ہیں اور بدخلقی آگ میں لے جائے گی۔''

(٣٤٩٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ،

(٣٤٩٤) أخرجه البخاري: ٦١١٨، ومسلم: ٣٦

(٣٤٩٥) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٠٠٩، وابن ماجه: ٤١٨٤

(٣٤٩٦) صحيح ......أخرجه الترمذي: ١٩٧٤، وابن ماجه: ٤١٨٥

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلا شَانَهُ، وَلا كَانَ الْحَيَاءُ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلا زَانَهُ۔))

''سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بے حیائی جس چیز میں بھی ہوا سے بدنما کر دیتی ہے اور حیا جس چیز میں ہوا سے خوشنما کر دیتی ہے۔''

شرح حیا زندگی کے ہر مرحلے اور میدان میں محمود اور قابل تعریف ہے اور ایمان میں سے ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے کہ حیا انسان کو گناہوں سے روکتا ہے جس طرح ایک مومن کو اس کا ایمان اللہ کی نافرمانیوں سے روکتا ہے اور آدمی کے دل میں اللہ کا خوف پیدا کرتا ہے۔ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شرم وحیا ہمیشہ خیر و بھلائی کا ہی سبب بنتا ہے۔''

(صحیح بخاری: ٦١١٧، صحیح مسلم: ٣٧)

میں کہتا ہوں: تعلیم وتعلم اور دینی امور کے متعلق سوال وجواب کرنے میں حیا کرنا اچھا نہیں۔ ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انصار کی خواتین کس قدر اچھی ہیں، دین کی سمجھ اور بصیرت حاصل کرنے میں انہیں حیا مانع نہیں ہوتا۔ جناب مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: شرم کرنے والا اور تکبر کرنے والا شخص علم حاصل نہیں کر پاتا۔

(صحیح بخاری معلقا: کتاب العلم، باب الحیاء فی العلم)

(٣٤٩٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ ......

نَا ابْنُ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلامِ النُّبُوَّةِ الأُولَى، إِذَا لَمْ تَسْتَحِ، فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ۔))

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لوگوں نے پہلی نبوت کے کلام میں سے جو کچھ پایا ہے اس میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔''

شرح ((مِنْ كَلامِ النُّبُوَّةِ الأُولَى)) ''پہلی نبوتوں کے کلام سے ہے۔'' مطلب یہ ہے کہ یہ ان باتوں میں سے ہے جن پر تمام انبیاء علیہم السلام متفق تھے، کسی شریعت میں یہ منسوخ نہیں ہوئی، عقل سلیم کے عین مطابق ہونے کی وجہ سے سب لوگ حتی کہ اہل جاہلیت بھی اسے جانتے اور مانتے آئے ہیں اور ہر نبی نے اس کی حوصلہ افزائی کی

(٣٤٩٧) أخرجه البخاري: ٦١٢٠

ہے اور ان کو حیا کی تبلیغ کا حکم دیا گیا ہے۔

((فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ)) ''جب تو حیا نہ کرے تو جو چاہے کر۔'' اس لفظ کے کئی ایک مفہوم بیان کیے گئے ہیں۔ ایک مطلب یہ کہ جب آدمی میں حیا نہ رہے تو اس کے دل میں جو آتا ہے کر گزرتا ہے، اسے برائی سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ یہاں ''امر'' بمعنی خبر ہے یعنی ''جو چاہے کر۔'' مراد یہ ہے کہ جب آدمی حیا نہ کرے تو جو چاہے کرتا ہے۔ کسی گندے سے گندے کام سے بھی اسے حجاب نہیں ہوتا۔ امام ابو عبید قاسم بن سلام نے اس معنی کو پسند کیا ہے۔

ابو العباس احمد بن یحییٰ نے کہا: یہاں امر دھمکی اور ڈانٹ کے لیے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات میں کجروی اختیار کرنے والوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ﴾ .... ''جو چاہو کرو۔'' (سورۂ فصلت:۴۰) یعنی جب حیا نہ کرے تو جو چاہو کرو آخر کار اس کا بدلہ تمہیں اللہ کی طرف سے مل جائے گا۔

امام ابو اسحاق مروزی رحمہ اللہ نے اس کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ تم جس کام کو کرنا چاہتے ہو اس کے بارے میں خوب غور و خوض کر لو، اگر معاشرے میں وہ کام باعث ننگ و عار نہیں تو کر گزرو وگرنہ اس سے احتراز برتو۔ واللہ اعلم

جناب جریر نے اس حدیث مبارکہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہا: بسا اوقات آدمی نیکی کا کوئی کام کرنا چاہتا ہے مگر ریا کاری اور دکھلاوے نیز لوگوں کی طرف سے ملنے والی شاباش کے خوف سے اسے ترک کر دیتا ہے تو حدیث مبارکہ میں ایسے شخص کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ اس واہمے کے پیش نظر آپ امر خیر کا بجالانا نہ چھوڑیں اور جس نیک کام کا آپ ارادہ کر چکے ہیں اسے کر گزریں۔

جناب ابو عبید نے کہا: یہ مفہوم ایک حدیث مبارکہ سے بہت گہری مشابہت رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز پڑھتے ہوئے آپ کے پاس شیطان آئے اور وسوسہ اندازی کرتے ہوئے کہے کہ تو دکھلاوے کی غرض سے طویل نماز پڑھتا ہے تو آپ کو نماز میں مزید تطویل کر دینی چاہیے۔'' یعنی اس وجہ سے نماز پڑھنا ترک نہیں کرنا چاہیے۔ حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: جب کوئی شخص نیک کام کرنے لگتا ہے تو دفعتاً اس کے دل میں دو جذبات سر اٹھاتے ہیں۔ اگر ان میں سے پہلا اللہ تعالیٰ کے لیے ہو تو پھر دوسرے جذبہ سے آپ کو گھبرانا نہیں چاہیے۔ جناب ابو عبید نے کہا: میرے خیال کے مطابق اس حدیث میں حیا کو چھوڑنے کی مذمت کا پہلو ترجیح رکھتا ہے۔

(56)......بَابُ التَّأَنِّیْ وَالْعَجَلَةِ

سوچ سمجھ کر کام کرنا اور جلد بازی کا بیان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیان ہے: ﴿وَلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ﴾ .... ''آپ کو وہ لوگ ہلکا (بے صبرا) نہ

کریں جو یقین نہیں رکھتے۔'' (سورۂ روم:۶۰)

یعنی آپ کو غضب ناک کر کے صبر و حلم ترک کرنے پر مجبور نہ کریں۔ یا آپ کو جہالت پر مجبور نہ کریں۔ اللہ عز وجل کا فرمان ہے: ﴿فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهُ فَأَطَاعُوْهُ﴾ ....''اس نے اپنی قوم کو ناداں بنایا (بہلایا پھسلایا) اور انہوں نے اسی کی مان لی۔'' (سورۂ زخرف:۵۴) ''استخفه عن رأيه'' کا مطلب ہے کہ اس نے فلاں کی رائے کو کچھ اہمیت نہ دی اور اسے جاہل مطلق جانا اور جس بات کو وہ مبنی بر صداقت سمجھ رہا تھا اسے عین جہالت باور کرایا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿خُلِقَ الْإِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ﴾ ....''انسان جلد باز مخلوق ہے۔'' (سورۂ انبیاء:۳۷) یعنی اس کے مزاج میں عجلت ہے۔ بعض کے نزدیک ﴿من عجل﴾ .... سے مراد ہے کہ انسان مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

(٣٤٩٨) ـأَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ حسَّان بْنِ مُحَمَّدٍ الْمُلْقَابَاذِيُّ، حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ النَّجَّارُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ......

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمُهَيْمِنِ بْنُ الْعَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((الأَنَاةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْعَجَلَةُ مِنَ الشَّيْطَانِ۔))

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سوچ سمجھ کر کام کرنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی جانب سے۔''

شرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے: ''خبردار! بلاشبہ معاملات میں غور وفکر اور سوچ بچار سے چلنا اللہ کی طرف سے ہے اور جلد بازی شیطان کی طرف سے۔'' (ضعیف، دیکھیں سلسلة الاحاديث الضعيفة: ۷۱۵۸)

''التبيّـن'' سے مراد معاملات میں چھان بین کرنا اور دور اندیشی اختیار کرنا اور جلد بازی کی بجائے سوچ سمجھ کر کام کرنا ہے۔ سورۂ نساء کی آیت کو یوں بھی پڑھا گیا ہے: ﴿إِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَثَبَّتُوْا﴾ ....''جب تم اللہ کی راہ میں جا رہے ہو تو تحقیق کر لیا کرو۔'' (سورۂ نساء:۹۴)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے اشج بن عبدالقیس سے فرمایا: ''تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے: بردباری اور سوچ سمجھ کر کام کرنا۔'' (صحيح مسلم: ۱۷)

مروی ہے کہ منذر بن عائذ اشج نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کیا میں ان باتوں کا تکلف سے اظہار کرتا ہوں، یا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان پر پیدا کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلکہ اللہ نے تمہیں ان پر پیدا فرمایا ہے۔'' تو اس نے کہا: حمد اس اللہ کی جس نے مجھے ایسی عادتوں پر پیدا فرمایا جنہیں اللہ اور اس کا رسول پسند فرماتے ہیں۔ (صحیح، ابوداود: ۵۲۲۵)

(٣٤٩٨) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٢٠١٢

جناب مصعب اپنے والد (سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں اور بسا اوقات وہ اس بات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ کسی کام میں جلد بازی نہیں کرنی چاہیے سوائے اس کے کہ آخرت کا کام ہو۔"

(صحیح، ابوداود: ٤٨١٠)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا: ہر کام میں سکون واطمینان چاہیے سوائے ان امور کے جو آخرت سے متعلق ہیں۔

(٣٤٩٩)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَهْلٍ السِّجْزِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سُلَيْمَانُ الْخَطَّابِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ دَاسَةَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ السِّجِسْتَانِيُّ ، حَدَّثَنَا النُّفَيْلِيُّ ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ، حَدَّثَنَا قَابُوسُ بْنُ أَبِي ظَبْيَانَ ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ......

قَالَ: نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِنَّ الْهَدْيَ الصَّالِحَ ، وَالسَّمْتَ الصَّالِحَ ، وَالاقْتِصَادَ جُزْءٌ مِنْ خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ جُزْءً مِنَ النُّبُوَّةِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نیک چلن، عمدہ کردار اور میانہ روی نبوت کا پچیسواں حصہ ہے۔"

تشریح: ((هَدْيُ الرَّجُلِ)) سے مراد ایک آدمی کا چال چلن، انداز زیست اور لائف اسٹائل ہے اور ((سمعته)) سے بھی یہی مراد ہے۔

((اِقْتِصَاد)) سے مراد معاملات میں میانہ روی اور نرمی ہے۔ ان دونوں امور کو پیش نگاہ رکھنے سے آدمی معاملات اور حدود الٰہیہ میں تسلسل کے ساتھ بغیر کسی پریشانی اور مشقت کے چلتا جاتا ہے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم یہ ہے کہ یہ خصائل واوصاف ایسے ہیں جو حاملین نبوت کا خاصہ ہیں اور ان کے شمائل حمیدہ میں سے ہیں لہٰذا ان کو اختیار کرنے میں ان کی اقتداء اور اتباع کرو۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جس شخص میں یہ صفات پائی جائیں گویا اس میں نبوت کا کچھ حصہ پایا گیا اور نہ یہ کہنا درست ہوگا کہ ان صفات کا جامع نبوت کے منصب پر سرفراز ہو گیا ہے کیونکہ نبوت کا مقام بلند وہبی ہے کسبی نہیں اور اس مقام فزوں تر کے قابل کون ہے اللہ تعالیٰ اس سے بخوبی واقف ہے۔ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس پر سرفراز کرتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ ان اوصاف کو اپنانے کی انبیائے کرام نے بھر پور دعوت دی ہے اور ان کو اپنانا ان کی مقدس تعلیمات کا حصہ ہے۔ زندگی بھر انہوں نے ان کی ترویج واشاعت کی کوشش اور محنت کی ہے۔

ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ان صفات کے پیکر شخص لوگ توقیر وتعظیم کرتے ہیں اور مولائے کریم ایسے

(٣٤٩٩) حسن ......أخرجه ابوداود: ٤٧٧٦

آدمی کو تقوی وطہارت کے لباس سے سرفراز کرتا ہے جیسا کہ یہ لباس انبیائے کرام کو عطا کیا جاتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ صفات نبوت کے اجزا میں سے ہیں۔ (امام خطابی رحمہ اللہ کی تشریحات سے ماخوذ)

(۳۵۰۰)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبَانَ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْصِنِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((خُذِ الأَمْرَ بِالتَّدْبِيرِ، فَإِنْ رَأَيْتَ فِي عَاقِبَتِهِ خَيْرًا، فَأَمْضِهِ، وَإِنْ خِفْتَ غَيًّا، فَأَمْسِكْ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے وصیت کیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر معاملے کو سوچ بچار کے بعد اختیار کر، اگر اس کا انجام بخیر نظر آئے تو کر گزر اور اگر اس میں گمراہی کا اندیشہ ہو تو رک جا۔''

شرح: سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے: انسان نے سکینت اور وقار سے بڑھ کر افضل قلادہ (پٹہ) کبھی زیب گلو نہیں کیا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ طبیعت میں ٹھہراؤ، سکون اور اطمینان فائدہ مند ہے جبکہ اس سے محرومی باعث نقصان ہے۔

(۳۵۰۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ الْفَقِيهُ السَّرَخْسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ الْقُهُسْتَانِيُّ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي تُرَابٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ الْكُدَيْمِيُّ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَبِيبٍ الْعَبْدِيُّ، قَالَا: نا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلَابِيُّ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ جُنْدَبٍ......

عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا يَنْبَغِي لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يُذِلَّ نَفْسَهُ)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، وَكَيْفَ يُذِلُّ نَفْسَهُ؟ قَالَ: ((يَتَعَرَّضُ لِلْبَلَاءِ بِمَا لَا يُطِيقُ۔))

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مومن کے لیے مناسب نہیں کہ اپنے آپ کو ذلیل کرے۔'' صحابہ نے عرض کیا: اپنے آپ کو کیسے ذلیل کر سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایسی آزمائش میں نہ پڑے جس میں پورا اترنے کی طاقت نہیں۔''

(۳۵۰۰) ضعيف جدا ......أخرجه البيهقي في "شعب الايمان"

(۳۵۰۱) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۲۲۵۴، وابن ماجه: ٤٠١٦

(57)......بَابُ الْمُزَاحِ
مزاح اور خوش طبعی کا بیان

نبی ﷺ نے فرمایا: ((یَا أَبَا عُمَیْر ! مَا فعل النغیر ؟)) ......''اے ابوعمیر! تمہاری نغیر (چڑیا) کا کیا ہوا؟''

(صحیح بخاری: ٦١٢٩، صحیح مسلم: ٢١٥٠)

(٣٥٠٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ ، أَخْبَرَنَا شَقِيقٌ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تُدَاعِبُنَا؟ قَالَ: ((لا أَقُولُ إِلا حَقًّا۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ ہمارے ساتھ (بعض اوقات) مذاق بھی کرتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں حق کے علاوہ کچھ نہیں کہتا۔''

شرح ((تُدَاعِبُنَا)) ''ہم سے خوش طبعی اور مزاح کرتے ہیں۔'' ''دُعابة'' ''مزاح کو کہتے ہیں جو جائز اور پیار و محبت والا ہو۔ ''المِزاح'' کسرۂ میم کے ساتھ، باب مفاعلہ کا مصدر ہے جبکہ میم کے ضمہ کے ساتھ باب منع یمنع سے مصدر ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے: لوگوں سے مل جُل کر زندگی بسر کر لیکن اپنے دین کو زخمی نہ کر۔

(٣٥٠٣)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ ، أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي عَاصِمٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدْلَعُ لِسَانَهُ لِلْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ، فَيَرَى الصَّبِيُّ حُمْرَةَ لِسَانِهِ ، فَيَبْهَشُ إِلَيْهِ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے لیے اپنی زبان مبارک باہر نکالتے۔ جب بچہ آپ کی زبان کی سرخی دیکھتا تو خوشی سے بھاگتا ہوا آپ کے پاس آجاتا۔

(٣٥٠٢) صحیح ......أخرجه الترمذی: ١٩٩٠

(٣٥٠٣) حسن ......أخرجه ابو الشیخ فی ''اخلاق النبی ﷺ'': صـ ٩٠

شرح جب انسان کسی چیز کو دیکھے جو اسے اچھی لگے اور خوشی سے بے ساختگی کے عالم میں اس کی طرف لپکے تو اس کیفیت کو ''بهش اليه'' کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(٣٥٠٤)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ كَانَ اسْمُهُ زَاهِرَ بْنَ حَرَامٍ، وَكَانَ يُهْدِي لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهَدِيَّةَ مِنَ الْبَادِيَةِ، فَيُجَهِّزُهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ زَاهِرًا بَادِيَتُنَا، وَنَحْنُ حَاضِرُوهُ)) قَالَ: وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّهُ، وَكَانَ دَمِيمًا، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمًا، وَهُوَ يَبِيعُ مَتَاعَهُ، فَاحْتَضَنَهُ مِنْ خَلْفِهِ، وَهُوَ لَا يُبْصِرُهُ، فَقَالَ: ((أَرْسِلْنِي، مَنْ هٰذَا؟)) فَالْتَفَتَ، فَعَرَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ لَا يَأْلُو مَا أَلْزَقَ ظَهْرَهُ بِصَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ عَرَفَهُ، وَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((مَنْ يَشْتَرِي الْعَبْدَ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِذًا وَاللّٰهِ! تَجِدُنِي كَاسِدًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ لَسْتَ بِكَاسِدٍ)) أَوْ قَالَ: ((لٰكِنْ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْتَ غَالٍ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی شخص کا نام زاہر بن حرام تھا اور وہ دیہات سے نبی ﷺ کے لیے تحفہ لاتا تھا، جب وہ واپس جانے کا ارادہ کرتا تو نبی ﷺ بھی اسے تحفے تحائف دیتے تھے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''زاہر ہمارا بادیہ (دیہاتی) ہے اور ہم اس کے شہری ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ اس سے محبت کرتے تھے وہ اتنا خوبصورت نہیں تھا۔ ایک دن وہ اپنا سامان بیچ رہا تھا کہ نبی ﷺ تشریف لائے تو اس کے پیچھے سے اس کی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیے۔ وہ آپ کو دیکھ نہیں رہا تھا لہٰذا کہنے لگا: یہ کون ہے؟ مجھے چھوڑ دے۔ پھر جب اس نے چہرہ پھیرا تو نبی ﷺ کو پہچان لیا اور پشت نبی کریم ﷺ کے سینے سے ملانے لگا۔ نبی ﷺ فرمانے لگے: ''اس غلام کو کون خریدتا ہے؟'' تو اس آدمی نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مجھے بہت کم قیمت سودا پائیں گے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''لیکن تو اللہ کے نزدیک کم قیمت نہیں۔'' یا فرمایا: ''تو اللہ کے نزدیک بہت قیمتی ہے۔''

(٣٥٠٤) صحیح ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ١٢٦٤٨، والترمذی فی "الشمائل": ٢٣٩

(٣٥٠٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَجُلًا اسْتَحْمَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((إِنِّي حَامِلُكَ عَلَى وَلَدِ نَاقَةٍ)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا أَصْنَعُ بِوَلَدِ النَّاقَةِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَهَلْ تَلِدُ الْإِبِلَ إِلا النُّوقُ۔))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی ﷺ سے سواری کا مطالبہ کیا تو آپ نے فرمایا: ''میں تجھے اونٹنی کا بچہ دیتا ہوں۔'' وہ بولا: اے اللہ کے رسول! میں اونٹنی کے بچے کا کیا کروں گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اونٹ کو بھی تو اونٹنی ہی جنم دیتی ہے۔''

(٣٥٠٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ: ((يَا ذَا الْأُذُنَيْنِ)) قَالَ أَبُو أسامة: يعني يمازحه۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک بار نبی ﷺ نے مجھے یوں پکارا: ''اے دو کانوں والے!۔'' ابواسامہ رحمہ اللہ نے کہا: آپ ﷺ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے خوش طبعی فرمائی۔

شرح: ممکن ہے ''اے دو کانوں والے!'' کہنے سے آپ کا مقصود حقیقت ہو، ہنسی مذاق نہ ہو کہ میری بات کو پوری توجہ اور کامل دھیان سے سن چونکہ کان سننے کا آلہ ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اسی غرض سے پیدا فرمایا ہے۔ اس لیے ان کا نام لے دیا۔ واللہ اعلم۔ مروی ہے کہ نبی ﷺ نے بڑھیا سے کہا: ''جنت میں بوڑھی داخل نہیں ہوگی۔'' تو وہ عورت روتے ہوئے واپس پلٹی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اسے بتاؤ! وہ بڑھاپے کے ساتھ جنت میں نہیں ہوگی (بلکہ جوان ہوکر جنت میں داخل ہوگی) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّا أَنشَأْنَاهُنَّ إِنشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا﴾ .... ''ہم نے ان عورتوں کو خاص طور پر تیار کیا ہے، وہ کنواریاں ہیں، اپنے شوہروں سے محبت کرنے والیاں اور ہم عمر ہیں۔''

(حسن، شمائل ترمذی: ٢٤٠، انظر الصحيحة: ٢٩٨٧)

(٣٥٠٥) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٩٩٨، والترمذی: ١٩٩١
(٣٥٠٦) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٥٠٠٢، والترمذی: ١٩٩٢

(۳۵۰۷)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ الْحَافِظُ ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى ، وَجَعْفَرُ بْنُ عُمَرَ النَّهَاوَنْدِيُّ ، قَالَا: نا جُبَارَةُ ، حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ......

عَنِ ابْنِ أَبِي الْوَرْدِ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: ((رَآنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَرَآنِي رَجُلًا أَحْمَرَ، فَقَالَ: ((أَنْتَ أَبُو الْوَرْدِ۔))

جناب ابن ابو ورد اپنے والد (سیدنا ابو ورد رضی اللہ عنہ) سے بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو مجھے سرخ رنگت والا شخص پایا آپ نے فرمایا: ''تو ابو ورد ہی ہے۔''

شرح جناب جبارہ نے کہا: اس جملے سے آپ کا مقصد خوش طبعی اور ہنسی مذاق کرنا تھا۔سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ بات بہت اچھی لگتی ہے کہ آدمی اپنے گھر میں بچے کی طرح پیار ومحبت، خوش طبعی، وسعت قلبی اور مزاح کی کیفیت میں رہے، پھر جب کوئی سرکشی کرے تو پورے مردانہ وقار سے سامنا کرے۔ جناب ثابت بن عبید کا کہنا ہے کہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اندرونِ خانہ کی زندگی میں بہت خوش مزاج واقع ہوئے تھے۔ جب گھر سے باہر قدم رکھتے تو پورے مردانہ بانکپن کے حامل ہوتے۔ مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے اردگرد بیٹھے ہوئے لوگوں سے کہا: محفل میں کچھ خوش گواری پیدا کرو۔

((اَحْمَضَ الْقَوْمُ اِحْمَاضًا)) کا معنی ہے لوگ باہم دلچسپی کے امور کے متعلق باتوں میں مشغول ہو گئے اور ان میں درشتی اور خشکی کا کوئی پہلو نہ رہا۔اصل میں ''حمض'' ایک نمکین یا ترش گھاس ہے جو مویشی کے لیے ایسا ہی خوشگوار چارہ ہے جیسے انسان کے لیے پھل۔ جب اونٹ ''خُلة'' نامی میٹھا گھاس چرتے چرتے اکتا جاتے ہیں تو چند لقمے اس ترش وتلخ اور کھٹے میٹھے پودے سے لیتے ہیں جس سے ان کا جی صاف ہو جاتا ہے اور وہ پھر سے میٹھا گھاس چرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔

((الحمض)) ہر نمکین پودے کو کہتے ہیں۔اہل عرب کہتے ہیں کہ خُلہ نامی گھاس اونٹوں کے لیے روٹی کی حیثیت رکھتا ہے جبکہ حمض نامی گھاس پھل اور میوہ جات کا۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جب محفل پر اکتاہٹ اور ملال کو محسوس کیا تو طبیعت میں بشاشت پیدا کرنے کے لیے چٹ پٹی باتوں کا حکم فرمایا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ دلوں کو تازہ کرتے رہا کرو، بدنِ انسانی کی طرح یہ بھی اکتاہٹ، ثمردگی اور تھکاوٹ محسوس کرنے لگ جاتے ہیں۔سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ کا قول ہے: میں اپنی طبیعت سے خشکی اور یبوست کو ہنسی مذاق کر کے دور کرتا رہتا ہوں تاکہ دینی امور میں مجھے چستی اور نشاط حاصل ہو۔ جناب ربیعہ رائے نے کہا: چھ خصلتیں مروت میں سے ہیں اور ان میں سے تین کا تعلق حضر کے ساتھ ہے اور تین کا سفر کے ساتھ۔حضر والی تین یہ ہیں: (۱) قرآن مجید کی

(۳۵۰۷) ضعیف ......أخرجه ابو الشیخ فی "اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم": صـ ۹۱

تلاوت کرنا، (۲) اللہ کے گھروں کو آباد کرنا، (۳) اور دعوتوں کا اہتمام کرنا۔ سفر والی تین یہ ہیں: (۱) زادِ راہ لے کر چلنا، (۲) اچھا اور عمدہ اخلاق اپنانا، (۳) معصیت سے دامن کشاں رہتے ہوئے خوش طبعی اور مذاق کرنا۔

امام شعبی رحمہ اللہ ایک دعوت ولیمہ میں شرکت کے لیے گئے تو لوگوں کو خاموش پا کر کہا: کیا وجہ ہے کہ تم یوں افسردہ بیٹھے ہو جیسے جنازے میں شریک ہو، کہاں ہے گانا، کہاں ہے دَف؟ جناب سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا: کیا مزاج اور خوش طبعی عیب ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ سنت ہے، اگر اس میں حق و صدق کے سوا کچھ نہ ہو اور موقع و محل کا لحاظ رکھا جائے۔ جناب ابن سیرین رحمہ اللہ مزاح کیا کرتے اور خوب ہنستے ہنساتے حتی کہ ان کا لعاب دہن بہہ جاتا اور پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے: ﴿إِنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ﴾ .... ''دنیاوی زندگی محض کھیل تماشا ہے۔''

مذکور ہے کہ ابن سیرین رحمہ اللہ دن کے وقت خوب ہنسا کھیلا کرتے تھے اور درشتی و خشکی کا نام تک نہ ہوتا مگر رات کے وقت اللہ کے سامنے بہت روتے اور گڑگڑاتے تھے۔

جناب غالب قطان کا کہنا ہے کہ ایک روز میں امام ابن سیرین رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور محدث ہشام کی بابت پوچھا تو انھوں نے کہا: وہ تو گزشتہ شب فوت ہو گئے، کیا آپ کو اطلاع نہیں ملی؟ میں نے چونک کر کہا: ﴿إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّآ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ .... اتنے میں وہ ہنس دیے اور کہا: فوت ہونے سے میری مراد نیند ہے۔ جناب حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا: مزاحانہ طبیعت سے بندے کا وقار اور رعب جاتا رہتا ہے۔ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے جناب عدی بن ارطاۃ کو تحریر کیا: اپنی طرح کے لوگوں کو مذاق وغیرہ سے باز رہنے کی تلقین کرو کہ اس سے مروت اور وقار جاتا رہتا ہے نیز یہ چیز دل کی سختی کا باعث ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ مزاح کو مزاح اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ حق اور سچ سے دور کرنے کا باعث ہوتا ہے اور اس لفظ کا لغوی معنی ہی ''دور کرنا'' ہے۔

فائدہ: خوش طبعی اور مزاح کی اسلام میں اجازت ہے البتہ بے مقصد لطیفہ گوئی، جھوٹ بول کر ہنسانا یا ہر وقت اسی کام میں منہمک رہنا اور اس کو میراثیوں کی طرح پیشہ بنا لینا درست نہیں بلکہ ایسا شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ (ع،س)

(58)......بَابُ الدَّلَالَةِ عَلَى الْخَيْرِ

نیکی اور بھلائی کی بات بتانا

(۳۵۰۸)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا يَعْلَى هُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ......

(۳۵۰۸) أخرجه مسلم: ۱۸۹۳

عَـنْ أَبِي مَسْعُودٍ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أُبْـدِعَ بِـي، فَـاحْـمِلْنِي، فَقَالَ: ((مَا أَجِدُ مَا أَحْمِـلُكَ، وَلَـكِـنْ ائْـتِ فُلَانًـا)) فَـأَتَـاهُ، فَحَمَلَهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَـأَخْبَـرَهُ، فَـقَـالَ: ((مَنْ دَلَّ عَلَى خَيْرٍ، فَلَهُ مِثْلُ أَجْرِ فَاعِلِهِ.))

سیدنا ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول! میری سواری نہیں رہی، مجھے سواری عنایت فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میرے پاس تو کوئی ایسی سواری نہیں جو میں تمہیں دے سکوں لیکن فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ، چنانچہ وہ اس کے پاس چلا گیا اور اس نے اسے سواری دے دی، پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آپ کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص کسی خیر کی رہنمائی کرے اسے بھی بھلائی کرنے والے کی مانند ثواب ملتا ہے۔

شرح ((أُبْـدِعَ بِـي)) ”میرے پاس سواری نہ رہی۔“ جس کسی شخص کی سواری حد درجہ لاغر اور کمزور ہو جائے کہ چلنے کے قابل نہ رہے یا ہلاک ہو جائے اور وہ پیدل ہو جائے تو اس کیفیت کو ”أُبـدِعَ بـه“ کے الفاظ سے بیان کیا جاتا ہے۔

(59)......بَابُ شُكْرِ الْمَعْرُوفِ
احسان اور کارِ خیر پر شکریہ ادا کرنا

(٣٥٠٩)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُو سَعِيدٍ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِيٍّ الْكِسَائِيُّ الْبَسْطَامِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُـو الْـحَسَـنِ عَبْـدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ سَخْتُوَيْهِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُـحَـمَّـدِ بْـنِ الْـحَسَـنِ النَّصْرَابَاذِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ سَعِيدٍ النَّسَوِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ، عَنْ شُرَحْبِيلَ مَوْلَى الْأَنْصَارِيِّ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّمَ قَالَ: ((مَنْ صُنِعَ إِلَيْـهِ مَـعْرُوفٌ، فَلْيَجْزِ بِهِ، فَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَا يَجْزِي بِـهِ، فَـلْيُثْـنِ عَلَيْهِ، فَإِنَّهُ إِذَا أَثْنَى عَلَيْهِ، فَقَدْ شَكَرَهُ، وَإِنْ كَتَمَهُ، فَقَدْ كَفَرَهُ، وَمَنْ تَحَلَّى

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس کے ساتھ کوئی نیکی کی جائے تو وہ اس کا بدلہ دے اور اگر بدلے کی ہمت نہ پائے تو اس کی مدح وثنا کرے، بلاشبہ جس نے اپنے محسن کی تعریف کی اس نے اس کا شکریہ ادا کیا اور جس نے اس (کے احسان) کو

(٣٥٠٩) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٨١٣، والترمذي: ٢٠٣٤

بِمَا لَمْ يُعْطَ ، كَانَ كَلابِسِ ثَوْبَيْنِ مِنْ زُورٍ۔)) چھپایا اس نے اس کی ناشکری کی اور جس نے ایسی چیز کا اظہار کیا جو اسے عطیہ نہیں دی گئی تو وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے مکر کے دو کپڑے پہنے۔"

شرح: نبی ﷺ کے فرمان: ((فَقَدْ كَفَرَ)) سے مراد کفران نعمت ہے یعنی اس نے احسان فراموشی کی۔ ایک روایت میں ہے: ((مـن أُذِلَّتْ اِلَيه نِعْمَةٌ فَلَيَشكُرْها)) "جس کے اوپر کوئی احسان کیا جائے تو اسے شکریہ ادا کرنا چاہیے۔" (ذَلَّة) اصل میں دسترخوان پر بیٹھے ہوئے کسی دوست وغیرہ کو سالن، بوٹی، پھل یا کوئی چیز دینے اور اس کی پلیٹ میں کچھ ڈالنے کو کہتے ہیں۔

(٣٥١٠)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَهْلٍ السِّجْزِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سُلَيْمَانُ الْخَطَّابِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ دَاسَةَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدُ السِّجِسْتَانِيُّ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، حَدَّثَنَا الرَّبِيعُ بْنُ مُسْلِمٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا يَشْكُرُ اللّٰهَ مَنْ لا يَشْكُرُ النَّاسَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ کا بھی شکر گزار نہیں ہوتا۔"

شرح: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مِنْ أَتَى إِلَيْكُم مَعْرُوفًا ، فَكَافِئُوهُ ، فَإِن لَمْ تَجِدُوا ، فَادْعُوا لَهُ حَتَّى تَعْلَمُوا أَن قَدْ كَافَأْتُمُوهُ۔)) ......"جو تمہارے ساتھ نیکی کرے اس کو بدلہ دو، اگر بدلہ نہ پاؤ تو اس کے لیے اللہ سے دعا کرو حتی کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ دے دیا ہے۔" (صحیح، ابوداود: ٥١٠٩، نسائی: ٢٥٦٦)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَن قَالَ لِأَخِيهِ جَزَاكَ اللّٰهُ خيرا ، فقد أبلغ فِي الثَّنَاءِ۔)) ......"جس نے اپنے بھائی سے کہا: "جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا" (اللہ تجھے اس نیکی کا بہتر بدلہ دے۔) تو اس نے مدح وثنا کا حق ادا کر دیا۔" (صحیح، ترمذی: ٢٠٣٥)

(60)......بَابُ الْمَشْوَرَةِ وَأَنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ

مشورہ کی اہمیت اور مشیر کا امانت دار ہونا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ﴾ ...."اور ان کا ہر کام آپس کے مشورے سے

(٣٥١٠) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٨١١ ، والترمذي: ١٩٥٤

ہوتا ہے۔'' (سورۂ شوریٰ:۳۸) اور اللہ جل ذکرہ کا فرمان ہے: ﴿وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ﴾ .... ''اور کام کا مشورہ ان سے کیا کیجیے۔'' (سورۂ آل عمران:۱۵۹)

(۳۵۱۱)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ حَيَّانَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْعَبَّاسِ الْمَقَانِعِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَاهَانَ، أَخْبَرَنِي أَبِي، حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَجُلا أَكْثَرَ اسْتِشَارَةً لِلرِّجَالِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کسی شخص کو مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔''

(۳۵۱۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ الشَّاشِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ بْنُ إِيَاسٍ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَاعَةٍ لا يَخْرُجُ فِيهَا، وَلا يَلْقَاهُ فِيهَا أَحَدٌ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ: خَرَجْتُ أَلْقَى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنْظُرُ إِلَى وَجْهِهِ، وَالتَّسْلِيمَ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ جَاءَ عُمَرُ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا عُمَرُ؟ قَالَ: ((الْجُوعُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ)) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَأَنَا قَدْ وَجَدْتُ بَعْضَ ذَلِكَ)) فَانْطَلَقُوا إِلَى مَنْزِلِ أَبِي الْهَيْثَمِ بْنِ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تشریف لائے کہ جس وقت آپ باہر نہیں آتے تھے اور نہ آپ سے کوئی ملاقات کرتا تھا، پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا: ''اے ابوبکر! کیوں آئے ہو؟ تو انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کرنے، چہرۂ مبارک کا دیدار کرنے اور آپ کو سلام کہنے کے لیے آیا ہوں۔ پھر تھوڑی دیر بعد عمر رضی اللہ عنہ آگئے تو آپ نے کہا: ''اے عمر! کیوں آئے ہو؟۔'' انہوں نے کہا: یارسول اللہ! بھوک کی وجہ سے آیا ہوں۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور میں بھی (اسے) کچھ

(۳۵۱۱) ضعیف ......أخرجه ابو الشيخ فی "اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم": صـ ۲۰۹

(۳۵۱۲) صحیح ......أخرجه مختصرا بلفظ "اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ" ابوداود: ۵۱۲۸، ورواه الترمذی: ۲۳۶۹

التَّيْهَان الأَنْصَارِيِّ، وَكَانَ رَجُلا كَثِيرَ النَّخْلِ وَالشَّاءِ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ خَدَمٌ، فَلَمْ يَجِدُوهُ، فَقَالُوا لامْرَأَتِهِ: أَيْنَ صَاحِبُكِ؟ فَقَالَتْ: انْطَلَقَ يَسْتَعْذِبُ لَنَا الْمَاءَ، فَلَمْ يَلْبَثُوا أَنْ جَاءَ أَبُو الْهَيْثَمِ بِقِرْبَةٍ يَزْعَبُهَا، فَوَضَعَهَا، ثُمَّ جَاءَ يَلْتَزِمُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيُفَدِّيهِ بِأَبِيهِ وَأُمِّهِ، ثُمَّ انْطَلَقَ بِهِمْ إِلَى حَدِيقَتِهِ، فَبَسَطَ لَهُمْ بِسَاطًا، ثُمَّ انْطَلَقَ إِلَى نَخْلَةٍ، فَجَاءَ بِقِنْوٍ، فَوَضَعَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَفَلا تَنَقَّيْتَ لَنَا مِنْ رُطَبِهِ؟)) فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنِّي أَرَدْتُ أَنْ تَخْبُرُوا أَوْ تَخَيَّرُوا مِنْ رُطَبِهِ وَبُسْرِهِ، فَأَكَلُوا وَشَرِبُوا مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَذَا وَالَّذِي نَفْسِي فِي يَدِهِ النَّعِيمُ الَّذِي تُسْأَلُونَ عَنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ ظِلٌّ بَارِدٌ، وَرُطَبٌ طَيِّبٌ، وَمَاءٌ بَارِدٌ۔)) فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ لِيَصْنَعَ لَهُمْ طَعَامًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا تَذْبَحَنَّ ذَاتَ دَرٍّ)) فَذَبَحَ لَهُمْ عَنَاقًا أَوْ جَدْيًا، فَأَتَاهُمْ بِهَا، فَأَكَلُوا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلْ لَكَ خَادِمٌ؟)) قَالَ: لا، قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَإِذَا أَتَانَا سَبْيٌ فَأْتِنَا)) فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَأْسَيْنِ لَيْسَ مَعَهُمَا ثَالِثٌ، فَأَتَاهُ أَبُو الْهَيْثَمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

کچھ محسوس کر رہا ہوں۔'' پھر وہ سب ابو الہیثم بن تیہان انصاری رضی اللہ عنہ کے ڈیرے پر چلے گئے اور ابو الہیثم بہت سی کھجور اور بھیڑ بکریوں والے تھے اور ان کا کوئی خادم نہیں تھا۔ لہٰذا ابو الہیثم سے آپ کی ملاقات نہ ہوئی تو ان کی بیوی سے پوچھا: تمہارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا: ہمارے لیے میٹھا پانی لانے کے لیے گئے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ابو الہیثم ایک مشکیزہ اُٹھائے آ گئے تو اسے رکھ دیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معانقہ کرنے کے لیے چمٹ گئے اور کہنے لگے: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، پھر اپنے باغ کی طرف گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے چٹائی بچھا دی، پھر ایک کھجور کے درخت سے ایک تازہ خوشہ لا کر آپ کے سامنے رکھ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم اس میں سے تر کھجوریں اتار کر کیوں نہیں لائے؟'' انہوں نے کہا: یا رسول اللہ! میں نے چاہا کہ آپ اس میں سے زیادہ ادھ پکی اور پکی ہوئی کھجوروں میں جو پسند کریں تناول فرمائیں۔ پھر سب نے انہیں کھایا اور اس پانی میں سے پیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ نعمتوں میں سے ہے جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا، ٹھنڈا سایہ، تازہ کھجوریں اور ٹھنڈا پانی۔'' پھر ابو الہیثم کھانا تیار کرنے کے لیے جانے لگے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''دودھ دینے والی بکری ذبح نہ کرنا۔'' پھر انہوں نے اس میں سے کھایا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''کیا تمہارے پاس کوئی خادم ہے؟'' انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو اس وقت آنا۔'' پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تین

((اخْتَرْ مِنْهُمَا)) فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! اخْتَرْ لِي، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ، خُذْ هٰذَا فَإِنِّي رَأَيْتُهُ يُصَلِّي، وَاسْتَوْصِ بِهِ مَعْرُوفًا)) فَانْطَلَقَ أَبُو الْهَيْثَمِ إِلَى امْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرَهَا بِقَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ، فَقَالَتِ امْرَأَتُهُ: مَا أَنْتَ بِبَالِغٍ مَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلا أَنْ تُعْتِقَهُ، قَالَ: فَهُوَ عَتِيقٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا وَلا خَلِيفَةً إِلا وَلَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْمَعْرُوفِ، وَتَنْهَاهُ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَبِطَانَةٌ لا تَأْلُوهُ خَبَالا، وَمَنْ يُوقَ بِطَانَةَ السُّوءِ، فَقَدْ وُقِيَ۔))

نہیں بلکہ صرف دو قیدی آئے تو اتفاقاً ابو الہیثم آپ کے پاس آئے تو آپ ﷺ نے انھیں کہا: ''ان دونوں میں سے ایک چن لو۔'' انہوں نے کہا: اے اللہ کے نبی! آپ ہی میرے لیے چن لیں۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس سے مشورہ مانگا جائے تو وہ امین ہوتا ہے، اسے لے لو کیونکہ میں نے اسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے، اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔'' پھر ابو الہیثم رضی اللہ عنہ اپنی بیوی کے پاس گئے اور اسے رسول اللہ ﷺ کی بات بتائی تو ان کی بیوی نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے جو فرمایا ہے اس کا حق تم اسے آزاد کیے بغیر پورا نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا: یہ آزاد ہے۔ پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''بے شک اللہ نے جو بھی نبی بھیجا یا خلیفہ بنایا تو اس کے مشیر ہوتے ہیں، ایک اسے نیکی کا حکم دیتا اور برائی سے منع کرتا ہے جبکہ دوسرا اسے بگاڑ نے میں کسر نہیں چھوڑتا، جو شخص برے مشیر کے شر سے بچالیا گیا وہی درحقیقت محفوظ ہے۔''

تشریح: ((القِنْو)) ''گچھا اور خوشہ'' جسے کباسۃ بھی کہتے ہیں۔ اس لفظ کی تثنیہ اور جمع (قنوانٌ) ہی آتا ہے جیسے صِنْوٌ سے صنوان آتا ہے۔ یاد رہے کہ صِنْو سے مراد درخت کا وہ تنا ہے جو نیچے سے ایک ہو اور اوپر سے دو شاخوں والا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے: ﴿وَمِنَ النَّخْلِ مِنْ طَلْعِهَا قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ﴾ ''اور کھجور کے درختوں سے یعنی ان کے گچھے میں سے، خوشے ہیں جو نیچے کو لٹکے جاتے ہیں۔'' (سورۂ انعام:۹۹)

((البطَانة)) ''جگری دوست، جس سے دل کی بات کی جا سکے، راز دان۔''

((لَا يَأْلُوْهُ خَبَالًا)) یعنی وہ شرانگیزی میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے، فساد بپا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرتے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً مِّنْ دُونِكُمْ لَا يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا﴾ .... ''تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے۔'' (سورۂ آل عمران:۱۱۸) ''خبال'' سے مراد فتنہ وفساد اور شرانگیزی ہے۔

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿لَوْ خَرَجُوا فِيكُمْ مَا زَادُوكُمْ إِلَّا خَبَالًا﴾ .... ''اگر یہ تم میں مل کر نکلتے تو

تمہارے لیے سوائے فساد کے اور کوئی چیز نہ بڑھاتے۔'' (سورۂ توبہ:۴۷)

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا قول ہے: فاجر شخص سے دوستی نہ رکھ کہ وہ تجھے فسق وفجور میں دلیر کر دے گا اور نہ اسے اپنا کوئی بھید بتا اور اپنے معاملات میں مشورہ ایسے لوگوں سے کیا کر جو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے ہوں۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: خیر وبھلائی کی باتوں کا حکم کیا کرو کہ یہی چیز تمہاری پہچان بن جائے۔ ان پر عمل کیا کرو کہ تمہارا نیکی کے خاندان سے تعلق جڑ جائے اور تم ہلکے مزاج والے اور ہر کسی کو راز کی باتیں بتانے والے نہ بنو۔

(مَـذَايِيْـعَ بُذُرًا) ان دونوں لفظوں کا ایک ہی معنی ہے۔ اس سے مراد ایسے افراد ہیں جن کے پیٹ میں کوئی راز نہیں ٹھہرتا۔ جب کوئی راز افشا کرے تو کہا جاتا ہے: ''اَذَاعَ السِّـرَّ''۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اَذَاعُـوْا بِـهٖ﴾ ''انہوں نے اسے مشہور کرنا شروع کر دیا۔'' (سورۂ نساء:۸۳)

((الْبُذُر)) کے لفظی معنی بیج اور ذرے کے ہیں۔ اس کا واحد ''بذور'' ہے۔ اہل عرب کا مقولہ ہے: ''بَذَرْتُ الْكَلَامَ بَيْنَ النَّاسِ كَمَا يُبْذَرُ الْحُبُوْبُ۔'' (میں نے لوگوں میں فلاں بات کو یوں پھیلا دیا جیسے کھیت میں دانوں کا چھٹا مارا جاتا ہے)۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((إِذَا حَدَّثَ الرَّجُلُ حَدِيثًا فَالْتَفتَ، فَهُـوَ أَمَانَة۔)) ......''جب کوئی تم سے بات کرتے ہوئے ادھر ادھر سے چوکنا ہو رہا ہو (کہ کہیں کوئی سنتا تو نہیں) تو وہ بات امانت ہے۔'' (صحيح، ابوداود: ٤٨٦٨)

بعض احادیث میں منقول ہے کہ ((الْـمـجَالِس أَمَانَة، وإِفْشَاؤُهَا خِيَانَةٌ)) ......''مجالس کی باتیں امانت ہیں اور ان کا پھیلانا خیانت ہے۔'' مکحول نے کہا: جب کوئی شخص آپ سے بات کرتے ہوئے ادھر ادھر دیکھ رہا ہو تو یہ اشارہ ہوتا ہے کہ یہ خاص بات ہے جس کی حفاظت آپ پر لازم ہے اور یہ امانت ہے کہ اسے آگے نقل نہیں ہونا چاہیے۔

(39)...... كِتَابُ الْفَضَائِلِ

فضائل کا بیان

(1) بَابُ فَضَائِلِ سَيِّدِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُ اللهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ أَجْمَعِينَ وَشَمَائِلِهِ

سید الاولین والآخرین محمد رسول اللہ ﷺ کے فضائل ومناقب

آپ کا سلسلہ نسب اس طرح ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لؤیّ بن غالب بن فہر (انہی کا لقب قریش تھا اوران ہی کی طرف قبیلہ قریش منسوب ہے) بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔ عدنان سے اوپر آپ کا نسب نامہ یاد کرنا درست نہیں۔ تمام قریش نضر بن کنانہ کی اولاد سے ہیں جو سرزمین عرب کے مختلف گوشوں میں بکھر گئے تھے۔ پھر انہیں قصی بن کلاب نے مکہ میں جمع کیا اور انہیں قریش کے نام سے موسوم کیا کیونکہ انہیں اس نے جمع کیا تھا اور لفظ قریش کا معنی جمع کرنا ہے۔ کنانہ کے نضر کے علاوہ اور بیٹے بھی تھے، انہیں قریش نہیں کہا جاتا کیونکہ وہ مکہ میں اکھٹے نہیں ہوئے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا﴾ .... ''اے نبی! یقیناً ہم نے ہی آپ کو رسول بنا کر گواہیاں دینے والا بنا کر بھیجا ہے۔'' (سورۂ احزاب:۴۵) اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَلَٰكِنْ رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ﴾ .... ''لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔'' (سورۂ احزاب:۴۰) یعنی آپ سے انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ اختتام پذیر ہوا تو آپ ان کے ''خاتِم'' ٹھہرے۔ اس لفظ کو تاء کے فتحہ کے ساتھ ''خاتَم'' بھی پڑھا گیا ہے اور تب یہ مہر کے معنی دیتا ہے چونکہ مہر آخری عمل ہی کو کہا جاتا ہے یعنی آپ پر ''ختم نبوت'' کا ٹھپہ لگا کر نبوت ورسالت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ اللہ عزوجل کا ارشاد ہے: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾ .... ''اور ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر ہی بھیجا ہے۔'' (سورۂ انبیاء:۱۰۷)

(۳۵۱۳)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ الْخُذَاشَاهِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَكْرٍ الْجُورَبَذِيُّ،

(۳۵۱۳) أخرجه مسلم: ۲۲۷۶

حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّدَفِيُّ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ بَكْرٍ، عَنِ الأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي شَدَّادٌ أَبُو عَمَّارٍ......

حَدَّثَنَا وَاثِلَةُ بْنُ الأَسْقَعِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ بَنِي إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى مِنْ بَنِي كِنَانَةَ قُرَيْشًا، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ.))

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے منتخب کیا اور کنانہ کی اولاد سے قریش کو منتخب کیا اور قریش سے بنو ہاشم کو منتخب کیا اور مجھے بنو ہاشم سے منتخب کیا۔''

(٣٥١٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ نا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِي عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُونِ بَنِي آدَمَ قَرْنًا فَقَرْنًا حَتَّى بُعِثْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ مِنْهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا: ''(سیدنا آدم علیہ السلام سے لے کر) برابر آدمیوں کی شریف اور پاکیزہ نسلوں میں ہوتا آیا ہوں یہاں تک کہ وہ زمانہ آیا جس میں مَیں پیدا ہوا۔''

شرح: ((الْقَرْن)) سے مراد ایک وقت اور زمانے میں زندگی گزارنے والے افراد ہیں۔ لفظِ قرن کا لغوی معنی ملانا ہوتا ہے چونکہ ایک نسل دوسری نسل سے ملی ہوئی ہوتی ہے جیسے پوتا باپ سے اور باپ دادا سے اور ان کا زمانہ ایک دوسرے سے باہم مربوط ہوتا ہے اس لیے ایک نسل کو قرن کہتے ہیں۔ اور یہ مصدر ہے جو وقت اور اس کے اندر رہنے والے لوگوں پر بولا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک قرن اسّی سال پر محیط زمانے کو کہتے ہیں اور بعض کے نزدیک چالیس جبکہ بعض کے نزدیک ایک سو سال پر محیط زمانے کو قرن کہتے ہیں۔

(٣٥١٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ يَعْقُوبُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الصَّيْرَفِيُّ، بِنَيْسَابُورَ، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْمَخْلَدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الثَّقَفِيُّ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جَمِيلِ بْنِ طَرِيفٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ،

(٣٥١٤) أخرجه البخاري: ٣٥٥٧

(٣٥١٥) أخرجه البخاري: ٤٩٨١، ومسلم: ١٥٢

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ مِنَ الأَنْبِيَاءِ إِلا وَقَدْ أُعْطِيَ مِنَ الآيَاتِ مَا آمَنَ عَلَى مِثْلِهِ الْبَشَرُ، وَإِنَّمَا كَانَ الَّذِي أُتِيتُهُ وَحْيًا أَوْحَاهُ اللّٰهُ إِلَيَّ، فَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَكْثَرَهُمْ تَابِعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر نبی کو ایسے معجزات عطا کیے گئے کہ (انہیں کے مطابق) لوگ ان پر ایمان لائے (بعد کے زمانے میں ان کا کوئی اثر نہیں رہا) اور مجھے جو معجزہ دیا گیا وہ وحی (قرآن) ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر نازل کی ہے (اس کا اثر قیامت تک باقی رہے گا) اس لیے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن میرے تابع فرمان لوگ دوسرے پیغمبروں کے تابع فرمانوں سے زیادہ ہوں گے۔''

(۳۵۱۶)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، حَدَّثَنَا سَيَّارٌ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ......

أَخْبَرَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي: نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ، وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، فَأَيُّمَا رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَدْرَكَتْهُ الصَّلاةُ فَلْيُصَلِّ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ، وَلَمْ تَحِلَّ لأَحَدٍ قَبْلِي، وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ، وَكَانَ النَّبِيُّ يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے پانچ ایسی فضیلتیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی پیغمبر کو عطا نہیں کی گئیں: مجھے اس رعب کے ذریعے نصرت عطا ہوئی جو ایک ماہ کی مسافت کی دوری سے (دشمن پر) اثر انداز ہوتا ہے، میرے لیے تمام زمین مسجد اور پاک کردینے والی بنا دی گئی ہے۔ یعنی اگر پانی دستیاب نہ ہوتو تیمّم کرلیا جائے تاکہ میری امت میں سے ہر شخص جہاں نماز کا وقت پائے نماز پڑھ لے، میرے لیے مال غنیمت کو حلال قرار دیا گیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی (نبی) کے لیے جائز نہیں تھا، مجھے شفاعت (عظمیٰ) عطا کی گئی ہے اور ہر نبی کو خاص طور پر صرف ایک قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا جبکہ میں تمام لوگوں کی جانب رسول بنا

(۳۵۱۶) أخرجه البخاری: ۳۳۵، ۴۳۸، ومسلم: ۵۲۱

کر بھیجا گیا ہوں۔''

شرح ((نُـصِرْتُ بِالرُّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ)) ''ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔'' یعنی دشمن مجھ سے لرزاں وترساں ہو جاتا ہے جبکہ میرے اور اس کے مابین ایک ماہ پیدل چلنے کا فاصلہ حائل ہو اور یہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور نصرت وامداد ہے۔

((وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا)) ''میرے لیے تمام زمین مسجد بنا دی گئی ہے۔'' اس سے مقصود یہ ہے کہ اہل کتاب یہود ونصاری کے لیے نماز ان کی عبادت گاہوں کے علاوہ ادا کرنا جائز نہیں تھا اور انہیں ہر حال میں اپنے معبد خانوں اور گرجا گھروں میں جانا پڑتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس امت مرحومہ پر آسانی اور تخفیف فرما دی کہ جہاں نماز کا وقت ہو جائے ادا کر سکتے ہیں۔ البتہ چند مقامات سے منع فرما دیا گیا ہے مثلاً قبرستان، حمام اور ہر وہ جگہ جہاں نجاست پڑی ہو۔

((وَطَهُــورًا)) ''پاک کر دینے والی۔'' اس سے مراد مٹی ہے کہ اس سے تیمّم کر کے انسان پاکیزگی اور طہارت حاصل کر لیتا ہے جب پانی میسر نہ ہو۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں اس کی وضاحت کچھ یوں ہے: ((جُـعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُوْرًا)) ''ہمارے لیے ساری زمین سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے اور اس کی مٹی ہمارے لیے پاک کر دینے والی بنا دی گئی ہے۔'' (صحيح مسلم: ٥٢٢)

((وَأُحِلَّتْ لِيَ الْمَغَانِمُ)) ''میرے لیے غنائم حلال قرار دی گئی ہیں۔'' اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ بعض سابقہ امتوں پر کفار سے جہاد فرض ہی نہیں تھا لہٰذا غنیمتیں حاصل ہی نہیں ہوتی تھیں۔ بعض امتوں میں جہاد تو جائز تھا مگر غنیمتوں کا استعمال مباح نہیں تھا۔ وہ کفار سے حاصل ہونے والے مال کو ایک کھلے میدان میں رکھتے، آسمان سے آگ آتی اور انہیں جلا کر راکھ کر دیتی لیکن غنیموں کا استعمال اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لیے جائز رکھا ہے۔

((أُعْـطِيتُ الشَّـفَـاعَةَ)) ''مجھے شفاعت عظمیٰ عطا کی گئی ہے۔'' یہ ایک عظیم منقبت ہے جو صرف اور صرف آپ ﷺ کے حصہ میں آئے گی اور قیامت والے دن اس میں آپ کا کوئی شریک نہیں ہوگا اور اسی کے ساتھ آپ کو پوری مخلوق پر سرداری حاصل ہوگی۔ آپ ﷺ نے خود فرمایا: ((اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ)) ''میں سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد کا سردار ہوں گا۔'' (صحیح مسلم: ۲۲۷۸) اس سے مراد مقام محمود ہے جو اللہ عزوجل آپ ﷺ کو عطا فرمائے گا۔

(٣٥١٧)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ،

(٣٥١٧) أخرجه البخاري: ٢٩٧٧، ومسلم: ٥٢٣

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا الْعَلاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فُضِّلْتُ عَلَى الأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ، أُتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ، وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ.))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے چھ خاص چیزوں کے ساتھ انبیاء پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع کلمات عطا ہوئے، مجھے رعب کے ذریعے نصرت عطا ہوئی، میرے لیے مال غنیمت حلال قرار دیا گیا، میرے لیے ساری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی قرار دیا گیا، مجھے تمام مخلوق کی جانب رسول بنا کر بھیجا گیا اور نبیوں کا سلسلہ مجھ پر ختم کیا گیا۔''

شرح: ((أُتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ)) ''مجھے جامع گفتگو دی گئی۔'' بعض کے نزدیک اس سے قرآن مجید مراد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں اپنے فضل وکرم سے مختصر الفاظ میں علوم ومعارف اور معانی ومفاہیم کا قلزم بند کر دیا ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد حدیث مبارکہ بھی ہے۔ مختصر الفاظ وحروف میں احکام ومسائل کا ناپیدا کنار سمندر اور زندگی میں پیش آمدہ مسائل کا کما حقہ حق حل امت مرحومہ کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ انسانی متحرک زندگی کا کوئی گوشہ ایسا نہیں کہ جس کے متعلق آپ کی تعلیمات میں ہدایات موجود نہ ہوں اور ایک شخص تشنہ ہدایت رہے۔

سبحان اللہ! یہ ہیں آپ کی زبان اطہر سے نکلے ہوئے وہ ابدار موتی اور یواقیت وجواہر جن کی وضاحت میں محدثین اور شارحین کی عمریں صرف ہوگئیں اور شروحاتِ حدیث کا قابل قدر ذخیرہ وجود پذیر ہوا۔

(٣٥١٨)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ، وَأُتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ، وَجُعِلَتْ لِيَ الأَرْضُ مَسْجِدًا وَطَهُورًا، وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے رعب کے ذریعے نصرت عطا کی گئی اور مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے، میرے لیے ساری زمین کو مسجد اور پاک کرنے والی قرار دیا گیا اور میں سویا ہوا تھا کہ میں

(٣٥١٨) أخرجه البخاري: ٧٢٧٣، ومسلم: ٥٢٣

بِمَفَاتِحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ، فَتُلَّتْ فِي يَدِي۔)) نے خواب دیکھا کہ مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں اور انہیں میرے ہاتھ میں تھما دیا گیا۔''

شرح: ((أُتِيتُ بِمَفَاتِحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ، فَتُلَّتْ فِي يَدِي)) ''مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کی گئیں اور انہیں میرے ہاتھ میں تھما دیا گیا۔'' ہوسکتا ہے کہ اس حدیث مبارکہ میں اشارہ ہو ان فتوحات کی طرف جو آپ کے بعد امت کو حاصل ہوئیں اور جن میں مال غنیمت کے انبار حاصل ہوئے، قیصر و کسریٰ کے صدیوں کے جمع شدہ خزانے ملے اور مسلمان مجاہدین کے مابین تقسیم کیے گئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد ان علاقوں اور زمینوں کا فتح ہونا ہو جن میں سونے چاندی اور دیگر اشیاء کی کانیں موجود ہیں اور یہ کہ امت اس سے فائدہ اُٹھائے گی، اور بعد میں سچ مچ ایسا ہوا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اس دار فانی سے تشریف لے گئے اور اب تم ان زمینی خزانوں کو نکال رہے ہو۔

((تُلَّتْ فِي يَدِي)) ''میرے ہاتھ میں تھما دیا گیا۔''

(۳۵۱۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، نَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي، كَمَثَلِ رَجُلٍ ابْتَنَى بُيُوتًا، فَأَحْسَنَهَا، وَأَجْمَلَهَا، وَأَكْمَلَهَا إِلا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهَا، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ، وَيُعجِبُهُمُ الْبُنْيَانُ، فَيَقُولُونَ: أَلَا وُضِعَتْ هَاهُنَا لَبِنَةٌ، فَتَمَّ بِنَاؤُهُ، فَقَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے اور مجھ سے پہلے تشریف لانے والے انبیاء کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جس نے ایک محل تعمیر کیا، اس نے اس کو نہایت شاندار اور خوبصورت بنایا اور ہر طرح سے اس کی تکمیل کی لیکن ایک کنارے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگوں نے گھوم پھر کر اسے دیکھا اور عمارت کی خوبصورت پر متعجب ہو کر کہنے لگے: کیا ہی عمدہ ہوا گر یہاں ایک اینٹ لگا دی جائے اور عمارت مکمل ہو جائے۔'' محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ہی وہ آخری اینٹ ہوں۔''

شرح: وقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا أَوْلَى النَّاسِ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ فِي الأُولَى وَالآخِرَةِ۔)) قَالُوا: كَيْفَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((الأَنْبِيَاءُ إِخْوَةٌ مِنْ عَلاتٍ، وَأُمَّهَاتُهُمْ شَتَّى، وَدِينُهُمْ وَاحِدٌ، وَلَيْسَ بَيْنَنَا نَبِيٌّ۔)) ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام سے

(۳۵۱۹) أخرجه البخاري: ۳۵۳۵، ومسلم: ۲۲۸٦

دوسرے لوگوں نسبت زیادہ قریب ہوں، دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔'' صحابہ نے عرض کیا: یہ کس طرح؟ اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''انبیاء کرام علاتی بھائیوں کی طرح ہیں، ان کے مسائل میں اگرچہ اختلاف ہے لیکن دین سب کا ایک ہی ہے۔اور میرے اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔''

(صحیح بخاری: ٣٤٤٣، صحیح مسلم: ٢٣٦٥)

((إِخْــوَةٌ مِنْ عَلاتٍ)) ''علاتی بھائی۔'' حدیث میں مذکور ہے کہ مائیں مختلف ہیں یعنی فروعی مسائل میں اختلاف ہے اور دین سب کا ایک ہی ہے۔ یعنی دین کی بنیاد ''مائیں'' توحید، آخرت اور رسالت سب انبیائے کرام کا مرکزی موضوع رہا ہے۔جن کا ماں باپ ایک ہو انہیں عینی بھائی کہتے ہیں اور جن کے باپ ایک ہوں اور ماں جدا جدا ہو انہیں علاتی بھلائی کہتے ہیں اور اگر باپ الگ الگ اور ماں ایک ہو تو انہیں اخیافی بھائی کہتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ جملہ انبیاء کرام کا دین ایک ہے اور فروعی مسائل جدا جدا ہیں۔جس طرح کہ علاتی بھائیوں کا باپ ایک ہوتا ہے اور مائیں الگ الگ ہوتی ہیں۔

(٣٥٢٠)۔ أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخُذَاشَاهِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الْجُورَبَذِيُّ، نَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى، أَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ......

عَـنْ أَبِـي هُـرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: ((أَنَا أَوْلَى الـنَّـاسِ بِـابْنِ مَرْيَمَ، الأَنْبِيَاءُ أَوْلادُ عَلاتٍ، وَلَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَ ابْنِ مَرْيَمَ نَبِيٌّ۔)) قَالَ: كَانَ أَبُـو هُـرَيْرَةَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ الأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَـصْـرٍ أُحْسِنَ بُنْيَانُهُ، تُرِكَ مِنْهُ مَوْضِعُ لَبِنَةٍ، فَـطَـافَ بِهَا النُّظَّارُ يَتَعَجَّبُونَ مِنْ حُسْنِ بِنَائِهِ إِلا مَـوْضِـعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ، لا يَعِيبُونَ سِوَاهَا، فَـكُـنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ، خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ، وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرمایا رہے تھے: ''میں ابن مریم علیہ السلام سے لوگوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہوں، انبیائے کرام علیہم السلام اولاد ہیں۔ اور میرے اور ابن مریم علیہ السلام کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے۔'' راوی کہتا ہے: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کی مثال اس محل کی طرح ہے جس کی عمارت نہایت شاندار بنی ہوئی ہے لیکن اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ دیکھنے والوں نے اسے گھوم پھر کر دیکھا، وہ ایک اینٹ کے برابر خالی جگہ کے علاوہ عمارت کی خوبصورتی پر متعجب تھے۔ وہ اس کے سوا

(٣٥٢٠) انظر الحديث السابق وشرحه

اور کوئی بھی عیب نہیں پا رہے تھے۔ پس میں نے اس اینٹ کی جگہ کو پُر کر دیا، یہ عمارت میری وجہ سے مکمل ہوئی اور پیغمبروں کا سلسلہ مجھ پر ختم کر دیا گیا۔''

(۳۵۲۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ الْخَرَقِيُّ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْجَوْهَرِيُّ، نَا أَحْمَدُ بْنُ عَلِيٍّ الْكُشْمِيهَنِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، نَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بُنْيَانًا، فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ مِنْ زَوَايَاهُ، قَالَ: فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ، وَيَعْجَبُونَ لَهُ، وَيَقُولُونَ: هَلا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ، قَالَ: فَأَنَا اللَّبِنَةُ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک عمارت بنوائی اور اس میں ہر طرح کی زینت پیدا کی اور خوب آرائش کا اہتمام کیا لیکن ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی، اب تمام لوگ آتے ہیں اور اس مکان کو چاروں طرف سے گھوم کر دیکھتے اور تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں ایک اینٹ کیوں نہیں رکھی گئی؟ تو میں ہی وہ اینٹ ہوں اور خاتم الانبیاء ہوں۔''

(۳۵۲۲)۔حَدَّثَنَا أَبُو الْفَضْلِ زِيَادُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعْدٍ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيدٍ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ يَعْنِي الْكُوفِيَّ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي لِتَمَامِ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ، وَتَمَامِ مَحَاسِنِ الْأَفْعَالِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے تاکہ میں مکارم اخلاق اور اچھے افعال کی تکمیل کروں۔''

تشریح: امام مالک رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے اس لیے بھیجا گیا ہے کہ میں اخلاق عالیہ کی تکمیل کروں۔'' (صحیح، مؤطا امام مالک: ۱۶۷۷)

(۳۵۲۱) أخرجه البخاري: ۳۵۳۵، ومسلم: ۲۲۸۶

(۳۵۲۲) ضعيف ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۸۹۶۱

(٣٥٢٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمُظَفَّرِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ أَبِي يَعْقُوبَ، حَدَّثَنَا دَاهِرُ بْنُ نُوحٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِي بِتَمَامِ مَحَاسِنِ الأَخْلاقِ، وَكَمَالِ مَحَاسِنِ الأَفْعَالِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام عمدہ اخلاق اور اعلیٰ افعال کی حامل شخصیت بنا کر مبعوث کیا ہے۔''

(٣٥٢٤)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَامَوَيْهِ الأَصْفَهَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَيَّوَيْهِ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ أَنَسٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا أَوَّلُهُمْ خُرُوجًا، وَأَنَا قَائِدُهُمْ إِذَا وَفَدُوا، وَأَنَا خَطِيبُهُمْ إِذَا أَنْصَتُوا، وَأَنَا مُسْتَشْفِعُهُمْ إِذَا حُبِسُوا، وَأَنَا مُبَشِّرُهُمْ إِذَا أَيِسُوا الْكَرَامَةَ وَالْمَفَاتِيحُ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَلِوَاءُ الْحَمْدِ يَوْمَئِذٍ بِيَدِي، وَأَنَا أَكْرَمُ وَلَدِ آدَمَ عَلَى رَبِّي يَطُوفُ عَلَيَّ أَلْفُ خَادِمٍ، كَأَنَّهُمْ بَيْضٌ مَكْنُونٌ، أَوْ لُؤْلُؤٌ مَنْثُورٌ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''قیامت کے روز جب لوگوں کو قبروں سے اُٹھایا جائے گا تو میں سب سے پہلے قبر سے اُٹھوں گا اور جب لوگ وفد کی صورت میں بارگاہِ الٰہی میں پیش ہوں گے تو میں ان کا قائد ہوں گا اور جب تمام لوگ خاموش ہوں گے میں ان کی جانب سے گفتگو کروں گا، جب لوگوں کو میدان محشر میں روک دیا جائے گا تو میں ان کے لیے سفارش کروں گا اور جب لوگ عزت افزائی سے ناامید ہوں گے تو میں انہیں خوشخبری دوں گا، نیز اس دن خیروبرکت کی تمام کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی، اس دن حمد کا پرچم میرے ہاتھ میں ہوگا اور میں اپنے پروردگار کے نزدیک اولادِ آدم میں سب سے بڑھ کر عزت وکرامت والا ہوں گا، ایک ہزار

(٣٥٢٣) انظر الحديث السابق

(٣٥٢٤) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٣٦١٠

خادم میرے آگے پیچھے گھوم رہے ہوں گے گویا وہ چھپے ہوئے انڈے یا بکھرے ہوئے موتی ہوں۔''

(٣٥٢٥)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا هِقْلٌ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، حَدَّثَنِي أَبُو عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ فَرُّوخَ......

حَدَّثَنِي أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور میں وہ پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کھلے گی نیز سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔''

شرح: مروی ہے کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَنَا حَبِيبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ، فَيَفْتَحُ اللّٰهُ لِي، فَيُدْخِلُنِيهَا، وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ، وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ عَلَى اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ۔)) ...... ''میں اللہ کا پیارا ہوں اور اس بات میں کوئی فخر نہیں، قیامت والے دن میں حمد کا پرچم اُٹھائے ہوئے ہوں گا، آدم علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام لوگ اس پرچم کے نیچے ہوں گے، اس بات میں فخر نہیں ہے، اور میں قیامت والے دن سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول ہوگی اور اس بات میں فخر نہیں ہے اور میں سب سے پہلے جنت کا کنڈا کھٹکھٹاؤں گا، پس میرے لیے اللہ تعالیٰ جنت کھولے گا اور مجھے اس میں داخل کرے گا، میرے ساتھ فقیر مومن ہوں گے اور اس بات میں فخر نہیں اور میں اللہ کے حضور تمام اول آخر لوگوں سے زیادہ معزز ہوں اور اس بات میں فخر نہیں ہے۔'' (ضعیف، ترمذی: ٣٦١٦)

میں کہتا ہوں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تُخَيِّرُوا بَيْنَ الْأَنْبِيَاءِ۔)) ......''انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت نہ دیا کرو۔''

(صحیح بخاری: ٢٤١٢، صحیح مسلم: ٢٣٧٤)

(٣٥٢٥) أخرجه مسلم: ٢٢٧٨

انبیائے کرام علیہم السلام میں سے کسی ایک کو دوسرے پر فضیلت دینے کی ممانعت کا مطلب یہ نہیں کہ تمام انبیاء درجات مراتب کے لحاظ سے برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام مقدس میں خبر دی ہے کہ میں نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت عطا کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾ .... ''یہ رسول ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔'' (سورۂ بقرہ:۲۵۳) بلکہ حدیث مبارکہ کا مطلب ہے کہ کسی نبی کی فضیلت اس انداز سے بیان نہ کی جائے جس سے دوسرے نبی کی تنقیص کا پہلو نکلے اور جس سے دوسرے انبیاء کی کسر شان ہو۔ ایسا اسلوب قابل تعریف نہیں، اس سے عقیدے کا فساد لازم آتا ہے جو کہ کفر ہے۔

اگر کوئی شخص بطور اعتراض یہ کہے کہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا تفضلوا بَين أَنْبيَاء الله، وَلَا أَقُول: إِن أحدا أفضل من يُونُس بْن مَتى۔)) ...... ''اللہ کے نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت مت دو اور میں تو یہ بھی نہیں کہہ سکتا کہ کوئی شخص سیدنا یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہے۔''

(صحيح بخاری: ٣٤١٤، صحيح مسلم: ٢٣٧٣)

نیز سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((مَا يَنْبَغِي لعبد أَن يَقُول: إِنِّي خير من يُونُس بْن مَتى۔)) ''کسی کے لیے بھی یہ مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ میں سیدنا یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں۔''

(صحيح بخاری: ٣٤١٣، صحيح مسلم: ٢٣٧٧)

ان احادیث اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ((أَنَا سَيِّدُ وِلدِ آدَمَ۔)) ...... ''میں اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں۔'' میں کیا تطبیق اور توفیق ہو سکتی ہے؟ جواباً عرض کیا جائے گا کہ ان دونوں کے درمیان جمع و تطبیق کچھ مشکل نہیں بلکہ بالکل واضح ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: ''میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔'' یہ اعزاز و اکرام اور فضیلت و منقبت کا اظہار ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بخشا اور آپ کا بیان تحدیث نعمت کے طور پر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔﴾ .... ''اور اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرتے رہیے۔'' اس میں اللہ کے حضور آپ کے بلند مقام و مرتبہ کی اطلاع ہے اور اس چیز کا بیان آپ کے ذمہ ضروری تھا۔ آپ کے بغیر یہ معلومات امت تک کبھی نہ پہنچ سکتیں، ان تک رسائی کا اور کوئی ذریعہ نہ تھا اب امت کے ذمہ فرض ہے کہ آپ کے مقام و مرتبہ پر ایمان رکھے۔

((لَا فَخْرَ)) ''میں ان فضائل و محامد کا تذکرہ تحدیث نعمت کے طور پر کر رہا ہوں نہ کہ فخر و تکبر اور ریاکاری کے طور پر۔ ان فضائل کا تذکرہ اور ابلاغ میرے ذمہ فرض ہے اور میرا ان کو بیان کرنا اپنے فرض سے سبکدوش ہونے کے لیے ہے نہ کہ بطور تفاخر ہے۔

((لَا یَنْبَغِی لِأَحَدٍ أَن یَقُولَ: إِنِّی خیر من یُونُس)) ''کسی شخص کے لیے یہ زیبا نہیں کہ وہ کہے ''میں (محمد ﷺ) یونس علیہ السلام سے بہتر ہوں'' اور یوں بھی مروی ہے: ''جس نے کہا: میں یونس بن متی علیہ السلام سے بہتر ہوں، اس نے جھوٹ بولا۔'' بعض علماء کے مطابق اس نہی کا تعلق آپ سے نہیں بلکہ امت کے دیگر افراد سے ہے۔ جبکہ کچھ علماء کا کہنا ہے کہ یہ نہی اپنے اندر عموم وشمول رکھتی ہے۔ آپ ﷺ اور امت کے افراد اس کے مخاطب ہیں۔ بہرحال اس جملے سے ایک کی دوسرے پر فضیلت کا انکار لازم نہیں آتا۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ از راہ تواضع اور انکسار کے ارشاد فرمایا کہ ان فضائل ومحامد کے اظہار کی مجھ میں کہاں سکت ہے؟ نہ ان تک رسائی مجھے از خود حاصل ہوئی ہے اور ان تک پہنچنا میری ذاتی قوت وطاقت کی بنا پر ہرگز نہیں، یہ تو مولائے کریم کی طرف سے خصوصی عنایت کا فیضان ہے اور ان کا بیان بھی اسی ذات بابرکات کے حکم کا رہین منت ہے۔ اس اسلوب کلام میں سیدنا یونس علیہ السلام کا ذکر ہی کیوں آیا؟ کسی اور کا کیوں نہیں؟ اس کی وجہ وہ واقعہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی لازوال کتاب میں بیان فرمایا اور جس میں سیدنا یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کی تکالیف کے مقابلے میں قلت صبر کا مظاہرہ کیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے آخر الزماں پیغمبر سے کہا: ﴿وَلَا تَكُنْ كَصَاحِبِ الْحُوتِ﴾ .... ''اور مچھلی والے کی طرح نہ ہو جا۔'' (سورۂ قلم: ۴۸) بلکہ ﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾ .... ''پس اے پیغمبر! تم ایسا صبر کرو جیسا صبر عالی ہمت رسولوں نے کیا۔'' (سورۂ احقاف: ۳۵)

(۳۵۲۶)۔حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الْمُوسَوِيُّ، حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْبَلْخِيُّ مُشَافَهَةً، أَخْبَرَنَا أَبُو سُلَيْمَانَ حَمْدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمَكِّيِّ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ وَهْبٍ، حَدَّثَنَا عَمِّي، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ الأَعْلَى بْنِ هِلَالٍ السُّلَمِيِّ......

عَنْ عِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ، عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ قَالَ: ((إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوبٌ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ، وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأُخْبِرُكُمْ بِأَوَّلِ أَمْرِي: دَعْوَةُ إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسَى، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ حِينَ وَضَعَتْنِي، وَقَدْ

سیدنا عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں اللہ تعالیٰ کے ہاں آخری نبی لکھا ہوا تھا جبکہ آدم علیہ السلام ابھی اپنی گندھی ہوئی مٹی میں تھے اور میں تمہیں اپنے آغاز کے بارے میں بتاتا ہوں کہ میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے

(۳۵۲۶) صحيح ......أخرجه الامام احمد فی المسند: ۱۷۱۵۰

خَـرَجَ لَهَـا نُـورٌ أَضَـاءَتْ لَهَـا مِـنْـهُ قُصُورُ الشَّامِ۔))

میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا کہ ان سے روشنی نکلی جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔''

شرح: ((اَلْـمُنْجَدِلُ)) ''یعنی زمین کے اوپر کیچڑ (گندھی ہوئی مٹی) کی صورت میں موجود تھے کہ ابھی ان میں روح نہیں پھونکی گئی تھی۔ ''میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں۔'' اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ﴾ .... ''اے ہمارے رب! ان میں انہی میں سے رسول بھیج جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے۔'' (سورۂ بقرہ:۱۲۹)

''میں جناب عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔'' اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: ﴿يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ﴾ ''اے بنی اسرائیل! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں، مجھ سے پہلے کی کتاب تورات کی تصدیق کرنے والا ہوں اور اپنے بعد آنے والے ایک رسول کی میں تمہیں خوشخبری سنانے والا ہوں۔'' (سورۂ صف:٦)

(٣٥٢٧)۔نا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ ، حَدَّثَنَا هِلَالٌ......

عَـنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ ، قَالَ: لَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَـمْرِو بْنِ الْعَاصِ ، قُلْتُ: أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُـولِ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّـوْرَاةِ؟ قَالَ: أَجَلْ وَاللّٰهِ! إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَـعْـضِ صِـفَـتِـهِ فِـي الْقُرْآنِ ، يَأَيُّهَا الـنَّبِيُّ ، إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ، وَحِـرْزًا لِلأُمِّيِّيـنَ ، أَنْـتَ عَبْـدِي وَرَسُولِي ، سَـمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ ، لَيْسَ بِفَظٍّ ، وَلا غَلِيظٍ ، وَلا سَخَّابٍ فِي الأَسْوَاقِ ، وَلا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّـئَةَ ، وَلَـكِـنْ يَـعْفُو وَيَغْفِرُ ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ حَتَّـى يُـقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُولُوا: لا إِلَـهَ إِلا الـلّٰهُ ، وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا ، وَآذَانًا

جناب عطا بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو میں نے عرض کیا: آپ مجھے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس وصف کے بارے میں بتائیں جس کا ذکر تورات میں ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے کہا: ضرور بتاؤں گا، اللہ کی قسم!، تورات میں آپ کی بعض صفات وہ ہیں جو قرآن مجید میں مذکور ہیں: اے نبی! ہم نے آپ کو اہل ایمان پر گواہ، جنت کو بشارت دینے والا اور گنہگاروں کو عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ نیز آپ ناخواندہ لوگوں کی جائے پناہ ہیں، آپ میرے بندے اور رسول ہیں، میں نے آپ کا نام متوکل رکھا ہے، آپ بدخلق نہیں اور نہ سخت مزاج ہیں اور نہ بازاروں میں شور وشغب کرنے والے ہیں اور نہ

(٣٥٢٧) أخرجه البخاري: ٢١٢٥ ، ٤٨٣٨

صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا۔))

آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے ہیں بلکہ معاف کر دیتے ہیں اور دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت آپ کو اس وقت تک فوت نہیں کرے گا جب تک کہ آپ کے سبب گمراہ قوم کو راہِ راست پر نہ لے آئے، اس طرح کہ وہ لوگ لا الہ الا اللہ کا اقرار کریں گے اور اللہ تعالیٰ اس کلمۂ توحید کی وجہ سے ان کی اندھی آنکھیں کھول دے گا اور ان کے بہرے کانوں کو قابل سماعت بنا دے گا اور ان کے بے حس دلوں کو حکمت عطا کرے گا۔''

شرح ((لَيْسَ بِفَظٍّ)) ''سخت مزاج، بدزبان، بدخلق اور اکھڑ طبیعت۔'' یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں موجود ہیں: ﴿لَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ﴾ .... ''اگر آپ بدزبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔'' (سورۂ آل عمران:۱۵۹)

(۳۵۲۸)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ التُّرَابِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْبَسْطَامِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ ضَمْرَةَ......

عَنْ كَعْبٍ، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ فِي التَّوْرَاةِ مَكْتُوبًا: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ، لا فَظٌّ وَلا غَلِيظٌ، وَلا سَخَّابٌ فِي الأَسْوَاقِ، وَلا يَجْزِي السَّيِّئَةَ بِالسَّيِّئَةِ، وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَصْفَحُ، أُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ، يَحْمَدُونَ اللّٰهَ فِي كُلِّ مَنْزِلَةٍ، وَيُكَبِّرُونَهُ عَلَى كُلِّ نَجْدٍ، يَأْتَزِرُونَ إِلَى أَنْصَافِهِمْ، وَيُوَضِّئُونَ أَطْرَافَهُمْ، صَفُّهُمْ فِي الصَّلاةِ، وَصَفُّهُمْ فِي الْقِتَالِ سَوَاءٌ، مُنَادِيهِمْ يُنَادِي فِي جَوِّ السَّمَاءِ، لَهُمْ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ دَوِيٌّ كَدَوِيِّ

سیدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے تورات میں لکھا ہوا پایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، تیز مزاج ہوں گے نہ سخت گو، نہ بازاروں میں شور وشغب کرنے والے ہوں گے، برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے نہیں بلکہ درگزر کرنے والے اور بخشنے والے ہوں گے، آپ کی امت اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد وثنا بیان کرنے والی ہوگی، وہ ہر مقام میں اللہ کی حمد وستائش بیان کریں گے اور ہر بلند مقام پر اللہ اکبر کہیں گے، وہ اپنے تہہ بند نصف پنڈلیوں تک رکھیں گے، وہ اپنے اعضاء کا وضو کریں گے، حالت جنگ اور حالت نماز میں ان کی صفیں ایک جیسی ہوں گی، ان

(۳۵۲۸) سنده ضعف، وله طرق ضعيفة ...... أخرجه الدارمي في المقدمة: ١/ ٤، ٥

النَّحْلِ، مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ، وَمُهَاجَرُهُ بِطَابَةَ، وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ۔

کا مؤذن فضائے بسیط میں اذان کے کلمات بلند کرے گا، رات کے سناٹے میں (ذکر وتلاوت کے وقت) ان کی آواز پست ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز ہوتی ہے۔ ان کی جائے پیدائش مکہ میں ہوگی، ان کی ہجرت گاہ طیبہ مدینہ ہوگی اوران کی بادشاہت شام تک ہوگی۔

تشریح: جناب ابوصالح ذکوان نے سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کیا اور وہ تورات کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ہم نے تورات میں لکھا ہوا پایا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول اور میرے برگزیدہ بندے ہوں گے، نہ بدزبان نہ سخت دل ہوں گے، نہ بازاروں میں شور وشغب کرنے والے ہوں گے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ درگزر کر دینے والے اور بخش دینے والے ہوں گے۔ ان کی جائے پیدائش مکہ ہوگی، ان کی ہجرت کی جگہ مدینہ طیبہ ہوگی، ان کی بادشاہت شام تک ہوگی اوران کی امت اللہ تعالیٰ کی بہت زیادہ حمد وثنا بیان کرنے والی ہوگی، وہ خوشی اور غمی ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کریں گے، وہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی تحمید وتقدیس بیان کریں گے اور ہر بلند مقام پر اللہ اکبر کے کلمات کہیں گے، سورج کے طلوع وغروب کا خیال رکھیں گے، جب نماز کا وقت ہوگا تو نماز ادا کریں، ان کے تہہ بند ان کی پنڈلیوں تک ہوں گے اور وہ اپنے اعضا کا وضو کریں گے، ان کا مؤذن آسمانی فضاؤں میں اذان کے کلمات بلند کرے گا، حالت جنگ اور حالت نماز میں ان کی صفیں ایک جیسی ہوں گی، رات کے اوقات میں تسبیح ومناجات کے وقت ان کی آواز پست ہوگی جیسے شہد کی مکھیوں کی آواز ہوتی ہے۔

(2)......بَابُ أَسْمَاءِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی

(۳۵۲۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ الشَّاشِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمَخْزُومِيُّ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: نا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ لِي أَسْمَاءً، أَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا الْمَاحِي، يَمْحُو اللهُ بِيَ الْكُفْرَ، وَأَنَا

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلاشبہ میرے بہت سے نام ہیں جن میں ''محمد'' ہوں، میں ''احمد'' ہوں، میں ''ماحی'' ہوں میرے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا اور میرا نام ''حاشر'' بھی ہے کہ

(۳۵۲۹) أخرجه البخاري: ۳۵۳۲، ومسلم: ۲۳۵۴

الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ، وَالْعَاقِبُ الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ.))

لوگوں کو میرے نقش قدم پر اُٹھایا جائے گا اور میرا نام ''عاقب'' بھی ہے اور عاقب سے مراد وہ شخص ہے جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔''

(۳۵۳۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((إِنَّ لِي أَسْمَاءَ أَنَا أَحْمَدُ، وَأَنَا مُحَمَّدٌ، وَأَنَا الْمَاحِي الَّذِي يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْكُفْرَ، وَأَنَا الْحَاشِرُ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي، وَأَنَا الْعَاقِبُ.)) قَالَ: قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: مَا الْعَاقِبُ؟ قَالَ: الَّذِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ.

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''بلا شبہ میرے بہت سے نام ہیں۔ میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں ''ماحی'' ہوں میرے سبب اللہ تعالیٰ کفر کو مٹائے گا اور میرا نام ''حاشر'' بھی ہے کہ لوگوں کو میرے نقش قدم پر اُٹھایا جائے گا اور میرا نام ''عاقب'' بھی ہے۔'' راوی حدیث معمر نے کہا: میں نے امام زہری رحمہ اللہ سے پوچھا عاقب سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: جس کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

شرح: ((يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى قَدَمِي)) یعنی سب سے پہلے مجھے اُٹھایا جائے گا پھر ساری مخلوق کو، جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلے قبر مجھے باہر نکالے گی۔''

((وَالْعَاقِب)) ''بعد میں آنے والا۔'' مراد اس سے خاتم الانبیاء ہونا ہے۔ ابوعبید نے کہا: ہر وہ چیز جو کسی کے بعد اور پیچھے آئے اسے ''عاقب'' کہتے ہیں اور یہ لفظ باب نَصَرَ يَنْصُرُ سے آتا ہے۔ آدمی کو اولاد کو ''عُقْبَة'' کہتے ہیں کیونکہ وہ اس کے بعد آتی ہے۔

(۳۵۳۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْكُوفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

(۳۵۳۰) أخرجه البخاري: ۳۵۳۲، ومسلم: ۲۳۵٤

(۳۵۳۱) حسن ......أخرجه الترمذي في الشمائل: ۳٦۰

عَـنْ حُـذَيْفَةَ ، قَالَ: ((لَقِيتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ طَرِيقِ الْمَدِينَةِ ، فَقَالَ: ((أَنَا مُحَمَّدٌ ، وَأَنَا أَحْمَدُ ، وَأَنَا نَبِيُّ الرَّحْمَةِ ، وَنَبِـيُّ التَّـوْبَةِ ، وَأَنَا الْمُقَفَّى ، وَأَنَا الْحَاشِرُ ، وَنَبِيُّ الْمَلاحِمِ۔))

سیدنا ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری ملاقات نبی کریم ﷺ سے مدینہ منورہ کے راستے میں ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں رحمت کا نبی ہوں، میں توبہ کا نبی ہوں (اللہ کی جانب سب سے زیادہ توبہ کرنے والا) میں ''مقفّٰی'' ہوں، میں ''حاشر'' ہوں (قیامت کے روز تمام لوگوں کا میرے نقش قدم پر اُٹھایا جائے گا) اور میں جنگوں والا نبی ہوں۔''

شرح سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرا نام ''قاسم'' تقسیم کرنے والا، رکھا گیا ہے، میں تمہارے درمیان بانٹتا ہوں (علم وحکمت اور مال غنیمت وغیرہ) (صحيح بخاری: ٣١١٤)

ابن الاعرابی نے کہا: ''الـمـقـفّـی'' سے مراد وہ شخصیت ہے جو جملہ انبیائے کرام علیہم السلام کے بعد ہو۔ شمر نے کہا: (المقفی ، العاقب) دونوں ہم معنی ہیں اور ان کا لغوی معنی ہے ''پشت پھیر کر جانے والا شخص''۔ جب کوئی شخص واپسی کی راہ لے تو اس کیفیت کو ''قفّٰی علیه'' کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مراد اس سے آخری نبی ہونا ہے۔ جب نبوت کے منصب نے پیٹھ پھیری تو اس کا مطلب ہے اب آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اگر کوئی نکتہ چین یہ اعتراض کرے کہ نبی ﷺ نے تو اپنے لیے دو متضاد صفات کا اثبات کیا ہے آپ نے اپنے آپ کو ''رحمت کا نبی'' اور ''جنگوں والا نبی'' کہا ہے، یہ دونوں صفات ایک ساتھ کیسے اکٹھی ہوسکتی ہیں؟

آپ علیہ السلام کا ایک اور فرمان ہے: ''میں (اللہ کی طرف سے) تحفہ میں دی گئی رحمت ہوں۔'' نیز آپ کا فرمان ہے: ''مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔'' اور اللہ عزوجل کا فرمان ذی شان ہے: ﴿وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ﴾ .... ''ہم نے آپ کو تمام جہان والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔'' (سورۂ نساء: ۱۰۷) تو آپ رحمت کیسے ہوسکتے ہیں جبکہ آپ کو تلوار دے کر بھی بھیجا گیا ہے؟

جواباً عرض ہے: آپ واقعی رحمت دے کر مبعوث کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ نے خود اس بات کا تذکرہ فرمایا اور جیسے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بات کا ذکر فرمایا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام کو مبعوث فرمایا اور معجزات کے ذریعے سے ان کی تائید فرمائی۔ اب حق واضح ہو جانے اور معجزات کے صدور کے بعد جن امتوں نے انبیائے کرام کی دعوت کو ٹھکرایا اور تکذیب کی، انہیں اس پاداش میں ہلاکت سے دو چار کر دیا گیا اور ان کی بیخ کنی کر دی گئی۔ گو جس طرح پہلی امتیں کفر وارتداد کی بنا پر ہلاکت وتباہی کی نذر ہوئیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے آخر

الزمان پیغمبر کو کفار سے تلوار کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا تا کہ وہ کفر سے باز آجائیں۔ اس میں رحمت، ترس اور مہربانی کا پہلو اس طرح سے ہے کہ آسمانی عذاب کی بھینٹ چڑھنے والی قوموں کا بالکلیہ صفایا ہو جاتا ہے اور ایک فرد بھی باقی نہیں بچتا جبکہ تلوار کے ساتھ سزا دیے جانے میں کچھ لوگ تو میدان کارزار میں ضرور کام آجاتے ہیں لیکن بہت سارے بچ بھی جاتے ہیں۔ مروی ہے کہ اہل عرب کی ایک قوم نے کہا: اے اللہ کے رسول! ہمیں تلوار نے فنا کے گھاٹ اتار دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تلوار تمہارے کچھ لوگوں کے لیے باقی چھوڑنے کا سبب ہے۔'' یہ مفہوم ہے آپ ﷺ کے فرمان کا کہ مجھے جہاں والوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ گزشتہ صدر تفصیلات امام خطابی رحمہ اللہ کی بیان کردہ ہیں۔ میں کہتا ہوں: اس تفصیل کی مزید تائید سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث مبارکہ سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پاس پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے، اس نے کہا: اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں (جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو اکیلے اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گی۔''

(صحیح بخاری: ٣٢٣١، صحیح مسلم: ١٧٩٥)

میں کہتا ہوں: آپ ﷺ اس لحاظ سے بھی رحمت ہیں کہ آپ کی لائی ہوئی شریعت میں پچھلی شریعتوں میں موجود بہت سارے احکامات کو منسوخ قرار دیا گیا جن پر عمل حد درجہ دشوار اور کٹھن تھا اور جو لوگوں کے لیے بوجھ کی حیثیت رکھتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں ذکر فرمایا: ﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِاٰيٰتِنَا يُؤْمِنُونَ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهٰهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلٰلَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ اٰمَنُوا بِهٖ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ مَعَهٗٓ أُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ .....

''مگر میری رحمت ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے، اور اسے میں ان لوگوں کے حق میں لکھوں گا جو نافرمانی سے پرہیز کریں گے، زکوٰۃ دیں گے اور میری آیات پر ایمان لائیں گے۔ وہ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں جو امی نبی ہے، جسے وہ اپنے پاس تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، جو انھیں نیکی کا حکم دیتا اور انھیں برائی سے روکتا ہے اور ان کے لیے پاکیزہ چیزیں حلال کرتا اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان سے ان کا بوجھ اور وہ طوق اتارتا ہے جو ان پر پڑے ہوئے تھے۔ سو وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے اور اسے قوت دی اور اس کی مدد کی اور اس نور کی پیروی کی جو اس کے ساتھ اتارا گیا وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔'' (سورۂ اعراف: ١٥٦، ١٥٧)

نیز اللہ تعالیٰ نے اس امت کی کم عمروں اور قلیل اعمال کے باوجود زیادہ اجر وثواب سے نوازا کہ وہ اجر وثواب پچھلی امتیں طویل عمروں اور اعمال شاقہ کے باوجود حاصل نہ کر سکیں جیسا کہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ یہودیوں اور عیسائیوں نے کہا: کیا وجہ ہے کہ ہم نے کام زیادہ کیا ہے اور مزدوری کم ملی ہے؟ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ''یہ میرا فضل وکرم ہے میں جسے چاہوں زیادہ دوں۔'' (صحیح بخاری: ٥٥٧)

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر اپنی مخلوق پر رحمت کو مکمل اور اپنی نعمت کو پورا کیا، نیز اپنے فضل واحسان سے حصہ وافر عطا فرمایا۔ فَلَهُ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَآخِرًا وَظَاهِرًا وَبَاطِنًا۔

(3)......بَابُ خَاتَمِ النُّبُوَّةِ

مہر نبوت

(٣٥٣٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعْدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، ......

عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيدَ، يَقُولُ: ذَهَبَتْ بِي خَالَتِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِي وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِي، وَدَعَا لِي بِالْبَرَكَةِ، وَتَوَضَّأَ، فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوئِهِ، وَقُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلَى الْخَاتَمِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ، فَإِذَا هُوَ مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ۔

جناب جعد بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے سنا آپ کہہ رہے تھے: میری خالہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں اور کہا: اے اللہ کے رسول! میری بہن (علیہ بنت شریح) کا بیٹا بیمار ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور برکت کی دعا فرمائی، آپ نے وضو کیا تو میں نے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی پی لیا اور آپ کی پیٹھ کی طرف کھڑا ہو گیا، پھر میں نے دیکھا کہ آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاختہ کے انڈے جتنی مہر نبوت ہے۔

تشریح ((مِثْلُ زِرِّ الْحَجَلَةِ)) کا ایک معنی ''ڈولی کے بٹن کی طرح'' کیا گیا ہے۔ پردہ نشین خواتین کی نقل وحرکت کے لیے جو ہودج استعمال کیا جاتا ہے اس کو بند کرنے کے لیے لکڑی کسی اور چیز سے بنا ہوا ایک لمبوترا سا بٹن ہوتا ہے وہ مراد ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے بعض اہل عرب کو یہ کہتے سنا کہ ''زِرُّ الْحَجَلَة'' سے مراد چکور کا انڈہ ہے۔ مؤنث چکور کو عربی زبان میں ''الْحَجَلَة'' کہتے ہیں اور مذکر کو ''الیعقوب'' کہتے ہیں ویسے میرے نزدیک یہ معنی مناسب نہیں۔

(٣٥٣٢) أخرجه البخاري: ١٩٠، ومسلم: ٢٣٤٥

(٣٥٣٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَعْقُوبَ الطَّالْقَانِيُّ ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بْنُ جَابِرٍ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ، قَالَ: رَأَيْتُ الْخَاتَمَ بَيْنَ كَتِفَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُدَّةً حَمْرَاءَ مِثْلَ بَيْضَةِ الْحَمَامَةِ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے درمیان مُہر دیکھی، کبوتری کے انڈے جتنا سرخ اُبھرا ہوا گوشت تھا۔

تشریح یہی حدیث صحیح مسلم میں امام مسلم رحمہ اللہ نے ان الفاظ سے بیان کی ہے: ختم نبوت والی مہر کبوتری کے انڈے جتنی آپ کے جسم مبارک کے مشابہ سرخ سفید تھی۔

(٣٥٣٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا شَرِيكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عَاصِمٍ الأَحْوَلِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ ، وَأَكَلْتُ مِنْ طَعَامِهِ ، وَشَرِبْتُ مِنْ شَرَابِهِ ، وَرَأَيْتُ خَاتَمَ النُّبُوَّةِ فِي نُغْضِ كَتِفِهِ الْيُسْرَى ، كَأَنَّهُ جَمْعُ خِيلَانٍ سُودٍ ، كَأَنَّهَا ثَآلِيلُ۔

سیدنا عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، آپ کے پاس گیا، آپ کے کھانے سے کھانا کھایا، آپ کے مشروب سے پیا اور میں نے مُہر نبوت کو دیکھا جو بائیں کندھے کی ہڈی کے بالائی حصے کے پاس تھی جو بند مٹھی جتنی تھی اور اس پر کالے تِل تھے گویا کہ وہ مسے ہیں۔

تشریح **فائدہ:** ((ثَآلِیل)) یہ "ثولول" کی جمع ہے، چنے کے دانے کے برابر مسے اور ((خِیلَان)) یہ (خَال) "تِل" کی جمع ہے۔

((نُغْضُ الْکَتِف)) کندھے کے بالائی کنارے پر باریک ہڈی کو کہتے ہیں۔

((النَّاغِض)) مراد سر سے ملی ہوئی گردن کی جڑ کہ جس جگہ سے سر حرکت کرتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس سے مراد کندھے کا کنارہ، اسے کپکپانے اور حرکت کرنے کی بنا پر "نَاغِض" کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں یہ الفاظ مذکور ہیں:

﴿فَسَیُنْغِضُوْنَ اِلَیْکَ رُءُوْسَهُمْ﴾ .... "وہ اس پر اپنے سر ہلا ہلا کر دریافت کریں گے۔" (سورۂ بنی اسرائیل: ١٠٥)

اَنْغَضَ یُنْغِضُ کے معنی ہیں "سر ہلانا"، یعنی استہزا کے طور پر سر ہلا کر وہ کہیں گے: یہ دوبارہ زندگی کب ہوگی۔

(٣٥٣٣) أخرجه مسلم: ٢٣٤٤ (٣٥٣٤) أخرجه مسلم: ٢٣٤٦

(4)......بَابُ صِفَةِ النَّبِيِّ ﷺ

نبی کریم ﷺ کا حلیہ مبارک

(٣٥٣٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ السَّرَخْسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلا بِالْقَصِيرِ، وَلَيْسَ بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ، وَلَيْسَ بِالآدَمِ، وَلا بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلا بِالسَّبْطِ، بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ أَرْبَعِينَ سَنَةً، وَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِينَ، وَبِالْمَدِينَةِ عَشْرَ سِنِينَ، وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلَى رَأْسِ سِتِّينَ سَنَةً، وَلَيْسَ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُونَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بہت زیادہ لمبے تھے نہ بہت زیادہ چھوٹے قد کے۔ آپ ﷺ بالکل دودھیا تھے نہ بہت زیادہ گندمی، آپ کے بال بہت زیادہ گھنگھرالے تھے نہ بالکل سیدھے اکڑے ہوئے تھے۔ آپ کو چالیس سال کی عمر میں اللہ نے نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ آپ مکہ میں دس (اور تین یعنی تیرہ) سال رہے اور مدینہ میں دس سال رہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ساٹھ (اور تین یعنی تریسٹھ) سال کی عمر میں وفات دی، آپ کے سر اور داڑھی میں بیس بال بھی سفید نہیں تھے۔

تشریح: ((لَيْسَ بِالأَبْيَضِ الأَمْهَقِ)) ''بہت زیادہ سفید یعنی دودھیا نہ تھے۔ ((امھق)) حد درجہ شدید سفید رنگت کو کہتے ہیں کہ جس میں ہلکی سی بھی سرخی کی آمیزش نہ ہو، جیسے چونا ہوتا ہے۔

((الجـعقد)) ''شدید گھنگھریالے بال'' جس طرح حبشیوں کے بال ہوتے ہیں۔

((السَّبْط)) ''جو بال سیدھے کھڑے ہوتے ہوں اور ان میں ہلکا سا بھی خم اور نرمی نہ ہو۔ آپ ﷺ کے بال مبارک ہلکے خمدار تھے۔

(٣٥٣٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، أَخْبَرَنَا أَبُو النُّعْمَانِ، أَخْبَرَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

(٣٥٣٥) أخرجه البخاري: ٣٥٤٨، ومسلم: ٢٣٤٧

(٣٥٣٦) أخرجه البخاري: ٥٩٠٧

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الرَّأْسِ وَالْقَدَمَيْنِ، لَمْ أَرَ بَعْدَهُ وَلا قَبْلَهُ، وَكَانَ بَسْطَ الْكَفَّيْنِ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک اور پاؤں بڑے مضبوط تھے، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا اور آپ کی ہتھیلیاں کشادہ اور فراخ تھیں۔

(۳۵۳۷)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ، حَدَّثَنِي أَبِي......

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ شَعَرِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلا لَيْسَ بِالسَّبْطِ وَلا الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ۔

جناب قتادہ بن دعامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بالوں کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال ہلکے گھنگھریالے تھے، نہ بہت سیدھے اکڑے ہوئے اور نہ بہت زیادہ گھنگھریالے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال کانوں اور کندھوں کے درمیان تک تھے۔

(۳۵۳۸)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى بْنُ حُجْرٍ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى نِصْفِ أُذُنَيْهِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال کانوں کے نصف تک تھے۔

(۳۵۳۹)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بِشْرَانُ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے بال کانوں کے نصف تک تھے۔

(۳۵۳۷) أخرجه البخاري: ۵۹۰۵، ومسلم: ۲۳۳۸

(۳۵۳۸) انظر الحديث السابق

(۳۵۳۹) انظر الحديث السابق

(۳۵٤۰)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبْعَةً، وَلَيْسَ بِالطَّوِيلِ وَلا بِالْقَصِيرِ، حَسَنَ الْجِسْمِ، وَكَانَ شَعَرُهُ لَيْسَ بِجَعْدٍ وَلا سَبْطٍ، أَسْمَرَ اللَّوْنِ، إِذَا مَشَى يَتَوَكَّأُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درمیانے قد کے تھے۔ آپ نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے، خوبصورت جسم والے تھے۔ آپ کے سر مبارک کے بال نہ بہت زیادہ خم دار تھے اور نہ بہت زیادہ سیدھے اکڑے ہوئے تھے۔ گندمی رنگ (سرخ وسفید) والے تھے۔ جب چلتے تو لاٹھی پکڑتے تھے۔

شرح: ((رَبْعَة)) ''درمیانے قد والا شخص'' جس طرح خود حدیث مبارکہ میں وضاحت موجود ہے کہ آپ کا قد نہ بہت زیادہ لمبا تھا اور نہ چھوٹا۔

(۳۵٤۱)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الدَّارَابَجِرْدِيُّ، حَدَّثَنَا عَمَّارُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ، حَدَّثَنَا الْمَسْعُودِيُّ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيلِ، وَلا بِالْقَصِيرِ، ضَخْمَ الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ، شَثْنَ الْكَفَّيْنِ، مُشْرَبٌ حُمْرَةً، ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ، طَوِيلَ الْمَسْرُبَةِ، إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفِّيًا، كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو زیادہ لمبے قد کے تھے اور نہ بہت چھوٹے قد کے تھے۔ آپ کا سر مبارک بڑا اور داڑھی گھنی تھی اور آپ کی دونوں ہتھیلیاں اور پاؤں پُر گوشت تھے، آپ کا رنگ سرخ سفید تھا، آپ کی ہڈیوں کے جوڑ موٹے اور مضبوط تھے اور سینے سے ناف تک بالوں کی ایک لمبی لکیر تھی۔ جب آپ چلتے تو جھک کر چلتے تھے گویا آپ بلندی سے نشیب کی طرف رواں ہوں۔ میں نے آپ جیسا شخص آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ کے بعد۔

(۳۵٤۰) صحیح ......أخرجه الترمذی: ۱۷۵٤

(۳۵٤۱) صحیح ......أخرجه الترمذی: ۳٦۳۷

شرح: ((شَثْنَ الْكَفَّيْنِ)) ''موٹی ہتھیلیوں والے''(شثن ، شنث) دونوں ہم معنی لفظ ہیں۔ ((مُشْرَبٌ حُمْرَةً)) ایسی رنگت کو کہتے ہیں جو سرخ سفید ہو۔((ضَخْمَ الْكَرَادِيسِ)) آپ کے اعضائے جسم قوی اور مضبوط تھے۔''کَرَادِیْس'' سے مراد ہڈیوں کے جوڑ اور سرے ہیں۔بعض کے نزدیک گھڑ سواروں کے چھوٹے دستوں کو ''کرادیس'' کہتے ہیں۔

((طَوِيلَ الْمَسْرُبَةِ)) 'سینے کے اوپر بالوں کی لمبی لکیر۔' جناب ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ ((دَقِيقَ الْمَسْرُبَةِ)) ہیں یعنی آپ کے سینے مبارک سے ناف تک بالوں کی باریک لکیر تھی۔

((إِذَا مَشَى تَكَفَّأَ تَكَفِّيًا)) جب آپ چلتے تو آگے کی طرف جھکے ہوئے چلتے جس طرح کشتی چلتے وقت آگے کو جھک کر اور دب کر چلتی ہے۔((الصَّبَب))''ڈھلان'' اوپر سے نیچے کی طرف آتی ہوئی زمین یعنی اترائی۔اس لفظ کی جمع (اصبـــاب) آتی ہے۔مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلتے وقت پوری قوت کے ساتھ قدم اُٹھاتے تھے۔آپ کا چلنا تکبرانہ نہ تھا، نہ آپ ناز ونعم میں مست آدمی کی سی چال چلتے تھے جو قریب قریب پاؤں رکھ کے ناز وادا سے چلتا ہے بلکہ آپ کی چال میں مردانہ وجاہت اور مجاہدانہ رعب ہوتا۔

(٣٥٤٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ، أَخْبَرَنَا الْحَجَّاجُ وَهُوَ ابْنُ أَرْطَاةَ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ فِي سَاقَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حُمُوشَةٌ، وَكَانَ لَا يَضْحَكُ إِلَّا تَبَسُّمًا، فَكُنْتُ إِذَا نَظَرْتُ إِلَيْهِ، قُلْتُ: أَكْحَلُ الْعَيْنَيْنِ، وَلَيْسَ بِأَكْحَلَ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پنڈلیاں کچھ باریک تھیں اور آپ تبسم کے سوا ہنسی نہیں فرماتے تھے۔پس میں جب آپ کو دیکھتا تو کہتا کہ آپ نے سرمہ لگا رکھا ہے حالانکہ آپ نے سرمہ نہیں ڈالا ہوتا تھا۔

(٣٥٤٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ......

عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَلِيعَ

جناب سماک بن حرب بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ بیان کرتے ہیں کہ

(٣٥٤٢) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٣٦٤٥

(٣٥٤٣) أخرجه مسلم: ٢٣٣٩

الْفَمِ، أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ، مَنْهُوشَ الْعَقِبِ، قَالَ شُعْبَةُ: قُلْتُ لِسِمَاكٍ: مَا ضَلِيعُ الْفَمِ؟ قَالَ: عَظِيمُ الْفَمِ، قُلْتُ: مَا أَشْكَلُ الْعَيْنَيْنِ؟ قَالَ: طَوِيلُ شَقِّ الْعَيْنِ قُلْتُ: مَا مَنْهُوشُ الْعَقِبِ؟ قَالَ: قَلِيلُ لَحْمِ الْعَقِبِ۔

رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک بڑا تھا، آپ کی دونوں آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے تھے، آپ کی دونوں ایڑیاں بھاری نہ تھیں۔ امام شعبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں سماک سے پوچھا: ((ضَلِيعَ الْفَمِ)) سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: اس سے مراد بڑا چہرہ ہے۔ میں نے پوچھا کہ: ((أَشْكَلَ الْعَيْنَيْنِ)) سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں بڑی اور لمبی تھی۔ میں نے پوچھا کہ ((مَنْهُوشُ الْعَقِبِ)) سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے کہا: وہ ایڑھی جس پر گوشت کی مقدار کم ہو۔

شرح: ابوعبید نے کہا: ((الشكلة)) سے مراد ''آنکھوں کی سفیدی میں سرخ ڈورے ہیں اور ''الشھلة'' آنکھوں کی سیاہ پتلی میں سرخ ڈوروں کو کہتے ہیں۔

((مَنْهُوسَ الْقَدَمَيْن)) یہ لفظ سین کے ساتھ ہے۔ اس کا معنی ہے ایڑیوں پر گوشت کا کم ہونا۔ (النھس) کے لغوی معنی ہڈی پر موجود گوشت کو دانتوں سے نوچنے کے ہیں۔ اور جب گوشت کو داڑھوں سے نوچا جائے تو اس عمل کو ''النھش'' کہتے ہیں۔ اگر کسی کے ران باریک اور کم گوشت والے ہوں تو ''نُعشت عضداہ'' کے جملے سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

(٣٥٤٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، ثنا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ ثَابِتٍ الزُّهْرِيُّ، ثنا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ابْنِ أَخِي مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَجَ الثَّنِيَّتَيْنِ، إِذَا تَكَلَّمَ رُئِيَ كَالنُّورِ يَخْرُجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَايَاهُ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اگلے دو دانتوں کے مابین معمولی فاصلہ تھا۔ جب آپ گفتگو فرماتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ دونوں دانتوں کے درمیان سے نور جیسی کوئی چیز نکل رہی ہے۔

(٣٥٤٤) ضعيف جدا ......أخرجه الترمذي في ''الشمائل'': ١٤

(٣٥٤٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلانَ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ مِنْ ذِي لِمَّةٍ أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، لَهُ شَعَرٌ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَمْ يَكُنْ بِالْقَصِيرِ، وَلَا بِالطَّوِيلِ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے کسی ایسے انسان کو نہیں دیکھا جو لمبی زلفوں والا ہو اور سرخ لباس میں رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل ہو۔ آپ ﷺ کے سر کے بال آپ کے کندھوں کو چھو رہے تھے۔ آپ کے کندھوں کے درمیان کشادگی تھی، آپ کا قد مبارک زیادہ لمبا تھا نہ چھوٹا تھا۔

شرح: ((لِمّة)) وہ بال جو کندھوں کے قریب ہوں۔ بالوں کی یہ کیفیت "جِمّة" سے کم دراز ہوتی ہے۔ لِمّة اگر بڑھ جائیں تو جِمّة کہلاتے ہیں۔یعنی جو بال کندھوں تک ہوں۔لفظ لمّہ کا لغوی معنی ''چھونا'' ہے چونکہ یہ بال کندھوں کو چھونے لگتے ہیں اس لیے انہیں لمّہ کہتے ہیں۔

(٣٥٤٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوعًا، بَعِيدَ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، لَهُ شَعَرٌ بَلَغَ شَحْمَةَ أُذُنِهِ، رَأَيْتُهُ فِي حُلَّةٍ حَمْرَاءَ، لَمْ أَرَ شَيْئًا قَطُّ أَحْسَنَ مِنْهُ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ درمیانے قد کے تھے اور آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا اور آپ کے بال کانوں کی لو تک لمبے تھے۔ میں نے آپ کو سرخ لباس زیب تن کیے ہوئے دیکھا۔ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی خوبصورت نہیں دیکھا۔ ایک سند میں ہے: آپ کے سر مبارک کے بال بہت زیادہ گھنے تھے اور دونوں کانوں کی لو تک تھے۔

(٣٥٤٥) أخرجه البخاري: ٣٥٤٩، ومسلم: ٢٣٣٧

(٣٥٤٦) أخرجه البخاري: ٣٥٥١، ومسلم: ٢٣٣٧

(٣٥٤٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ......

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سُئِلَ الْبَرَاءُ أَكَانَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ السَّيْفِ؟ قَالَ: لا، بَلْ مِثْلَ الْقَمَرِ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک تلوار کی مانند تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں بلکہ چاند کی طرح تھا۔

(٣٥٤٨)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، وَسُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، المعنى واحد، قَالَ: نا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ......

قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ، يَقُولُ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَقِيَ عَلَى وَجْهِ الأَرْضِ أَحَدٌ رَآهُ غَيْرِي، قُلْتُ: صِفْهُ لِي، قَالَ: كَانَ أَبْيَضَ مَلِيحًا مُقَصَّدًا۔

جناب سعید جُریری کہتے ہیں کہ میں نے ابوطفیل رضی اللہ عنہ سے سنا وہ بیان کر رہے تھے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور اب میرے علاوہ زمین پر کوئی شخص ایسا زندہ نہیں جس نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہو۔ میں نے عرض کیا: آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کریں۔ انہوں نے کہا: آپ گورے چٹے، ملاحت دار اور میانہ جسم کے مالک تھے۔

شرح ((مُقَصَّدًا)) ''نہ آپ بہت زیادہ قد آور تھے اور نہ پست قد والے تھے۔ مذکور ہے کہ آپ میانہ قد کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ﴾ .... ''اور ان میں کچھ میانہ رو ہیں۔'' (سورۃ فاطر:٣٢) یعنی وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں اور نیکیوں میں سبقت لے جانے والوں کے درمیان میں رہتے ہیں۔

(٣٥٤٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ، عَنْ أَبِي يُونُسَ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت کسی کو نہیں دیکھا، گویا سورج

(٣٥٤٧) أخرجه البخاري: ٣٥٥٢

(٣٥٤٨) أخرجه مسلم: ٢٣٤٠

(٣٥٤٩) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٣٦٤٨

الشَّمْسَ تَجْرِي فِي وَجْهِهِ، وَمَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَسْرَعَ فِي مَشْيِهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَأَنَّمَا الأَرْضُ تُطْوَى لَهُ، إِنَّا لَنُجْهِدُ أَنْفُسَنَا، وَإِنَّهُ لَغَيْرُ مُكْتَرِثٍ۔

آپ کے چہرے پر چل رہا ہو اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تیز چلنے والا کوئی نہیں دیکھا، گویا زمین آپ کے لیے لپیٹ دی گئی ہو اور ہم پوری کوشش سے آپ کے ساتھ چلتے اور آپ کی رفتار میں کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا۔

شرح: ابو یونس رحمہ اللہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔

(۳۵۵۰)۔حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ حَيَّانَ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْجَوْشَنِ الْكِلابِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُومِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى غُفْرَةَ......

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ وَلَدِ عَلِيٍّ، قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِذَا وَصَفَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: كَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ كَفًّا، وَأَجْرَأَ النَّاسِ صَدْرًا، وَأَصْدَقَ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَوْفَاهُمْ ذِمَّةً، وَأَلْيَنَهُمْ عَرِيكَةً، وَأَكْرَمَهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ فَعَرَفَهُ أَحَبَّهُ، يَقُولُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

جناب ابراہیم بن محمد بیان کرتے ہیں جو کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نسل سے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب نبی اکرم ﷺ کے اوصاف بیان کرتے تو کہتے: آپ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے، تمام لوگوں سے زیادہ جرأت مند سینہ کے مالک تھے، تمام لوگوں سے بڑھ کر سچے لہجے والے تھے، سب سے بڑھ کر عہد کی پاسداری کرنے والے تھے، طبیعت کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر نرم تھے اور سب سے محترم خاندان والے تھے۔ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا تو ڈر جاتا اور جو شخص مل کر پہچان جاتا تو آپ سے محبت کرنے لگتا۔ آپ کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا یہ بھی کہتا ہے کہ میں نے آپ جیسا کوئی نہیں دیکھا، آپ سے پہلے نہ آپ کے بعد۔

(۳۵۵۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ......

(۳۵۵۰) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۳٦۳۸

(۳۵۵۱) أخرجه مسلم: ١٦٧

عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((عُرِضَ عَلَيَّ الأَنْبِيَاءُ، فَإِذَا مُوسَى ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ كَأَنَّهُ مِنْ رِجَالِ شَنُوئَةَ، وَرَأَيْتُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ، وَرَأَيْتُ إِبْرَاهِيمَ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا صَاحِبُكُمْ يَعْنِي نَفْسَهُ، وَرَأَيْتُ جِبْرِيلَ، فَإِذَا أَقْرَبُ مَنْ رَأَيْتُ بِهِ شَبَهًا دِحْيَةُ۔))

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے سامنے انبیاء پیش کیے گئے تو دیکھتا ہوں کہ موسیٰ علیہ السلام شنوء ہ (قبیلے) کے (دبلے پتلے) آدمیوں کی طرح تھے اور میں نے عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا وہ عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ثقفی سے زیادہ مشابہ تھے اور میں نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا تو ان کے قریب ترین جسے میں نے دیکھا وہ تمہارا نبی ہے (آپ کی مراد خود سے تھی) اور میں نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا تو ان سے شباہت میں قریب ترین جسے میں نے دیکھا وہ دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ ہیں۔''

شرح ((ضَرْبٌ مِنَ الرِّجَالِ)) ''دبلا پتلا شخص جس پر زیادہ گوشت اور چربی نہ ہو۔''

(5)......بَابُ شَيْبِهِ وَخِضَابِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کے سفید بالوں اور انہیں رنگنے کا بیان

(٣٥٥٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ......

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: قُلْتُ لأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: هَلْ خَضَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَمْ يَبْلُغْ ذَلِكَ، إِنَّمَا كَانَ شَيْبًا فِي صُدْغَيْهِ، وَلَكِنْ أَبُو بَكْرٍ خَضَبَ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ۔

جناب قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ نے بالوں کو رنگ کیا تھا؟ انہوں نے کہا: آپ کے بال اس نوعیت تک نہیں پہنچے تھے (کہ آپ بال رنگتے) آپ کی کنپٹیوں پر چند بال سفید تھے لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مہندی اور کتم بوٹی کے ساتھ رنگ لگایا تھا۔

شرح کتم (وسمہ): یمن میں پائی جانے والی ایک بوٹی ہے، یہ سرخی مائل سیاہ رنگ نکالتی ہے، جبکہ مہندی کا رنگ سرخ ہوتا ہے، اگر وسمہ اور مہندی کو ملایا جائے تو سیاہی اور سرخی کا درمیانہ رنگ نکلتا ہے، جس کو ہم Dark brown کہتے ہیں۔

(٣٥٥٢) أخرجه البخاري: ٥٨٩٤، ومسلم: ٢٣٤١

(٣٥٥٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الطَّاهِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ الدَّبَرِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: مَا عَدَدْتُ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِحْيَتِهِ إِلا أَرْبَعَ عَشْرَةَ شَعْرَةً بَيْضَاءَ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی میں صرف چودہ عدد سفید بال پائے۔

(٣٥٥٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا عِيسَى ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ ، حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ......

عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ ، قَالَ: قِيلَ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَكَانَ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْبٌ؟ قَالَ: لَمْ يَكُنْ فِي رَأْسِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْبٌ إِلا شَعَرَاتٌ فِي مَفْرِقِ رَأْسِهِ إِذَا ادَّهَنَ وَارَاهُنَّ الدُّهْنُ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں کچھ بال سفید تھے؟ انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں سفید بال نہیں تھے سوائے مانگ والی جگہ کے، جہاں چند بال سفید ہوئے تھے، جب آپ تیل لگاتے تو تیل انہیں چھپا لیتا تھا۔

(٣٥٥٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا عِصَامُ بْنُ خَالِدٍ......

حَدَّثَنَا حَرِيزُ بْنُ عُثْمَانَ ، أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بُسْرٍ صَاحِبَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: رَأَيْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عَنْفَقَتِهِ شَعَرَاتٌ بِيضٌ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑھاپے کی حالت میں دیکھا، آپ کی ٹھوڑی کے چند بال سفید ہو گئے تھے۔

(٣٥٥٦)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ أَحْمَدَ الْمُزَنِيُّ ،

(٣٥٥٣) صحيح ......أخرجه عبد الرزاق فى المصنف: ٢٠١٨٥

(٣٥٥٤) أخرجه مسلم: ٢٣٤٤

(٣٥٥٥) أخرجه البخارى: ٣٥٤٦

(٣٥٥٦) صحيح ......أخرجه ابن ماجه: ٣٦٣٠

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الإِسْمَاعِيلِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْحَضْرَمِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ شَرِيكٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَ شَيْبُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوًا مِنْ عِشْرِينَ شَعْرَةً۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صرف بیس کے قریب بال سفید ہوئے تھے۔

(۳۵۵۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ......

عَنْ إِيَادِ بْنِ لَقِيطٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو رِمْثَةَ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ ابْنٍ لِي، فَقَالَ: ((ابْنُكَ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، أَشْهَدُ بِهِ، قَالَ: ((لَا يَجْنِي عَلَيْكَ، وَلَا تَجْنِي عَلَيْهِ)) قَالَ: وَرَأَيْتُ الشَّيْبَ أَحْمَرَ۔

سیدنا ابو رمثہ تیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اپنے ایک بیٹے کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آیا۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ تیرا بیٹا ہے؟'' میں عرض کیا: جی ہاں، میں اس پر گواہ ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تیرا قصور نہیں اُٹھائے گا اور نہ تو اس کا قصور اُٹھائے گا (یعنی ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار اور جوابدہ ہے) اور راوی نے کہا کہ میں نے دیکھا آپ ﷺ کے سفید بال سرخ کئے ہوئے تھے۔

شرح: جناب سفیان بن ایاد بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابو رمثہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنی داڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی۔

(6)......بَابُ طِيبِ رِيحِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ

آپ ﷺ کے بدن کی عمدہ خوشبو کا بیان

(۳۵۵۸)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مِلَاسٍ النُّمَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: مَا شَمَمْتُ رَائِحَةً قَطُّ مِسْكَةً

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے زندگی

(۳۵۵۷) صحيح ......أخرجه ابوداود: ٤٢٠٨، والنسائی: ٤٨٤٧

(۳۵۵۸) أخرجه البخاری: ٣٥٦١، ومسلم: ٢٣٣٠

وَلا عَنْبَرَةً أَطْيَبَ مِنْ رَائِحَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلا مَسَسْتُ شَيْئًا قَطُّ خَزَّةً، وَلا حَرِيرَةً أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پھر ایسی کستوری اور عنبر نہیں سونگھی جیسی رسول اللہ ﷺ کے جسم اطہر کی خوشبو تھی اور میں نے نہ دیباج نہ حریر (ریشم) اور نہ کوئی اور چیز ایسی ملائم چھوئی جیسی نرمی رسول اللہ ﷺ کی ہتھیلیوں کی تھی۔

تشریح: سیدنا انس رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ان کے پاس تشریف لاتے اور قیلولہ فرماتے اور وہ ان کا پسینہ جمع کر لیتیں اور اسے خوشبو میں شامل کرتیں اور آپ ﷺ کو پسینہ بہت زیادہ آتا تھا۔

(٣٥٥٩)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ حَمَّادِ بْنِ طَلْحَةَ الْقَنَّادُ، حَدَّثَنَا أَسْبَاطٌ وَهُوَ ابْنُ نَصْرٍ الْهَمْدَانِيُّ، عَنْ سِمَاكٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلاةَ الأُولَى، ثُمَّ خَرَجَ إِلَى أَهْلِهِ، وَخَرَجْتُ مَعَهُ، فَاسْتَقْبَلَهُ وِلْدَانٌ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ خَدَّيْ أَحَدِهِمْ وَاحِدًا وَاحِدًا، قَالَ: وَأَمَّا أَنَا، فَمَسَحَ خَدِّي، قَالَ: فَوَجَدْتُ لِيَدِهِ بَرْدًا أَوْ رِيحًا كَأَنَّمَا أَخْرَجَهَا مِنْ جُؤْنَةِ عَطَّارٍ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز ادا کی، پھر آپ اپنے گھر جانے کے لیے نکلے، میں بھی آپ کے ساتھ نکلا، اتنے میں کچھ بچے آپ کے سامنے آئے، آپ نے ہر بچے کے رخسار پر ہاتھ پھیرا اور میرے رخسار پر بھی اپنا ہاتھ پھیرا۔ میں نے آپ کے ہاتھ مبارک میں ایسی ٹھنڈک اور خوشبو محسوس کی گویا آپ نے ابھی ابھی اپنا ہاتھ خوشبو ساز کے ڈبے سے نکالا ہے۔

(٣٥٦٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِيُّ، حَدَّثَنِي أَبِي......

عَنْ ثُمَامَةَ، أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِطْعًا، فَيَقِيلُ عِنْدَهَا

جناب ثمامہ بیان کرتے ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کے لیے چمڑے کا بچھونا بچھا دیتی تھیں اور آپ ﷺ ان کے

(٣٥٥٩) أخرجه مسلم: ٢٣٢٩

(٣٥٦٠) أخرجه البخاري: ٦٢٨١، ومسلم: ٢٣٣١، ٢٣٣٢

عَـلَى ذَلِكَ النِّطْعِ ، قَالَ: فَإِذَا قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعْرِهِ ، فَجَمَعَتْهُ فِي قَارُورَةٍ ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِي سُكٍّ ، قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ ، أَوْصَى أَنْ يُجْعَلَ فِي حَنُوطِهِ مِنْ ذَلِكَ السُّكِّ ، قَالَ: فَجُعِلَ فِي حَنُوطِهِ۔

ہاں اسی پر قیلولہ کرتے تھے۔ فرماتی ہیں: پھر جب آپ بیدار ہوئے تو آپ کا پسینہ اور (جھڑے ہوئے) بال لے لیے اور پسینہ کو ایک شیشی میں جمع کیا اور پھر سک (ایک قسم کی خوشبو) میں اسے ملا لیا۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر جب سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب ہوا تو انھوں نے وصیت کی کہ اس سُک میں سے ان کے حنوط (غسل والا پانی) میں ملا دیا جائے۔ راوی نے بیان کیا: چنانچہ ان کے حنوط میں اسے ملا دیا گیا۔

(٣٥٦١)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا هَاشِمٌ يَعْنِي ابْنَ الْقَاسِمِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ عِنْدَنَا ، فَعَرِقَ ، فَجَاءَتْ أُمِّي بِقَارُورَةٍ ، فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِيهَا ، فَاسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ سُلَيْمٍ ، مَا هَذَا الَّذِي تَصْنَعِينَ؟)) قَالَتْ: هَذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ فِي طِيبِنَا ، وَهُوَ مِنْ أَطْيَبِ الطِّيبِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے اور دوپہر کے وقت آرام فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسینہ آیا، میری والدہ ایک شیشی لائی اور آپ کا پسینہ پونچھ پونچھ کر اس میں ڈالنے لگی، آپ کی آنکھ کھل گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''اے ام سلیم! آپ کیا کر رہی ہیں؟'' وہ بولی: آپ کا پسینہ ہے جس کو ہم اپنی خوشبو میں ملاتے ہیں اور وہ پسینہ بجائے خود بہت عمدہ خوشبو ہے۔

(٣٥٦٢)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى ، أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ سَيْحَانَ ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ سَعِيدٍ الأَبَحُّ ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كُنَّا نَعْرِفُ رَسُولَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول

(٣٥٦١) انظر الحديث السابق

(٣٥٦٢) ضعيف ......أخرجه ابو الشيخ فى "اخلاق النبى صلى الله عليه وسلم": صـ ١٠٢

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْبَلَ بِطِيبِ رِيحِهِ۔

اللہ ﷺ کا اپنی طرف تشریف لانا ان کے جسم مبارک کی خوشبو سے جان جاتے تھے۔

(7)......بَابُ حُسْنِ خُلُقِهِ ﷺ

آپ ﷺ کا حسن اخلاق

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيمٍ﴾ ....''اور بے شک آپ بہت عمدہ اخلاق پر ہیں۔'' (سورۂ قلم:۴)

جناب عطیہ عوفی نے کہا: اس سے مراد قرآن کا بتایا ہوا ادب، تہذیب اور شائستگی ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آپ ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔

(٣٥٦٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ يُوسُفَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْسَنَ النَّاسِ وَجْهًا، وَأَحْسَنَهُ خُلُقًا، لَيْسَ بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ، وَلَا بِالْقَصِيرِ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک سب سے زیادہ خوبصورت تھا اور آپ سب سے زیادہ اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ آپ نہ بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت زیادہ چھوٹے قد کے تھے۔

(٣٥٦٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ الضَّبَعِيُّ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَدَمْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ، قَطُّ، وَمَا قَالَ لِشَيْءٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ صَنَعْتَهُ؟ وَلَا لِشَيْءٍ تَرَكْتُهُ: لِمَ تَرَكْتَهُ؟ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی، اس دوران میں آپ نے مجھے کبھی اُف تک نہ کہا اور آپ نے کسی کام کے بارے میں جس کو میں نے کیا ہو یہ نہیں کہا: ''یہ کام کیوں کیا ہے؟'' اور جس کام کو میں نہ کر سکا اس کے بارے میں یہ

(٣٥٦٣) أخرجه البخاري: ٣٥٤٩، ومسلم: ٢٣٣٧

(٣٥٦٤) أخرجه البخاري: ٣٥٦١، ومسلم: ٢٣٣٠

أَحْسَنِ النَّاسِ خُلُقًا ، وَلا مَسِسْتُ خَزًّا قَطُّ ، وَلا حَرِيرًا ، وَلا شَيْئًا كَانَ أَلْيَنَ مِنْ كَفِّ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَلا شَمِمْتُ مِسْكًا ، وَلا عِطْرًا كَانَ أَطْيَبَ مِنْ عَرَقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

نہیں کہا: ''یہ کام کیوں نہیں کیا۔'' آپ تمام لوگوں سے زیادہ عمدہ اخلاق کے مالک تھے اور میں نے دیباج، حریر اور ان کے علاوہ کسی اور چیز کو اتنا نرم نہیں پایا جیسے آپ ﷺ کی ہتھیلی نرم تھی اور میں نے کستوری اور عطر میں وہ خوشبو نہ پائی جو آپ ﷺ کے پسینہ مبارک میں تھی۔

(٣٥٦٥)۔حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمِهْرَجَانِيُّ الإِسْفَرَايِينِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَنْدُويَهِ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَبَّاسِ الْمُؤَدِّبُ ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِينَ لَيْسَ كُلُّ أَمْرِي كَمَا يَشْتَهِي صَاحِبِي أَنْ يَكُونَ ، فَمَا قَالَ لِي: أُفٍّ ، وَمَا قَالَ لِي: لِمَ فَعَلْتَ هذَا؟ أَوْ أَلَا فَعَلْتَ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دس سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی، میرا ہر کام آپ کی مرضی اور منشا کے مطابق نہیں ہوسکتا تھا، لیکن اس کے باوجود آپ نے مجھے اُف تک نہ کہا، نہ کبھی یہ کہا کہ تم نے یہ کام کیوں کیا اور کیوں نہیں کیا۔

(٣٥٦٦)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبَرْتِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ ، عَنِ الأَعْمَشِ ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ ، عَنْ مَسْرُوقٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلا مُتَفَحِّشًا ، وَكَانَ يَقُولُ: ((خِيَارُكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلاقًا۔))

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدگو نہ تھے اور نہ آپ بدزبان تھے، آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''تم میں سب سے بہتر وہ آدمی ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔''

(٣٥٦٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ،

(٣٥٦٥) أخرجه البخاري: ٦٠٣٨ ، ومسلم: ٢٣٠٩

(٣٥٦٦) أخرجه البخاري: ٣٥٥٩ ، ومسلم: ٢٣٢١

(٣٥٦٧) أخرجه مسلم: ٢٣٢٨

حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا ضَرَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ شَيْئًا قَطُّ إِلا أَنْ يُجَاهِدَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَلا ضَرَبَ خَادِمًا وَلا امْرَأَةً۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی جاندار چیز کو (مرد وعورت کو) اور نہ کسی خادم کو اپنے ہاتھ سے مارا، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے کوئی آپ کے ہاتھوں سے مارا جاتا تو یہ اور بات ہے۔

(٣٥٦٨)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ الْجَدَلِيِّ......

عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاحِشًا وَلا مُتَفَحِّشًا، وَلا سَخَّابًا فِي الأَسْوَاقِ، وَلا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلَكِنْ يَعْفُو أَوْ يَصْفَحُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فحش گو نہ تھے اور نہ تکلف کے ساتھ فحش گفتگو فرماتے تھے، نہ ہی آپ بازار میں شور وغل کرتے اور نہ آپ برائی کا بدلہ برائی سے دیتے، البتہ آپ معاف فرماتے اور درگزر کرتے تھے۔

شرح: ((اَلْفَاحِش)) جو شخص بدزبان اور فحش گو ہو۔ ((اَلْمُتَفَحِّش)) جو فطری طور پر فحش گو نہ ہو البتہ تکلف کے ساتھ گالم گلوچ اور فحش گوئی کرے۔

(٣٥٦٩)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ بِلالٍ، حَدَّثَنَا أَبُو الأَزْهَرِ أَحْمَدُ بْنُ الأَزْهَرِ بْنِ مَنِيعِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلِيطٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ هُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ......

عَنْ هِلالِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبَّابًا،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نہ گالی گلوچ کرتے، نہ فحش گوئی اور نہ لعنت کرنے والے تھے، ہم

(٣٥٦٨) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٢٠١٦

(٣٥٦٩) أخرجه البخاري: ٦٠٤٦

وَلا فَحَّاشًا، وَلا لَعَّانًا، كَانَ يَقُولُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ: ((مَا لَهُ تَرِبَ جَبِينُهُ۔))

میں سے کسی سے ناراض ہوتے تو یوں فرماتے: ''اسے کیا ہے؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو۔''

(۳۵۷۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ، فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيدَةً حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْ لِي مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِي عِنْدَكَ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ ضَحِكَ، ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں چل رہا تھا۔ آپ نے دھاری دار چادر اوڑھ رکھی تھی جس کے کنارے موٹے تھے۔ آپ کو ایک دیہاتی ملا، اس نے آپ کی چادر کو پکڑ کر زور سے کھینچا، میں نے دیکھا کہ دیہاتی کے اس قدر سختی سے چادر کھینچنے سے رسول اللہ ﷺ کی گردن مبارک پر چادر کے کنارے کی رگڑ کا نشان پڑ گیا تھا، بعد ازاں اس دیہاتی نے کہا: اے محمد! آپ کے پاس اللہ تعالیٰ کا جو مال ہے اس میں سے مجھے کچھ عطا کریں۔ نبی ﷺ نے اس کی جانب التفات کیا اور آپ مسکرائے، پھر اسے کچھ عطا کرنے کا حکم دیا۔

(۳۵۷۱)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ......

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ، قَالَ: قَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَسْمًا، فَقَالَ رَجُلٌ: مَا أُرِيدَ بِهَذَا وَجْهُ اللّٰهِ، فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ،

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ مال تقسیم کیا تو ایک شخص نے کہا: اس تقسیم سے اللہ کی رضا مقصود نہ تھی۔ میں نے اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس شخص کی یہ

(۳۵۷۰) أخرجه البخاري: ۳۱۴۹، ۶۰۸۸، ومسلم: ۱۰۵۷

(۳۵۷۱) أخرجه البخاري: ۳۱۵۰، ومسلم: ۱۰۶۲

ثُمَّ قَالَ: ((يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوسَى ، قَدْ أُوذِيَ بِمَا هُوَ أَشَدُّ مِنْ هَذَا ، فَصَبَرَ۔))

بات آپ کو سنائی تو آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آپ نے فرمایا: ''اللہ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے، انہیں اس سے بھی زیادہ ایذا دی گئی لیکن انہوں نے صبر کیا۔''

شرح: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا کہ آپ مشرکوں کے حق میں بددعا کریں۔ آپ نے فرمایا: ''مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، مجھے تو رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔''

(صحیح مسلم: ۲۵۹۹)

(8)......بَابُ تَوَاضُعِهِ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع کا بیان

(۳۵۷۲)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مِلاسٍ ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

عَنْ أَنَسٍ ، أَنَّ امْرَأَةً عَرَضَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ ، فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ لِي إِلَيْكَ حَاجَةً ، فَقَالَ: ((يَا أُمَّ فُلانٍ اجْلِسِي فِي أَيِّ سِكَكِ الْمَدِينَةِ شِئْتِ أَجْلِسْ إِلَيْكِ)) قَالَ: فَفَعَلَتْ ، فَقَعَدَ إِلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى قَضَتْ حَاجَتَهَا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت مدینہ منورہ کی کسی گلی میں آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ام فلاں! کسی گلی میں بیٹھ جاؤ، میں تیرے ساتھ بیٹھ سکتا ہوں۔'' (تیری بات سن سکتا ہوں) چنانچہ وہ بیٹھ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے حتی کہ اس نے اپنا مقصد پالیا۔

شرح: حمید عن انس کی سند میں ہے کہ مدینہ کی کنیزوں میں سے ایک کنیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی آپ کو لے جاتی (جو بات کرنا چاہتی وہ آپ سے کر لیتی)۔ (صحیح بخاری: ۶۰۷۲)

(۳۵۷۳)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ ، أَخْبَرَنَا مُسْلِمٌ الأَعْوَرُ......

(۳۵۷۲) أخرجه مسلم: ۲۳۲۶

(۳۵۷۳) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ۱۰۱۷ ، و ابن ماجه: ٤١٧٨

قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهُ كَانَ يَعُودُ الْمَرِيضَ، وَيَتَّبِعُ الْجِنَازَةَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ، وَيَرْكَبُ الْحِمَارَ، لَقَدْ رَأَيْتُهُ يَوْمَ خَيْبَرَ عَلَى حِمَارٍ خِطَامُهُ لِيفٌ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: نبی ﷺ بیمار کی عیادت کرتے، جنازے کے ساتھ جاتے، غلام کی دعوت قبول کرتے اور گدھے پر سوار ہو جایا کرتے تھے۔ جنگ خیبر کے موقع پر میں نے آپ کو ایک گدھے پر سوار دیکھا، جس کی لگام کھجور کے پتوں سے بنی ہوئی تھی۔

(٣٥٧٤)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ هَارُونَ الطَّيْسَفُونِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ التُّرَابِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بِسْطَامَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ سَيَّارٍ الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ كَعْبٍ الأَنْطَاكِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِصَامٍ رَوَّادُ بْنُ الْجَرَّاحِ، عَنِ الْحَسَنِ هُوَ ابْنُ عُمَارَةَ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ الْحِمَارَ الْعُرْيَ، وَيُجِيبُ دَعْوَةَ الْمَمْلُوكِ، وَيَنَامُ عَلَى الأَرْضِ، وَيَجْلِسُ عَلَى الأَرْضِ، وَيَأْكُلُ عَلَى الأَرْضِ، وَيَقُولُ: ((لَوْ دُعِيتُ إِلَى كُرَاعٍ جِئْتُ، وَلَوْ أُهْدِيَ إِلَيَّ ذِرَاعٌ لَقَبِلْتُ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو گدھے کی ننگی پشت پر بغیر زین کے سوار دیکھا، آپ ﷺ غلام کی دعوت قبول فرما لیتے، زمین پر بیٹھ جاتے، زمین پر سو جاتے، زمین پر بیٹھ کر کھانا تناول فرماتے۔ آپ کہا کرتے تھے: ''اگر مجھے ایک پائے کی دعوت پر بلایا جائے تو آؤں گا اور اگر مجھے دستی (بازو) تحفہ کے طور پر پیش کی جائے تو میں ضرور قبول کروں گا۔''

(٣٥٧٥)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَهِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: سَأَلَ رَجُلٌ عَائِشَةَ: هَلْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ:

جناب ہشام بن عروہ اپنے والد محترم سے بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں کام کاج کیا کرتے

(٣٥٧٤) صحيح ......أخرجه الترمذى: ١٣٣٨

(٣٥٧٥) صحيح ......أخرجه عبد الرزاق فى المصنف: ٢٠٤٩٢، وابو الشيخ فى "اخلاق النبى ﷺ": صـ ٦٢

نَعَمْ، كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْصِفُ نَعْلَهُ، وَيَخِيطُ ثَوْبَهُ، وَيَعْمَلُ فِي بَيْتِهِ كَمَا يَعْمَلُ أَحَدُكُمْ فِي بَيْتِهِ۔

تھے؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ اپنا جوتا گانٹھ لیا کرتے، اپنے کپڑے سی لیا کرتے اور اپنے گھر میں یوں کام کرتے جس طرح تم میں سے کوئی ایک اپنے گھر میں کام کرتا ہے۔

تشریح: (يَخْصِفُ نَعْلَهُ) ''ایک چمڑے کے اوپر دوسرا چمڑا لگاتے جس طرح جوتا گانٹھتے وقت کیا جاتا ہے۔ یاد رہے کہ لفظِ خصف کا لغوی معنی جمع کرنا اور اکٹھا کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں یہ لفظ استعمال شدہ ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ﴾ .... ''اور وہ دونوں اپنے اوپر جنت کے پتے جوڑ جوڑ کر رکھنے لگے۔'' (سورۂ اعراف:۲۲) یعنی اپنے بدن پر جنت کے درختوں کا ایک ایک پتہ جوڑ جوڑ کر اپنی شرمگاہ چھپانے لگے۔

(۳۵۷٦)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَالِحٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ......

عَنْ عَمْرَةَ، قَالَتْ: قِيلَ لِعَائِشَةَ مَاذَا كَانَ يَعْمَلُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ بَشَرًا مِنَ الْبَشَرِ يَفْلِي ثَوْبَهُ، وَيَحْلُبُ شَاتَهُ، وَيَخْدِمُ نَفْسَهُ۔

عمرہ بنت عبدالرحمٰن رحمہا اللہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا گیا: رسول اللہ ﷺ گھر میں کام کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: ہاں، آپ ﷺ انسان میں سے ایک انسان تھے، اپنے کپڑے جوؤں سے صاف کر لیتے، بکری کا دودھ دوھتے اور اپنے کام خود ہی کرتے تھے۔

(۳۵۷۷)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ الْجُرْجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ الْحَجَّاجُ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ يَعْنِي هَاشِمَ بْنَ الْقَاسِمِ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ

(۳۵۷٦) حديث صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ۲٦۲۵٤، والترمذى فى "الشمائل": ۳۳۵

(۳۵۷۷) أخرجه مسلم: ۲۳۲٤

إِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ ، جَاءَ خَدَمُ الْمَدِينَةِ بِآنِيَتِهِمْ فِيهَا الْمَاءُ ، فَمَا يُؤْتَى بِإِنَاءٍ إِلا غَمَسَ يَدَهُ فِيهَا ، فَرُبَّمَا جَاءُوهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ ، فَيَغْمِسُ يَدَهُ فِيهَا۔

جب صبح کی نماز پڑھ لیتے تو اہل مدینہ کے غلام اپنے برتنوں میں پانی لے کر آپ کے ہاں پہنچ جاتے، جو شخص بھی برتن لے کر برکت کے لیے آتا، آپ اس میں ہاتھ ڈبوتے، کبھی ایسا بھی ہوتا کہ وہ سردی کے موسم میں صبح سویرے ہی برتن لے آتے، پھر بھی برکت کے لیے آپ اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دیتے۔

(۳۵۷۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا آدَمُ ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ......

عَنِ الأَسْوَدِ ، سَأَلْتُ عَائِشَةَ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ فِي بَيْتِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ يَكُونُ فِي مِهْنَةِ أَهْلِهِ ، تَعْنِي خِدْمَةَ أَهْلِهِ ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاةُ ، خَرَجَ إِلَى الصَّلاةِ۔ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ: نَا شُعْبَةُ: فَإِذَا سَمِعَ الأَذَانَ خَرَجَ۔

جناب اسود رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ نبی ﷺ گھر میں کیا کرتے تھے۔ انہوں نے جواب دیا: آپ اپنے گھر والوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مشغول رہتے اور جب نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔

(۳۵۷۹)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدُّورِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ ، حَدَّثَنَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ، حَدَّثَنِي أَبُو عُثْمَانَ الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي الْوَلِيدِ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَارِجَةَ......

عَنْ خَارِجَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ، قَالَ: دَخَلَ نَفَرٌ عَلَى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ، فَقَالُوا لَهُ حَدِّثْنَا أَحَادِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَاذَا أُحَدِّثُكُمْ؟ كُنْتُ جَارَهُ ، فَكَانَ إِذَا

جناب خارجہ بن زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ لوگوں نے جا کر عرض کیا: آپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی احادیث سنائیں۔ تو انہوں نے کہا: میں تمہیں کونسی حدیث سناؤں، میں آپ ﷺ کا

(۳۵۷۸) أخرجه البخاري: ٦٠٣٩

(۳۵۷۹) ضعيف ......أخرجه الترمذي في "الشمائل": ٣٣٦

نَـزَلَ عَـلَيْـهِ الْوَحْىُ، بَعَثَ إِلَيَّ، فَكَتَبْتُهُ لَهُ، فَـكَـانَ إِذَا ذَكَـرْنَا الدُّنْيَا، ذَكَرَهَا مَعَنَا، وَإِذَا ذَكَـرْنَـا الآخِـرَـةَ، ذَكَـرَهَا مَعَنَا، وَإِذَا ذَكَرْنَا الـطَّـعَامَ ذَكَرَهُ مَعَنَا، فَكُلُّ هٰذَا أُحَدِّثُكُمْ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

پڑوسی تھا، جب آپ پر وحی نازل ہوتی تو مجھے بلاتے اور میں اسے لکھ لیتا تھا، جب ہم دنیا کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ دنیا کی باتیں کرتے، اور جب ہم آخرت کا ذکر کرتے تو آپ بھی ہمارے ساتھ آخرت کا ذکر کرتے، اگر ہم کھانے کا ذکر کرتے تو آپ بھی کھانے کا ذکر کرتے، پس یہ سب چیزیں میں تمہیں رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتا ہوں۔

(٣٥٨٠)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي شُـرَيْـحٍ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـقَـاسِـمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ زَيْدٍ التَّغْلِبِيُّ، عَنْ زَيْدٍ الْعَمِّيِّ......

عَـنْ أَنَسِ بْـنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا صَافَحَ الرَّجُلَ، لَمْ يَـنْـزِعْ يَدَهُ مِنْ يَدِهِ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الَّذِي يَنْزِعُ يَـدَهُ، وَلَا يَـصْـرِفُ وَجْهَـهُ عَنْ وَجْهِهِ حَتَّى يَـكُـونَ هُوَ الَّذِي يَصْرِفُ وَجْهَهُ عَنْ وَجْهِهِ، وَلَمْ يُرَ مُقَدِّمًا رُكْبَتَيْهِ بَيْنَ يَدَيْ جَلِيسٍ لَهُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص سے مصافحہ فرماتے تو آپ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ الگ نہ کرتے حتی کہ وہ خود اپنا ہاتھ الگ کرتا اور اپنا چہرہ اس سے نہیں پھیرتے تھے حتی کہ وہی بات چیت سے فارغ ہو کر دوسرے طرف متوجہ ہو جاتا اور آپ ﷺ کو کبھی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے شخص سے گھٹنے آگے بڑھا کر بیٹھے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔

(٣٥٨١)۔أَخْبَـرَنَـا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُـوسُفَ بْـنِ مُـحَـمَّدِ بْنِ بَامُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ الْبَصْرِيُّ، بِمَكَّةَ، حَـدَّثَـنَـا الْـحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الصَّبَّاحِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ......

عَـنْ عُـمَـرَ، قَـالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((لَا تُـطْـرُونِـي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ، فَقُولُوا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ۔))

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس طرح نصرانیوں نے عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں غلو کیا تو تم میرے بارے میں ایسا غلو نہ کرو، میں

(٣٥٨٠) ضعيف، الا جملة المصافحة، فهي ثابتة ......أخرجه الترمذي: ٢٤٩٠، وابن ماجه: ٣٧١٦
(٣٥٨١) أخرجه البخاري: ٣٤٤٥

تو اللہ کا بندہ ہوں، پس کہو: آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

شرح: ((لَا تُطْرُونِی)) ''میری مدح میں مبالغہ اور زیادتی نہ کرو۔'' (اِطْرَاء) ''مدح کرتے ہوئے جھوٹ بولنا اور شرعی حدود سے تجاوز کرنا۔'' عیسائیوں نے سیدنا مسیح علیہ السلام کی شان میں غلو کیا اور ان کے بارے میں تجاوز کے مرتکب ہوئے، بہت ساری بے سروپا جھوٹی باتیں ان کی طرف منسوب کر دیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار دے دیا۔ نبی ﷺ نے اس غلو اور مبالغہ انگیزی سے منع فرمایا۔

فائدہ: بعض لوگ نبی کریم ﷺ کی شان میں غلو کرتے ہوئے آپ کو مشکل کشا، حاجت روا، مختار کل اور ما کان وما یکون کا علم غیب جاننے والا کہتے ہیں۔ اور یہ تمام مذکورہ امور حدیث ہذا او دیگر دلائل کی رو سے ممنوع اور حرام ہیں۔ یاد رہے! جس طرح آپ کی شان میں شرعی حد سے زیادتی کرنا جائز نہیں اسی طرح آپ ﷺ کی شان میں کمی کرنا بھی حرام اور کفر ہے۔ (ع،س)

(۳۵۸۲)۔أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِی تَوْبَةَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْحَارِثِیُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یَعْقُوبَ الْکِسَائِیُّ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ ، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ ، عَنْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَیْرِ بْنِ عُطَارِدِ بْنِ حَاجِبٍ ، أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ فِی مَلأٍ مِنْ أَصْحَابِهِ ، فَأَتَاهُ جِبْرِیلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ ، فَنَکَتَ فِی ظَهْرِهِ ، قَالَ: ((فَذَهَبَ بِی إِلَى شَجَرَةٍ فِیهَا مِثْلُ وَکْرَیِ الطَّیْرِ ، فَقَعَدَ فِی أَحَدِهِمَا ، وَقَعَدْتُ فِی الآخَرِ ، فَنَشَأَتْ بِنَا حَتَّى مَلأَتِ الأُفُقَ ، فَلَوْ بَسَطْتُ یَدِی إِلَى السَّمَاءِ ، لَنِلْتُهَا ، ثُمَّ دُلِّیَ سَبَبٌ ، فَهَبَطَ النُّورُ ، فَوَقَعَ جِبْرِیلُ مَغْشِیًّا عَلَیْهِ ، کَأَنَّهُ حِلْسٌ ، فَعَرَفْتُ فَضْلَ خَشْیَتِهِ عَلَى خَشْیَتِی ، فَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَیْهِ: أَنَبِیًّا عَبْدًا ، أَوْ نَبِیًّا

محمد بن عمیر بن عطارد بن حاجب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ اپنے صحابہ کی ایک جماعت میں تشریف فرما تھے کہ جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور آپ کی کمر مبارک پر کریدا۔ آپ نے بیان کیا: ''پھر مجھے ایک درخت کی طرف لے گئے جس میں پرندوں کی طرح کے آشیانے تھے، چنانچہ ایک آشیانے میں جبریل علیہ السلام بیٹھ گئے اور دوسرے میں میں بیٹھ گیا۔ وہ ہمارے ساتھ اتنے بڑھے اور پھیلے پھولے حتی کہ آسمان کا کنارہ بھر گیا (اور اتنا بلند ہوئے) کہ اگر میں آسمان کی جانب ہاتھ بڑھاتا تو ضرور آسمان کو چھو لیتا، بعد ازاں ایک رسی لٹکائی گئی اور نور نیچے گرنے لگا جس سے جبریل بے ہوش ہو کر گر

(۳۵۸۲) حدیث مرسل

مَلِكًا وَإِلَى الْجَنَّةِ مَا أَنْتَ؟ فَأَوْمَى إِلَيَّ جِبْرِيلُ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ: بَلْ نَبِيًّا عَبْدًا۔))

پڑے جیسے ٹاٹ ہوتے ہیں۔ اس سے میں نے ان کی خشیت وانابت کی فضیلت کو اپنے سے بڑھ کر پایا۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی کہ کیا آپ نبی اور عاجز بندہ بننا پسند کریں گے یا نبی اور بادشاہ ہونا اور جنت میں آپ کو سب کچھ ملے گا۔ جبریل امین علیہ السلام نے لیٹے لیٹے میری طرف اشارہ کیا کہ آپ نبی اور عاجز بندہ بننا پسند کریں۔''

(۳۵۸۳)۔حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ حَيَّانَ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْشَرٍ، عَنْ سَعِيدٍ يَعْنِي الْمَقْبُرِيَّ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَا عَائِشَةُ، لَوْ شِئْتُ، لَسَارَتْ مَعِي جِبَالُ الذَّهَبِ، جَائَنِي مَلَكٌ إِنَّ حُجْزَتَهُ لَتُسَاوِي الْكَعْبَةَ)) فَقَالَ: ((إِنَّ رَبَّكَ يَقْرَأُ عَلَيْكَ السَّلَامَ، وَيَقُولُ: إِنْ شِئْتَ نَبِيًّا عَبْدًا، وَإِنْ شِئْتَ نَبِيًّا مَلِكًا، فَنَظَرْتُ إِلَى جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَأَشَارَ إِلَيَّ أَنْ ضَعْ نَفْسَكَ، فَقُلْتُ: نَبِيًّا عَبْدًا قَالَتْ: فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَأْكُلُ مُتَّكِئًا، يَقُولُ: آكُلُ كَمَا يَأْكُلُ الْعَبْدُ، وَأَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ۔))

سعید مقبری سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے عائشہ! اگر میں چاہوں تو میرے ہمراہ سونے کے پہاڑ چلیں، میرے پاس ایک فرشتہ آیا جس کی کمر کعبہ کی عمارت جتنی چوڑی تھی، اس نے کہا: آپ کا پروردگار آپ کو سلام کہتا ہے اور یہ اختیار دیتا ہے کہ اگر آپ چاہیں تو اللہ کے بندے اور نبی بن جائیں یا بادشاہ نبی بن جائیں، میں نے جبریل علیہ السلام کی طرف دیکھا تو انہوں نے میری طرف اشارہ کیا کہ اپنے آپ کو جھکا دو (اور عاجزی اختیار کرو) چنانچہ میں نے کہا: میں عاجز بندہ اور نبی بننا پسند کروں گا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھاتے تھے اور فرماتے تھے: ''میں کھانا ایسے کھاؤں گا جیسے ایک غلام کھاتا ہے اور یوں بیٹھوں گا جیسے ایک غلام بیٹھتا ہے۔''

(۳۵۸۳) اسناده حسن ......أخرجه ابو الشيخ فی "اخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم": صـ ۲۱۳

(٣٥٨٤)۔وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ، حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْخَلِيلِ الْكَلاعِيُّ، حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَدِّثُ، أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرْسَلَ إِلَى نَبِيِّهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَلَكًا مِنَ الْمَلائِكَةِ مَعَهُ جِبْرِيلُ، فَقَالَ الْمَلَكُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ أَرْسَلَ يُخَيِّرُكَ بَيْنَ أَنْ تَكُونَ عَبْدًا نَبِيًّا، وَبَيْنَ أَنْ تَكُونَ مَلِكًا نَبِيًّا، فَالْتَفَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى جِبْرِيلَ كَالْمُسْتَشِيرِ لَهُ، فَأَشَارَ جِبْرِيلُ بِيَدِهِ أَنْ تَوَاضَعْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لا، بَلْ عَبْدًا نَبِيًّا)) فَمَا أَكَلَ بَعْدَ تِلْكَ الْكَلِمَةِ طَعَامًا مُتَّكِئًا حَتَّى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ایک فرشتے کو جبریل علیہ السلام کے ساتھ روانہ کیا۔ فرشتے نے کہا: اے اللہ کے رسول! بلاشبہ اللہ عزوجل آپ کو اختیار دیتے ہیں کہ آپ بندے، نبی بننا چاہتے ہیں یا بادشاہ نبی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو مشورہ طلب کرنے کی غرض سے دیکھا تو انہوں نے ہاتھ سے عاجزی اور تواضع اختیار کرنے کا اشارہ کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بلکہ میں اللہ کا عاجز بندہ اور نبی بننا پسند کروں گا۔'' اس کے بعد آپ نے فوت ہونے تک کبھی ٹیک لگا کر کھانا نہیں کھایا۔

(9)......بَابُ جُوْدِهِ ﷺ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

(٣٥٨٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ هُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا، فَقَالَ: ((لا۔))

محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا آپ بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جب بھی کوئی سوال ہوا تو آپ نے ''نہیں'' کبھی نہیں کہا۔

(٣٥٨٤) ضعيف ......أخرجه ابو الشيخ فى "اخلاق النبى ﷺ": صـ ٢١٣

(٣٥٨٥) أخرجه البخارى: ٦٠٣٤، ومسلم: ٢٣١١

(٣٥٨٦)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سِبْطُ الصَّالَحَانِيِّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ حَيَّانَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: مَا سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا قَطُّ، فَقَالَ: ((لَا۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ سے جب بھی کوئی سوال ہوا تو آپ نے ''نہیں'' کبھی نہیں کہا۔

(٣٥٨٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا يُونُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ أَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُونُ فِي رَمَضَانَ حِينَ يَلْقَاهُ جِبْرِيلُ، وَكَانَ يَلْقَاهُ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ فِي رَمَضَانَ، فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ، وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا لَقِيَهُ جِبْرِيلُ أَجْوَدَ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں تو آپ بہت ہی سخاوت فرماتے تھے۔ جب جبریل علیہ السلام کے ساتھ آپ کی ملاقات ہوتی اور آپ رمضان المبارک کی ہر رات جبریل علیہ السلام سے ملتے اور ان سے قرآن کا دور فرماتے اور جب رسول اللہ ﷺ کی جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوتی تو تیز ہوا سے بھی زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

(٣٥٨٨)۔أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الشَّاهِ، إِمْلَاءً، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ يَحِيدَ بْنِ عَبْدِ الْكَرِيمِ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ أَحْمَدُ بْنُ نَجْدَةَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَجْمَلِ النَّاسِ، وَأَجْوَدِ النَّاسِ، وَأَشْجَعِ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ مَرَّةً، فَرَكِبَ فَرَسًا لِأَبِي طَلْحَةَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اخلاق اور شکل کے لحاظ سے تمام لوگوں سے بڑھ کر حسین تھے۔ تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔ ایک رات اہل مدینہ (دشمن کی آواز سن کر) گھبرا

(٣٥٨٦) انظر الحديث السابق

(٣٥٨٧) أخرجه البخاري: ١٩٠٢، ومسلم: ٢٣٠٨

(٣٥٨٨) أخرجه البخاري: ٢٦٢٧، ومسلم: ٢٣٠٧

عُـرْيًا ، ثُمَّ رَجَعَ وَهُوَ يَقُولُ: ((لَنْ تُرَاعُوا لَنْ تُرَاعُوا)) ثُمَّ قَالَ: إِنَّا وَجَدْنَاهُ بَحْرًا۔

گئے۔آپ ﷺ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کی ننگی پیٹھ پرسوار تھے، پھر جب آپ واپس آئے تو فرمار ہے تھے:''ڈرو نہیں، ڈرو نہیں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا:''میں نے اس گھوڑے کونہایت تیز رفتار پایا ہے۔''

شرح ((فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ)) اہل مدینہ گھبرا گئے اور مدد کے طلب گار ہوئے۔

((الفَزَع)) ''خوف وہراس۔'' بسا اوقات یہ لفظ نصرت ومعاونت کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

((عُرْیٌ)) ''ننگی پیٹھ۔'' جانوروں کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، انسانوں کے لیے نہیں، مثلاً (فَرَسٌ عُرْیٌ) ''بغیر زین کے گھوڑا۔'' اور ''خَلِيْلٌ اَعْرَاء'' ننگی پشت والے گھوڑے کو کہا جائے گا لیکن ''رَجُلٌ عُرْیٌ'' نہیں کہا جائے گا بلکہ ''رَجُلٌ عُرْیَان'' کہا جائے گا۔

((لَنْ تُرَاعُوْ)) مطلب ہے کوئی گھبراہٹ نہیں، کوئی خوف والی بات نہیں، پُرسکون رہو۔ اگر کوئی کسی شخص کو خوف زدہ کرے تو اہل عرب کہتے ہیں: ریع فلان۔''فلاں کو دہشت زدہ کیا گیا۔''

((لَنْ تُرَاعُوْ)) بھی مروی ہے۔ اہل عرب لفظ لَمْ ، لَنْ کی جگہ لا بول لیتے ہیں۔

(٣٥٨٩)۔أَخْبَرَنَـا أَبُـو سَعِيدٍ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، قَالَ: لَمَّا قَفَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ غَزْوَةِ حُنَيْنٍ تَبِعَهُ الأَعْرَابُ يَسْأَلُونَهُ ، فَأَلْجَئُوهُ إِلَى شَجَرَةٍ ، فَخَطَفَتْ رِدَائَهُ ، وَهُوَ عَلَى رَاحِلَتِهِ ، فَقَالَ: ((رُدُّوا عَلَيَّ رِدَائِي ، أَتَخْشَوْنَ عَلَيَّ الْبُخْلَ؟)) فَقَالَ: ((فَوَاللَّهِ! لَوْ كَانَ لِي عَدَدُ هَذِهِ الْعِضَاهِ نَعَمًا ، لَقَسَمْتُهُ بَيْنَكُمْ ، ثُمَّ لا تَجِدُونِي بَخِيلًا وَلا جَبَانًا ، وَلا كَذَّابًا۔))

سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ جنگ حنین سے واپس آ رہے تھے تو ایک مقام پر دیہاتی لوگ آپ کے پیچھے ہو لیے۔ وہ آپ سے مال غنیمت مانگ رہے تھے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو ایک درخت کی طرف دھکیل دیا، آپ کی چادر درخت میں الجھ گئی، آپ اپنی سواری پر سوار تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے میری چادر لوٹا دو، کیا تمہیں میرے بارے میں بخل کا اندیشہ ہے؟' اللہ کی قسم! اگر میرے پاس ان درختوں کی تعداد کے برابر بھی مویشی ہوتے تو میں انہیں تم

(٣٥٨٩) أخرجه البخاري: ٢٨٢١

میں تقسیم کر دیتا تو پھر تم مجھے بخیل، چھوٹے دل والا اور غلط بیانی کرنے والا نہ پاتے۔“

(۳۵۹۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَخْلَدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ السَّرَّاجُ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِغَدٍ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کے لیے کچھ بچا کر نہیں رکھتے تھے۔

(۳۵۹۱)۔حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ سِبْطُ الصَّالْحَانِيِّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جعفرِ بْنِ حَيَّانَ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، أَخْبَرَنَا أَبُو يَعْلَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ غِيَاثٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَأَلَهُ، فَأَعْطَاهُ غَنَمًا بَيْنَ جَبَلَيْنِ، فَأَتَى الرَّجُلُ قَوْمَهُ، فَقَالَ: أَسْلِمُوا، فَإِنَّ مُحَمَّدًا يُعْطِي عَطَاءَ رَجُلٍ مَا يَخَافُ فَاقَةً۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے اس کو دو پہاڑوں پر بکریاں دے دیں (یعنی اتنی بکریاں دیں کہ دو پہاڑوں کے بیچ والی جگہ بھر گئی) وہ شخص جب اپنی قوم کے پاس گیا تو کہنے لگا: مسلمان ہو جاؤ، بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اتنا کچھ دیتے ہیں کہ فقر وفاقہ کا ڈر نہیں رہتا۔

(۳۵۹۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عُثْمَانَ الضَّبِّيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَرَّاحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُونُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ صَفْوَانَ بْنَ أُمَيَّةَ قَالَ: أَعْطَانِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ، وَإِنَّهُ لأَبْغَضُ الْخَلْقِ

سیدنا صفوان بن اُمیہ رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ حنین والے دن مجھے عطیہ دیا اور آپ اس وقت تمام مخلوق سے مجھے زیادہ نا پسندیدہ تھے، آپ مسلسل نوازتے

(۳۵۹۰) صحیح ......أخرجه الترمذی: ۲۳۶۲

(۳۵۹۱) أخرجه مسلم: ۲۳۱۲

(۳۵۹۲) أخرجه مسلم: ۲۳۱۳

إِلَـيَّ، فَمَـا زَالَ يُـعْـطِـيـنِي حَتَّى إِنَّهُ لأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ۔

رہے حتی کہ آپ میرے نزدیک ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

(10)......بَابُ حَيَائِهِ وَقِلَّةِ كَلامِهِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ کی حیا اور کم گوئی کا بیان

(۳۵۹۳)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ بْـنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَـرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ ابْنُ أَبِي عُتْبَةَ مَوْلَى أَنَسٍ......

عَـنْ أَبِـي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشَدَّ حَيَاءً مِنْ عَـذْرَاءَ فِـي خِـدْرِهَـا، وَكَانَ إِذَا كَرِهَ شَيْئًا، رَأَيْنَاهُ فِي وَجْهِهِ۔

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پردہ نشین کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم وحیا والے تھے اور آپ جب کسی چیز کو ناپسند کرتے تو اس کا اثر آپ کے چہرۂ مبارک پر ظاہر ہو جاتا تھا۔

(۳۵۹٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُـحَـمَّـدُ بْـنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ الصَّبَّاحِ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَـنْ عَائِشَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لأَحْصَاهُ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ اس قدر ٹھہر ٹھہر کر باتیں کرتے کہ اگر کوئی شخص آپ کے الفاظ گن لینا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

(۳۵۹٥)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ بْـنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَخْبَـرَنَـا أَبُـو الْـقَـاسِـمِ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَخْبَرَنَا قَيْسٌ هُوَ ابْنُ الرَّبِيعِ، أَخْبَرَنَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ......

عَـنْ جَـابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَوِيلَ الصَّمْتِ۔

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دیر تک خاموش رہتے تھے۔

(۳۵۹۳) أخرجه البخاري: ٦١٠٢، ومسلم: ٢٣٢٠

(۳۵۹٤) أخرجه البخاري: ٣٥٦٧، ومسلم: ٢٤٩٣

(۳۵۹٥) حديث حسن ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٢٠٨٥٣

(۳۵۹۶)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ، حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ الأَسْوَدِ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ عُرْوَةَ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ هٰذَا، وَلٰكِنَّهُ كَانَ يَتَكَلَّمُ بِكَلَامٍ بَيِّنٍ فَصْلٍ يَحْفَظُهُ مَنْ جَلَسَ إِلَيْهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح جلدی جلدی گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ آپ واضح اور علیحدہ علیحدہ کلام فرماتے جسے آپ کے پاس بیٹھا ہوا شخص یاد کر لیتا تھا۔

شرح: ((يَسْرُدُ سَرْدَكُمْ)) ''مسلسل بغیر وقفہ کے بولتے چلے جانا، پے در پے گفتگو کرنا۔'' اسی سے ہے (فُلَانٌ يَسْرُدُ الصِّيَامَ سَرْدًا'' فلاں بغیر ناغہ کیے روزے رکھتا ہے۔'' قرآن مجید میں ہے: ﴿وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ﴾ ''اور جوڑوں میں اندازہ رکھ۔'' (سورۂ سبا:۱۱) یعنی حلقے قریب قریب اور مناسب فاصلے سے ہوں اور کڑیوں کے جوڑنے میں کیل اتنے باریک نہ ہوں کہ جوڑ حرکت کرتے رہیں اور ان میں قرار وثبات نہ آئے اور نہ اتنے موٹے ہوں کہ اسے توڑ ہی ڈالیں یا جس سے حلقہ تنگ ہو جائے اور اسے پہنا نہ جا سکے۔

(11)......بَابُ شُجَاعَتِهِ ﷺ

نبی ﷺ کی شجاعت وبسالت کا بیان

سیدنا انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام لوگوں سے بڑھ کر حسین تھے، تمام لوگوں سے زیادہ سخی اور تمام لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔(صحیح بخاری: ۳۰۴۰، صحیح مسلم: ۲۳۰۷)

(۳۵۹۷)۔حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالْحَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ حَيَّانَ الْمَعْرُوفُ بِأَبِي الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَعْدَانَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ الْجَوْهَرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ زَكَرِيَّا، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا وَاللّٰهِ! إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ، نَتَّقِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا الَّذِي يُحَاذِي بِهِ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب زور کا رن پڑتا تو ہم اللہ کی قسم! آپ ﷺ کی آڑ لیتے۔ ہم میں سے وہ شخص بہادر شمار کیا جاتا جو آپ کے برابر رہ کر لڑتا۔

(۳۵۹۶) أخرجه مسلم: ۲٤۹۳

(۳۵۹۷) أخرجه مسلم: ۱۷۷٦

(٣٥٩٨)۔وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ......

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، قَالَ: كُنَّا إِذَا احْمَرَّ الْبَأْسُ، وَلَقِيَ الْقَوْمُ الْقَوْمَ، اتَّقَيْنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَا يَكُونُ أَحَدٌ أَقْرَبَ إِلَى الْعَدُوِّ مِنْهُ۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب گھمسان کا رن پڑتا اور ایک فوج دوسرے فوج کے مقابل آ کھڑی ہوتی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آڑ لیا کرتے تھے کہ آپ سے بڑھ کر کوئی شخص دشمن کے قریب نہ ہوتا۔

شرح: ((اِحْمَرَّ الْبَأْسُ)) ''جب جنگ زوروں پر ہوتی۔'' سخت اور دہشت ناک موت کو ''مَوْتٌ اَحْمَرُ'' کہا جاتا ہے۔

((اتَّقَيْنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ''ہم جنگ میں آپ کی اوٹ حاصل کرتے اور دشمن کے وار سے بچنے کی کوشش کرتے۔''

(٣٥٩٩)۔وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، حَدَّثَنَا أَبُو ذَرٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا جُبَيْرُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا عَلِيٌّ الطَّنَافِسِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ مُضَرِّبٍ......

عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ بَدْرٍ، وَنَحْنُ نَلُوذُ بِالنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ، وَهُوَ أَقْرَبُنَا إِلَى الْعَدُوِّ، وَكَانَ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ يَوْمَئِذٍ بَأْسًا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جنگ بدر والے دن میں نے دیکھا، ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ حاصل کر رہے تھے اور آپ ہم سب سے بڑھ کر دشمن کے قریب تھے اور اس روز آپ نے سب سے زیادہ جنگ جوئی کے جوہر دکھائے۔

(٣٦٠٠)۔وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحَارِثِيُّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ شُعْبَةَ، حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، حَدَّثَنَا صَدَقَةُ الزِّمَّانِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب

(٣٥٩٨) اسناده صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٣٤٧

(٣٥٩٩) اسناده صحيح ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ٦٥٤

(٣٦٠٠) أخرجه البخارى: ٣٠٤٠، ومسلم: ٢٣٠٧

أَحْسَنَ النَّاسِ ، وَأَشْجَعَ النَّاسِ ، وَأَسْمَحَ النَّاسِ۔

سے زیادہ حسین، سب سے زیادہ دلیر اور سب سے زیادہ سخی تھے۔

(12)......بَابُ تَبَسُّمِهِ ﷺ

آپ علیہ السلام کے تبسم کا بیان

(٣٦٠١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنَا عَمْرٌو هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ ، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ ، حَدَّثَهُ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ......

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتَّى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو کبھی کھل کھلا کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کے حلق کا آخری حصہ (کوّا) نظر آئے، آپ تو صرف مسکراتے تھے۔

(٣٦٠٢)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا ابْنُ لَهِيعَةَ ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَكْثَرَ تَبَسُّمًا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر مسکرانے والا کوئی اور نہیں دیکھا۔

(13)......بَابُ اِخْتِيَارِهِ أَيْسَرَ الْأَمْرَيْنِ ﷺ

آپ علیہ السلام دو جائز امور میں سے آسان کام کو پسند فرماتے

(٣٦٠٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب بھی دو چیزوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے لیے

(٣٦٠١) أخرجه البخاري: ٦٠٩٢ ، ومسلم: ٨٩٩

(٣٦٠٢) صحيح ......أخرجه الترمذي: ٣٦٤١

(٣٦٠٣) أخرجه البخاري: ٣٥٦٠ ، ومسلم: ٢٣٢٧

فِی أَمْرَیْنِ إِلا أَخَذَ أَیْسَرَهُمَا مَا لَمْ یَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا، كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِنَفْسِهِ إِلا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَیَنْتَقِمُ لِلَّهِ بِهَا۔

کہا گیا تو آپ نے ہمیشہ اسی کو اختیار کیا جس میں آپ کو زیادہ آسانی معلوم ہوتی بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ نہ ہو کیونکہ اگر اس میں گناہ کا کوئی شائبہ بھی ہوتا تو آپ اس سے سب سے زیادہ دور رہتے اور آپ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے بدلا نہیں لیا لیکن اگر اللہ کی حرمت کو کوئی توڑتا تو آپ اس سے ضرور بدلا لیتے تھے۔

(14)......بَابُ جَامِعِ صِفَاتِهِ ﷺ

آپ ﷺ کے اخلاق واوصاف

(٣٦٠٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِیٍّ الْكُوفِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ إِبْرَاهِیمَ بْنِ أَحْمَدَ الأَنْبَارِیُّ، قِرَائَةً عَلَیْهِ فِی دَارِهِ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ زَكَرِیَّا الْبَاذِنْجَانِیُّ، حَدَّثَنِی أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ نَصْرٍ، وَأَبُو الْعَبَّاسِ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَعْیَنَ، قَالا: نا مُكَرَّمُ بْنُ مُحْرِزِ بْنِ الْمَهْدِیِّ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَمْرِو بْنِ خُوَیْلِدٍ الْخُزَاعِیُّ، ثُمَّ الْكَعْبِیُّ، حَدَّثَنِی أَبِی مُحْرِزُ بْنُ مَهْدِیٍّ......

عَنْ حِزَامِ بْنِ هِشَامِ بْنِ حُبَیْشٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَتِیلِ الْبَطْحَاءِ یَوْمَ الْفَتْحِ، عَنْ أَبِیهِ، عَنْ جَدِّهِ حُبَیْشِ بْنِ خَالِدٍ وَهُوَ أَخُو عَاتِكَةَ بِنْتِ خَالِدٍ وَكُنْیَتُهَا أُمُّ مَعْبَدٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِینَ أُخْرِجَ مِنْ مَكَّةَ خَرَجَ مُهَاجِرًا إِلَى الْمَدِینَةِ هُوَ وَأَبُو بَكْرٍ، وَمَوْلَى أَبِی بَكْرٍ عَامِرُ بْنُ فُهَیْرَةَ، وَدَلِیلُهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الأُرَیْقِطِ اللَّیْثِیُّ، مَرُّوا عَلَى خَیْمَتَیْ أُمِّ مَعْبَدٍ الْخُزَاعِیَّةِ، وَكَانَتْ بَرْزَةً تَحْتَبِی بِفِنَاءِ الْخَیْمَةِ، ثُمَّ تَسْقِی وَتُطْعِمُ، فَسَأَلُوهَا لَحْمًا

حزام بن ہشام رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی اور فتح مکہ والے دن وادی بطحا میں شہید ہوئے اپنے والد ہشام سے اور وہ اپنے دادا حُبیش بن خالد سے روایت کرتے ہیں اور یہ عاتکہ بنت خالد کے بھائی ہیں۔ عاتکہ کی کنیت ام معبد ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کو مکہ سے نکلنے کا حکم دیا گیا تو آپ ﷺ مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرما ہوئے (آپ کے ساتھ) ابوبکر رضی اللہ عنہ کا غلام عامر بن فہیرہ اور ان دونوں کا راہ نما عبداللہ بن اریقط لیثی تھا۔ جب یہ سب ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا کے خیموں کے پاس سے گزرے، وہ ایک بڑی عمر کی خاتون تھیں اور ہر وقت خیمہ کے آنگن میں بیٹھی رہتیں، وہیں کھاتی پیتی تھیں، انہوں نے اس سے گوشت

(٣٦٠٤) قال الهیثمی: فی اسناده جماعة لم اعرفهم ......أخرجه الحاکم: ٤٢٧٤

وَتَمْرًا لِيَشْتَرُوا مِنْهَا، فَلَمْ يُصِيبُوا عِنْدَهَا شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ، وَكَانَ الْقَوْمُ مُرْمِلِينَ مُسْنِتِينَ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى شَاةٍ فِي كِسْرِ الْخَيْمَةِ، فَقَالَ: ((مَا هَذِهِ الشَّاةُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ؟)) قَالَتْ: شَاةٌ خَلَّفَهَا الْجَهْدُ عَنِ الْغَنَمِ، قَالَ: ((هَلْ بِهَا مِنْ لَبَنٍ؟)) قَالَتْ: هِيَ أَجْهَدُ مِنْ ذَلِكَ، قَالَ: ((أَتَأْذَنِينَ لِي أَنْ أَحْلُبَهَا)) قَالَتْ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنْ رَأَيْتَ بِهَا حَلَبًا، فَاحْلُبْهَا، فَدَعَا بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَمَسَحَ بِيَدِهِ ضَرْعَهَا، وَسَمَّى اللّٰهَ جَلَّ ثَنَاؤُهُ، وَدَعَا لَهَا فِي شَاتِهَا، فَتَفَاجَّتْ عَلَيْهِ، وَدَرَّتْ، وَاجْتَرَّتْ، فَدَعَا بِإِنَاءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ، فَحَلَبَ فِيهِ ثَجًّا حَتَّى عَلَاهُ الْبَهَاءُ، ثُمَّ سَقَاهَا حَتَّى رَوِيَتْ، وَسَقَى أَصْحَابَهُ حَتَّى رَوُوا، ثُمَّ شَرِبَ آخِرَهُمْ، ثُمَّ أَرَاضُوا، ثُمَّ حَلَبَ فِيهِ ثَانِيًا بَعْدَ بَدْءٍ حَتَّى مَلَأَ الْإِنَاءَ، ثُمَّ غَادَرَهُ عِنْدَهَا وَبَايَعَهَا، وَارْتَحَلُوا عَنْهَا، فَقَلَّمَا لَبِثَتْ حَتَّى جَاءَ زَوْجُهَا أَبُو مَعْبَدٍ يَسُوقُ أَعْنُزًا عِجَافًا، يَتَسَاوَكْنَ هَزْلَى ضُحًى، مُخُّهُنَّ قَلِيلٌ، فَلَمَّا رَأَى أَبُو مَعْبَدٍ اللَّبَنَ، عَجِبَ، قَالَ: مِنْ أَيْنَ لَكِ هَذَا اللَّبَنُ يَا أُمَّ مَعْبَدٍ، وَالشَّاءُ عَازِبٌ حِيَالٌ لَا حَلُوبَ فِي الْبَيْتِ؟ قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ، إِنَّهُ مَرَّ بِنَا رَجُلٌ مُبَارَكٌ مِنْ حَالِهِ كَذَا وَكَذَا

اور کھجوریں دریافت کیں تا کہ اس سے خریدیں لیکن انہوں نے اس کے ہاں ان میں سے کسی چیز کو نہ پایا، یہ لوگ کھانے پینے کی چیزوں سے خالی تھے اور قحط سالی میں مبتلا تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے خیمے کے کونے میں ایک بکری دیکھی، آپ نے دریافت کیا: ''اے ام معبد! اس بکری کا کیا حال ہے؟'' ام معبد نے بتایا کہ لاغری نے اس کو بکریوں کے ریوڑ سے پیچھے چھوڑا ہے۔ آپ نے دریافت کیا: ''کیا اس میں کچھ دودھ ہے؟'' اس نے بتایا کہ یہ بکری (دودھ سے) بالکل خالی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تو مجھے اس کا دودھ نکالنے کی اجازت دیتی ہے؟'' اس نے کہا: میرا باپ اور میری ماں آپ پر فدا ہوں، اگر آپ کو اس میں دودھ نظر آتا ہے تو نکال لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے بکری کو اپنے پاس منگوایا اور اپنا ہاتھ اس کے پستانوں پر پھیرا اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ کر ام معبد کے لیے اس کی بکری کے حق میں دعا کی، چنانچہ بکری نے آپ کے لیے اپنے دونوں پاؤں کھول دیئے اور دودھ چھوڑ دیا اور جگالی کرنے لگی، آپ ﷺ نے ایسا برتن طلب کیا جو جماعت کے لیے کافی ہو۔ آپ نے اس سے بہتا ہوا دودھ نکالا یہاں تک کہ برتن پر جھاگ غالب تھی۔ بعد ازاں آپ ﷺ نے ام معبد رضی اللہ عنہا کو دودھ پلایا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئیں، پھر آپ نے اپنے رفقاء کو پلایا، وہ بھی سیراب ہو گئے۔ سب سے آخر میں آپ نے پیا، پھر آپ نے اس سے دوسری بار بلا توقف دودھ نکالا یہاں تک کہ برتن بھر گیا اور اس کو ام معبد رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ دیا اور نبی ﷺ نے اس سے اسلام پر بیعت لی، پھر سب اس کے ہاں سے روانہ

قَالَ: صِفِيهِ لِي يَا أُمَّ مَعْبَدٍ، قَالَتْ: رَأَيْتُ رَجُلا ظَاهِرَ الْوَضَائَةِ، أَبْلَجَ الْوَجْهِ، لَمْ تَعِبْهُ نُحْلَةٌ، وَلَمْ تُزْرِ بِهِ صُقْلَةٌ، وَسِيمٌ قَسِيمٌ، فِي عَيْنِهِ دَعَجٌ، وَفِي أَشْفَارِهِ وَطَفٌ، وَفِي صَوْتِهِ صَهَلٌ، وَفِي عُنُقِهِ سَطَعٌ، وَفِي لِحْيَتِهِ كَثَاثَةٌ، أَزَجُّ أَقْرَنُ، إِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ، وَإِنْ تَكَلَّمَ سَمَا وَعَلاهُ الْبَهَاءُ، أَجْمَلُ النَّاسِ وَأَبْهَاهُ مِنْ بَعِيدٍ وَأَجْلاهُ وَأَحْسَنُهُ مِنْ قَرِيبٍ، حُلْوُ الْمَنْطِقِ، فَصْلٌ لا نَزْرٌ وَلا هَذْرٌ، كَأَنَّ مَنْطِقَهُ خَرَزَاتُ نَظْمٍ يَتَحَدَّرْنَ، رَبْعَةٌ لا يَأْسَ مِنْ طُولٍ، وَلا تَقْتَحِمُهُ عَيْنٌ مِنْ قِصَرٍ، غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ، فَهُوَ أَنْضَرُ الثَّلاثَةِ مَنْظَرًا، وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا، لَهُ رُفَقَاءُ يَحُفُّونَ بِهِ، إِنْ قَالَ: أَنْصَتُوا لِقَوْلِهِ، وَإِنْ أَمَرَ تَبَادَرُوا لأَمْرِهِ، مَحْشُودٌ مَحْفُودٌ، لا عَابِسٌ وَلا مُفَنَّدٌ، قَالَ أَبُو مَعْبَدٍ: هُوَ وَاللَّهِ! صَاحِبُ قُرَيْشٍ الَّذِي ذُكِرَ لَنَا مِنْ أَمْرِهِ مَا ذُكِرَ بِمَكَّةَ، وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَصْحَبَهُ، وَلأَفْعَلَنَّ إِنْ وَجَدْتُ إِلَى ذَلِكَ سَبِيلا، وَأَصْبَحَ صَوْتٌ بِمَكَّةَ عَالِيًا يَسْمَعُونَ الصَّوْتَ، وَلا يَدْرُونَ مَنْ صَاحِبُهُ، وَهُوَ يَقُولُ:

جَزَى اللّٰهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهِ
رَفِيقَيْنِ قَالا خَيْمَتَيْ أُمِّ مَعْبَدِ
هُمَا نَزَلاهَا بِالْهُدَى وَاهْتَدَتْ بِهِ
فَقَدْ فَازَ مَنْ أَمْسَى رَفِيقَ مُحَمَّدِ

ہوئے۔ ابھی ان حضرات کو گئے ہوئے کچھ وقت ہی گزرا تھا کہ ام معبد کے شوہر ابو معبد کمزور اور لاغر بکریوں کو ہانکتے ہوئے چاشت کے وقت آ گئے۔ وہ کمزوری کی بنا پر ایک دوسرے پر گر رہی تھیں اور ان کی پنڈلیوں میں گودا بہت کم تھا۔ جب ابو معبد نے گھر میں دودھ دیکھا تو سخت حیران ہوئے اور دریافت کیا: اے ام معبد! یہ دودھ آپ کو کیسے میسر آ گیا؟ جبکہ بکریاں چارے سے محروم، حددرجہ لاغر ہیں اور گھر میں کوئی دودھ والا جانور بھی موجود نہیں ہے؟ ام معبد نے کہا: نہیں اللہ کی قسم! ہمارے پاس سے ایک مبارک شخص کا گزر ہوا، جس کا حلیہ کچھ یوں ہے۔ ابو معبد نے کہا: اے ام معبد! مجھے اس شخص کا حلیہ بیان کرو۔ ام معبد نے کہا: میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جو پاکیزہ اور روشن رو، کشادہ چہرہ، نہ توند نکلی ہوئی (یا نہ عیب دار پتلے پن والے) نہ چندریہ کے بال گرے ہوئے (یا نہ بے تکے موٹے) صاحب جمال، آنکھیں سیاہ وفراخ، بال لمبے اور گھنے، آواز میں باوقار بھاری پن، بلند گردن، گھنی داڑھی، باریک وپیوستہ ابرو، خاموش، وقار کے ساتھ گویا دل بستگی لیے ہوئے، اگر گفتگو کریں تو باوقار حسین اور پُر رعب لگیں، دور سے دیکھنے میں دل فریب، قریب سے نہایت شیریں وکمال حسین، شیریں کلام، واضح الفاظ، کلام کمی وبیشی الفاظ سے مبرا، تمام گفتگو موتیوں کی لڑی جیسی پروئی ہوئی، میانہ قد، نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی، کوتاہی سے حقیر نظر نہیں آتے، دوشاخوں کے درمیان ایسی شاخ کی طرح ہیں جو سب سے زیادہ تازہ وخوش منظر ہے، رفیق ایسے کہ ہر وقت اس کے گردوپیش رہتے ہیں، جب وہ کچھ کہتا ہے تو چپ

فَيَا لَقُصَيٍّ مَا زَوَى اللّٰهُ عَنْكُمُ
بِهِ مِنْ فَعَالٍ لا يُجَازَى وَسُؤْدَدِ
لِيَهْنِ بَنِي كَعْبٍ مَقَامُ فَتَاتِهِمْ
وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِينَ بِمَرْصَدِ
سَلُوا أُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَا وَإِنَائِهَا
فَإِنَّكُمُ إِنْ تَسْأَلُوا الشَّاةَ تَشْهَدِ
دَعَاهَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ
عَلَيْهِ صَرِيحًا ضَرَّةُ الشَّاةِ مُزْبِدِ
فَغَادَرَهَا رَهْنًا لَدَيْهَا لِحَالِبٍ
يُرَدِّدُهَا فِي مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدِ۔

چاپ سنتے ہیں، حکم دیتا ہے تو تعمیل کے لیے جھپٹتے ہیں، مخدوم، مطاع، نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔

ابو معبد نے کہا: اللہ کی قسم! یہ شخص قریش سے ہوگا مکہ مکرمہ کا باسی، اس کی باتیں ہم تک پہنچ چکی ہیں اور میں چاہوں گا کہ اس کی صحبت میں زندگی گزاروں اور میں ایسا ضرور کروں گا جب بھی مجھے موقع میسر آیا، مکہ میں ایک شخص نے بآواز بلند یہ اشعار پڑھے، لوگوں نے اس کی آواز تو سنی لیکن قائل کا کچھ پتہ نہ چل سکا، وہ کہہ رہا تھا:

اللہ رب العرش ان دو رفیقوں کو بہترین جزا دے جو ام معبد کے خیمے میں نازل ہوئے

دونوں خیر کے ساتھ اترے اور خیر کے ساتھ روانہ ہوئے اور جو محمد ﷺ کا رفیق ہوا وہ کامیاب ہوا۔

ہائے قصی! اللہ نے اس کے ساتھ کتنے بے نظیر کارنامے اور سرداریاں تم سے سمیٹ لیں۔

بنو کعب کو ان کی خاتون کی قیام گاہ اور مومنین کی نگہداشت کا پڑاؤ مبارک ہو۔

تم اپنی خاتون سے اس کی بکری اور برتن کے متعلق پوچھو، تم اگر خود بکری سے پوچھو گے تو وہ بھی شہادت دے گی۔

اس نے ریوڑ (سے پیچھے رہ جانے) والی بکری کو بلایا اور اس سے خالص دودھ دوہا جس کے تھن جھاگ والے دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔

وہ بکری کو ام معبد کے پاس دودھ دوہنے والے کے لیے گروی چھوڑ گیا جو اسے چراتا چگاتا ہے۔

شرح ((بَرْزَةٌ)) یعنی بوڑھی تھی اور جوان عورتوں کی طرح پردہ نشین نہیں تھی۔

((مُرْمِلِيْنَ)) کھانے پینے کی اشیاء سے محروم، جب کسی شخص کے پاس اناج اور غلہ بالکل ختم ہو جائے اور بات

فاقوں تک جا پہنچے تو "اَرْمَلَ الرَّجُلُ" کہا جاتا ہے۔ ((مُسْنِتِيْنَ)) "قحط سالی میں مبتلا۔" اہل عرب غذائی قلت کے شکار لوگوں کے لیے "اَسْنَتَ الْقَوْمُ فَهُمْ مُسْنِتُوْنَ" کے الفاظ بولتے ہیں۔

بعض روایات میں ((مُشْتِيْنَ)) کے الفاظ بھی مروی ہیں یعنی وہ فاقوں کا شکار ہیں۔ اہل عرب بھوک اور افلاس کے لیے الشِّتَاء کا لفظ استعمال کر جاتے ہیں۔ ((مُشْتِيْنَ)) کا معنی ہے لوگ موسم سرما میں داخل ہو چکے ہیں۔ جب جاڑے کی ٹھنڈی اور یخ بستہ ہوائیں چلنے لگیں اور ماحول میں خنکی کا احساس غالب ہو تو اہل عرب اَشْتَى الْقَوْمُ کہا کرتے ہیں۔ سردیوں کے موسم میں عموماً سارا عرب قحط سالی کی شدید لپیٹ میں آجایا کرتا تھا اور غذائی بحران زوروں پر ہو جاتا تھا۔ اس لیے لفظ شتا کو قحط کے مترادف کے طور پر استعمال کیا جانے لگا۔ ((اَصَافُوْا)) کی اصطلاح موسم گرما کے آغاز کے لیے ہے کیونکہ "صیف" کے معنی موسم گرما کے ہیں۔ ((كِسْرُ الْخَيْمَة)) "خیمے کے ایک گوشے میں۔" اس لفظ کو کاف کے کسرہ اور فتحہ کے ساتھ دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ جیسے لفظ نِفطٍ اور نَفطٍ ہے اور اسی طرح بِزرٍ اور بَزرٍ کے الفاظ ہیں۔

((خلَّفَهَا الْجَهْدُ)) لاغری نے اسے ریوڑ سے پیچھے چھوڑا ہے۔" جب کوئی شخص حد درجہ کمزور اور چلنے سے عاجز آجائے تو جُهِدَ الرَّجُلُ کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

((فَتَفَاجَّتْ)) "اس نے دودھ دوہنے کے لیے اپنی ٹانگیں پسار لیں۔" یعنی دونوں پاؤں کھول دیے۔

((دَعَا بِإِنَاءٍ يُرْبِضُ الرَّهْطَ)) "ایسا برتن منگوایا جس سے ایک جماعت کا پیٹ بھر جائے اور وہ سیر شکم ہو کر سو رہیں۔" جب سورج کی شعاعوں میں تیزی اور حدت آجائے، گرمی زور پکڑ لے اور وحشی جانور اپنی اپنی کمین گاہوں کی طرف لوٹ جائیں تو آفتاب کی اس کیفیت کو بیان کرتے ہوئے کہا جاتا ہے: اَرْبَضَتِ الشَّمْسُ۔

((الرَّهْطُ)) یہ لفظ تین سے لے کر دس افراد تک کی تعداد پر بولا جاتا ہے۔ لفظ "النَّفر" کا اطلاق بھی اتنی ہی تعداد پر ہوتا ہے۔ لفظ عُصْبَة کا اطلاق ایک سے چالیس تک کی تعداد پر ہوتا ہے۔

((فَحَلَبَ فِيْهِ ثَجًّا)) "وافر مقدار میں دودھ نکالا۔" لفظ (ثَجّ) زور سے کسی چیز کے لینے پر بولا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَاَنْزَلْنَا مِنَ الْمُعْصِرَاتِ مَاءً ثَجَّاجًا﴾ .... "اور بدلیوں سے ہم نے بکثرت بہتا ہوا پانی برسایا۔" (سورۂ نبأ: ۱۴) ﴿ثَجَّاجًا﴾ .... "کثرت سے بہنے والا پانی۔"

((حَتّٰى عَلَاهُ الْبِهَاءُ)) "دودھ کی جھاگ برتن کے اوپر آگئی۔" مراد یہ ہے کہ برتن لبالب بھر گیا۔

((ثُمَّ اَرَاضُوْا)) "انہوں نے بار بار خوب سیر ہو کر پیا۔" یہ لفظ "الروضة" سے ماخوذ ہے۔ اس سے مراد پانی کے جمع ہونے والی جگہ حوض یا تالاب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ سب نے دودھ پیا اور خوب پیا حتی کہ سیرابی حاصل ہوگئی اور

مزید ایک گھونٹ لینے کی بھی گنجائش نہ رہی، جب کسی جگہ پانی کھڑا ہو جائے تو اَرَاضَ الْوَادِیْ یا اِسْتَرَاضَ الْوَادِیْ کا لفظ بولا جاتا ہے اور ((حَتّٰـــی اَرَاضُــوْا)) کا معنی ہے کہ وہ چٹائی پر محو استراحت ہو گئے (یعنی اس لفظ کے ساتھ "حتی" اور "ثم" لگنے سے معنی میں فرق پڑ جاتا ہے)

((یَتَسَاوَکْنَ هَزْلٰی)) ''یعنی وہ کمزوری اور لاغری کی وجہ سے ایک دوسرے پر گرتی پڑتی تھیں اور ریوڑ میں سے کوئی بکری بھی موٹی تازی نہ تھی۔ایک روایت میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ((لا نِقْیَ بِهِنَّ)) ''کمزوری کی بنا پر ان کی ٹانگوں میں گودا نہ تھا۔'' عربی زبان میں گودے کو "النقی" کہتے ہیں۔

((وَالشَّــاءُ عَــازِبٌ)) ''بکریاں چراگاہ سے دور ہیں۔'' یعنی سرسبز و شاداب اور تازہ نرم گھاس سے محروم ہیں۔ (عَزَبَ فُلَانٌ) ''فلاں شخص دور چلا گیا۔''

((الحِیَال)) ''ایسے جانور کو کہتے ہیں جو حاملہ نہ ہو۔ جب کوئی بکری نر سے جفتی کے بعد بار آور نہ ہو تو اہل عرب "حَــالَتِ الشَّاۃُ تَحُوْلُ حِیَالًا" کا جملہ بولتے ہیں۔ ((اَبْلَجَ الْوَجْهِ)) ''روشن چہرہ۔'' جب صبح روشن ہو جائے تو تَبَلَّجَ الصُّبْحُ یا اِنْبَلَجَ الصُّبْحُ کا لفظ بولا جاتا ہے۔

((لَمْ تَعِبْهُ نُحْلَةٌ)) ''یعنی وہ بہت زیادہ دبلے پتلے اور دھان پان نہیں کہ دیکھنے میں برے معلوم ہوں۔'' یہ لفظ "ثُــلْجَةٌ" بھی مروی ہے کہ جس کا معنی ہے بڑی توند والا شخص۔ بڑے پیٹ والے کو "رَجُــلٌ اَثْــجَلُ" کہا جاتا ہے اور "اَلْعَثْجَلُ" کا لفظ بھی بولا جاتا ہے (ترجمہ کرتے ہوئے اسی معنی کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔(ع،س))

((وَلَمْ تُزْرِ بِهٖ صُقْلَة)) ''باریکی نے انہیں نظروں سے گرایا نہیں۔'' بعض کے نزدیک اس لفظ کے معنی ہیں کہ نہ ان کی کمر بہت پھولی ہوئی ہے اور نہ بہت پچکی ہوئی بلکہ اس کے درمیان ہے، چھریرا اور پھرتیلا جسم ہے۔ ((الصُقْلَة)) ''کوکھ'' مراد ہے، لمبی پشت والے گھوڑے کو ''فرس صقل'' کہا جاتا ہے اور یہ چیز گھوڑے کے لیے معیوب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ معتدل جسامت کے مالک ہیں۔ ((لَمْ تُزْرِ بِهٖ صَعْلَة)) کے الفاظ بھی مروی ہیں اور ان الفاظ کا معنی ہے ''اس کا سر چھوٹا نہیں۔'' مظلوم شخص کو "صَعَل" کہتے ہیں کیونکہ وہ چھوٹے دماغ کا حامل ہوتا ہے۔

((وَسِیْــمٌ قَسِیْــمٌ)) ''خوبصورت اور خوش منظر۔'' یہ دونوں لفظ چہرے کی خوبصورتی اور لطافت، شادابی، حسن، نازکی، رونق اور چمک دمک کو بیان کرنے کے لیے بولے جاتے ہیں۔

((الــدَّعَج)) ''سیاہ سرمگیں آنکھیں۔'' ((وَفِــیْ اَشْــفَارِهٖ وَطَفٌ)) ''لمبے اور دراز بال۔'' لفظ وَطَف میں طوالت اور درازی کا معنی پایا جاتا ہے۔ بعض روایات میں عَــطَفٌ اور غَــطَفٌ کے الفاظ آئے ہیں اور دونوں لفظوں کا ایک ہی معنی ہے اور وہ ہے طوالت۔

((وَفِیْ صَوْتِہٖ صَہَلٌ)) ''ان کی آواز میں کھنک اور پختگی ہے۔'' گھوڑے کی آواز کو صھیل الخیل کہا جاتا ہے اور اس کا مادۂ اشتقاق یہی ہے۔ایک روایت میں (صَحَلٌ) کے الفاظ آئے ہیں۔یعنی آواز میں بھاری پن ہے جو مردانہ آواز کا خاصہ ہے۔باریک اور نسوانی چیختی ہوئی آواز نہیں۔اور اس قسم کی آواز مرد کے لیے وقار کا باعث ہے البتہ بہت بوجھل اور بھاری آواز بھدی معلوم ہوتی ہے۔

((وَفِیْ عُنُقِہٖ سَطْعٌ)) ''لمبی گردن۔'' بلند قامت شخص کو رَجُلٌ اَسْطَعُ کہا جاتا ہے۔ بلند گردن کو عُنُقُ سَطْعَاء کہا جاتا ہے۔صبح کی مستطیل اور لمبائی کے بل پھیلنے والے سوطلے کو سطَعَ یسطَعُ کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

((اَزَجُّ أَقْرَنُ)) لفظ ازج سے ایسے ابروؤں کی کیفیت بیان کی جاتی ہے جو قوس کی طرح خم دار ہوں نیز باریک باہم ملے ہوئے اور بھرپور ہوں ((القَرَن)) کے معنی پیوستہ ابرو کے ہیں۔نبی ﷺ کے حلیہ مبارک کے متعلق ہند بن ابی ہالہ کی روایت میں آنے والے الفاظ ((اَزَجُّ الْحَوَاجِب)) ہیں جو کہ گزشتہ الفاظ سے مختلف ہیں۔معنی ہے بھرپور مگر باہم ملے ہوئے ابرو۔

((اِنْ تَکَلَّمَ سَمَا)) ''گفتگو کریں تو سر بلند کرلیں اور اور ہم نشینوں سے ممتاز نظر آئیں۔انداز گفتگو میں آنے والے لفظ ''فصل'' کا معنی ہے کہ ان کے بات واضح اور دوٹوک تھی۔

((لَا نَذْرٌ وَلَا ھَذَرٌ)) ''بات نہ مختصر نہ فضول۔'' ''النزر'' قلیل کو کہتے ہیں اور ''الھَذَر'' کثیر کو کہتے ہیں۔اس کیفیت کو جناب ہند بن ہالہ کی روایت میں بایں الفاظ بیان کیا گیا ہے: ''جامع اور دوٹوک کلمات کہتے جن میں نہ فضول گوئی ہوتی تھی نہ کوتاہی۔''

((لَا بَأْسَ مِنْ طُوْلٍ)) ''نہ طویل کہ آنکھ اس سے نفرت کرتی۔'' کیونکہ آپ ﷺ قدرے درازی کی طرف مائل تھے۔آپ ایسے طویل قامت نہ تھے جو دیکھنے میں برے معلوم ہوں جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((لَیْسَ بِالطَّوِیْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِیْرِ)) ''نہ بہت زیادہ لانبے اور نہ بہت زیادہ ناٹے تھے۔''

((وَلَا تَقْتَحِمُہٗ عَیْنٌ مِنْ قِصَرٍ)) ''نہ ناٹا قد کہ نگاہ میں نہ جچے۔'' کہ نظریں کسی اور کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔(تَقَحَّمَتْ فُلَانًا عَیْنِیْ) ''میری نظر نے فلاں کو حقیر اور بے وقعت جانا۔''

((مَحْشُوْدٌ مَحْفُوْدٌ)) ''رفقاء آپ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے۔'' مطلب یہ ہے کہ آپ کے ساتھی آپ کے گرد ہر وقت جمع رہتے ہیں،خدمت گزاری کے لیے ہر دم حاضر باش،کوئی حکم دیں تو لپک کر بجالاتے ہیں۔رجل محشود سے مراد ایسا شخص ہے جس کے پاس ہر دم آنے والوں کا تانتا بندھا رہے اور لوگوں کی ایک ٹولی ہر وقت بیٹھی رہے۔

((المَحْفُوْدُ)) کا معنی ہے مخدوم ومطاع۔ الحَفَدَة کا معنی ہے ''نوکر چاکر اور خدمت گزار۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً﴾ .... ''اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیویوں سے بیٹے اور پوتے عطا فرمائے۔''

حَفَدَة سے مراد بیٹے اور پوتے ہیں۔ وہ انسان کے خدمت گزار ہی ہوتے ہیں۔ الحفدة کا لفظ مددگاروں اور معاونت کرنے والوں پر بولا جاتا ہے۔ اس لفظ کے لغوی معنی ''تیز چلنے'' کے ہیں۔

((لَا عَابِسٌ)) ''ترش رو نہیں۔'' یعنی کشادہ دل اور نرم خو ہیں۔

((وَلَا مُفَنَّدٌ)) ''بے فائدہ کلام کرنے والے نہ تھے۔'' اس سے مراد وہ شخص جو ذہنی بیماری کی وجہ سے فضول گوئی کا مرتکب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَوْلَا اَنْ تُفَنِّدُوْنِ﴾ .... ''اگر تم مجھے سٹھیایا ہوا قرار نہ دو۔'' (سورۂ یوسف:۹۴) یعنی اگر تم یہ نہ کہو کہ اس کا دماغ چل گیا ہے۔ حدیث مبارکہ میں مذکور ہے: ((مَا يَنْتَظِرُ اَحَدُكُمْ اِلَّا هَرَمًا مُفَنِّدًا)) ''نہیں منتظر تم میں سے کوئی ایک مگر سٹھیا دینے والے بڑھاپے کا۔'' ایک اور روایت میں مذکور ہے: ((ولا معتد)) ''آپ ظلم وزیادتی کرنے والے نہ تھے۔'' غیبی طور پر اشعار پڑھنے والے کے الفاظ: (فَيَالَ قُصَيٍّ مَا زَوَى اللّٰهُ عَنْكُمْ) کا معنی ہے ''اے قصی کی اولاد! اللہ تمہیں خیر وبرکت اور فضل واحسان سے کس قدر دور رکھا ہے۔'' مذکورہ روایت میں ((فَتَحَلَّبَتْ عَلَيْهِ صَرِيْحًا)) کے الفاظ ہیں جبکہ بعض روایات میں ((فَتَحَلَّبَتْ لَهٗ بِصَرِيْحٍ)) کے الفاظ مروی ہیں ''بکری نے ام معبد کو خالص دودھ دیا۔'' ایسا خالص دودھ کہ جس میں ایک قطرہ پانی کی آمیزش نہ ہوا سے عربی میں صریح کہتے ہیں۔ (صَرَّحَ فُلَانٌ بِالْاَمْرِ) کا معنی ہے: فلاں نے معاملے کو خوب کھول کر بیان کیا اور ذرا ابہام باقی نہ چھوڑا۔

((الضُرَّة)) ''تھنوں کا گوشت۔'' یعنی بکری کے تھنوں نے جھاگ والا خالص دودھ فراہم کیا۔

((فَغَادَرَهَا رَهْنًا لَدَيْهَا لِحَالِبٍ)) ''وہ بکری دوہنے والے کے لیے پیچھے چھوڑ گیا۔''

اشعار پر مبنی یہ آواز کسی مسلمان جن کی تھی جو مکہ کے نشیبی علاقے سے سنائی دی۔ لوگ آواز کی طرف لپکے لیکن کسی آدمی کا کوئی پتہ نہ چل سکا، پھر وہ آواز مکہ کے بالائی جانب سنائی دی۔ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: جب ہم نے قائل کی آواز کو سنا تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ آپ مدینہ منورہ کی جانب رواں دواں ہیں۔

(٣٦٠٥)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، حَدَّثَنَا جُمَيْعُ بْنُ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْعِجْلِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ مِنْ وَلَدِ أَبِي هَالَةَ زَوْجِ خَدِيجَةَ يُكَنَّى أَبَا عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ ابْنٍ لِأَبِي هَالَةَ......

(٣٦٠٥) فی اسناده ضعفاء ومجاهيل ......أخرجه الترمذی فی "الشمائل": ٣٢٩، ٣٤٤

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ خَالِي هِنْدَ بْنَ أَبِي هَالَةَ، وَكَانَ وَصَّافًا عَنْ حِلْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا أَشْتَهِي أَنْ يَصِفَ لِي مِنْهَا شَيْئًا، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا، يَتَلأْلأُ تَلأْلُؤَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ، أَطْوَلَ مِنَ الْمَرْبُوعِ، وَأَقْصَرَ مِنَ الْمُشَذَّبِ، عَظِيمَ الْقَامَةِ، رَجِلَ الشَّعْرِ، إِنِ انْفَرَقَتْ عَقِيقَتُهُ فَرَقَ، وَإِلا فَلا يُجَاوِزُ شَعَرُهُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ إِذَا هُوَ وَفَّرَهُ، أَزْهَرُ اللَّوْنِ، وَاسِعُ الْجَبِينِ، أَزَجُّ الْحَوَاجِبِ، سَوَابِغُ مِنْ غَيْرِ قَرَنٍ، بَيْنَهُمَا عِرْقٌ يُدِرُّهُ الْغَضَبُ، أَقْنَى الْعِرْنِينِ، لَهُ نُورٌ يَعْلُوهُ يَحْسِبُهُ مَنْ لَمْ يَتَأَمَّلْهُ أَشَمَّ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، سَهْلُ الْخَدَّيْنِ، ضَلِيعُ الْفَمِ، مُفَلَّجُ الأَسْنَانِ، دَقِيقُ الْمَسْرُبَةِ، كَأَنَّ عُنُقَهُ جِيدُ دُمْيَةٍ فِي صَفَاءِ الْفِضَّةِ، مُعْتَدِلُ الْخَلْقِ، بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ، سَوَاءٌ الْبَطْنُ وَالصَّدْرُ، عَرِيضُ الصَّدْرِ، بَعِيدُ مَا بَيْنَ الْمَنْكِبَيْنِ، ضَخْمُ الْكَرَادِيسِ، أَنْوَرُ الْمُتَجَرَّدِ، مُوَصَّلُ مَا بَيْنَ اللَّبَّةِ وَالسُّرَّةِ بِشَعَرٍ يَجْرِي كَالْخَطِّ، عَارِي الثَّدْيَيْنِ وَالْبَطْنِ مِمَّا سِوَى ذَلِكَ، أَشْعَرُ الذِّرَاعَيْنِ وَالْمَنْكِبَيْنِ وَأَعَالِي الصَّدْرِ، طَوِيلُ الزَّنْدَيْنِ، رَحْبُ الرَّاحَةِ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، سَائِلُ الأَطْرَافِ، أَوْ قَالَ: شَائِلُ الأَطْرَافِ، خُمْصَانُ

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے پوچھا جو کہ رسول اللہ ﷺ کا حلیہ کثرت سے بیان کرتے تھے اور میں چاہتا تھا کہ آپ میرے سامنے اس میں سے کچھ بیان کردیں، چنانچہ انہوں نے بیان کیا: آپ ﷺ بہت عظیم اور عالی شان تھے، آپ کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا، آپ کا قد درمیانے قد سے کچھ لمبا اور لمبے قد سے کچھ کم تھا، دراز قامت تھے، آپ کے بال کنگھی کیے ہوئے تھے، اگر پیشانی کے بال کھل جاتے تو آپ درمیان سے یعنی سیدھی مانگ نکال لیتے، جب آپ کے بال زیادہ ہوتے تو کانوں کی لو سے زیادہ لمبے ہوتے تھے، آپ روشن رنگ اور کشادہ پیشانی والے تھے، آپ کی پلکیں پوری اور لمبی خمیدہ کمان کی طرح تھیں جن کے کنارے آپس میں ملے ہوئے نہیں تھے، اور جب کبھی آپ غصہ فرماتے تو ان کے درمیان والی رگ اُبھر کر اوپر آجاتی تھی، اونچی ناک والے جس پر نور بلند دکھائی دیتا، جس نے غور سے نہ دیکھا ہوتا تو وہ سمجھتا کہ آپ کی ناک درمیان سے اونچی ہے، آپ کی داڑھی گھنی، کشادہ رخسار، کھلا منہ، کشادہ دانت تھے۔ آپ ﷺ کے سینے اور ناف کے درمیان بالوں کی باریک لکیر تھی، آپ کی گردن مبارک صاف چاندی کی منقش مورتی جیسی تھی، آپ معتدل خلقت والے، مضبوط ومتوازن جسم والے تھے، سینہ اور پیٹ برابر ہموار تھا، چوڑے سینے والے تھے، کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا، آپ کی ہڈیوں کے جوڑ موٹے اور گوشت سے پُر تھے، جسم کا کھلا حصہ روشن اور چمکدار تھا، سینے کے شروع سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی، اس لکیر

الأَخْمَصَيْنِ، مَسِيحُ الْقَدَمَيْنِ، يَنْبُو عَنْهُمَا الْمَاءُ، إِذَا زَالَ زَالَ قَلِعًا، يَخْطُو تَكَفِّيًا، وَيَمْشِي هَوْنًا، ذَرِيعُ الْمِشْيَةِ إِذَا مَشَى كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ مِنْ صَبَبٍ، فَإِذَا الْتَفَتَ، الْتَفَتَ جَمْعًا، خَافِضُ الطَّرْفِ، نَظَرُهُ إِلَى الأَرْضِ أَطْوَلُ مِنْ نَظَرِهِ إِلَى السَّمَاءِ، جُلُّ نَظَرِهِ الْمُلاحَظَةُ، يَسُوقُ أَصْحَابَهُ، يَبْدُرُ مَنْ لَقِيَ بِالسَّلامِ۔ قَالَ الْحَسَنُ: سَأَلْتُ خَالِي، قُلْتُ: صِفْ لِي مَنْطِقَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: مُتَوَاصِلُ الأَحْزَانِ، دَائِمُ الْفِكْرَةِ، لَيْسَتْ لَهُ رَاحَةٌ، طَوِيلُ السَّكْتِ، لا يَتَكَلَّمُ فِي غَيْرِ حَاجَةٍ، يَفْتَتِحُ الْكَلامَ وَيَخْتَتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ، وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، فَصْلٌ لا فُضُولٌ وَلا تَقْصِيرٌ، لَيْسَ بِالْجَافِي وَلا الْمَهِينِ، يُعَظِّمُ النِّعْمَةَ، وَإِنْ دَقَّتْ، لا يَذُمُّ مِنْهَا شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَذُمُّ ذَوَاقًا وَلا يَمْدَحُهُ، وَلا تُغْضِبُهُ الدُّنْيَا وَمَا كَانَ لَهَا، فَإِذَا تَعَدَّى الْحَقَّ، لَمْ يَقُمْ بِغَضَبِهِ شَيْءٌ حَتَّى يَنْتَصِرَ لَهُ، لا يَغْضَبُ لِنَفْسِهِ، وَلا يَنْتَصِرُ لَهَا، إِذَا أَشَارَ أَشَارَ بِكَفِّهِ كُلِّهَا، وَإِذَا تَعَجَّبَ قَلَبَهَا، وَإِذَا تَحَدَّثَ اتَّصَلَ بِهَا، وَضَرَبَ بِرَاحَتِهِ الْيُمْنَى بَطْنَ إِبْهَامِهِ الْيُسْرَى، وَإِذَا غَضِبَ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ، جُلُّ ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ۔ قَالَ الْحَسَنُ: فَكَتَمْتُهُ الْحُسَيْنَ زَمَانًا، ثُمَّ حَدَّثْتُهُ، فَوَجَدْتُهُ قَدْ

کے علاوہ چھاتی اور پیٹ بالوں سے خالی تھے۔ بازوؤں، کندھوں اور سینے کے بالائی حصے پر کچھ بال تھے، کلائیوں اور پنڈلیوں کی ہڈیاں لمبی اور ہتھیلیاں کھلی تھیں، ہاتھوں اور پاؤں کی ہڈیاں مضبوط اور موٹی تھیں، انگلیاں لمبی اور ہتھیلیاں کھلی تھیں، ہاتھوں اور پاؤں کی ہڈیاں مضبوط اور موٹی تھیں۔ انگلیاں لمبی اور پاؤں کے تلوے ہموار نہیں تھے، ان پر پانی نہیں ٹھہرتا تھا، آپ جب چلتے تو مضبوطی سے قدم رکھ کر اور آگے کی طرف جھکے ہوئے چلتے، آپ عاجزی سے چلتے اور اس طرح تیز چلتے گویا آپ اوپر سے نیچے کی طرف اُتر رہے ہیں، جب آپ رخ پھیرتے تو پورے جسم کا رخ پھیرتے، آپ اوپر کی طرف دیکھنے کے بجائے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے چلتے، آپ کا زیادہ تر دیکھنا گوشہ چشم سے ہوتا تھا، آپ اپنے صحابہ کو آگے رکھتے اور جو ملتا اسے سلام کہنے میں پہل کرتے تھے۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اپنے ماموں (ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ) سے مطالبہ کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز گفتگو کی بابت بیان کیجیے تو انہوں نے کہا: آپ پیہم غموں سے دو چار تھے، ہمیشہ غور فکر فرماتے رہتے تھے، آپ کے لیے راحت نہ تھی، دیر تک خاموش رہتے تھے، بلا ضرورت نہ بولتے تھے، از اول تا آخر بات پورے منہ سے کرتے تھے، (یعنی منہ کے کنارے سے نہ بولتے تھے) جامع اور دوٹوک کلمات کہتے تھے، جن میں نہ فضول گوئی ہوتی تھی نہ کوتاہی، نرم خو تھے، کسی چیز کی مذمت نہیں فرماتے تھے، کھانے کی نہ برائی کرتے تھے نہ تعریف، دنیاوی کسی غرض کے لیے آپ غصے میں نہ آتے تھے، حق کو کوئی نقصان پہنچاتا تو جب تک

سَبَقَنِي إِلَيْهِ، فَسَأَلَنِي عَمَّا سَأَلْتُهُ عَنْهُ، وَوَجَدْتُهُ قَدْ سَأَلَ أَبَاهُ عَنْ مَدْخَلِهِ، وَعَنْ مَخْرَجِهِ وَشَكْلِهِ، فَلَمْ يَدَعْ مِنْهُ شَيْئًا۔ قَالَ الْحُسَيْنُ: فَسَأَلْتُ أَبِي عَنْ دُخُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى مَنْزِلِهِ جَزَّأَ دُخُولَهُ ثَلَاثَةَ أَجْزَاءٍ: جُزْءًا لِلَّهِ، وَجُزْءًا لِأَهْلِهِ، وَجُزْءًا لِنَفْسِهِ، ثُمَّ جُزْأَ جَزَّأَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ، فَيَرُدُّ ذَلِكَ بِالْخَاصَّةِ عَلَى الْعَامَّةِ، وَلَا يَدَّخِرُ عَنْهُمْ شَيْئًا۔ وَكَانَ مِنْ سِيرَتِهِ فِي جُزْءِ الْأُمَّةِ إِيثَارُ أَهْلِ الْفَضْلِ بِأَدَبِهِ وَقَسْمِهِ عَلَى قَدْرِ فَضْلِهِمْ فِي الدِّينِ، فَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَةِ، وَمِنْهُمْ ذُو الْحَاجَتَيْنِ، وَمِنْهُمْ ذُو الْحَوَائِجِ، فَيَتَشَاغَلُ بِهِمْ وَيَشْغَلُهُمْ فِيمَا أَصْلَحَهُمْ، وَالْأُمَّةُ مِنْ مَسْأَلَتِهِمْ عَنْهُمْ، وَإِخْبَارِهِمْ بِالَّذِي يَنْبَغِي لَهُمْ، وَيَقُولُ: لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ مِنْكُمُ الْغَائِبَ، وَأَبْلِغُونِي حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيعُ إِبْلَاغَهَا، فَإِنَّهُ مَنْ أَبْلَغَ سُلْطَانًا حَاجَةَ مَنْ لَا يَسْتَطِيعُ إِبْلَاغَهَا، ثَبَّتَ اللَّهُ قَدَمَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يُذْكَرُ عِنْدَهُ إِلَّا ذَلِكَ، وَلَا يُقْبَلُ مِنْ أَحَدٍ غَيْرَهُ، يَدْخُلُونَ رُوَّادًا، وَلَا يَفْتَرِقُونَ إِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ، وَيَخْرُجُونَ أَدِلَّةً، يَعْنِي عَلَى الْخَيْرِ۔ قَالَ: فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَخْرَجِهِ، كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِيهِ؟ قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَخْزُنُ لِسَانَهُ إِلَّا فِيمَا يَعْنِيهِ، وَيُؤَلِّفُهُمْ وَلَا يُفَرِّقُهُمْ،

انتقام نہ لے لیتے، آپ کے غضب کو روکا نہ جا سکتا تھا، جب اشارہ فرماتے تو پوری ہتھیلی سے اشارہ فرماتے اور تعجب کے وقت ہتھیلی پلٹتے، جب گفتگو فرماتے تو ہتھیلیوں کو ملا لیتے اور دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کی اندرونی جانب مارتے تھے، جب غضبناک ہوتے تو رخ پھیر لیتے، آپ کی بیشتر ہنسی تبسم کی صورت میں تھی۔ سیدنا حسن رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اس حدیث کو حسین رضی اللہ عنہ سے ایک زمانے تک چھپائے رکھا، پھر انہیں بتا دیا تو معلوم ہوا کہ انھیں پہلے سے معلوم تھا، میں نے ان سے جو کچھ پوچھا تھا انہوں نے بھی پوچھ لیا تھا اور آپ کے گھر میں جانے، باہر آنے اور دیگر امور کے بارے میں اپنے والد (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے بھی پوچھ لیا تھا اور کچھ بھی باقی نہیں چھوڑا تھا۔ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اپنے ابا جان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: جب آپ گھر جاتے تو اپنے اوقات کے تین حصے کر لیتے، ایک اللہ کی عبادت کے لیے، ایک گھر والوں کے لیے اور اپنی ذات کے لیے۔ جو حصہ اپنی ذات کے لیے مقرر کر رکھا تھا اسے اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیا تھا اور اس حصے میں خواص کو عوام پر ترجیح دیتے اور اپنے لیے اس میں سے کچھ نہ رکھتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ تھی کہ لوگوں کی اجازت سے فضیلت والوں کو ترجیح دیتے اور ان کے مراتب کا خاص خیال رکھتے، ان لوگوں میں ایک ضرورت، دو ضرورتوں اور کئی ضرورتوں والے بھی ہوتے تھے، آپ ان کے ساتھ مشغول رہتے اور ان تمام کاموں میں مصروف رہتے تھے جن میں امت کی اصلاح مقصود

وَيُكْرِمُ كَرِيمَ كُلِّ قَوْمٍ، وَيُوَلِّيهِ عَلَيْهِمْ، وَيُحَذِّرُ النَّاسَ، وَيَحْتَرِسُ مِنْهُمْ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَطْوِيَ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ بِشْرَهُ وَلا خُلُقَهُ، وَيَتَفَقَّدُ أَصْحَابَهُ، وَيَسْأَلُ النَّاسَ عَمَّا فِي النَّاسِ، وَيُحَسِّنُ الْحَسَنَ وَيُقَوِّمُهُ، وَيُقَبِّحُ الْقَبِيحَ وَيُوَهِّنُهُ، مُعْتَدِلُ الأَمْرِ غَيْرُ مُخْتَلِفٍ، يَغْفُلُ مَخَافَةَ أَنْ يَغْفُلُوا أَوْ يَمِيلُوا، لِكُلِّ حَالٍ عِنْدَهُ عَتَادٌ، لَا يَقْصُرُ عَنِ الْحَقِّ، وَلا يُجَاوِزُهُ، الَّذِينَ يَلُونَهُ مِنَ النَّاسِ خِيَارُهُمْ، أَفْضَلُهُمْ عِنْدَهُ أَعَمُّهُمْ نَصِيحَةً، وَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَحْسَنُهُمْ مُوَاسَاةً وَمُؤَازَرَةً۔ قَالَ: فَسَأَلْتُهُ عَنْ مَجْلِسِهِ، فَقَالَ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقُومُ وَلا يَجْلِسُ إِلا عَنْ ذِكْرٍ، وَإِذَا انْتَهَى إِلَى قَوْمٍ جَلَسَ حَيْثُ يَنْتَهِي بِهِ الْمَجْلِسُ، وَيَأْمُرُ بِذَلِكَ، يُعْطِي كُلَّ جُلَسَائِهِ بِنَصِيبِهِ، لَا يَحْسِبُ جَلِيسُهُ أَنَّ أَحَدًا أَكْرَمُ عَلَيْهِ مِمَّنْ جَالَسَهُ، وَمَنْ سَأَلَهُ حَاجَةً لَمْ يَرُدَّهُ بِهَا، أَوْ بِمَيْسُورٍ مِنَ الْقَوْلِ، قَدْ وَسِعَ النَّاسَ بَسْطُهُ وَخُلُقُهُ، فَصَارَ لَهُمْ أَبًا، وَصَارُوا عِنْدَهُ فِي الْحَقِّ سَوَاءً، مَجْلِسُهُ مَجْلِسُ حِلْمٍ وَحَيَاءٍ وَصَبْرٍ وَأَمَانَةٍ، لَا تُرْفَعُ فِيهِ الأَصْوَاتُ، وَلا تُؤْبَنُ فِيهِ الْحُرَمُ، يَتَعَاطَوْنَ فِيهِ بِالتَّقْوَى مُتَوَاضِعِينَ، يُوَقِّرُونَ فِيهِ الْكَبِيرَ، وَيَرْحَمُونَ فِيهِ الصَّغِيرَ، وَيُؤْثِرُونَ ذَا الْحَاجَةِ،

ہوتی، آپ ﷺ انہیں ایسی باتیں بتاتے جو ان کے لیے مناسب ہوتی تھیں اور فرماتے: ''حاضر غائب تک پہنچا دے اور جو شخص اپنی ضرورت مجھ تک پہنچا نہیں سکتا تم اسے پہنچا دو کیونکہ جس نے کسی ایسے شخص کی ضرورت سلطان تک پہنچا دی جو وہ خود نہیں پہنچا سکتا تو اللہ قیامت کے دن اس کے قدم ثابت رکھے گا۔'' آپ ﷺ کی مجلس میں اسی طرح کی باتیں ہوتی تھیں اور اس کے علاوہ کوئی دوسری بات آپ نہیں ہونے دیتے تھے۔ لوگ آپ ﷺ کے پاس ضرورت مند ہو کر آتے اور ضرورت پوری ہونے کے بعد واپس چلے جاتے اور خیر کے داعی بن کر واپس لوٹتے۔ کہا: پھر میں نے آپ کی باہر والی زندگی کے بارے میں پوچھا کہ آپ کیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا: آپ بے فائدہ باتوں سے اپنی زبان روکے رکھتے اور مفید باتوں میں اسے استعمال فرماتے، آپ لوگوں میں محبت قائم کرتے اور نفرت نہ سکھاتے، آپ ہر قوم کے معزز آدمی کی عزت کرتے اور اسے ان کا سربراہ بناتے، انہیں عذاب سے ڈراتے اور ان کے حالات کا علم رکھتے تھے اور آپ اپنے آپ کو ان کی ناپسندیدگی سے بچاتے تھے۔ آپ سب کے ساتھ اچھے اخلاق اور بشارت سے پیش آتے تھے۔ آپ اپنے صحابہ کے بارے میں پوچھتے اور لوگوں کے باہمی امور کا خیال رکھتے، اچھی بات کو اچھا سمجھتے اور اس کی حمایت فرماتے، بری بات کو برا سمجھتے اور اس کی مخالفت فرماتے۔ آپ بغیر اختلاف کے میانہ روی والے تھے، آپ ﷺ صحابہ کی اصلاح سے غافل نہ ہوتے کہ لوگ بھٹک جائیں، آپ کا ہر کام منظم ہوتا تھا، آپ حق کے

وَيَحْفَظُونَ الْغَرِيبَ قَالَ الْحُسَيْنُ: سَأَلْتُ أَبِي عَنْ سِيرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جُلَسَائِهِ، فَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَائِمَ الْبِشْرِ، سَهْلَ الْخُلُقِ، لَيِّنَ الْجَانِبِ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلا غَلِيظٍ وَلا صَخَّابٍ، وَلا فَحَّاشٍ، وَلا عَيَّابٍ، وَلا مَدَّاحٍ، يَتَغَافَلُ عَمَّا لا يَشْتَهِي، وَلا يُؤَيِّسُ مِنْهُ، وَلا يُجِيبُ فِيهِ، قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلاثٍ: الرِّيَاءِ، وَالإِكْثَارِ، وَمَا لا يَعْنِيهِ، وَتَرَكَ النَّاسَ مِنْ ثَلاثٍ: لا يَذُمُّ أَحَدًا، وَلا يَعِيبُهُ، وَلا يَطْلُبُ عَوْرَتَهُ، لا يَتَكَلَّمُ إِلا فِيمَا رَجَا ثَوَابَهُ، وَإِذَا تَكَلَّمَ أَطْرَقَ جُلَسَاؤُهُ، كَأَنَّمَا عَلَى رُؤُوسِهِمُ الطَّيْرُ، فَإِذَا سَكَتَ تَكَلَّمُوا، لا يَتَنَازَعُونَ عِنْدَهُ الْحَدِيثَ، مَنْ تَكَلَّمَ عِنْدَهُ أَنْصَتُوا لَهُ حَتَّى يَفْرُغَ، حَدِيثُهُمْ عِنْدَهُ حَدِيثُ أَوَّلِيَّتِهِمْ، يَضْحَكُ مِمَّا يَضْحَكُونَ مِنْهُ، وَيَتَعَجَّبُ مِمَّا يَتَعَجَّبُونَ مِنْهُ، وَيَصْبِرُ لِلْغَرِيبِ عَلَى الْجَفْوَةِ فِي مَنْطِقِهِ وَمَسْأَلَتِهِ حَتَّى إِنْ كَانَ أَصْحَابُهُ لَيَسْتَجْلِبُونَهُمْ، وَيَقُولُ: إِذَا رَأَيْتُمْ طَالِبَ حَاجَةٍ يَطْلُبُهَا فَأَرْفِدُوهُ، وَلا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ إِلا مِنْ مُكَافِءٍ، وَلا يَقْطَعُ عَلَى أَحَدٍ حَدِيثَهُ حَتَّى يَجُوزَ، فَيَقْطَعَهُ بِنَهْيٍ أَوْ قِيَامٍ وَقَالَ غَيْرُ سُفْيَانَ بْنِ وَكِيعٍ، عَنْ جُمَيْعٍ وَإِذَا غَضِبَ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ، وَإِذَا فَرِحَ غَضَّ طَرْفَهُ،

معاملے میں کمی بیشی نہ فرماتے، آپ کے قریبی ساتھی لوگوں میں سب سے بہتر اور افضل تھے، جو سب سے زیادہ خیر خواہ تھا وہ آپ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل تھا۔ جو لوگ جان و مال کی قربانی دیتے اور ایک دوسرے سے تعاون کرتے وہ آپ کے نزدیک عظیم مقام والے تھے۔کہا: پھر میں نے آپ سے رسول اللہ ﷺ کی مجلس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: آپ کا اُٹھنا بیٹھنا ذکر کی حالت میں ہی ہوتا تھا، جب آپ لوگوں کے پاس آتے تو مجلس میں جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے اور اسی بات کا حکم دیتے تھے، آپ مجلس کے ہر ساتھی کو اس کا حصہ عطا فرماتے اور کوئی ساتھی بھی نہ سمجھتا کہ آپ دوسرے شخص کو اس پر ترجیح دیتے ہیں۔ جو شخص کسی ضرورت میں آپ کے پاس بیٹھتا تو آپ اس کے پاس بیٹھے رہتے۔ آپ اس وقت تک نہیں اُٹھتے تھے جب تک کہ وہ شخص خود اُٹھ نہ جاتا۔ جو شخص آپ سے کوئی ضرورت والی چیز مانگتا تو آپ اسے پورا فرماتے یا بہت اچھے طریقے سے جواب دے دیتے۔ لوگوں کو آپ کے اخلاق اور خندہ پیشانی نے گھیر رکھا تھا، آپ ان کے روحانی والد بن گئے تھے اور سب لوگ حق کے مسئلے میں آپ کی نظر میں برابر تھے۔ آپ کی مجلس بُردباری وحیا اور صبر و امانت والی تھی، اس میں آوازیں بلند نہ ہوتیں اور نہ کسی کی بے حرمتی ہوتی، کسی غلطی کا چرچا نہ کیا جاتا، سب لوگ ہم مرتبہ تھے بلکہ تقویٰ کی بنیاد پر فضیلت دی جاتی تھی، لوگ ایک دوسرے کے ساتھ تواضع سے پیش آتے، بڑوں کی عزت ہوتی اور چھوٹوں پر رحم ہوتا تھا، ضرورت مند کو ترجیح دی جاتی اور مسافر کی حفاظت کی جاتی تھی۔ سیدنا حسین بن

جُلُّ ضَحِكِهِ التَّبَسُّمُ ، وَيَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبَّةِ الْغَمَامِ۔

علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشینوں کے بارے میں پوچھا کہ آپ کا ان کے ساتھ کیسا سلوک ہوتا تھا؟ تو انہوں نے کہا: آپ ہمیشہ خوش وخرم رہتے، نرم اخلاق والے اور باغ وبہار طبیعت والے تھے، آپ کھر درے، سخت شور مچانے والے، تندخو، عیب جو اور خوشامدی نہیں تھے۔ جس چیز کی ضرورت نہ ہوتی اس سے بے نیازی کا اظہار فرماتے، پر امید شخص آپ سے مایوس نہ ہوتا اور نہ آپ اسے ناکام لوٹاتے۔ آپ نے خود کو تین چیزوں سے بالکل الگ رکھا، ریا کاری (شمائل ترمذی میں ''جھگڑالو پن'' کا ذکر ہے) کثرت کلام اور خود سے غیر متعلقہ امور۔ آپ نے لوگوں کو تین چیزوں سے محفوظ رکھا، کسی کی مذمت نہ کرتے، عیب جوئی نہ کرتے، اسے عار نہ دلاتے اور نہ اس کے پوشیدہ رازوں کی تلاش میں رہتے، آپ وہی گفتگو فرماتے جس میں ثواب کی امید رکھتے، جب آپ گفتگو شروع کرتے تو آپ کے ہم نشین خاموش ہو جاتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ جب آپ خاموش ہو جاتے تو تب وہ بات کرتے، وہ آپ کی موجودگی میں آپس میں بھی بات نہیں کرتے تھے، جو شخص آپ کے پاس گفتگو کرتا تو اس کی گفتگو مکمل ہونے تک دوسرے لوگ خاموش رہتے، آپ کے پاس جو پہلے بات کرتا اسی کی بات ہوتی۔ کسی بات پر صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین ہنستے تو آپ بھی ہنستے اور جس پر صحابہ تعجب کرتے تو آپ بھی متعجب ہوتے تھے۔ آپ مسافر اور اجنبی کی ناروا گفتگو اور غلط طریقہ سوال پر صبر فرماتے حتی کہ صحابہ ایسے شخص کو آپ کی مجلس میں لے آتے اور آپ فرماتے: ''جب تم کسی

ضرورت مند کو دیکھو تو اس سے تعاون کرو۔'' آپ صرف اسی کی تعریف قبول کرتے جو معتدل ومیانہ رو ہوتا، آپ کسی کی گفتگو نہ کاٹتے الا یہ کہ وہ حد سے تجاوز کرتا، پھر اسے منع کر دیتے یا خود کھڑے ہو جاتے تھے۔ جناب سفیان بن وکیع کے علاوہ دیگر راویان حدیث نے محدث جمیع بن عمر العجلی سے یہ الفاظ بھی بیان کیے ہیں کہ جب آپ غضبناک ہوتے تو رخ پھیر لیتے اور جب خوش ہوتے تو نگاہ پست فرما لیتے۔ آپ ﷺ کی بیشتر ہنسی تبسم کی صورت میں تھی، مسکراتے تو دانت اولوں کی طرح چمکتے۔

(٣٦٠٦)۔وَحَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو ذَرٍّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الشَّيْخِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ جَمِيلٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ وَكِيعٍ، بِإِسْنَادِ أَبِي عِيسَى......

عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، قَالَ: سَأَلْتُ أَبِي عَنْ دُخُولِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى مَنْزِلِهِ، فَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ: كَانَ لَا يَجْلِسُ وَلَا يَقُومُ إِلَّا ذَكَرَ اللّٰهَ، لَا يُوطِنُ الْأَمَاكِنَ، وَيَنْهَى عَنْ إِيطَانِهَا، وَقَالَ: لَا يَحْسِبُ أَحَدٌ مِنْ جُلَسَائِهِ أَنَّ أَحَدًا أَكْرَمُ مِنْهُ، مَنْ جَالَسَهُ أَوْ قَاوَمَهُ لِحَاجَةٍ صَابَرَهُ حَتَّى يَكُونَ هُوَ الْمُنْصَرِفَ، وَقَالَ: ((وَلَا تُؤْبَنُ فِيهِ الْحُرَمُ، وَلَا تُنْثَى فَلَتَاتُهُ، مُعْتَدِلِينَ يَتَوَاصَوْنَ فِيهِ بِالتَّقْوَى وَقَالَ: قَدْ تَرَكَ نَفْسَهُ مِنْ ثَلَاثٍ: الْمِرَاءِ وَالْإِكْثَارِ وَمَا لَا يَعْنِيهِ وَزَادَ فِي آخِرِهِ، قَالَ: فَسَأَلْتُهُ: كَيْفَ كَانَ

سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد محترم (سیدنا علی رضی اللہ عنہ) سے نبی ﷺ کی عائلی زندگی کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: جب آپ گھر تشریف لاتے...... اور مکمل حدیث بیان کرتے ہوئے کہا: آپ اُٹھتے بیٹھتے اللہ کا ذکر ضرور فرماتے، اپنے لیے کوئی امتیازی جگہ مقرر نہ فرماتے اور کہا: آپ کا کوئی جلیس یہ نہ محسوس کرتا کہ کوئی شخص آپ کے نزدیک اس سے زیادہ باعزت ہے، کوئی کسی ضرورت سے آپ کے پاس بیٹھتا یا کھڑا ہوتا تو آپ اتنے صبر کے ساتھ اس کے لیے رُکے رہتے کہ وہ خود ہی واپس ہوتا، اور کہا: آپ کی مجلس میں حرمتوں پر عیب نہ لگتے تھے۔ یعنی کسی کی بے آبروئی کا اندیشہ تھا اور نہ کسی کی لغزشوں کو اُچھالا جاتا تھا، لوگ تقویٰ کی بنا پر باہم محبت

(٣٦٠٦) اسناده ضعيف ......أخرجه ابو الشيخ فی كتابه ''اخلاق النبی ﷺ'': صـ ٢١، ٢٥

سُكُوتُهُ؟ قَالَ: كَانَ سُكُوتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَرْبَعٍ: عَلَى الْحِلْمِ وَالْحَذَرِ وَالتَّقْدِيرِ وَالتَّفْكِيرِ، فَأَمَّا تَقْدِيرُهُ، فَفِي تَسْوِيَتِهِ النَّظَرُ وَالاسْتِمَاعُ بَيْنَ النَّاسِ، وَأَمَّا تَفْكِيرُهُ، فَفِيمَا يَبْقَى وَيَفْنَى، وَجُمِعَ لَهُ الْحِلْمُ وَالصَّبْرُ، فَكَانَ لا يُغْضِبُهُ شَيْءٌ، وَلا يَسْتَفِزُّهُ، وَجُمِعَ لَهُ الْحَذَرُ فِي أَرْبَعَةٍ: أَخْذِهِ بِالْحَسَنِ لِيُقْتَدَى بِهِ، وَتَرْكِهِ الْقَبِيحَ لِيُتَنَاهَى عَنْهُ، وَاجْتِهَادِهِ الرَّأْيَ فِيمَا أَصْلَحَ أُمَّتَهُ، وَالْقِيَامِ فِيمَا خِيرَ لَهُمْ فِيمَا يَجْمَعُ لَهُمْ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ۔

وہمدردی رکھتے تھے۔ مزید کہا: آپ ﷺ نے تین باتوں سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا، (۱) جھگڑالو پن سے، (۲) کسی چیز کی کثرت سے، (۳) لا یعنی باتوں سے، اس روایت کے آخر میں مذکور ہے کہ میں نے اپنے ابا جی سے پوچھا کہ نبی ﷺ کا سکوت کیسا تھا؟ انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ کی خاموشی چار امور کی بنا پر تھی۔ (۱) حلم وبردباری کے لیے، (۲) احتیاط اور بچاؤ کے لیے، (۳) عزت وتوقیر کے لیے، (۴) غور وفکر کے لیے۔ حدیث میں مذکور لفظ تقدیر کا مطلب ہے کہ آپ کی نظر میں سب حضرات کو برابر کی حیثیت حاصل تھی اور آپ سب کی بات کو یکساں طور پر سنتے تھے۔ آپ کی تفکیر کا مطلب ہے کہ آپ ہر وقت آخرت کے متعلق سوچ بچار کرتے رہتے تھے۔ دنیا کی بے ثباتی پر آپ کا پورا دھیان رہتا۔ آپ کو حلم اور صبر سے وافر حصہ دیا گیا تھا۔ آپ کسی بنا پر غضب ناک نہ ہوتے تھے اور نہ سٹپٹاتے تھے۔ آپ کی احتیاط چار وجوہات کی بنا پر تھی۔ (۱) آپ ہمیشہ عمدہ اور خیر کی بات کی تلاش میں رہتے تاکہ اس پر عمل کیا جاسکے، (۲) قبیح اور بری بات سے پوری طرح مجتنب رہتے، (۳) امت کی اصلاح وفلاح کے لیے کوئی رائے قائم کرتے وقت دانش مندی کی بھرپور کوشش فرماتے، (۴) دنیا وآخرت کی ہر خیر اور مفید بات کی بجا آوری میں پوری طرح چوکس رہتے۔

شرح: ((كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخْمًا مُفَخَّمًا)) ''آپ بہت عظیم تھے۔'' یعنی لوگوں کے دلوں اور نگاہوں میں آپ کا بہت احترام تھا۔ قدر ومنزلت کے اعتبار سے آپ بہت بلند تھے۔ اس عظمت اور فخافت سے جسمانی موٹاپا مراد نہیں۔ جناب ابوعبید نے کہا: اس سے مراد آپ ﷺ کی ذہانت، حد درجہ حسین وجمیل

ہونا اور بارعب ہونا ہے۔

((اَطْوَلُ مِنَ الْمَرْبُوْعِ)) مَرْبُوْعٌ ، رَبْعَه اس شخص کو کہتے ہیں جو درمیانے قد کا ہو اور اَلْمُشَذَّب اس شخص کو کہتے ہیں جو بے حد لمبا تڑنگا ہو۔ لفظ تَشْذِیْب کا لغوی ہے "جدا ہونا اور الگ تھلگ ہونا۔" مثلاً اگر کوئی شخص اپنے جانور یا کاروبار کسی سے الگ کر لے تو یوں کہے گا: شَذَبْتُ الْمَالَ۔

لمبا شخص جو لمبائی میں بہت لمبا ہوتا چلا جائے وہ چونکہ سب سے ممتاز نظر آتا ہے اور گویا اس کی تخلیق عام لوگوں سے جداگانہ وجود میں آئی ہے اس بنا پر اسے اِس لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

((اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِیْقَتُهٗ فَرَقَ)) عقیقہ نومولود کے ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو پیدائش کے وقت اس کے سر پر موجود ہوتے ہیں۔ انہیں عقیقہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ انہیں بعد ازاں مونڈ دیا جاتا ہے اور لفظ "عق" کے لغوی معنی کاٹنے کے ہیں۔ ولادت کے ساتویں روز نومولود کے شکرانے کے طور پر ذبح کیے جانے والے جانور کو بھی "عقیقہ" کہتے ہیں کیونکہ اس کی بھی رگِ جان کاٹی جاتی ہے۔ ابتدائی بالوں کی جگہ دوبارہ اگنے والے بالوں کو بھی بطورِ استعارہ عقیقہ کہا جاتا ہے اور یہی معنی یہاں مراد لیا گیا ہے۔ یعنی اگر آپ مانگ نکالتے تو درمیان سے سیدھی مانگ نکالتے اور اگر پیشانی کے بال نہ کھلتے تو مانگ نہ نکالتے بلکہ وہ اپنی حالت پر رہتے۔ کسی بھی چیز کو دو حصوں میں تقسیم کرنے پر "فَرَقْتُ الشَّیْءَ" کا جملہ بولا جاتا ہے۔ بعض نے کہا: عقیقہ صرف ان بالوں کو ہی کہا جاتا ہے جو نومولود کے سر پر مونڈنے سے قبل ہوتے ہیں، ایک دفعہ مونڈ دینے کے بعد دوبارہ اگنے والے بالوں کو لفظ عقیقہ سے تعبیر نہیں کیا جاتا۔ پھر نبی ﷺ کے بالوں کو عقیقہ کیوں کہہ دیا گیا؟ تو اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ بچپن میں آپ کے سر کے بال منڈائے نہیں گئے تھے بلکہ بدستور وہی بال آپ کے سر پر موجود تھے، ان کے منڈائے جانے کا ذکر روایات میں کہیں منقول نہیں ہے۔

یوں بھی مروی ہے: ((اِنِ انْفَرَقَتْ عَقِیْصَتُهٗ فَرَقَ))

(عَقِیْصَه) سے مراد گندھے ہوئے بال ہیں جس طرح مینڈھیاں ہوتی ہیں۔

"وَفْرَہ" کانوں کی لو تک پہنچنے والے بالوں کو کہتے ہیں۔ "جُمَّہ" کندھوں تک پہنچنے والے بالوں کو کہا جاتا ہے لیکن ذرا بلند ہی ہوں اور "لِمَّہ" کندھوں کے ساتھ لگنے والے بالوں کو کہا جاتا ہے۔

((اَزْهَرَ اللَّوْنِ)) "چمکدار رنگ والے تھے۔" الزھر "تابناک سفید رنگت کو کہا جاتا ہے اور یہ بہت عمدہ رنگ ہوتا ہے۔

((بَیْنَهُمَا عِرْقٌ یُدِرُّهُ الْغَضَبُ)) یعنی آپ کی ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی، جب آپ غصہ فرماتے تو وہ رگ خون سے بھر کر ابھر جاتی تھی۔ جب جسم کی رگیں خون سے معمور ہو جائیں تو "دَرَّتِ الْعُرُوْقُ" کا جملہ بولا جاتا ہے۔ جب جانور کی کھیری دودھ سے بھر جائے تو اہل عرب دَرَّ الضَّرْعُ کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

((كُثُّ اللِّحْيَةِ)) ''داڑھی گھنی۔'' كَثُوْثَة ایسی داڑھی کو کہا جاتا ہے جو بالوں کی باریک لائن نہ ہو اور نہ بہت زیادہ لمبی ہو بلکہ چہرے پر داڑھی کے بال گھنے ہوں۔

((ضَلِيْعُ الْفَمِ)) ''کشادہ دہن۔'' اہل عرب کھلے منہ کو پسند کرتے ہیں اور چھوٹے منہ کو ناپسند۔ آپ کے انداز گفتگو کے متعلق مذکور ہے کہ از اول تا آخر آپ پورے منہ سے بات کرتے تھے۔ (یعنی صرف منہ کے کنارے سے نہ بولتے تھے) یعنی آپ کا دہانہ کشادہ تھا۔ بعض کے نزدیک اس جملے کا معنی ہے کہ آپ کے دانت مضبوط اور جڑے ہوئے تھے۔

((دَقِيْقُ الْمَسرَبَة)) ''مسربہ'' سینے سے ناف تک بالوں کی باریک لمبی لکیر کو کہتے ہیں جیسا کہ اسی روایت میں مذکور ہے ''سینے کے شروع سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔''

((عَارِی الثَّدْيَيْنِ)) آپ کے پستانوں پر بال نہ تھے بعض روایات میں ((عَارِی الثَّنْدُوَتَيْنِ)) کے الفاظ مروی ہیں لیکن معنی وہی ہے۔ بعض کے نزدیک معنی یہ ہے کہ آپ کے پستان پر گوشت نہ تھے (جس طرح بعض مردوں کے ہوتے ہیں) عربی زبان میں مرد کے پستان کو "الثَّندوَة" کہا جاتا ہے اور عورت کے پستانوں کو "الثدی" کہا جاتا ہے۔

((كَأَنَّ عُنُقَهٗ جِيْدُ دُمْيَةٍ)) ''گویا آپ کی گردن مورتی کی طرح ڈھلی ہوئی تھی۔'' دُمية خود تراشیدہ گڑیا یا مورتی کو کہا جاتا ہے۔ اس کی جمع دُمیً آتی ہے۔

((بَادِنٌ مُتَمَاسِكٌ)) ''گٹھیلے اور معتدل خلقت والے تھے۔'' اس سے مراد یہ ہرگز نہیں کہ آپ موٹے اور بھاری جسم والے تھے کیونکہ آگے مروی ہے کہ آپ کا شکم اور سینہ برابر تھا (جبکہ بھاری جسم والے کی توند بڑھ جاتی ہے)

((ضَخْمُ الْكَرَادِيْسِ)) ''جوڑوں کی ہڈیاں بھاری بھاری تھیں۔''

((اَنْوَرُ الْمُتَجَرِّد)) ''جسم کا کھلا حصہ روشن اور چمکدار تھا۔'' جسم کے جس حصے پر کپڑے نہ ہوں اسے ''المتجرد'' کہا جاتا ہے اور "الانور" کا معنی ہے چمکدار، روشن۔ لفظ انور اسم تفضیل ہے مگر یہاں اس کے اصطلاحی معنی مراد نہیں جیسے فرمان خداوندی میں لفظ "اھون" اسم تفضیل استعمال ہے مگر معنی "ھیّن" کا ہے، ایسا ہرگز نہیں کہ کچھ کام اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہیں اور کچھ مشکل، بلکہ سب کچھ اللہ کے لیے آسان ہے، وہ آیت کریمہ یہ ہے:

﴿وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ﴾ .... ''یہ تو اس پر آسان ہے۔'' (سورۂ روم: ۲۷)

((رَحْبُ الرَّاحَةِ)) ''کھلی ہتھیلیوں والے۔''

((شَثْنُ الْكَفَّيْنِ)) ''پرگوشت ہتھیلیوں والے۔''

((سَائِلُ الْاَطْرَافِ)) ''انگلیاں لمبی اور دراز تھیں۔'' یہ لفظ سین کے ساتھ ہے شین کے ساتھ نہیں۔ بعض راویوں نے ''ساین'' کے الفاظ بھی بیان کیے ہیں یعنی آخر میں نون ہے لام نہیں لیکن دونوں لفظوں کا معنی ایک ہی ہے جس طرح ''جبریل'' اور ''جبرین'' ہے۔

((خُمْصَانُ الْاَخْمَصَيْنِ)) ''اَخْمَص'' قدم کے اس حصے کو کہا جاتا ہے جو چلتے وقت زمین پر نہیں لگتا۔ مطلب یہ ہے کہ آپ کے پاؤں کا اندرونی حصہ زمین سے کافی اُٹھا ہوا رہتا تھا۔ آپ کا پاؤں ہموار نہیں تھا، ایسے پاؤں کو ''اَخْمَص'' کہا جاتا ہے۔ ان کے پتلے ہونے کی بنا پر اور پاؤں کے اندر گھسے ہونے کی بنا پر۔

((مَسِيْحُ الْقَدَمَيْنِ)) ''آپ کے پاؤں چکنے اور ملائم تھے۔'' ان پر میل کچیل نہیں رکتی تھی اور نہ وہ پھٹتے ہی تھے۔ اس طرح تراشیدہ سے تھے کہ پاؤں پر پانی کا قطرہ نہیں ٹھہرتا تھا۔

((اِذَا زَالَ زَالَ قَلْعًا)) ''جب قدم اُٹھاتے تو پورے زور کے ساتھ اُٹھاتے تھے۔''

((يَخْطُوْ تَكَفِّيًا)) اور یہ بھی مروی ہے: ((تَكَفُّوءً)) دونوں کا معنی ایک ہی ہے یعنی آگے کی طرح جھکے ہوئے، قوت کے ساتھ چلنا اور قدرے لمبے قدم اُٹھانا۔ ایسی چال مردوں کے حق میں باوقار اور پر رعب ہے۔ آپ کی چال متکبر اور ناز ونخرہ سے چلنے والے آدمی کی طرح نہ تھی جو اتراتے ہوئے اور جھومتے ہوئے چلتا ہے۔

((ذَرِيْعُ الْمِشْيَةِ)) ''آپ تیز رفتار تھے۔'' چلتے ہوئے لمبے قدم اُٹھاتے تھے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ آپ دوڑ لگاتے اور ایسی تیز رفتاری سے چلتے جو سنجیدگی کے خلاف ہوتی کیونکہ یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ((وَيَمْشِيْ هَوْنًا)) ''آپ آہستگی اور عاجزی سے چلتے تھے۔''

(هَوْن) ایسی چال کو کہتے ہیں کہ جس میں ٹھہراؤ، سنجیدگی اور شان وشوکت ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ذی شان ہے:

﴿يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا﴾ .... ''جو زمین پر فروتنی کے ساتھ چلتے ہیں۔'' (سورۂ فرقان:٦٣)

امام مجاہد رحمہ اللہ نے کہا: اس سے مراد سکینت اور وقار والی چال ہے۔ اس معنی پر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت بھی دلالت کرتی ہے ''اور ہم پوری کوشش سے آپ کے ساتھ چلتے اور آپ کی رفتار میں کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا۔

((اِذَا الْتَفَتَ اِلْتَفَتَ جَمْعًا)) اور ((جَمِيْعًا)) بھی مروی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب آپ کسی کی طرف رخ پھیرتے تو پورے جسم کے ساتھ رخ پھیرتے، صرف گردن کو دائیں یا بائیں جانب نہیں گھماتے تھے۔ ایسا انداز ہلکے مزاج والے شخص کا ہوتا ہے، مگر آپ کسی کی طرف چہرہ کرتے تو مکمل اور اگر پیٹھ کرتے تو بھی مکمل۔

((جُلُّ نَظْرِهِ الْمُلَاحَظَةُ)) ''آپ کا زیادہ تر دیکھنا گوشۂ چشم سے ہوتا تھا۔'' کنپٹی کی طرف آنکھ کی جو سائیڈ ہے اس سے دیکھنے کو ''ملاحظہ'' کہتے ہیں۔ جس کو اردو زبان میں ''کنکھیوں سے دیکھنا'' کہتے ہیں۔ آنکھ کا وہ حصہ جو ناک کی طرف ہے اس کو ''اَلْمُوْق'' یا ''اَلْمَاق'' کہتے ہیں۔ اور آنکھ کے پچھلی طرف سے دیکھنے کو ''لَحَظَ اِلَيهِ'' کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

((يَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ)) ''آپ جامع کلمات سے گفتگو فرماتے تھے۔'' جامع باتوں سے مراد ایسے کلمات ہیں جن کے الفاظ تو تھوڑے ہوں لیکن اپنے اندر معانی کا قلزم رکھتے ہوں۔ آپ علیہ السلام کا فرمان: ((اُوْتِيْتُ جَوَامِعَ

الْـكَلِمِ)) ''مجھے جامع باتوں سے نوازا گیا ہے'' بعض کے ہاں ''جوامع الکلم'' سے مراد قرآن مجید ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے قلیل الفاظ میں معانی کا جہان آباد کر دیا ہے کہ آج تک کوئی مفسر اس سمندر اور قلزم معنیٰ کی گہرائی ناپ نہیں سکا۔

((لَيْسَ بِالْجَافِيْ وَلَا الْمَهِيْنِ)) ''آپ تند خو، جفا جو اور حقیر نہ تھے۔'' ''جافی'' اس شخص کو کہتے ہیں جس کی طبیعت میں اجڈ پن ہو اور ''مہین'' ایسا شخص کہ جس کو معاشرے میں نکّو سمجھا جاتا ہو اور اس کی کوئی حیثیت نہ ہو۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نہ لمبے تڑنگے تھے نہ ناٹے کھوٹے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں آپ کا وصف یوں بیان ہوا ہے کہ آپ بے حد لمبے اور حد درجہ ٹھنگنے نہ تھے۔ ایک روایت میں: ((وَلَا الْمُهِيْنِ)) میم کے ضمہ کے ساتھ بھی مروی ہے اور اس صورت میں معنی ہوگا کہ آپ اپنے ساتھیوں کی توہین کرنے والے اور ان کے ساتھ سختی سے پیش آنے والے نہیں تھے بلکہ اپنے ساتھیوں کو احترام اور توقیر دینے والے تھے۔

((لَمْ يَكُنْ يَذُمُّ ذَوَاقًا)) ''آپ ماکول ومشروب میں سے کسی چیز کی عیب چینی نہیں کرتے تھے۔'' یہاں ''فَعَالٌ'' کا وزن ''مفعول'' کے معنی میں ہے۔

((اِذَا غَضِبَ اَعْرَضَ وَاَشَاحَ)) ''جب آپ غضب ناک ہوتے تو رخ پھیر لیتے اور پہلوتہی کرتے۔''

((ثُمَّ جَزَّأَ جُزْأَهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّاسِ فَيَرُدُّ ذٰلِكَ بِالْخَاصَّةِ عَلَى الْعَامَّةِ)) ''پھر جو حصہ اپنی ذات کے لیے مقرر ہوتا اسے اپنے اور لوگوں کے درمیان تقسیم کر دیتے اور اس حصے میں خواص کو عوام پر ترجیح دیتے۔''

مطلب یہ ہے کہ اس وقت میں عام لوگوں کو میل ملاقات کی اجازت نہ ہوتی بلکہ معاشرے کے سربرآوردہ اور سردار قسم کے لوگوں کو اذن باریابی ملتا، پھر وہ لوگ آپ علیہ السلام کی باتوں کو عوام تک پہنچاتے۔ گویا آپ علیہ السلام خواص کے ذریعے بھی عوام ہی کی تربیت اور اصلاح کرنے کا بندوبست فرماتے اور خواص کے ساتھ آپ کی ہم نشینی کا فائدہ بھی دراصل عوام ہی اُٹھاتے۔ بعض کے نزدیک ''الخاصة'' سے مراد اہل خانہ ہیں کہ ازواج مطہرات اور خانگی امور سے جو وقت بچ رہتا یا ان کے لیے مقرر کردہ وقت کے بعد آپ عام لوگوں کی عرضیاں سنتے اور انہیں اپنی صحبت سے متمتع فرماتے۔

((يَدْخُلُوْنَ رُوَّادًا)) ''لوگ علم کی جستجو اور تڑپ لے کر آپ کی محفل اقدس کا رخ کرتے اور آپ انہیں دولت علم سے مالا مال فرماتے۔ لوگ مسائل کے حل کے لیے آپ کے حضور حاضر ہوتے اور آپ ان کے تنازعات کے فیصلے فرماتے۔ ((رُوَّاد)) یہ لفظ (رَائِد) کی جمع ہے جس کا معنی ہے ''متلاشی''۔

((وَلَا يَفْتَرِقُوْنَ اِلَّا عَنْ ذَوَاقٍ)) لفظ ''ذواق'' اصلا تو کھانے پینے کے لیے بولا گیا ہے۔ معنی یہ ہے کہ لوگ آپ سے علوم نبوت کے اخذ واستفادہ کے لیے آتے جو کہ ان کے لیے بمنزلہ طعام وشراب کے ہے اور پھر علوم ومعارف کے یواقیت وجواہر سے جھولیاں بھر بھر کے لے جاتے۔

آپ کی مجلس کا وصف بیان کرنے والے نے کہا: ((لَا تُؤْبَنُ فِيهِ الْحُرَمُ)) ''آپ کی محفل میں کسی کی حرمت پامال نہ کی جاتی۔'' یعنی آپ کی صحبت اور محفل بہت پاکیزہ اور شائستہ ہوتی تھی کہ گندی باتوں، اخلاق سے فروتر جملوں کا کہیں گزر نہ ہوتا، سوقیانہ اور عامیانہ پن سے مکمل طور پر محفوظ ہوتی۔ لفظ (الأبـن) کے لغوی معنی ''تہمت، بہتان طرازی اور الزام لگانے کے ہیں۔'' جب کوئی کسی کو موردِ الزام ٹھہرائے تو کہا جاتا ہے: أَبـن فلان۔ اسی طرح حدیث افک میں آپ ﷺ کی زبان اقدس سے صادر جملوں میں لفظ موجود ہے: ((اَشِيْرُوْا عَلَيَّ فِيْ اُنَاسٍ اَبَنُوْا اَهْلِيْ)) ''تم لوگ مجھے ایسے لوگوں کے بارے میں مشورہ دو جنہوں نے میری بیوی کو بدنام کیا ہے۔''

((لَا يَقْبَلُ الثَّنَاءَ اِلَّا مِنْ مُكَافِئٍ)) احسان کا بدلہ چکانے والے کے سوا کسی سے تعریف و مدحت قبول نہ کرتے۔ امام قتیبی رحمہ اللہ نے کہا: اس جملے کا مفہوم یہ ہے کہ جب کوئی شخص آپ کے احسان کے نتیجہ میں آپ کی ثنا کرتا تو خاموش رہتے وگرنہ روک دیتے۔ امام ابوبکر انباری رحمہ اللہ نے کہا: یہ مفہوم درست نہیں، آپ علیہ السلام امت کے ہر ہر فرد کے لیے محسن ہیں۔ آپ کی نبوت و رسالت کا فیضان ایسا ہے جس کے سامنے ہر امتی کی گردن زیر بار ہے۔ آپ کی تعلیمات کی بدولت ہمیں جنت کا راستہ معلوم ہوا اور آپ ہی کے ذریعے ہم جہنم سے بچے ہیں۔ احسان کنندہ اور غیر کنندہ کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ ہر شخص پر آپ کی مدحت و تعریف کرنا فرض ہے اور آپ علیہ السلام پر درود وسلام بھیجنا اس کا شرعی حق ہے۔ دراصل اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام مدحیہ جملے صرف اسی سے قبول فرماتے جس کے ایمان میں کوئی شک نہ ہوتا اور جو پکا مومن ہوتا، منافق کہ جن کے دل آپ کی محبت اور ایمان سے خالی تھے اور جو اپنی زبانوں سے وہ کچھ کہتے جس کی حقیقت سے ان کے دل کورے تھے، ان سے تعریفی کلمات قطعاً نہ سنتے، یہ حق صرف اور صرف مومن شخص کا ہے کہ جس کا دل آپ کی محبت سے لبریز اور زبان آپ کی مدحت میں تر و تازہ ہے۔

امام ازہری رحمہ اللہ نے کہا: اس جملے کا ایک تیسرا مفہوم بھی ہوسکتا ہے کہ آپ صرف اسی کی تعریف سنتے جو حد اعتدال میں رہتے ہوئے تعریف کرتا، غلو کرنے والے اور تقصیر کے مرض میں مبتلا شخص کی بات سماعت نہ فرماتے جیسا کہ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے: ''میری مدح میں یوں غلو نہ کرو جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی مدح میں غلو کیا، بلکہ تم مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔'' اگر کوئی شخص آپ کو اللہ کا نبی اور اس کا رسول کہہ کر پکارے تو یہ درست ہے کیونکہ ان الفاظ کے مستحق اصلی آپ ہی ہیں، امت میں کوئی دوسرا شخص نہیں اور اس شخص نے آپ کی وہ مدحت کی جس کے آپ حقیقی طور پر سزاوار ہیں، غلو کیا نہ شان میں کوتاہی، یہ ہے پوری پوری مدح۔

((وَلَا تُنْثٰى فَلَتَاتُهٗ)) ''آپ کی محفل میں کسی کی غلطیاں اچھالی نہیں جاتی تھیں نہ ان کی تشہیر ہوتی تھی۔''

((يَفْتَرُّ عَنْ مِثْلِ حَبِّ الْغَمَامِ)) ''آپ اولوں کی طرح چمکتے دانتوں کے ساتھ مسکراتے۔'' مطلب کہ آپ قہقہہ لگا کر نہیں ہنستے تھے بلکہ تبسم فرماتے کہ جس سے آپ کے سفید دانت اولوں کی طرح معلوم ہوتے۔ جب کوئی شخص

کسی جانور کی عمر معلوم کرنے کے لیے دانت کھولے تو کہے گا: فَرَرْتُ الدّابة افرُّها۔ اولوں کے ساتھ تشبیہ سے آپ کے دانتوں کی سفیدی کو بیان کرنا مقصود ہے۔

(٣٦٠٧)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجوزَجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَخْبَرَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ، وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، وَأَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي حَلِيمَةَ، الْمَعْنَى وَاحِدٌ، قَالُوا: نا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ مَوْلَى غُفْرَةَ......

حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ مِنْ وَلَدِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ إِذَا وَصَفَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمْ يَكُنْ بِالطَّوِيلِ الْمُمَغَّطِ، وَلا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ، كَانَ رَبْعَةً مِنَ الْقَوْمِ، لَمْ يَكُنْ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ، وَلا بِالسَّبِطِ، كَانَ جَعْدًا رَجِلا، وَلَمْ يَكُنْ بِالْمُطَهَّمِ، وَلا بِالْمُكَلْثَمِ، وَكَانَ فِي وَجْهِهِ تَدْوِيرٌ أَبْيَضُ مُشْرَبٌ، أَدْعَجُ الْعَيْنَيْنِ، أَهْدَبُ الأَشْفَارِ، جَلِيلُ الْمُشَاشِ وَالْكَتِدِ، أَجْرَدُ، ذُو مَسْرُبَةٍ، شَثْنُ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ، إِذَا مَشَى تَقَلَّعَ كَأَنَّمَا يَنْحَطُّ فِي صَبَبٍ، وَإِذَا الْتَفَتَ الْتَفَتَ مَعًا، بَيْنَ كَتِفَيْهِ خَاتِمُ النُّبُوَّةِ، وَهُوَ خَاتِمُ النَّبِيِّينَ، أَجْوَدُ النَّاسِ صَدْرًا، وَأَصْدَقُ النَّاسِ لَهْجَةً، وَأَلْيَنُهُمْ عَرِيكَةً، وَأَكْرَمُهُمْ عِشْرَةً، مَنْ رَآهُ بَدِيهَةً هَابَهُ، وَمَنْ خَالَطَهُ مَعْرِفَةً أَحَبَّهُ، يَقُولُ نَاعِتُهُ: لَمْ أَرَ قَبْلَهُ وَلا بَعْدَهُ مِثْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

ابراہیم بن محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت بیان کرتے تو کہتے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ تو بہت زیادہ لمبے تھے اور نہ بہت چھوٹے قد کے تھے، آپ لوگوں میں میانہ قد تھے، آپ کے بال نہ تو بہت زیادہ گھنگھریالے تھے اور نہ بالکل سیدھے کھڑے تھے بلکہ آپ کے بال کچھ سیدھے اور کچھ خمیدہ تھے، نہ تو آپ موٹے تھے اور نہ آپ کا چہرہ چپٹا ہوا تھا بلکہ آپ کا چہرہ کتابی تھا۔ آپ سرخی مائل سفید رنگ والے، کھلی اور کالی سیاہ آنکھوں والے، لمبی پلکوں والے، مضبوط ہڈیوں اور مضبوط شانوں والے تھے۔ جسم مبارک پر بال نہ تھے لیکن سینے سے لے کر ناف تک بالوں کی ایک باریک سی لکیر تھی۔ آپ کی ہتھیلیاں مضبوط اور پاؤں کے تلوے پُرگوشت تھے۔ جب آپ چلتے تو مضبوط قدموں سے چلتے گویا کہ ڈھلوان سے اتر رہے ہیں۔ آپ جس کی طرف متوجہ ہوتے تو پوری طرح متوجہ ہوتے، آپ کے دونوں کندھوں کے درمیان ختم نبوت کی مہر تھی اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔ آپ لوگوں میں سب سے کھلے دل والے سخی تھے اور گفتگو میں سے سچے تھے۔ آپ سب لوگوں میں نرم

(٣٦٠٧) ضعيف ......أخرجه الترمذي: ٣٦٣٨

طبیعت والے اور سب سے محترم خاندان والے تھے۔ جو شخص آپ کو اچانک دیکھتا تو ڈر جاتا اور جو شخص مل کر پہچان جاتا آپ سے محبت کرتا۔آپ کا حلیہ مبارک بیان کرنے والا یہی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ جیسا نہیں دیکھا۔

شرح: امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: میں نے ابوجعفر محمد بن الحسین بن ابی حلیمہ القصری الحنفی سے سنا، انھوں نے کہا: میں نے امام اصمعی رحمہ اللہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت کی تفسیر میں سنا:

((اَلْـمُـمَـغَّطُ)) ''جو لمبائی میں بہت لمبا ہوتا چلا جائے۔'' یہ لفظ غین کے ساتھ ہے۔بعض نے کہا: یہ لفظ عین اور غین دونوں کے ساتھ ہے۔ جب دن کافی بلند ہو جائے تو کہا جاتا ہے: اِمَّـعَطَ النَّهَارُ۔ اور جب رسی کو کھینچ کر خوب لمبا کیا جائے تو کہا جاتا ہے: اِمَّعَطَ الْحَبلُ وَامَّغَطَ۔

((اَلْمُتَرَدِّدُ)) جو چھوٹا اور کم ہو کر ایک دوسرے میں داخل ہو جائے۔

((القَطَطُ)) بہت زیادہ گھنگھریالے بالوں والا۔

((الرَّجِل)) جس کے بال کچھ بڑے ہوئے ہوں، یعنی لپٹے ہوئے بال۔

((المُطَهَّم)) موٹے بدن اور زیادہ گوشت والا۔

((المُشْرَب)) جس کا رنگ سرخ ہو۔

((المُكَلْثَم)) گول چہرے والا۔

((الأَدْعَج)) سیاہ آنکھوں والا۔

((اَلْاَهْدَب)) لمبی پلکوں والا۔

((اَلْكَتِد)) ''دونوں کندھوں کے ملنے کی جگہ'' اسے عربی میں ''الکاہل'' بھی کہتے ہیں۔

((المَسْرُبَة)) لکیر کی طرح پتلے بالوں کو کہتے ہیں جو سینے سے ناف تک ہوتے ہیں۔

((الشَّثْن)) جس کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں موٹی کھردری ہوں۔

((التَقَلُّع)) جو مضبوطی سے قدم رکھ کر چلے۔

((الصَّبَب)) اوپر سے نیچے کی طرف اترنا۔

((جَلِيْلُ الْمُشَاشِ)) ''کندھوں کے سرے۔'' ہڈیوں کو ''المشاش'' کہتے ہیں۔ ہڈیوں کے سروں سے مراد گھٹنے اور کہنیاں وغیرہ ہیں۔

((العِشْرَہ)) صحبت اختیار کرنا۔

((العَشِیْر)) صاحب، صحبت اختیار کرنے والا ساتھی۔

((البَدِیْھَة)) ''اچانک۔'' کہا جاتا ہے: میں نے اسے اچانک پریشان کیا۔

(15)......بَابُ عَلَامَةِ النُّبُوَّةِ

نبوت محمدیہ کی نشانیاں

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هُوَ الَّذِىٓ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَـقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ﴾ ''اسی نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا ہے کہ اسے اور تمام مذہبوں پر غالب کر دے۔'' (سورۂ توبہ:۳۳)

امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ عطا فرمایا اور ہر کسی پر یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق اور سچ ہے اور اس کے علاوہ باقی تمام ادیان باطل اور جھوٹ کا پلندہ ہیں۔ اس وقت سرزمین عرب پر دو قسم کے دین تھے۔ اہل کتاب کا دین اور امیوں کا دین (یعنی اہل مکہ کا) اور دونوں شرک وبت پرستی سے اٹے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے دلائل وبراہین کے لحاظ سے تو غلبہ عطا فرمایا ہی، دنیوی غلبہ بھی عطا فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین مکہ کو میدان جنگ میں شکست وہزیمت سے دوچار کیا تا آنکہ وہ چار و ناچار اسلام کے سامنے سپر ڈال گئے۔ اسی طرح آپ نے اہل کتاب سے بھی جنگیں کیں، بہت ساروں کو میدان وِغا میں تہہ تیغ کیا اور بہت ساروں کو قیدی بنایا حتی کہ اہل کتاب کی ایک بڑی تعداد اسلام کے آگے سرنگوں ہوگئی اور اپنے ہاتھوں جزیہ دے کر اپنی ذلت ونکبت پر مہر تصدیق ثبت کر دی اور ان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام نافذ العمل ہوئے، یہ ہے اسلام کا غلبہ اور فتح۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کرۂ ارض پر موجود باقی دین بھی اپنا وجود برقرار نہیں رکھ سکیں گے اور اسلام کے سامنے ڈھیر ہو جائیں گے۔ غلبہ اور بقا صرف اور صرف اسلام ہی کے لیے ہے، ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَـتَعۡلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعۡدَ حِيۡنٍ﴾ .... ''یقیناً تم اس کی حقیقت کو کچھ ہی وقت کے بعد صحیح طور پر جان لوگے۔'' (سورۂ ص:۸۸) یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی حقیقت وصداقت بہت جلد تمہارے سامنے آجائے گی۔ جو زندہ رہے گا وہ آپ کے دین کے غلبے کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھ لے گا اور اسلام کا عروج اور پھیلاؤ بچشم سر ملاحظہ کرلے گا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ﴾ .... ''اور تمام مذہبوں پر اسے غالب کردے۔'' (سورۂ توبہ:۳۳) مشرکین میں سے جو وفات پا گیا اسے اللہ کے حضور پہنچ کر اسلام کے غلبے کا یقین ہوگیا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا مزید فرمان ہے: ﴿وَاِنۡ كُنۡتُمۡ فِىۡ رَيۡبٍ مِّمَّا نَزَّلۡنَا عَلٰى عَبۡدِنَا فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ﴾ .... ''ہم نے جو کچھ اپنے بندے پر نازل کیا ہے اس میں اگر تمہیں شک ہو تو اس جیسی ایک سورۃ ہی بنالاؤ۔''

(سورۂ بقرہ:۲۳)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْإِنْسُ وَالْجِنُّ عَلَى أَنْ يَأْتُوا بِمِثْلِ هَذَا الْقُرْءَانِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ﴾ .... ''کہہ دیجیے کہ اگر تمام انسان اور کل جنات مل کر اس قرآن کے مثل لانا چاہیں تو ان سب سے اس کے مثل لانا ناممکن ہے۔'' (سورۂ اسراء: ۸۸)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نبی ﷺ کی نبوت کی سچائی اور حقانیت پر بطور دلیل پیش کیا ہے کہ تمام مخلوق جن وانس مل کر بھی اس جیسی کتاب لانے سے قاصر ہیں، پوری کتاب تو ایک طرف ایک سورت بنالانے کی سکت نہیں رکھتے اور پھر یہ چیلنج محدود مدت کے لیے نہیں بلکہ قیامت تک کے لیے ہے تاکہ قیامت تک آنے والے شخص کے لیے آپ کی نبوت کا سچ ہونا واضح ہو جائے۔صدیاں گزر جانے کے باوجود ابھی تک قرآن جیسی کتاب لانے سے پوری انسانیت وجنیت درماندہ اور عاجز ہے۔فرمان الٰہی ہے: ﴿لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا﴾

(۳۶۰۸)۔أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُلَقَّبُ بِالصَّالِحِيِّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ بَكْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُزَنِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَفِيدُ الْعَبَّاسِ بْنِ حَمْزَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ الْبَجَلِيُّ، حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ جِبْرِيلُ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ، فَأَخَذَهُ، فَصَرَعَهُ، فَشَقَّ عَنْ قَلْبِهِ، فَاسْتَخْرَجَ مِنْهُ عَلَقَةً، فَقَالَ: هَذَا حَظُّ الشَّيْطَانِ مِنْكَ، ثُمَّ غَسَلَهُ فِي طَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ بِمَاءِ زَمْزَمَ، ثُمَّ لأَمَهُ وَأَعَادَهُ فِي مَكَانِهِ، وَجَاءَ الْغِلْمَانُ يَسْعَوْنَ إِلَى أُمِّهِ يَعْنِي ظِئْرَهُ، فَقَالُوا: إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ، فَاسْتَقْبَلُوهُ وَهُوَ مُنْتَقِعُ اللَّوْنِ۔ قَالَ أَنَسٌ: فَكُنْتُ أَرَى أَثَرَ الْمَخِيطِ فِي صَدْرِهِ، وَرُبَّمَا قَالَ حَمَّادٌ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ آتٍ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ جبریل علیہ السلام آئے، انہوں نے آپ کو پکڑا اور لٹا لیا اور آپ کا دل چیرا کہ جس سے گوشت کا ایک لوتھڑا نکالا اور کہا: یہ آپ کے جسم میں شیطان کا حصہ تھا، پھر دل کو زمزم کے پانی کے ساتھ، سونے کی ٹرے میں رکھ کر دھویا، بعدازاں دل کو اس کی جگہ میں رکھ کر سی دیا۔ بچے بھاگتے ہوئے آپ ﷺ کی ماں یعنی دائی سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا: محمد ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔سب لوگ آپ کی طرف بھاگے، آپ کے رنگت اڑی ہوئی تھی۔سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آپ کے سینہ مبارک پر سینے کے نشانات کو دیکھا کرتا تھا۔ حماد بن سلمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ایک آنے والا آیا۔

(۳۶۰۸) أخرجه البخاري: ۳۵۷۰، ومسلم: ۱٦۲

شرح ((مُـنْتَقِعُ اللَّوْنِ)) ''اڑی ہوئی رنگت۔'' زرد پڑا ہوا رنگ۔ عربی زبان میں اِنْتَقَعَ ، اِمْتَقَعَ ، اِبْتَسَرَ تینوں الفاظ ایک معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ بَاسِرَةٌ﴾ ..... ''اور کتنے ہی چہرے اس دن بدرونق واداس ہوں گے۔'' (سورۂ قیامہ:۲۴) یعنی متغیر چہرہ اور غم وحزن سے سیاہ۔

(۳۶۰۹)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي ، حَدَّثَنَا السَّيِّدُ أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ الْحَسَنِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ النَّيْسَابُورِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الصَّائِغُ ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ ، عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي لأَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ أُبْعَثَ ، وَإِنِّي لأَعْرِفُهُ الآنَ۔))

سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو مکہ میں ہے، وہ مجھے نبوت سے پہلے سلام کیا کرتا تھا، میں اس کو اب بھی پہچانتا ہوں۔''

(۳۶۱۰)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ يَحْيَى بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيٍّ الصَّائِغُ ، حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ خُوشْنَامَ الزَّقَّاقُ الرَّازِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَيُّوبَ بْنِ ضُرَيْسٍ الْبَجَلِيُّ الرَّازِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ أَبِي ثَوْرٍ ، عَنِ السُّدِّيِّ ، عَنْ عَبَّادٍ أَبِي يَزِيدَ......

عَنْ عَلِيٍّ ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ فَرُحْنَا فِي نَوَاحِيهَا خَارِجًا مِنْ مَكَّةَ بَيْنَ الْجِبَالِ وَالشَّجَرِ ، فَلَمْ يَمُرَّ بِشَجَرَةٍ وَلا جَبَلٍ إِلا قَالَ: السَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم مکہ مکرمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ہم مکہ مکرمہ کے ایک بازار کی جانب گئے جو مکہ سے ذرا باہر پہاڑوں اور درختوں کے بیچ میں تھا تو سبھی پتھر اور درخت آپ کا استقبال کرتے ہوئے ''اَلسَّلامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!'' کہہ رہے تھے۔

(۳۶۱۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ ،

(۳۶۰۹) أخرجه مسلم: ۲۲۷۷

(۳۶۱۰) صحيح لغيره ......أخرجه الترمذي: ۳۶۲۶

(۳۶۱۱) أخرجه البخاري: ۳۶۳۷، ومسلم: ۲۸۰۲

حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً ، فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ حَتَّى رَأَوْا حِرَاءَ بَيْنَهُمَا۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مکہ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کیا تھا کہ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں تو آپ نے انہیں چاند کو دوٹکڑے دکھایا حتی کہ حراء پہاڑی انہوں نے چاند کے دوٹکڑوں کے درمیان دیکھی۔

شرح اسلام کے اوپر کیچڑ اُچھالنے والوں اور منکرین معجزات نے معجزہ شق قمر کا بھی انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ اگر اس واقعے کی کوئی حقیقت ہوتی تو عوام الناس سے یہ معاملہ مخفی نہ رہتا، یہ واقعہ کتابوں میں مذکور ہوتا اور نسلوں میں اس کا تذکرہ ہوتا۔ سیرت نگار اور مؤرخین اس کا ذکر کرتے۔

جواباً عرض ہے کہ اس معجزے کا مطالبہ چند مخصوص افراد نے کیا تھا جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں مذکور ہے۔ آپ نے رات ہی کے وقت انہیں یہ معجزہ دکھلایا جبکہ لوگ سوئے ہوئے تھے۔ کچھ چھتوں اور خیموں میں ہوں گے جو یہ واقعہ نہ دیکھ سکے۔ کھلی جگہوں میں فروکش صحراؤں کے مکین اور بادیہ نشینوں نے کسی مصروفیت اور مشغولیت کی وجہ سے اس طرف دھیان نہ دیا ہو اور پھر یہ واقعہ لمحہ بھر کا تھا۔ کئی دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ چاند گرہن لگتا ہے مگر بہت سارے لوگ اس سے ناواقف رہ جاتے ہیں اور دیکھ نہیں سکتے اور صبح انہیں دیکھنے والے اطلاع دیتے ہیں۔

یاد رہے اگر شق قمر کا معجزہ تھوڑی مدت کے لیے نہیں بلکہ طویل عرصے کے لیے ہوتا اور عوام وخواص سبھی اسے دیکھتے اور پھر دولت ایمان انہیں نصیب نہ ہوتی تو اللہ کریم تمام کو تباہ و برباد کر دیتا اور کسی ایک کو بھی تختۂ زمین پر زندہ نہ چھوڑتا کیونکہ گزشتہ اقوام میں یہی اللہ تعالیٰ کا طریقہ رائج رہا ہے کہ جب ان کے نبی ظاہر و باہر نشانی لے کر آتے جسے وہ اپنی کھلی آنکھوں سے دیکھتے اور کھلے کانوں سنتے اور پھر ایمان نہ لاتے تو انہیں ہلاک کر دیا جاتا جیسا کہ اپنی اسی سنت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں فرمایا ہے: ﴿إِنِّي مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ فَمَنْ يَكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَإِنِّي أُعَذِّبُهُ عَذَابًا لَا أُعَذِّبُهُ أَحَدًا مِنَ الْعَالَمِينَ﴾ .... ''میں وہ کھانا تم لوگوں پر نازل کرنے والا ہوں، پھر جو شخص تم میں سے اس کے بعد ناحق شناسی کرے گا تو میں اس کو ایسی سزا دوں گا کہ وہ سزا دنیا جہاں والوں میں سے کسی کو بھی نہ دوں گا۔'' (سورۂ مائدہ: ۱۱۵)

اللہ تعالیٰ نے اسی حکمت کے پیش نظر اپنی یہ نشانی عام لوگوں پر ظاہر نہیں فرمائی اور یہ اس کی کمال مہربانی اور شفقت ہے۔ (واللہ اعلم ولہ الحمد)

(۳۶۱۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ ، عَنِ الْأَعْرَجِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَاهُنَا، فَوَاللّٰهِ! مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ، وَلَا رُكُوعُكُمْ، إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي.))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میرا قبلہ صرف اِدھر ہے، اللہ کی قسم! تمہارا خشوع اور تمہارا رکوع مجھ پر مخفی نہیں رہتے، بیشک میں تم کو اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔''

(٣٦١٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الزُّبَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مَنْصُورٍ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا نَعُدُّ الآيَاتِ بَرَكَةً، وَأَنْتُمْ تَعُدُّونَهَا تَخْوِيفًا، كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ، فَقَلَّ الْمَاءُ، فَقَالَ: ((اطْلُبُوا فَضْلَةً مِنْ مَاءٍ)) فَجَاءُوا بِإِنَاءٍ فِيهِ مَاءٌ قَلِيلٌ، فَأَدْخَلَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ، ثُمَّ قَالَ: ((حَيَّ عَلَى الطَّهُورِ الْمُبَارَكِ وَالْبَرَكَةِ مِنَ اللّٰهِ)) فَلَقَدْ رَأَيْتُ الْمَاءَ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَقَدْ كُنَّا نَسْمَعُ تَسْبِيحَ الطَّعَامِ، وَهُوَ يُؤْكَلُ۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ معجزات کو ہم تو باعث برکت سمجھتے تھے اور تم لوگ ان سے ڈرتے ہو۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے اور پانی تقریباً ختم ہو گیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کچھ بھی پانی بچ گیا ہو اسے تلاش کرو۔'' چنانچہ لوگ ایک برتن میں تھوڑا سا پانی لائے، آپ نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا اور فرمایا: ''برکت والا پانی لو اور برکت تو اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔'' میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی فوارے کی طرح پھوٹ رہا تھا اور ہم تو آپ کے زمانے میں کھاتے وقت کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

(٣٦١٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ سَعِيدٍ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِإِنَاءٍ، وَهُوَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

(٣٦١٢) أخرجه البخاري: ٤١٨، ٧٤١، ومسلم: ٤٢٤

(٣٦١٣) أخرجه البخاري: ٣٥٧٩

(٣٦١٤) أخرجه البخاري: ٣٥٧٢، ومسلم: ٢٢٧٩

بِـالـزَّوْرَاءِ، فَـوَضَـعَ يَدَهُ فِي الإِنَاءِ، فَجَعَلَ الْـمَـاءُ يَنْبُعُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ، فَتَوَضَّأَ الْقَوْمُ. قَـالَ قَتَـادَةُ: قُـلْـتُ لأَنَـسٍ: كَمْ كُنْتُمْ؟ قَالَ: ثَلاثَمِائَةٍ، أَوْ زُهَاءَ ثَلاثِمِائَةٍ۔

خدمت میں ایک برتن لایا گیا۔ آپ ﷺ اس وقت زوراء مقام میں تشریف رکھتے تھے۔ آپ نے اس برتن میں ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان میں سے پانی پھوٹنے لگا اور اسی پانی سے پوری جماعت نے وضو کیا۔ جناب قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے کہا: تین سو ہوں گے یا تین سو کے قریب ہوں گے۔

تشریح: اس حدیث مبارکہ میں آپ کے معجزے کا تذکرہ ہے۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ آپ ﷺ کا یہ معجزہ کہ انگلیوں سے پانی کا پھوٹنا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ سے زیادہ تعجب خیز، دلوں میں اتر جانے والا اور ایمان لانے کے لیے ظاہر اور واضح ہے کہ پتھروں سے پانی تو پھوٹا ہی کرتا ہے، انسان کے اعضائے جسم سے پانی کے فوارے نہیں پھوٹا کرتے۔

فائدہ: کسی پنجابی شاعر نے کیا ہی خوب کہا:

وجّیا عاصا تعجب کس گل دا
پتھراں وچوں پانی نت چل دا
پنجاں انگلاں وچوں نکلیاں پنج نہراں
ایہہ انگلاں نے بدرِ منیر دیاں

(٣٦١٥)۔وَبِهَـذَا الإِسْنَادِ: نا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ سَالِمٍ......

عَـنْ جَـابِـرٍ، قَـالَ: عَـطِـشَ النَّـاسُ يَوْمَ الْـحُـدَيْبِيَةِ، وَرَسُـولُ الـلّٰـهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ بَيْـنَ يَـدَيْهِ رَكْوَةٌ، فَتَوَضَّأَ مِنْهَا، ثُمَّ أَقْبَـلَ الـنَّـاسُ نَـحْوَهُ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَـا لَـكُـمْ؟)) قَـالُـوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَيْسَ عِنْدَنَا مَاءٌ نَتَوَضَّأُ مِنْهُ، وَلا نَشْرَبُ إِلا مَا فِي

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صلح حدیبیہ کے دن لوگوں کو پیاس لگی ہوئی تھی اور نبی ﷺ کے سامنے پانی کا ایک برتن (چھاگل) رکھا ہوا تھا۔ آپ نے اس سے وضو کیا۔ اتنے میں لوگ آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' لوگوں نے کہا: جو پانی آپ کے سامنے ہے اس کے سوا نہ تو ہمارے پاس وضو کے لیے کوئی دوسرا پانی

(٣٦١٥) أخرجه البخاري: ٣٥٧٦، ومسلم: ١٨٥٦

رَكْـوَتِكَ، قَالَ: فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَـلَّـمَ يَـدَهُ فِي الرَّكْوَةِ، فَجَعَلَ الْمَاءُ يَفُورُ مِنْ بَيْنِ أَصَابِعِهِ كَأَمْثَالِ الْعُيُونِ، قَالَ: فَشَرِبْنَا وَتَـوَضَّـأْنَـا، فَقُلْتُ لِجَابِرٍ: كَمْ كُنْتُمْ يَوْمَئِذٍ؟ قَـالَ: لَـوْ كُـنَّـا مِائَةَ أَلْفٍ لَكَفَانَا، كُنَّا خَمْسَ عَشْرَةَ مِائَةً۔

ہے اور نہ پینے کے لیے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک چھاگل میں رکھ دیا اور پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے چشمے کی طرح پھوٹنے لگا اور ہم سب لوگوں نے اس پانی کو پیا اور اس سے وضو بھی کیا۔ میں نے پوچھا: آپ لوگ کتنی تعداد میں تھے؟ انہوں نے کہا: اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو وہ پانی کافی ہوتا، ویسے ہماری تعداد اس وقت پندرہ سو تھی۔

(٣٦١٦)-أَخْبَـرَنَـا أَحْـمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰـهِ بْـنِ بِشْـرَانَ، أَخْبَـرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ......

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي جَيْشٍ، فَلَمَّا كَانَ فِي بَـعْـضِ الـطَّـرِيقِ، تَخَلَّفَ لِبَعْضِ حَاجَتِهِ، وَتَـخَلَّفْتُ مَعَهُ بِمِيضَأَةٍ، وَهِيَ الإِدَاوَةُ، قَالَ أَبُـو قَتَـادَةَ: فَـقَـضَـى حَاجَتَهُ، ثُمَّ جَائَنِي، فَسَـكَبْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْمِيضَأَةِ، فَتَوَضَّأَ، وَقَالَ لِـي: ((احْـفَـظْهَـا فَـلَـعَـلَّهُ أَنْ يَكُونَ لِبَقِيَّتِهَا شَـأْنٌ)) قَـالَ: وَسَـارَ الْـجَيْـشُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنْ يُطِيعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُـمَـرَ يَـرْفُقُوا بِأَنْفُسِهِمْ، وَإِنْ يَعْصُوهُمَا، يَشُـقُّـوا عَـلَى أَنْفُسِهِمْ)) قَالَ: فَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُـمَـرُ أَشَـارَا عَلَيْهِمْ أَلَا يَنْزِلُوا حَتَّى يَبْلُغُوا الْمَاءَ، وَقَالَ بَقِيَّةُ النَّاسِ: بَلْ نَنْزِلُ حَتَّى يَأْتِيَ رَسُـولُ اللّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر میں نکلے، آپ ابھی راستے میں ہی تھے کہ قضائے حاجت کے لیے لشکر سے پیچھے ہو گئے، میں بھی رک گیا، میرے پاس وضو والا برتن تھا۔ سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ نے اپنی حاجت سے فراغت حاصل کی، پھر پاس تشریف لائے، میں نے وضو والے برتن سے آپ پر پانی بہایا، چنانچہ آپ نے وضو کیا اور مجھے فرمایا: ''اس برتن کو سنبھال کر رکھنا ہوسکتا ہے اس میں بچ جانے والے پانی کو عظمت وشان حاصل ہو۔'' سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: لشکر (اپنی منزل کی طرف) چل رہا تھا، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر انہوں نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی بات مانی تو سہولت میں رہیں گے اور اگر ان کی نافرمانی کی تو یہ چیز ان کے لیے باعث مشقت ہوگی۔'' راوی نے کہا: سیدنا ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما نے اہل لشکر سے کہا کہ پانی پر پہنچ کر ہی پڑاؤ کرنا چاہیے

(٣٦١٦) أخرجه مسلم: ٦٨١

فَنَزَلُوا، قَالَ: ((فَجِئْنَاهُمْ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، وَقَدْ هَلَكُوا مِنَ الْعَطَشِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمِيضَأَةِ، فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَاسْتَأْبَطَهَا، ثُمَّ جَعَلَ يَصُبُّ لَهُمْ، فَشَرِبُوا حَتَّى رَوُوا وَتَوَضَّئُوا، وَمَلَئُوا كُلَّ إِنَاءٍ كَانَ مَعَهُمْ حَتَّى جَعَلَ يَقُولُ: ((هَلْ مِنْ مَالٍ؟)) قَالَ: فَخُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّهَا كَمَا أَخَذَهَا، وَكَانُوا يَوْمَئِذٍ اثْنَيْنِ وَسَبْعِينَ رَجُلًا۔

لیکن باقی لوگوں کا موقف تھا کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے آنے تک یہیں اتر جانا چاہیے۔ راوی نے کہا: چنانچہ وہ اتر پڑے، سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب دوپہر خوب گرم ہو چکی تھی اور لوگ پیاس کے سبب تباہ ہوگئے تھے، نبی ﷺ نے وضو کا برتن منگوایا، میں اسے لے کر آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوگیا، تھوڑی دیر گزرنے کے بعد برتن سے پانی اٹڈنے لگا، چنانچہ لوگوں نے پانی پیا اور خوب سیراب ہوگئے اور سب نے وضو کیا اور لشکر میں موجود ہر برتن کو پانی سے بھر لیا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: ''کیا کوئی جانور پانی پینے سے رہ تو نہیں گیا؟'' سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو یوں لگا کہ پانی ویسے کا ویسا ہی ہے، اس روز لوگوں کی تعداد بہتر (۷۲) تھی۔

(۳٦۱۷)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَوْفٍ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ......

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: سَرَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ هُوَ وَأَصْحَابُهُ، قَالَ: فَأَصَابَهُمْ عَطَشٌ شَدِيدٌ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَيْنِ مِنْ أَصْحَابِهِ، قَالَ: أَحْسِبُهُ عَلِيًّا وَالزُّبَيْرَ أَوْ غَيْرَهُمَا، فَقَالَ: ((إِنَّكُمَا سَتَجِدَانِ امْرَأَةً بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا مَعَهَا بَعِيرٌ عَلَيْهِ مَزَادَتَانِ، فَأْتِيَانِي بِهَا)) قَالَ: فَأَتَيَا الْمَرْأَةَ، فَوَجَدَاهَا قَدْ

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رات بھر چلتے رہے۔ راوی نے کہا: تمام لشکر والوں کو سخت پیاس نے آگھیرا۔ نبی ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے دو آدمیوں کو پانی کی تلاش میں روانہ کیا۔ راوی نے کہا: میرے خیال کے مطابق سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو بھیجا یا ان کے علاوہ کوئی اور دو شخص تھے اور آپ نے فرمایا: ''تمھیں فلاں جگہ ایک خاتون ملے گی، اس کے پاس اونٹ ہوگا جس پر دو

(۳٦۱۷) أخرجه البخاري: ۳٤٤، ومسلم: ٦٨۲

رَكِبَتْ بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ عَلَى الْبَعِيرِ، فَقَالا لَهَا: أَجِيبِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: وَمَنْ رَسُولُ اللّٰهِ؟ هَذَا الصَّابِءُ؟ قَالا: هُوَ الَّذِي تَعْنِينَ، وَهُوَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا، فَجَاءَا بِهَا، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجُعِلَ فِي إِنَاءٍ مِنْ مَزَادَتَيْهَا، ثُمَّ قَالَ فِيهِ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ، ثُمَّ أَعَادَ الْمَاءَ فِي الْمَزَادَتَيْنِ، ثُمَّ أَمَرَ بِعَزْلاءِ الْمَزَادَتَيْنِ، فَفُتِحَتْ، ثُمَّ أَمَرَ النَّاسَ، فَمَلَئُوا آنِيَتَهُمْ وَأَسْقِيَتَهُمْ، فَلَمْ يَدَعُوا يَوْمَئِذٍ إِنَاءً وَلا سِقَاءً إِلا مَلَئُوهُ، قَالَ عِمْرَانُ: حَتَّى كَانَ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهَا لَمْ تَزْدَدْ إِلا امْتِلاءً، قَالَ: فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَوْبِهَا فَبُسِطَ، ثُمَّ أَمَرَ أَصْحَابَهُ، فَجَاءُوا مِنْ زَادِهِمْ حَتَّى مَلأَ لَهَا ثَوْبَهَا، ثُمَّ قَالَ لَهَا: اذْهَبِي، فَإِنَّا لَمْ نَأْخُذْ مِنْ مَائِكِ شَيْئًا، وَلَكِنَّ اللّٰهَ سَقَانَا، فَجَاءَتْ أَهْلَهَا، فَأَخْبَرَتْهُمْ، فَقَالَتْ: جِئْتُكُمْ مِنْ عِنْدِ أَسْحَرِ النَّاسِ، أَوْ إِنَّهُ لَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا، فَجَاءَ أَهْلُ ذَلِكَ الْحِوَاءِ حَتَّى أَسْلَمُوا كُلُّهُمْ۔

مشکیزے لادے ہوں گے، اس کو میرے پاس لے آنا۔“ راوی نے کہا: دونوں شخص عورت کو جا ملے، اسے اس حالت میں پایا کہ دو مشکیزوں کے درمیان اونٹ پر سوار جا رہی تھی۔ انہوں نے خاتون سے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کے پاس چلو!، اس نے کہا: رسول کون ہیں؟ وہی جس نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے؟ انہوں نے کہا: وہی شخص جس کو آپ مراد لے رہی ہیں، وہ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ چنانچہ وہ اس خاتون کو لے آئے، نبی ﷺ نے حکم فرمایا تو دونوں مشکیزوں میں سے کچھ پانی ایک برتن میں ڈالا گیا، پھر آپ نے اس پانی پر جو اللہ نے چاہا پڑھا اور پانی کو مشکیزوں میں ڈال دیا گیا، اس کے بعد آپ نے مشکیزوں کے دہانوں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں کھول دیا گیا۔ آپ نے لوگوں کو پانی بھرنے کا حکم دیا۔ لوگوں نے اپنے برتن اور مشکیزے بھر لیے، اس روز کوئی برتن اور مشکیزہ ایسا نہ تھا جس کو لوگوں نے بھر نہ لیا ہو۔ سیدنا عمران رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے تو ایسے معلوم ہو رہا تھا کہ مشکیزہ پہلے سے زیادہ بھرا ہوا ہے۔ راوی نے کہا: اس کے بعد نبی ﷺ نے اس عورت کو کپڑا بچھانے کا حکم دیا جسے بچھا دیا گیا۔ پھر آپ نے اپنے صحابہ کو حکم فرمایا تو وہ اپنے زادِ راہ سے تھوڑا تھوڑا لے آئے حتی کہ اس عورت کا کپڑا بھر گیا۔ آپ ﷺ نے اس خاتون سے کہا: ”چلی جا، ہم نے آپ کے پانی سے کچھ وصول نہیں کیا بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پانی پلایا ہے۔“ چنانچہ وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس واپس آ گئی اور انہیں سارا واقعہ سنایا اور کہا: میں تمہارے پاس سب سے بڑے جادوگر کے ہاں سے آئی ہوں یا پھر وہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ پھر اس قبیلے

کے سارے افراد آئے حتی کہ سب کے سب مشرف بہ اسلام ہو گئے۔

شرح: ((اَلْمَزَادَة)) اہل عرب اسے الرَّاوِيَة بھی کہتے ہیں۔ ''راویہ'' اس اونٹ کو کہتے ہیں جس پر پانی بھرا جاتا ہے اور مشکیزے کو زیادہ تر ''مزادہ'' ہی کہتے ہیں۔ ((السَّطِيْحَة)) ''چھوٹی مشک۔'' یہ دو چمڑوں کو جوڑ کر بنائی گئی ہوتی ہے جبکہ مزادہ اس سے بڑی مشک ہوتی ہے۔

((الصَّابِي)) اہل عرب اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنا دین بدل لے اور ایک دین سے دوسرے دین میں چلا جائے۔ مشرکین عرب مسلمان ہونے والے شخص کے متعلق کہا کرتے تھے: قَدْ صَبَأَ فُلَانٌ۔ ''فلاں شخص نے اپنا دین بدل لیا ہے۔''

((اَلْعَزْلَاء)) مشکیزے کا نچلی طرف والا منہ ہے جس سے پانی خوب زور سے نکلتا ہے۔

((الحِوَاء)) ''ایک کنویں پر رہائش پذیر خانوادہ۔'' اس لفظ کی جمع حوية آتی ہے۔ حدیث مبارکہ میں اس بات کی دلیل ہے کہ مشرکین کے برتن پاک ہیں جب تک ان کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو۔ دوسری بات یہ سمجھ آئی کہ ضرورت کے وقت پانی معاوضہ دے کر خریدا جا سکتا ہے۔ دیکھیے نبی ﷺ نے پانی کے عوض خاتون کو کھانے پینے کی اشیاء مرحمت فرمائیں۔

(٣٦١٨)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَفْصٍ......

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ الثَّقَفِيِّ، قَالَ: ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ رَأَيْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَا نَحْنُ نَسِيرُ مَعَهُ إِذْ مَرَرْنَا بِبَعِيرٍ يُسْنَى عَلَيْهِ، قَالَ: فَلَمَّا رَآهُ الْبَعِيرُ، جَرْجَرَ فَوَضَعَ جِرَانَهُ، فَوَقَفَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أَيْنَ صَاحِبُ هٰذَا الْبَعِيرِ؟)) فَجَائَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِعْنِيهِ)) قَالَ: بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!،

سیدنا یعلی بن مرہ ثقفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تین واقعات کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے بچشم خود ملاحظہ کیا ہے۔ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ محو سفر تھے کہ ہم ایک ایسے اونٹ کے پاس سے گزرے جس پر بہت زیادہ پانی لادا ہوا تھا۔ اونٹ نے جب آپ کو دیکھا تو بلبلانے لگا اور اس نے اپنی گردن زمین پر رکھ دی۔ نبی ﷺ اس کے پاس ٹھہر گئے اور دریافت فرمایا: ''اس اونٹ کا مالک کہاں ہے؟۔'' اتنے میں وہ آ گیا، آپ ﷺ نے کہا: ''یہ اونٹ مجھے فروخت

(٣٦١٨) اسناده ضعيف ......أخرجه الامام احمد فى المسند: ١٧٥٧٦

قَالَ: ((بَلْ بِعْنِيهِ)) قَالَ: بَلْ نَهَبُهُ لَكَ، فَإِنَّهُ لأَهْلِ بَيْتٍ مَا لَهُمْ مَعِيشَةٌ غَيْرُهُ، قَالَ: أَمَا إِذْ ذَكَرْتَ هَذَا مِنْ أَمْرِهِ، فَإِنَّهُ شَكَا كَثْرَةَ الْعَمَلِ، وَقِلَّةَ الْعَلَفِ، فَأَحْسِنُوا إِلَيْهِ قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا حَتَّى نَزَلْنَا مَنْزِلا، فَنَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الأَرْضَ حَتَّى غَشِيَتْهُ، ثُمَّ رَجَعَتْ إِلَى مَكَانِهَا، فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: هِيَ شَجَرَةٌ اسْتَأْذَنَتْ رَبَّهَا فِي أَنْ تُسَلِّمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ، فَأَذِنَ لَهَا، قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا فَمَرَرْنَا بِمَاءٍ، فَأَتَتْهُ امْرَأَةٌ بِابْنٍ لَهَا بِهِ جِنَّةٌ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَنْخِرِهِ، ثُمَّ قَالَ: ((اخْرُجْ إِنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ۔)) قَالَ: ثُمَّ سِرْنَا، فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ سَيْرِنَا، مَرَرْنَا بِذَلِكَ الْمَاءِ، فَأَتَتْهُ الْمَرْأَةُ بِجُزُرٍ وَلَبَنٍ، فَأَمَرَهَا أَنْ تَرُدَّ الْجُزُرَ، وَأَمَرَ أَصْحَابَهُ، فَشَرِبُوا اللَّبَنَ، فَسَأَلَهَا عَنِ الصَّبِيِّ، فَقَالَتْ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا رَأَيْنَا مِنْهُ رَيْبًا بَعْدَكَ۔

کر دو۔‘‘ اس نے کہا: اللہ کے رسول! ہم آپ کو تحفے کے طور دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ’’نہیں بلکہ مجھے قیمتاً دے دو۔‘‘ اس نے کہا: بلکہ ہم آپ کو ہدیہ کرتے ہیں، دراصل یہ اونٹ ایسے گھر کا ہے جن کا اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ آمدنی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ’’بہرحال جب تو نے اس کے متعلق وضاحت کر دی ہے (تو میں نہیں خریدتا مگر سنو) اس نے کام کی کثرت اور چارے کی کمی کا شکوہ کیا ہے، لہٰذا اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔‘‘ راوی نے کہا: پھر ہم چل پڑے حتی کہ ایک مقام پر اترے تو نبی ﷺ سو گئے تو ایک درخت زمین چیرتے ہوئے آیا تا آنکہ اس نے آپ کو ڈھانپ لیا پھر وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا، جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو میں نے آپ سے ذکر کیا، آپ نے فرمایا: ’’اس درخت نے اپنے رب سے اللہ کے رسول کو سلام کرنے کی اجازت مانگی تھی، سو اسے اجازت دے دی گئی۔‘‘ راوی نے کہا: پھر ہم چل دیے۔ ہمارا گزر ایک پانی کے چشمے کے پاس سے ہوا تو وہاں آپ کے پاس ایک خاتون اپنا بیٹا لائی جس کو جن لگے تھے۔ نبی ﷺ نے اسے ناک سے پکڑ کر کہا: ’’نکل بھاگ، میں محمد اللہ کا رسول ہوں۔‘‘ راوی نے کہا: پھر ہم آگے کی طرف چل دیے۔ واپسی پر جب ہم اسی مقام سے گزرے تو اس خاتون نے آپ کی خدمت میں چند بکریاں اور دودھ بطور ہدیہ پیش کیا۔ آپ ﷺ نے بکریاں واپس کرنے کا حکم دیا اور اپنے ساتھیوں کو دودھ نوش کرنے کے لیے کہا اور اس کے بچے کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث کیا ہے، آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ہم نے اس میں بیماری کا شائبہ تک نہیں دیکھا۔

شرح ((جَرْجَرَ)) ''اونٹ کا آواز نکالنا یعنی بلبلانا۔'' (جِرَان) ''اونٹ کی گردن کے اندرونی حصے کو کہتے ہیں۔''

(۳٦۱۹)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مَرْحُومٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ......

عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: خَفَّتْ أَزْوَادُ الْقَوْمِ، وَأَمْلَقُوا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَحْرِ إِبِلِهِمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، فَلَقِيَهُمْ عُمَرُ، فَأَخْبَرُوهُ، فَقَالَ: مَا بَقَاؤُكُمْ بَعْدَ إِبِلِكُمْ؟ فَدَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا بَقَاؤُهُم بَعْدَ إِبِلِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نَادِ فِي النَّاسِ يَأْتُونَ بِفَضْلِ أَزْوَادِهِمْ)) فَبُسِطَ لِذَلِكَ نِطْعٌ، وَجَعَلُوهُ عَلَى النِّطْعِ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَعَا وَبَرَّكَ عَلَيْهِ، ثُمَّ دَعَاهُمْ بِأَوْعِيَتِهِمْ، فَاحْتَثَى النَّاسُ حَتَّى فَرَغُوا، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ۔))

سیدنا سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ ہوازن میں لوگوں کا زادِ راہ ختم ہو گیا اور فقر و محتاجی آ گئی، اور لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اپنے اونٹوں کو ذبح کرنے کی اجازت لینے لگے (تاکہ ان کے گوشت سے پیٹ بھر سکیں) آپ نے انہیں اجازت دے دی۔ راستے میں عمر رضی اللہ عنہ کی ملاقات ان سے ہوگئی تو انہیں بھی ان لوگوں نے اطلاع دی۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اونٹوں کو کاٹ ڈالو گے تو پھر تم کیسے زندہ رہو گے؟ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! اگر انہوں نے اونٹ بھی ذبح کر لیے تو پھر یہ لوگ کیسے زندہ رہیں گے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچھا تمام لوگوں میں اعلان کر دو کہ ان کے پاس جو کچھ توشے بچ رہے ہیں وہ لے کر یہاں آ جائیں۔'' اس کے لیے ایک چمڑے کا دسترخوان بچھا دیا گیا اور لوگوں نے توشے اسی دسترخوان پر لا کر رکھ دیئے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر سب لوگوں کو اپنے اپنے برتنوں کے ساتھ بلایا اور سب نے دونوں ہاتھوں سے توشے اپنے برتنوں میں بھر لیے، جب لوگ بھر چکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں گواہی دیتا ہوں

(۳٦۱۹) أخرجه البخاري: ۲۹۸۲، ومسلم: ۲۷

کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں۔''

تشریح: صحیح مسلم میں یہ روایت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یا سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (اعمش راوی کو شک ہے) جس کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں کہ غزوہ تبوک میں دسترخوان پر بہت قلیل خورد ونوش کا سامان اکٹھا ہوا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی، پھر حکم دیا کہ ''اپنے برتن بھرلو۔'' لوگوں نے اپنے برتن بھر لیے حتی کہ لشکر میں موجود ہر برتن کو بھر لیا گیا۔ راوی نے کہا: لوگوں نے خوب سیر ہو کر کھایا تب بھی بہت کچھ باقی بچ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ لا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرُ شَاكٍّ فَيُحْجَبُ عَنِ الْجَنَّةِ۔)) ...... ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا سچا رسول ہوں، ان دو گواہیوں کے ساتھ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملے گا اور ذرہ برابر اس کے دل میں شک نہ ہوگا وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا۔''

امام بخاری رحمہ اللہ نے مندرجہ صدر حدیث مبارکہ سے اشیائے خوردنی کو اکٹھا کرنے اور مشترکہ خرچ کرنے پر دلیل لی ہے اور یہ کہ تولی جانے والی چیز کو بقدر ضرورت مصلحتاً تھوڑا تھوڑا تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

(۳۶۲۰)۔أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الطَّاهِرِيُّ، أَخْبَرَنَا جَدِّي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْبَزَّازُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَكَرِيَّا الْعَذَافِرِيُّ، أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّبَرِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، ......

عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ حِينَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، فَصَلَّى الظُّهْرَ، فَلَمَّا سَلَّمَ، قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَذَكَرَ السَّاعَةَ، وَذَكَرَ أَنَّ بَيْنَ يَدَيْهَا أُمُورًا عِظَامًا، ثُمَّ قَالَ: ((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَسْأَلَ عَنْ شَيْءٍ، فَلْيَسْأَلْ عَنْهُ، فَوَاللّٰهِ! لا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ إِلا أَخْبَرْتُكُمْ بِهِ مَا دُمْتُ فِي مَقَامِي هَذَا)) قَالَ أَنَسٌ: فَأَكْثَرَ النَّاسُ الْبُكَاءَ حِينَ سَمِعُوا ذَلِكَ

امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: مجھے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج ڈھلنے کے بعد باہر تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھی، پھر سلام پھیرنے کے بعد منبر پر کھڑے ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا اور آپ نے ذکر کیا کہ اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات ہوں گے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''تم میں سے جو شخص کسی چیز کے متعلق سوال کرنا چاہے تو سوال کرے، اللہ کی قسم! آج مجھ سے جو سوال بھی کرو گے میں اس کا جواب دوں گا، جب تک میں اپنی اس جگہ پر ہوں۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس

(۳۶۲۰) أخرجه البخاري: ۹۳، ۵۴۰، ومسلم: ۲۳۵۹

مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَكْثَرَ رَسُولُ اللّٰهِ أَنْ يَقُولَ: ((سَلُونِي سَلُونِي)) قَالَ أَنَسٌ: فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَيْنَ مَدْخَلِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ((النَّارُ)) وَقَالَ: فَقَامَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُذَافَةَ، فَقَالَ: مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((أَبُوكَ حُذَافَةُ)) ثُمَّ أَكْثَرَ أَنْ يَقُولَ: ((سَلُونِي)) قَالَ: فَبَرَكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى رُكْبَتَيْهِ، فَقَالَ: رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا، قَالَ: فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَقَدْ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ آنِفًا فِي عُرْضِ هٰذَا الْحَائِطِ، وَأَنَا أُصَلِّي، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِي الْخَيْرِ وَالشَّرِّ))

پر لوگ بہت زیادہ رونے لگے، جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ بات کرتے سنا اور آپ ﷺ بار بار وہی فرماتے تھے: ''مجھ سے پوچھو، مجھ سے پوچھو۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ایک صحابی کھڑا ہوا اور پوچھا: میری جگہ کہاں ہے؟ اے اللہ کے رسول؟ آپ ﷺ نے بیان کیا: ''جہنم میں۔'' پھر سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا: میرے والد کون ہیں، اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے والد حذافہ ہیں۔'' بیان کیا کہ آپ مسلسل کہتے رہے کہ ''مجھ سے پوچھو۔'' آخر عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہا: ''ہم اللہ سے رب کی حیثیت سے، اسلام سے دین کی حیثیت سے، محمد ﷺ سے رسول اللہ کی حیثیت سے راضی ہیں۔ راوی نے کہا: جب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ کلمات کہے تو آپ ﷺ خاموش ہوگئے، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! ابھی مجھ پر جنت اور دوزخ اس دیوار کی چوڑائی میں میرے سامنے کی گئی تھی جب میں نماز پڑھ رہا تھا، آج کی طرح میں نے خیر وشر کبھی نہیں دیکھا۔''

امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: مجھے سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ان کی والدہ نے کہا: میں نے تجھ سے بڑھ کر کوئی نافرمان نہیں دیکھا، کیا تجھے اس بات کا ڈر نہ تھا کہ ممکن ہے تیری ماں سے بھی اہل جاہلیت کی طرح کا کوئی گناہ سرزد ہو، تو تو (یوں سوال کر کے) اسے لوگوں کے سامنے ذلیل ورسوا کردے؟ اس پر سیدنا عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر نبی ﷺ میرا نسب نامہ سیاہ فام

غلام سے ملا دیتے تو میں اسے قبول کر لیتا۔‘‘

(٣٦٢١)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: قَالَ أَبُو طَلْحَةَ لأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعِيفًا أَعْرِفُ فِيهِ الْجُوعَ: ((فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْءٍ؟)) فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيرٍ، ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ دَسَّتْهُ تَحْتَ يَدِي، وَرَدَّتْنِي بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَذَهَبْتُ بِهِ، فَوَجَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ، وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَرْسَلَكَ أَبُو طَلْحَةَ؟)) قَالَ: فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((لِطَعَامٍ؟)) فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَنْ مَعَهُ: ((قُومُوا)) قَالَ: فَانْطَلَقَ، وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ حَتَّى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ، فَأَخْبَرْتُهُ، قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ قَدْ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنَّاسِ، وَلَيْسَ عِنْدَنَا مَا نُطْعِمُهُمْ فَقَالَتْ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَانْطَلَقَ أَبُو طَلْحَةَ حَتَّى لَقِيَ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے میری والدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنی تو آپ کی آواز میں بہت ضعف معلوم ہوا، میرا خیال ہے کہ آپ بہت بھوکے ہیں، کیا تمہارے پاس کچھ کھانا ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں، چنانچہ انہوں نے جَو کی چند روٹیاں نکالیں، پھر اپنی اوڑھنی نکالی اور اس میں روٹیوں کو لپیٹ کر میرے ہاتھ میں چھپا دیا اور اس اوڑھنی کا دوسرا حصہ میرے بدن پر باندھ دیا اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مجھے بھیج دیا، میں جو گیا تو آپ مسجد میں تشریف فرما تھے، آپ کے ساتھ بہت سے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے، میں آپ کے پاس کھڑا ہو گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”کیا ابوطلحہ نے آپ کو بھیجا ہے؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے دریافت فرمایا: ”کچھ کھانا دے کر؟“ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ کے ساتھ اس وقت موجود تھے ان سب سے آپ نے فرمایا: ”چلو اُٹھو!“ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور میں آپ کے آگے آگے لپک رہا تھا اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچ کر میں نے انہیں خبر دی۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بولے: ام سُلیم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت سے لوگوں کو ساتھ لائے ہیں۔ ہمارے پاس اتنا کھانا کہاں ہے کہ سب کو کھلایا جا سکے؟ ام سُلیم رضی اللہ عنہا

(٣٦٢١) أخرجه البخاري: ٤٢٢، ومسلم: ٢٠٤٠

رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُ حَتَّى دَخَلَ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((هَلُمِّي مَا عِنْدَكِ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ)) فَأَتَتْ بِذَلِكَ الْخُبْزِ ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَفُتَّ ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ ، ثُمَّ قَالَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ أَنْ يَقُولَ ، ثُمَّ قَالَ ، ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ ، فَأَذِنَ لَهُمْ ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ، ثُمَّ خَرَجُوا ، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) فَأَذِنَ لَهُمْ ، فَأَكَلُوا حَتَّى شَبِعُوا ، ثُمَّ قَالَ: ((ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ)) حَتَّى أَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ وَشَبِعُوا ، وَالْقَوْمُ سَبْعُونَ رَجُلًا أَوْ ثَمَانُونَ۔

نے کہا: اللہ اوراس کے رسول زیادہ جانتے ہیں، ہم فکر مند کیوں ہوں؟ خیر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھ کر آپ ﷺ سے ملے، آپ کے ساتھ وہ بھی چل رہے تھے، گھر پہنچ کر آپ نے فرمایا: ''ام سلیم! تمہارے پاس جو کچھ ہے لے آؤ۔'' ام سلیم رضی اللہ عنہا نے وہی روٹی لا کر آپ ﷺ کے سامنے رکھ دی۔ پھر آپ ﷺ کے حکم سے روٹیوں کا چورا کر دیا گیا، ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے کُپی نچوڑ کر اس پر گھی ڈال دیا اور اس طرح سالن ہو گیا، آپ ﷺ نے اس کے بعد اس پر دعا کی جو اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر فرمایا: ''دس آدمیوں کو بلا لو۔'' انہوں نے ایسا ہی کیا، ان سب نے روٹی پیٹ بھر کر کھائی اور جب یہ لوگ باہر آ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دس آدمیوں کو بلا لو۔'' چنانچہ دس آدمیوں کو بلایا گیا اور انہوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا، اور جب یہ لوگ باہر گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر دس آدمیوں کو اندر بلا لو۔'' انہوں نے ایسا ہی کیا، اور اُن دس آدمیوں نے بھی پیٹ بھر کر کھایا، جب وہ باہر گئے تو آپ نے فرمایا: ''پھر دس آدمیوں کو دعوت دے دو۔'' اس طرح سب لوگوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور ان لوگوں کی تعداد ستر یا اسی تھی۔

شرح: ((الْعُكَّة)) ''گھی کے برتن کو کہتے ہیں۔'' ((فَأَدَمَتْهُ)) ''روٹی کو سالن والا کر دیا۔''
(اَلْإِدَامُ) ''سالن۔'' (خُبْزٌ مَأْدُوْمٌ) ''سالن والی روٹی۔''

(٣٦٢٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ ، أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ ، عَنْ فِرَاسٍ ، عَنِ الشَّعْبِيِّ......

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ، أَنَّ أَبَاهُ اسْتُشْهِدَ يَوْمَ

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد محترم جنگ

(٣٦٢٢) أخرجه البخاري: ٢١٢٧

أُحُـدٍ ، وَتَرَكَ عَلَيْهِ دَيْنًا ، وَتَرَكَ سِتَّ بَنَاتٍ ، فَـلَمَّا حَضَرَ جِزَازُ النَّخْلِ ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقُلْتُ: قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ وَالِدِي اسْتُشْهِدَ يَوْمَ أُحُدٍ ، وَتَرَكَ دَيْنًا كَثِيرًا ، وَإِنِّي أُحِبُّ أَنْ يَرَاكَ الْغُرَمَاءُ ، فَقَالَ: ((اذْهَبْ ، فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلَى نَاحِيَتِهِ)) فَفَعَلْتُهُ ، ثُمَّ دَعَوْتُهُ ، فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ كَأَنَّمَا أُغْرُوا بِي تِلْكَ السَّاعَةَ ، فَلَمَّا رَأَى مَا يَصْنَعُونَ ، أَطَافَ حَوْلَ أَعْظَمِهَا بَيْدَرًا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ، ثُمَّ جَلَسَ عَلَيْهِ ، ثُمَّ قَالَ: ((ادْعُ لِي أَصْحَابَكَ)) فَمَا زَالَ يَكِيلُ لَهُمْ حَتَّى أَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِي أَمَانَتَهُ ، وَأَنَا أَرْضَى أَنْ يُؤَدِّيَ اللّٰهُ أَمَانَةَ وَالِدِي ، وَلَا أَرْجِعَ إِلَى أَخَوَاتِي بِتَمْرَةٍ ، فَسَلَّمَ اللّٰهُ الْبَيَادِرَ كُلَّهَا ، وَحَتَّى إِنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْبَيْدَرِ الَّذِي كَانَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَأَنَّهَا لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةً وَاحِدَةً۔

احد میں شہید ہوگئے، دنیا سے رخصت ہوتے وقت اپنے اوپر قرض اور چھ بیٹیاں چھوڑ گئے، جب کھجوروں کی کٹائی کا وقت آیا تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی: آپ کے علم میں ہے کہ میرے والد اُحد کی جنگ میں شہید ہوگئے تھے، انہوں نے کافی قرض دینا تھا اور مجھے پسند ہے کہ جب قرض خواہ آپ کو دیکھیں گے تو کچھ رعایت کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہر قسم کی کھجور کا الگ الگ ڈھیر لگاؤ۔'' چنانچہ میں نے اسی طرح کیا، اس کے بعد میں نے آپ ﷺ کو بلایا، جب قرض خواہوں نے آپ کو دیکھا تو گویا کہ وہ اس وقت میرے خلاف غصے میں آگئے، جب آپ نے ان کا رویہ ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے ان میں سے سب سے بڑے ڈھیر کے گرد تین چکر لگائے اور بعد ازاں اس پر تشریف فرما ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم قرض داروں کو میرے پاس بلاؤ۔'' وہ آئے تو آپ ﷺ انہیں ماپ ماپ کر دیتے رہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا قرض اتار دیا، میں خوش تھا کہ اللہ تعالیٰ میرے والد کے قرض کو اتار دے خواہ میں بہنوں کے لیے ایک کھجور بھی نہ لے جا سکوں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمام ڈھیروں کو صحیح سالم رکھا، اور میں نے اس ڈھیر کو دیکھا کہ جس پر رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، یوں لگتا تھا کہ جیسے اس ڈھیر سے ایک کھجور بھی کم نہیں ہوئی۔

(٣٦٢٣)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا

(٣٦٢٣) أخرجه البخاري: ٢٠٤٧ ، ومسلم: ٢٤٩٢

مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنِ الأَعْرَجِ، فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ﴾ قَالَ: قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: إِنَّكُمْ تَقُولُونَ أَكْثَرَ أَبُو هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللّٰهُ الْمَوْعِدُ، وَإِنَّكُمْ تَقُولُونَ: مَا بَالُ الْمُهَاجِرِينَ لَا يُحَدِّثُونَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الأَحَادِيثِ؟ وَمَا بَالُ الأَنْصَارِ لَا يُحَدِّثُونَ بِهٰذِهِ الأَحَادِيثِ؟ وَإِنَّ أَصْحَابِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَتْ تَشْغَلُهُمْ صَفَقَاتُهُمْ فِي الأَسْوَاقِ، وَإِنَّ أَصْحَابِي مِنَ الأَنْصَارِ كَانَتْ تَشْغَلُهُمْ أَرَضُوهُمْ، وَالْقِيَامُ عَلَيْهَا، وَإِنِّي كُنْتُ امْرَأً مِسْكِينًا، وَكُنْتُ أُكْثِرُ مُجَالَسَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَحْضُرُ إِذَا غَابُوا، وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا، وَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا يَوْمًا، فَقَالَ: ((مَنْ يَبْسُطْ ثَوْبَهُ حَتَّى أَفْرُغَ مِنْ حَدِيثِي ثُمَّ يَقْبِضُهُ إِلَيْهِ، فَإِنَّهُ لَنْ يَنْسَى شَيْئًا سَمِعَهُ مِنِّي أَبَدًا)) قَالَ: فَبَسَطْتُ ثَوْبِي، أَوْ قَالَ: نَمِرَتِي، ثُمَّ حَدَّثَنَا، فَقَبَضْتُهُ إِلَيَّ، فَوَاللّٰهِ! مَا نَسِيتُ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْهُ، وَايْمُ اللّٰهِ! لَوْلَا آيَةٌ فِي كِتَابِ اللّٰهِ مَا حَدَّثْتُكُمْ بِشَيْءٍ أَبَدًا، ثُمَّ تَلَا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ....﴾ الآيَةَ۔

جناب معمر نے امام زہری سے اور انہوں نے اعرج سے بیان کیا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ﴾ .... ''جو لوگ ہماری اتاری ہوئی دلیلوں اور ہدایت کو چھپاتے ہیں، باوجود اس کے کہ ہم اپنی کتاب میں لوگوں کے لیے بیان کر چکے ہیں۔'' (سورۂ بقرہ:۱۵۹) کے متعلق سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ تم کہتے ہو کہ ابو ہریرہ تو نبی ﷺ سے کثرت کے ساتھ احادیث بیان کرتا ہے، اللہ کے ہاں ہماری ملاقات ہوگی، وہاں جھوٹ اور سچ کا پتہ چل جائے گا اور تم کہتے ہو کیا وجہ ہے کہ مہاجرین رسول اللہ ﷺ سے اس قدر حدیثیں بیان کیوں نہیں کرتے؟ اور کیا وجہ ہے کہ انصار اس قدر حدیثیں بیان نہیں کرتے؟ حقیقت یہ ہے کہ مہاجرین بھائی بازار میں کاروبار میں مشغول رہتے تھے جبکہ میرے انصار بھائی کھیتوں میں مشغول رہتے تھے اور ان کی دیکھ بھال کرتے تھے اور میں مسکین آدمی تھا، میں آپ ﷺ کی مجلس اقدس میں زیادہ بیٹھتا، آپ ﷺ کی محفل میں موجود رہتا جبکہ وہ غائب ہوتے اور میں آپ کے فرامین یاد رکھتا جبکہ وہ بھول جاتے تھے۔ ایک روز نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم میں کون شخص ہے جو اپنا کپڑا میری باتوں کے ختم ہونے تک بچھائے رکھے گا؟ پھر اس کو سمیٹ کر اپنے سینے سے لگا لے گا، تو اسے کبھی میری باتیں نہیں بھولیں گی۔'' ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: چنانچہ میں نے اپنا کپڑہ بچھایا یا کہا کہ میں نے اپنی موٹی چادر

بچھائی۔ پھر آپ نے ہمیں باتیں بیان کیں تو میں نے کپڑے کو اکٹھا کر لیا، پس اللہ کی قسم! جو باتیں میں نے آپ سے سنی تھیں، ان میں سے کچھ بھی نہیں بھولا اور اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب کی یہ آیت (میرے پیش نگاہ) نہ ہوتی تو میں تمہیں قطعاً کوئی چیز بیان نہ کرتا، پھر انہوں نے یہ آیت مکمل تلاوت کی: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَكْتُمُوْنَ﴾ ....

شرح ((صَفَقَاتُهُمْ فِي الأَسْوَاقِ)) ''بازاروں کے اندر خرید وفروخت کرنا۔'' اہل عرب سودا پکا کرتے وقت ایک دوسرے ہاتھ پر ہاتھ مارا کرتے تھے اوراس سے مقصود یہ تھا کہ چیز بیچنے والے نے اپنا قبضہ اُٹھا لیا ہے اور دوسرے شخص کو ملکیت حاصل ہوگئی ہے۔ اسی لیے کسی کی ملکیت میں موجود چیز کو ہاتھ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ فلاں چیز فلاں کے ہاتھ میں ہے کیونکہ چیزیں ہاتھوں سے ہی پکڑی جاتی ہیں۔

(٣٦٢٤)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلَالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَأَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَجِيدِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ......

أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، يَقُولُ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَطَبَ، اسْتَنَدَ إِلَى جِذْعِ نَخْلَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا صُنِعَ لَهُ الْمِنْبَرُ، فَاسْتَوَى عَلَيْهِ، اضْطَرَبَتْ تِلْكَ السَّارِيَةُ كَحَنِينِ النَّاقَةِ حَتَّى سَمِعَهَا أَهْلُ الْمَسْجِدِ، حَتَّى نَزَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاعْتَنَقَهَا، فَسَكَنَتْ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب خطبہ ارشاد فرماتے تو مسجد کے ستونوں میں سے کھجور کے ایک تنے کا سہارا لیتے پھر جب آپ کے لیے منبر بنا دیا گیا اور آپ اس پر تشریف فرما ہوئے تو وہ ستون اونٹنی کے رونے کی طرح رونے اور کپکپانے لگا حتی کہ اس کی آواز کو مسجد والوں نے سنا۔ بالآخر رسول اللہ ﷺ منبر سے اترے اور اس کو گلے لگایا تو اس نے رونا بند کیا۔

(٣٦٢٤) أخرجه البخاري: ٣٥٨٥

شرح ((حَنِيْنَ النَّاقَةِ)) ''اپنے نومولود بچے کے پیچھے اونٹنی کا آواز کرتے ہوئے جانا۔''

((حَنَّتْ)) ''شوق رکھنا۔'' کسی کی ملاقات کا مشتاق رہنا۔

(٣٦٢٥)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ رَجُلا كَانَ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ كَانَ قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، وَكَانَ الرَّجُلُ إِذَا قَرَأَ الْبَقَرَةَ وَآلَ عِمْرَانَ، جَدَّ فِينَا، فَارْتَدَّ عَنِ الإِسْلامِ، وَلَحِقَ بِالْمُشْرِكِينَ، فَمَاتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ الأَرْضَ لا تَقْبَلُهُ)) قَالَ أَنَسٌ: فَأَخْبَرَنِي أَبُو طَلْحَةَ أَنَّهُ أَتَى الأَرْضَ الَّتِي مَاتَ فِيهَا، فَوَجَدَهُ مَنْبُوذًا، قَالَ أَبُو طَلْحَةَ: مَا شَأْنُ هٰذَا؟ فَقَالُوا: قَدْ دَفَنَّاهُ مِرَارًا، فَلَمْ تَقْبَلْهُ الأَرْضُ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منشی تھا۔ اس نے سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھ لی تھی اور جب کوئی شخص سورۂ بقرہ اور آل عمران پڑھ لیتا تو ہم میں اسے خوب مقام ومرتبہ حاصل ہو جاتا پھر وہ شخص مرتد ہو گیا اور مشرکوں سے جا ملا اور وہیں فوت ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرما رکھا تھا: ''بلاشبہ زمین اسے قبول نہیں کرے گی۔'' سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ان کا گزر اس علاقے سے ہوا جہاں اس شخص کی موت واقع ہوئی تھی تو میں نے اسے زمین پر پڑا دیکھا۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا: (میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ) اس شخص کا کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: ہم نے اسے کئی مرتبہ دفن کیا لیکن زمین نے اس کو قبول نہیں کیا۔

(٣٦٢٦)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مَحْمِشٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ الدَّارَابَجِرْدِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو وَلِيدٍ الطَّيَالِسِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عُمَارَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو كَثِيرٍ السُّحَيْمِيُّ وَهُوَ يَزِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

نَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: مَا خَلَقَ اللّٰهُ مُؤْمِنًا سَمِعَ

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے کوئی

(٣٦٢٥) أخرجه البخاري: ٣٦١٧، ومسلم: ٢٧٨١

(٣٦٢٦) أخرجه مسلم: ٢٤٩١

بِـي وَلا يَرَانِي إِلا أَحَبَّنِي، قُلْتُ: وَمَا عِلْمُكَ بِـذَلِكَ يَـأَبَا هُـرَيْـرَةَ؟ قَـالَ: إِنَّ أُمِّـي كَـانَتْ مُشْـرِكَةً، وإِنِّي كُنْتُ أَدْعُوهَا إِلَى الإِسْلامِ، فَتَـأْبَـى عَـلَـيَّ، وَإِنِّـي دَعَوْتُهَـا ذَاتَ يَوْمٍ، فَـأَسْـمَـعَتْنِي فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَكْرَهُ، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ أُمِّي امْـرَأَـةٌ مُشْـرِكَةٌ، وَإِنِّـي كُـنْـتُ أَدْعُوهَا إِلَى الإِسْـلامِ، فَتَـأْبَـى عَـلَـيَّ، وَإِنِّـي دَعَوْتُهَا، فَأَسْمَعَتْنِي فِيكَ مَا أَكْرَهُ، فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَهْدِيَ أُمِّـي، فَـقَـالَ: ((الـلَّـهُـمَّ اهْدِ أُمَّ أَبِي هُرَيْرَةَ)) فَـخَـرَجْتُ أَعْدُو أُبَشِّرُهَا بِدَعْوَةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَتَيْتُ الْبَابَ إِذَا هُـوَ مُـجَـافٌ، وَسَمِعْتُ خَضْخَضَةَ الْمَاءِ، وَسَـمِـعَـتْ خَشْفَ رِجْـلِـي، فَقَالَتْ: يَا أَبَا هُـرَيْرَةَ كَمَا أَنْتَ، وَفَتَحَتِ الْبَابَ، وَلَبِسَتْ دِرْعَهَـا، وَعَـجِـلَـتْ عَنْ خِمَارِهَا، فَقَالَتْ: إِنِّـي أَشْهَـدُ أَنْ لا إِلَـهَ إِلا الـلّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْـدُهُ وَرَسُـولُـهُ، فَـرَجَعْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَـلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْكِي مِنَ الْفَرَحِ كَمَا بَـكَيْـتُ مِـنَ الْحُزْنِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَلَيْـسَ قَـدِ اسْتَجَابَ اللّٰهُ دَعْوَتَكَ، فَهَدَى أُمَّ أَبِـي هُـرَيْـرَةَ، ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُحَبِّبَنِي وَأُمِّي إِلَى عِبَـادِهِ الْـمُـؤْمِنِينَ، وَيُحَبِّبَهُمْ إِلَيَّ، وَإِلَيْهَا، فَـقَالَ: ((اللَّهُمَّ حَبِّبْ عَبْدَكَ وَأُمَّهُ إِلَى عِبَادِكَ

مومن ایسا پیدا نہیں کیا جس نے میرے بارے میں سنا یا مجھے دیکھا مگر وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ میں نے عرض کیا: اے ابوہریرہ! آپ کو اس بارے میں کیسے پتہ چلا؟ انہوں نے کہا: میری والدہ مشرکہ تھیں اور میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں ایسے کلمات کہے جنہیں میں ناپسند جانتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میری والدہ ایک مشرکہ عورت ہے، میں اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیا کرتا تھا اور وہ بات کا انکار کر دیتی تھی۔ آج میں نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے مجھے آپ کے بارے میں ایسے ایسے کلمات کہے جنہیں میں ناپسند جانتا تھا، آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میری ماں کو ہدایت فرمائے، آپ ﷺ نے دعا کی: ''اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت فرما۔'' چنانچہ میں وہاں سے دوڑتا ہوا نکلا کہ والدہ کو رسول اللہ ﷺ کی دعا کی خوشخبری سناؤں، جب میں دروازے پر پہنچا تو دروازہ بند تھا اور میں نے پانی گرنے کی آواز سنی اور انہوں نے میرے پاؤں کی آہٹ سنی تو کہا: ابو ہریرہ! ذرا ٹھہرے رہو!، اور دروازہ کھولا، اپنا لباس زیب تن کیا اور جلدی میں اپنا دوپٹہ لینا بھول گئیں اور کہا: میں گواہی دیتی ہوں کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے اور میں یہ بھی گواہی دیتی ہوں کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ چنانچہ میں خوشی سے روتا ہوا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جیسا کہ میں غم کی بنا پر رو رہا تھا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے

الْمُؤْمِنِينَ، وَحَبِّبْهُمْ إِلَيْهِ۔))

رسول! اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کوشرف قبولیت سے نوازا ہے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کو ہدایت سے بہرہ مند فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور میری والدہ کو اپنے مومن بندوں کے نزدیک محبوب بنا دے اور وہ میرے اور میری والدہ کے نزدیک محبوب ترین ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! تو اپنے اس بندے کو اور اس کی والدہ کو اپنے مومن بندوں کے ہاں محبوب بنا دے اور ان کی محبت اس کے دل میں ڈال دے۔''

(٣٦٢٧)۔أَخْبَرَنَا الإِمَامُ أَبُو عَلِيٍّ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْقَاضِي، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّيْدَلانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو نَصْرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، حَدَّثَنَا شَرِيكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُصْمٍ......

قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ فِي ثَقِيفٍ كَذَّابًا وَمُبِيرًا۔))

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کو بیان کرتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا: ''یقیناً ثقیف قبیلے میں ایک کذاب اور ایک سفاک ہوگا۔''

شرح: علمائے کرام نے کہا کہ کذاب سے مراد مختار بن ابی عبید ثقفی اور سفاک اور ظالم سے مراد حجاج بن یوسف ثقفی ہے۔ مبیر سے مراد خون ریزی کرنے والا اور لوگوں کو تباہ و برباد کرنے والا شخص ہے۔

(٣٦٢٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْكِسَائِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَحْمَدَ الْخَلالُ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ ح أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْعَارِفُ، قَالا: أنا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، أَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ، أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسریٰ (شاہِ ایران) ہلاک ہوگیا تو اس کے

(٣٦٢٧) أخرجه مسلم: ٢٥٤٥

(٣٦٢٨) أخرجه البخاري: ٣٠٢٧، ومسلم: ٢٩١٨

كِسْـرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ، فَلا قَيْصَرَ بَـعْـدَهُ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفِقُنَّ كُنُوزَهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔))

بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا اور جب قیصر (شاہ روم) بھی ہلاک ہوگا تو اس کے بعد شام میں کوئی قیصر باقی نہیں رہ جائے گا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور ان کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔''

(٣٦٢٩)۔أَخْبَـرَنَـا أَبُـو عَـلِـيٍّ حَسَّـانُ بْـنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ، أَخْبَرَنَا مُـحَـمَّـدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَـنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: نَا أَبُو هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَـالَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يَهْـلِكُ كِسْـرَى، ثُـمَّ لا كِسْـرَى بَعْدَهُ، وَقَيْـصَرُ لَيَهْلَكَنَّ، ثُمَّ لا يَكُونُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ، وَلَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.)) وَسَمَّى الْحَرْبَ خُدْعَةً.

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کسریٰ ہلاک ہوگیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں آئے گا اور جب قیصر ہلاک ہوگا تو اس کے بعد شام میں کوئی قیصر باقی نہیں رہ جائے گا اور اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور ان دونوں کے خزانے اللہ کے راستے میں خرچ کرو گے۔'' اور آپ ﷺ نے لڑائی کو مکر اور فریب فرمایا۔

تشریح: مروی ہے کہ نبی ﷺ نے شاہِ ایران کو مکتوب لکھا آپ ﷺ نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے خط مبارک ٹکڑے ٹکڑے کر دیے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس کی بادشاہت بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی۔'' (صحیح بخاری: ٤٤٢٤)

اور آپ ﷺ نے قیصر روم کو خط لکھا، اس نے آپ کے خط کی تکریم کی اور اسے کستوری میں بسایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی بادشاہت برقرار رہے گی۔'' دونوں احادیث کے مابین تطبیق کچھ اس طرح سے ہے کہ کسریٰ کا ملک اور اس کی بادشاہت پاش پاش ہوگئی اور اقتدار جاتا رہا اور اس کے جمع کردہ خزانے اللہ کی راہ میں خرچ ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے اس کی مملکت کا وارث مسلمانوں کو بنایا اور ادھر قیصر روم کی بادشاہت روم (یورپ) میں تو برقرار رہی البتہ شام کے علاقے سے ختم ہوگئی اور اس علاقے میں موجود خزانے مسلمانوں کے کام آئے اور اللہ کی راہ میں خرچ ہوئے۔

(٣٦٢٩) أخرجه البخاري: ٣٠٢٨، ومسلم: ٢٩١٨

آپ ﷺ کے الفاظ ''کوئی قیصر باقی نہیں رہ جائے گا۔'' کا مطلب ہے کہ شام کے علاقے میں قیصریت ختم ہو جائے گی اوران کا اقتدار جاتا رہے گا۔ البتہ دوسری حدیث میں مذکور الفاظ: ''اس کی بادشاہت برقرار رہے گی۔'' کا تعلق بلد روم کے ساتھ ہے۔

(٣٦٣٠)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ، يَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ عَلَى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ، فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ أُمُّ حَرَامٍ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ عَلَيْهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَأَطْعَمَتْهُ، ثُمَّ جَلَسَتْ تَفْلِي رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَرْكَبُونَ ثَبَجَ الْبَحْرِ مُلُوكًا عَلَى الأَسِرَّةِ، أَوْ مِثْلَ مُلُوكٍ عَلَى الأَسِرَّةِ، يَشُكُّ أَيُّهُمَا)) قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، فَدَعَا لَهَا، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ، فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ وَهُوَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا يُضْحِكُكَ؟ قَالَ: ((نَاسٌ مِنْ أُمَّتِي عُرِضُوا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) كَمَا قَالَ فِي الأُولَى، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ام حرام بنت ملحان رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ آپ کو کچھ نہ کچھ کھلایا کرتی تھیں، یہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی خالہ تھی اور سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں۔ایک دن رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے تو انھوں نے آپ کی خدمت میں کھانا پیش کیا اور بیٹھ کر آپ کے سر سے جوئیں نکالنے لگیں، اس عرصہ میں آپ ﷺ سو گئے اور جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کس بات پر مسکرا رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لیے دریا کے بیچ میں سوار اس طرح جارہے ہیں جس طرح کہ بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں، یا جیسے بادشاہ تخت رواں پر سوار ہوتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ دعا کیجیے کہ اللہ مجھے بھی انھی میں سے کر دے، رسول اللہ ﷺ نے ان کے لیے دعا فرمائی اور پھر اپنا سر رکھ کر سو گئے۔اس مرتبہ بھی آپ جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ میں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! کس بات

(٣٦٣٠) أخرجه البخاري: ٢٧٨٨، ٢٧٨٩، ومسلم: ١٩١٢

رَسُولَ اللّٰهِ! ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِي مِنْهُمْ، قَالَ: ((أَنْتِ مِنَ الأَوَّلِينَ)) فَرَكِبَتْ أُمُّ حَرَامٍ الْبَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ فَهَلَكَتْ۔

پر آپ ہنس رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کے لیے جا رہے ہیں، پہلے کی طرح اس مرتبہ بھی فرمایا، انہوں نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اللہ سے میرے لیے دعا کیجیے کہ مجھے انھی میں سے کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو سب سے پہلے فوج میں شامل ہوگی جو بحری جہاد کرے گی۔'' چنانچہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سیدہ ام حرام رضی اللہ عنہا نے بحری سفر کیا، پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو ان کی سواری نے انہیں گرا دیا اور اس حادثے کی وجہ سے ان کی موت واقع ہوگئی۔

شرح: ((الثَّبَج)) ''درمیان۔'' ایک حدیث مبارکہ میں مذکور ہے: ((انْطُوا الثَّبَجَةَ)) ''صدقہ میں عمدہ مال دیا کرو۔'' اور ضَرَبَ بِالسَّيْفِ ثَبَجَ الرَّجُلِ۔ ''اس نے تلوار آدمی کے جسم کے درمیان میں ماری۔'' اور (ثَبَج) ''دونوں کندھوں کی درمیانی جگہ۔''

(٣٦٣١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يَزِيدَ الدِّمَشْقِيُّ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ، حَدَّثَنِي ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، أَنَّ عُمَيْرَ بْنَ الأَسْوَدِ الْعَنْسِيَّ حَدَّثَهُ......

أَنَّهُ أَتَى عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ، وَهُوَ نَازِلٌ فِي سَاحِلِ حِمْصَ وَهُوَ فِي بِنَاءٍ لَهُ وَمَعَهُ أُمُّ حَرَامٍ، قَالَ عُمَيْرٌ: حَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ، أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ الْبَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا)) قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ

جناب عمیر بن اسود عبسی نے بیان کیا کہ وہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ کا قیام ساحل حمص پر اپنے ہی ایک مکان میں تھا اور آپ کے ساتھ آپ کی بیوی ام حرام رضی اللہ عنہا بھی تھی۔ عمیر نے بیان کیا کہ ہم سے ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے نبی ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا تھا: ''میری امت کا سب

(٣٦٣١) أخرجه البخاري: ٢٩٢٤

اللّٰهِ! أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: ((أَنْتِ فِيهِمْ)) قَالَتْ: ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ)) فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((لَا.))

سے پہلا لشکر جو دریائی سفر کر کے جہاد کے لیے جائے گا، اس نے اپنے لیے اللہ کی رحمت ومغفرت واجب کر لی۔'' ام حرام رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! کیا میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں، تم بھی ان کے ساتھ ہوگی۔'' پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سب سے پہلا لشکر میری امت کا قیصر (رومیوں کے بادشاہ) کے شہر (قسطنطنیہ پر چڑھائی کرے گا، ان کی مغفرت ہوگی۔'' میں نے کہا: میں بھی ان کے ساتھ ہوں گی؟ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں۔''

(٣٦٣٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ أَبِي الْجَحْشِ وَهُوَ سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ جَحْشٍ......

عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، أَنَّ سَفِينَةَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْطَأَ الْجَيْشَ بِأَرْضِ الرُّومِ، أَوْ أُسِرَ فِي أَرْضِ الرُّومِ، فَانْطَلَقَ هَارِبًا يَلْتَمِسُ الْجَيْشَ، فَإِذَا هُوَ بِالأَسَدِ، فَقَالَ لَهُ: أَبَا الْحَارِثِ، إِنِّي مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ أَمْرِي كَيْتَ وَكَيْتَ، فَأَقْبَلَ الأَسَدُ لَهُ بَصْبَصَةٌ حَتَّى قَامَ إِلَى جَنْبِهِ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا، أَهْوَى إِلَيْهِ، ثُمَّ أَقْبَلَ يَمْشِي إِلَى جَنْبِهِ، فَلَمْ يَزَلْ كَذَلِكَ حَتَّى بَلَغَ الْجَيْشَ، ثُمَّ رَجَعَ الأَسَدُ.

ابن منکدر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ہیں، روم کے علاقے میں اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے یا روم میں قید کر لیے گئے۔ وہ لشکر کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑ دھوپ کر رہے تھے کہ ایک شیر سے واسطہ پڑ گیا۔ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ نے شیر سے کہا: ابو الحارث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں، میرا معاملہ کچھ اس طرح سے ہے (یہ سن کر) شیر دُم ہلاتے ہوئے ان کے پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ جب کسی طرف آواز سنتا تو لپک کر جاتا اور پھر واپس آ کر ان کے پہلو میں آ کھڑا ہوتا۔ وہ مسلسل ایسے ہی کرتا رہا حتی کہ سیدنا سفینہ رضی اللہ عنہ لشکر سے آ ملے پھر شیر واپس پلٹ گیا۔

(٣٦٣٢) صحيح......أخرجه عبد الرزاق في المصنف: ٢٠٥٤٤

(16)......بَابُ الْمَبْعَثِ وَبَدْءِ الْوَحْيِ

بعثت نبوی اور وحی کا آغاز

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ﴾ .... ''پس آپ اس حکم کو جو آپ کو کیا جا رہا ہے کھول کر سنا دیجیے۔'' (سورۂ حجر:۹۴) یعنی مشرکین کی جماعتوں تک توحید کا درس پہنچا دیجیے۔ بعض کے نزدیک معنی ہے کہ قرآن مجید کی کھلم کھلا تبلیغ کیجیے۔ بعض کے نزدیک اس کے معنی کھول کر بیان کرنا ہیں۔ بعض کے نزدیک اس کے معنی پختہ اور محکم بات کرنا اور بعض کے نزدیک معنی ہے: معاملے یعنی توحید واسلام کو خوب آشکار کر دیجیے۔

عربی زبان میں ''الصَّدِيْع'' ''صبح کو کہا جاتا ہے۔ بعض کے نزدیک اس لفظ کے معنی ہیں کہ حق اور باطل کو اچھی طرح واضح کر دے کہ جس طرح صبح ہونے سے رات کے اندھیرے چھٹ جاتے ہیں۔ عربی جملے تَصَدَّعَ الْقَوْمُ کا معنی ہے تمام لوگ بکھر گئے اور منتشر ہو گئے۔ یہ لفظ اسی معنی میں قرآن پاک میں استعمال ہوا ہے: ﴿يَوْمَئِذٍ يَصَّدَّعُوْنَ﴾ .... ''اس دن سب متفرق ہو جائیں گے۔'' (سورۂ روم:۴۳)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَ فَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ﴾ .... ''ایک گروہ جنت میں ہوگا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔'' (سورۂ شوریٰ:۷)

اللہ تعالیٰ کا فرمان اقدس ہے: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَافَّةً لِّلنَّاسِ﴾ .... ''ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے بھیجا ہے۔'' (سورۂ سبا:۲۷) یعنی تمام کے لیے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔ لغت میں لفظ ﴿كَافَّةً﴾ کا معنی ''گھیراؤ کرنے اور ہر طرف سے احاطہ کر لینے کے معنی میں ہے۔ یہ لفظ (كُفَّةُ الشَّيْءِ) سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی ہے ''کسی چیز کا آخری کنارے تک پہنچ جانا، جہاں سے مزید آگے بڑھنے کی گنجائش نہ ہو۔'' اللہ کے فرمان: ﴿اُدْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ .... ''اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔'' (سورۂ بقرہ:۲۰۷) کے متعلق کہا گیا ہے کہ اسلام میں وہاں تک پہنچو جہاں تک اسلام تقاضا کرے اور اس سے تجاوز کرنے کی کوشش نہ کرو۔ ''کافہ'' سے مراد یہ ہے کہ اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ، اس طرح نہ کرو کہ جو باتیں تمہاری مصلحتوں اور خواہشات کے مطابق ہوں، ان پر تو عمل کر لو اور دوسرے احکام کو نظر انداز کر دو۔ بعض کے نزدیک اس لفظ کے معنی ہیں کہ اسلام کو مکمل طور پر اپناؤ۔ (اس سے دین میں بدعات کی بھی نفی کر دی گئی اور آج کل کے سیکولر ذہن کی بھی تردید ہوئی)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا﴾ .... ''یقیناً ہم تجھ پر بہت بھاری بات عنقریب نازل کریں گے۔'' (سورۂ مزمل:۵) جناب سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَا

تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ﴾ .... ''(اے نبی!) آپ قرآن کو جلدی یاد کرنے کے لیے اپنی زبان کو حرکت نہ دیں۔'' (سورۂ قیامہ:١٦) کے متعلق نقل کیا ہے کہ جب آپ علیہ السلام پر وحی اترتی تو آپ عجلت سے پڑھتے ہوئے اپنے ہونٹوں کو حرکت دیتے تو آپ سے کہا گیا کہ عجلت کی ضرورت نہیں، اس اندیشے سے کہ لفظ بھول نہ جائے بلکہ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ﴾ .... ''اس کا جمع کرنا ہمارے ذمہ ہے۔'' (سورۂ قیامہ:١٧) اور ﴿قُرْآنَهُ﴾ یعنی آپ کی زبان پر اس کی قراءت کو جاری کر دینا ہمارے ذمہ ہے۔

﴿فَإِذَا قَرَأْنَاهُ﴾ .... ''ہم جب اسے پڑھ لیں۔'' (سورۂ قیامہ:١٨) یعنی جبریل علیہ السلام فرشتے کے ذریعے سے، جب ہم اس کی قراءت آپ پر پوری کر لیں۔ ﴿فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ﴾ .... ''تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کریں۔'' (سورۂ قیامہ:١٨) یعنی اسے سماعت کریں اور خاموشی سے سنیں۔ ﴿إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ﴾.... ''پھر اس کا واضح کر دینا ہماری ذمہ داری ہے۔'' (سورہ قیامہ: ١٩) یعنی اس کے مشکل مقامات کی تشریح اور حلال وحرام کی توضیح بھی ہمارے ذمہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب سیدنا جبریل علیہ السلام تشریف لاتے تو رُک جاتے اور جب وہ تشریف لے جاتے تو اللہ تعالیٰ کے وعدے کے مطابق آپ ﷺ پڑھتے جاتے۔

(٣٦٣٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بُعِثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَرْبَعِينَ سَنَةً، فَمَكَثَ بِمَكَّةَ ثَلاثَ عَشْرَةَ يُوحَى إِلَيْهِ، ثُمَّ أُمِرَ بِالْهِجْرَةِ، فَهَاجَرَ عَشْرَ سِنِينَ، وَمَاتَ وَهُوَ ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ سَنَةً۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں نبوت سے سرفراز کیا گیا، آپ ﷺ مکہ میں تیرہ سال رہے، آپ ﷺ کی طرف وحی کی جاتی تھی۔ اس کے بعد آپ کو ہجرت کرنے کا حکم ملا، چنانچہ آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کے دس سال گزارے اور جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

(٣٦٣٤)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

(٣٦٣٣) أخرجه البخاري: ٣٩٠٢، ومسلم: ٢٣٥١

(٣٦٣٤) أخرجه مسلم: ٢٣٥٣

الْحَنْظَلِیُّ، حَدَّثَنَا رَوْحٌ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ عَمَّارِ بْنِ أَبِی عَمَّارٍ......

عَـنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ خَمْسَ عَشْرَةَ سَنَةً يَسْـمَعُ الصَّوْتَ، وَيَرَى الضَّوْءَ سَبْعَ سِنِينَ، وَلا يَـرَى شَيْـئًا، وَثَمَانِیَ سِنِينَ يُوحَى إِلَيْهِ، وَأَقَامَ بِالْمَدِينَةِ عَشْرًا۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں پندرہ سال رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ابتدائی سات سال جبرائیل علیہ السلام کی آواز سنتے اور روشنی دیکھتے۔ اس کے علاوہ کچھ نظر نہیں آتا تھا۔ ان پندرہ سالوں کے آخری آٹھ سال آپ کی جانب وحی آتی رہی، آپ مدینہ منورہ میں دس سال مقیم رہے۔

فائدہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک میں تضاد ہے۔ اس سے پہلے والی حدیث میں تریسٹھ سال ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ۶۵ر سال اور بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں ۶۰ر برس کا ذکر ہے۔ تاریخی اور تحقیقی طور پر جو بات زیادہ صحیح ہے وہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ر برس کی عمر میں وفات پائی۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنی بیان کردہ روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سنہ ولادت اور سنہ ہجرت کو مکمل سال شمار کیا اور ان دو سالوں کو ملا کر ۶۵ر سال بیان کی۔ جبکہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۶۰ر برس ذکر کی ہے۔ انہوں نے اس زمانے کے حساب سے کسر کو کوئی اہمیت نہیں دی اور تیرہ برس مکی زندگی کو بھی دس برس شمار کیا ہے۔ اس لحاظ سے سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۶۰ر برس ذکر کی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے نبوت کے بعد تیرہ برس مکہ مکرمہ میں گزارے اور دس برس مدینہ منورہ میں گزارے، اس لحاظ سے آپ رضی اللہ عنہ کی عمر تریسٹھ برس ہے اور یہی بات راجح اور صحیح ہے، واللہ اعلم۔ (ع،س)

(٣٦٣٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِیُّ، أَخْبَرَنَا مُـحَـمَّـدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ......

عَـنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ: أَوَّلُ مَا بُدِءَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْـوَحْیِ الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ فِی النَّوْمِ، وَكَانَ لا يَـرَى رُؤْيَا إِلا جَاءَتْ مِثْلَ فَلَقِ الصُّبْحِ، ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلاءُ، وَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ،

اُمّ المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابتدا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نزول وحی کا سلسلہ جن چیزوں سے شروع ہوا وہ نیند میں سچے خوابوں کا دکھائی دینا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جو بھی خواب دیکھتے اس کی تعبیر یوں روشن ہو کر سامنے آجاتی جیسے صبح کا اجالا ہوتا ہے۔ بعد ازاں آپ

(٣٦٣٥) أخرجه البخاری: ٣٣٩٢، ومسلم: ١٦٠

فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ، وَهُوَ تَعَبُّدُ اللَّيَالِي ذَوَاتِ عَدَدٍ، قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ، وَيَتَزَوَّدُ لِذَلِكَ، ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ، فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتَّى جَاءَهُ الْحَقُّ، وَهُوَ فِي غَارِ حِرَاءٍ، فَجَاءَهُ الْمَلَكُ، فَقَالَ: اقْرَأْ، قَالَ: ((مَا أَنَا بِقَارِءٍ)) قَالَ: ((فَأَخَذَنِي، فَغَطَّنِي حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِءٍ، فَأَخَذَنِي، فَغَطَّنِي الثَّانِيَةَ حَتَّى بَلَغَ مِنِّي الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ، فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِءٍ، فَأَخَذَنِي، فَغَطَّنِي الثَّالِثَةَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِي، فَقَالَ: اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الأَكْرَمُ)) فَرَجَعَ بِهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْجُفُ فُؤَادُهُ، فَدَخَلَ عَلَى خَدِيجَةَ بِنْتِ خُوَيْلِدٍ، فَقَالَ: ((زَمِّلُونِي زَمِّلُونِي)) فَزَمَّلُوهُ حَتَّى ذَهَبَ عَنْهُ الرَّوْعُ، فَقَالَ لِخَدِيجَةَ وَأَخْبَرَهَا الْخَبَرَ: ((لَقَدْ خَشِيتُ عَلَى نَفْسِي)) فَقَالَتْ خَدِيجَةُ: كَلا وَاللَّهِ! مَا يُخْزِيكَ اللهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتُكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ، فَانْطَلَقَتْ بِهِ خَدِيجَةُ حَتَّى أَتَتْ بِهِ وَرَقَةَ بْنَ نَوْفَلِ بْنِ أَسَدِ بْنِ عَبْدِ الْعُزَّى ابْنِ عَمِّ خَدِيجَةَ، وَكَانَ امْرَأً تَنَصَّرَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَكَانَ يَكْتُبُ الْكِتَابَ

کو تنہائی کی زندگی سے محبت ہوگئی چنانچہ آپ غارِ حرا میں تنہائی کی زندگی گزارتے۔ اس غار میں آپ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے، آپ چند راتیں اور دن عبادت میں مشغول رہتے، جب تک کہ آپ اپنے اہل وعیال سے ملنے کا اشتیاق پیدا نہ ہو جاتا۔ آپ ﷺ ان راتوں اور دنوں کے لیے کھانے پینے کی چیزیں ساتھ لے جاتے اور جب وہ چیزیں ختم ہو جاتی تو پھر آپ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہاں آتے، آپ ﷺ پھر اسی طرح کھانے پینے کی اشیاء لے جاتے، یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا، یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کے پاس وحی آئی تو آپ غارِحرا میں ہی تھے کہ آپ ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور اس نے کہا: پڑھ! اور آپ ﷺ نے جواب دیا: ''میں پڑھنا نہیں جانتا۔'' آپ ﷺ نے بتایا: ''فرشتے نے مجھے پکڑ لیا اور دبایا کہ مجھے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھ!، میں نے پھر جواب دیا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس نے مجھے پکڑ لیا اور دوسری مرتبہ مجھے بھینچا حتی کہ مجھے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھ!، میں نے جواب دیا: میں پڑھنا نہیں جانتا۔ اس نے مجھے تیسری مرتبہ دبایا حتی کہ مجھے تکلیف کا سامنا کرنا پڑا، پھر اس نے مجھے چھوڑ دیا اور کہا: پڑھ! اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے تمہیں اور ہر چیز کو پیدا کیا، انسان کو جمے ہوئے خون کے ساتھ پیدا کیا، پڑھ اور آپ کا پروردگار سب سے زیادہ عزت والا ہے۔'' (سورۂ علق: ۳) اس کے بعد نبی ﷺ مکہ مکرمہ میں اپنے گھر واپس آئے، آپ ﷺ کا دل گھبرا رہا تھا، آپ خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا

الْعَرَبِيَّ، فَيَكْتُبُ مِنَ الإِنْجِيلِ بِالْعَرَبِيَّةِ مَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ يَكْتُبَ، وَكَانَ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ عَمِيَ، فَقَالَتْ لَهُ خَدِيجَةُ: يَابْنَ عَمٍّ اسْمَعْ مِنَ ابْنِ أَخِيكَ، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: يَابْنَ أَخِي مَاذَا تَرَى؟ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَبَرَ مَا رَأَى، فَقَالَ لَهُ وَرَقَةُ: هَذَا النَّامُوسُ الَّذِي نَزَّلَ اللّٰهُ عَلَى مُوسَى، يَا لَيْتَنِي فِيهَا جَذَعًا، لَيْتَنِي أَكُونُ حَيًّا إِذْ يُخْرِجُكَ قَوْمُكَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَوَمُخْرِجِيَّ هُمْ؟)) قَالَ: نَعَمْ، لَمْ يَأْتِ رَجُلٌ قَطُّ بِمِثْلِ مَا جِئْتَ بِهِ إِلا عُودِيَ، وَإِنْ يُدْرِكْنِي يَوْمُكَ أَنْصُرْكَ نَصْرًا مُؤَزَّرًا، ثُمَّ لَمْ يَنْشَبْ وَرَقَةُ أَنْ تُوُفِّيَ، وَفَتَرَ الْوَحْيُ۔

کے پاس گئے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے کپڑے سے ڈھانپ دیں، مجھے کپڑے سے ڈھانپ دیں۔'' چنانچہ انہوں نے آپ ﷺ کو ڈھانپ دیا جس سے آپ کا خوف جاتا رہا۔ آپ ﷺ نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور ان سے فرمایا: ''مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔'' خدیجہ رضی اللہ عنہا نے تسلی دیتے ہوئے کہا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا، اس لیے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، دوسروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، محتاج کو عطیہ دیتے، مہمان کو کھانا کھلاتے، مصیبت زدہ اور ضرورت مند کی مدد کرتے ہیں۔ بعد ازاں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو ورقہ بن نوفل بن اسد بن عبدالعزی کے پاس لے گئیں جو کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے چچازاد بھائی تھے اور وہ دورِ جاہلیت میں نصرانی ہوگئے تھے، عربی میں لکھنا جانتے تھے چنانچہ عربی زبان میں حسب توفیقِ الٰہی انجیل لکھتے تھے اور اُس وقت وہ بہت بوڑھے اور نابینا ہو چکے تھے۔ ان سے سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے میرے چچا کے بیٹے! آپ اپنے بھتیجے کی بات سنیں!، ورقہ نے کہا: تم کیا دیکھتے ہو؟ رسول اللہ ﷺ نے جو کچھ دیکھا تھا بیان فرمایا، اس پر ورقہ نے آپ ﷺ سے کہا: یہ وہی ناموس ہے جسے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا تھا۔ کاش! میں اس وقت توانا ہوتا۔ کاش! میں اس وقت زندہ ہوتا کہ جب آپ کی قوم آپ کو نکال دے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا، تو کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟۔'' ورقہ نے کہا: ہاں، جب بھی کوئی آدمی اس طرح کا پیغام لایا جیسا تم لائے ہو تو اس سے ضرور دشمنی کی گئی اور اگر میں نے تمہارا

زمانہ پالیا تو تمہاری زبردست مدد کروں گا۔ اس کے بعد
ورقہ فوت ہوگیا اور وحی رُک گئی۔

شرح ((فَلَقُ الصُّبْحِ وَفَرَقُ الصُّبْحِ)) سے مراد روشنی ہے جو صبح کے وقت نمودار ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ .... ''آپ کہہ دیجیے کہ میں صبح کے رب کی پناہ میں آتا ہوں۔'' (سورۂ فلق:۱)

حراء مکہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے۔ ''حا'' اور ''راء ممدودہ'' مفتوح ہے۔

((یَتَحَنَّثُ فِیْهِ)) ''اس میں عبادت کرتے۔'' تحنث سے مراد عبادت گزاری ہے کیونکہ بندگی کرنے والا شخص عبادت کر کے اپنے آپ سے گناہ اور نافرمانی کو اتار پھینکتا ہے۔

فائدہ: ''حَنث'' کا معنی گناہ ہے اور ''یَتَحَنَّثُ'' کے اندر سُلبِ مأخذ کا معنی پایا جاتا ہے۔ یعنی گناہ سے بچنا، عبادت گزار شخص چونکہ ہر گناہ سے بچتا ہے اس لیے ''یَتَحَنَّثُ'' کا معنی ہے ''عبادت کرنا۔'' (ع،س)

عربی زبان میں کچھ اور الفاظ بھی اس طرح کا استعمال رکھتے ہیں مثلاً التَّحَوُّب ''گناہ سے بچنا۔'' (التَّحَرُّج) ''حرج اور تنگی سے بچنا۔'' (التَأَثُّم) ''نافرمانی سے دامن کشاں رہنا۔''

((الغَطّ)) ''سخت دبوچنا۔'' اسی سے ہے: الغَطُّ فِی الْمَاءِ ''پانی میں ڈبکی دینا۔'' بعض روایات میں ((فَغَتَّنِیْ)) کے الفاظ مروی ہیں اس کے معنی بھی ''سخت دبوچنا'' ہی ہیں۔

((یَرْجُفُ فُؤَادُهٗ)) ''آپ ﷺ کا سینہ دَھک دَھک کر رہا تھا۔'' الرَّجْفَة ''کسی چیز کو زور سے ہلانا اور حرکت دینا۔''

((زَمِّلُوْنِیْ)) ''مجھے چادر اوڑھا دو۔'' جب کوئی شخص چادر وغیرہ کو اپنے اوپر ڈال لے تو اس کیفیت کو زبان عربی میں تزَمَّلَ الرَّجُلُ بِالثَّوْبِ کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

((وَتَحْمِلُ الْكَلَّ)) ''درماندوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں۔'' (اَلْکَلّ) ''حالات کا ستایا ہوا شخص جو اپنی ضروریات کے ہاتھوں مجبور ہو اور اپنا بوجھ بھی نہ اُٹھا سکے۔ چھوٹے بچوں کو اسی لیے کَلّ کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَهُوَ كَلٌّ عَلٰی مَوْلَاهُ﴾ .... ''اور وہ اپنے آقا پر بوجھ ہے۔'' (سورۂ نحل:۷۶)

((تَكْسِبُ الْمَعْدُوْمَ)) ''آپ تہی دستوں کا بندوبست کرتے ہیں۔'' کچھ روایات میں: ((تُكْسِبُ الْمُعْدِمَ)) کے الفاظ ہیں اور یہ الفاظ زیادہ درست ہیں کیونکہ لفظ معدوم پر باب افعال داخل نہیں ہوتا یعنی آپ فقراء کو عطیات دیتے ہیں۔

((اَلنَّامُوْس)) کسی شخص کے ایسے رازداں ساتھی کو کہتے ہیں جس کے ساتھ آدمی دل کی بات کہہ سکے اور ہر وہ

بات کہہ سکے جس کا ذکر کسی اور کے سامنے نہ کر سکے۔ نَـمِـسَ يَـنْمَسُ نَمْسًا اور اسی طرح نَـامَسَ کے الفاظ سرگوشی کرنے کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔

((يَـالَيْتَنِيْ فِيْهَا جَذَعًا)) ''اے کاش! میں اس وقت توانا اور جوان ہوتا۔'' (الجذع) اصل میں تو جانوروں کی عمر بتلانے کے لیے بولا جاتا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کے الفاظ ہیں: ((وَاَنَا جَذْعَمَةٌ)) ''اور اس وقت میں کم عمر تھا۔'' یعنی نوخیز اور چڑھتی جوانی والا تھا۔ یہ لفظ اصل میں اَنَا جَذَعٌ ہے، آخر میں میم کا اضافہ بطور تاکید کر دیا گیا اور لفظ جَذْعًا منصوب ہے (کنتُ) پوشیدہ کی خبر ہونے کی بنا پر۔ ورقہ کے الفاظ فیھا میں ضمیر کا مرجع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت، دعوت و تبلیغ یا حکومت و ریاست کا وقت ہے۔ جناب ورقہ گویا یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اے کاش! جب آپ اپنی نبوت و رسالت کی دعوت میں مصروف ہوں تو میں اس وقت جوان ہوں اور آپ کی بھرپور اور پُرزور مدد کر سکوں۔ (آزَرَ فُلَانٌ فَلَانًا) کا معنیٰ ''فلاں نے فلاں کی زبردست مدد کی۔'' ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَـآزَرَهٗ﴾ .... ''پھر اسے مضبوط کیا۔'' (سورۂ فتح: ۲۹) مزید اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿اُشْـدُدْ بِـهٖٓ أَزْرِیْ﴾ .... ''تو اس سے میری کمر کس دے۔'' (سورۂ طٰہٰ: ۳۱) یعنی میری پیٹھ کو مضبوط کر دے۔

(۳۶۳۶)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ يُوسُفَ الْجُوَيْنِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ شَرِيكٍ الشَّافِعِيُّ الْخُذَاشَاهِيُّ، بِأَسْفَرَايِينَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ أَبُو بَـكْـرٍ الْجُورَبَذِيُّ، حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى الصَّدَفِيُّ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ......

أَنَّ جَـابِـرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِيَّ، قَالَ: قَالَ رَسُـولُ الـلّٰـهِ صَـلَّـى الـلّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُـحَـدِّثُ عَنْ فَتْرَةِ الْوَحْيِ: ((بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ، فَـرَفَـعْـتُ رَأْسِـي إِلَـى السَّمَاءِ، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّـذِي جَائَنِي بِحِرَاءٍ جَالِسٌ عَلَى كُرْسِيِّهٖ بَيْنَ السَّـمَـاءِ وَالأَرْضِ)) قَـالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى الـلّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ: ((فَـجُـئِثْتُ مِنْهُ فَرَقًا، فَـرَجَـعْـتُ، فَـقُـلْـتُ: زَمِّـلُـونِي زَمِّلُونِي، دَثِّـرُونِـي، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالَى: ﴿يَـأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے منقطع ہونے کا حال بیان فرما رہے تھے: ''ایک دفعہ میں حرا پہاڑی پر کھڑا تھا، میں نے آسمان کی طرف نظر اُٹھائی تو وہی فرشتہ جو میرے پاس غار حراء میں آیا تھا، آسمان وزمین کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا ہے۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس منظر سے مجھے اتنا خوف لاحق ہوا کہ میں زمین پر گر پڑا، پھر میں اُٹھ کر اپنے گھر والوں کے پاس گیا، میں نے کہا کہ مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑے سے

(۳۶۳۶) أخرجه البخاري: ٤، ٣٢٣٨، ٤٩٢٢، ومسلم: ١٦١

قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ ثُمَّ تَتَابَعَ الْوَحْيُ۔

ڈھانپ دو۔ پھر اللہ رب العزت نے یہ آیات نازل کیں: ﴿يَاأَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنْذِرْ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ﴾ ''اے کپڑا اوڑھنے والے! کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر، اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر، ناپاکی کو چھوڑ دے۔'' (سورۃ مدثر: ۵) اس کے بعد وحی مسلسل آنے لگی۔

شرح ((فَجُئِثْتُ)) ''میں گھبرا گیا۔'' بعض روایات میں ہے: ((فَجُثِثْتُ)) ہے۔ جُيِثَ، جُثَّ، جُئِفَ) سبھی الفاظ کے معنی خوف زدہ ہونے کے ہیں۔

(۳۶۳۷)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّ الْحَارِثَ بْنَ هِشَامٍ سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! كَيْفَ يَأْتِيكَ الْوَحْيُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَحْيَانًا يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ وَهُوَ أَشَدُّهُ عَلَيَّ، فَيَنْفَصِمُ عَنِّي، وَقَدْ وَعَيْتُ مَا قَالَ، وَأَحْيَانًا يَتَمَثَّلُ لِيَ الْمَلَكُ رَجُلًا، فَيُكَلِّمُنِي فَأَعِي مَا يَقُولُ)) قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَقَدْ رَأَيْتُهُ يَنْزِلُ عَلَيْهِ فِي الْيَوْمِ الشَّاتِي الشَّدِيدِ الْبَرْدِ فَيَنْفَصِمُ عَنْهُ، وَإِنَّ جَبِينَهُ لَيَتَفَصَّدُ عَرَقًا۔

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حارث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! آپ کے پاس وحی کس طرح آتی ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے اور وحی کی یہ قسم میرے لیے سخت تکلیف دہ ہوتی ہے، جب وحی بند ہو جاتی ہے تو میں وحی کو یاد کر لیتا ہوں اور کبھی فرشتہ میرے سامنے انسانی شکل میں آتا ہے، وہ مجھ سے ہم کلام ہوتا ہے، وہ جو کہتا ہے میں اسے یاد کر لیتا ہوں۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ سخت سردی کا دن ہوتا، آپ پر وحی اترتی اور جب فرشتہ وحی پہنچا کر چلا جاتا تو آپ کی پیشانی سے پسینے کے قطرات گرتے تھے۔

شرح ((يَأْتِينِي فِي مِثْلِ صَلْصَلَةِ الْجَرَسِ)) ''میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی مانند آتی ہے۔'' صَلْصَلَة زنجیر کھینچنے کی آواز کو کہا جاتا ہے۔ امام ابوسلیمان خطابی رحمہ اللہ نے کہا: وحی کی اس صورت میں آپ کو ایک

(۳۶۳۷) أخرجه البخاري: ۲، ومسلم: ۲۳۳۳

مسلسل آواز سنائی دیتی۔ ابتداء میں آپ کو کچھ سمجھ نہ آتا تا آنکہ پوری توجہ کر کے اسے سمجھنا پڑتا اور بہت زیادہ دھیان دینا پڑتا، تب آپ ﷺ اسے سمجھ پاتے اور یاد رکھتے، اسی لیے آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کیفیت میرے لیے سخت تکلیف دہ ہوتی۔''

((فَیَـنْـفَـصِـمُ مِـنِّـیْ)) ''جب وحی کی یہ کیفیت ختم ہوتی۔'' یعنی منقطع ہوتی۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا انْفِصَامَ لَهَا﴾ .... ''جو کبھی نہ ٹوٹے گا۔'' (سورۂ بقرہ: ۲۵۶) بعض راویوں نے ((یَنْفَصِمُ عَنّی)) کے الفاظ نقل کیے ہیں اور یہ زیادہ درست ہیں۔ معنی ہے: ''جب وحی کا معاملہ ختم ہوتا۔''

((یَتَفَصَّدُ عَرَقًا)) ''پسینہ پیشانی مبارک سے یوں بہتا جیسے کسی رگ کو فصد لگانے سے خون ٹپکتا ہے۔''

(۳۶۳۸)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِیسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْیَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الرَّقَاشِیُّ......

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُنْزِلَ عَلَیْهِ الْوَحْیُ، نَکَسَ رَأْسَهُ، وَنَکَسَ أَصْحَابُهُ رُءُوسَهُمْ، فَلَمَّا سُرِّیَ عَنْهُ، رَفَعَ رَأْسَهُ۔

سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تو آپ اپنا سر مبارک جھکا لیتے، آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بھی اپنے سروں کو نیچا کر لیتے اور جب وحی اترنے کی کیفیت ختم ہو جاتی تو آپ ﷺ اپنا سر اُٹھا لیتے۔

شرح: ایک دوسری روایت کے الفاظ کا ترجمہ یوں ہے کہ جب نبی ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو اس کی شدت کی وجہ سے آپ غمگین ہو جاتے اور آپ کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا۔

(اسناده صحیح علی شرط مسلم، مسند احمد: ۲۲۷۰۳)

((تَرَبَّدَ وَجْهُهُ وَارْبَدَّ)) ''فصل کے چہرے کی رنگت بدل گئی اور راکھ کی طرح رنگ ہوگیا۔''

(۳۶۳۹)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِیحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَیْمِیُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِیزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ بْنُ سَعْدٍ الزُّهْرِیُّ، حَدَّثَنِی صَالِحُ بْنُ کَیْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ، أَنَّهُ قَالَ: رَأَیْتُ مَرْوَانَ بْنَ الْحَکَمِ جَالِسًا فِی الْمَسْجِدِ،

سیدنا سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے مروان بن حکم کو مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو ان کے

(۳۶۳۸) أخرجه مسلم: ۲۳۳۵

(۳۶۳۹) أخرجه البخاری: ٤٥۹۲

فَأَقْبَلْتُ حَتَّى جَلَسْتُ إِلَى جَنْبِهِ، فَأَخْبَرَنَا أَنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْلَى عَلَيْهِ: ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ قَالَ فَجَاءَهُ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ يُمْلِيهَا عَلَيَّ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوْ أَسْتَطِيعُ الْجِهَادَ لَجَاهَدْتُ، وَكَانَ رَجُلًا أَعْمَى، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ، وَفَخِذُهُ عَلَى فَخِذِي، فَثَقُلَتْ عَلَيَّ حَتَّى خِفْتُ أَنْ تُرَضَّ فَخِذِي، ثُمَّ سُرِّيَ عَنْهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾

قریب گیا اور پہلو میں بیٹھ گیا انہوں نے ہمیں خبر دی کہ سیدنا زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے آیت لکھوائی ﴿لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ﴾ ''اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے مومن اور بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں۔'' (سورۂ نساء:۹۵) انہوں نے بیان کیا کہ پھر سیدنا عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مجھ سے آیت مذکورہ لکھوا رہے تھے، انہوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مجھ میں جہاد کی طاقت ہوتی تو میں بھی جہاد میں شریک ہوتا۔ وہ نابینا تھے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل کی۔ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران میری ران پر تھی۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی شدت کی وجہ سے آپ کی ران کا اتنا بوجھ محسوس کیا کہ مجھے ڈر ہو گیا کہ کہیں میری ران ٹوٹ نہ جائے۔ اس کے بعد وہ کیفیت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم ہوگئی اور اللہ عزوجل نے فقط ﴿غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ﴾ ''بغیر عذر کے۔'' (سورۂ نساء:۹۵) الفاظ نازل فرمائے۔

شرح: میں کہتا ہوں: انبیائے کرام علیہم السلام پر اللہ عزوجل کی طرف سے وحی نازل ہونے کی مختلف کیفیات اورصورتیں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ﴾ .... ''ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بندے سے کلام کرے مگر وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو چاہے وحی کرے۔'' (سورۂ شوریٰ:۵۱) بعض مفسرین کا کہنا ہے کہ وحی کی پہلی قسم سچے خوابوں کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ جناب عبید بن عمیر کا کہنا ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں، پھر انہوں نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: ﴿إِنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ﴾ .... ''میں خواب میں اپنے آپ کو تجھے ذبح کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں۔'' (سورۂ صافات:۱۰۲) بہت

سارے مفسرین کا کہنا ہے کہ ﴿اَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ﴾ ...."یا پردے سے پیچھے۔" جیسے اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا۔ یہ پردے کے پیچھے سے تھی حتی کی سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا: ﴿اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ﴾ .... "اپنا دیدار مجھ کو کرادے۔" (سورۂ اعراف: ۱۴۳) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا﴾ ...."یا کسی فرشتے کو بھیجے۔" (سورۂ شوریٰ: ۱۵) سے مراد روح الامین سیدنا جبریل علیہ السلام کو بھیجنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں مذکور ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ﴾ "اسے امانت دار فرشتہ لے کر آیا، وہ آپ کے دل پر اترا ہے۔" (سورۂ شعراء: ۱۹۳، ۱۹۴)

ہمارے نبی محترم ﷺ کو مندرجہ بالا تمام صورتوں میں وحی ہوئی ہے مثلا اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کے خواب کے متعلق فرمایا: ﴿لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّؤْیَا بِالْحَقِّ﴾ .... "یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کو سچا خواب دِکھایا۔" (سورۂ فتح: ۲۷) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ پر وحی کا آغاز سچے خوابوں سے ہوا۔ آپ جو بھی خواب دیکھتے تھے وہ سپیدۂ صبح کی طرح نمودار ہوتا تھا۔ آپ ﷺ سے بذریعہ وحی ہم کلام ہونے کے متعلق ارشاد ہے: ﴿فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰی﴾ .... "پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی۔" (سورۂ نجم: ۱۰) اور اللہ تعالیٰ نے معراج والی رات آپ پر پچاس نمازیں فرض کیں اور آپ ﷺ پر فرشتہ بھیجنے کے متعلق ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ عَلٰی قَلْبِكَ﴾ .... "اسے امانتدار فرشتہ لے کر آیا ہے اور آپ کے دل پر اترا ہے۔" (سورۂ شعراء: ۱۹۳، ۱۹۴) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ .... "اے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ جو جبریل علیہ السلام کا دشمن ہو، جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے۔" (سورۂ بقرہ: ۹۷) نیز حدیث مبارکہ میں مذکور ہے: "روح القدس نے میرے دل میں یہ بات پھونکی کوئی نفس مرنہیں سکتا یہاں تک کہ اپنا رزق پورا پورا حاصل کر لے، پس اللہ سے ڈرو اور طلب میں اچھی اختیار کرو۔" وحی کی قسم تو وہ ہے جو جبریل علیہ السلام کے ذریعے آپ ﷺ پر کی جاتی ہے۔ دوسری قسم میں جبریل علیہ السلام کے علاوہ کوئی اور فرشتہ آپ ﷺ پر وحی لے کر آتا ہے۔ وحی کی تیسری قسم میں فرشہ آپ ﷺ کو مخاطب کر کے گفتگو کرتا اور چوتھی قسم میں فرشتہ آپ ﷺ کے دل میں بات ڈال دیتا، یہ وحی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مابین راز ہوتی اور کسی اور کو نہ بتائی جاتی۔ بسا اوقات ایسی وحی بھی لوگوں کو بتا دی جاتی، آگے پھر اس کی دو اقسام ہیں، ایک تو وہ جسے قرآن مجید کی طرح تحریر کروا دیا جاتا اور دوسری وہ جسے قلم بند نہ کیا جاتا اور اس کا قرآن پاک سے کوئی تعلق نہ ہوتا۔ یہ باتیں امام زہری رحمہ اللہ سے منقول ہیں۔

(٣٦٤٠)۔أَخبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ،

(٣٦٤٠) أخرجه البخاري: ٣٢١٨، ٤٧٣١

قَالَ: سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((يَا جِبْرِيلُ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَزُورَنَا أَكْثَرَ مِمَّا تَزُورُنَا؟ فَنَزَلَتْ ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ إِلَى آخِرِ الآيَةِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا: ''اے جبریل علیہ السلام جتنی مرتبہ آپ ہم سے ملاقات کے لیے آتے ہیں اس سے زیادہ مرتبہ کیوں نہیں آتے؟'' اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلا بِأَمْرِ رَبِّكَ لَهُ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا﴾ ''ہم بغیر تیرے رب کے حکم سے اتر نہیں سکتے، ہمارے آگے پیچھے اور ان کے درمیان کی کل چیزیں اسی کی ملکیت میں ہیں۔'' (سورۂ مریم:٦٤)

شرح: اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا﴾ .... ''تیرا پروردگار بھولنے والا نہیں۔'' (سورۂ مریم:٦٤) کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی آنے میں کوئی تاخیر ہوگئی ہے تو آپ کا رب آپ کو بھولا نہیں۔

(17)......بَابُ دُعَائِهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُشْرِكِينَ وَصَبْرِهِ عَلَى أَذَاهُمْ

آپ کا مشرکین کو اسلام کی دعوت دینا اور ان کی تکالیف پر صبر کرنا

(٣٦٤١)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: صَعِدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ الصَّفَا، فَقَالَ: ((يَا صَبَاحَاهُ)) قَالَ: فَاجْتَمَعَتْ إِلَيْهِ قُرَيْشٌ، فَقَالُوا لَهُ: مَا لَكَ؟ فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ الْعَدُوَّ مُصَبِّحُكُمْ أَوْ مُمَسِّيكُمْ أَمَا كُنْتُمْ تُصَدِّقُونِي؟)) قَالُوا: بَلَى، قَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ))

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز صفا پہاڑی پر چڑھ گئے اور پکارا: ''ہائے صبح!'' راوی نے کہا: یہ پکار سن کر قریش کے قبائل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوگئے اور انہوں نے آپ سے کہا: کیا معاملہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تم لوگ یہ بتاؤ! اگر میں یہ خبر دوں کہ ادھر وادی میں دشمن کی ایک جماعت ہے، جو صبح یا شام تم پر حملہ کرنا چاہتی ہے، تو کیا تم مجھے سچا مانو

(٣٦٤١) أخرجه البخاري: ٤٩٧١، ومسلم: ٢٠٨

فَقَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ لِهَذَا دَعَوْتَنَا جَمِيعًا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ﴾ إِلَى آخِرِهَا۔

گے؟'' لوگوں نے کہا: ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو میں تم کو ایک سخت عذاب سے پہلے خبردار کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔'' اس پر ابولہب نے کہا: تو تباہ ہو! کیا تو نے ہمیں اسی لیے جمع کیا تھا؟ اس پر یہ صورت نازل ہوئی: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ ''ابولہب کے دونوں ہاتھ غارت ہوں اور وہ خود بھی غارت ہو۔'' مکمل صورت نازل ہوئی۔

(٣٦٤٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ وَ﴿رَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى صَعِدَ الصَّفَا، فَهَتَفَ: يَا صَبَاحَاهُ، فَقَالُوا: مَنْ هَذَا؟ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ، فَقَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا تَخْرُجُ مِنْ سَفْحِ هَذَا الْجَبَلِ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ؟)) قَالُوا: مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ كَذِبًا، قَالَ: ((فَإِنِّي نَذِيرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيدٍ)) قَالَ أَبُو لَهَبٍ: تَبًّا لَكَ مَا جَمَعْتَنَا إِلا لِهَذَا، ثُمَّ قَامَ، فَنَزَلَتْ: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَقَدْ تَبَّ﴾

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ''آپ اپنے نزدیک ترین قرابت داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرایئے۔'' (سورۂ شعراء) اور ﴿رَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ ''اور اپنے مخلص ساتھیوں، قبیلے والوں کو بھی ڈرایئے۔'' نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے اور کوہِ صفا پر چڑھ کر آواز لگانا شروع کی ''ہائے صبح۔'' انہوں نے کہا: یہ کون ہے؟ پھر وہاں سب آ کر جمع ہو گئے۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''اگر میں خبر دوں کہ ادھر وادی میں شاہ سواروں کی ایک جماعت ہے جو تم پر چھاپا مارنا چاہتی ہے، تو کیا تم مجھے سچا مان لو گے؟'' لوگوں نے کہا: ہم نے آپ ﷺ سچ ہی کا تجربہ کیا ہے۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا تو میں تمھیں ایک سخت عذاب سے پہلے خبردار کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔'' اس پر ابولہب نے کہا: تو غارت ہو، تو نے

(٣٦٤٢) انظر الحديث السابق

ہمیں صرف اس لیے جمع کیا تھا؟ پھر آپ ﷺ وہاں سے چلے آئے اور اس پر یہ صورت نازل ہوئی: ﴿تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَّتَبَّ﴾ ''ابولہب کے دونوں ہاتھ غارت ہوں اور وہ خود بھی ہلاک ہوگیا۔'' (سورۂ تبت:۱)

شرح اعمش نے اس دن اس آیت مبارکہ کو اسی طرح (قد) کے ساتھ پڑھا۔

(۳٦٤٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَخْبَرَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُغَلِّسٍ، بِبَغْدَادَ سَنَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ وَثَلاثِمِائَةٍ، حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ، يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، يَا بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، لا أَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، سَلُونِي مِنْ مَالِي مَا شِئْتُمْ۔))

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾ ''آپ اپنے نزدیک ترین قرابت داروں کو عذاب الٰہی سے ڈرایئے۔'' (سورۂ شعراء:۲۱۴) تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا: ''اے محمد کی بیٹی! اے عبدالمطلب کی بیٹی صفیہ! اے بنی عبدالمطلب! میں لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا، البتہ تم میرے مال سے جو چاہو مانگ سکتے ہو، وہ میں تمھیں دوں گا۔''

(۳٦٤٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ......

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ....﴾ قَالَ: ((يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ، أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، اشْتَرُوا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ....﴾ ''اپنے خاندان کے قرابت داروں کو ڈرایئے۔'' (سورۂ شعراء:۲۱۴) تو آپ ﷺ نے پکارا:

(۳٦٤٣) أخرجه مسلم: ۲۰۵

(۳٦٤٤) أخرجه البخاري: ۲۷۵۳، ومسلم: ۲۰٦

أَنْـفُسَـكُـمْ ، لا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يا عَبَّاسُ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لا أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُولِ اللّٰهِ لا أُغْنِي عَـنْكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا ، وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَـلِيـنِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا۔))

''اے جماعت قریش!'' یا اسی طرح کا اور کوئی کلمہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے آپ کو جہنم سے بچاؤ! (اگر تم شرک وکفر سے باز نہ آئے تو) اللہ تعالیٰ کے ہاں میں تمہارے کسی کام نہیں آؤں گا۔ اے بنی عبد مناف! اللہ کے ہاں میں تمہارے لیے بالکل کچھ نہیں کر سکوں گا۔ اے صفیہ رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی! میں اللہ کے ہاں تمہیں کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکوں گا۔ اے فاطمہ، محمد ﷺ کی بیٹی! میرے مال میں سے جو چاہو مجھ سے لے لو لیکن میں تمہیں اللہ کی گرفت سے بچانے کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔''

(٣٦٤٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُـحَـمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ......

عَـنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُولُ الـلّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ يُصَلِّي عِنْدَ الْكَعْبَةِ ، وَجَمْعُ قُرَيْشٍ فِي مَجَالِسِهِمْ إِذْ قَالَ قَـائِـلٌ مِـنْهُـمْ: أَلَا تَنْظُرُونَ إِلَى هَذَا الْمُرَائِي أَيُّـكُمْ يَقُومُ إِلَى جَزُورِ آلِ فُلَانٍ ، فَيَعْمَدُ إِلَى فَرْثِهَا وَدَمِهَا وَسَلاهَا ، فَيَجِيءُ بِهِ ، ثُمَّ يُمْهِلُهُ حَتَّـى إِذَا سَجَدَ ، وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ، فَانْبَعَثَ أَشْـقَاهُمْ ، فَلَمَّا سَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَضَعَهُ بَيْنَ كَتِفَيْهِ ، وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَـلَّـى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا ، فَضَحِكُوا حَتَّـى مَـالَ بَـعْـضُهُـمْ عَـلَـى بَـعْضٍ مِنَ الـضَّحِكِ ، فَانْطَلَقَ مُنْطَلِقٌ إِلَى فَاطِمَةَ وَهِيَ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور قریش کے کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ان میں سے ایک شخص نے کہا: کیا تم اس دکھلاوے کی نماز پڑھنے والے کو نہیں دیکھتے، کون ہے جو بنی فلاں کے اونٹ کی اوجھڑی لائے اور اسے گوبر، خون اور بچہ دان سمیت اُٹھا لائے پھر کچھ دیر کے لیے رکا رہے اور جب محمد ﷺ سجدہ کریں تو ان کی پیٹھ پر ڈال دے؟ اس پر قوم کا بدبخت ترین آدمی عقبہ بن ابی معیط اُٹھا اور اوجھ لا کر انتظار کرنے لگا، جب نبی ﷺ سجدے میں تشریف لے گئے تو اسے آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک پر دونوں کندھوں کے درمیان ڈال دیا۔ نبی ﷺ سجدے میں ہی پڑے رہے۔ اس کے بعد وہ ہنسی کے

(٣٦٤٥) أخرجه البخاري: ٢٤٠ ، ٥٢٠ ، ومسلم: ١٧٩٤

جُوَيْرِيَةُ، فَأَقْبَلَتْ تَسْعَى، وَثَبَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاجِدًا حَتَّى أَلْقَتْهُ عَنْهُ، فَأَقْبَلَتْ عَلَيْهِمْ تَسُبُّهُمْ، فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّلَاةَ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ، اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ)) ثُمَّ سَمَّى: ((اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِعَمْرِو بْنِ هِشَامٍ، وَعُتْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَشَيْبَةَ بْنِ رَبِيعَةَ، وَالْوَلِيدِ بْنِ عُتْبَةَ، وَأُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ، وَعُقْبَةَ بْنِ أَبِي مُعَيْطٍ، وَعُمَارَةَ بْنِ الْوَلِيدِ)) قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَوَاللّٰهِ! لَقَدْ رَأَيْتُهُمْ صَرْعَى يَوْمَ بَدْرٍ، ثُمَّ سُحِبُوا إِلَى الْقَلِيبِ قَلِيبِ بَدْرٍ، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَأُتْبِعَ أَصْحَابُ الْقَلِيبِ لَعْنَةً.))

مارے ایک دوسرے پر گرنے لگے۔ ایک شخص نے جا کر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اطلاع دی، وہ ابھی بچی ہی تھیں، وہ دوڑتی ہوئی آئیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے ہی میں پڑے تھے تا آنکہ انہوں نے اوجھ ہٹا کر پھینکی اور پھر قریش مکہ کو مخاطب کر کے کوسنے لگیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو تین بار فرمایا: ''اے اللہ! تو قریش کو پکڑ لے، اے اللہ! تو قریش کو پکڑ لے، اے اللہ! تو قریش کو پکڑ لے۔'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لے لے کر بددعا کی: ''اے اللہ! عمرو بن ہشام، ابوجہل کو پکڑ لے، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، اُمیہ بن خلف، عقبہ بن ابی معیط اور عمارہ بن ولید کو پکڑ لے۔'' ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اللہ کی قسم! میں نے دیکھا کہ سب کے سب جنگ بدر والے دن مقتول پڑے تھے، پھر انہیں کھینچ کر بدر کے کنویں میں ڈال دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کنویں والوں پر لعنت برسائی گئی۔''

تشریح: ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ بددعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بددعا کرتے تو تین مرتبہ کرتے اور جب دعا کرتے تو بھی تین تین مرتبہ کرتے۔ جناب شعبہ رحمہ اللہ نے محدث ابو اسحاق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب بدبخت عقبہ بن ابی معیط اونٹ کی اوجھ لایا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ مبارک پر پھینک دی تو کیا اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز باطل ہو گئی؟ جواباً عرض ہے کہ اس سے آپ علیہ السلام کی نماز باطل نہیں ہوئی۔ اس لیے کہ یہ معاملہ گوبر، خون (دم مسفوح) اور مشرکین کے ذبیحہ کی حرمت سے قبل کا ہے۔ لہٰذا اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ضائع نہیں ہوئی جیسے شراب کا معاملہ ہے کہ حرمت سے قبل وہ بھی اگر کپڑوں پر گر جاتی تو اسی طرح نماز پڑھ لی جاتی۔

(٣٦٤٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ،

(٣٦٤٦) أخرجه البخاري: ٤٨١٥

حَدَّثَنِي الأَوْزَاعِيُّ، حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيُّ......

حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، قَالَ: قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَخْبِرْنِي بِأَشَدِّ مَا صَنَعَهُ الْمُشْرِكُونَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ إِذْ أَقْبَلَ عُقْبَةُ بْنُ أَبِي مُعَيْطٍ، فَأَخَذَ بِمَنْكِبِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوَى ثَوْبَهُ فِي عُنُقِهِ، فَخَنَقَهُ بِهِ خَنْقًا شَدِيدًا، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ، فَأَخَذَ بِمَنْكِبِهِ، وَدَفَعَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَائَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾

جناب عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سخت معاملہ مشرکین نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے صحن میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا شانہ مبارک پکڑ کر آپ کی گردن میں کپڑا لپیٹ دیا اور اس کپڑے سے آپ کا گلا بڑی سختی کے ساتھ گھونٹنے لگا، اتنے میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی آ گئے اور انہوں نے اس بدبخت کا مونڈھا پکڑ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا کیا اور کہا: ﴿أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ رَبِّكُمْ﴾ ''کیا تم ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے رب کے پاس سے روشن دلائل بھی لایا ہے۔'' (سورۂ غافر:۲۸)

(٣٦٤٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، حَدَّثَنِي عُرْوَةُ......

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ، أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمِ أُحُدٍ؟ قَالَ: ((نَعَمْ، لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ، وَكَانَ أَشَدُّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلَالٍ،

جناب عروہ بیان کرتے ہیں کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا کوئی دن اُحد کے دن سے بھی زیادہ سخت گزرا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری قوم قریش کی طرف سے کتنی مصیبتیں اُٹھائی ہیں لیکن اس سارے دور میں عقبہ کا دن مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا اور یہ وہ موقع تھا کہ جب

(٣٦٤٧) أخرجه البخاري: ٣٢٣١، ومسلم: ١٧٩٥

فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَى مَا أَرَدْتُ، فَانْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَى وَجْهِي، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ، فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَظَلَّتْنِي، فَنَظَرْتُ، فَإِذَا فِيهَا جِبْرِيلُ، فَنَادَانِي، فَقَالَ: إِنَّ اللّٰهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا رَدُّوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِتَأْمُرَهُ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ، فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنْ شِئْتَ أَنْ أُطْبِقَ عَلَيْهِمُ الأَخْشَبَيْنِ؟)) قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بَلْ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللّٰهُ مِنْ أَصْلابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللّٰهَ وَحْدَهُ لا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا۔))

میں نے طائف کے سردار ابن عبد یالیل بن عبد کلال کے ہاں اپنے آپ کو پیش کیا تھا لیکن اس نے اسلام کو قبول نہیں کیا اور میری دعوت کو ردّ کر دیا۔ میں وہاں سے انتہائی رنجیدہ ہو کر واپس ہوا، پھر جب میں قرن ثعالب پہنچا تب مجھ کو کچھ پیش آیا، میں نے اپنا سر اُٹھایا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بدلی کا ایک ٹکڑا میرے اوپر سایہ کیے ہوئے ہے اور میں نے دیکھا کہ سیدنا جبریل علیہ السلام اس میں موجود ہیں اور انہوں نے مجھے آواز دے کر کہا: اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں آپ کی قوم کی باتیں سن چکا اور جو انہوں نے ردّ کیا وہ بھی سن چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کا فرشتہ بھیجا ہے۔ آپ ان کے بارے میں جو چاہیں حکم دے دیں۔ اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انہوں نے مجھے سلام کیا اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ چاہیں تو میں دونوں طرف کے پہاڑ ان پر لا کر ملا دوں جن سے وہ چکنا چور ہو جائیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے تو اس کی امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی نسل سے ایسی اولاد پیدا کرے گا جو صرف ایک اللہ کی عبادت کرے گی اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائے گی۔''

شرح: ((وَالْاَخْشَبُ مِنَ الْجِبَالِ)) ''سخت اور مضبوط پہاڑ۔'' (اَخْشَبَا مَكَّةَ) سے مراد مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ہیں۔ ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ((لَا تَزُوْلُ مَكَّةُ حَتّٰى تَزُوْلَ اَخْشَبَاهَا)) ''مکہ اس وقت تک آباد رہے گا جب تک اس کے دو پہاڑ برقرار رہیں گے۔'' مکہ کے پہاڑوں کو اَخْشَبَيْنِ کہنے کی وجہ ان کی صلابت اور مضبوطی، نیز چٹانوں کی سنگلاخی ہے۔

(٣٦٤٨)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هِشَامِ بْنِ مِلاسٍ النُّمَيْرِيُّ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ الْفَزَارِيُّ،

(٣٦٤٨) أخرجه مسلم: ١٧٩١

حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ......

عَـنْ أَنَسٍ، قَالَ: رُمِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ، وَأُدْمِيَ وَجْهُهُ، فَجَعَلَ الدَّمُ يَسِيلُ عَلَى وَجْهِهِ، فَجَعَلَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَيَقُولُ: ((كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ خَضَبُوا وَجْهَ نَبِيِّهِمْ بِالدَّمِ وَهُوَ يَدْعُوهُمْ إِلَى رَبِّهِمْ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر مارا گیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا رباعی دانت ٹوٹ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک زخمی ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے خون بہہ رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرۂ انور سے خون صاف کرتے جا رہے تھے اور کہتے جا رہے تھے: ''وہ قوم کیسے کامیاب ہوسکتی ہے کہ جس نے اپنے نبی کے چہرے کو خون سے رنگ دیا حالانکہ وہ انہیں اللہ کی طرف دعوت دے رہا تھا۔'' اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ﴾ ''آپ کو کوئی اختیار نہیں، اللہ چاہے تو انہیں توبہ کی توفیق دے اور چاہے تو انہیں عذاب دے کیونکہ وہ ظالم ہیں۔''

(٣٦٤٩)۔أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدٍ الدَّاوُدِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْفَرَضِيُّ، بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَحْمَلِيُّ، حَدَّثَنَا أَخُو كَرْخُوَيْهِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْكِي نَبِيًّا ضَرَبَهُ قَوْمُهُ، هُوَ يَمْسَحُ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ، وَيَقُولُ: ﴿يَا رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِي، فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کا واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ جس کو اس کی قوم نے مارا اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھے جا رہے ہیں اور کہتے جا رہے ہیں: ''میرے پروردگار! میری قوم کو بخش دے کیونکہ وہ نہیں جانتی۔''

(٣٦٥٠)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ،

(٣٦٤٩) أخرجه البخاري: ٦٩٢٩، ومسلم: ١٧٩٢

(٣٦٥٠) أخرجه البخاري: ٤٠٧٣، ومسلم: ١٧٩٣

أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ ، قَالَ: نَا أَبُو هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى قَوْمٍ فَعَلُوا بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ، وَهُوَ حِينَئِذٍ يُشِيرُ إِلَى رَبَاعِيَتِهِ ، اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلَى رَجُلٍ يَقْتُلُهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر انتہائی سخت ہوا جس نے اُس کے نبی کے ساتھ یہ کیا۔'' آپ ﷺ کا اشارہ آگے کے دندان مبارک کے ٹوٹ جانے کی طرف تھا۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس شخص (اُبی بن خلف) پر انتہائی سخت ہوا جسے اس کے رسول ﷺ نے اللہ کے راستے میں قتل کیا۔''

(٣٦٥١)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْحِيرِيُّ ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ ، عَنْ قَيْسٍ......

عَنْ خَبَّابٍ ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ ، فَقُلْنَا: أَلَا تَدْعُو اللّٰهَ لَنَا؟ أَلَا تَسْتَنْصِرُ اللّٰهَ لَنَا؟ فَجَلَسَ مُحْمَارًّا لَوْنُهُ أَوْ وَجْهُهُ ، فَقَالَ لَنَا: ((لَقَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ ، فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ ، ثُمَّ يُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ ، فَيُجْعَلُ فَوْقَ رَأْسِهِ ، ثُمَّ يُجْعَلُ بِفِرْقَتَيْنِ مَا يَصْرِفُهُ عَنْ دِينِهِ ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيدِ مَا دُونَ لَحْمِهِ مِنْ عَظْمٍ وَعَصَبٍ مَا يَصْرِفُهُ عَنْ دِينِهِ ، وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هَذَا الْأَمْرَ حَتَّى يَسِيرَ الرَّاكِبُ مِنْكُمْ مِنْ صَنْعَاءَ إِلَى حَضْرَمَوْتَ لَا يَخْشَى إِلَّا اللّٰهَ ، وَلَكِنَّكُمْ تَعْجَلُونَ۔))

سیدنا خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حالات کی سختی کی شکایت کی تو آپ ﷺ کعبہ کے سایہ تلے چادر مبارک پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ ہم نے عرض کیا: آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیوں نہیں کرتے؟ آپ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے مدد کیوں نہیں طلب کرتے؟ اس پر آپ ﷺ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے، چہرا مبارک غصہ میں سرخ ہو گیا اور ہم سے فرمایا: ''تم سے پہلے ایسے لوگ گزر چکے ہیں کہ جن میں سے ایک شخص کو پکڑا جاتا اور اسے زمین میں گاڑ دیا جاتا، پھر آرا لا کر سر کے اوپر رکھ دیا جاتا اور اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جاتے اور یہ چیز بھی انہیں دین سے نہ پھیر سکی، بعض کو تو لوہے کی کنگھیوں سے چھیلا جاتا اور گوشت سے گزر کر ہڈیوں اور پٹھوں تک پہنچا دیا جاتا اور یہ معاملہ بھی انہیں ان کے دین

(٣٦٥١) أخرجه البخاري: ٣٦١٢، ٣٨٥٢

سے نہ پھیر سکا، اس دین اسلام کو تو اللہ تعالیٰ خود ایک دن کمال تک پہنچائے گا کہ تم میں سے ناقہ سوار صفا سے حضر موت تک تنہا جائے گا اور راستے میں اسے اللہ کے سوا اور کسی کا خوف نہ ہوگا لیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو۔''

(18)......بَابُ الْمِعْرَاجِ

معراج کا بیان

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیان ہے: ﴿سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَى بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى﴾ ''پاک ہے وہ اللہ تعالیٰ جو اپنے بندے کو رات ہی رات میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا۔''

(سورۂ بنی اسرائیل:۱)

(٣٦٥٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ صَعْصَعَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَهُمْ عَنْ لَيْلَةِ أُسْرِيَ بِهِ، قَالَ: ((بَيْنَمَا أَنَا فِي الْحَطِيمِ وَرُبَّمَا قَالَ فِي الْحِجْرِ مُضْطَجِعًا إِذْ أَتَانِي آتٍ، فَقَدْ قَالَ: وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: فَشَقَّ مَا بَيْنَ هَذِهِ إِلَى هَذِهِ، فَقُلْتُ لِلْجَارُودِ، وَهُوَ إِلَى جَنْبِي: مَا يَعْنِي بِهِ؟ قَالَ: مِنْ ثُغْرَةِ نَحْرِهِ إِلَى شِعْرَتِهِ، وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: مِنْ قَصِّهِ إِلَى شِعْرَتِهِ، فَاسْتَخْرَجَ قَلْبِي، ثُمَّ أُتِيتُ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مَمْلُوءٍ إِيمَانًا، فَغُسِلَ قَلْبِي، ثُمَّ حُشِيَ، ثُمَّ أُعِيدَ، ثُمَّ أُتِيتُ بِدَابَّةٍ دُونَ الْبَغْلِ وَفَوْقَ الْحِمَارِ أَبْيَضَ، (فَقَالَ لَهُ الْجَارُودُ: هُوَ الْبُرَاقُ يَا أَبَا حَمْزَةَ؟

جناب قتادہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اور وہ مالک بن صعصعہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو اسرا کی رات کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا ''میں اس رات حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔'' اور بعض موقعوں پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''حجر میں لیٹا ہوا تھا کہ میرے پاس ایک فرشتہ آیا۔'' قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ یہاں سے یہاں تک چیرا، میں نے جارود سے پوچھا جو میرے قریب ہی بیٹھے تھے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی اس سے کیا مراد تھی؟ تو انہوں نے کہا: سینے کے گڑھے سے لیکر ناف تک چیرا۔ قتادہ نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ آپ ﷺ کو سینے کے اوپر سے ناف تک چاک کیا، ''پھر میرا دل نکالا، بعد ازاں میرے پاس سونے

(٣٦٥٢) أخرجه البخاري: ٣٨٨٧، ومسلم: ١٦٤

قَالَ أَنَسٌ: نَعَمْ) يَضَعُ خَطْوَهُ عِنْدَ أَقْصَى طَرْفِهِ، فَحُمِلْتُ عَلَيْهِ، فَانْطَلَقَ بِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ جِبْرِيلُ: قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا فِيهَا آدَمُ، فَقَالَ: هَذَا أَبُوكَ آدَمُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيَى وَعِيسَى، وَهُمَا ابْنَا خَالَةٍ، قَالَ: هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى، فَسَلِّمْ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ، فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يُوسُفُ، قَالَ: هَذَا يُوسُفُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ

کی ایک طشتری لائی گئی جو ایمان سے بھری ہوئی تھی، چنانچہ میرا دل دھویا گیا، بعد ازاں اس میں اللہ کی محبت ڈالی گئی اور پھر دل کو اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا، اس کے بعد میرے پاس سفید رنگ کا جانور لایا گیا، جو گھوڑے سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔‘‘ جارود نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: ابوحمزہ! کیا وہ بُراق تھا؟ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ اس کا ہر قدم اس کی منتہائے نظر پر پڑتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’مجھے اس پر سوار کیا گیا اور جبریل علیہ السلام مجھے لے کر چلے یہاں تک کہ میں آسمان دنیا (پہلے آسمان) تک پہنچا۔ جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، اس سے پوچھا گیا کون؟ انہوں نے بتایا: میں جبریل علیہ السلام ہوں۔ دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا: ان کی جانب کسی کو بھیجا گیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ آواز آئی: ان کے آنے پر ہم انہیں خوش آمدید کہتے ہیں، کیا ہی مبارک آنے والے ہیں اور دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر گیا تو میں نے وہاں آدم علیہ السلام کو دیکھا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: یہ آپ کے جدِ امجد آدم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کیجیے! میں انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: نیک بیٹے، صالح پیغمبر کو خوش آمدید ہو!۔ بعد ازاں مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ دوسرا آسمان آ گیا، جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا کہا، تو آواز آئی کہ کون صاحب ہیں؟ بتایا کہ میں جبریل علیہ السلام ہو۔ پھر دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا: کیا آپ کو انہیں

الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: أَوَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا إِدْرِيسُ، قَالَ: هٰذَا إِدْرِيسُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا هَارُونُ، قَالَ: هٰذَا هَارُونُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ، فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: قَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا مُوسَى، قَالَ: هٰذَا مُوسَى، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، فَلَمَّا تَجَاوَزْتُ، بَكَى، قِيلَ لَهُ: مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ: أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا، بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ

بلانے کے لیے بھیجا گیا تھا؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: جی ہاں۔ پھر آواز آئی: انہیں خوش آمدید! اچھے آنے والے ہیں، اور پھر اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب میں دوسرے آسمان پر پہنچا تو وہاں سیدنا یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تھے اور یہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ یحییٰ علیہ السلام اور یہ عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجیے!۔ میں نے سلام کیا اور ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک بھائی اور صالح پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ بعد ازاں مجھے تیسرے آسمان پر لے جایا گیا اور جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا تو دریافت کیا گیا: کون ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: میں جبریل ہوں۔ استفسار کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پوچھا گیا: ان کی جانب کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: ان کو خوش آمدید ہو۔ ان کا تشریف لانا بہت ہی بہتر ہے۔ اس کے بعد دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اس میں داخل ہوا تو وہاں یوسف علیہ السلام تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یوسف علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کہیں، چنانچہ میں نے انہیں سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک بھائی اور صالح پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ اس کے بعد مجھے چوتھے آسمان تک لے جایا گیا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا تو دریافت کیا گیا کہ کون ہے؟ بتایا کہ جبرائیل، پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ کہا گیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا: انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ کہا: جی۔ کہا گیا: انہیں خوش آمدید ہو، کیا ہی عمدہ آنے والے ہیں! چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب

مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي، ثُمَّ صَعِدَ بِي السَّمَاءَ السَّابِعَةَ، فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ، فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ، فَإِذَا إِبْرَاهِيمُ، قَالَ: هَذَا أَبُوكَ إِبْرَاهِيمُ، فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ، وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، ثُمَّ رُفِعْتُ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى، فَإِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ، وَإِذَا وَرَقُهَا مِثْلُ آذَانِ الْفِيَلَةِ، قَالَ: هَذَا سِدْرَةُ الْمُنْتَهَى، وَإِذَا أَرْبَعَةُ أَنْهَارٍ: نَهْرَانِ بَاطِنَانِ، وَنَهْرَانِ ظَاهِرَانِ، فَقُلْتُ: مَا هَذَانِ يَا جِبْرِيلُ؟ قَالَ: أَمَّا الْبَاطِنَانِ، فَنَهْرَانِ فِي الْجَنَّةِ، وَأَمَّا الظَّاهِرَانِ، فَالنِّيلُ وَالْفُرَاتُ، ثُمَّ رُفِعَ لِي بَيْتُ الْمَعْمُورِ، ثُمَّ أُتِيتُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ عَسَلٍ، فَأَخَذْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ: هِيَ الْفِطْرَةُ أَنْتَ عَلَيْهَا وَأُمَّتُكَ، ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَيَّ الصَّلَاةُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ، فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَ أُمِرْتَ؟ قَالَ: أُمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةٍ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللَّهِ! لَقَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى

میں اس میں پہنچا تو وہاں ادریس علیہ السلام تھے۔ جبریل علیہ السلام نے بتایا: یہ ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کہیں۔ میں نے سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے پانچویں آسمان تک لے گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا: کون صاحب ہیں؟ جواب دیا گیا کہ جبریل۔ پھر پوچھا گیا کہ آپ کے ساتھ کون صاحب ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا: محمد ﷺ ہیں۔ دریافت کیا گیا ان کی جانب کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: ان کو خوش آمدید ہو، ان کا تشریف لانا بہت بہتر ہے۔ چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا۔ جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں ہارون علیہ السلام تھے۔ جبرائیل نے بتایا کہ یہ ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کہیں۔ میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا کہ نیک بھائی اور نیک پیغمبر کو خوش آمدید ہو۔ پھر جبرائیل علیہ السلام مجھے چھٹے آسمان تک لے گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا، پوچھا گیا: کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: میں جبرائیل ہوں۔ دریافت کیا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ محمد ﷺ ہیں۔ دریافت کیا گیا: کیا انہیں بلانے کے لیے آپ کو بھیجا گیا تھا؟ جواب دیا کہ ہاں۔ پھر کہا: انہیں خوش آمدید ہو۔ کیا ہی اچھے آنے والے ہیں وہ! جب میں پہنچا تو وہاں موسیٰ علیہ السلام تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کہیں۔ میں نے انہیں سلام کہا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: خوش آمدید ہو نیک نبی اور نیک بھائی کو۔ جب میں آگے بڑھا تو رونے

رَبِّكَ، فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ لأُمَّتِكَ، فَرَجَعْتُ، فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ، فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ، فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ، فَأُمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ مِثْلَهُ، فَرَجَعْتُ، فَأُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: بِمَ أُمِرْتَ؟ قُلْتُ: أُمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لا تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ، وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ لأُمَّتِكَ، قَالَ: سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلَكِنِّي أَرْضَى وَأُسَلِّمُ، قَالَ: فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى مُنَادٍ: أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي، وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي۔))

لگے۔ کسی نے پوچھا: آپ رو کیوں رہے ہیں؟ تو انہوں نے بتایا: میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے بعد ایک نوجوان رسول بنا کر بھیجا گیا، اس کی امت کے لوگ میری امت کے لوگوں سے زیادہ جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ساتویں آسمان تک پہنچایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھولنے کا مطالبہ کیا۔ دریافت کیا گیا: کون ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب میں کہا: جبرائیل ہوں۔ پوچھا گیا: آپ کے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ سوال کیا گیا: کیا ان کی جانب کسی کو بھیجا گیا تھا؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں۔ کہا گیا: خوش آمدید ہو، ان کا تشریف لانا بہت ہی مبارک ہے۔ جب میں اندر گیا تو ابراہیم علیہ السلام تشریف رکھتے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ آپ کے جد امجد ابراہیم علیہ السلام ہیں، انہیں سلام کہیں۔ میں نے انہیں سلام کہا، انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا: نیک بیٹے اور پارسا نبی کو خوش آمدید ہو۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہیٰ کی جانب لے جایا گیا۔ اس کے پھل (بیر) ہجر (شہر) کے مٹکوں کے برابر تھے اور اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کے برابر تھے۔ جبرائیل علیہ السلام نے بتایا: یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ وہاں چار نہریں تھیں، دو نہریں پوشیدہ اور دو ظاہر تھیں۔ میں نے دریافت کیا: اے جبرائیل! یہ کیا ہیں؟ انہوں نے بتایا: یہ دو پوشیدہ نہریں جنت کی اور یہ دو ظاہر نہریں نیل وفرات ہیں۔ پھر میرے سامنے بیت معمور ظاہر کیا گیا۔ پھر میرے سامنے ایک برتن میں شراب، دوسرے برتن میں دودھ اور تیسرے میں شہد پیش کیا گیا، چنانچہ میں نے دودھ کے پیالے کو اُٹھا لیا۔ جبریل علیہ السلام نے

بتایا کہ یہ وہ فطرت ہے جس پر آپ اور آپ کی امت ہے۔ پھر مجھ پر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ میں واپس آیا اور میرا گزر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے بتایا کہ مجھ پر روزانہ کی پچاس نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بلاشبہ آپ کی امت روزانہ پچاس نمازیں ادا کرنے کی طاقت نہیں رکھتی اور اللہ کی قسم! بلاشبہ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا ہوں اور بنو اسرائیل کی اصلاح کی زبردست کوشش کر چکا ہوں۔ آپ اپنے پروردگار کی طرف واپس جائیں اور اپنی امت کے لیے تخفیف کی درخواست کریں۔ (آپ نے فرمایا:) چنانچہ میں بارگاہ الٰہی میں واپس گیا تو مجھے دس نمازیں معاف کر دی گئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے پھر پہلے جیسی بات کہی تو میں (بارگاہ الٰہی میں) واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید دس نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے پھر پہلے جیسی بات کہی، میں بارگاہ الٰہی میں واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید دس نماز معاف کر دیں اور مجھے حکم دیا گیا کہ میں روزانہ دس نمازیں ادا کروں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر پہلے کی سی بات کہی تو میں واپس گیا تو مجھے روزانہ پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا، انہوں نے دریافت کیا: آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے بتایا کہ روزانہ کی پانچ نمازیں ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: بلاشبہ آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں ادا نہیں کر سکے گی۔ میں آپ سے پہلے لوگوں کو آزما چکا

ہوں اور بنی اسرائیل کی اصلاح کی زبردست کوشش کر چکا ہوں لہٰذا آپ اپنے رب کی جانب جائیں اور امت کے لیے مزید تخفیف کا مطالبہ کریں۔ میں نے جواب دیا: میں نے اپنے پروردگار سے بار بار سوال کیا ہے اور اب مجھے شرم آتی ہے، میں اس فیصلے پر خوش ہوں اور میں اپنا اور ان کا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔'' آپ ﷺ فرماتے ہیں: ''جب میں آگے گزر گیا تو غیب سے آواز آئی کہ میں نے اپنے بندوں پر اپنے فرض کو نافذ کیا اور پھر محمد ﷺ کی وجہ سے اپنے بندوں پر تخفیف کر دی۔''

تشریح: ((بَیْنَمَا اَنَا فِیْ الْحَطِیْمِ)) ''ایک دفعہ میں حطیم میں تھا۔'' حطیم سے مراد حجر ہے۔ حطیم کا لغوی معنی ''چھوڑ دینا'' ہے۔ حطیم کو حطیم اس لیے کہا جاتا ہے کہ مشرکین مکہ نے تعمیر کعبہ کے وقت اس جگہ کی تعمیر چھوڑ دی تھی اور باقی کعبۃ اللہ تعمیر کر دیا تھا۔ حطیم خانہ کعبہ کے باہر میزاب کے سامنے کی ایک دیوار ہے۔

((قَدَّ)) ''چیرا اور کاٹا۔''

((الشِّعْرَۃ)) ''زیر ناف جگہ۔''

((القصّ)) ''سینہ۔''

آسمان کے دربان اور محافظ فرشتوں کے یہ الفاظ بار بار مروی ہیں: ((ارسل الیہ)) ''کیا ان کی طرف کسی کو بھیجا گیا؟'' اس کا مطلب یہ ہے کہ کیا انہیں آسمان میں چڑھنے کی اجازت دی گئی ہے وگرنہ آپ کا رسول ہونا تو مشہور ومعروف بات تھی۔ معراج سے پہلے بھی آپ کی نبوت کا خوب چرچا تھا اور یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔

امام خطابی رحمہ اللہ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے رونے کے سلسلہ میں تحریر کیا ہے کہ آپ علیہ السلام کے رونے کو حسد پر محمول کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ عادت انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے بہت فروتر ہے اور ان کی شان اس قسم کے امور سے بہت بلند ہوتی ہے۔ دراصل موسیٰ علیہ السلام کا رونا اپنی امت پر بطور شفقت اور رأفت کے تھا کہ جنت میں ان کی تعداد امت محمدیہ کی تعداد سے بہت کم ہوگی۔

((اِنَّ غُلَامًا یُبْعَثُ بَعْدِیْ)) ''ایک جوان رسول جسے میرے بعد بھیجا گیا۔'' یہ جملہ بھی موسیٰ علیہ السلام کی جانب سے بطور تحقیر صادر نہیں ہوا بلکہ اس میں بھی تعظیم اور آپ علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتوں کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بغیر طویل عمر عبادت میں صرف کیے نبوت سے سرفراز فرما۔ ویسے اہل عرب بھرپور جوانی والے شخص کو جس میں

قوت وطاقت ابھی باقی ہو، غلام کہتے ہیں۔ اس سے مراد بالکل نوخیز لڑکا نہیں۔

((وَاِذَا نَبِقُهَا مِثْلُ قِلَالِ هَجَرَ)) ''اس بیری کے پھل ہجر علاقے کے مٹکوں جتنے تھے۔'' اس سے مراد کہ سدرۃ المنتہی کے بیر بڑائی میں علاقہ ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے اور یہ مٹکے عرب میں معروف تھے۔

(٣٦٥٣)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ الْجُرْجَانِيُّ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((أُتِيتُ بِالْبُرَاقِ، وَهُوَ دَابَّةٌ أَبْيَضُ طَوِيلٌ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُونَ الْبَغْلِ، يَقَعُ حَافِرُهُ عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهِ)) قَالَ: ((فَرَكِبْتُهُ حَتَّى أَتَيْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ)) قَالَ: ((فَرَبَطْتُهُ بِالْحَلْقَةِ الَّتِي تَرْبِطُ بِهِ الْأَنْبِيَاءُ)) قَالَ: ((ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَصَلَّيْتُ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ خَرَجْتُ، فَجَائَنِي جِبْرِيلُ بِإِنَاءٍ مِنْ خَمْرٍ، وَإِنَاءٍ مِنْ لَبَنٍ، فَاخْتَرْتُ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ: اخْتَرْتَ الْفِطْرَةَ)) قَالَ: ((ثُمَّ عُرِجَ بِنَا إِلَى السَّمَاءِ)) وَسَاقَ مِثْلَ مَعْنَاهُ قَالَ: ((فَإِذَا أَنَا بِآدَمَ فَرَحَّبَ بِي، وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، وَقَالَ فِي السَّمَاءِ الثَّالِثَةِ: فَإِذَا أَنَا بِيُوسُفَ، إِذَا هُوَ قَدْ أُعْطِيَ شَطْرَ الْحُسْنِ، فَرَحَّبَ بِي، وَدَعَا لِي بِخَيْرٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ بُكَاءَ مُوسَى وَقَالَ فِي السَّمَاءِ السَّابِعَةِ: فَإِذَا أَنَا بِإِبْرَاهِيمَ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَى الْبَيْتِ الْمَعْمُورِ، وَإِذَا هُوَ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ لَا يَعُودُونَ إِلَيْهِ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے پاس بُراق لایا گیا اور وہ سفید رنگ کا دراز قد چوپایہ تھا، گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، جہاں تک اس کی نگاہ جاتی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس پر سوار ہوا یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آیا، میں نے اس بُراق کو مسجد کے باہر اس حلقے کے ساتھ باندھ دیا جہاں دیگر انبیائے کرام علیہم السلام باندھا کرتے تھے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر میں مسجد اقصی میں داخل ہوا اور دو رکعت نماز ادا کی، پھر میں مسجد سے باہر نکلا تو جبریل علیہ السلام میرے پاس ایک برتن شراب کا اور ایک برتن دودھ کا لائے۔ میں نے دودھ کا برتن لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا: آپ نے فطرت کو پسند کیا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پھر ہمیں آسمان کی جانب لے جایا گیا۔'' اور اس کے بعد سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے وہی مضمون بیان کیا جو سابق حدیث میں گزر چکا ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اچانک میں نے آدم علیہ السلام کو دیکھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید اور میرے لیے خیر وبرکت کی دعا کی۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیسرے

(٣٦٥٣) أخرجه البخاري: ٧٥١٧، ومسلم: ١٦٢

ثُمَّ ذَهَبَ بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَإِذَا وَرَقُهَا كَآذَانِ الْفِيَلَةِ، وَإِذَا ثَمَرُهَا كَالْقِلَالِ)) قَالَ: ((فَلَمَّا غَشِيَهَا مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ مَا غَشِيَ تَغَيَّرَتْ، فَمَا أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ يَسْتَطِيعُ أَنْ يَنْعَتَهَا مِنْ حُسْنِهَا، وَأَوْحَى إِلَيَّ مَا أَوْحَى، فَفَرَضَ عَلَيَّ خَمْسِينَ صَلَاةً فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ، فَنَزَلْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: مَا فَرَضَ رَبُّكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: خَمْسِينَ صَلَاةً، قَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ، فَإِنِّي قَدْ بَلَوْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَخَبَرْتُهُمْ، قَالَ: فَرَجَعْتُ إِلَى رَبِّي، فَقُلْتُ: يَا رَبِّ خَفِّفْ عَلَى أُمَّتِي، فَحَطَّ عَنِّي خَمْسًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقُلْتُ: حَطَّ عَنِّي خَمْسًا قَالَ: إِنَّ أُمَّتَكَ لَا تُطِيقُ ذَلِكَ، فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ، قَالَ: فَلَمْ أَزَلْ أَرْجِعُ بَيْنَ رَبِّي وَبَيْنَ مُوسَى حَتَّى قَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّهُنَّ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ، فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً، مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ، فَلَمْ يَعْمَلْهَا كُتِبَتْ لَهُ حَسَنَةً، فَإِنْ عَمِلَهَا، كُتِبَتْ لَهُ عَشْرًا، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا، لَمْ يُكْتَبْ شَيْئًا، فَإِنْ عَمِلَهَا كُتِبَتْ وَاحِدَةً، قَالَ: فَنَزَلْتُ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى مُوسَى، فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَسَلْهُ التَّخْفِيفَ)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

آسمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: ''میں یوسف علیہ السلام کے پاس تھا، اُنہیں آدھا حسن دیا گیا تھا، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور میرے لیے دعائے خیر کی۔'' لیکن اس حدیث کے راوی نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے اس روایت میں موسیٰ علیہ السلام کے رونے کا ذکر نہیں کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں ساتویں آسمان میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس تھا جو بیت المعمور کے ساتھ پشت لگائے بیٹھے تھے۔ بیت المعمور میں روزانہ ستر ہزار فرشتے طواف کے لیے داخل ہوتے ہیں جنہیں دوبارہ داخل ہونا نصیب نہیں ہوتا۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہی کے قریب لے جایا گیا۔ اس کے پتے ہاتھیوں کے کانوں کی مانند تھے اور اس کے پھل مٹکوں کے برابر تھے۔ جب اس درخت کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کسی ڈھانپنے والی چیز سے ڈھانپ دیا گیا تو اس درخت کی حالت بدل گئی۔ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کوئی بھی اس درخت کے حسن کو بیان نہیں کرسکتا۔ پھر اللہ تعالی نے میری طرف وحی بھیجی پھر مجھ پر دن رات میں پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی جانب گیا، انہوں نے دریافت کیا: آپ کے رب نے آپ کی امت پر کیا فرض کیا ہے؟ میں نے کہا: دن رات میں پچاس نمازیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے پروردگار کی جانب واپس جائیں اور اس سے تخفیف کی درخواست کریں۔ اس لیے کہ آپ کی امت اس کی طاقت نہیں رکھتی، میں نے بنو اسرائیل کو آزمایا ہے اور ان کا امتحان لیا ہے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اپنے پروردگار کی جانب واپس گیا اور عرض کیا: اے میرے پالنہار! میری امت پر تخفیف فرما۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مجھ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَقُلْتُ: قَدْ رَجَعْتُ إِلَى رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ۔))

سے اور میری امت سے پانچ نمازیں معاف کر دیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی جانب واپس گیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے پانچ نمازوں کو معاف کر دیا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی لہٰذا آپ اپنے پروردگار کی طرف واپس جائیں اور اس سے مزید تخفیف کے ملتجی ہوں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں مسلسل اپنے پروردگار اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان آتا جاتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محمد! یہ رات دن میں گویا پانچ نمازیں ہیں لیکن ان میں سے ایک نماز کا ثواب دس کے برابر ہے (اس طرح سے پانچ نمایں ثواب میں) پچاس نمازوں کے برابر ہیں۔ جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسے نہ کر سکا تو اس کے حق میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر اس نے نیک کام کیا تو اس کے لیے دس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور جس شخص نے برائی کا ارادہ کیا لیکن اس برے کام کو نہ کر سکا تو اس کے نامہ اعمال میں کچھ نہیں لکھا جائے گا۔ اگر اس نے (اپنے ارادے کے مطابق) برائی کی تو ایک برائی لکھی جائے گی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: ''پھر میں بارگاہ رب العزت سے اترا یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس پہنچا اور انہیں بتایا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: اپنے پروردگار کی طرف واپس جائیں اور ان سے تخفیف کا مطالبہ کریں۔'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں نے کہا کہ میں بار بار اپنے رب کے پاس گیا ہوں، اب مجھے اس کے پاس جاتے ہوئے شرم آتی ہے۔''

(٣٦٥٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ،

(٣٦٥٤) أخرجه البخاري: ٣٤٩، ١٦٣٦، ومسلم: ١٦٣

عَنْ يُونُسَ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ: كَانَ أَبُو ذَرٍّ يُحَدِّثُ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: ((فُرِّجَ عَنِّي سَقْفُ بَيْتِي ، وَأَنَا بِمَكَّةَ ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ ، فَفَرَّجَ صَدْرِي ، ثُمَّ غَسَلَهُ بِمَاءِ زَمْزَمَ ، ثُمَّ جَاءَ بِطَسْتٍ مِنْ ذَهَبٍ مُمْتَلِءٍ حِكْمَةً وَإِيمَانًا ، فَأَفْرَغَهُ فِي صَدْرِي ، ثُمَّ أَطْبَقَهُ ، ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِي ، فَعَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ ، فَلَمَّا جِئْتُ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا قَالَ جِبْرِيلُ لِخَازِنِ السَّمَاءِ: افْتَحْ ، قَالَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا جِبْرِيلُ ، قَالَ: هَلْ مَعَكَ أَحَدٌ؟ قَالَ: نَعَمْ ، مَعِي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي ، فَقَالَ: أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ ، فَلَمَّا فُتِحَ ، عَلَوْنَا السَّمَاءَ الدُّنْيَا إِذَا رَجُلٌ قَاعِدٌ عَلَى يَمِينِهِ أَسْوِدَةٌ ، وَعَلَى يَسَارِهِ أَسْوِدَةٌ ، إِذَا نَظَرَ قِبَلَ يَمِينِهِ ضَحِكَ ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِالنَّبِيِّ الصَّالِحِ ، وَالِابْنِ الصَّالِحِ ، قُلْتُ لِجِبْرِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: هَذَا آدَمُ ، وَهَذِهِ الأَسْوِدَةُ عَنْ يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ نَسَمُ بَنِيهِ ، فَأَهْلُ الْيَمِينِ مِنْهُمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ ، وَالأَسْوِدَةُ الَّتِي عَنْ شِمَالِهِ أَهْلُ النَّارِ ، فَإِذَا نَظَرَ عَنْ يَمِينِهِ ضَحِكَ ، وَإِذَا نَظَرَ قِبَلَ شِمَالِهِ بَكَى ، حَتَّى عَرَجَ بِي إِلَى السَّمَاءِ الثَّانِيَةِ ، فَقَالَ لِخَازِنِهَا: افْتَحْ ، فَقَالَ لَهُ خَازِنُهَا مِثْلَ مَا قَالَ الأَوَّلُ ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے لیے میرے گھر کی چھت کھولی گئی جب کہ میں مکہ میں تھا۔ جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے میرا سینہ چاک کیا، بعدازاں اسے زمزم کے پانی کے ساتھ دھویا، پھر وہ سونے کی اک طشتری لائے جس میں ایمان اور حکمت تھا اور اسے میرے دل میں داخل کر دیا۔ پھر سینے کے سوراخ کو ملا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے آسمان کی جانب لے گئے۔ جب میں آسمان دنیا یعنی پہلے آسمان پر پہنچا تو جبریل علیہ السلام نے آسمان کے نگران سے کہا کہ دروازہ کھولو! اس نے پوچھا: کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے بتایا کہ جبرائیل ہوں۔ فرشتے نے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا: ہاں! میرے ساتھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نگران فرشتے نے پوچھا: ان کی جانب پیغام بھیجا گیا تھا؟ جبریل علیہ السلام نے اثبات میں جواب دیا۔ جب دروازہ کھل گیا تو آسمان دنیا پر چلے گئے تو وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا اور اس کے آل اولاد میں سے کچھ لوگ اس کی دائیں جانب اور کچھ لوگ بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے، جب وہ اپنی دائیں جانب نظر اُٹھاتا تو ہنسنے لگتا اور جب وہ اپنی بائیں جانب نظر اُٹھاتا تو رونے لگتا۔ اس نے کہا: صالح پیغمبر اور صالح بیٹے کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یہ سیدنا آدم علیہ السلام ہیں اور ان کی دائیں اور بائیں جانب ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے دائیں جانب والے جنتی

قَالَ أَنَسٌ: فَذَكَرَ أَنَّهُ وَجَدَ فِي السَّمَوَاتِ آدَمَ وَإِدْرِيسَ وَمُوسَى وَعِيسَى وَإِبْرَاهِيمَ، وَلَمْ يُثْبِتْ كَيْفَ مَنَازِلُهُمْ غَيْرَ أَنَّهُ وَجَدَ آدَمَ فِي السَّمَاءِ الدُّنْيَا وَإِبْرَاهِيمَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي ابْنُ حَزْمٍ، أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ، وَأَبَا حَبَّةَ الأَنْصَارِيَّ كَانَا يَقُولانِ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ثُمَّ عَرَجَ بِي حَتَّى ظَهَرْتُ لِمُسْتَوًى أَسْمَعُ فِيهِ صَرِيفَ الأَقْلامِ)) قَالَ ابْنُ حَزْمٍ، وَأَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَى أُمَّتِي خَمْسِينَ صَلاةً)) قَالَ: ((فَرَجَعْتُ بِذَلِكَ حَتَّى مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى)) فَقَالَ: ((مَا فَرَضَ اللّٰهُ لَكَ عَلَى أُمَّتِكَ؟ قُلْتُ: فَرَضَ خَمْسِينَ صَلاةً)) قَالَ: ((فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لا تُطِيقُ، فَرَاجَعَنِي، فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقُلْتُ: وَضَعَ شَطْرَهَا، فقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَإِنَّ أُمَّتَكَ لا تُطِيقُ، فَرَاجَعْتُ فَوَضَعَ شَطْرَهَا، فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ، فَقَالَ: ارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ، فَإِنَّ أُمَّتَكَ لا تُطِيقُ ذَلِكَ، فَرَاجَعْتُهُ، فَقَالَ: هِيَ خَمْسٌ، وَهِيَ خَمْسُونَ لا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى، فَقَالَ: رَاجِعْ رَبَّكَ، فَقُلْتُ: اسْتَحْيَيْتُ مِنْ رَبِّي، ثُمَّ انْطَلَقَ بِي حَتَّى انْتَهَى بِي إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهَى، وَغَشِيَهَا

جبکہ بائیں جانب والے دوزخی ہیں۔ جب وہ دائیں جانب دیکھتے ہیں تو مسکراتے ہیں اور جب وہ بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ یہاں تک کہ مجھے دوسرے آسمان تک لے جایا گیا اور جبریل علیہ السلام نے نگران فرشتے سے دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو اس نے بھی وہی بات کہی جو پہلے آسمان کے نگران نے کہی تھی۔'' اس حدیث کے راوی سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانوں میں آدم، ادریس، موسیٰ اور عیسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام سے ملاقات کی لیکن ان کی منازل اور مقامات کا تفصیل احوال ذکر نہیں فرمایا البتہ صرف آدم علیہ السلام سے پہلے آسمان پر اور ابراہیم علیہ السلام سے چھٹے آسمان پر ملنے کا ذکر فرمایا۔ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے ابن حزم رحمہ اللہ نے بتایا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابوحبہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کیا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بعد ازاں مجھے اوپر لے جایا گیا یہاں تک کہ میں ایک بلند مقام پر پہنچا جہاں مجھے قلموں سے لکھنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ ابن حزم رحمہ اللہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہاں اللہ تعالیٰ نے میری امت پر پچاس نمازیں فرض کیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اس حکم کے ساتھ واپس آیا اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو انہوں نے پوچھا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری امت پر کیا چیز فرض کی ہے؟ میں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کی ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے مشورہ دیا کہ آپ اپنے پروردگار کی جانب واپس جائیں اس لیے کہ آپ کی امت اس کی استطاعت نہیں رکھتی۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام نے مجھے واپس

أَلْـوَانٌ لا أَدْرِی مَـا هِـیَ ، ثُمَّ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ ، فَـإِذَا فِیهَـا حَبَـائِلُ اللُّؤْلُؤِ ، وَإِذَا تُـرَابُهَـا الْمِسْكُ۔))

کیا تو کچھ نمازیں معاف کر دی گئیں پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی جانب گیا، میں نے بتایا کہ کچھ نمازیں معاف کر دی گئیں ہیں۔ موسی علیہ السلام نے کہا کہ اپنے پروردگار کے پاس پھر جائیں اس لیے کہ آپ کی امت اس کی بھی طاقت نہیں رکھتی۔ میں اللہ رب العزت کی طرف واپس گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: نمازیں بظاہر پانچ ہیں لیکن ثواب پچاس نمازوں کا ہے، میرے حکم میں تبدیلی نہیں۔ پھر میں موسیٰ علیہ السلام کی جانب گیا تو انہوں نے کہا کہ آپ پھر اپنے پروردگار کے پاس جائیں۔ میں نے عرض کیا کہ اب میں اپنے پروردگار کے پاس جانے میں شرم محسوس کرتا ہوں۔ پھر مجھے لے جایا گیا یہاں تک کہ میں سدرۃ المنتہی کے قریب گیا جسے رنگ ونور نے ڈھانپ رکھا تھا۔ میں نہیں جانتا کہ اس کی حقیقت کیا تھی۔ پھر مجھے جنت میں داخل کیا گیا تو وہاں میں نے موتیوں کے محل نما گنبدوں کا مشاہدہ کیا اور یہ بھی دیکھا کہ اس جنت کی مٹی کستوری تھی۔''

شرح: ((فَإِذَا فِيْهَا جَنَابِذُ اللُّؤْلُؤِ)) ''موتیوں کے محل تھے۔'' جُنْبُذَة کی جمع جَنَابِذُ ہے اور یہ لفظ گنبد، بڑی اور بلند عمارت کوٹھی اور محل وغیرہ پر بولا جاتا ہے۔ امام خطابی رحمہ اللہ نے لفظ حَبَائِل کا معنی نہیں بتایا۔

((اَلْأَسْوِدَة)) اس کا واحد سَوَاد ہے اور اس سے مراد کسی انسان کا وجود، ڈھانچہ اور قالب ہے۔ (النَّسِم) کا واحد نسمة ہے اور اس سے مراد ''روح'' ہے۔ عربی میں ہر ذی روح چیز کو نَسْمَة کہا جاتا ہے۔ النَّسَم سے مراد روح انسانی ہے۔ اور حدیث میں مذکور اس لفظ سے مراد سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی اولاد کی روحیں ہیں۔

((ظَهَرْتُ)) ''میں اوپر چڑھا۔''

((الْمُسْتَوٰی)) ''بلند و بالا مقام۔''

((اَسْمَعُ صَرِيْفَ الْاَقْلَامِ)) ''میں قلموں کے لکھنے کی سرسراہٹ کو سنتا تھا۔'' یعنی فرشتے جو اللہ تعالیٰ کے فیصلے احاطہ تحریر میں لا رہے تھے اور لوح محفوظ کی باتوں کو مٹا رہے تھے میں نے ان کی آواز سنی۔ (وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ الْحَالِ)

(٣٦٥٥)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، حَدَّثَنَا عَمْرٌو ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، فِي قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ قَالَ: ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ قَالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّومِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ ''جو رویا (عینی رؤیت) ہم نے آپ کو دکھائی تھی وہ لوگوں کے لیے صاف آزمائش ہی تھی۔'' (بنی اسرائیل:٦٠) کے متعلق کہا: اس سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معراج کی رات دکھایا گیا تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس تک لے جایا گیا تھا۔ اور قرآن مجید میں ہے: ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ ''اور اسی طرح وہ درخت بھی جس سے قرآن میں اظہار نفرت کیا گیا ہے۔'' (سورۂ اسراء:٦٠) سے مراد تھوہر کا درخت ہے۔

(٣٦٥٦)۔ أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْفَارِسِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ، حَدَّثَنَا أُسَامَةُ ، حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ح قَالَ مُسْلِمٌ: وَنا ابْنُ نُمَيْرٍ ، حَدَّثَنَا أَبِي ، حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ ، عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ ، عَنْ طَلْحَةَ ، عَنْ مُرَّةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ، قَالَ: لَمَّا أُسْرِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْتُهِيَ بِهِ إِلَى سِدْرَةِ الْمُنْتَهَى ، وَهِيَ فِي السَّمَاءِ السَّادِسَةِ ، إِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُعْرَجُ بِهِ مِنَ الأَرْضِ ، فَيُقْبَضُ مِنْهَا ، وَإِلَيْهَا يَنْتَهِي مَا يُهْبَطُ بِهِ مِنْ فَوْقِهَا ، فَيُقْبَضُ مِنْهَا ، قَالَ: ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سدرۃ المنتہیٰ تک لے جایا گیا اور یہ چھٹے آسمان میں ہے، جو چیز بھی زمین سے اوپر لے جائی جاتی ہے اسے وہاں روک دیا جاتا ہے اور اس کے اوپر سے جو کچھ بھی نیچے آتا ہے اسے بھی وہیں روک لیا جاتا ہے۔ (اس کے بعد) ابن

(٣٦٥٥) أخرجه البخاري: ٣٨٨٨، ومسلم: ١٧٥

(٣٦٥٦) أخرجه مسلم: ١٧٣

يَغْشَى﴾ قَالَ: فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ، قَالَ: فَأُعْطِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلاثًا: أُعْطِيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ، وَأُعْطِيَ خَوَاتِمَ سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَغُفِرَ لِمَنْ لا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ مِنْ أُمَّتِهِ شَيْئًا الْمُقْحِمَاتُ.

مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى﴾ ''جب کہ سدرہ کو چھپائے لیتی تھی وہ چیز جو اس پر چھا رہی تھی۔'' (سورۂ نجم:۱۶) اور کہا کہ اس سے مراد سونے کے پتنگے ہیں اور کہا کہ اسی مقام پر نبی ﷺ کو تین چیزوں سے نوازا گیا، پانچ وقت کی نمازیں، سورۂ بقرہ کی آخری آیات اور مسلمانوں کی مغفرت کا وعدہ جو شرک کی آلودگیوں سے پاک ہوں۔

تشریح: ((الْمُقْحِمَاتُ)) ''اس سے مراد کبیرہ گناہ ہیں جن کی بجا آواری سے انسان نار جہنم میں جا گرتا ہے گویا یہ گناہ اسے آتش جہنم میں پھینکتے ہیں۔ عربی میں القحم مشکل اور طبیعت پر گراں امور کو کہا جاتا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ﴾ .... ''یہ ایک قوم ہے جو تمہارے ساتھ آگ میں جانے والی ہے۔'' (سورۂ ص:۵۹)

(٣٦٥٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا طَلْقُ بْنُ غَنَّامٍ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ......

عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ زِرًّا عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَّهُ مُحَمَّدٌ رَأَى جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ.

جناب سلیمان شیبانی رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ میں نے زر بن حبیش رحمہ اللہ سے دریافت کیا کہ اللہ عزوجل کے فرمان: ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى﴾ ''صرف دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا بلکہ اور بھی کم'' (سورۂ نجم:۹) سے کیا مراد ہے؟ تو انہوں نے کہا: ہم سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس سے مراد محمد ﷺ ہیں جنہوں نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل صورت میں دیکھا تھا تو ان کے چھ سو پر تھے۔

تشریح: جناب سلیمان شیبانی رحمہ اللہ نے کہا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ ...... ''یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔'' (سورۂ نجم:۱۸) کے متعلق کہا کہ آپ ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل میں دیکھا اور ان کے چھ سو پر تھے۔

(٣٦٥٧) أخرجه البخاري: ٤٨٥٦، ومسلم: ١٧٤

(٣٦٥٨)-أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ قَالَ: رَأَى رَفْرَفًا أَخْضَرَ سَدَّ الأُفُقَ-

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آیت کریمہ ﴿لَقَدْ رَأَى مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَى﴾ ......"یقیناً اس نے اپنے رب کی بڑی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دیکھ لیں۔" (سورۂ نجم:١٨) کے متعلق فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفرف (سبز فرش) کو دیکھا جس نے آسمان کے کناروں کو ڈھانپ رکھا تھا۔

شرح: ((رَفْرَفًا)) "قالین۔" بعض نے کہا کہ اس حدیث مبارکہ میں اس سے مراد سبز رنگ کا لباس ہے۔ بعض احادیث میں مذکور بھی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جبریل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا تو انہوں نے سبز لباس پہنا ہوا تھا اور انہوں نے آسمان وزمین کے کنارے کو ڈھانپ رکھا تھا۔(صحیح، ترمذی: ٣٢٨٣)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ﴿وَلَقَدْ رَآهُ نَزْلَةً أُخْرَىٰ﴾ ...."اسے تو ایک مرتبہ اور بھی دیکھا تھا۔" (سورۂ نجم:١٣) کے متعلق کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا جبریل علیہ السلام کو دیکھا۔(صحیح بخاری: ٤٨٥٨، صحیح مسلم: ١٧٥)

(٣٦٥٩)-أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مَعْقِلٍ الْمَيْدَانِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: فُرِضَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ الصَّلَوَاتُ خَمْسِينَ، ثُمَّ نُقِصَتْ حَتَّى جُعِلَتْ خَمْسَةً، نُودِيَ: يَا مُحَمَّدُ: إِنَّهُ لَا يُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَيَّ، وَإِنَّ لَكَ بِهَذِهِ الْخَمْسِ خَمْسِينَ-

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی گئی اس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں اور پھر کم کی گئیں حتی کہ پانچ رہ گئیں، بعد ازاں منادی کی گئی: اے محمد! یقیناً میری بات بدلی نہیں جائے گی اور آپ کو ان پانچ نمازوں کے پڑھنے کا ثواب پچاس کے برابر ملے گا۔"

(٣٦٥٨) أخرجه البخاري: ٤٨٥٨

(٣٦٥٩) حديث صحيح

(٣٦٦٠)۔أَخْبَرَنَا أَبُو صَالِحٍ الْمُؤَذِّنُ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ الْمَحَامِلِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْبَزَّازُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَبِيبٍ الْقَاضِي، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَمَّا أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ، رَأَيْتُ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ۔))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں نے جناب موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔

شرح: سلیمان تیمی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس رات مجھے معراج کرایا گیا تو سرخ ٹیلے کے پاس سے میرا گزر موسیٰ علیہ السلام کے قریب سے ہوا، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔''

(٣٦٦١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ......

أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ أُتِيَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ بِإِيلِيَاءَ بِقَدَحَيْنِ مِنْ خَمْرٍ وَلَبَنٍ، فَنَظَرَ إِلَيْهِمَا، ثُمَّ أَخَذَ اللَّبَنَ، فَقَالَ جِبْرِيلُ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَاكَ الْفِطْرَةَ، وَلَوْ أَخَذْتَ الْخَمْرَ، غَوَتْ أُمَّتُكَ۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کرایا گیا تو ایلیاء (بیت المقدس) کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو آبخورے پیش کیے گئے، ایک میں شراب تھی اور ایک میں دودھ تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی طرف دیکھا اور پھر دودھ والا پیالہ تھام لیا۔ اس پر سیدنا جبرائیل علیہ السلام نے کہا: سب تعریف اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہے جس نے آپ کو فطرت کی توفیق دی اور اگر اس کی بجائے آپ شراب پی لیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔''

(٣٦٦٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ،

(٣٦٦٠) أخرجه مسلم: ٢٣٧٥

(٣٦٦١) أخرجه البخاري: ٣٣٩٤، ٣٤٣٧، ومسلم: ١٦٨

(٣٦٦٢) أخرجه البخاري: ٤٧١٠، ومسلم: ١٧٠

أَخْبَرَنِی یُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ أَبُو سَلَمَةَ......

سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُولُ: ((لَمَّا كَذَّبَتْنِی قُرَیْشٌ، قُمْتُ فِی الْحِجْرِ، فَجَلَّی اللّٰهُ لِی بَیْتَ الْمَقْدِسِ، فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ عَنْ آیَاتِهِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَیْهِ۔))

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرمارہے تھے: ''جب قریش نے معراج کے واقعہ کے بارے میں مجھے جھٹلا دیا تو میں حطیم میں کھڑا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے لیے نمایاں کر دیا تو میں اس کی طرف دیکھ دیکھ کر اس کی علامات ان لوگوں کو بتاتا رہا۔''

(19)......بَابُ الْهِجْرَةِ

ہجرت کا بیان

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِی مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِی مُخْرَجَ صِدْقٍ﴾ .... ''اور دعا کیجیے کہ اے میرے پروردگار! مجھے جہاں لے جا اچھی طرح لے جا اور جہاں سے نکال اچھی طرح نکال۔'' (سورۂ بنی اسرائیل:۸۰)

جناب قتادہ رحمہ اللہ، جناب حسن بصری رحمہ اللہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ﴿أَدْخِلْنِی مُدْخَلَ صِدْقٍ﴾ سے مراد مدینہ ہے اور ﴿وَأَخْرِجْنِی مُخْرَجَ صِدْقٍ﴾ سے مراد مکہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ الَّذِی فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْءَانَ لَرَادُّكَ إِلَی مَعَادٍ﴾ .... ''جس اللہ نے آپ پر قرآن نازل فرمایا ہے وہ آپ کو دوبارہ پہلی جگہ لانے والا ہے۔'' (سورۂ قصص:۸۵) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

(٣٦٦٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِیحِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو حَامِدٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَیْمِیُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ الْفَرَبْرِیُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ الْبُخَارِیُّ، حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ بُكَیْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ عُقَیْلٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ:......

فَأَخْبَرَنِی عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَیَّ قَطُّ إِلا وَهُمَا یَدِینَانِ الدِّینَ، وَلَمْ یَمُرَّ عَلَیْنَا یَوْمٌ إِلا یَأْتِینَا فِیهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

جناب عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ، ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو اسی دین اسلام کا پیروکار پایا۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جب

(٣٦٦٣) أخرجه البخاری: ٤٧٦، ٢١٣٨، ٢٢٩٧، ٣٩٠٥، ٤٠٩٣

طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً ، فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُونَ ، خَرَجَ أَبُو بَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَ أَرْضِ الْحَبَشَةِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابْنُ الدُّغُنَّةِ وَهُوَ سَيِّدُ الْقَارَةِ ، قَالَ: أَيْنَ تُرِيدُ يَا أَبَا بَكْرٍ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: أَخْرَجَنِي قَوْمِي ، فَأُرِيدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الأَرْضِ ، وَأَعْبُدَ رَبِّي قَالَ ابْنُ الدُّغُنَّةِ: فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ لا يَخْرُجُ ، وَلا يُخْرَجُ ، أَنْتَ تُكْسِبُ الْمُعْدِمَ ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ، فَأَنَا لَكَ جَارٌ ، ارْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ ، فَرَجَعَ ، وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابْنُ الدُّغُنَّةِ ، فَطَافَ ابْنُ الدُّغُنَّةِ عَشِيَّةً فِي أَشْرَافِ قُرَيْشٍ ، فَقَالَ لَهُمْ: إِنَّ أَبَا بَكْرٍ لا يَخْرُجُ مِثْلُهُ ، وَلا يُخْرَجُ ، أَتُخْرِجُونَ رَجُلا يُكْسِبُ الْمُعْدِمَ ، وَيَصِلُ الرَّحِمَ ، وَيَحْمِلُ الْكَلَّ ، وَيَقْرِي الضَّيْفَ ، وَيُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ ، فَلَمْ تَكْذِبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِ ابْنِ الدُّغُنَّةِ ، وَقَالُوا لابْنِ الدُّغُنَّةِ: مُرْ أَبَا بَكْرٍ ، فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِي دَارِهِ ، فَلْيُصَلِّ فِيهَا ، وَلْيَقْرَأْ مَا شَاءَ ، وَلا يُؤْذِينَا بِذَلِكَ ، وَلا يَسْتَعْلِنْ بِهِ ، فَإِنَّا نَخْشَى أَنْ يَفْتِنَ نِسَائَنَا وَأَبْنَائَنَا فَقَالَ ذلِكَ ابْنُ الدُّغُنَّةِ لأَبِي بَكْرٍ ، فَلَبِثَ أَبُو بَكْرٍ بِذَلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِي دَارِهِ ، وَلا يَقْرأُ فِي غَيْرِ دَارِهِ ، ثُمَّ بَدَا لأَبِي بَكْرٍ ، فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ ، وَكَانَ يُصَلِّي فِيهِ ، وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ ،

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس صبح وشام دونوں وقت تشریف نہ لاتے ہوں۔ پھر جب مسلمانوں کو بہت زیادہ ابتلاء وآزمائش کا سامنا ہونے لگا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بھی ہجرت حبشہ کا ارادہ کیا۔ جب آپ برک الغماد مقام پر پہنچے تو وہاں آپ کی ملاقات قارہ قبیلے کے سردار مالک ابن الدغنہ سے ہوئی۔ اس نے پوچھا: ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اور اب تو یہی ارادہ ہے کہ اللہ کی زمین میں سیر کروں اور اپنے رب کی عبادت کرتا رہوں۔ اس پر ابن دغنہ نے کہا: آپ جیسا انسان اپنے وطن سے نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکالا جا سکتا ہے کہ آپ تو محتاجوں کے لیے کماتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، مجبوروں کا بوجھ اپنے سر لیتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حادثوں میں حق بات کی مدد کرتے ہیں، آپ کو میں امان دیتا ہوں، آپ چلئے اور اپنے ہی شہر میں اپنے رب کی عبادت کیجیے، چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوٹ آئے اور ان کے ساتھ ابن دغنہ بھی آیا اور مکہ پہنچ کر شام کے وقت کفار قریش کے تمام اشراف کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ ابوبکر جیسا نیک آدمی اپنے وطن سے نہیں نکل سکتا اور نہ اسے نکالا جا سکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو بھی نکال دو گے جو محتاجوں کے لیے کماتا ہے اور جو صلہ رحمی کرتا ہے اور جو مجبوروں اور کمزوروں کا بوجھ اپنے سر لیتا ہے اور جو مہمان نوازی کرتا ہے اور جو حادثوں میں حق بات کی مدد کرتا ہے۔ قریش نے ابن دغنہ کی امان کو رد نہیں کیا۔ پھر ابن دغنہ سے کہا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس کی تاکید کر دینا کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر ہی میں کر لیا کریں،

فَيَتَقَذَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِينَ وَأَبْنَاؤُهُمْ يَعْجَبُونَ مِنْهُ، وَيَنْظُرُونَ إِلَيْهِ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَا يَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ، وَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ، فَأَرْسَلُوا إِلَى ابْنِ الدُّغُنَّةِ، فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوا: إِنَّا أَجَرْنَا أَبَا بَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ، فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنَى مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهِ، فَأَعْلَنَ الصَّلَاةَ وَالْقِرَاءَةَ فِيهِ، وَإِنَّا قَدْ خَشِينَا أَنْ يَفْتِنَ نِسَائَنَا وَأَبْنَائَنَا، فَانْهَهُ، فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْتَصِرَ عَلَى أَنْ يَعْبُدَ رَبَّهُ فِي دَارِهِ فَعَلَ، وَإِنْ أَبَى إِلَّا أَنْ يُعْلِنَ بِذٰلِكَ، فَسَلْهُ أَنْ يَرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ، فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُخْفِرَكَ، وَلَسْنَا مُقِرِّينَ لِأَبِي بَكْرٍ الِاسْتِعْلَانَ قَالَتْ عَائِشَةُ: فَأَتَى ابْنُ الدُّغُنَّةِ إِلَى أَبِي بَكْرٍ، فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَاقَدْتُ لَكَ إِلَيْهِ، فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذٰلِكَ، وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَى ذِمَّتِي، فإني لا أحب أن تسمع العرب أني أخفرت فِي رجل عقدت له، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَإِنِّي أَرُدُّ إِلَيْكَ جِوَارَكَ، وَأَرْضَى بِجِوَارِ اللّٰهِ، وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسْلِمِينَ: ((إِنِّي أُرِيتُ دَارَ هِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ، وَهِيَ الْحَرَّتَانِ)) فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِينَةِ، وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ

وہاں جس طرح چاہیں نماز پڑھیں اور قرآن کی تلاوت کریں لیکن ہمیں ان چیزوں کی وجہ سے کوئی ایذا نہ دیں اور نہ اس کا اظہار کریں کیونکہ ہمیں اس کا ڈر ہے کہ کہیں ہمارے بچے اور ہماری عورتیں فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔

ابن دغنہ نے جب یہ باتیں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سنائیں تو آپ اپنے رب کی عبادت گھر کے اندر ہی کرنے لگے، نہ نماز میں کسی قسم کا اظہار کرتے اور نہ اپنے گھر کے سوا کسی دوسری جگہ تلاوت کرتے۔ پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ دنوں بعد ایسا کیا کہ آپ نے اپنے گھر کے سامنے نماز کے لیے ایک جگہ بنا لی، اب آپ وہاں نماز پڑھنے لگے اور اسی پر تلاوت قرآن کرنے لگے۔ بس پھر کیا تھا، مشرکین کے بچوں اور ان کی عورتوں کا مجمع لگنے لگا۔ سب حیرت اور تعجب کی نگاہوں سے انہیں دیکھتے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے ہی رونے والے تھے۔ جب قرآن پڑھنے لگتے تو آنکھوں پر ضبط نہ رکھ سکتے۔ اس صورت حال سے اکابر مشرکین قریش سخت گھبرائے اور سب نے ابن دغنہ کو بُلا بھیجا۔ ابن دغنہ ان کے پاس آیا تو ان سب نے کہا کہ ہم نے تو ابوبکر کو اس لیے امان دی تھی کہ وہ اپنے رب کی عبادت گھر کے اندر ہی کریں لیکن وہ تو زیادتی پر اتر آئے ہیں اور گھر کے سامنے نماز پڑھنے کی ایک جگہ بنا لی ہے اور نماز بھی سب کے سامنے ہی پڑھنے لگے ہیں اور تلاوت بھی سب کے سامنے کرنے لگے ہیں۔ ہمیں ڈر اپنی اولاد اور عورتوں کا ہے کہ کہیں وہ فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ اس لیے اب تم ان کے پاس جاؤ اور انہیں منع کرو۔ اگر وہ اس پر تیار ہو جائیں کہ اپنے رب کی عبادت صرف اپنے گھر کے اندر ہی کریں، پھر

إِلَى الْمَدِينَةِ، وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((عَلَى رِسْلِكَ، فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُؤْذَنَ لِي)) فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَهَلْ تَرْجُو ذٰلِكَ بِأَبِي أَنْتَ؟ قَالَ: ((نَعَمْ)) فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَصْحَبَهُ، وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبْطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ ابن شهاب: قَالَ عُرْوَةُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: فَبَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ، قَالَ قَائِلٌ لأَبِي بَكْرٍ: هَذَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: فِدًى لَهُ أَبِي وَأُمِّي، وَاللّٰهِ مَا جَاءَ بِهِ فِي هَذِهِ السَّاعَةِ إِلا أَمْرٌ، قَالَتْ: فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَ لَهُ، فَدَخَل، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لأَبِي بَكْرٍ: أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ: فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: الصَّحَابَةَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((نَعَمْ۔)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ: فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِحْدَى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ، قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((بِالثَّمَنِ۔))

تو کوئی بات نہیں لیکن اگر انہیں اس سے انکار ہو تو تم ان سے کہو کہ وہ تمہاری امان تمہیں واپس کر دیں کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ تمہاری امان کو ہم توڑیں لیکن اس طرح انہیں اظہار اور اعلان بھی نہیں کرنے دیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ اس کے بعد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے وہ شرط جس پر میرا آپ سے عہد ہوا تھا۔ اب یا آپ اس شرط کی حدود میں رہیں یا میری امان مجھے واپس کر دیں کیونکہ یہ میں پسند نہیں کرتا کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو امان دی تھی لیکن وہ امان توڑ دی گئی۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں تمہاری امان تمہیں واپس کرتا ہوں۔ میں تو بس اپنے اللہ کی امان سے خوش ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں مکہ ہی میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں سے کہا: ''مجھے تمہاری ہجرت کا مقام دکھلایا گیا ہے، وہ کھجوروں کے باغات والی سرزمین ہے اور وہ دو پتھریلے میدانوں کے درمیان میں ہے۔'' (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اظہار فرما دیا) تو جن مسلمانوں نے ہجرت کرنا چاہی وہ پہلے ہی مدینہ ہجرت کر کے چلے گئے بلکہ بعض وہ صحابہ بھی جو حبشہ ہجرت کر کے چلے گئے تھے مدینہ آ گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی مدینہ کی طرف ہجرت کی تیاریاں کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: ''جلدی نہ کرو، امید ہے کہ مجھے بھی جلد ہی اجازت مل جائے گی۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں! کیا آپ کو اس کی امید ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں ضرور۔'' چنانچہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول

قَالَتْ عَائِشَةُ: فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ، وَصَنَعْنَا لَهُمْ سُفْرَةً فِي جِرَابٍ، فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا وَرَبَطَتْ بِهِ عَلَى فَمِ الْجِرَابِ، فَبِذَلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقَيْنِ، قَالَتْ: ثُمَّ لَحِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلِ ثَوْرٍ، فَمَكَثَا فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ، يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ، فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِهِمَا بِسَحَرٍ، فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ، فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتَّى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذَلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ، وَيَرْعَى عَلَيْهِمْ عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ، فَيُرِيحُهَا عَلَيْهِمَا حِينَ يَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ، فَيَبِيتَانِ فِي رِسْلٍ، وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَرَضِيفِهِمَا حَتَّى يَنْعِقَ بِهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ، يَفْعَلُ ذَلِكَ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِي الثَّلَاثَةِ، وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبُو بَكْرٍ رَجُلًا مِنْ بَنِي الدِّيلِ، وَهُوَ مِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيتًا، وَالْخِرِّيتُ: الْمَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ، قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِي آلِ الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ، وَهُوَ عَلَى دِينِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ، فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَيْهِمَا، وَوَاعَدَاهُ غَارَ

اللہ ﷺ کا انتظار کرنے لگے تا کہ آپ ﷺ کے ساتھ ہجرت کریں۔ ان کے پاس دو اونٹ تھے، انہیں چار مہینے تک وہ ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

امام ابن شہاب زہری رحمہ اللہ نے کہا کہ ان سے عروہ نے بیان کیا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک دن ہم سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے، بھری دوپہر تھی کہ کسی نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: رسول اللہ ﷺ سر پر رومال ڈالے تشریف لا رہے ہیں۔ آپ ﷺ کا معمول ہمارے یہاں اس وقت آنے کا نہیں تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے: آپ ﷺ پر میرے ماں باپ فدا ہوں! ایسے وقت میں آپ کسی خاص وجہ سے تشریف لائے ہوں گے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ تشریف لائے اور اندر آنے کی اجازت چاہی، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو اجازت دی تو آپ اندر داخل ہوئے پھر آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا: ''اس وقت یہاں سے تھوڑی دیر کے لیے سب کو اُٹھا دو۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یہاں اس وقت تو سب گھر کے ہی آدمی ہیں، میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ہجرت کی اجازت دے دی گئی ہے۔'' سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، اے اللہ کے رسول! کیا مجھے رفاقت کا شرف حاصل ہو سکے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں۔'' انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میرے باپ آپ پر فدا ہوں! ان دونوں میں سے ایک اونٹنی آپ لے لیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لیکن قیمت سے۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر

ثَـوْرٍ بَـعْـدَ ثَـلَاثِ لَيَـالٍ بِرَاحِلَتَيْهِمَـا صُبْحَ ثَـلَاثٍ ، فَـانْـطَـلَـقَ مَـعَـهُـمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيلُ ، فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيقَ السَّوَاحِلِ۔

قَـالَ ابْـنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَـالِكِ الْـمُدْلِجِيُّ ، وَهُوَ ابْنُ أَخِي سُرَاقَةَ بْنِ مَـالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ ، يَقُولُ: جَاءَ نَا رُسُلُ كُفَّارِ قُـرَيْـشٍ يَـجْعَلُونَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَأَبُو بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِـمَـنْ قَتَـلَـهُ أَوْ أَسَـرَهُ ، فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ قَوْمِي بَنِي مُدْلِجٍ ، أَقْبَلَ رَجُـلٌ مِـنْهُـمْ حَتَّـى قَـامَ عَـلَيْـنَـا ، وَنَحْنُ جُلُوسٌ ، فَقَالَ: يَا سُرَاقَةُ ، إِنِّي قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْـوِدَـةً بِالسَّاحِلِ أَرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ ، قَـالَ سُـرَاقَةُ: فَـعَـرَفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّهُمْ لَيْسُوا بِهِمْ ، وَلَكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا انْـطَـلَـقُـوا بِـأَعْيُنِنَا ، ثُمَّ لَبِثْتُ فِي الْمَجْلِسِ سَـاعَةً ، ثُمَّ قُمْتُ ، فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِي أَنْ تَـخْـرُجَ بِـفَرَسِي ، وَهِيَ مِنْ وَرَاءِ أَكَمَةٍ ، فَتَحْبِسَهَا عَلَيَّ ، وَأَخَذْتُ رُمْحِي ، فَخَرَجْتُ بِـهِ مِـنْ ظَهْـرِ الْبَيْـتِ ، فَـخَـطَـطْتُ بِزُجِّـهِ الْأَرْضَ ، وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتَّى أَتَيْتُ فَرَسِي فَـرَكِبْتُهَـا ، فَـدَفَـعْتُهَا تُقَرِّبُ بِي حَتَّى دَنَوْتُ مِـنْهُمْ ، فَعَثَرَتْ بِي فَرَسِي ، فَخَرَرْتُ عَنْهَا ، فَـقُـمْـتُ فَـأَهْـوَيْـتُ يَـدِي إِلَـى كِنَـانَتِي ، فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا

ہم نے جلدی جلدی ان کے لیے تیاریاں شروع کر دیں اور کچھ سامان سفر ہم نے ایک تھیلے میں رکھ دیا۔ سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا نے اپنے پٹکے کے ٹکڑے کر کے تھیلے کا منہ اس سے باندھ دیا اور اسی وجہ سے ان کا نام ذات النطاقتین ''دو پٹکوں والی'' پڑ گیا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جبل ثور کے غار میں پڑاؤ کیا اور تین راتیں وہاں گزاریں۔ سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ رات وہیں جا کر گزارا کرتے تھے۔ یہ نوجوان بہت سمجھدار تھے اور بے حد ذہین تھے۔ سحر کے وقت وہاں سے نکل آتے اور صبح سویرے ہی مکہ پہنچ جاتے جیسے وہیں رات گزری ہو۔ پھر جو کچھ یہاں سنتے اور جس کے ذریعے ان حضرات کے خلاف کاروائی کے لیے کوئی تدبیر کی جاتی تو اسے یاد کر لیتے اور جب اندھیرا چھا جاتا تو تمام اطلاعات یہاں آ کر پہنچاتے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ آپ دونوں کے لیے قریب قریب رہ کر دودھ دینے والی بکری چرایا کرتے تھے اور جب کچھ رات گزر جاتی تو اسے غار میں لاتے تھے۔ آپ اسی پر رات گزارتے اور اس دودھ کو گرم لوہے کے ذریعے سے گرم کر لیا جاتا تھا۔ صبح منہ اندھیرے ہی سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ غار سے نکل آتے تھے۔ ان تین راتوں میں روزانہ کا یہی دستور تھا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بنی الدیل جو کہ بنی عبد بن عدی کی شاخ تھی، کے ایک شخص کو راستہ بتانے کے لیے اجرت پر اپنے ساتھ رکھا تھا۔ یہ شخص راستوں کا بڑا ماہر تھا۔ آل عاص بن وائل سہمی کا یہ حلیف بھی تھا اور کفار قریش کے دین پر تھا۔ ان بزرگوں نے اس

أَضُرُّهُمْ أَمْ لا ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي ، وَعَصَيْتُ الأَزْلامَ ، تُقَرِّبُ بِي حَتَّى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ لا يَلْتَفِتُ ، وَأَبُو بَكْرٍ يُكْثِرُ الالْتِفَاتَ ، سَاخَتْ يَدَا فَرَسِي فِي الأَرْضِ حَتَّى بَلَغَتَا الرُّكْبَتَيْنِ ، فَخَرَرْتُ عَنْهَا ، ثُمَّ زَجَرْتُهَا ، فَنَهَضْتُ ، فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا ، فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذَا لأَثَرِ يَدَيْهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ فِي السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ ، فَاسْتَقْسَمْتُ بِالأَزْلامِ ، فَخَرَجَ الَّذِي أَكْرَهُ ، فَنَادَيْتُهُمْ بِالأَمَانِ ، فَوَقَفُوا ، فَرَكِبْتُ فَرَسِي حَتَّى جِئْتُهُمْ ، وَوَقَعَ فِي نَفْسِي حِينَ لَقِيتُ مَا لَقِيتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنْ سَيَظْهَرَ أَمْرُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقُلْتُ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوا فِيكَ الدِّيَةَ ، وَأَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَا يُرِيدُ النَّاسُ بِهِمْ ، وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ ، فَلَمْ يَرْزَآنِي ، وَلَمْ يَسْأَلانِي إِلا أَنْ قَالَ: أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَكْتُبَ لِي كِتَابَ أَمْنٍ ، فَأَمَرَ عَامِرَ بْنَ فُهَيْرَةَ ، فَكَتَبَ فِي رُقْعَةٍ مِنْ أَدَمٍ ، ثُمَّ مَضَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِي رَكْبٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ كَانُوا تُجَّارًا قَافِلِينَ مِنَ الشَّامِ ، فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى

پر اعتماد کیا اور اپنے دونوں اونٹ اس کے حوالے کر دیئے۔ قرار یہ پایا کہ تین راتیں گزار کر یہ شخص غار ثور میں ان سے ملاقات کرے۔ چنانچہ تیسری رات کی صبح کو وہ دونوں اونٹ لے کر آ گیا۔ اب عامر بن فُہیرہ رضی اللہ عنہ یہ راستہ بتانے والا ساحل کے راستے کو اختیار کرتے ہوئے روانہ ہوئے۔

امام ابن شہاب رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ مجھے عبدالرحمٰن بن مدلجی نے خبر دی اور وہ سیدنا سراقہ بن مالک بن جعشم کے بھتیجے ہیں۔ (ان کے والد نے انہیں خبر دی اور انہوں نے سراقہ بن مالک بن جعشم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ) ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اگر کوئی شخص قتل کر دے یا قید کر لائے تو اسے ہر ایک کے بدلے میں ایک سو اونٹ دیئے جائیں گے۔ میں اپنی قوم بنی مدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ان کا ایک آدمی سامنے آیا اور ہمارے قریب کھڑا ہو گیا۔ ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ اس نے کہا: سراقہ! ساحل پر ابھی میں چند سائے دیکھ کر آ رہا ہوں، میرا خیال ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ہی ہیں۔ سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں سمجھ گیا اس کا خیال صحیح ہے لیکن میں نے اس سے کہا کہ وہ لوگ نہیں ہیں بلکہ میں نے فلاں فلاں آدمی کو دیکھا ہے وہ اس طرف گئے ہیں۔ اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر اور بیٹھا رہا اور پھر اُٹھتے ہی گھر گیا اور اپنی لونڈی سے کہا کہ میرے گھوڑے کو لے کر ٹیلے کے پیچھے چلی جائے اور وہیں میرا انتظار کرے۔ اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اُٹھایا اور گھر کی پشت کی طرف سے باہر نکل آیا۔ میں نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچتا ہوا چلا گیا

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبَا بَكْرٍ ثِيَابَ بَيَاضٍ، وَيَسْمَعُ الْمُسْلِمُونَ بِالْمَدِينَةِ مَخْرَجَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ، فَكَانُوا يَغْدُونَ كُلَّ غَدَاةٍ إِلَى الْحَرَّةِ، فَيَنْتَظِرُونَهُ حَتَّى يَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِيرَةِ، فَانْطَلَقُوا أَيْضًا بَعْدَمَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ، فَلَمَّا أَوَوْا إِلَى بُيُوتِهِمْ، أَوْفَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ عَلَى أُطُمٍ مِنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، فَبَصُرَ بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ مُبَيَّضِينَ، يَزُولُ بِهِمُ السَّرَابُ، فَلَمْ يَمْلِكِ الْيَهُودِيُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ: يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ، هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِي تَنْتَظِرُونَ۔ فَثَارَ الْمُسْلِمُونَ إِلَى السِّلَاحِ، فَتَلَقَّوْا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ، فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِينِ حَتَّى نَزَلَ بِهِمْ فِي بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ، وَذٰلِكَ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ، فَقَامَ أَبُو بَكْرٍ لِلنَّاسِ، وَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامِتًا، فَطَفِقَ مَنْ جَاءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مَنْ لَمْ يَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَيِّي أَبَا بَكْرٍ حَتَّى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ حَتَّى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهِ، فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ ذٰلِكَ، فَلَبِثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَنِي

اور اوپر کے حصے کو چھپائے ہوئے تھا۔ (سراقہ یہ سب کچھ اس لیے کر رہا تھا کہ کسی کو خبر نہ ہو ورنہ وہ بھی میرے انعام میں شریک ہو جائے گا) میں گھوڑے کے پاس آ کر اس پر سوار ہوا اور سبک رفتاری کے ساتھ اسے لے چلا، جتنا جلدی کے ساتھ بھی میرے لیے ممکن تھا۔ آخر میں نے ان کو پا ہی لیا۔ اسی وقت گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور مجھے زمین پر گرا دیا۔ لیکن میں کھڑا ہو گیا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا، اس میں سے تیر نکال کر میں نے فال نکالی کہ آیا میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں۔ فال اب بھی وہی نکلی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ لیکن میں دوبارہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا اور تیروں کے فال کی پروا نہیں کی۔ پھر میرا گھوڑا مجھے تیزی کے ساتھ دوڑائے لیے جا رہا تھا۔ آخر جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی قراءت سنی، آپ علیہ السلام میری طرف کوئی توجہ نہیں کر رہے تھے لیکن سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھتے تھے۔ میرے گھوڑے کے آگے کے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ جب وہ ٹخنوں تک دھنس گیا تو میں اس کے اوپر گر پڑا اور اسے اُٹھنے کے لیے ڈانٹا۔ میں نے اسے اُٹھانے کی کوشش کی لیکن وہ اپنے پاؤں زمین سے نہیں نکال سکا۔ بڑی مشکل سے جب اس نے پوری طرح کھڑے ہونے کی کوشش کی تو اس کے آگے منتشر سا غبار اُٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف چڑھنے لگا۔ میں نے تیروں سے فال نکالی لیکن اس مرتبہ بھی وہی فال آئی جسے میں پسند نہیں کرتا تھا۔ اس وقت میں نے آپ ﷺ کو امان کے لیے پکارا (میری آواز پر) وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ان

عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةٍ، وَأَسَّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِي أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَى، وَصَلَّى فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ، فَسَارَ يَمْشِي مَعَهُ النَّاسُ حَتَّى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُولِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ، وَهُوَ يُصَلِّي فِيهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ، وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِي حِجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَرَكَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ: هٰذَا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ الْمَنْزِلُ ثُمَّ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغُلَامَيْنِ، فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ، لِيَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا، فَقَالَا: بَلْ نَهَبُهُ لَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ، ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا، وَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِي بُنْيَانِهِ، وَيَقُولُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ: ((هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَرْ هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَأَطْهَرْ)) وَيَقُولُ: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَةِ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ)) فَتَمَثَّلَ بِبَيْتِ رَجُلٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ لَمْ يُسَمَّ لِي۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْأَحَادِيثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍّ غَيْرَ هٰذِهِ الْأَبْيَاتِ۔

کے پاس آیا۔ ان تک برے ارادے کے ساتھ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا، اسی طرح مجھے یقین ہو گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت غالب آ کر رہے گی۔ اس لیے میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: آپ کی قوم نے آپ کو مارنے کے لیے سو اونٹوں کے انعام کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے آپ ﷺ کو قریش کے ارادوں کی اطلاع دی۔ میں نے ان حضرات کی خدمت میں کچھ توشہ اور سامان پیش کیا لیکن نبی اکرم ﷺ نے اسے قبول نہیں فرمایا، مجھ سے کسی اور چیز کا بھی مطالبہ نہیں کیا، صرف اتنا کہا کہ ''ہمارے متعلق راز داری سے کام لینا۔'' لیکن میں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ میرے لیے ایک امن کی تحریر لکھ دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا اور انہوں نے چمڑے کے ایک رقعہ پر تحریر امن لکھ دی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔

ابن شہاب رحمہ اللہ نے بیان کیا اور انہیں عروہ بن زبیر نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے۔ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں سفید پوشاک پیش کی۔ ادھر مدینہ میں بھی مسلمانوں کو رسول اکرم ﷺ کی مکہ سے ہجرت کی اطلاع ہو چکی تھی اور یہ لوگ روزانہ صبح کو مقام حرہ تک آتے اور انتظار کرتے رہتے لیکن دوپہر کی گرمی کی وجہ سے دوپہر کو انہیں واپس جانا پڑتا تھا۔

ایک دن جب بہت طویل انتظار کرنے کے بعد لوگ واپس آ گئے اور اپنے گھر پہنچ گئے تو ایک یہودی اپنے ایک محل پر

کچھ دیکھنے چڑھا۔ اس نے آپ ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو دیکھا سفید سفید چلے آ رہے ہیں۔ (یا تیزی سے جلدی جلدی آ رہے ہیں) جتنا آپ ﷺ نزدیک ہو رہے تھے اتنی ہی دور سے پانی کی طرح ریت کا چمکنا کم ہوتا جاتا تھا۔ یہودی بے اختیار چلا اُٹھا کہ اے عرب کے لوگو! تمہارے یہ بزرگ سردار آ گئے جن کا تمہیں انتظار تھا۔ مسلمان ہتھیار لے کر دوڑ پڑے اور رسول اکرم ﷺ کا مقام حرہ پر استقبال کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ داہنی طرف کا راستہ اختیار کیا اور بنی عمرو بن عوف کے محلّہ میں قیام کیا۔ یہ ربیع الاول کا مہینہ اور پیر کا دن تھا۔

سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں سے ملنے کے لیے کھڑے ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے۔ انصار کے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا، وہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہی سلام کر رہے تھے لیکن جب رسول اللہ ﷺ پر دھوپ پڑنے لگی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے رسول اللہ ﷺ پر سایہ کیا۔ اس وقت سب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بنی عمرو بن عوف میں تقریباً دس راتوں تک قیام کیا اور وہ مسجد قبا جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے وہ اسی دوران میں تعمیر ہوئی اور آپ ﷺ نے اس میں نماز پڑھی اور پھر جمعہ کے روز آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین بھی آپ ﷺ کے ساتھ پیدل روانہ ہوئے، آخر آپ ﷺ کی سواری مدینہ منورہ میں اس مقام پر آ کر بیٹھ گئی، جہاں اب مسجد نبوی ہے۔ اس مقام پر چند مسلمان ان دنوں نماز ادا کیا کرتے تھے اور یہ جگہ سیدنا

سہیل اور سہل رضی اللہ عنہما دونوں یتیم بچوں کی تھی اور کھجور کا یہاں کھلیان لگتا تھا۔ یہ دونوں بچے سیدنا سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ کی پرورش میں تھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ان شاء اللہ یہی ہمارے قیام کی جگہ ہوگی۔'' اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں بچوں کو بلایا اور ان سے اس جگہ کا معاملہ کرنا چاہا تا کہ وہاں مسجد بنائی جا سکے۔ دونوں بچوں نے کہا: نہیں، اے اللہ کے رسول! ہم یہ جگہ آپ علیہ السلام کو مفت دے دیں گے۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مفت لینے سے انکار کیا۔ زمین قیمت ادا کر کے لی اور وہیں مسجد تعمیر کی۔ اس تعمیر کے وقت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ساتھ اینٹوں کے ڈھونے میں شریک تھے۔ اینٹیں ڈھوتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جاتے: ''یہ بوجھ خیبر کے بوجھ نہیں ہیں، بلکہ اس کا اجر اللہ کے یہاں باقی رہنے والا ہے، اور اس میں بہت طہارت ہے اور پاکی ہے۔'' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے تھے: ((اَللّٰهُمَّ إِنَّ الأَجْرَ أَجْرُ الآخِرَةِ فَارْحَمِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ۔)) ''اے اللہ! اجر تو بس آخرت کا ہی ہے، پس تو انصار اور مہاجرین پر اپنی رحمت نازل فرما۔'' اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مسلمان شاعر کا شعر پڑھا، جس کا نام مجھے معلوم نہیں۔

ابن شہاب نے بیان کیا کہ احادیث سے ہمیں یہ اب تک معلوم نہیں ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شعر کے سوا کسی بھی شاعر کے پورے شعر کو کسی موقع پر پڑھا ہو۔

شرح: ((تَكْسِبُ الْمُعْدِمَ)) ''یعنی تہی دست کو مال دیتے ہیں۔''

((فَلَمْ تُكْذِبْ قُرَيْشٌ بِجِوَارِهِ)) ''قریش مکہ نے ابن دغنہ کی پناہ کو جھٹلایا نہیں۔'' یعنی اس کی پناہ کو ردّ نہیں

کیا۔ انسان جس چیز کی تکذیب کرتا ہے تو اسے ردّ کرتا ہے۔

((فَیَتَقَذَّفُ عَلَیْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِیْنَ وَاَبْنَائُهُمْ)) ''مشرکوں کے بچے اور خواتین کا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عبادت دیکھنے کے لیے رش لگ جاتا۔''

((یَتَقَاذَفُوْنَ عَلٰی فُلَانٍ)) کا معنی ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر رش کی وجہ سے گرتے اور دھکم پیل کا منظر بن جاتا۔'' بعض روایات میں یہاں (فَیَتَقَصَّفُ) کا لفظ مروی ہے لیکن معنی وہی ہے کہ ازدحام ہو جانا اور لوگوں کا ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑنا۔

ایک حدیث مبارکہ میں ہے: ((اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ فِرَاطٌ لِقَاصِفِیْنَ)) ''میں اور دوسرے تمام انبیاء رش کر کے آنے والوں کے لیے میر سامان ہوں گے۔'' یعنی میرے سمیت تمام انبیاء جنت میں پہلے داخل ہوں گے اور ہماری امتیں ایک ازدحام کی صورت میں ہمارے بعد داخل ہوں گے۔ بعض علماء نے ان الفاظ کا معنی یہ کیا ہے کہ ''میں اور دیگر تمام انبیائے کرام انسانیت کی بہت بڑی تعداد جو بے ہنگم ایک دوسرے پر گر رہی ہوگی، کی سفارش کے لیے بارگاہِ الٰہی میں آگے بڑھ جائیں گے۔'' لفظ (الْقَصْف) ''کا لغوی معنی: ''ٹوٹ جانا'' ہے جس طرح تیز جھکڑ میں لمبی فصل ٹوٹ کر ایک دوسرے پر گر جاتی ہے۔

((کَرِهْنَا اَنْ نُخْفِرَكَ)) ''ہم آپ کی پناہ توڑنا نہیں چاہتے۔ یہ لفظ بصورتِ مجرد استعمال ہوتا ہے، مثلاً (خَفَرْتُ الرَّجُلَ) 'تو اس وقت معنی ہوتا ہے ''میں نے فلاں شخص کی حفاظت کی۔'' اور جب مزید فیہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے مثلاً اَخْفَرْتُهٗ تو معنی ہوتا ہے: ''میں نے فلاں کا عہد توڑ ڈالا۔''

((النِّطَاق)) ''کمر بند۔'' عورت ایک کھلی قمیص یا فراک پہن کر جس پٹی کے ساتھ اپنی کمر کو باندھ لیتی ہے اور پھر گرہ دے کر ایک پھول سا بنا دیتی ہے، پٹی کے دونوں کنارے لٹکا دیتی ہے تو اس پٹی کو عربی میں نطاق کہتے ہیں۔

سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا کا لقب (ذات النطاقین) ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے کمر بند کو درمیان سے پھاڑ کر دو حصوں میں تقسیم کر دیا تھا اور ایک حصہ سے اپنی کمر اور دوسرے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زادِراہ والے تھیلے کا منہ باندھ دیا اور تاریخ اسلام میں اس پر فخار لقب سے مشتہر ہوئیں۔ حدیث مبارکہ میں سیدنا عبداللہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ((هُوَ شَابٌّ ثَقِفٌ)) کے توصیفی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جن کا معنی ہے کہ وہ ایک سمجھدار اور صاحب فہم وفراست جوان ہیں۔ مذکر کے لیے غُلَامٌ ثَقِفٌ اور مؤنث کے لیے اِمْرَأَةٌ ثِقَافٌ کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔

((لَقِنٌ)) ''تلقین اور ہدایت کو قبول کرنے والا۔'' مراد یہی ہے کہ وہ فہیم اور ذہین ہیں۔

((فَیَدَّلِجُ بِسَحَرٍ)) ''وہ وقت سحر چلتے۔'' عربی زبان میں ادلج کا معنی ہوتا ہے ''پوری رات محوسفر رہنا۔'' اور تشدید کے ساتھ اِدَّلَجَ کا معنی ہوتا ہے: ''بوقت سحر سفر کرنا۔''

((یُـكْتَـادَانِ بِهٖ)) یہ لفظ ''کید'' یعنی مکروفریب سے ماخوذ ہے۔ مراد یہ ہے کہ مکہ شہر میں ان بزرگوں کے خلاف کفارِ مکہ جو منصوبہ بندی کرتے وہ غارِ ثور میں ان تک پہنچا دی جاتی۔

((وَرَضِيـفُهُـمَا)) 'عربی زبان میں گرم دودھ کو رَضِيف کہا جاتا ہے۔ دراصل الـرَّضْفَة گرم پتھر کو کہا جاتا ہے۔ اہل عرب کے ہاں دودھ کو گرم کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی تھا کہ برتن میں دودھ ڈال کر ایک گرم پتھر اس میں پھینک دیتے جس سے دودھ ہلکا گرم ہو جاتا اور بدہضمی نہ کرتا۔

((الـخِـرِّيـت)) ''راستے کا ماہر شخص۔'' سوئی کے ناکے کو ''خُـرْتُ الابـرة'' کہتے ہیں یعنی جس طرح سوئی دھاگے کو لے کر کپڑے کی تہوں سے گزر جاتی ہے اسی طرح راہبری میں ماہر شخص اپنے ساتھیوں کو گھنے جنگلوں اور پہاڑی گھاٹیوں سے بحفاظت لے کر گزر جاتا ہے۔

((غَمَسَ حِلفا)) ''وہ فلاں قبیلے کا حلیف تھا۔'' (غمس) کا معنی ہوتا ہے ڈبونا۔ عرب کا دستور تھا کہ جب ایک قبیلہ دوسرے سے عہد کرتا تو عہد و پیمان کی پختگی کے لیے سب لوگ باری باری خوشبو کے بھرے ہوئے پیالے میں اپنے ہاتھ ڈبوتے، اس لیے یہاں لفظ غمس بولا گیا۔

((رَأَيْتُ اسوِدَةَ)) ''میں نے کچھ سائے اور انسانوں کے ڈھانچے دیکھے ہیں۔'' لفظ سواد کی جمع اسودة آتی ہے۔

((فَدَفَعْتُهَا تَقَرَّبُ)) ''پھر میں گھوڑے کو برق رفتاری کے ساتھ لے کر چلا۔'' (التَقْرِيْب) گھوڑوں کی ایک خاص چال ہے جو چوپاؤں کے دوڑنے کی ایک قسم الحُضْر ''کودتے ہوئے دوڑنا'' سے ذرا ہلکی اور العَادَة چال سے کچھ تیز ہوتی ہے۔

سیدنا سراقہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ((فَـاسْتَـقْسَـمْـتُ بِـالْاَزْلَامِ)) ''میں نے تیروں سے قسمت معلوم کی۔''

((اَلْاَزْلَام)) ''بے پَر کے تیر۔'' زمانہ جاہلیت کے عرب تیروں سے اپنی قسمت معلوم کیا کرتے تھے اس طرح کہ تیروں پر اجازت یا ممانعت لکھ کر ایک برتن میں ڈال دیتے تھے پھر جب کسی کو اپنے بارے میں مشورہ مطلوب ہوتا تو وہ ہاتھ ڈال کر ایک تیر نکال لیتا تھا۔ اگر اس پر اجازت اور حکم لکھا ہوتا تو وہ اسے کر گزرتا اور اگر ممانعت لکھی ہوتی تو اس سے باز رہتا۔ ((ازلام)) اصل میں نیل گاؤ کی ٹانگوں کو کہتے ہیں۔ اس کے بعد یہ لفظ قسمت معلوم کرنے والے تیروں پر بولا جانے لگا اس لیے کہ وہ بھی نیل گاؤ کی ٹانگوں کی طرح خوبصورت، ملائم اور چکنے ہوتے تھے بہ نسبت جنگ میں استعمال ہونے والے تیروں کے۔

((سَاخَتْ يَدَا فَرَسِيْ)) ''میرے گھوڑے کی اگلی ٹانگیں زمین میں دھنس گئیں۔''

((وَاِذَا لِاَثَـرِ يَدَيْهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ)) ''میرے گھوڑے کے آگے والوں پاؤں سے منتشر سا غبار اُٹھ کر آسمان

کی طرف چڑھنے لگا۔'' بعض روایات میں یہ الفاظ بھی مروی ہیں: ((فَخَرَجَتْ قَوَائِمُهَا وَلَهَا عُثَانٌ)) ''جب گھوڑے کے پاؤں زمین سے نکلے تو دھواں سا نکلا۔'' لفظ (عُثَان) کی جمع (عَوَاثِن) ہے اور اس کا معنی ہے ''دھواں۔'' لفظ دُخَان کی جمع غیر قیاسی طور پر دَوَاخِن آتی ہے۔ ابوعبید لغوی نے کہا: ہم کلام عرب میں ان دولفظوں کی مانند کسی اور لفظ کو نہیں پاتے۔ (طَعَام عثِن) یا (مَعْثُون) کا معنی ہے ''ایسا کھانا جس سے دھویں کی بو آتی ہو۔''

((يَرْزَآنِيْ)) ''انہوں نے مجھ سے کوئی سوال نہ کیا اور نہ ہی کچھ وصول کیا۔''

((اَوْفٰى رَجُلٌ)) ''ایک شخص قلعے پر چڑھ گیا۔'' ((اطم)) قلعے کو کہا جاتا ہے۔

((هٰذَا جَدُّكُمُ الَّذِيْ تَنْتَظِرُوْنَ)) ''تمہارے یہ معزز اور بزرگ مہمان آ گئے ہیں جن کا تمہیں انتظار تھا۔''

((فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ)) ''مسلمان دوڑ پڑے اور خوشی سے اچھلتے ہوئے آئے۔''

((اَلْمِرْبَد)) ''کھلیان۔'' وہ جگہ جہاں کسان بوریوں میں غلہ ڈالنے سے پہلے رکھتا ہے اور اس کے بعد غلہ گھر منتقل کیا جاتا ہے۔ مربد ایسی جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں اونٹوں اور بکریوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ یعنی باڑا۔ لفظ (الرّبد) کا لغوی معنی ہے ''محبوس کرنا اور کسی کو روکنا۔'' باڑے میں جانوروں کو محبوس کیا جاتا ہے اور کھلیان میں غلہ جمع کیا جاتا ہے۔

(٣٦٦٤)۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ التَّمِيمِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُثْمَانَ الْمَعْرُوفُ بِابْنِ أَبِي نَصْرٍ، أَخْبَرَنَا خَيْثَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ الرَّقَاشِيُّ، وَالْحُسَيْنُ بْنُ حُمَيْدِ بْنِ الرَّبِيعِ الْخَزَّازُ، قَالَا: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانَ الْعَرَقِيُّ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو قِلَابَةَ الرَّقَاشِيُّ، حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ هِلَالٍ، وَعَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَا: نا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى صَاحِبُ الْبَصْرِيِّ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ......

نَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيقَ، حَدَّثَهُمْ قَالَ: نَظَرْتُ إِلَى أَقْدَامِ الْمُشْرِكِينَ فَوْقَ رُءُوسِنَا، وَنَحْنُ فِي الْغَارِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! لَوْ أَنَّ أَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ أَبْصَرَنَا، فَقَالَ: ((يَا أَبَا بَكْرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا؟))

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں بیان کیا کہ ہم جب غار ثور میں تھے تو میں نے مشرکین کے قدموں کو اپنے سروں کے اوپر دیکھا تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اگر مشرکین کے کسی آدمی نے اپنے قدموں پر نظر ڈالی تو وہ ضرور ہمیں دیکھ لے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے ابو بکر! ان دو کا کوئی کیا بگاڑ سکتا ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟''

(٣٦٦٤) أخرجه البخاري: ٣٦٥٣، ٣٩٢٢، ومسلم: ٢٣٨١

(٣٦٦٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ ، فَنَزَلَ أَعْلَى الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ: بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ ، فَأَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمِ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَى بَنِي النَّجَّارِ ، فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِي السُّيُوفِ ، كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُو بَكْرٍ رِدْفُهُ ، وَمَلأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ ، حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ ، وَكَانَ يُحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلَاةُ ، وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ، وَإِنَّهُ أَمَرَ بِبِنَاءِ الْمَسْجِدِ ، فَأَرْسَلَ إِلَى مَلأِ بَنِي النَّجَّارِ ، فَقَالَ: ((يَا بَنِي النَّجَّارِ! ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا)) قَالُوا: لَا وَاللّٰهِ! لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ قَالَ أَنَسٌ: فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ لَكُمْ: قُبُورُ الْمُشْرِكِينَ ، وَفِيهِ خَرِبٌ ، وَفِيهِ نَخْلٌ ، فَأَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ ، ثُمَّ بِالْخَرِبِ فَسُوِّيَتْ ، وَبِالنَّخْلِ فَقُطِعَ ، فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةَ الْمَسْجِدِ ، وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ الْحِجَارَةَ ، وَجَعَلُوا يَنْقُلُونَ الصَّخْرَ ، وَهُمْ يَرْتَجِزُونَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے بلند جانب قباء کے ایک محلّہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فروکش ہوئے جسے بنی عمرو بن عوف کا محلّہ کہا جاتا تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں چودہ راتیں قیام کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنی نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا اور وہ تلواریں لٹکائے ہوئے حاضر ہوئے۔ (راوی نے بیان کیا) گویا اس وقت بھی وہ منظر میری نظروں کے سامنے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار ہیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اسی سواری پر آپ کے پیچھے سوار ہیں اور بنی نجار کے انصار آپ کے چاروں طرف حلقہ بنائے (مسلح پیدل چلے جا رہے ہیں) آخر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب اتر گئے۔ ابھی تک معاملہ یوں چل رہا تھا کہ جہاں بھی نماز کا وقت ہو جاتا وہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ لینا پسند فرماتے۔ بکریوں کے ریوڑ جہاں رات کو جانور باندھے جاتے وہاں بھی نماز پڑھ لی جاتی تھی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی تعمیر کا حکم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے قبیلہ بنی نجار کے لوگوں کو بلا بھیجا، وہ حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے بنو نجار! مجھ سے اپنے اس باغ کی قیمت طے کر لو۔'' انہوں نے عرض کیا: نہیں اللہ کی قسم! ہم اس کی قیمت اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں لے سکتے۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس باغ

(٣٦٦٥) أخرجه البخاري: ٢٣٤ ، ٤٢٨ ، ومسلم: ٥٢٤

مَعَهُمْ، وَهُوَ يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ لا خَيْرَ إِلا خَيْرُ الآخِرَهْ فَاغْفِرِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ۔))

میں وہ چیزیں تھیں جو میں تم سے بیان کروں گا۔ اس میں مشرکین کی قبریں تھیں، کچھ اس میں کھنڈر تھا اور کھجوروں کے چند درخت بھی تھے۔ نبی ﷺ کے حکم سے مشرکین کی قبریں اکھاڑ دی گئیں، جہاں کھنڈر تھا اسے برابر کیا گیا اور کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے گئے۔ کھجور کے تنے مسجد کے قبلہ کی طرف ایک قطار میں بطور دیوار رکھ دیئے گئے اور دروازے میں چوکھٹ کی جگہ پتھر رکھ دیئے گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین جب پتھر ڈھو رہے تھے تو شعر پڑھتے جاتے تھے اور نبی ﷺ بھی ان کے ساتھ خود پتھر ڈھوتے اور شعر پڑھتے ((اللَّهُمَّ لا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الآخِرَهْ فَاغْفِرِ الأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ۔)) ”اے اللہ! خیر تو بس آخرت کی خیر ہے۔ پس انصار و مہاجرین کو بخش دے۔“

تشریح: ((أَرْسَلَ إِلَى مَلأِ بَنِي النَّجَّارِ)) ”آپ ﷺ نے بنو نجار کے سرداروں کو بلا بھیجا۔“ (مـلاء) کسی بھی قوم کے چوٹی کے افراد، سرداران قوم اور معززین کو کہا جاتا ہے کہ جن کی بات اور فیصلوں کو احترام کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور سر تسلیم خم کیا جاتا ہے۔

((ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ)) ”مجھے اپنا باغ فروخت کر دو۔“

((وَفِيهِ خَرِبٌ)) ”اس میں ویرانہ تھا۔“ یہ لفظ (خربة) کی جمع ہے جیسے کلِمَةٌ کی جمع کَلِمٌ ہے۔ بعض نے اس لفظ کو خا کے کسرہ اور راء کے فتحہ کے ساتھ خِرَبٌ پڑھا ہے اور اس صورت میں یہ لفظ الخراب کی جمع ہوگا۔

(٣٦٦٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يَزِيدَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ أَبُو الْحَسَنِ الْحَرَّانِيُّ، حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ......

قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، يَقُولُ: جَاءَ أَبُو بَكْرٍ إِلَى أَبِي فِي مَنْزِلِهِ، فَاشْتَرَى مِنْهُ رَحْلا، فَقَالَ الْعَازِبُ: ابْعَثِ ابْنَكَ يَحْمِلْهُ

جناب ابو اسحاق نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا، انہوں نے بیان کیا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس ان کے گھر آئے

(٣٦٦٦) أخرجه البخاري: ٢٤٣٩، ومسلم: ٢٠٠٩

مَـعِي، قَالَ: فَحَمَلْتُهُ مَعَهُ، وَخَرَجَ أَبِي يَنْتَقِدُ ثَـمَنَهُ، فَقَالَ لَهُ أَبِي: يَا أَبَا بَكْرٍ! حَدِّثْنِي كَيْفَ صَـنَـعْتُمَا حِينَ سَرَيْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰـهُ عَـلَيْـهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: نَعَمْ، أَسْرَيْنَا لَيْلَتَنَا وَمَـنِ الْـغَـدِ حَتَّـى قَامَ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ، وَخَلا الـطَّرِيقُ لا يَمُرُّ فِيهِ أَحَدٌ، فَرُفِعَتْ لَنَا صَخْرَةٌ طَوِيلَةٌ لَهَا ظِلٌّ لَمْ تَأْتِ عَلَيْهِ الشَّمْسُ، فَنَزَلْنَا عِـنْـدَهُ وَسَـوَّيْـتُ لِـلنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلامُ مَكَانًا بِيَـدِي يَـنَـامُ عَـلَيْـهِ، وَبَسَطْتُ عَلَيْهِ فَرْوَةً، وَقُـلْـتُ: نَـمْ يَـا رَسُـولَ الـلّٰهِ! وَأَنَا أَنْفُضُ مَا حَـوْلَكَ، فَـنَـامَ وَخَرَجْتُ أَنْفُضُ مَا حَوْلَهُ، فَـإِذَا أَنَـا بِرَاعٍ مُقْبِلٍ بِغَنَمِهِ إِلَى الصَّخْرَةِ يُرِيدُ مِـنْهَـا مِثْـلَ الَّذِي أَرَدْنَا، فَقُلْتُ: لِمَنْ أَنْتَ يَا غُـلامُ؟ قَـالَ: لِرَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ أَوْ مَكَّةَ قُـلْـتُ: أَفِـي غَـنَـمِكَ لَبَنٌ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: أَفَتَـحْـلُـبُ؟ قَـالَ: نَعَمْ، فَأَخَذَ شَاةً، فَقُلْتُ: انْفُضِ الضَّرْعَ مِنَ التُّرَابِ وَالشَّعَرِ وَالْقَذَى، قَـالَ: فَرَأَيْتُ الْبَرَاءَ يَضْرِبُ إِحْدَى يَدَيْهِ عَلَى الأُخْـرَى يَنْفُضُ، فَحَلَبَ فِي قَعْبٍ كُثْبَةً مِنْ لَبَـنٍ، وَمَعِي إِدَاوَةٌ حَمَلْتُهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْتَوِي فِيهَا، يَشْرَبُ وَيَتَوَضَّأُ، فَـأَتَيْـتُ الـنَّبِـيَّ صَـلَّـى اللّٰـهُ عَلَيْـهِ وَسَلَّمَ، فَـكَرِهْتُ أَنْ أُوقِظَهُ، فَوَافَقْتُهُ حِينَ اسْتَيْقَظَ، فَـصَبَبْـتُ مِـنَ الْـمَـاءِ عَـلَى اللَّبَنِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ، فَقُلْتُ: اشْرَبْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، قَالَ:

اور ان سے ایک پالان خریدا۔ پھر انہوں نے میرے والد عازب سے کہا کہ اپنے بیٹے کے ذریعے اسے میرے ساتھ بھیج دو، سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے بیان کیا چنانچہ میں اس کجاوے کو اُٹھا کر آپ کے ساتھ چلا اور میرے والد اس کی قیمت کے روپے پرکھوانے کے لیے نکلے۔ میرے والد نے ان سے دریافت کیا: اے ابوبکر! مجھے وہ واقعہ سناؤ جب تم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غار ثور سے ہجرت کی تھی۔ آپ دونوں نے وہ وقت کیسے گزارا تھا؟ انہوں نے بیان کیا کہ جی ہاں رات بھر تو ہم چلتے رہے اور دوسرے دن صبح کو بھی، لیکن جب دوپہر کا وقت ہوا اور راستہ بالکل سنسان پڑ گیا کہ کوئی بھی شخص گزرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا تھا، تو ہمیں ایک لمبی چٹان دکھائی دی۔ اس کے سایہ میں دھوپ نہیں تھی، ہم وہاں اتر گئے اور میں نے خود نبی کریم ﷺ کے لیے ایک جگہ اپنے ہاتھ سے ٹھیک کر دی اور ایک چادر وہاں بچھا دی تاکہ آپ ﷺ اس پر سو جائیں، پھر میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ یہاں آرام فرمائیں اور میں نگرانی کروں گا۔ آپ ﷺ سو گئے اور میں چاروں طرف حالات دیکھنے کے لیے نکلا۔ اتفاق سے مجھے ایک چرواہا ملا اور وہ بھی اپنی بکریوں کے ریوڑ کو اس چٹان کے نیچے لانا چاہتا تھا جس کے نیچے ہم نے وہاں پڑاؤ ڈالا تھا، وہی اس کا بھی ارادہ تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو کس قبیلہ سے ہے؟ اس نے بتایا کہ مدینہ یا (راوی نے کہا) مکہ کے فلاں شخص سے۔ میں نے اس سے پوچھا: کیا تیری بکریوں سے دودھ مل سکتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ میں نے پوچھا: کیا تو ہمارے لیے دودھ نکال سکتا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ چنانچہ

فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ، ثُمَّ قَالَ: ((أَلَمْ يَأْنِ الرَّحِيلُ؟)) قُلْتُ: بَلَى، قَالَ: فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا زَالَتِ الشَّمْسُ، وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ، فَقُلْتُ: أُتِينَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ!، فَقَالَ: ((لا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهِ مَعَنَا)) فَدَعَا عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَارْتَطَمَتْ بِهِ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا، أُرَى فِي جَلَد مِنَ الأَرْضِ، شَكَّ زُهَيْرٌ، فَقَالَ: إِنِّي أُرَاكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ، فَادْعُوَا لِي، فَاللّٰهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ، فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَنَجَا، فَجَعَلَ لا يَلْقَى أَحَدًا إِلا قَالَ: كَفَيْتُكُمْ مَا هُنَا، فَلا يَلْقَى أَحَدًا إِلا رَدَّهُ، قَالَ: وَوَفَى لَنَا۔

وہ ایک بکری پکڑ کر لایا۔ میں نے اس سے کہا کہ پہلے تھن کو مٹی، بال اور دوسری گندگیوں سے صاف کر لے۔ (ابواسحاق راوی نے کہا) میں نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کو دوسرے پر مار کر تھن کو جھاڑنے کی صورت بیان کی۔ اس نے لکڑی کے ایک پیالے میں دودھ نکالا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک برتن اپنے ساتھ رکھ لیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پانی پیا کرتے تھے اور وضو بھی کیا کرتے تھے۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سو رہے تھے اور میں آپ کو جگانا پسند نہیں کرتا تھا۔لیکن بعد میں جب میں آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو چکے تھے۔تو میں نے پہلے دودھ کے برتن پر پانی بہایا، جب اس کے نیچے کا حصہ ٹھنڈا ہو گیا تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! دودھ پی لیجیے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دودھ نوش فرمایا۔ جس سے مجھے خوشی ہوئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا ابھی کوچ کرنے کا وقت نہیں آیا؟'' میں نے عرض کیا کہ آ گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب سورج ڈھل گیا تو ہم نے کوچ کیا۔ بعد میں سراقہ بن مالک ہمارا پیچھا کرتا ہوا یہیں پہنچا۔ میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! اب تو یہ ہمارے قریب ہی پہنچ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے بددعا کی تو اس کا گھوڑا اسے لیے ہوئے پیٹ تک زمین میں دھنس گیا۔ میرا خیال ہے کہ زمین بڑی سخت تھی۔ یہ شک (راوی حدیث) زہیر کو تھا۔ سراقہ نے کہا: میں سمجھتا ہوں کہ آپ لوگوں نے میرے لیے بددعا کی ہے۔ اگر اب

آپ لوگ میرے لیے اس مصیبت سے نجات کی دعا کریں تو اللہ کی قسم! میں آپ لوگوں کی تلاش میں آنے والے تمام لوگوں کو واپس لوٹا دوں گا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے پھر دعا کی تو وہ نجات پا گیا۔ پھر تو جو بھی اسے راستے میں ملتا اس سے وہ کہتا تھا کہ میں بہت تلاش کر چکا ہوں، وقتی طور پر وہ ادھر نہیں ہیں۔ اس طرح جو بھی ملتا اسے واپس اپنے ساتھ لے جاتا۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس نے ہمارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے پورا کیا۔

شرح ((اَنْفُضُ مَا حَوْلَكَ))''میں اردگرد کی نگرانی کروں گا کہ کہیں کوئی ہماری تلاش میں تو نہیں پھر رہا۔''

((اَلْقَعْب))''چھوٹا پیالہ۔''

((كُثْبَةً مِنْ لَّبَنٍ)) ''دودھ کی قلیل مقدار، کھانے، غلے یا کسی چیز کی قلیل مقدار کو کثبة کہا جاتا ہے اور اس کی جمع كُثُب ہے۔

((يَرْتَوِیْ فِيْهَا))''اس سے پانی لے لیتے۔''

((اِرْتَطَمَتْ بِهٖ فَرَسُهٗ)) ''اس کا گھوڑا دھنس گیا۔''اِرْتَطَمَ الْحِمَارُ فِی الْوَحْلِ کا معنی ہے''اس کا گدھا کیچڑ میں دھنس گیا۔''

((اَلْجَلَد))''پتھریلی، سخت اور سنگلاخ زمین۔''

(٣٦٦٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنِي أَبِي، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: أَوَّلُ مَنْ قَدِمَ عَلَيْنَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ، وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ، فَجَعَلَا يُقْرِئَانِنَا الْقُرْآنَ، ثُمَّ جَاءَ عَمَّارٌ، وَبِلَالٌ، وَسَعْدٌ، ثُمَّ جَاءَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فِي عِشْرِينَ، ثُمَّ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ، فَمَا رَأَيْتُ أَهْلَ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سب سے پہلے ہمارے پاس سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے۔ یہ دونوں مدینہ کے مسلمانوں کو قرآن پڑھانا سکھاتے تھے۔ اس کے بعد عمار (ابن یاسر) بلال اور سعد رضی اللہ عنہم اجمعین آئے۔ پھر سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے بیس صحابہ کو ساتھ لے کر آئے۔ اس کے

(٣٦٦٧) أخرجه البخاري: ٤٩٤١

الْمَدِينَةِ فَرِحُوا بِشَيْءٍ فَرَحَهُمْ بِهِ حَتَّى رَأَيْتُ الْوَلائِدَ وَالصِّبْيَانَ يَقُولُونَ: هَذَا رَسُولُ اللّٰهِ قَدْ جَاءَ، حَتَّى قَرَأْتُ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ فِي سُوَرٍ مِثْلِهَا۔

بعد نبی کریم ﷺ (سیدنا ابوبکر اور سیدنا عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہما کو ساتھ لے کر) تشریف لائے، مدینہ کے لوگوں کو جتنی خوشی اور مسرت آپ علیہ السلام کی تشریف آوری سے ہوئی میں نے کبھی انہیں کسی بات پر اس قدر خوش نہیں دیکھا۔ حتی کہ لونڈیاں اور بچے بھی خوشی میں کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ آ گئے۔ آپ ﷺ تشریف لائے تو میں ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾ (سورۂ اعلیٰ:۱) اور اس جیسی اور صورتیں سیکھ چکا تھا۔

(٣٦٦٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ بْنُ بِشْرَانَ، أَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ، نَا أَحْمَدُ بْنُ مَنْصُورٍ الرَّمَادِيُّ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ ثَابِتٍ، ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةَ لَعِبَتِ الْحَبَشَةُ بِحِرَابِهِمْ فَرَحًا لِقُدُومِهِ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو حبشی لوگوں نے آپ کی آمد کی خوشی میں اپنے نیزوں کے ساتھ جنگی فن کا مظاہرہ کیا تھا۔

(٣٦٦٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيرٍ، سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ بَكْرٍ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلامٍ بِمَقْدَمِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِي أَرْضٍ يَخْتَرِفُ، فَأَتَى النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلامُ، فَقَالَ: إِنِّي سَائِلُكَ عَنْ ثَلاثٍ لا يَعْلَمُهُنَّ إِلا نَبِيٌّ، فَمَا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ؟ وَمَا أَوَّلُ طَعَامِ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ وَمَا يَنْزِعُ الْوَلَدَ إِلَى أَبِيهِ أَوْ إِلَى أُمِّهِ؟ قَالَ: ((أَخْبَرَنِي بِهِنَّ جِبْرَئِيلُ آنِفًا)) قَالَ: جِبْرَئِيلُ؟ قَالَ: ((نَعَمْ))

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ (جو یہود کے بڑے عالم تھے) نے رسول اللہ ﷺ کی مدینہ تشریف لانے کی خبر سنی تو وہ اپنے باغ میں پھل توڑ رہے تھے۔ اسی وقت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ میں آپ سے ایسی تین چیزوں کے متعلق پوچھتا ہوں، جنہیں نبی کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ بتلایئے! قیامت کی نشانیوں میں سب سے پہلی نشانی کیا ہے؟ اہل جنت کی دعوت کے لیے سب

(٣٦٦٨) صحيح الاسناد ......أخرجه ابوداود: ٤٩٢٣

(٣٦٦٩) أخرجه البخاري: ٣٣٢٩، ٤٤٨٠

قَالَ: ذَاكَ عَدُوُّ الْيَهُودِ مِنَ الْمَلائِكَةِ، فَقَرَأَ هَذِهِ الآيَةَ: "﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ﴾ ((أَمَّا أَوَّلُ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، فَنَارٌ تَحْشُرُ النَّاسَ مِنَ الْمَشْرِقِ إِلَى الْمَغْرِبِ، وَأَمَّا أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ، فَزِيَادَةُ كَبِدِ حُوتٍ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَ الْمَرْأَةِ نَزَعَ الْوَلَدَ، وَإِذَا سَبَقَ مَاءُ الْمَرْأَةِ مَاءَ الرَّجُلِ نَزَعَتْ)) قَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللّٰهِ، يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّ الْيَهُودَ قَوْمٌ بُهْتٌ، وَإِنَّهُمْ إِنْ يَعْلَمُوا بِإِسْلامِي قَبْلَ أَنْ تَسْأَلَهُمْ يَبْهَتُونِي، فَجَائَتِ الْيَهُودُ، فَقَالَ: ((أَيُّ رَجُلٍ عَبْدُ اللّٰهِ فِيكُمْ؟)) قَالُوا: خَيْرُنَا وَابْنُ خَيْرِنَا، وَسَيِّدُنَا وَابْنُ سَيِّدِنَا، قَالَ: ((أَرَأَيْتُمْ إِنْ أَسْلَمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلامٍ؟)) قَالُوا: أَعَاذَهُ اللّٰهُ مِنْ ذَلِكَ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، قَالُوا: شَرُّنَا وَابْنُ شَرِّنَا، فَانْتَقَصُوهُ، قَالَ: هَذَا الَّذِي كُنْتُ أَخَافُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ!))

سے پہلے کیا چیز پیش کی جائے گی؟ بچہ کب اپنے باپ کی صورت میں ہوگا اور کب اپنی ماں کی صورت پر؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے ابھی جبریل علیہ السلام نے آکر ان کے متعلق بتایا ہے۔'' عبداللہ بن سلام بولے: جبریل علیہ السلام نے؟ فرمایا: ''ہاں۔'' عبداللہ بن سلام نے کہا کہ وہ تو یہودیوں کے دشمن ہیں۔ اس پر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی: ﴿مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَى قَلْبِكَ﴾ .... ''اے نبی! آپ کہہ دیجیے کہ جو جبریل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ اتارا ہے۔'' (سورۂ بقرہ: ۹۷) اوران کے سوالات کے جواب میں فرمایا: ''قیامت کی سب سے پہلی نشانی ایک آگ ہوگی جو انسانوں کو مشرق سے مغرب کی طرف جمع کر لائے گی، اہل جنت کی دعوت میں جو کھانا سب سے پہلے پیش کیا جائے گا وہ مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ ہوگا اور جب مرد کا پانی عورت کے پانی پر غلبہ پا جاتا ہے تو بچہ باپ کی شکل پر ہوتا ہے اور جب عورت کا پانی مرد کے پانی پر غلبہ پا جاتا ہے تو بچہ ماں کی شکل پر ہوتا ہے۔'' عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ بول اُٹھے: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! یہودی بڑی بہتان باز قوم ہے، اگر اس سے پہلے کہ آپ میرے متعلق ان سے کچھ پوچھیں، انہیں میرے اسلام کا پتہ چل گیا تو مجھ پر بہتان تراشیاں شروع کر دیں گے۔ بعد میں جب یہودی آئے تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا: ''عبداللہ تمہارے یہاں کیسے آدمی سمجھے جاتے ہیں؟'' وہ کہنے لگے: ہم میں سب سے

بہتر اور ہم میں سب سے بہتر کے بیٹے، ہمارے سردار اور ہمارے سردار کے بیٹے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر وہ اسلام لے آئیں پھر تمہارا کیا خیال ہوگا؟'' کہنے لگے: اللہ تعالیٰ اس سے انہیں پناہ میں رکھے۔ اتنے میں سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے ظاہر ہو کر کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں۔ اب وہی یہودی ان کے بارے میں کہنے لگے کہ یہ ہم میں سب سے بدتر ہے اور سب سے بدتر شخص کا بیٹا ہے اور ان کی توہین شروع کر دی۔ سیدنا عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! یہی وہ چیز تھی کہ جس سے میں ڈرتا تھا۔

(20)......بَابُ عَدَدِ غَزَوَاتِ الرَّسُوْلِ ﷺ

رسول اللہ ﷺ بنفس نفیس کتنے غزوات میں شریک ہوئے

(٣٦٧٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ......

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: سَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ كَمْ غَزَوْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ، قُلْتُ: كَمْ غَزَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: سَبْعَ عَشْرَةَ۔

جناب ابو اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کتنے غزوات میں شریک ہوئے؟ انہوں نے کہا: سترہ، میں نے کہا: نبی ﷺ نے خود کتنے غزوات میں شرکت کی؟ انہوں نے کہا: سترہ۔

(٣٦٧١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ......

(٣٦٧٠) أخرجه البخاري: ٤٤٧١، ومسلم: ١٢٥٤

(٣٦٧١) أخرجه البخاري: ٤٤٠٤، ومسلم: ١٢٥٤

حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَرْقَمَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَأَنَّهُ حَجَّ بَعْدَمَا هَاجَرَ حَجَّةً وَاحِدَةً، لَمْ يَحُجَّ بَعْدَهَا: حَجَّةَ الْوَدَاعِ، قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: وَبِمَكَّةَ أُخْرَى۔

جناب ابو اسحاق سبیعی نے بیان کیا کہ مجھ سے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس غزوے کیے اور ہجرت کے بعد صرف ایک حج کیا۔ اس حج کے بعد پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حج نہیں کیا۔ یہ حج حجۃ الوداع تھا۔ ابو اسحاق نے بیان کیا کہ دوسرا حج آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت سے پہلے مکہ میں کیا تھا۔

(٣٦٧٢)۔أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ الْحِيرِيُّ، أَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ أَحْمَدَ الطُّوسِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيمِ بْنُ مُنِيبٍ، حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ وَاقِدٍ......

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ، حَدَّثَنِي أَبِي، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزَا تِسْعَ عَشْرَةَ غَزْوَةً، وَقَاتَلَ فِي ثَمَانٍ، وَبَعَثَ أَرْبَعًا وَعِشْرِينَ سَرِيَّةً، قَاتَلَ يَوْمَ بَدْرٍ، وَيَوْمَ أُحُدٍ، وَالأَحْزَابِ، وَالْمُرَيْسِيعِ، وَقُدَيْدٍ، وَخَيْبَرَ، وَمَكَّةَ، وَحُنَيْنٍ۔

سیدنا عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے والد محترم سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس غزوات میں شمولیت فرمائی اور ان میں سے آٹھ میں لڑے اور آپ نے چوبیس چھوٹے لشکر روانہ کیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر، جنگ احد، جنگ احزاب، غزوہ مریسیع، جنگ قدید، جنگ خیبر، غزوہ فتح مکہ اور جنگ حنین میں لڑائی کی۔

تشریح: جناب معمر نے امام زہری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چوبیس غزوات کیے۔ امام ابو عبداللہ الحافظ الحاکم رحمہ اللہ نے کہا: میں نے اپنی کتاب الاکلیل میں بالترتیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غزوات وسرایا کی تفصیل پیش کی ہے جو کہ سو سے زائد بنتے ہیں۔

(21)......بَابُ غَزْوَةِ بَدْرٍ

جنگ بدر

یہ جنگ ہجرت نبوی کے اٹھارہ ماہ بعد جمعۃ المبارک کی صبح ١٧ رمضان المبارک کو ہوئی۔ امام محمد بن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ﴾ .... ''جنگ بدر میں اللہ تعالیٰ نے عین اس وقت تمہاری مدد فرمائی تھی جبکہ تم نہایت گری ہوئی حالت میں تھے۔'' (سورۂ آل عمران: ١٢٣) یعنی تمہاری تعداد کم

(٣٦٧٢) أخرجه البخاري: ٤٤٧٣، ومسلم: ١٨١٤

تھی۔اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿يَوْمَ الْفُرْقَانِ﴾ .... ''جو دن حق و باطل کی جدائی کا تھا۔'' (سورۂ انفال:۴۱) یعنی بدر کی جنگ یوم الفرقان ہے کہ یہ حق و باطل کے درمیان فرق کرنے کا دن ہے۔بعض کے نزدیک اس سے مراد فتح مکہ والا دن ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا﴾ .... ''اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلے کی چیز دے گا۔'' (سورۂ انفال:۲۹) یعنی فتح و نصرت سے ہمکنار کرے گا۔

(۳۶۷۳)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، نَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كُنَّا أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَتَحَدَّثُ أَنَّ عِدَّةَ أَصْحَابِ بَدْرٍ عَلَى عِدَّةِ أَصْحَابِ طَالُوتَ الَّذِينَ جَاوَزُوا مَعَهُ النَّهْرَ، وَلَمْ يُجَاوِزْ مَعَهُ إِلَّا مُؤْمِنٌ بِضْعَةَ عَشَرَ وَثَلَاثَ مِائَةٍ۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں یہ گفتگو کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد بھی اتنی ہی تھی جتنی اصحاب طالوت کی، جنہوں نے آپ کے ساتھ نہر فلسطین پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر کو پار کرنے والے صرف مومن ہی تھے یعنی تین سو دس سے کچھ افراد زائد تھے۔

(۳۶۷۴)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، عَنْ مُخَارِقٍ......

عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ، يَقُولُ: شَهِدْتُ مِنَ الْمِقْدَادِ بْنِ الْأَسْوَدِ مَشْهَدًا لَأَنْ أَكُونَ صَاحِبَهُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا عُدِلَ بِهِ، أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُو عَلَى الْمُشْرِكِينَ، فَقَالَ: لَا نَقُولُ كَمَا قَالَ قَوْمُ مُوسَى: ﴿اذْهَبْ أَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَا﴾ وَلَكِنَّا نُقَاتِلُ عَنْ يَمِينِكَ، وَعَنْ شِمَالِكَ، وَبَيْنَ يَدَيْكَ، وَخَلْفَكَ، فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَقَ وَجْهُهُ وَسَرَّهُ۔

جناب طارق بن شہاب نے کہا کہ میں نے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں نے سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے ایک ایسی بات سنی کہ اگر وہ بات میری زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لیے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مشرکین کے لیے بددعا کر رہے تھے۔انہوں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہم وہ نہیں کہیں گے جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا کہ جاؤ تم اور تمہارا رب ان سے لڑو بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔ میں نے دیکھا

(۳۶۷۳) أخرجه البخاري: ۳۹۵۸
(۳۶۷۴) أخرجه البخاري: ۳۹۵۲

کہ نبی کریم ﷺ کا چہرہ مبارک چمکنے لگا اور آپ خوش ہو گئے۔

(٣٦٧٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ بَدْرٍ: ((اللّٰهُمَّ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ)) فَأَخَذَ أَبُو بَكْرٍ بِيَدِهِ، فَقَالَ: حَسْبُكَ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: ((سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر والے دن یہ دعا کی تھی: ((اللّٰهُمَّ أَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ، اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ)) ''اے اللہ! میں تجھے تیرا وعدۂ نصرت یاد دلاتا ہوں۔ اے اللہ! اگر تو چاہے (ان تھوڑے سے مسلمانوں کو بھی ہلاک کر دے) پھر آج کے بعد تیری عبادت باقی نہیں رہے گی۔'' پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا: بس اے اللہ کے رسول! پھر آپ ﷺ خیمہ سے باہر نکلے تو زبان مبارک پر یہ آیت تھی: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ .... ''عنقریب کافروں کی جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔'' (سورۂ قمر:۴۵)

(٣٦٧٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ عِكْرِمَةَ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ بَدْرٍ: ((هٰذَا جِبْرِيلُ آخِذٌ بِرَأْسِ فَرَسِهِ عَلَيْهِ أَدَاةُ الْحَرْبِ۔))

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے جنگ بدر والے دن فرمایا: ''یہ ہیں حضرت جبریل علیہ السلام اپنے گھوڑے کا سر تھامے ہوئے اور ہتھیار لگائے ہوئے۔''

(٣٦٧٥) أخرجه البخاري: ٢٩١٥، ٤٨٧٥

(٣٦٧٦) أخرجه البخاري: ٣٩٩٥

(٣٦٧٧)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، حَدَّثَنِي أَبُو زُمَيْلٍ وَهُوَ سِمَاكٌ الْحَنَفِيُّ......

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ، نَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْمُشْرِكِينَ وَهُمْ أَلْفٌ وَأَصْحَابُهُ ثَلاثُمِائَةٍ وَتِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلا، فَاسْتَقْبَلَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِبْلَةَ، ثُمَّ مَدَّ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ: ((اللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ آتِنِي مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الإِسْلامِ لا تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ)) فَمَا زَالَ يَهْتِفُ بِرَبِّهِ، مَادًّا يَدَيْهِ، مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ حَتَّى سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبَيْهِ، فَأَتَاهُ أَبُو بَكْرٍ، فَأَخَذَ رِدَائَهُ، فَأَلْقَاهُ عَلَى مَنْكِبَيْهِ، ثُمَّ الْتَزَمَهُ مِنْ وَرَائِهِ، وَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ كَذَاكَ مُنَاشَدَتَكَ رَبَّكَ، فَإِنَّهُ سَيُنْجِزُ لَكَ مَا وَعَدَكَ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِنَ الْمَلائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾ فَأَمَدَّهُ اللّٰهُ بِالْمَلائِكَةِ۔

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس دن بدر کی لڑائی ہوئی تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکوں کو دیکھا وہ ایک ہزار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین تین سو انیس تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف منہ کیا، پھر دونوں ہاتھ پھیلائے اور پکار پکار کر اپنے رب سے دعا کرنے لگے: ((اللّٰهُمَّ أَنْجِزْ لِي مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ آتِنِي مَا وَعَدْتَنِي، اللّٰهُمَّ إِنَّكَ إِنْ تُهْلِكْ هَذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ أَهْلِ الإِسْلامِ لا تُعْبَدْ فِي الأَرْضِ)) ''اے اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما دے۔ اے اللہ! تو نے جو مجھ وعدہ کیا ہے وہ مجھے عطا فرما دے۔ اے اللہ! اگر آج اہل اسلام کا یہ گروہ اگر ہلاک ہو گیا تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ دراز کیے، قبلہ رخ ہوئے اور خوب تضرّع کے ساتھ دعا کی یہاں تک کہ دونوں کندھوں سے چادر گر گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر درست کی، اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک کندھوں پر ڈالا پھر پیچھے سے لپٹ گئے اور کہا: اے اللہ کے نبی! بس آپ کی اتنی دعا کافی ہے۔ اب اللہ تعالیٰ آپ سے کیا ہوا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری: ﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ

(٣٦٧٧) أخرجه مسلم: ١٧٦٣

لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُم بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرْدِفِينَ﴾
.... ''اس وقت کو یاد کرو جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالی نے تمہاری سن لی کہ میں تم کو ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے۔'' (سورۂ انفال:۹) پھر اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی مدد فرشتوں کے ذریعے کی۔

ابوزمیل نے کہا: مجھ سے یہ حدیث سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کی اور کہا کہ اس روز ایک مسلمان ایک مشرک شخص کے پیچھے دوڑ رہا تھا جو اس کے آگے تھا۔ اتنے میں اوپر سے اس نے کوڑے کی آواز سنی اور ایک شہسوار کی آواز سنائی دی۔ وہ کہتا تھا: حیزوم! آگے بڑھو۔ مسلمان نے مشرک کو اپنے آگے دیکھا کہ وہ چت گر پڑا ہے، لپک کر دیکھا تو اس کی ناک پر چوٹ کا نشان تھا، چہرہ پھٹا ہوا تھا، جیسے تلوار سے مارا گیا ہو اور یہ سب کا سب ہرا پڑ گیا تھا۔ اس انصاری مسلمان نے آکر رسول اللہ ﷺ سے یہ ماجرا بیان کیا تو آپ نے فرمایا: ''تم سچ کہتے ہو، یہ تیسرے آسمان کی مدد تھی۔'' اس دن مسلمانوں نے کافروں کے ستر افراد قتل کیے اور ستر ہی کو قیدی بنایا۔

شرح: حدیث مبارکہ کا مطلب بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ نبی ﷺ نے حد درجہ عاجزی وانکسار، تضرّع والحاح کے ساتھ دعا کی اور پھر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: اے اللہ کے رسول! بس کیجیے۔ آپ ﷺ نے اپنے رب سے بڑے الحاح کے ساتھ دعا فرمائی ہے وہ یقیناً آپ سے کیے گئے وعدۂ نصرت کو پورا کرے گا۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ دعا سے قبل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دل میں کوئی بے یقینی کی کیفیت تھی، نہیں بالکل نہیں۔ بلکہ رب تعالیٰ پر اعتماد کے سلسلہ میں سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا معاملہ بہت بلند اور ارفع تھا۔ دراصل جنگ بدر والے دن چونکہ یہ اسلام اور کفر کے مابین پہلا فیصلہ کن معرکہ تھا اس لیے آپ ﷺ نے بہت طویل اور تھکا دینے والی دعا فرمائی جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے دلوں میں آپ ﷺ کے لیے شفقت کے جذبات امڈ آئے۔ اسلامی لشکر کو اپنے سے کئی گناہ زیادہ لشکر سے پالا پڑنے والا تھا اس لیے آپ ﷺ نے بھی خوب رو رو کر دعا فرمائیں جس سے تمام

مسلمانوں کے دلوں میں سکون واطمینان کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ مسلمانوں کے دلوں میں اس بات کا قوی یقین تھا کہ آپ کی دعائیں ردّ نہیں ہوتیں اور انہیں ضرور شرف قبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ جب سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول! بس کیجیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کرنا بند کر دی کہ اب صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے دلوں میں یقین آ گیا ہے تبھی تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اطہر سے نکلے ہوئے یہ الفاظ: ﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ﴾ .... ''عنقریب کافروں کی جماعت شکست کھائے گی اور یہ سب پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے۔'' (سورۂ قمر: ۴۵) بھی اس کیفیت پر دلالت کناں ہیں، واللہ اعلم۔

(٣٦٧٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يُوسُفُ بْنُ الْمَاجِشُونِ......

عَنْ صَالِحِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَدِّهِ، بَيْنَا أَنَا وَاقِفٌ فِي الصَّفِّ يَوْمَ بَدْرٍ، نَظَرْتُ عَنْ يَمِينِي وَشِمَالِي، فَإِذَا أَنَا بِغُلَامَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ حَدِيثَةٌ أَسْنَانُهُمَا تَمَنَّيْتُ أَنْ أَكُونَ بَيْنَ أَصْلَحَ مِنْهُمَا، فَغَمَزَنِي أَحَدُهُمَا، فَقَالَ: يَا عَمِّ هَلْ تَعْرِفُ أَبَا جَهْلٍ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، مَا حَاجَتُكَ يَابْنَ أَخِي؟ قَالَ: أُخْبِرْتُ أَنَّهُ يَسُبُّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَئِنْ رَأَيْتُهُ لَا يُفَارِقُ سَوَادِي سَوَادَهُ حَتَّى يَمُوتَ الْأَعْجَلُ مِنَّا، فَتَعَجَّبْتُ لِذَلِكَ، فَغَمَزَنِي الْآخَرُ، فَقَالَ لِي مِثْلَهَا، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ نَظَرْتُ إِلَى أَبِي جَهْلٍ يَجُولُ فِي النَّاسِ قُلْتُ: أَلَا إِنَّ هَذَا صَاحِبُكُمَا الَّذِي سَأَلْتُمَانِي، فَابْتَدَرَاهُ بِسَيْفَيْهِمَا، فَضَرَبَاهُ حَتَّى قَتَلَاهُ، ثُمَّ انْصَرَفَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

جناب صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف اپنے والد ابراہیم سے اور وہ ان کے دادا سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: بدر کی لڑائی میں مَیں صف کے اندر کھڑا تھا۔ میں نے جو دائیں بائیں جانب دیکھا تو میرے دونوں طرف قبیلہ انصار کے دو نوخیز لڑکے تھے۔ میں نے آرزو کی کاش! میں ان سے زبر دست زیادہ عمر والوں کے بیچ میں ہوتا۔ ایک نے میری طرف اشارہ کیا اور پوچھا: چچا! آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا کہ ہاں، لیکن بیٹے تم لوگوں کو اس سے کیا کام ہے؟ لڑکے نے جواب دیا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اگر مجھے وہ مل گیا تو اس وقت تک میں اس سے جدا نہ ہوگا جب تک ہم میں سے کوئی جس کی قسمت میں پہلے مرنا ہوگا، مر نہ جائے۔ مجھے اس بات پر بڑی حیرت ہوئی، پھر دوسرے نے اشارہ کیا اور وہی باتیں اس نے بھی کہیں۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے

(٣٦٧٨) أخرجه البخاري: ٣١٤١، ومسلم: ١٧٥٢

فَأَخْبَرَاهُ قَالَ: ((أَيُّكُمَا قَتَلَهُ؟)) فَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا: أَنَا قَتَلْتُهُ، فَقَالَ: ((هَلْ مَسَحْتُمَا سَيْفَيْكُمَا؟)) قَالَا: لَا، فَنَظَرَ فِي السَّيْفِ، فَقَالَ: ((كِلَاكُمَا قَتَلَهُ)) سَلَبُهُ لِمُعَاذِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ، وَكَانَا مُعَاذَ بْنَ عَفْرَاءَ، وَمُعَاذَ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْجَمُوحِ۔

تھے کہ مجھے ابوجہل دکھائی دیا جو لوگوں میں کفار کے لشکر میں گھومتا پھر رہا تھا۔ میں نے ان لڑکوں سے کہا کہ جس کے متعلق تم مجھ سے پوچھ رہے تھے، وہ سامنے پھرتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ دونوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو خبر دی تو آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم میں سے کس نے اسے مارا ہے؟'' دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے قتل کیا ہے۔ اس لیے آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ ''کیا اپنی تلواریں تم نے صاف کر لیں ہیں؟'' انہوں نے عرض کیا: نہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا: ''تم دونوں ہی نے اسے مارا ہے۔'' اور اس کا سارا سامان معاذ بن عمرو بن جموح کو ملے گا۔ وہ دونوں نوجوان معاذ بن عفراء اور معاذ بن عمرو بن جموح تھے۔

تشریح: ایک روایت میں ہے کہ سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے خواہش کی کہ کاش میں ان دونوں سے زیادہ مضبوط اور قوی افراد کے درمیان ہوتا۔

(٣٦٧٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، سَمِعَ رَوْحَ بْنَ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ......

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ يَوْمَ بَدْرٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ، فَقُذِفُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ خَبِيثٍ مُخْبِثٍ، وَكَانَ إِذَا ظَهَرَ

جناب قتادہ سے روایت ہے کہ ہمیں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا کہ جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے حکم سے قریش کے چوبیس مقتول سردار بدر کے ایک بہت ہی اندھیرے اور گندے کنویں میں پھینک دیئے گئے۔ آپ ﷺ کی

(٣٦٧٩) أخرجه البخاري: ٣٠٦٥، ومسلم: ٢٨٧٥

عَلَى قَوْمٍ ، أَقَامَ بِالْعَرْصَةِ ثَلاثَ لَيَالٍ ، فَلَمَّا كَانَ بِبَدْرٍ الْيَوْمَ الثَّالِثَ ، أَمَرَ بِرَاحِلَتِهِ ، فَشُدَّ عَلَيْهَا رَحْلُهَا ، ثُمَّ مَشَى ، وَاتَّبَعَهُ أَصْحَابُهُ ، وَقَالُوا: مَا نَرَى يَنْطَلِقُ إِلا لِبَعْضِ حَاجَتِهِ حَتَّى قَامَ عَلَى شَفَةِ الرَّكِيِّ ، فَجَعَلَ يُنَادِيهِمْ بِأَسْمَائِهِمْ ، وَأَسْمَاءِ آبَائِهِمْ: يَا فُلانُ بْنَ فُلان ، وَيَا فُلانُ بْنَ فُلان أَيَسُرُّكُمْ أَنَّكُمْ أَطَعْتُمُ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ ، فَإِنَّا قَدْ وَجَدْنَا مَا وَعَدَنَا رَبُّنَا حَقًّا ، فَهَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا؟ قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! مَا تُكَلِّمُ مِنْ أَجْسَادٍ لا أَرْوَاحَ لَهَا؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ ، مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ)) قَالَ قَتَادَةُ: أَحْيَاهُمُ اللّٰهُ حَتَّى أَسْمَعَهُمْ قَوْلَهُ تَوْبِيخًا وَتَصْغِيرًا وَنِقْمَةً وَحَسْرَةً وَنَدَمًا۔

عادت مبارکہ تھی کہ جب دشمن پر غالب ہوتے تو میدان جنگ میں تین دن تک قیام فرماتے۔ جنگ بدر کے خاتمہ کے تیسرے دن آپ ﷺ کے حکم سے آپ کی سواری پر کجاوہ باندھا گیا اور آپ روانہ ہوئے۔ آپ ﷺ کے اصحاب بھی آپ کے ساتھ تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا: غالباً آپ کسی ضرورت کے لیے تشریف لے جا رہے ہیں۔ آخر آپ ﷺ اس کنویں کے کنارے آ کر کھڑے ہو گئے اور کفار قریش کے مقتولین سرداروں کے نام ان کے باپ کے نام کے ساتھ لے کر انہیں آواز دینے لگے کہ ''اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں! کیا آج تمہارے لیے یہ بات بہتر نہیں تھی کہ تم نے دنیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی ہوتی؟ بے شک ہم سے ہمارے رب نے جو وعدہ کیا تھا وہ ہمیں پوری طرح مل گیا۔ تو کیا تمہارے رب کا تمہارے متعلق جو وعدہ (عذاب کا) تھا وہ بھی تمہیں پوری طرح مل گیا؟'' ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے: اے اللہ کے رسول! آپ ان لاشوں سے کیوں خطاب فرما رہے ہیں؟ جن میں کوئی جان نہیں ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، جو کچھ میں کہہ رہا ہوں تم لوگ ان سے زیادہ اسے نہیں سُن رہے ہو۔'' جناب قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر دیا تھا۔ تاکہ نبی ﷺ انہیں اپنی بات سنا دیں۔ ان کی توبیخ، ذلت، نامرادی اور حسرت وندامت کے لیے۔

شرح ((الصَّنَادِيْد)) ''سرداران قوم۔'' سربرآوردہ شخص کو عربی زبان میں رَجُلٌ صَنْدِيْدٌ کہا جاتا ہے۔

((اَلطَّوِیُّ)) ''لیپا ہوا کنواں جس کی منڈیر پر پتھر چُن دیئے گئے ہوں تا کہ اس کے کنارے گرنے سے محفوظ ہو جائیں۔''

میں کہتا ہوں کہ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ﴿وَمَا اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ﴾ .... ''اور آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں ہیں۔'' (سورۂ فاطر:۲۲) اس سے مراد کافر لوگ ہیں جن کے دلوں کو کفر نے موت سے ہمکنار کر دیا ہے۔ اے پیغمبر! تو انہیں حق کی بات نہیں سنا سکتا اور ہدایت پر گامزن نہیں کر سکتا۔ مطلب یہ ہوا کہ جس طرح مرے اور قبر میں دفن ہونے کے بعد مردہ کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا، اسی طرح کافر ومشرک جن کی قسمت میں بدبختی لکھی ہے دعوت وتبلیغ سے انہیں فائدہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ ایک دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا اَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ﴾ .... ''اور آپ نہ اندھوں کو ان کی گمراہی سے ہٹا کر رہنمائی کر سکتے ہیں۔'' (سورۂ نمل:۸۱)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک سفر میں مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے کہ وہ ہمیں جنگ بدر کا احوال سنانے لگے۔ انہوں نے بیان کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن پہلے مشرکین کی قتل گاہوں کی نشاندہی فرما دی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''کل کو فلاں شخص کی لاش ان شاء اللہ یہاں ہوگی۔'' سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر مبعوث فرمایا ہے! جس جگہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے گرنے کی نشاندہی کی تھی وہ شخص اس سے سرمو آگے پیچھے نہ ہوا۔

(22)......بَابُ غَزْوَةِ بَنِي النَّضِيْرِ
غزوہ بنی نضیر

امام زہری رحمہ اللہ نے جناب عروہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ غزوہ جنگ بدر کے چھ ماہ بعد جنگ احد سے قبل وقوع پذیر ہوا اور مؤرخ ابن اسحاق نے اس غزوہ کے واقع ہونے کا وقت بئر معونہ کے المیہ اور غزوہ احد کے بعد بتایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَخْرَجَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ دِيَارِهِمْ لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ .... ''وہی ہے جس نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے پہلے حشر کے وقت نکالا۔'' (سورۂ حشر:۲)

جناب سعید بن جُبیر رحمہ اللہ نے کہا: یہ آیت سورۂ حشر کی ہے تو انہوں نے کہا: تو اسے سورۂ نضیر کہہ۔

فائدہ: یہ سورت یہود کے ایک قبیلے بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اس لیے اس کو سورۂ نضیر بھی کہتے ہیں۔ (ع،س)

اور حشر سے مراد جلا وطنی ہے۔ اس کو ''اول حشر'' سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ یہ بنو نضیر کی پہلی جلا وطنی تھی جو مدینے سے ہوئی کہ انہیں مدینہ سے نکال دیا گیا۔ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: یہ شام کی طرف پہلا حشر ہے۔ دوبارہ تمام انسانوں کو قیامت کے دن شام کی طرف دھکیلا جائے گا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿لِاَوَّلِ الْحَشْرِ﴾ .... ''ان کے گھروں سے

پہلے حشر کے وقت نکالا۔''

(٣٦٨٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، أَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَارَبَتِ النَّضِيرُ، وَأَقَرَّ قُرَيْظَةَ وَمَنْ عَلَيْهِمْ حَتَّى حَارَبَتْ قُرَيْظَةُ، فَقَتَلَ رِجَالَهُمْ، وَقَسَمَ نِسَاءَهُمْ، وَأَوْلادَهُمْ، وَأَمْوَالَهُمْ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ إِلا بَعْضَهُمْ لَحِقُوا بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَآمَنَهُمْ، وَأَسْلَمُوا، وَأَجْلَى يَهُودَ الْمَدِينَةِ كُلَّهُمْ بَنِي قَيْنُقَاعٍ، وَهُمْ رَهْطُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلامٍ، وَيَهُودَ بَنِي حَارِثَةَ، وَكُلَّ يَهُودِ الْمَدِينَةِ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ بنونضیر نے معاہدہ توڑ کر لڑائی مول لی اور بنوقریظہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن نہیں کیا اور اس طرح ان پر احسان فرمایا حتی کہ بنوقریظہ نے بھی جنگ مول لی۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے مردوں کو قتل کروادیا اور ان کی عورتوں، بچوں اور مال کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ صرف بعض بنی قریظہ اس سے الگ قرار دیئے گئے تھے کیونکہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پناہ میں آ گئے تھے۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پناہ دی اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کے تمام یہودیوں کو جلاوطن کی دیا تھا۔ بنوقینقاع کو بھی جو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا قبیلہ تھا، یہود بنی حارثہ کو اور مدینہ کے تمام یہودیوں کو۔

(٣٦٨١)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا حِبَّانُ، أَخْبَرَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّقَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وقَالَ: وَلَهَا يَقُولُ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ: وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيق بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِير۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنونضیر کے کھجور کے باغات جلوا دیئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ شعر کہا تھا: وَهَانَ عَلَى سَرَاةِ بَنِي لُؤَيٍّ حَرِيق

(٣٦٨٠) أخرجه البخاري: ٤٠٢٨، ومسلم: ١٧٦٦

(٣٦٨١) أخرجه البخاري: ٤٠٣٢

بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيرٌ) ''بنی لؤی کے سرداروں کے لیے یہ معمولی بات تھی کہ بُویرہ میں آگ کے شعلے بلند ہوں۔''

(٣٦٨٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا آدَمُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَرَّقَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَخْلَ بَنِي النَّضِيرِ، وَقَطَعَ وَهِيَ الْبُوَيْرَةُ، فَنَزَلَتْ: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِينَةٍ....﴾ الآيَةُ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے مقام بُویرہ میں پائے جانے والے کھجور کے باغات کو کاٹ کر آگ لگوا دی تھی۔ اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نازل ہوا: ﴿مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لِّينَةٍ....﴾ ''تم نے کھجور کے جو درخت کاٹے یا جنہیں اپنے تنوں پر کھڑا رہنے دیا وہ سب اللہ ہی کے اذن سے تھا اور ایسا اس لیے کیا گیا تا کہ اللہ ان فاسقوں کو رسوا کرے۔'' (سورۂ حشر: ۵)

(23)......بَابُ غَزْوَةِ اُحُدٍ

غزوۂ احد کا بیان

یہود کے سردار کعب بن اشرف اور ابو رافع بن ابی الحقیق کا قتل غزوۂ احد سے پہلے ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَإِذْ غَدَوْتَ مِنْ أَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِينَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ﴾ .... ''اے نبی! اس وقت کو بھی یاد کرو جب صبح ہی صبح آپ اپنے گھر سے نکل کر مسلمانوں کو میدان جنگ میں لڑائی کے مورچوں پر باقاعدہ بٹھا رہے تھے۔'' (سورۂ آل عمران:۱۲۱) نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ﴾ .... ''اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا جبکہ تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔'' (سورۂ آل عمران:۱۵۲) یعنی جب تم انہیں قتل کرتے ہوئے ان کی بیخ کنی کر رہے تھے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِذْ تُصْعِدُونَ وَلَا تَلْوُونَ عَلَى أَحَدٍ﴾ .... ''جب تم چڑھے چلے جا رہے تھے اور کسی کی طرف توجہ نہیں کرتے تھے۔'' (سورۂ آل عمران:۱۵۳) عربی زبان میں سفر کے آغاز میں ہر راہی سفر کو مصعد کہا جاتا ہے اور واپسی کی راہ لینے والے کو منحدر کہا جاتا ہے اسی طرح کسی اور کام کی ابتداء کرنے والے کے لیے بھی یہی اصطلاح ہے (یہاں ''تصعدون'' کے معنی اپنی رو بھاگے جانے یا وادی کی طرف چڑھے جانے کے ہیں۔ (ع،س)

(٣٦٨٢) أخرجه البخاري: ٤٠٣١، ومسلم: ١٧٤٦

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَأَثَابَكُمْ غَمًّا بِغَمٍّ﴾ .... ''تمہیں غم پر غم پہنچا۔'' (سورۂ آل عمران:۱۵۳) یعنی یکے بعد دیگرے غم سے دو چار ہونا پڑا۔ پہلے غم سے مراد ہے زخمی ہونا اور مسلمانوں کی شہادت، دوسرے غم سے مراد آپ ﷺ کی خبر شہادت سے پہنچنے والا غم کہ جس نے پہلے غم کو بھلا دیا تھا۔

(٣٦٨٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ......

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: لَمَّا خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ، رَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ خَرَجَ مَعَهُ، وَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِرْقَتَيْنِ: فِرْقَةٌ تَقُولُ: نُقَاتِلُهُمْ، وَفِرْقَةٌ تَقُولُ: لا نُقَاتِلُهُمْ، فَنَزَلَتْ: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا....﴾ وَقَالَ: ((إِنَّهَا طَيْبَةٌ تَنْفِي الذُّنُوبَ كَمَا تَنْفِي النَّارُ خَبَثَ الْفِضَّةِ۔))

سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ احد کے لیے نکلے تو کچھ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے (منافقین) واپس ہوگئے، پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی ان واپس ہونے والے منافقین کے بارے میں دو رائیں ہوگئی تھیں۔ ایک جماعت تو کہتی کہ ہمیں پہلے ان منافقین سے جنگ کرنی چاہیے۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا﴾ .... ''تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ منافقوں کے بارے میں دو گروہ ہو رہے ہو؟ انہیں تو ان کے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اوندھا کر دیا ہے۔'' (سورۂ نساء:۸۸) اور نبی ﷺ نے فرمایا: ''مدینہ 'طیبہ' ہے، سرکشوں کو یہ اس طرح اپنے سے دور کر دیتا ہے جیسے آگ کی بھٹی چاندی کے میل کچیل کو دور کر دیتی ہے۔''

(٣٦٨٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو مَعْمَرٍ، نَا عَبْدُ الْوَارِثِ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ، انْهَزَمَ النَّاسُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اُحد کی لڑائی کے موقع پر مسلمان نبی کریم ﷺ کے پاس سے جدا ہو گئے تھے۔

(٣٦٨٣) أخرجه البخاري: ٤٠٥٠، ومسلم: ٢٧٧٦

(٣٦٨٤) أخرجه البخاري: ٢٨٨٠، ومسلم: ١٨١١

وَأَبُو طَلْحَةَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُجَوِّبٌ عَلَيْهِ بِحَجْفَةٍ لَهُ، وَكَانَ أَبُو طَلْحَةَ رَجُلًا رَامِيًا شَدِيدَ النَّزْعِ، كَسَرَ يَوْمَئِذٍ قَوْسَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا، وَكَانَ الرَّجُلُ يَمُرُّ مَعَهُ بِجَعْبَةٍ مِنَ النَّبْلِ، فَيَقُولُ: انْثُرْهَا لِأَبِي طَلْحَةَ۔ فَأَشْرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ إِلَى الْقَوْمِ، فَيَقُولُ أَبُو طَلْحَةَ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي، لَا تُشْرِفْ يُصِيبُكَ سَهْمٌ مِنْ سِهَامِ الْقَوْمِ، نَحْرِي دُونَ نَحْرِكَ وَلَقَدْ رَأَيْتُ عَائِشَةَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ، وَأُمَّ سُلَيْمٍ، وَإِنَّهُمَا لَمُشَمِّرَتَانِ، أَرٰى خَدَمَ سُوْقِهِمَا، تَنْقُزَانِ الْقِرَبَ عَلٰى مُتُوْنِهِمَا، تُفْرِغَانِهِ أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، ثُمَّ تَرْجِعَانِ، فَتَمْلَآنِهَا، ثُمَّ تَجِيئَانِ، فَتُفْرِغَانِهِ فِي أَفْوَاهِ الْقَوْمِ، وَلَقَدْ وَقَعَ السَّيْفُ مِنْ أَبِي طَلْحَةَ إِمَّا مَرَّتَيْنِ وَإِمَّا ثَلَاثًا۔

سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے ڈھال سے آڑ کیے ہوئے تھے اور سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بڑے اچھے اور زور دار تیرانداز تھے۔ جنگ احد کے دن انہوں نے دو یا تین کمانیں توڑیں۔ اس روز جب کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے تیروں کا ترکش لے کر گزرتا تو آپ اس سے فرماتے: تو تمام تیر ابوطلحہ کے سامنے بکھیر دے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کافروں کو سر اُٹھاتے دیکھتے تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کہتے: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! آپ سر نہ اُٹھائیں، کہیں آپ کو کسی کافر کا کوئی تیر نہ لگ جائے۔ میرا سینہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ مبارک کی حفاظت کے لیے ہے۔ (انہوں نے بیان کیا کہ) میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ یہ اپنے ازار سمیٹے ہوئے تھیں اور پانی کے مشکیزے اپنی پشت پر ادھر سے اُدھر چھلکاتی ہوئی لیے جارہی تھیں اور قوم کو اس میں سے پانی پلاتی تھیں۔ اس روز سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے دو مرتبہ یا تین مرتبہ تلوار گر پڑی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ دو یا تین مرتبہ اونگھ کی بنا پر تلوار گر پڑی تھی۔

شرح ((مُجَوِّبٌ)) اَلْجَوْب سے ماخوذ ہے جس کا معنی ''ڈھال'' ہے اور اس کی جمع اَجْوَاب آتی ہے۔

((مُتَقَرِّسٌ عَلَيْهِ بِحَجَفَةٍ)) ''وہ ڈھال سے آپ کے اوپر آڑ بنائے ہوئے تھے۔''

((اَلْخَدَم)) یہ لفظ خَدَمَة کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے ''پازیب''۔

((تَنْقُزَان)) ''تیز چلنے کی وجہ سے اچھلتی ہوئی چلتی تھیں۔'' بعض روایات میں (تَزْفِرَانِ الْقِرَبَ) کے الفاظ آتے ہیں اور ان کا معنی ''مشکیزوں کو بھر کر لے جاتی تھیں۔''

(٣٦٨٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ،

(٣٦٨٥) أخرجه البخاري: ٤٠٦٨

نَـا مُـحَـمَّـدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَبُو يَعْقُوبَ ، نَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ ، نَا شَيْبَانُ ، عَنْ قَتَادَةَ......

نَـا أَنَسٌ ، ان ابا طلحة قال: غشينا النعاس ، ونـحـن فـي مَصَافِّنَا يَوْمَ أُحُدٍ ، قَالَ: فَجَعَلَ سَيْـفِــي يَسْـقُـطُ مِـنْ يَـدِي وَآخُذُهُ وَيَسْقُطُ وَآخُذُهُ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ہم جنگ احد میں (دشمن کے مقابل) صفیں باندھے کھڑے تھے تو ہمیں اونگھ نے آگھیرا اور اسی حالت میں میری تلوار گر پڑی۔ میں اسے اُٹھا لیتا، پھر گر جاتی اور میں اسے پھر اُٹھا لیتا۔

(٣٦٨٦)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ الْـمَـلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُـوسُفَ ، نَـا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ جَدِّهِ ، ......

عَنْ سَعْدِ بِنِ أَبِي وَقَّاصٍ ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰـهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ ، وَمَعَهُ رَجُـلَانِ يُـقَـاتِلَان عَنْهُ ، عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيضٌ كَأَشَدِّ الْقِتَالِ ، مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلا بَعْدُ۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: غزوۂ اُحد کے موقع پر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے ساتھ دو اصحاب (یعنی جبریل اور میکائیل علیہما السلام انسانی صورت میں) آئے ہوئے تھے۔ وہ آپ کو اپنی حفاظت میں لے کر کفار سے بڑی سختی سے لڑ رہے تھے۔ ان کے جسم پر سفید کپڑے تھے۔ میں نے انہیں نہ اس سے پہلے کبھی دیکھا تھا اور نہ اس کے بعد کبھی دیکھا۔

(٣٦٨٧)۔ أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ الْـمَـلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، نَا يَعْقُوبُ ، ......

عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ ، وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَـغْسِـلُ جُـرْحَ رَسُـولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

جناب ابو حازم رحمہ اللہ نے سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے سنا، ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (غزوۂ احد کے موقع پر ہونے والے) زخموں کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے بیان کیا کہ اللہ کی قسم! مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(٣٦٨٦) أخرجه البخاري: ٤٠٥٤ ، ٥٨٢٦ ، ومسلم: ٢٣٠٦

(٣٦٨٧) أخرجه البخاري: ٤٠٧٥ ، ومسلم: ١٧٩٠

وَسَلَّمَ، وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ الْمَاءَ، وَبِمَا دُووِيَ: كَانَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهُ، وَعَلِيٌّ يَسْكُبُ الْمَاءَ بِالْمِجَنِّ، فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيدُ الدَّمَ إِلا كَثْرَةً، أَخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيرٍ، فَأَحْرَقَتْهَا، فَأَلْصَقَتْهَا، فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ، وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ، وَجُرِحَ وَجْهُهُ، وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلَى رَأْسِهِ۔

کے زخموں کو کس نے دھویا تھا اور کون ان پر پانی ڈال رہا تھا اور کس دوا سے آپ ﷺ کا علاج کیا گیا۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی صاحب زادی خون کو دھو رہی تھیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ڈھال سے پانی ڈال رہے تھے۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی ڈالنے سے خون اور زیادہ نکلا آ رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لے کر جلایا اور پھر اسے زخم پر چپکا دیا، جس سے خون آنا بند ہو گیا۔ اسی دن رسول اللہ ﷺ کے آگے کے دندان مبارک شہید ہوئے تھے اور آپ علیہ السلام کا چہرہ مبارک بھی زخمی ہو گیا تھا اور خود سر مبارک پر ٹوٹ گئی تھی۔

(٣٦٨٨)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، حَدَّثَنِي أَبِي......

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: مَا نَعْلَمُ حَيًّا مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ أَكْثَرَ شَهِيدًا أَغَرَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنَ الأَنْصَارِ، قَالَ قَتَادَةُ: نَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّهُ قُتِلَ مِنْهُمْ يَوْمَ أُحُدٍ سَبْعُونَ، وَيَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ سَبْعُونَ، وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ سَبْعُونَ۔ قَالَ: وَكَانَ بِئْرُ مَعُونَةَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَيَوْمَ الْيَمَامَةِ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ، يَوْمَ مُسَيْلِمَةَ الْكَذَّابِ۔

جناب معاذ بن ہشام نے بیان کیا کہ مجھ سے میرے والد گرامی نے بیان کیا اور ان سے جناب قتادہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ عرب کے تمام قبائل میں کوئی قبیلہ انصار کے مقابلے میں اس عزت کو حاصل نہیں کر سکا کہ اس کے سب سے زیادہ آدمی شہید ہوئے اور وہ قبیلہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عزت کے ساتھ اُٹھے گا۔

جناب قتادہ رحمہ اللہ نے کہا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے ہم سے بیان کیا کہ غزوۂ اُحد میں قبیلہ انصار کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ بئر معونہ کے حادثہ میں ان کے ستر آدمی شہید ہوئے اور یمامہ کی لڑائی میں اس کے ستر آدمی شہید ہوئے۔ راوی نے بیان کیا کہ بئر معونہ کا واقعہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں پیش آیا تھا اور یمامہ کی جنگ سیدنا

(٣٦٨٨) أخرجه البخاري: ٤٠٧٨

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی جو مسیلمہ کذاب سے لڑی گئی تھی۔

(٣٦٨٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عَمْرٍو......

سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ أَرَأَيْتَ إِنْ قُتِلْتُ، فَأَيْنَ أَنَا؟ قَالَ: ((فِي الْجَنَّةِ)) فَأَلْقَى تَمَرَاتٍ فِي يَدِهِ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتَّى قُتِلَ۔

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک صحابی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ اُحد کے موقع پر پوچھا: اے اللہ کے رسول! اگر میں قتل کر دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت میں۔'' انہوں نے کھجور پھینک دی جو ان کے ہاتھ میں تھی اور لڑنے لگے یہاں تک کہ شہید ہو گئے۔

(24)......بَابُ قَتْلِ أَهْلِ بِئْرِ مَعُوْنَةَ
بئر معونہ والوں کی شہادت

ابن اسحاق (صاحب المغازی) نے کہا: بئر معونہ کے المیہ اور غزوہ اُحد کے درمیان میں چودہ ماہ کا وقفہ ہے اور غزوہ اُحد کے بعد سیدنا عاصم بن ثابت رضی اللہ عنہ انصاری کی شہادت کا واقع پیش آیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دس آدمیوں کے ایک گروپ کا امیر بنا کر جاسوسی کے لیے قریشِ مکہ کی خبر لانے کے لیے بھیجا تھا۔ راستے میں بنولحیان نے انہیں سات ساتھیوں سمیت شہید کر دیا تھا اور سیدنا خبیب اور زیدن بن دثنہ رضی اللہ عنہما کو قیدی بنا لیا تھا اور پھر انہیں قریش مکہ کے ہاتھوں فروخت کر دیا تھا۔ بعدازاں ان دونوں کو شہید کر دیا گیا۔

(٣٦٩٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيدٌ، عَنْ قَتَادَةَ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ اسْتَمَدُّوا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَدُوٍّ، فَأَمَدَّهُمْ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ، كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ فِي زَمَانِهِمْ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قبیلہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دشمنوں کے مقابل مدد چاہی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ستر انصاری صحابہ کو ان کی معاونت کے لیے روانہ کیا۔ ہم ان حضرات کو

(٣٦٨٩) أخرجه البخاري: ٤٠٤٦، ومسلم: ١٨٩٩

(٣٦٩٠) أخرجه البخاري: ٢٨٠١، ٤٠٩٠، ومسلم: ٦٧٧

كَـانُـوا يَـحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ، وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ حَتَّـى كَـانُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ، قَتَلُوهُمْ، وَغَدَرُوا بِهِـمْ، فَبَـلَـغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو فِي الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَـاءِ الْـعَرَبِ، عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ، قَالَ أَنَسٌ: فَقَرَأْنَا فِيهِمْ، ثُمَّ إِنَّ ذَلِكَ رُفِـعَ: بَـلِّـغُـوا عَنَّا قَوْمَنَا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا۔

قاری کہا کرتے تھے، یہ لوگ اپنی زندگی میں معاش کے لیے دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور رات میں نماز پڑھا کرتے تھے۔ جب یہ حضرات بئر معونہ پر پہنچے تو ان قبیلے والوں نے انہیں دھوکا دیا اور انہیں شہید کر دیا۔ جب نبی ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو آپ نے صبح کی نماز میں ایک مہینے تک عرب کے ان چند قبائل رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کے لیے بددعا کی۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں قرآن میں (آیت نازل ہوئی اور) ہم اس کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر وہ آیت منسوخ ہوگئی، وہ آیت یہ تھی: ”بَـلِّـغُوا عَنَّا قَـوْمَـنَـا أَنَّا لَقِينَا رَبَّنَا، فَرَضِيَ عَنَّا وَأَرْضَانَا“ ”ہماری جانب سے ہماری قوم (مسلمانوں) کو خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب کے پاس آگئے ہیں۔ ہمارا رب ہم سے راضی ہے اور ہمیں بھی (اپنی نعمتوں سے) اس نے خوش رکھا ہے۔“

(25)......بَابُ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ، وَهِيَ الْأَحْزَابُ

غزوہ خندق کا بیان جس کا دوسرا نام احزاب ہے

جناب موسیٰ بن عقبہ نے کہا: غزوہ خندق ماہِ شوال سنہ ۴ہجری میں ہوا تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿إِذْ جَآءُوكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ﴾ .... ”جب دشمن تمہارے پاس اوپر سے اور نیچے سے چڑھ آئے اور جب کہ آنکھیں پتھرا گئیں۔“ (سورۂ احزاب:۱۰)

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: آیت کریمہ میں بیان شدہ صورتحال جنگ خندق والے دن پیش آئی تھی۔

(۳۶۹۱)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ الْـمَـلِيـحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُـوسُفَ، حَـدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ......

(۳۶۹۱) أخرجه البخاري: ٤٠٩٩

عَنْ حُمَيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى الْخَنْدَقِ، فَإِذَا الْمُهَاجِرُونَ وَالأَنْصَارُ يَحْفُرُونَ فِي غَدَاةٍ بَارِدَةٍ، فَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ عَبِيدٌ يَعْمَلُونَ ذٰلِكَ لَهُمْ، فَلَمَّا رَأَى مَا بِهِمْ مِنَ النَّصَبِ وَالْجُوعِ، قَالَ: ((اللّٰهُمَّ إِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الآخِرَةِ فَاغْفِرْ لِلأَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَةِ.)) فَقَالُوا مُجِيبِينَ لَهُ: نَحْنُ الَّذِينَ بَايَعُوا مُحَمَّدًا عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِينَا أَبَدًا۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ خندق کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ مہاجرین اور انصار سردی میں صبح سویرے ہی خندق کھود رہے ہیں۔ ان کے پاس غلام نہیں تھے کہ ان کے بجائے وہ کام کو انجام دیتے۔ جب آپ علیہ السلام نے ان کی اس مشقت اور بھوک کو دیکھا تو دعا کی: ''اے اللہ! زندگی تو آخرت ہی کی زندگی ہے، پس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرما۔'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے اس کے جواب میں کہا: ہم ہی ہیں جنھوں نے محمد ﷺ سے جہاد کرنے کے لیے بیعت کی ہے جب تک ہماری جان میں جان ہے۔

(٣٦٩٢)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَنْقُلُ التُّرَابَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ حَتَّى اغْمَرَّ بَطْنُهُ، أَوِ اغْبَرَّ بَطْنُهُ، يَقُولُ: وَاللّٰهِ لَوْلَا اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا فَأَنْزِلَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا إِنَّ الأُلَى قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا۔ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ: أَبَيْنَا أَبَيْنَا۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غزوہ خندق میں کھدائی کے دوران رسول اللہ ﷺ مٹی اُٹھا اُٹھا کر لا رہے تھے یہاں تک کہ آپ کا پیٹ مبارک غبار سے اٹ گیا تھا۔ آپ کی زبان اقدس پر یہ کلمات جاری تھے: ''اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کر سکتے نہ ہم نماز پڑھتے، پس تو ہمارے دلوں پر سکینت نازل فرما اور اگر ہماری کفار سے مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عنایت فرما اور جو لوگ ہمارے خلاف چڑھ آئے ہیں جب یہ کوئی فتنہ وفساد چاہتے ہیں تو ہم ان کی نہیں مانتے۔''

شرح ((أَبَيْنَا أَبَيْنَا)) ''ہم ان کی نہیں مانتے، ہم ان کی نہیں مانتے۔'' پر آپ کی آواز بلند ہو جاتی۔

((اغْمَرَّ)) کسی چیز کو ڈھانپ لینا۔ گہرے پانی کو کہ جب وہ ہر چیز کو اپنے اندر ڈبو لے مَاءٌ غَمْرٌ کہتے ہیں۔

اِغْبَرَّ کا معنی ہے غبار آلود ہونا۔

(٣٦٩٢) أخرجه البخاري: ٤١٠٤، و مسلم: ١٨٠٣

(٣٦٩٣)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا خَلادُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَيْمَن...... عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: أَتَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ: إِنَّا يَوْمَ الْخَنْدَقِ نَحْفُرُ، فَعَرَضَتْ كَدْيَةٌ شَدِيدَةٌ، فَجَاءُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا: هَذِهِ كَدْيَةٌ عَرَضَتْ فِي الْخَنْدَقِ، فَقَالَ: ((أَنَا نَازِلٌ)) ثُمَّ قَامَ وَبَطْنُهُ مَعْصُوبٌ بِحَجَرٍ، وَلَبِثْنَا ثَلاثَةَ أَيَّامٍ لا نَذُوقُ ذَوَاقًا، فَأَخَذَ النَّبِيُّ ﷺ الْمِعْوَلَ، فَضَرَبَ، فَعَادَ كَثِيبًا أُهِيلَ، أَوْ أُهِيمَ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! ائْذَنْ لِي إِلَى الْبَيْتِ، فَقُلْتُ لامْرَأَتِي: رَأَيْتُ بِالنَّبِيِّ ﷺ شَيْئًا مَا فِي ذَلِكَ صَبْرٌ، فَعِنْدَكِ شَيْءٌ؟ قَالَتْ: عِنْدِي شَعِيرٌ، وَعَنَاقٌ، فَذَبَحَتِ الْعَنَاقَ، وَطَحَنَتِ الشَّعِيرَ حَتَّى جَعَلْنَا اللَّحْمَ فِي الْبُرْمَةِ، ثُمَّ جِئْتُ النَّبِيَّ ﷺ وَالْعَجِينُ قَدِ انْكَسَرَ، وَالْبُرْمَةُ بَيْنَ الأَثَافِيِّ قَدْ كَادَتْ أَنْ تَنْضَجَ، فَقُلْتُ: طُعَيْمٌ لِي، فَقُمْ أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَرَجُلٌ أَوْ رَجُلانِ، فَقَالَ: كَمْ هُوَ؟ فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: ((كَثِيرٌ طَيِّبٌ)) قَالَ: ((قُلْ لَهَا: لا تَنْزِعِ الْبُرْمَةَ وَلا الْخُبْزَ مِنَ التَّنُّورِ حَتَّى آتِيَ.)) قَالَ: ((قُومُوا)) فَقَامَ الْمُهَاجِرُونَ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَى امْرَأَتِهِ، قَالَ: وَيْحَكِ جَاءَ النَّبِيُّ ﷺ بِالْمُهَاجِرِينَ وَالأَنْصَارِ وَمَنْ مَعَهُمْ، قَالَتْ:

جناب ایمن بیان کرتے ہیں کہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھود رہے تھے کہ ایک بہت سخت قسم کی چٹان نکلی (جس پر کدال کا کوئی اثر نہیں ہوتا) صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے عرض کی کہ خندق میں ایک چٹان ظاہر ہوگئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میں اندر اترتا ہوں۔'' چناں چہ آپ کھڑے ہوئے۔ اس وقت بھوک کی شدت کی وجہ سے آپ کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ تین دن سے ہمیں ایک دانہ کھانے کے لیے نہیں ملا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کدال اپنے ہاتھ میں لی اور چٹان پر ضرب لگائی اور چٹان ایک ہی ضرب میں ریت کے ڈھیر کی طرح بہہ گئی، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے۔ (گھر آکر) میں نے اپنی بیوی سے کہا: آج میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں دیکھا کہ صبر نہ ہو سکا۔ کیا تیرے پاس (کھانے کی) کوئی چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ کچھ جو ہیں اور بکری کا ایک بچہ ہے۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور جو پیسے، پھر گوشت کو ہم نے چولہے پر ہانڈی میں رکھا اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آٹا گوندھا جا چکا تھا اور گوشت چولہے پر پکنے کے قریب تھا۔ میں نے آپ علیہ السلام سے عرض کیا: گھر پر مختصر کھانا تیار ہے۔ اے اللہ کے رسول! اپنے

(٣٦٩٣) أخرجه البخاري: ٤١٠٢، و مسلم: ٢٠٣٩

هَلْ سَأَلَكَ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: ((ادْخُلُوا وَلَا تَضَاغَطُوا)) فَجَعَلَ يَكْسِرُ الْخُبْزَ، وَيَجْعَلُ عَلَيْهِ اللَّحْمَ، وَيُخَمِّرُ الْبُرْمَةَ وَالتَّنُّورَ إِذَا أَخَذَ مِنْهُ، وَيُقَرِّبُ إِلَى أَصْحَابِهِ، ثُمَّ يَنْزِعُ، فَلَمْ يَزَلْ يَكْسِرُ وَيَغْرِفُ حَتَّى شَبِعُوا، وَبَقِيَ بَقِيَّةٌ، قَالَ: ((كُلِي وَأَهْدِي، فَإِنَّ النَّاسَ أَصَابَتْهُمْ مَجَاعَةٌ۔)) وَرَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مِينَاءَ، عَنْ جَابِرٍ، وَقَالَ: ذَبَحْنَا بَهِيمَةً وَطَحَنْتُ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ، وَقَالَ: وَهُمْ أَلْفٌ، فَأُقْسِمُ بِاللَّهِ لَأَكَلُوا حَتَّى تَرَكُوهُ۔

ساتھ ایک دو آدمیوں کو لے کر تشریف لے چلیں۔ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: ''کتنا ہے؟'' میں نے آپ کو سب کچھ بتا دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تو بہت ہے اور نہایت عمدہ اور طیب ہے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''اپنی بیوی سے کہہ دو کہ چولہے سے ہانڈی نہ اتارے اور نہ تندور سے روٹی نکالے، میں ابھی آ رہا ہوں۔'' پھر صحابہ سے فرمایا: ''سب لوگ چلیں۔'' چناں چہ مہاجرین تیار ہو گئے۔ جب سیدنا جابر رضی اللہ عنہ گھر پہنچے تو اپنی بیوی سے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو تمام مہاجرین وانصار کو ساتھ لے کر تشریف لا رہے ہیں۔ اس نے پوچھا: آپ علیہ السلام نے کچھ پوچھا بھی تھا؟ جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے کہا: ''اندر داخل ہو جاؤ لیکن رش نہ ہونے پائے۔'' اس کے بعد آپ علیہ السلام روٹی کا چورا کرنے لگے اور گوشت اس پر ڈالنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہانڈی اور تنور سے لینے کے بعد انہیں ڈھانک دیتے اور گوشت روٹی اپنے صحابہ کے قریب کر دیتے۔ پھر آپ گوشت اور روٹی نکالتے۔ اس طرح آپ برابر روٹی چورا کرتے جاتے اور گوشت اس پر ڈالتے جاتے یہاں تک کہ تمام صحابہ نے خوب سیر ہو کر کھانا کھا لیا اور کھانا بچ بھی گیا۔ آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی سے) فرمایا: ''اب یہ کھانا تم خود کھاؤ اور لوگوں کے یہاں ہدیہ بھیجو کہ لوگ آجکل فاقہ میں مبتلا ہیں۔'' سعید بن میناء نے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے یوں روایت کیا ہے: ہم نے بکری کا بچہ ذبح کیا اور میں نے ایک صاع جَو کو پیسا۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے کہا: اس وقت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ایک ہزار کی تعداد میں

تھے۔ میں اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہوں کہ سب نے کھانا کھایا حتی کہ کھانا بچ گیا۔

شرح: ((فَعَرَضَتْ كَدْيَةٌ۔)) چٹان کا ایک سخت اور مضبوط ٹکڑا سامنے آ گیا جس پر پھوڑے اور کدال کا کوئی اثر نہ ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے: ﴿وَأَعْطٰى قَلِيْلًا وَّأَكْدٰى﴾ .... ''اور بہت کم دیا اور ہاتھ روک لیا۔'' (سورۂ نجم: ۳۴) یعنی تھوڑا سا دیکر ہاتھ روک لیا۔ اَکْدٰی کے اصل معنٰی ہیں کہ زمین کے کھودتے کھودتے سخت پتھر آجائے اور کھدائی ممکن نہ رہے بالآخر وہ کھدائی چھوڑ دے تو کہتے ہیں: اکدٰی۔

((اھیل) اور (ھیّال) کا معنٰی ہے بہہ جانے والا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿كَثِيْبًا مَّهِيْلًا﴾ .... ''اور پہاڑ مثل بھر بھری ریت کے ٹیلوں کے ہو جائیں گے۔'' (سورۂ مزمل: ۱۴) مراد ہے کہ مائع کی صورت دھار لیں گے۔ جب ریت پیروں کے نیچے سے نکل جائے تو تھیّل الرمل کہتے ہیں۔

بعض راویوں نے اھیَم کا لفظ استعمال کیا ہے۔ اس کا معنی بھی بھر بھری ریت ہی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ﴾ .... ''پھر پینے والے بھی پیاسے اونٹوں کی طرح پیئیں گے۔'' (سورۂ واقعہ: ۵۵)

(٣٦٩٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ، سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ......

يَقُولُ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ حِينَ أُجْلِيَ الأَحْزَابُ عَنْهُ: ((الآنَ نَغْزُوهُمْ وَلا يَغْزُونَا، نَحْنُ نَسِيرُ إِلَيْهِمْ۔))

سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا جب عرب کے قبائل (جو غزوہ خندق کے موقع پر مدینہ چڑھ دوڑے تھے) ناکام واپس ہو گئے تو آپ نے فرمایا: ''اب ہم ان سے جنگ کریں گے وہ ہم پر چڑھائی نہ کرسکیں گے بلکہ ہم ہی ان پر فوج کشی کیا کریں گے۔''

(٣٦٩٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ، عَنْ أَبِيهِ......

(٣٦٩٤) أخرجه البخاري: ٤١١٠

(٣٦٩٥) ...... أخرجه البخاري: ٤١١٤، و مسلم: ٢٧٢٤

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَـقُـولُ: ((لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ وَحْدَهُ، أَعَزَّ جُنْدَهُ، وَنَـصَرَ عَبْدَهُ، وَغَلَبَ الأَحْزَابَ وَحْدَهُ، فَلا شَيْءَ بَعْدَهُ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے جس نے اپنے لشکر کو فتح دی، اپنے بندے کی مدد کی اور لشکروں کو تنہا بھگا دیا۔ پس اس کے بعد کوئی چیز اس کے مدِ مقابل نہیں ہوسکتی۔''

(26)......بَابُ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ

نبی اکرم ﷺ کا بنو قریظہ پر چڑھائی کرنا

(۳۶۹۶)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْـوَاحِـدِ الْـمَـلِيـحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُـوسُفَ، حَـدَّثَـنَـا مُـحَـمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيهِ......

عَـنْ عَائِشَةَ، قَالَ: أُصِيبَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ يَوْمَ الْـخَـنْدَقِ، رَمَاهُ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، يُقَالُ لَهُ: حِبَّـانُ بْنُ الْعَرِقَةِ رَمَاهُ فِي الأَكْحَلِ، فَضَرَبَ النَّبِيُّ ﷺ خَيْـمَةً فِـي الْمَسْجِدِ لِيَعُودَهُ مِنْ قَـرِيـبٍ، فَـلَـمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْـخَـنْـدَقِ وَضَـعَ السِّـلاحَ وَاغْتَسَلَ، فَأَتَاهُ جِبْـرِيلُ وَهُوَ يَنْفُضُ رَأْسَهُ مِنَ الْغُبَارِ، فَقَالَ: قَـدْ وَضَـعْـتَ السِّـلاحَ، وَاللّٰهِ مَا وَضَعْتُهُ، اخْـرُجْ إِلَيْهِـمْ، قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَأَيْنَ؟)) فَـأَشَـارَ إِلَـى بَـنِـي قُـرَيْـظَةَ، فَأَتَاهُمْ رَسُولُ الـلّٰهِ ﷺ فَـنَـزَلُـوا عَـلَـى حُكْمِهِ، فَرَدَّتِ الْـحُـكْمَ إِلَى سَعْدٍ قَالَ: فَإِنِّي أَحْكُمُ فِيهِمْ أَنْ يُـقْتَلَ الْمُقَاتِلَةُ، وَأَنْ تُسْبَى النِّسَاءُ وَالذُّرِّيَّةُ، وَأَنْ تُـقَسَّـمَ أَمْـوَالُـهُـمْ۔ قَالَ هِشَامٌ: فَأَخْبَرَنِي

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ غزوہ خندق کے موقع پر سیدنا سعد رضی اللہ عنہ زخمی ہوگئے۔ قریش کے ایک کافر حِبّان بن عَرِقہ نامی شخص نے ان پر تیر چلایا جو ان کی اکحل (بازو کی ایک رگ) میں آلگا تھا۔ نبی ﷺ نے ان کے لیے مسجد میں ایک خیمہ لگا دیا تھا تاکہ قریب سے ان کی عیادت کرتے رہیں۔ پھر جب آپ غزوہ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آئے اور وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے کہا: آپ نے ہتھیار رکھ دیئے ہیں، اللہ کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے۔ آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ آپ علیہ السلام نے دریافت فرمایا: ''کن پر؟'' انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ آپ علیہ السلام بنو قریظہ تک پہنچے (اور انہوں نے مسلمانوں کے پندرہ یوم کے سخت محاصرہ کے بعد) سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو ثالث مان

(۳۶۹۶) أخرجه البخاري: ۴۱۲۲، و مسلم: ۶۷۶۹

أَبِـي ، عَـنْ عَـائِشَةَ ، أَنَّ سَـعْدًا ، قَالَ: اللّٰهُـمَّ إِنَّكَ تَـعْـلَـمُ أَنَّـهُ لَيْـسَ أَحَـدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أُجَاهِـدَهُـمْ فِيكَ مِـنْ قَـوْمٍ كَذَّبُوا رَسُولَكَ وَأَخْـرَجُـوهُ، الـلّٰـهُـمَّ فَـإِنِّـي أَظُنُّ أَنَّكَ قَدْ وَضَعْتَ الْحَرْبَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ ، فَإِنْ كَانَ بَقِيَ مِـنْ حَـرْبِ قُـرَيْـشٍ شَيْءٌ ، فَأَبْقِنِي لَهُ حَتَّى أُجَاهِدَهُمْ فِيكَ ، وَإِنْ كُنْتَ وَضَعْتَ الْحَرْبَ فَـافْـجُرْهَا ، وَاجْعَلْ مَوْتِي فِيهَا ، فَانْفَجَرَتْ مِـنْ لَبَّتِهِ ، فَلَمْ يَرُعْهُمْ ، وَفِي الْمَسْجِدِ خَيْمَةٌ مِنْ بَنِي غِفَارٍ ، إِلا الدَّمَ يَسِيلُ إِلَيْهِمْ ، فَقَالُوا: يَـا أَهْـلَ الْـخَيْـمَةِ ، مَـا هَـذَا الَّذِي يَأْتِينَا مِنْ قِبَـلِكُمْ؟ فَإِذَا سَعْدٌ يَغْذُو جُرْحُهُ دَمًا ، فَمَاتَ مِنْهَا۔

کر ہتھیار ڈال دیئے۔ آپ ﷺ نے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو فیصلہ کا اختیار دیا۔ سیدنا سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں ان کے بارے میں فیصلہ کرتا ہوں کہ جتنے لوگ ان کے جنگ کرنے کے قابل ہیں وہ قتل کر دیئے جائیں، ان کی عورتیں اور بچے قید کر لیے جائیں اور ان کا مال تقسیم کر دیا جائے۔ ہشام نے بیان کیا کہ پھر مجھے میرے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے خبر دی کہ سعد رضی اللہ عنہ نے یہ دعا کی تھی: اے اللہ! تو خوب جانتا ہے کہ اس سے زیادہ مجھے کوئی چیز عزیز نہیں کہ میں تیرے راستے میں اس قوم سے جہاد کروں جس نے تیرے رسول کو جھٹلایا اور انہیں ان کے وطن سے نکالا لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہماری اور ان کی لڑائی ختم کر دی ہے۔ لیکن اگر قریش سے ہماری لڑائی کا کوئی سلسلہ ابھی باقی ہو تو مجھے اس کے لیے زندہ رکھ لے یہاں تک کہ میں تیرے راستے میں ان سے جہاد کروں اور اگر لڑائی کے سلسلے کو تو نے ختم ہی کر دیا ہے تو میرے زخموں کو جاری (ہرا) کر دے اور اسی میں میری موت واقع کر دے۔ اس دعا کے بعد سینے پر ان کا زخم پھر تازہ ہو گیا۔ مسجد میں قبیلہ بنو غفار کے کچھ صحابہ کا بھی ایک ڈیرہ تھا۔ خون بہہ کر ان کی طرف آیا تو وہ گھبرائے اور انہوں نے کہا: اے خیمہ والو! تمہاری طرف سے یہ خون ہماری طرف کیوں بہہ کر آ رہا ہے؟ دیکھا تو سیدنا سعد رضی اللہ عنہ کے زخم سے خون بہہ رہا تھا۔ ان کی وفات اسی خون میں ہوئی۔

(٣٦٩٧)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى، حَدَّثَنَا جَرِيرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ......

(٣٦٩٧) أخرجه البخاري: ٤١١٨

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى الْغُبَارِ سَاطِعًا فِي زِقَاقِ بَنِي غُنْمٍ، مَوْكِبُ جِبْرِيلَ حِينَ سَارَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى بَنِي قُرَيْظَةَ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ گویا اب بھی وہ گردوغبار میں دیکھ رہا ہوں جو جبریل علیہ السلام کے ساتھ سوار فرشتوں کی وجہ سے قبیلہ بنوغنم کی گلی میں بلند ہوا تھا جب رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ کی طرف چڑھائی کی غرض سے گئے تھے۔

(۳۶۹۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ، حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ بْنُ أَسْمَاءَ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ: ((لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ، إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ۔)) فَأَدْرَكَ بَعْضُهُمُ الْعَصْرَ فِي الطَّرِيقِ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ: لَا نُصَلِّي حَتَّى نَأْتِيَهَا، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرِدْ مِنَّا ذَلِكَ، فَذُكِرَ ذَلِكَ لِلنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ غزوہ احزاب (سے فارغ ہوکر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام مسلمان عصر کی نماز بنوقریظہ تک پہنچ کر ہی ادا کریں۔'' بعض حضرات کی عصر کی نماز کا وقت راستے میں ہی ہوگیا۔ ان میں سے کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے تو کہا: ہم راستے میں نماز نہیں پڑھیں گے (کیونکہ نبی ﷺ نے بنوقریظہ میں نماز عصر پڑھنے کے لیے فرمایا ہے) اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے کہا کہ آپ ﷺ کے ارشادِ گرامی کا منشا یہ نہیں تھا۔ بعد میں نبی ﷺ کے سامنے اس کا تذکرہ ہوا تو آپ نے کسی پر ناراضی کا اظہار نہیں فرمایا۔

(27)......بَابُ غَزْوَةِ ذَاتِ الرِّقَاعِ

غزوۂ ذات الرقاع

یہ جنگ محارب قبیلے سے ہوئی تھی جو خصفہ کی اولاد تھے اور یہ خصفہ بنوثعلبہ کی اولاد میں سے تھا جو بنوغطفان کی ایک شاخ ہیں۔ نبی ﷺ نے اس غزوہ میں مقام نخل پر پڑاؤ کیا تھا۔ یہ غزوہ غزوۂ خیبر کے بعد پیش آیا کیونکہ سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حبش سے اس وقت خدمت نبوی میں پہنچے تھے جب خیبر فتح ہو چکا تھا۔ (لہٰذا غزوۂ ذات الرقاع میں ان کی شرکت اس بات کی دلیل ہے کہ یہ غزوۂ خیبر کے بعد ہی کسی وقت پیش آیا تھا۔)

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے، ہم چھ آدمی تھے اور ایک ہی

(۳۶۹۸) أخرجه البخاري: ٤١١٩، و مسلم: ١٧٧٠

اونٹ تھا جس پر باری باری سوار ہوتے تھے۔ اس سے ہمارے قدم چھلنی ہو گئے۔ میرے بھی دونوں پاؤں زخمی ہو گئے اور ناخن جھڑ گئے چنانچہ ہم لوگ اپنے پاؤں پر چیتھڑے لپیٹے رہتے تھے اسی لیے اس کا نام ذات الرقاع (چیتھڑوں والا) پڑ گیا۔

ابن اسحاق نے کہا: یہ غزوہ سنہ۴ ہجری میں ہوا اور غزوہ بنی مصطلق یا غزوہ مریسیع بھی اسی سال ہوا۔ موسیٰ بن عقبہ نے کہا: یہ غزوہ سنہ۴ ہجری کو رونما ہوا۔ ابن اسحاق نے کہا: یہ غزوہ شعبان سنہ۶ ہجری کو پیش آیا۔ امام زہری رحمہ اللہ نے کہا: واقعہ افک (عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا واقعہ) غزوہ مریسیع میں پیش آیا۔

(٣٦٩٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، أَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، أَخْبَرَنِي سَالِمٌ......

أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: غَزَوْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ نَجْدٍ، فَوَازَيْنَا الْعَدُوَّ، فَصَافَفْنَاهُمْ، فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي لَنَا، فَقَامَتْ طَائِفَةٌ مَعَهُ، وَأَقْبَلَتْ طَائِفَةٌ عَلَى الْعَدُوِّ، فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَنْ مَعَهُ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ انْصَرَفُوا مَكَانَ الطَّائِفَةِ الَّتِي لَمْ تُصَلِّ، فَجَاءُوا فَرَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِهِمْ رَكْعَةً، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَامَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ، فَرَكَعَ لِنَفْسِهِ رَكْعَتَهُ، وَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجد کی طرف جنگ کے لیے سفر کیا۔ وہاں ہمارا دشمن سے سامنا ہوا تو ہم نے ان کے مقابلے میں صفیں باندھ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو ہم میں سے ایک گروہ آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابلے میں رہا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیچھے کھڑے ہونے والے گروہ کے ساتھ ایک رکوع اور دو سجدے کیے، پھر وہ ان لوگوں (دوسرے گروہ) کی جگہ جا کر کھڑے ہو گئے جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی اور وہ گروہ آ گیا جنہوں نے نماز نہ پڑھی تھی۔ آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکوع اور دو سجدے کیے (یعنی ایک رکعت ادا کی) پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیر دیا، پھر (مسلمانوں میں سے) ہر آدمی اُٹھا اور اس نے اپنے طور پر ایک رکوع اور دو سجدے کر لیے (یعنی ایک ایک رکعت پڑھ لی۔)

(٣٦٩٩) أخرجه البخاري: ٩٤٢، ٩٤٣، ومسلم: ٨٣٩

(28)...... بَابُ عُمْرَةِ الْحُدَيْبِيَةِ وَبَيْعَةِ الرِّضْوَانِ

عمرہ حدیبیہ اور بیعت رضوان کا بیان

یہ واقعہ ذی قعدہ سنہ ٦ ؁ ہجری کو وقوع پذیر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِينًا﴾ .... ''بے شک ہم نے آپ کو ایک واضح فتح دی ہے۔'' (سورۂ فتح:۱)

یعنی اہل مکہ کے ساتھ صلح کرنے میں ہم نے آپ کے حق میں ایک واضح فیصلہ فرما دیا کہ مسلمان مکہ میں فاتحانہ داخل ہوں گے اور فتح کبھی صلح وصفائی سے حاصل ہو جاتی ہے اور کبھی بزور بازو حاصل کی جاتی ہے۔

فائدہ: اس لیے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کہتے تھے کہ تم فتح مکہ کو فتح شمار کرتے ہو لیکن ہم حدیبیہ کی صلح کو فتح شمار کرتے ہیں۔ (ع،س)

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾ .... ''یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے۔''

(٣٧٠٠)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ، نَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، أَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ [الْفَتْح: ١]، قَالَ: الْحُدَيْبِيَةُ، قَالَ أَصْحَابُهُ: هَنِيئًا مَرِيئًا فَمَا لَنَا، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ [الْفَتْح: ٥] قَالَ شُعْبَةُ: فَقَدِمْتُ الْكُوفَةَ، فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا كُلِّهِ، عَنْ قَتَادَةَ، ثُمَّ رَجَعْتُ فَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: أَمَّا ﴿إِنَّا فَتَحْنَا﴾ فَعَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، وَأَمَّا هَنِيئًا مَرِيئًا فَعَنْ عِكْرِمَةَ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ﴿إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُبِينًا﴾ .... ''بے شک (اے نبی) ہم نے آپ کو ایک کھلم کھلا فتح دی ہے۔'' (سورۂ فتح:۱) سے مراد صلح حدیبیہ ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو مرحلہ آسان ہے (کہ آپ کے اگلی پچھلی لغزشیں معاف ہو چکی ہیں) لیکن ہمارا کیا ہوگا؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿لِيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ﴾ .... ''تاکہ مومن مردوں اور عورتوں کو ان جنتوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔'' (سورۂ فتح:۵) شعبہ نے کہا: پھر میں کوفہ آیا اور قتادہ سے پورا واقعہ بیان کیا، پھر میں دوبارہ قتادہ کے پاس گیا اور ان کے

(٣٧٠٠) أخرجه البخاري: ٤١٧٢، ٤٨٣٤

سامنے اس کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا: ''بے شک ہم نے تمہیں کھلی فتح دی ہے۔'' کی تفسیر تو سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن اس کے بعد (هَـنِيـئًا مَرِيئًا) کی وضاحت عکرمہ سے منقول ہے۔

(۳۷۰۱)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوسَى، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: تَعُدُّونَ أَنْتُمُ الْفَتْحَ فَتْحَ مَكَّةَ، وَقَدْ كَانَ فَتْحُ مَكَّةَ فَتْحًا، وَنَحْنُ نَعُدُّ الْفَتْحَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ، كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِائَةً وَالْحُدَيْبِيَةُ بِئْرٌ فَنَزَحْنَاهَا، فَلَمْ نَتْرُكْ فِيهَا قَطْرَةً، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَأَتَاهَا، فَجَلَسَ عَلَى شَفِيرِهَا، ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ مِنْ مَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ مَضْمَضَ وَدَعَا، ثُمَّ صَبَّهُ فِيهَا، فَتَرَكْنَاهَا غَيْرَ بَعِيدٍ، ثُمَّ إِنَّهَا أَصْدَرَتْنَا مَا شِئْنَا نَحْنُ وَرِكَائِبُنَا۔

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے کہا: تم لوگ سورۂ فتح میں فتح مکہ کو فتح شمار کرتے ہو۔ فتح مکہ تو بہرحال فتح تھی ہی لیکن ہم حدیبیہ کی صلح کو فتح شمار کرتے ہیں (یعنی بیعت رضوان کو) اس دن ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے۔ حدیبیہ نام کا ایک وہاں کنواں تھا۔ ہم نے اس میں سے اتنا پانی کھینچا کہ اس کے اندر ایک قطرہ بھی پانی کا نہ رہا۔ نبی کریم ﷺ کو جب یہ خبر ہوئی کہ پانی ختم ہو گیا ہے تو آپ کنویں پر تشریف لائے اور اس کے کنارے پر بیٹھ کر کسی ایک برتن میں پانی طلب فرمایا، آپ نے اس سے وضو کیا اور کلی کی اور دعا فرمائی، پھر سارا پانی اس کنویں میں ڈال دیا۔ تھوڑی دیر کے لیے ہم نے کنویں کو یوں ہی رہنے دیا اور اس کے بعد جتنا ہم نے چاہا اس میں سے پانی لیا اور اپنی سواریوں کو پلایا۔

(۳۷۰۲)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ......

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: قُلْتُ لِسَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ: عَلَى أَيِّ شَيْءٍ بَايَعْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کس چیز پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے بتلایا کہ موت پر۔

(۳۷۰۱) أخرجه البخاري: ٤١٥٠

(۳۷۰۲) أخرجه البخاري: ٤١٦٩، و مسلم: ١٨٦٠

شرح سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ عنہ نے کہا: ہم نے آپ سے موت پر بیعت نہیں کی تھی ہم نے تو اس بات پر بیعت کی تھی کہ میدانِ کارزار سے نہیں بھاگیں گے۔

امام ابوعیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: دونوں احادیث اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے ایک گروہ نے آپ کے ہاتھ پر موت پر بیعت کی تھی کہ شہید ہو جانے تک ہم آپ کے ساتھ برسرپیکار رہیں گے اور ایک گروہ نے ان الفاظ کے ساتھ بیعت کی تھی کہ اثنائے جنگ بھاگیں گے نہیں۔

(۳۷۰۳)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ، حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، عَنْ نَافِعٍ...... عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ خَرَجَ مُعْتَمِرًا، فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْبَيْتِ، فَنَحَرَ هَدْيَهُ، وَحَلَقَ رَأْسَهُ بِالْحُدَيْبِيَةِ، وَقَاضَاهُمْ عَلَى أَنْ يَعْتَمِرَ الْعَامَ الْمُقْبِلَ، وَلا يَحْمِلَ سِلاحًا عَلَيْهِمْ إِلا سُيُوفًا، وَلا يُقِيمَ بِهَا إِلا مَا أَحَبُّوا، فَاعْتَمَرَ مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ، فَدَخَلَهَا كَمَا كَانَ صَالَحَهُمْ، فَلَمَّا أَقَامَ ثَلاثًا، أَمَرُوهُ أَنْ يَخْرُجَ، فَخَرَجَ۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کے ارادے سے نکلے لیکن کفار قریش نے بیت اللہ پہنچنے سے آپ کو روک دیا چناں چہ آپ ﷺ نے اپنا قربانی کا جانور حدیبیہ میں ہی ذبح کر دیا اور وہیں سر بھی منڈوایا اور ان سے معاہدہ کیا کہ آپ آئندہ سال عمرہ کر سکتے ہیں لیکن (نیام میں تلواروں کے علاوہ اور) کوئی ہتھیار ساتھ نہیں لا سکتے اور جتنے دن مکہ والے چاہیں گے اس سے زیادہ آپ وہاں ٹھہر نہیں سکیں گے۔ لہٰذا آپ علیہ السلام نے آئندہ سال عمرہ کیا اور معاہدے کے مطابق مکہ میں داخل ہوئے، تین دن قیام کیا، پھر قریش نے آپ سے واپسی کے لیے کہا اور آپ ﷺ مکہ سے روانہ ہو گئے۔

(29)......بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ

غزوۂ ذی قرد کا بیان

یہ غزوہ غزوۂ خیبر سے تین سال قبل وقوع پذیر ہوا۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ بنوفزارہ کے کچھ افراد نے آپ ﷺ کی دودھیل اونٹنیوں کو لوٹنے کے لیے حملہ کر دیا تھا۔ یہ غزوہ ان کے خلاف لڑا گیا۔

(۳۷۰٤)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ،

(۳۷۰۳) أخرجه البخاري: ۲۷۰۱، ٤۲۵۲

(۳۷۰٤) أخرجه البخاري: ٤۱۹٤، و مسلم: ۱۸۰٦

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمٌ......

عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ الأَكْوَعِ، يَقُولُ: خَرَجْتُ قَبْلَ أَنْ يُؤْذَنَ بِالأُولَى، وَكَانَتْ لِقَاحُ النَّبِيِّ ﷺ تَرْعَى بِذِي قَرَدٍ، قَالَ: فَلَقِيَنِي غُلامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، فَقَالَ: أُخِذَتْ لِقَاحُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطْفَانُ، قَالَ: فَصَرَخْتُ ثَلاثَ صَرَخَاتٍ: يَا صَبَاحَاهُ، قَالَ: فَأَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لابَتَيِ الْمَدِينَةِ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ عَلَى وَجْهِي حَتَّى أَدْرَكْتُهُمْ، وَقَدْ أَخَذُوا يَسْقُونَ مِنَ الْمَاءِ، فَجَعَلْتُ أَرْمِيهِمْ بِنَبْلِي وَكُنْتُ رَامِيًا وَأَقُولُ: أَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ الْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ وَارْتَجِزُ حَتَّى اسْتَنْقَذْتُ اللِّقَاحَ مِنْهُمْ، وَاسْتَلَبْتُ مِنْهُمْ ثَلاثِينَ بُرْدَةً، قَالَ: وَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ وَالنَّاسُ، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، قَدْ حَمَيْتُ الْقَوْمَ الْمَاءَ وَهُمْ عِطَاشٌ، فَابْعَثْ إِلَيْهِمُ السَّاعَةَ، فَقَالَ: ((يَا ابْنَ الأَكْوَعِ، مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ)) قَالَ: ثُمَّ رَجَعْنَا وَيُرْدِفُنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَلَى نَاقَتِهِ حَتَّى دَخَلَ الْمَدِينَةَ۔

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں اذان فجر سے پہلے مدینہ سے باہر غابہ کی طرف نکلا، نبی ﷺ کی دودھ والی اونٹنیاں ذات قرد مقام میں چرا کرتی تھیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ راستے میں مجھے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے غلام ملے اور کہا: رسول اللہ ﷺ کی اونٹنیاں پکڑ لی گئیں ہیں۔ میں نے پوچھا: کس نے پکڑی ہیں؟ اس نے بتایا: غطفان والوں نے۔ انہوں نے بیان کیا کہ پھر میں نے تین بار بڑے زور سے پکار لگائی: یا صباحاہ! ہائے صبح کا حملہ۔ انہوں نے بیان کیا کہ اپنی آواز میں نے مدینہ منورہ کے دونوں کناروں تک پہنچا دی اور اس کے بعد میں سیدھا تیزی کے ساتھ دوڑتا ہوا حملہ آوروں کے پیچھے چل نکلا حتی کہ انہیں جالیا۔ اس وقت میں وہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے اترے تھے۔ میں ان پر تیر برساتا جاتا تھا اور میں تیر اندازی میں ماہر تھا اور یہ رجز پڑھتا جاتا تھا:

أَنَا ابْنُ الأَكْوَعِ الْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ

''میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے''

میں یہی رجز پڑھتا رہا اور آخر اونٹنیاں ان سے چھڑا لیں اور ان کی تیس چادریں میرے قبضے میں آ گئیں۔ سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بھی صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو ساتھ لیے ہوئے آ گئے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! میں نے تیر مار مار کر ان کو پانی نہیں پینے دیا اور وہ ابھی پیاسے ہیں۔ آپ فوراً ان کے

تعاقب کے لیے فوج بھیج دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے ابن اکوع! جب تو کسی پر قابو پالے تو نرمی اختیار کیا کر۔'' سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا: پھر ہم واپس آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی پر پیچھے بٹھایا یہاں تک کہ ہم مدینہ واپس آ گئے۔

شرح: ((اللِّقَاح)) ''دودھ دینے والی اونٹنیاں۔'' اس کی واحد لِقْحَة ہے۔

((الْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضَّعِ)) ''آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے'' (راضع) شیر خوار بچے کو کہتے ہیں۔ کمینے اور ذلیل کام کرنے والے کو بھی اس لفظ سے یاد کیا جاتا ہے گویا اس نے کمینگی اور ذلت کو اپنی ماں بنا رکھا ہے اور اس کا دودھ پیتا رہتا ہے۔ رُضَّع جمع کا لفظ ہے، جیسے رَاكِع سے رُكَّع جمع آتی ہے۔ ((مَلَكْتَ فَأَسْجِحْ)) ''جب تجھے کسی پر غلبہ حاصل ہو تو معاف کر دے۔'' إِسْجَاح کا معنی معاف کر دینا ہے۔

(30)......بَابُ غَزْوَةِ خَيْبَرَ

غزوۂ خیبر

ابن اسحاق نے کہا: یہ غزوہ محرم الحرام سنہ ۷ ہجری میں ہوا۔

(۳۷۰۵)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ......

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الأَكْوَعِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى خَيْبَرَ، فَسِرْنَا لَيْلًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ الأَكْوَعِ: أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ؟ وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا، فَنَزَلَ يَحْدُو بِالْقَوْمِ، يَقُولُ: اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا، فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ، مَا اقْتَفَيْنَا وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا، وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا، إِنَّا إِذَا صِيحَ

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم لوگ نبی ﷺ کے ہمراہ خیبر روانہ ہوئے۔ رات میں سفر طے ہو رہا تھا۔ ایک آدمی نے عامر بن اکوع سے کہا: اے عامر! کیوں نہ ہمیں اپنے کچھ نوادرات سناؤ؟ عامر شاعر تھے، سواری سے اترے اور قوم کی حدی خوانی کرنے لگے۔ اشعار یہ تھے:

اَللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
فَاغْفِرْ فِدَاءً لَكَ، مَا اقْتَفَيْنَا

(۳۷۰۵) أخرجه البخاري: ٦١٤٨، ٦٣٣١، و مسلم: ١٨٠٢

بِنَا أَبَيْنَا ، وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ هٰذَا السَّائِقُ؟)) فَقَالُوا: عَامِرُ بْنُ الأَكْوَعِ ، فَقَالَ: ((يَرْحَمُهُ اللّٰهُ)) فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ لَوْلَا أَمْتَعْتَنَا بِهِ ، قَالَ: فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ ، فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتَّى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيدَةٌ ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ ، فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِي فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ ، أَوْقَدُوا نِيرَانًا كَثِيرَةً ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَا هٰذِهِ النِّيرَانُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ تُوقِدُونَ؟)) قَالُوا: عَلَى لَحْمٍ ، قَالَ: ((عَلَى أَيِّ لَحْمٍ؟)) قَالُوا: عَلَى لَحْمِ حُمُرِ الإِنْسِيَّةِ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَهْرِيقُوهَا وَاكْسِرُوهَا؟)) فَقَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ! أَوْنُهَرِيقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ: أَوْذَاكَ ، قَالَ: فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ ، كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيهِ قِصَرٌ ، فَتَنَاوَلَ بِهِ يَهُودِيًّا لِيَضْرِبَهُ وَيَرْجِعَ ذُبَابُ سَيْفِهِ ، فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ ، فَمَاتَ مِنْهُ ، فَلَمَّا قَفَلُوا ، قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَاحِبًا ، فَقَالَ لِي: مَالَكَ؟ قُلْتُ: فِدًى لَكَ أَبِي وَأُمِّي ، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ ، قَالَ: ((مَنْ قَالَهُ)) قُلْتُ: قَالَهُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ ، وَأُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الأَنْصَارِيُّ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ ، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ ، وَجَمَعَ بَيْنَ أُصْبُعَيْهِ ، إِنَّهُ

وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَأَلْقِيَنْ سَكِينَةً عَلَيْنَا
إِنَّا إِذَا صِيحَ بِنَا أَبَيْنَا
وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوا عَلَيْنَا

اے اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے۔ ہم تجھ پر قربان، تو ہمیں بخش دے جب تک ہم تقویٰ اختیار کریں اور اگر ہم ٹکرائیں تو ہمیں ثابت قدم رکھ اور ہم پر سکینت نازل فرما۔ جب ہمیں للکارا جاتا ہے تو ہم اکڑ جاتے ہیں اور للکار میں ہم پر لوگوں نے اعتماد کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون حدی خواں ہے؟'' لوگوں نے کہا: عامر بن اکوع رضی اللہ عنہ۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحم کرے۔'' قوم کے ایک آدمی نے کہا: اب تو ان کی شہادت واجب ہوگئی ہے۔ آپ نے ان کے وجود سے ہمیں بہرہ ور کیوں نہ فرمایا؟ سلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کیا۔ اس دوران میں ہمیں سخت تکالیف اور فاقوں سے گزرنا پڑا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔ جس دن قلعہ فتح ہونا تھا اس کی رات جب ہوئی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: ''یہ آگ کیسی ہے؟ کس چیز کے لیے اسے جگہ جگہ جلایا گیا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے عرض کیا: گوشت پکانے کے لیے۔ آپ ﷺ نے دریافت کیا: ''کس جانور کا گوشت ہے؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بتایا کہ پالتو گدھوں کا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیاں توڑ دو۔'' ایک صحابی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں نہ کرلیں کہ گوشت

لَجَاهِدٌ مِجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلُهُ۔))

پھینک دیں اور ہانڈیوں کو دھولیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس طرح کرلو۔'' پھر (دن میں جب صحابہ نے جنگ کے لیے) صف بندی کی تو چونکہ عامر رضی اللہ عنہ کی تلوار چھوٹی تھی اس لیے انہوں نے جب ایک یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہیں کی تلوار سے ان کے گھٹنے کا اوپر کا حصہ زخمی ہوگیا اور ان کی شہادت اسی میں ہوگئی۔ بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہو رہا تھا تو سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پریشان دیکھا تو فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر رضی اللہ عنہ کا سارا عمل ضائع ہوگیا۔ (کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی) آپ نے فرمایا: ''کس نے کہا؟'' میں نے عرض کیا: فلاں، فلاں اور فلاں شخص نے ایسے ایسے کہا اور اسید بن حضیر انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جھوٹا ہے وہ شخص جو اس قسم کی باتیں کرتا ہے، بلاشبہ اسے دوہرا اجر ملے گا۔'' پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا۔ انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اُٹھائی ہے اور اللہ کے راستے میں جہاد بھی کیا ہے۔ کوئی عرب مدینہ میں عامر رضی اللہ عنہ جیسا پیدا نہیں ہوا۔''

شرح: ((هُنَيْهَاتِكَ)) یہ (هَنَة) کی تصغیر ہے جیسے (سَنَةٌ) کی (سُنَيْهَة) ہے اور اس کا معنی ہے ''اپنے رجزیہ اشعار کے نمونے ہمیں بھی سنا۔''

((عَوَّلُوْا عَلَيْنَا۔)) ''شور وغل کرتے ہوئے ہمارے اوپر پل پڑے ہیں۔''

(٣٧٠٦)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ......

(٣٧٠٦) أخرجه البخاري: ٤٢٠٦

حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ أَبِي عُبَيْدٍ ، قَالَ: رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ! مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ؟ فَقَالَ: هَذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ ، فَقَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ ، فَأَتَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَنَفَثَ فِيهَا ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى السَّاعَةِ۔

جناب یزید بن ابی عبید نے بیان کیا کہ میں نے سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی میں ایک زخم کا نشان دیکھ کر ان سے پوچھا: اے ابو مسلم! یہ زخم کیسا ہے؟ انہوں نے کہا: غزوۂ خیبر میں مجھے یہ زخم لگا تھا۔ لوگ کہنے لگے کہ سلمہ زخمی ہو گیا۔ چناں چہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ نے تین مرتبہ اس پر دم کیا۔ اس کی برکت سے آج تک مجھے اس زخم سے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

(۳۷۰۶)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، نَا قُتَيْبَةُ ، نَا لَيْثٌ ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ......

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: لَمَّا فُتِحَتْ خَيْبَرُ ، أُهْدِيَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِيهَا سُمٌّ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِجْمَعُوا لِي مَنْ كَانَ هٰهُنَا مِنَ الْيَهُودِ۔)) فَجَمَعُوا لَهُ ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنِّي سَائِلُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقُونِي عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ ، يَا أَبَا الْقَاسِمِ ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَبُوكُمْ؟)) قَالُوا: أَبُونَا فُلَانٌ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((كَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوكُمْ فُلَانٌ۔)) فَقَالُوا: صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ ، فَقَالَ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقُونِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ أَنَا سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ ، وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَمَا عَرَفْتَهُ فِي أَبِينَا ،

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہود کی طرف سے نبی ﷺ کی خدمت میں بکری کا گوشت ہدیہ کیا گیا جس میں زہر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جتنے یہودی یہاں موجود ہیں انہیں میرے ہاں جمع کرو۔'' چناں چہ وہ سب آ گئے۔ آپ علیہ السلام نے انھیں فرمایا: ''میں تم سے ایک بات پوچھوں گا، کیا تم صحیح صحیح جواب دو گے؟'' سب نے کہا: جی ہاں، اے ابو القاسم! آپ نے دریافت فرمایا: ''تمہارے باپ کون تھے؟'' انہوں نے کہا: ہمارے باپ فلاں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم جھوٹ بولتے ہو، تمہارے باپ تو فلاں تھے۔'' سب نے کہا: آپ سچ فرماتے ہیں اور درست بات کرتے ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے کہا: اگر میں تم سے ایک اور بات پوچھوں تو تم صحیح واقعہ بیان کر دو گے؟'' سب نے کہا: جی ہاں، اے ابو القاسم! اور اگر ہم جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارے جھوٹ کو اسی طرح پکڑ لیں گے جس طرح آپ نے ابھی

(۳۷۰۶) أخرجه البخاري: ۵۷۷۷

فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَنْ أَهْلُ النَّارِ؟)) فَقَالُوا: نَكُونُ فِيهَا يَسِيرًا، ثُمَّ تَخْلُفُونَنَا فِيهَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اخْسَئُوا فِيهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيهَا أَبَدًا۔)) ثُمَّ قَالَ لَهُمْ: ((هَلْ أَنْتُمْ صَادِقُونِي عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ، فَقَالَ: ((هَلْ جَعَلْتُمْ فِي هَذِهِ الشَّاةِ سُمًّا؟)) فَقَالُوا: نَعَمْ، فَقَالَ: ((مَا حَمَلَكُمْ عَلَى ذَلِكَ؟)) فَقَالُوا: أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَذَّابًا أَنْ نَسْتَرِيحَ مِنْكَ، وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ۔

ہمارے باپ کے بارے میں ہمارے جھوٹ کو پکڑ لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد پوچھا: ''دوزخ میں جانے والے کون لوگ ہوں گے؟'' انہوں نے کہا: کچھ دنوں کے لیے تو ہم اس میں داخل ہوجائیں گے لیکن پھر آپ لوگ ہماری جگہ داخل کر دیئے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس میں ذلیل ہوتے رہو، اللہ کی قسم! ہم تمہاری جگہ اس میں کبھی داخل نہیں کیے جائیں گے۔'' پھر آپ نے دریافت فرمایا: ''اگر میں تم سے کوئی بات پوچھوں تو کیا تم مجھ سے سچ سچ کہہ دو گے؟'' اس مرتبہ بھی انہوں نے یہی کہا کہ ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا تم نے اس بکری کے گوشت میں زہر ملایا ہے؟'' انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ''تم نے ایسا کیوں کیا؟'' انہوں نے کہا: ہمارا مقصد یہ تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہمیں آرام مل جائے گا اور اگر آپ سچے نبی ہیں تو یہ زہر آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

(31)......بَابُ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ

باب عمرۂ قضاء

یہ عمرہ ذی القعدہ ۷ ہجری میں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تین روز قیام فرمایا۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: نبی کریم ﷺ نے عمرہ قضاء کے دوران میں سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی۔

(۳۷۰۸)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ......

عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، سَمِعَ ابْنَ أَوْفَى، يَقُولُ: لَمَّا اعْتَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کیا تو ہم نے آپ کو گھیرے میں لے

(۳۷۰۸) أخرجه البخاري: ٤٢٥٥

سَتَرْنَاهُ مِنْ غِلْمَانِ الْمُشْرِكِينَ وَمِنْهُمْ أَنْ يُؤْذُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ۔

رکھا تھا۔ مشرکین کے لڑکوں اور مشرکین سے آپ کی حفاظت کر رہے تھے تاکہ وہ آپ کو کوئی تکلیف نہ دے سکیں۔

(32)......بَابُ غَزْوَةِ مُؤْتَةَ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ

سرزمینِ شام میں معرکہ مُوتہ

ابن اسحاق نے کہا: یہ معرکہ جمادی الاولیٰ ۸ ہجری کو پیش آیا۔

(٣٧٠٩)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، حَدَّثَنَا مُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيدٍ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ مُؤْتَةَ زَيْدَ بْنَ حَارِثَةَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: إِنْ قُتِلَ زَيْدٌ، فَجَعْفَرٌ، وَإِنْ قُتِلَ جَعْفَرٌ، فَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كُنْتُ فِيهِمْ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ، فَالْتَمَسْنَا جَعْفَرَ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَوَجَدْنَاهُ فِي الْقَتْلَى، وَوَجَدْنَا مَا فِي جَسَدِهِ بِضْعًا وَتِسْعِينَ مِنْ طَعْنَةٍ وَرَمْيَةٍ۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ موتہ کے لشکر کا امیر زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو بنایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ ''اگر زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو جعفر رضی اللہ عنہ امیر ہوں اور اگر جعفر رضی اللہ عنہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں۔'' سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ اس غزوہ کے شرکاء میں مَیں بھی تھا۔ جب ہم نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا تو ان کی لاش ہمیں شہداء میں ملی اور ان کے جسم پر نوے سے زائد نیزوں اور تیروں کے زخم تھے۔

(٣٧١٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ وَاقِدٍ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوبَ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ......

عَنْ أَنَسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا، وَجَعْفَرًا، وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ: ((أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ،

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی شہادت کی خبر ان کی وفات کی اطلاح آنے سے قبل دے

(٣٧١٠) أخرجه البخاري: ٤٢٦٢

(٣٧٠٩) أخرجه البخاري: ٤٢٦١

فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ، فَأُصِيبَ، وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللّٰهِ حَتَّى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔))

دی تھی۔ آپ فرماتے جارہے تھے: ''اب زید رضی اللہ عنہ پرچم اُٹھائے ہوئے ہیں، اب وہ شہید کر دیئے گئے، اب جعفر رضی اللہ عنہ نے پرچم تھام لیا، وہ بھی شہید کر دیئے گئے۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آخر اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اسلامی لشکر کا پرچم اپنے ہاتھ میں لیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عنایت فرمائی۔

شرح: محدث ابن عُلَیّہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ایوب نے کہا: پھر اسلامی لشکر کی قیادت کا پرچم سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بغیر امیر بنائے تھام لیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائی۔

(۳۷۱۱)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا أَبُو نُعَيْمٍ، نَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ......

عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ، يَقُولُ: لَقَدِ انْقَطَعَتْ فِي يَدِي يَوْمَ مُؤْتَةَ تِسْعَةُ أَسْيَافٍ فَمَا بَقِيَ فِي يَدِي إِلَّا صَفِيحَةٌ يَمَانِيَّةٌ۔

جناب قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ میں نے سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی زبانی سنا کہ غزوۂ موتہ میں میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں۔ صرف چوڑے پھل والی ایک یمنی تلوار باقی رہ گئی تھی۔

(33)......بَابُ غَزْوَةِ مَكَّةَ

مکہ مکرمہ کے غزوے کا بیان

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق یہ غزوہ رمضان المبارک سے دس روز قبل شعبان ۸ھ ہجری میں وقوع پذیر ہوا۔

(۳۷۱۲)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا مَحْمُودٌ، نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، أَنَا مَعْمَرٌ، أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي رَمَضَانَ مِنَ الْمَدِينَةِ وَمَعَهُ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے لیے مدینہ منورہ سے دس ہزار کا لشکر لے کر

(۳۷۱۱) أخرجه البخاري: ٤٢٦٥

(۳۷۱۲) أخرجه البخاري: ٤٢٧٦، و مسلم: ١١١٣

عَشْرَةُ آلافٍ، وَذَلِكَ عَلَى رَأْسِ ثَمَان سِنِينَ وَنِصْفٍ مِنْ مَقْدِمِهِ الْمَدِينَةَ، وَسَارَ مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ إِلَى مَكَّةَ يَصُومُ وَيَصُومُونَ، حَتَّى بَلَغَ الْكَدِيدَ، وَهُوَ مَا بَيْنَ عُسْفَانَ وَقُدَيْدٍ، أَفْطَرَ وَأَفْطَرُوا۔

نکلے۔ اس وقت آپ کو مدینہ میں تشریف لائے ہوئے ساڑھے آٹھ سال پورے ہونے والے تھے۔ چناں چہ آپ ﷺ اور تمام مسلمان مکہ کی جانب روزے رکھتے ہوئے چلے لیکن جب آپ مقام کدید پر پہنچے جو عسفان اور قدید کے درمیان ہے تو آپ نے روزہ توڑ دیا اور آپ کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے بھی روزہ توڑ دیا۔

شرح امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ ﷺ کے تازہ بتازہ حکم اور فرمان پر عمل کرتے تھے۔

(٣٧١٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، أَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ يَوْمَ الْفَتْحِ، وَحَوْلَ الْبَيْتِ سِتُّونَ وَثَلاثِ مِائَةُ نُصُبٍ، فَجَعَلَ يَطْعَنُهَا بِعُودٍ فِي يَدِهِ، وَيَقُولُ: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ [الْإِسْرَاء: ٨١] ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ [سبأ: ٤٩]۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تو بیت اللہ کے چاروں طرف تین سو ساٹھ بت تھے۔ آپ ایک چھڑی کے ساتھ جو آپ کے دست مبارک میں تھی، ٹھوکر مارتے جاتے اور کہتے جاتے تھے: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ﴾ .... ''حق آ گیا اور باطل چلا گیا، باطل کو جانا ہی تھا۔'' (سورۂ اسراء:۸۱) مزید فرمایا: ﴿جَاءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيدُ﴾ .... ''حق آ گیا اور باطل کی چلت پوت ختم ہوگئی۔'' (سورۂ سبا:۴۹)

شرح ((النُّصُب)) ''عبادت کے لیے چبوترے پر گاڑے ہوئے بُت۔'' اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ﴾ .... ''اور جو آستانوں پر ذبح کیا گیا ہو۔'' (سورۂ مائدہ:۳)

(٣٧١٤)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ،

(٣٧١٣) أخرجه البخاري: ٢٤٧٨، و مسلم: ١٧٨١

(٣٧١٤) أخرجه البخاري: ١٥٩٨، ٤٤٠٠، ٢٩٨٨

نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، نَا سُرَيْجُ بْنُ النُّعْمَانِ، نَا فُلَيْحٌ، عَنْ نَافِعٍ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَقْبَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ وَهُوَ مُرْدِفٌ أُسَامَةَ عَلَى الْقَصْوَاءِ، وَمَعَهُ بِلَالٌ، وَعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ، حَتَّى أَنَاخَ عِنْدَ الْبَابِ، ثُمَّ قَالَ لِعُثْمَانَ: ائْتِنَا بِالْمِفْتَاحِ، فَجَائَهُ بِالْمِفْتَاحِ، فَفَتَحَ لَهُ الْبَابَ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُسَامَةُ، وَبِلَالٌ، وَعُثْمَانُ، ثُمَّ غَلَّقُوا عَلَيْهِمُ الْبَابَ، فَمَكَثَ نَهَارًا طَوِيلًا ثُمَّ خَرَجَ، فَابْتَدَرَ النَّاسُ الدُّخُولَ، فَسَبَقْتُهُمْ، فَوَجَدْتُ بِلَالًا قَائِمًا وَرَاءَ الْبَابِ، فَقُلْتُ لَهُ: أَيْنَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: صَلَّى بَيْنَ ذَيْنِكَ الْعَمُودَيْنِ الْمُقَدَّمَيْنِ، وَكَانَ الْبَيْتُ عَلَى سِتَّةِ أَعْمِدَةٍ شَطْرَيْنِ، صَلَّى بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ مِنَ الشَّطْرِ الْمُقَدَّمِ، وَجَعَلَ بَابَ الْبَيْتِ خَلْفَ ظَهْرِهِ، وَاسْتَقْبَلَ بِوَجْهِهِ الَّذِي يَسْتَقْبِلُكَ حِينَ تَلِجَ الْبَيْتَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ، قَالَ: وَنَسِيتُ أَنْ أَسْأَلَهُ كَمْ صَلَّى، وَعِنْدَ الْمَكَانِ الَّذِي صَلَّى فِيهِ مَرْمَرَةٌ حَمْرَاءَ۔

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن تشریف لائے۔ آپ کی قصواء اونٹنی پر آپ کے پیچھے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ساتھ سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ آپ نے کعبہ کے پاس اپنی اونٹنی بٹھا دی اور عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''کعبہ کی کنجی لاؤ۔'' وہ کنجی لائے اور دروازہ کھولا۔ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ سیدنا اسامہ، سیدنا بلال اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔ انہوں نے اندر سے دروازہ بند کرلیا اور دیر تک اندر دعاؤں میں مشغول رہے۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو لوگ اندر جانے کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے لگے اور میں سب سے آگے بڑھ گیا۔ میں نے دیکھا کہ بلال رضی اللہ عنہ دروازے کے پیچھے کھڑے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کہاں پڑھی تھی؟ انہوں نے کہا: اگلی صف کے (بائیں جانب والے) دوستونوں کے درمیان آپ نے نماز پڑھی ہے۔ ان دنوں خانہ کعبہ میں دو قطاروں میں چھ ستون تھے۔ اور آپ علیہ السلام نے اگلی قطار کے دوستونوں کے درمیان نماز پڑھی تھی۔ کعبہ کا دروازہ آپ کی پشت کی طرف تھا اور چہرہ مبارک اس طرف تھا جدھر دروازے سے اندر جاتے ہوئے چہرہ کرنا پڑتا ہے۔ آپ کے اور دیوار کے درمیان (تین ہاتھ کا فاصلہ تھا) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں یہ پوچھنا بھول گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ میں کتنی رکعت پڑھی ہیں۔ جس جگہ آپ نے نماز پڑھی تھی وہاں سرخ سنگ مرمر بچھا

ہوا تھا۔

(٣٧١٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ، حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا قَدِمَ أَبَى أَنْ يَدْخُلَ الْبَيْتَ وَفِيهِ الآلِهَةُ ، فَأَمَرَ بِهَا ، فَأُخْرِجَتْ ، فَأَخْرَجُوا صُورَةَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ فِي أَيْدِيهِمَا الأَزْلامُ ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ ، أَمَا وَاللّٰهِ قَدْ عَلِمُوا أَنَّهُمَا لَمْ يَسْتَقْسِمَا بِهَا قَطُّ۔)) فَدَخَلَ الْبَيْتَ ، فَكَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ ، وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ اس وقت تک بیت اللہ میں داخل نہیں ہوئے جب تک اس میں بُت موجود رہے۔ آپ نے حکم دیا اور بتوں کو باہر نکال دیا گیا۔ انہیں میں ایک تصویر سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی بھی تھی جن کے ہاتھوں میں قسمت آزمائی کے تیر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ان مشرکوں کو تباہ کرے۔'' انہیں خوب معلوم تھا کہ ان بزرگوں نے کبھی پانسہ نہیں پھینکا۔ پھر آپ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور تمام گوشوں میں تکبیر کے کلمات کہے اور آپ نے اندر نماز نہیں پڑھی۔

تشریح: ((اَلِاسْتِقْسَام)) ''تیروں کے ذریعے سے اپنی قسمت معلوم کرنا۔'' دوسرا معنی غور وفکر کرنا اور معاملات کو صحیح سمت لے کر چلنا ہے۔

(34)......بَابُ غَزْوَةِ حُنَيْنٍ
غزوۂ حنین

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِي مَوَاطِنَ كَثِيرَةٍ وَيَوْمَ حُنَيْنٍ إِذْ أَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ﴾ ''یقیناً اللہ تعالیٰ نے بہت سے میدانوں میں تمہیں فتح دی ہے اور حنین کی لڑائی والے دن بھی جب کہ تمہیں اپنی کثرت پر ناز ہو گیا تھا۔'' (سورۂ توبہ:٢٥)

فائدہ: مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی ہے جس کا نام حنین ہے۔ یہاں ہوازن اور ثقیف رہتے تھے۔ یہ دونوں قبیلے تیر اندازی میں مشہور تھے۔ یہ مسلمانوں کے خلاف لڑنے کی تیاری کر رہے تھے جس کا علم رسول اللہ ﷺ کو

(٣٧١٥) أخرجه البخاري: ١٦٠١ ، و مسلم: ، ٣٣٥٢

ہوا تو آپ ۱۲/ ہزار کا لشکر لے کر ان قبیلوں سے جنگ کے لیے حنین تشریف لے گئے۔ یہ فتح مکہ کے ۱۸/۱۹/ دن بعد ماہِ شوال کا واقعہ ہے۔ (ع،س)

(٣٧١٦)۔أَخْبَرَنَا ابنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ ، أَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ ، أَنَا ابْنُ وَهْبٍ ، أَخْبَرَنِي يُونُسُ ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ ، حَدَّثَنِي كَثِيرُ بْنُ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ......

قَالَ: قَالَ عَبَّاسٌ: شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ حُنَيْنٍ ، فَلَزِمْتُ أَنَا وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَلَمْ نُفَارِقْهُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ بَيْضَاءَ أَهْدَاهَا لَهُ فَرْوَةُ بْنُ نُفَاثَةَ الْجذَامِيُّ ، فَلَمَّا الْتَقَى الْمُسْلِمُونَ وَالْكُفَّارُ وَلَّى الْمُسْلِمُونَ مُدْبِرِينَ ، فَطَفِقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُرْكِضُ بَغْلَتَهُ قِبَلَ الْكُفَّارِ ، قَالَ عَبَّاسٌ: وَأَنَا آخِذٌ بِلِجَامِ بَغْلَةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَكُفُّهَا إِرَادَةَ أَنْ لا تُسْرِعَ ، وَأَبُو سُفْيَانَ آخِذٌ بِرِكَابِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((أَيْ عَبَّاسُ نَادِ أَصْحَابَ السَّمُرَةِ)) فَقَالَ عَبَّاسٌ ، وَكَانَ رَجُلا صَيِّتًا ، فَقُلْتُ بِأَعْلَى صَوْتِي: أَيْنَ أَصْحَابُ السَّمُرَةِ؟ قَالَ: فَوَاللّٰهِ لَكَأَنَّ عَطْفَتَهُمْ حِينَ سَمِعُوا صَوْتِي عَطْفَةُ الْبَقَرِ عَلَى أَوْلادِهَا ، فَقَالُوا: يَا لَبَّيْكَ يَا لَبَّيْكَ ، قَالَ: فَاقْتَتَلُوا وَالْكُفَّارُ وَالدَّعْوَةُ فِي الأَنْصَارِ يَقُولُونَ: يَا مَعْشَرَ الأَنْصَارِ ، قَالَ: ثُمَّ

سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں غزوۂ حنین کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موجود تھا تو میں اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب (آپ ﷺ کے چچازاد بھائی) دونوں آپ کے ساتھ لپٹے رہے اور جدا نہیں ہوئے۔ اللہ کے رسول ﷺ ایک سفید خچر پر سوار تھے جو فروہ بن نفاثہ جذامی نے آپ کو تحفہ دیا تھا۔ جب مسلمانوں اور کافروں کی دوبدو جنگ ہوئی تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے اور رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو کفار کی طرف پیش قدمی کے لیے ایڑ لگا رہے تھے۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے آپ کے خچر کی لگام تھام رکھی تھی اور اس کو تیز چلنے سے روک رہا تھا اور ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ نے آپ کے خچر کی رکاب پکڑ رکھی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عباس! درخت والوں کو پکارو۔'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ۔اور ان کی آواز خاص بلند تھی۔ میں نے نہایت بلند آواز سے پکارا: درخت والو! کہاں ہو؟ اللہ کی قسم! وہ ہماری آواز سن کر اس طرح مڑے جیسے گائے اپنے بچوں پر مڑتی ہے اور انہوں نے جواباً کہا: ہاں ہاں، آئے آئے۔ پھر مسلمان کافروں سے لڑنے لگے۔ اس کے بعد

(٣٧١٦) أخرجه مسلم: ١٧٧٥

قُصِرَتِ الدَّعْوَةُ عَلَى بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، فَنَظَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ عَلَى بَغْلَتِهِ كَالْمُتَطَاوِلِ عَلَيْهَا إِلَى قِتَالِهِمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((هَذَا حِينَ حَمِيَ الْوَطِيسُ)) قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَصَيَاتٍ، فَرَمَى بِهِنَّ وُجُوهَ الْكُفَّارِ، ثُمَّ قَالَ: ((انْهَزَمُوا وَرَبِّ مُحَمَّدٍ)) قَالَ: فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ فَإِذَا الْقِتَالُ عَلَى هَيْئَتِهِ فِيمَا أَرَى، قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلا أَنْ رَمَاهُمْ بِحَصَيَاتِهِ، فَمَا زِلْتُ أَرَى حَدَّهُمْ كَلِيلا، وَأَمْرَهُمْ مُدْبِرًا۔

انصار کو یوں بلایا: او انصاریو! او انصاریو!!! پھر یہ پکار حارث بن خزرج کے اندر محدود ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر تشریف فرما تھے۔ آپ نے گردن کو لمبا کر کے ان کی لڑائی کو دیکھا (تو گمسان کا رن پڑا تھا۔) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب چولہا گرم ہو گیا ہے۔'' پھر آپ نے زمین سے ایک مٹھی کنکریاں لے کر دشمن کی طرف پھینکتے ہوئے فرمایا: ''محمد کے رب کی قسم! کافروں نے شکست پائی۔'' سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں دیکھ رہا تھا کہ لڑائی جوں کی توں جاری تھی کہ اتنے میں اللہ کی قسم! آپ کے کنکریاں پھینکنے کی دیر تھی کہ ان کی قوت ٹوٹتی چلی گئی اور ان کا کام زوال پذیر ہوتا چلا گیا۔

(۳۷۱۷)۔أَخْبَرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ، أَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَنَابٍ الْمِصِّيصِيُّ، حَدَّثَنَا عِيسَى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، عَنْ زَكَرِيَّاءَ......

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى الْبَرَاءِ، فَقَالَ: أَكُنْتُمْ وَلَّيْتُمْ يَوْمَ حُنَيْنٍ، يَا أَبَا عُمَارَةَ؟ فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلَى نَبِيِّ اللّٰهِ ﷺ مَا وَلَّى، وَلَكِنَّهُ انْطَلَقَ أَخِفَّاءُ مِنَ النَّاسِ وَحُسَّرٌ إِلَى هَذَا الْحَيِّ مِنْ هَوَازِنَ وَهُمْ قَوْمٌ رُمَاةٌ، فَرَمَوا بِرَشْقٍ مِنْ نَبْلٍ كَأَنَّهَا رِجْلٌ مِنْ جَرَادٍ، فَانْكَشَفُوا، فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو سُفْيَانَ بْنُ الْحَارِثِ، يَقُودُ بِهِ بَغْلَتَهُ، فَنَزَلَ وَدَعَا وَاسْتَنْصَرَ، وَهُوَ يَقُولُ:

جناب ابو اسحاق کا بیان ہے کہ ایک شخص نے سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو عمارہ! تم حنین کے دن بھاگ کھڑے ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے پیٹھ نہیں موڑی تھی بلکہ آپ کے صحابہ میں سے چند عجلت پسند جوان کہ جن کے پاس ہتھیار نہیں تھے قبیلہ ہوازن کی طرف چل دیے اور وہ تیر اندازی میں ماہر لوگ تھے۔ انہوں نے تیروں کی بارش شروع کر دی اور ان کی ایک جماعت ٹڈی دل کی طرح یک دم اکٹھی ٹوٹ پڑی۔ اس حملے سے مسلمان تتر بتر

(۳۷۱۷) أخرجه البخاري: ۲۶۵۲، ۲۶۶۲، ۲۷۱۳، ومسلم: ۱۷۷۶

((أَنَـا الـنَّبِيُّ لا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، الـلّٰهُمَّ نَزِّلْ نَصْرَكَ)) قَالَ الْبَرَاءُ: كُنَّا وَاللّٰهِ إِذَا احْـمَـرَّ الْبَـأْسُ نَتَّـقِـي بِهِ، وَإِنَّ الشُّجَاعَ مِنَّا لَلَّذِي يُحَاذِي بِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ۔

ہو گئے۔لوگ آپ ﷺ کے پاس آ گئے۔ابوسفیان بن حارث رضی اللہ عنہ آپ کی خچر کو چلا رہے تھے۔آپ اپنے خچر سے اترے اور نصرت کی دعا مانگی اور یہ رجز پڑھنے لگے:

أَنَا النَّبِيُّ لا كَذِبْ أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ اے اللہ مدد نازل فرما۔سیدنا براء رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! جب لڑائی خونخوار ہو جاتی اور انتہائی خطرناک مرحلے میں داخل ہو جاتی تو ہم بچنے کے لیے آپ ﷺ کی آڑ میں پناہ لیتے اور ہم میں وہ شخص بہادر شمار ہوتا جو رسول اللہ ﷺ کے قریب رہ کر جنگ لڑتا۔

تشریح: ((اَلْاَخْـفَاءُ)) اس کا واحد (خُفّ) ہے۔اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلحہ اور آلاتِ حرب وضرب نہ لگا رکھے ہوں بلکہ اپنے آپ کو ہلکا پھلکا رکھا ہو۔

((الحسر)) اس کا واحد حاسر ہے۔وہ شخص جس کے پاس ذرہ نہ ہو یا وہ شخص جس کے پاس سرے سے کوئی اسلحہ ہی نہ ہو۔

((الرشق)) تیروں کا مینہ برسانا۔

((رجل من جَرد)) دشمن کی ایک ٹکڑی۔

((اذا احـمـر البـأس)) جنگ کا خوب گرم ہونا اور گھمسان کا رن پڑنا۔سخت ترین قحط والے سال کو اہل عرب سنة حمراء کہتے ہیں۔خطرناک موت کو موت احمر کہا جاتا ہے۔اسی طرح جس دن گرمی اپنے تمام سابقہ ریکارڈ توڑ دے تو کہا جاتا ہے: حمرء القیظ۔

((نتـقـی بـه)) ''ہم آپ ﷺ کو ڈھال بناتے اور آپ کی اوٹ میں رہ کر لڑتے۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿كَيْفَ تَتَّقُوْنَ اِنْ كَفَرْتُمْ﴾ .... ''اگر کافر رہے تو اس دن کیسے بچ پاؤ گے۔'' (سورۂ مزمل: ۱۷) مطلب یہ ہے کہ قیامت کا انکار کر کے تم اللہ کے عذاب اور اس کی پکڑ سے کیسے بچ پاؤ گے؟

(٣٧١٨)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ،

(٣٧١٨) أخرجه البخاري: ٤٣٣٠، و مسلم: ١٠٦١

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ......

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَاصِمٍ، قَالَ: لَمَّا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلَى رَسُولِهِ يَوْمَ حُنَيْنٍ، قَسَمَ فِي النَّاسِ، فِي الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ، وَلَمْ يُعْطِ الْأَنْصَارَ شَيْئًا، فَكَأَنَّهُمْ وَجَدُوا إِذْ لَمْ يُصِبْهُمْ مَا أَصَابَ النَّاسَ، فَخَطَبَهُمْ، فَقَالَ: ((يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا، فَهَدَاكُمُ اللّٰهُ بِي، وَكُنْتُمْ مُتَفَرِّقِينَ، فَأَلَّفَكُمُ اللّٰهُ بِي، وَعَالَةً، فَأَغْنَاكُمُ اللّٰهُ بِي)) كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ، قَالَ: ((مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تُجِيبُوا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ)) قَالَ: كُلَّمَا قَالَ شَيْئًا، قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمَنُّ، قَالَ: ((لَوْ شِئْتُمْ قُلْتُمْ: جِئْتَنَا كَذَا وَكَذَا، أَلَا تَرْضَوْنَ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاةِ وَالْبَعِيرِ، وَتَذْهَبُونَ بِالنَّبِيِّ إِلَى رِحَالِكُمْ، لَوْلَا الْهِجْرَةُ، لَكُنْتُ امْرَأً مِنَ الْأَنْصَارِ، وَلَوْ سَلَكَ النَّاسُ وَادِيًا أَوْ شِعْبًا، لَسَلَكْتُ وَادِيَ الْأَنْصَارِ وَشِعْبَهَا، الْأَنْصَارُ شِعَارٌ، وَالنَّاسُ دِثَارٌ، إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً، فَاصْبِرُوا حَتَّى تَلْقَوْنِي عَلَى الْحَوْضِ۔))

سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ حنین کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جو غنیمت دی تھی آپ نے اس کی تقسیم کمزور ایمان کے لوگوں میں کر دی اور انصار کو اس میں سے کچھ نہیں دیا۔ اس بات کا انہیں کچھ ملال ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسروں کو تو دیا اور انہیں کیوں نہ دیا؟ آپ نے انہیں خطاب کیا اور فرمایا: ''اے انصاریو! کیا میں نے تمہیں گمراہ نہیں پایا تھا، پھر تم کو میرے ذریعے سے اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور تمہارے مابین دشمنی اور نااتفاقی تھی تو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے تم میں باہم الفت اور محبت ڈال دی اور تم محتاج تھے اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے سے تم کو غنی کیا۔'' آپ کے ایک ایک جملے پر انصار کہتے جاتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میری باتوں کا جواب دینے سے تمہیں کیا چیز مانع رہی؟'' راوی نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر بات پر انصار عرض کرتے جاتے کہ اللہ اور اس کے رسول کے ہم سب سے زیادہ ممنون ہیں۔ پھر آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''اگر تم چاہتے تو مجھ سے اس طرح بھی کہہ سکتے تھے: (کہ آپ آئے تو لوگوں نے آپ کی تکذیب کی لیکن ہم نے آپ کی تصدیق کی وغیرہ) کیا تم اس پر خوش نہیں کہ جب لوگ اونٹ اور بکریاں لے جا رہے ہوں گے تو تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ ﷺ کو ساتھ لیے جا رہے ہو گے؟ اگر ہجرت کی فضیلت نہ ہوتی تو میں بھی انصار کا ایک فرد بن

جاتا۔ اگر لوگ ایک وادی یا گھاٹی اختیار کریں تو میں انصار کی وادی اور گھاٹی میں چلوں گا۔ انصار بدن سے متصل لباس (کی طرح) ہیں اور دوسرے لوگ چادر (کی طرح) ہیں۔ تم لوگ دیکھو گے کہ میرے بعد تم پر دوسروں کو ترجیح دی جائے گی۔ تم ایسے وقت میں صبر کرنا یہاں تک کہ مجھ سے حوض (کوثر) پر آملو۔''

(35)......بَابُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ

حجۃ الوداع

(٣٧١٩)۔أَخْبَـرَنَـا عَبْـدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰـهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيهِ ......

عَـنِ ابْـنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ ﷺ بِمِنًى: ((أَتَدْرُونَ أَيُّ يَوْمٍ هَذَا)) قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((فَإِنَّ هَذَا يَوْمٌ حَرَامٌ، أَفَتَدْرُونَ أَيُّ بَـلَـدٍ هَـذَا)) قَـالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَـالَ: ((بَلَدٌ حَرَامٌ، أَفَتَدْرُونَ أَيُّ شَهْرٍ هَذَا)) قَـالُـوا: الـلّٰـهُ وَرَسُـولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ((شَهْرٌ حَـرَامٌ)) قَـالَ: ((فَـإِنَّ الـلّٰـهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَائَكُمْ، وَأَمْوَالَكُمْ، وَأَعْرَاضَكُمْ، كَحُرْمَةِ يَـوْمِـكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا۔))

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے مقام منٰی میں فرمایا: ''تمہیں معلوم ہے یہ کون سا دن ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''بلاشبہ یہ حرمت والا دن ہے۔ کیا تم جانتے ہو یہ شہر کونسا ہے؟'' صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے جواب دیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حرمت والا شہر ہے۔ کیا تم جانتے ہو کونسا مہینہ ہے؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین گویا ہوئے: اللہ اور اس کا رسول بخوبی جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حرمت والا مہینہ ہے۔'' آپ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تمہارا خون، تمہارے مال اور تمہاری عزت کو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام کیا ہے جس طرح تمہارے آج کے دن کی، رواں مہینے کی اور شہر کی حرمت ہے۔''

(٣٧١٩) أخرجه البخاري: ٦٠٤٣

شرح ہشام بن غاز نے کہا: مجھے جناب نافع نے خبر دی اور وہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے حجۃ الوداع میں یوم النحر (۱۰رذوالحجہ) والے دن جمرات کے درمیان میں کھڑے ہو کر فرمایا: ''یہ حج اکبر والا دن ہے۔'' پھر آپ بار بار کہنے لگے: ''اے اللہ! گواہ رہنا۔'' آپ نے اس سال لوگوں کو الوداع کہا اس بنا پر لوگوں نے اس حج کا نام (حجۃ الوداع) ''آخری حج یا وہ حج جس میں آپ نے امت کو الوِداع کہا۔'' رکھ دیا۔

(صحیح، ابن ماجہ: ۳۰۵۸)

فائدہ: ابن ماجہ کی روایت کے الفاظ درج ذیل ہیں: عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ يَوْمَ النَّحْرِ بَيْنَ الْجَمَرَاتِ فِي الْحَجَّةِ الَّتِي حَجَّ فِيهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟)) قَالُوا: يَوْمُ النَّحْرِ قَالَ: ((فَأَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟)) قَالُوا: هٰذَا بَلَدُ اللّٰهِ الْحَرَامُ، قَالَ: ((فَأَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟)) قَالُوا: شَهْرُ اللّٰهِ الْحَرَامُ، قَالَ: ((هٰذَا يَوْمُ الْحَجِّ الْأَكْبَرِ وَدِمَاؤُكُمْ وَأَمْوَالُكُمْ وَأَعْرَاضُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ هٰذَا الْبَلَدِ فِي هٰذَا الشَّهْرِ فِي هٰذَا الْيَوْمِ۔)) ثُمَّ قَالَ: هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ((اللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔)) ثُمَّ وَدَّعَ النَّاسَ، فَقَالُوا: هٰذِهِ حَجَّةُ الْوَدَاعِ۔ ......سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے حج کے موقع پر قربانی والے دن جمروں کے درمیان کھڑے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ کون سا دن ہے؟'' صحابہ نے کہا: قربانی والا دن ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ شہر کون سا ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا حرمت والا شہر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ مہینہ کون سا ہے؟'' انھوں نے کہا: یہ اللہ تعالیٰ کا حرمت والا مہینہ ہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ حج اکبر والا دن ہے اور تمہارے خون، مال اور عزتیں تم پر ایسے ہی حرام ہیں، جیسے اس دن میں اور اس مہینے میں اس شہر کی حرمت ہے۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں نے پیغام پہنچا دیا ہے؟'' لوگوں نے کہا: جی ہاں، پھر آپ ﷺ نے یہ الفاظ دوہرانا شروع کر دیئے: ''اے اللہ! گواہ رہنا، اے اللہ! گواہ رہنا۔'' پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو الوداع کہا، سو لوگوں نے کہا: یہ حجۃ الوداع ہے۔ (ابن ماجہ: ۳۰۵۸) (م،م)

(۳۷۲۰)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ......

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ بِحَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَالنَّبِيُّ ﷺ بَيْنَ أَظْهُرِنَا وَلَا نَدْرِي

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حجۃ الوداع کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے جبکہ نبی ﷺ ہمارے

(۳۷۲۰) أخرجه البخاري: ۴۴۰۲، ۴۴۰۳

مَـا حُجَّةُ الْوَدَاعِ ، فَحَمِدَ اللّٰهَ ، وَأَثْنَى عَلَيْهِ ، ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ ، فَأَطْنَبَ فِي ذِكْرِهِ ، وَقَـالَ: ((مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَبِيٍّ إِلا أَنْذَرَ أُمَّتَهُ ، أَنْـذَرَهُ نُـوحٌ وَالنَّبِيُّونَ مِنْ بَعْدِهِ ، وَإِنَّهُ يَخْرُجُ فِيـكُـمْ ، فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَأْنِهِ ، فَلَيْسَ يَـخْفَى عَلَيْكُمْ أَنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ عَلَى مَا يَخْفَى عَـلَيْـكُمْ ثَلاثًا ، إِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرٍ ، وَإِنَّهُ أَعْـوَرُ عَيْـنِ الْيَمِينِ ، كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ ، أَلَا إِنَّ الـلّٰـهَ حَـرَّمَ عَـلَيْكُمْ دِمَائَكُمْ ، وَأَمْوَالَكُمْ كَـحُـرْمَةِ يَـوْمِكُمْ هَذَا ، فِي بَلَدِكِمْ هَذَا ، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا ، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟)) قَالُوا: نَعَمْ ، قَـالَ: ((الـلّٰـهُـمَّ اشْهَـدْ ثَـلاثًـا ، وَيْلَكُمْ أَوْ وَيْـحَـكُـمْ انْـظُـرُوا لا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ۔))

درمیان موجود تھے اور ہم نہیں سمجھتے تھے کہ اس کا مفہوم کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، پھر مسیح دجال کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء مبعوث کیے سب نے اپنی امت کو مسیح دجال سے ڈرایا ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے اپنی امت کو اس سے ڈرایا اور اس کے بعد میں آنے والے انبیاء نے بھی، وہ تم ہی میں سے نکلے گا۔ پس یاد رکھنا اگر تم کو اس کے جھوٹے ہونے کی اور کوئی دلیل معلوم نہ ہو تو یہی دلیل کافی ہے کہ وہ مردود کانا ہوگا اور تمہارا رب کانا نہیں ہے۔ (تین مرتبہ آپ نے فرمایا) اس کی دائیں آنکھ کانی ہے، اس کی آنکھ ایسی معلوم ہوگی جیسے انگور کا دانہ۔ خبردار! یقیناً اللہ تعالیٰ نے تمہارا خون اور تمہارا مال ایک دوسرے پر اسی طرح حرام کیا ہے جس طرح تمہارے آج کے دن کی، موجودہ شہر کی اور رواں مہینے کی حرمت ہے۔ ہاں بولو! کیا میں نے پہنچا دیا؟'' صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین بولے: جی ہاں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے اللہ! تو گواہ رہ۔'' (تین مرتبہ کہا پھر فرمایا:) ''افسوس! دیکھو میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگ جاؤ۔''

(36)......بَابٌ فِيْ مَرَضِهٖ وَوَفَاتِهٖ ﷺ

آپ ﷺ کی مرض الموت اور وفات

(٣٧٢١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْـفَـرَبْـرِيُّ ، حَـدَّثَـنَـا مُـحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ ، حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ، حَدَّثَنِي مَالِكٌ ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ ، عَنْ عُبَيْدٍ يَعْنِي ابْنَ حُنَيْنٍ ......

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ

(٣٧٢١) أخرجه البخاري: ٣٩٠٤، و مسلم: ٢٣٨٢

جَـلَـسَ عَلَى الْمِنْبَرِ ، فَقَالَ: ((إِنَّ عَبْدًا خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْـنَ أَنْ يُـؤْتِيَـهِ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا مَا شَاءَ وَبَيْـنَ مَا عِنْدَهُ ، فَاخْتَارَ مَا عِنْدَهُ)) فَبَكَى أَبُو بَـكْـرٍ ، قَالَ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا ، فَعَجِبْنَا لَـهُ ، وَقَـالَ الـنَّـاسُ: انْظُرُوا إِلَى هَذَا الشَّيْخِ يُـخْبِرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَـنْ عَبْدٍ خَيَّرَهُ اللّٰهُ بَيْـنَ أَنْ يُؤْتِيَهِ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَبَيْنَ مَا عِنْدَهُ ، وَهُـوَ يَـقُـولُ: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هُوَ الْمُخَيَّرُ ، وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ هُوَ أَعْلَمُنَا بِهِ ، وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((إِنَّ مِـنْ أَمَـنِّ الـنَّـاسِ عَلَيَّ فِي صُحْبَتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَـكْـرٍ ، وَلَـوْ كُـنْـتُ مُتَّـخِذًا خَلِيلا مِنْ أُمَّتِي لاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ ، إِلا خُلَّةَ الإِسْلامِ لا تَبْقَيَنَّ فِي الْمَسْجِدِ خَوْخَةٌ ، إِلا خَوْخَةُ أَبِي بَكْرٍ۔))

منبر پر فروکش ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا: ''ایک بندے کو اللہ نے اختیار دیا کہ وہ دنیا کی چمک دمک اور زیب وزینت میں سے جو کچھ چاہے اللہ اسے دے دے یا پھر اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کر لے تو اس بندے نے اللہ کے پاس والی چیز کو اختیار کر لیا۔'' یہ بات سن کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور فرمایا: ہم اپنے ماں باپ سمیت آپ پر قربان۔ اس پر ہمیں تعجب ہوا۔ لوگوں نے کہا: اس بزرگ کو دیکھو! رسول اللہ ﷺ تو ایک بندے کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اختیار دیا کہ دنیا کی چمک دمک اور زیب وزینت میں سے جو چاہے اللہ اسے دے دے یا وہ اللہ کے پاس جو کچھ ہے اسے اختیار کر لے اور یہ بزرگ کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے ماں باپ کے ساتھ آپ پر قربان۔ (لیکن چند دن بعد واضح ہوا کہ) جس بندے کو اختیار دیا گیا تھا وہ خود رسول اللہ ﷺ تھے۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے زیادہ صاحب علم تھے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھ پر اپنی رفاقت اور مال میں سب سے زیادہ صاحب احسان ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیل بناتا لیکن ان کے ساتھ اسلام کی اخوت اور محبت کا تعلق ہے۔ مسجد میں کوئی دروازہ باقی نہ چھوڑا جائے سوائے ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے۔''

شرح: ((الخَوْخَة)) ''دو گھروں میں آنے جانے کے لیے دیوار میں لگایا گیا دروازہ۔''

((إِنَّ مِنْ أَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ)) ''سب سے زیادہ جس نے مجھ پر مال ودولت نچھاور کیا۔''

(مَـــنّ) ''داد ودہش اور عطیہ دینا۔'' کبھی یہ لفظ احسان کر کے جتلانے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جو کہ شریعت میں مذموم ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿لَا تُبۡطِلُوۡا صَدَقَاتِكُمۡ بِالۡمَنِّ وَالۡاَذٰی﴾ .... ''اپنی خیرات کو

احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو۔'' (سورۂ بقرہ:۲۶۴)

حدیث کا یہ مفہوم نہیں ہے۔ ویسے بھی ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر تو کوئی احسان نہیں تھا بلکہ ان کے احسانات تو پوری امت محمدیہ پر تھے اور واقعی امت کا ہر فرد سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا احسان مند ہے۔

((إِلا خُـلَّةَ الإِسْلامِ)) ''مگر اسلام کی اخوت وحمیت۔'' اس جملے کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہمدردی اور بھائی چارے کی جانب اشارہ فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دروازے کو کھلا رکھنے کی تلقین فرمائی ہے اس سے جناب کا خصوصی مقام ومرتبہ واضح ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عدم موجودگی میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو نماز پڑھانے کے لیے منتخب فرمایا۔ یہ تمام دلائل آپ کے خلیفہ بلا فصل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

(۳۷۲۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي تَوْبَةَ الْكُشْمِيهَنِيُّ بِمَرْوَ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَارِثِ، أَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْكِسَائِيُّ الْبَابَانِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَحْمُودٍ، أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَلالُ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنِ ابْنِ لَهِيعَةَ، حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ أَبِي حَبِيبٍ، أَنَّ أَبَا الْخَيْرِ حَدَّثَهُ......

أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرٍ الْجُهَنِيَّ حَدَّثَهُمْ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى عَلَى قَتْلَى أُحُدٍ بَعْدَ ثَمَانِ سِنِينَ كَالْمُوَدِّعِ لِلأَحْيَاءِ، وَالأَمْوَاتِ، ثُمَّ طَلَعَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ: ((إِنِّي بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَرَطٌ، وَأَنَا عَلَيْكُمْ شَهِيدٌ، وَإِنَّ مَوْعِدَكُمُ الْحَوْضُ، وَإِنِّي لأَنْظُرُ إِلَيْهِ وَأَنَا فِي مَقَامِي هَذَا، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا۔)) فَقَالَ عُقْبَةُ: فَكَانَتْ آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ برس بعد غزوۂ احد کے شہداء پر نماز جنازہ ادا کی جیسے آپ زندوں اور مردوں سب سے رخصت ہو رہے ہوں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور فرمایا: ''میں تم سے آگے آگے ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں گا اور مجھ سے (قیامت کے دن) تمہاری ملاقات حوض (کوثر) پر ہوگی۔ اس وقت بھی میں اپنی اس جگہ سے حوض کو دیکھ رہا ہوں، تمہارے بارے میں مجھے اس بات کا کوئی خطرہ نہیں کہ تم شرک کرنے لگ جاؤ گے، ہاں میں تمہارے بارے میں دنیا سے ڈرتا ہوں کہ تم کہیں دنیا کے لیے آپس میں مقابلہ نہ کرنے لگو۔'' سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ آخری دیدار تھا جو مجھے نصیب ہوا۔

(۳۷۲۲) أخرجه البخاري: ٤٠٤٢، و مسلم: ٢٢٩٦

(٣٧٢٣)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ نَافِعٍ، أَنَا أَبُو بَكْرٍ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ السَّدُوسِيُّ، أَنَّ عَاصِمَ ابْنَ عَلِيٍّ حَدَّثَهُمْ، نَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ ح وَأَخْبَرَنَا أَبُو الْفَتْحِ نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْحَاكِمُ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، نَا أَبُو الْعَبَّاسِ الأَصَمُّ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، أَنَا سَعِيدُ بْنُ شُرَحْبِيلَ، أَنَا اللَّيْثُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ، عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، ......

عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، قَالَ: خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: ((إِنِّي فَرَطُكُمْ وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لأَنْظُرُ الآنَ إِلَى حَوْضِي، وَإِنِّي قَدْ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا۔))

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز نکلے اور آپ نے شہدائے اُحد پر ایسے نماز جنازہ پڑھی جیسے میت پر جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ پھر آپ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا: ''آخرت میں مَیں تم سے آگے جاؤں گا اور میں تم پر گواہ ہوں، واللہ! میں اپنے حوض کو اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں یا (فرمایا) زمین کی کنجیاں دی گئی ہیں اور اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق اس سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے البتہ مجھے تمہارے متعلق یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرنے لگو گے۔''

(٣٧٢٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ الشَّاشِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ، وَغَيْرُ وَاحِدٍ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ......

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَشْفُ السِّتَارَةِ يَوْمَ الاثْنَيْنِ، فَنَظَرْتُ إِلَى وَجْهِهِ كَأَنَّهُ وَرَقَةُ

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا: میں نے آخری بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کی زیارت اس وقت کی جب سوموار کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

(٣٧٢٣) أخرجه البخاري: ٦٤٢٦، و مسلم: ٢٢٩٦

(٣٧٢٤) أخرجه البخاري: ٦٨٠، ٧٥٤، و مسلم: ٤١٩

مُـصْحَفٍ، وَالنَّاسُ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ، فَأَشَارَ إِلَـى الـنَّـاسِ أَنِ اثْبُتُـوا، وَأَبُـو بَكْرٍ يَؤُمُّهُمْ، فَأَلْقَى السَّجْفَ وَتُوُفِّيَ مِنْ آخِرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرۂ مبارک کا) پردہ ہٹایا۔ میری نظر آپ کے چہرۂ مبارک پر پڑی تو وہ یوں محسوس ہو رہا تھا گویا قرآن مجید کا ایک ورق ہو۔ (اس وقت) لوگ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز (فجر) ادا کر رہے تھے۔ نبی ﷺ نے لوگوں کو اشارہ فرمایا کہ (وہیں) کھڑے رہو اور ابو بکر رضی اللہ عنہ لوگوں کی امامت کر رہے تھے۔ آپ نے پردہ گرادیا۔ اسی دن کے آخری حصے میں آپ ﷺ کی وفات ہوگئی۔

(٣٧٢٥)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ الْفَرَبْرِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عُفَيْرٍ، حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي عَقِيلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ......

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ: لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي، فَأَذِنَّ لَهُ، فَخَرَجَ وَهُوَ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ، قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: فَأَخْبَرْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ، فَقَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ: هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قَالَ: قُلْتُ: لَا، قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ، فَكَانَتْ عَائِشَةُ تُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَمَّا دَخَلَ بَيْتِي، وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ، قَالَ: ((هَرِيقُوا عَلَيَّ مِنْ سَبْعِ قِرَبٍ لَمْ تُحْلَلْ

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے لیے اُٹھنا بیٹھنا دشوار ہو گیا اور آپ کے مرض کا ثقل بڑھ گیا تو تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے آپ نے میرے گھر میں ایام مرض گزارنے کی اجازت مانگی۔ سب نے اجازت دے دی تو آپ ﷺ (سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے) نکلے، آپ دو آدمیوں کا سہارا لیے ہوئے تھے اور آپ کے پاؤں زمین سے گھسٹ رہے تھے۔ جن دو صحابہ رضی اللہ عنہما کا آپ ﷺ سہارا لیے ہوئے تھے۔ ان میں ایک عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ تھے۔ اور ایک اور صاحب۔ عبداللہ نے بیان کیا: پھر میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی خبر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو دی تو انہوں نے بتلایا، معلوم ہے وہ دوسرے صاحب جن کا نام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا کون ہیں؟ میں نے عرض کیا:

(٣٧٢٥) أخرجه البخاري: ٤٤٤٢، ومسلم: ٤١٨

أَوْكِيَتُهُنَّ لَعَلِّي أَعْهَدُ إِلَى النَّاسِ)) فَأَجْلَسْنَاهُ فِي مِخْضَبٍ لِحَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ طَفِقْنَا نَصُبُّ عَلَيْهِ مِنْ تِلْكَ الْقِرَبِ حَتَّى طَفِقَ يُشِيرُ إِلَيْنَا بِيَدِهِ أَنْ قَدْ فَعَلْتُنَّ، قَالَتْ: ثُمَّ خَرَجَ إِلَى النَّاسِ، فَصَلَّى لَهُمْ وَخَطَبَهُمْ، وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَائِشَةَ، وَابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَا: لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خُمَيْصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ، فَإِذَا اغْتَمَّ، كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ، فَقَالَ وَهُوَ كَذَلِكَ: ((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ)) يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا۔

مجھے تو معلوم نہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے اور نبی ﷺ کی زوجہ مطہرہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب میرے گھر آئے اور تکلیف بہت بڑھ گئی تو آپ نے فرمایا: ''سات مشکیزے پانی کے بھر کر لاؤ اور مجھ پر ڈال دو، جن مشکیزوں کے منہ کھولے گئے ہوں۔ ممکن ہے اس طرح میں لوگوں کو کچھ نصیحت کرنے کے قابل ہو جاؤں۔'' چناں چہ ہم نے آپ کو آپ کی زوجہ محترمہ رضی اللہ عنہا کے ایک ٹب میں بٹھایا اور پھر انھی مشکیزوں سے آپ ﷺ پر پانی ڈالنے لگے۔ آخر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے روکا کہ بس ہو چکا۔ بیان کیا کہ پھر آپ لوگوں کے پاس گئے، انہیں نماز پڑھائی اور لوگوں کو خطاب کیا۔ مجھے عبیداللہ بن عبداللہ نے بیان کیا اور ان سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ شدت مرض کے دنوں میں رسول اللہ ﷺ اپنی چادر کھینچ کر بار بار اپنے چہرے پر ڈالتے تھے، پھر جب دم گھٹنے لگتا تو چہرے سے ہٹا دیتے۔ آپ ﷺ اسی شدت کے عالم میں فرماتے: ''یہود و نصاریٰ اللہ کی رحمت سے دور ہوں کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا۔'' اس طرح آپ اپنی امت کو ان کے عمل سے ڈرا رہے تھے۔

تشریح: ((وِكَاء)) کی جمع اَوْكِيَة ہے۔اس سے مراد وہ رسی اور دھاگا ہے جس سے مشکیزے یا تجوری وغیرہ کا منہ بند کیا جاتا ہے۔

((لَمْ تُحْلَلْ اَوْكِيَتُهُنَّ)) ''جن کا منہ کھولا نہ گیا ہو۔'' ایسے مشکیزوں کا پانی صاف ستھرا اور پاکیزہ ہوتا ہے کیونکہ وہ ہاتھوں کے میل کچیل سے محفوظ ہوتے ہیں۔ سات کا عدد آپ نے بطور حصولِ تبرک مخصوص فرمایا اس لیے کہ

بہت سارے شرعی امور میں سات کے عدد کی رعایت رکھی گئی ہے۔

((مخضب)) اس سے مراد ٹپ ہے۔ایک کھلا اور بڑا برتن جس میں دھونے کے لیے کپڑے بھگوئے جاتے ہیں۔

(۳۷۲۶)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْبُخَارِيُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ، أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ، ......

أَنَّ عَائِشَةَ، كَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ مِنْ نِعَمِ اللّٰهِ عَلَيَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تُوُفِّيَ فِي بَيْتِي وَفِي يَوْمِي، وَبَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي، وَإِنَّ اللّٰهَ جَمَعَ بَيْنَ رِيقِي وَرِيقِهِ عِنْدَ مَوْتِهِ، دَخَلَ عَلَيَّ عَبْدُ الرَّحْمَنِ وَبِيَدِهِ السِّوَاكُ، وَأَنَا مُسْنِدَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ يَنْظُرُ إِلَيْهِ، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ يُحِبُّ السِّوَاكَ، فَقُلْتُ: آخُذُهُ لَكَ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ، فَتَنَاوَلْتُهُ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ، وَقُلْتُ: أُلَيِّنُهُ لَكَ؟ فَأَشَارَ بِرَأْسِهِ أَنْ نَعَمْ، فَلَيَّنْتُهُ، فَأَمَرَّهُ، وَبَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ عُلْبَةٌ، شَكَّ عُمَرُ، فِيهَا مَاءٌ، فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ، فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ، وَيَقُولُ: ((لا إِلَهَ إِلا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٌ)) ثُمَّ نَصَبَ يَدَهُ، فَجَعَلَ يَقُولُ: فِي الرَّفِيقِ الأَعْلَى، حَتَّى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت مجھ پر یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے گھر میں، میری باری کے دن، میرے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے وفات پائی اور آپ کی موت کے وقت اللہ نے میرا لعاب اور آپ کا لعاب اکٹھا کر دیا۔ ہوا یہ کہ عبد الرحمٰن بن ابو بکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے پاس تشریف لائے، ان کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو سہارا دے رکھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ مسواک کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ آپ ﷺ مسواک چاہتے ہیں۔ میں نے پوچھا: آپ کے لیے لے لوں؟ آپ ﷺ نے سر سے اشارہ فرمایا کہ ہاں۔ میں نے مسواک لے کر آپ ﷺ کو دی تو آپ کو سخت محسوس ہوئی۔ میں نے کہا: اسے آپ کے لیے نرم کر دوں؟ آپ ﷺ نے سر کے اشارے سے کہا: ”ہاں۔“ میں نے مسواک نرم کر دی اور آپ ﷺ نے نہایت اچھی طرح مسواک کی۔ آپ ﷺ کے سامنے کٹورے میں پانی تھا۔ (حدیث میں پانی کے برتن کے لیے رَكْوَةٌ یا عُلْبَةٌ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے راویٔ حدیث عمر بن سعید کو شک ہے۔) آپ ﷺ پانی میں دونوں ہاتھ ڈال کر چہرہ پونچھتے جاتے

(۳۷۲٦) أخرجه البخاري: ۸۹۰، ۱۳۸۹، ۳۱۰۰

تھے اور فرماتے جاتے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، یقیناً موت کے لیے سختیاں ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور فرمانے لگے: ''مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے۔'' اور آپ ﷺ رفیق اعلیٰ اعلیٰ سے جا لاحق ہوئے اور اسی وقت ہاتھ جھک گیا۔

شرح: ((بَيْنَ سَحْرِي وَنَحْرِي)) (نَحْر) سے مراد سینے کا وہ حصہ ہے جو حلقوم سے متصل ہوتا ہے اور سَحْر سے مراد پھیپھڑے ہیں۔ (اِنْتَفَخَ سَحْرَة) کا معنی ہے کہ فلاں شخص کے پھیپھڑے سوج گئے۔

(٣٧٢٧)۔ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا النُّعَيْمِيُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ، نَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيهِ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَاتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّهُ لَبَيْنَ حَاقِنَتِي وَذَاقِنَتِي، فَلَا أَكْرَهُ شِدَّةَ الْمَوْتِ لِأَحَدٍ أَبَدًا بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ میری آغوش میں فوت ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی وفات دیکھنے کے بعد میں کسی کے لیے موت کی سختی کو ناپسند نہیں کرتی۔

شرح: ((الحَاقِنَة)) دونوں ہنسلیوں کا درمیانی گڑھا، یا حلق اور سینے کے گڑھے کے درمیان کی سپاٹ جگہ۔ ((الذَاقِنَة)) ٹھوڑی کا گڑھا یا مکمل ٹھوڑی۔ ابوعبید نے کہا: حلقوم کا اوپر والا آخری حصہ مراد ہے۔

(٣٧٢٨)۔ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الأَصَمُّ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ، أَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ......

عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ، أَخْبَرَتْهُ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْغَتْ إِلَيْهِ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ وَهُوَ مُسْنِدٌ إِلَى صَدْرِهَا، يَقُولُ: ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي،

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو وفات سے پہلے کچھ فرماتے سنا، انہوں نے کان لگائے، اس وقت آپ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سینے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے تو آپ فرما رہے تھے:

(٣٧٢٧) أخرجه البخاري: ٤٤٤٦

(٣٧٢٨) أخرجه البخاري: ٤٤٤٠، و مسلم: ٤٤٧٤

وَارْحَمْنِی، وَأَلْحِقْنِی بِالرَّفِیقِ الأَعْلَی۔)) ''اے اللہ! مجھے بخش دے، مجھ پر رحم کر اور مجھے رفیق الاعلیٰ میں پہنچا دے۔''

تشریح: ((الرَّفِیقِ الأَعْلَی)) ایک قول کے مطابق یہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ آپ ﷺ کا مقصود ان الفاظ سے یہ تھا کہ اے اللہ! مجھے اپنے پاس بلا لے۔ امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ بات درست نہیں بلکہ لفظ رفیق سے یہاں مراد جنت الفردوس میں مقام نبوت کے عالیٰ مقام حاملین کا ساتھ اور ہمنشینی ہے۔ یہ لفظ اسم ہے جو فعیل کے وزن پر آیا ہے اور اس کا معنی جماعت اور ساتھ کے ہیں۔ بایں معنی یہ لفظ قرآن مجید میں بھی مستعمل ہے جیسا کہ ارشادِ باری ہے: ﴿وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا﴾ .... ''یہ لوگ بہترین ساتھی ہیں۔''

(۳۷۲۹)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِیحِیُّ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَیْمِیُّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ یُوسُفَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِیلَ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَنَا یُوسُفُ......

قَالَ الزُّهْرِیُّ: فَأَخْبَرَنِی سَعِیدُ بْنُ الْمُسَیِّبِ، فِی رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ عَائِشَةَ، قَالَتْ: کَانَ النَّبِیُّ ﷺ یَقُولُ وَهُوَ صَحِیحٌ: ((إِنَّهُ لَمْ یُقْبَضْ نَبِیٌّ حَتَّی یَرَی مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ یُخَیَّرُ)) فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ وَرَأْسُهُ فِی فَخِذِی، غُشِیَ عَلَیْهِ، ثُمَّ أَفَاقَ، فَأَشْخَصَ بِصَرَهُ إِلَی سَقْفِ الْبَیْتِ، ثُمَّ قَالَ: ((اللّٰهُمَّ الرَّفِیقُ الأَعْلَی)) فَقُلْتُ: إِذًا لا تَخْتَارُنَا، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِیثُ الَّذِی کَانَ یُحَدِّثُنَا، وَهُوَ صَحِیحٌ قَالَتْ: وَکَانَتْ آخِرُ کَلِمَةٍ تَکَلَّمَ بِهَا: ((اللّٰهُمَّ الرَّفِیقُ الأَعْلَی۔))

امام زہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جناب سعید بن مسیّب رحمہ اللہ نے بہت سارے اہل علم کی موجودگی میں خبر دی کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: نبی ﷺ حالت صحت میں فرمایا کرتے تھے: ''ہر نبی کی روح قبض کرنے سے پہلے انہیں جنت میں ان کی قیام گاہ دکھائی گئی پھر اختیار دیا گیا۔'' پھر جب آپ ﷺ بیمار ہوئے اور آپ کا سر مبارک میری ران پر تھا۔ اس وقت آپ پر بیہوشی طاری ہوئی، جب ہوش میں آئے تو اپنی نگاہ گھر کی چھت کی طرف بلند کی اور فرمایا: ''اے اللہ! مجھے رفیق اعلیٰ میں پہنچا دے۔'' میں اسی وقت سمجھ گئی کہ اب آپ ﷺ ہمیں پسند نہیں کر سکتے اور مجھے وہ حدیث یاد آ گئی جو آپ حالت صحت میں ہم سے بیان کیا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا: آخری کلمہ جو زبان مبارک سے نکلا وہ یہی تھا کہ ((اللّٰهُمَّ الرَّفِیقُ الأَعْلَی)) ''اے اللہ! مجھے اپنی بارگاہ میں انبیاء اور صدیقین سے ملا دے۔''

(۳۷۲۹) أخرجه البخاری: ٤٤٦٣، و مسلم: ٢٤٤٤

(٣٧٣٠)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَحْمَدَ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عُرْوَةَ ......

عَنْ عَائِشَةَ ، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: ((مَا مِنْ نَبِيٍّ يَمْرَضُ إِلا خُيِّرَ بَيْنَ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ)) وَكَانَ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ أَخَذَتْهُ بَحَّةٌ شَدِيدَةٌ ، فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: ﴿مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ خَيْرٌ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے: ''جو نبی بیمار ہوتا ہے اسے دنیا اور آخرت میں سے ایک چیز کے انتخاب کا اختیار دیا جاتا ہے۔'' جب آپ ﷺ پر بیماری آئی جس میں آپ کی وفات ہوئی تو آپ کی آواز بھاری ہوگئی۔ میں نے سنا تو آپ فرما رہے تھے: ''ان لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعامات نازل کیے ہیں، نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں میں سے۔'' تب مجھے یقین ہو گیا کہ نبی ﷺ کو وہ اختیار دیا گیا ہے۔

(٣٧٣١)۔أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ ، أَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعَيْمِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ ، حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ ، حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ، عَنْ ثَابِتٍ ......

عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ ﷺ جَعَلَ يَتَغَشَّاهُ ، فَقَالَتْ فَاطِمَةُ: وَاكَرْبَ أَبَاهُ ، فَقَالَ لَهَا: لَيْسَ عَلَى أَبِيكِ كَرْبٌ بَعْدَ الْيَوْمِ ، فَلَمَّا مَاتَ ، قَالَتْ: يَا أَبَتَاهُ أَجَابَ رَبًّا دَعَاهُ ، يَا أَبَتَاهُ مِنْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ مَأْوَاهُ ، يَا أَبَتَاهُ إِلَى جِبْرِيلَ نَنْعَاهُ ، فَلَمَّا دُفِنَ ، قَالَتْ فَاطِمَةُ: يَا أَنَسُ ، أَطَابَتْ أَنْفُسُكُمْ أَنْ تَحْثُوا التُّرَابَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ۔

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا: جب نبی ﷺ کی مرض کا ثقل بڑھ گیا تو آپ کو غشی کے دورے پڑنے لگے۔ اس وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے ابا جان کی تکلیف! اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے فرمایا: ''آج کے بعد تیرے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔'' جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ہائے ابا جان! رب نے آپ کو بلایا اور آپ نے اس کے بلاوے پر لبیک کہہ دیا۔ ہائے ابا جان! جنت الفردوس آپ کا ٹھکانا ہے۔ ہائے ابا جان! میں جبریل کو

(٣٧٣٠) أخرجه البخاري: ٤٥٨٦ ، و مسلم: ٢٤٤٤

(٣٧٣١) أخرجه البخاري: ٤٤٦٢

آپ کی وفات کی خبر دیتی ہوں۔ پھر جب آپ ﷺ کو دفن کردیا گیا تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اے انس! تمہارے دلوں نے یہ کیسے گوارا کیا کہ تم اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر پر مٹی ڈال دو؟

شرح ''آج کے بعد تیرے والد کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔'' یعنی دنیاوی تکالیف اور شدائد سے چھٹکارہ مل جائے گا، ہر قسم کی تھکاوٹوں اور پریشانیوں سے گلوخلاصی ہوجائے گی کیونکہ آخرت کے گھر اور ہمیشہ کی سلامتی والے مقام میں پہنچ جائیں گے۔

(۳۷۳۲)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ هُوَ الْمُلَيْكِيُّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ، قَالَ: ((مَا قَبَضَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلا فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ)) ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فوت ہوگئے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین میں آپ کے دفن کے معاملے میں اختلافِ رائے پیش آیا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرمان سنا ہے اور مجھے ذرہ بھر نہیں بھولا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو بھی نبی فوت ہوا، وہ جہاں فوت ہوا، وہیں دفن ہوا۔'' آپ ﷺ کو آپ کے بستر کی جگہ دفن کرو۔

شرح وَقَالَ عُرْوَةُ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الاثْنَيْنِ، وَدُفِنَ فِي آخِرِ اللَّيْلِ مِنْ لَيْلَةِ الثُّلَاثَاءِ أَوْ مَعَ الصُّبْحِ، وَوَلِيَ غُسْلَهُ وَتَكْفِينَهُ عَلِيٌّ، وَالْعَبَّاسُ، وَالْفَضْلُ بْنُ الْعَبَّاسِ، وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَنَزَلَ فِي قَبْرِهِ عَلِيٌّ، وَأُسَامَةُ، وَالْفَضْلُ وَقَالَ عِكْرِمَةُ: دُفِنَ لَيْلَةَ الْأَرْبِعَاءِ۔...... جناب عروہ نے کہا: آپ ﷺ کی وفات پیر کے دن ہوئی۔ منگل کی رات کے آخری حصے میں آپ کو دفن کیا گیا جس میں بدھ کی صبح کا بھی کچھ وقت صرف ہوا۔ آپ ﷺ کے غسل اور تدفین کے ذمہ دار سیدنا علی، سیدنا عباس اور سیدنا فضل بن عباس، سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔ قبر میں دفنانے کے لیے سیدنا علی، سیدنا اسامہ اور فضل نال رضی اللہ عنہم اجمعین اترے۔ (صحیح، ملاحظہ ہو: ترمذی: ۱۳۸۷، ابوداود: ۳۲۰۹)

(۳۷۳۲) صحيح ......أخرجه الترمذي: ۱۰۱۸

جناب عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا: بدھ کی رات آپ ﷺ کے جسد اطہر کو سپرد خاک کیا گیا۔

(٣٧٣٣)۔أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْخُزَاعِيُّ، أَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ هِلالٍ الصَّوَّافُ الْبَصْرِيُّ، أَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَابِتٍ......

عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي دَخَلَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْمَدِينَةَ، أَضَاءَ مِنْهَا كُلَّ شَيْءٍ وَمَا نَفَضْنَا أَيْدِينَا عَنِ التُّرَابِ، وَإِنَّا لَفِي دَفْنِهِ حَتَّى أَنْكَرْنَا قُلُوبَنَا۔ وَفِي رِوَايَةٍ: فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الَّذِي مَاتَ فِيهِ أَظْلَمَ مِنْهَا كُلُّ شَيْءٍ۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا: جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے، اس پر ہر چیز روشن ہوگئی۔ ہم نے نبی ﷺ کو دفن کر کے اپنے ہاتھ نہیں جھاڑے بلکہ ابھی ہم دفن کر ہی رہے تھے تو اسی وقت ہمیں اپنے دلوں کی حالت بدلی ہوئی محسوس ہوئی۔

شرح سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے کہا: ”مَا رَأَيْتُ يَوْمًا قَطُّ كَانَ أَحْسَنَ وَلا أَضْوَأَ مِنْ يَوْمِ دَخَلَ عَلَيْنَا فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا رَأَيْتُ يَوْمًا كَانَ أَقْبَحَ وَلا أَظْلَمَ مِنْ يَوْمِ مَاتَ فِيهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔“ ......اس دن سے بڑھ کر خوبصورت اور روشن دن میں نے کبھی نہیں دیکھا، جس دن رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے اور اس دن سے بڑھ کر کوئی قبیح اور تاریک دن میں نے نہیں دیکھا جس دن رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی۔

(صحیح، مسند احمد: ١٤٠٦٣)

(37)......بَابُ تَرِكَةِ النَّبِيِّ ﷺ
نبی کریم ﷺ کی وراثت

(٣٧٣٤)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ الْمَلِيحِيُّ، أَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي شُرَيْحٍ، أَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ، نَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، أَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ......

عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ الْخُزَاعِيِّ، أَخِي جُوَيْرِيَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ، قَالَ: لا وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ

سیدنا عمرو بن حارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا جو کہ ام المؤمنین سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کے بھائی ہیں۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات کے وقت

(٣٧٣٣) صحیح ......أخرجه الترمذي: ٣٦١٨، وابن ماجه: ١٦٣١
(٣٧٣٤) أخرجه البخاري: ٢٧٣٩، ٢٨٧٣

مَـوْتِهِ، دِينَارًا، وَلا دِرْهَمًا، وَلا عَبْدًا، وَلا أَمَةً، وَلا شَيْـئًـا، إِلا بَـغْـلَتَـهُ الْبَيْـضَـاءَ، وَسِلاحًا، وَأَرْضًا تَرَكَهَا صَدَقَةً۔

نہ دینار چھوڑے، نہ درہم، نہ غلام، نہ کنیز اور نہ کوئی اور چیز سوائے اپنے سفید خچر کے اور کچھ ہتھیار اور کچھ وہ زمین جو آپ نے اپنی زندگی میں صدقہ کردی تھی۔

(۳۷۳۵)۔أَخْبَـرَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّالِحِيُّ، أَنَا أَبُو سَعِيدٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى الصَّيْرَفِيُّ، أَنَا أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى الْبِرْتِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو حُذَيْفَةَ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ ......

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدًا، وَلا أَمَةً، وَلا شَاةً، وَلا بَعِيرًا۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بعد بطور وراثت غلام چھوڑا نہ لونڈی، بکری چھوڑی نہ اونٹ۔

(۳۷۳۶)۔ حَدَّثَنَا الْمُطَهَّرُ بْنُ عَلِيٍّ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الصَّالِحَانِيُّ، أَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْـنِ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، حَدَّثَنَا هَنَّادُ، حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوقٍ ......

عَـنْ عَـائِشَةَ، قَالَتْ: تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَـمْ يَتْـرُكْ دِيـنَـارًا، وَلا دِرْهَمًا، وَلا شَاةً، وَلا بَعِيرًا، وَلا أَوْصَى بِشَيْءٍ۔

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ جب فوت ہوئے تو ترکے میں نہ کوئی دینار چھوڑا، نہ درہم، نہ بکری، نہ اونٹ اور نہ آپ نے کسی چیز کے بارے میں وصیت فرمائی۔

(۳۷۳۷)۔أَخْبَـرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَا زَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ......

عَـنْ أَبِـي هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ: ((لا يَـقْتَسِمْ وَرَثَتِي دِينَارًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِي، وَمُؤْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جو درہم و دینار چھوڑ جاؤں میرے ورثا اسے آپس میں تقسیم نہ کریں، وہ میری بیویوں کا خرچ اور جائداد کا اہتمام کرنے والے کا خرچ نکالنے کے بعد صدقہ ہے۔''

(۳۷۳۵) أخرجه مسلم: ۱٦۳۵ (۳۷۳٦) انظر الحديث السابق

(۳۷۳۷) أخرجه البخاري: ۲۷۷٦، ٦۷۲۹، و مسلم: ۱۷٦۰

شرح: جناب سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے کہا: نبی ﷺ کی ازواج مطہرات عدت گزارنے والی خواتین کے حکم میں تھیں۔ کیونکہ آگے نکاح کرنا ان کے لیے جائز نہیں تھا۔ اس لیے ان کے لیے نان ونفقہ جاری کر دیا گیا۔

((مَئُونَةِ عَامِلِي)) یہاں عامل سے مراد مسلمانوں کا خلیفہ ہے۔ نبی ﷺ اپنے اہل وعیال کا خرچ اپنے اس خاص حصے سے لیتے تھے جو بنونظیر کی زمینوں سے آپ نے اپنے لیے مختص فرمایا تھا۔ نیز فدک کے باغ سے وصولی فرماتے اور ضرورت سے زائد مال مسلمانوں کی ضروریات میں صرف فرما دیتے۔ آپ ﷺ کے بعد ان زمینوں کی دیکھ بھال کی ذمہ داری سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے۔ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے ان سے کچھ وصول نہ کیا اور اپنی مالداری کی وجہ سے استغنا کیا۔ بعد ازاں مروان وغیرہ نے اس کو اپنے اقارب میں تقسیم کر دیا۔ پھر انہیں کا قبضہ رہا حتی کہ جناب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان سے لے کر ان کو وقف کر دیا۔

(٣٧٣٨)۔أَخبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ الشِّيرَزِيُّ، أَنَّ زَاهِرَ بْنَ أَحْمَدَ، أَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْهَاشِمِيُّ، أَنَا أَبُو مُصْعَبٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ ......

عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، أَنَّهَا قَالَتْ: إِنَّ أَزْوَاجَ رَسُولِ اللّٰهِ حِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ، يَسْأَلْنَهُ مِيرَاثَهُنَّ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَهُنَّ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ، فَهُوَ صَدَقَةٌ۔))

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ کی ازواج نے یہ پروگرام بنایا کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجیں تاکہ وہ نبی ﷺ کی وراثت سے اپنے حصے کا مطالبہ کریں۔ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے کہا: کیا نبی ﷺ نے نہیں فرمایا: ''ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی، ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔''

(38)......بَابُ عُمُرِهِ ﷺ

آپ ﷺ کی عمر مبارک

(٣٧٣٩)۔أَخبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ الْجَوْزَجَانِيُّ، أَخبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ، أَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ، حَدَّثَنَا أَبُو عِيسَى التِّرْمِذِيُّ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ، حَدَّثَنَا رُوحُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ إِسْحَاقَ، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ ......

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، مَكَثَ النَّبِيُّ ﷺ بِمَكَّةَ

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبوت کے بعد

(٣٧٣٨) أخرجه البخاري: ٦٧٣٠، و مسلم: ١٧٥٨

(٣٧٣٩) أخرجه البخاري: ٣٩٠٢، ومسلم: ٢٣٥١

ثَلاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ، يَعْنِي يُوحَى إِلَيْهِ ، وَتُوُفِّيَ وَهُوَ ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ۔

آپ ﷺ مکہ مکرمہ میں تیرہ سال اقامت گزیں رہے اور جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی عمر مبارک تریسٹھ برس تھی۔

(۳۷۴۰)۔ أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْجَوْزَجَانِيُّ ، أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ الْخُزَاعِيُّ ، أَنَا الْهَيْثَمُ بْنُ كُلَيْبٍ ، نَا أَبُو عِيسَى ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ، عَنْ شُعْبَةَ ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ ، عَنْ جَرِيرٍ ......

عَنْ مُعَاوِيَةَ ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَخْطُبُ ، قَا: لَمَاتَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ ، وَأَبُو بَكْرٍ ، وَعُمَرُ ، وَأَنَا ابْنُ ثَلاثٍ وَسِتِّينَ۔

جناب جریر بیان کرتے ہیں کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے کہا: نبی ﷺ جب فوت ہوئے تو آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی عمر بھی وفات کے وقت اتنی ہی تھی اور اب میں بھی تریسٹھ برس کا ہو چکا ہوں۔

شرح: بنو ہاشم کا آزاد شدہ غلام عمار، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتا ہے کہ انہوں نے کہا: وفات کے وقت نبی ﷺ کی عمر تریسٹھ سال تھی نیز انہوں نے کہا: آپ ﷺ نے نبوت ورسالت کے بعد پندرہ برس مکہ مکرمہ میں قیام فرمایا اور مدینہ شریف میں دس سال۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ نے کہا: اکثر رُواۃ نے آپ ﷺ کی عمر مبارک تریسٹھ سال ہی بیان کی ہے۔

(39)......بَابٌ

باب

(۳۷۴۱)۔أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَسَّانُ بْنُ سَعِيدٍ الْمَنِيعِيُّ ، أَنَا أَبُو طَاهِرٍ الزِّيَادِيُّ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ الْقَطَّانُ ، حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ السُّلَمِيُّ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ ، آنا مَعْمَرٌ ......

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مَنْبَهٍ ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى أَحَدِكُمْ يَوْمٌ لا يَرَانِي ، ثُمَّ لأَنْ يَرَانِي أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مِثْلِ أَهْلِهِ وَمَالِهِ مَعَهُمْ۔))

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تم میں سے ہر ایک پر ایک وقت ایسا آئے گا جب تم مجھے دیکھ نہ سکو گے اور میرا دیدار تم کو تمہارے بال بچوں اور مال ودولت سے زیادہ محبوب ہوگا۔''

(۳۷۴۰) أخرجه مسلم: ۲۳۵۲

(۳۷۴۱) أخرجه مسلم: ۲۳٦٤

(٣٧٤٢)۔أَخْبَـرَنَا ابْنُ عَبْدِ الْقَاهِرِ ، أَنَا عَبْدُ الْغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدٍ ، أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى الْجُلُودِيُّ ، حَـدَّثَـنَـا إِبْـرَاهِيـمُ بْـنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ ، حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ ، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، عَنْ سُهَيْلٍ ، عَنْ أَبِيهِ ......

عَـنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: ((مِنْ أَشَدِّ أُمَّتِي لِي حُبًّا نَاسٌ يَكُونُونَ بَعْدِي يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ رَآنِي بِأَهْلِهِ وَمَالِهِ۔))

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے میرے ساتھ شدید ترین محبت رکھنے والے لوگ میرے بعد ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کی یہ تمنا ہوگی کہ اپنا مال واہل سب کچھ لٹا کر میرے دیدار سے مشرف ہو جائے۔''

(٣٧٤٢) أخرجه مسلم: ٢٨٣٢